سُنن ابُو داوُد
(اُردو)
www.KitaboSunnat.com
کتاب الطب
جلد چہارم
کتاب الأدب
تالیف
امام ابُوداؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ
ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ
تحقیق و تخریج
حافظ ابُوطاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ
نظرثانی، تنقیح و اضافہ
حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ
دارُالسّلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

© مكتبة دارالسلام، ١٤٢٨هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

مكتبة دارالسلام

سنن ابوداود باللغة الاردية الجزء الرابع / مكتبة دارالسلام - الرياض، ١٤٢٧ هـ

ص: ١٠٥٩ مقاس: ١٧×٢٤ سم

ردمك: ٠-٨-٩٩٢٧-٩٩٦٠

١- الحديث - سنن أ. العنوان

ديوي ٣٣٥,٤ ١٤٢٨/٢٩٣٠

رقم الإيداع: ١٤٢٨/٢٩٣٠

ردمك: ٠-٨-٩٩٢٧-٩٩٦٠

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب فون:4043432-4033962 1 00966 فیکس:4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.dar-us-salam.com

● طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون:4614483 1 00966 فیکس:4644945 ● الملز۔ الریاض فون:4735220 فیکس:4735221

● سویلم فون:2860422 1 00966 ● جدہ فون:6879254 2 00966 فیکس:6336270

● مدینہ منورہ موبائل:503417155 00966 فیکس:8151121 ● خمیس مشیط فون:2207055 7 00966 موبائل:0500710328

● الخبر فون:8692900 3 00966 فیکس:8691551

شارجہ فون:5632623 6 00971 فیکس:5632624

لندن فون:4885 539 208 0044 فیکس:208 5394889

امریکہ ❶ ہیوسٹن فون:7220419 713 001 فیکس:7220431

❷ نیویارک فون:6255925 718 001 فیکس:6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36۔ لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون:7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس:7354072

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون:7120054 فیکس:7320703

❸ موَن مارکیٹ اقبال ٹاؤن، لاہور فون:7846714

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) طارق روڈ کراچی

فون:4393936-21-0092 فیکس:4393937

Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون:051-2500237

جلد چہارم

سُنَن ابُو داؤد (اُردو)

كتاب الطب ——— كتاب الأدب

تالیف

امام ابُوداؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج

حافظ ابُوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح واضافہ

حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل

پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ

دارُالسّلام

کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیویارک

DARUSSALAM

فہرست مضامین (جلد چہارم)

علاج کی مشروعیت

٭ **الطب کی تعریف:** لغت میں طب کے معنی جسمانی وذہنی علاج اور دوا دارو کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اسے تمام مخلوقات سے اشرف بنا کر تمام مخلوقات کو اس کے تابع فرمان بنا دیا ہے۔ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف رہنے کے لیے صحت وتندرستی کی اشد ضرورت تھی لہٰذا پروردگار عالم نے بے شمار نعمتیں پیدا کیں۔ حلال اور مفید اشیاء کو کھانے کی اجازت دے کر مضر صحت، مضر عقل، مضر عزت وآبرو اشیاء سے منع کر دیا۔ البتہ پھر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے بیماری آ جائے تو اس کا علاج کرنا مشروع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: [مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً] (صحیح البخاری، الطب، باب ما انزل الله داء..... حدیث:۵۶۷۸) ''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا (علاج اور دوا) نازل کی ہے۔''

بیماری کے موافق دوا کا استعمال اللہ تعالیٰ کی مشیت سے شفا کا باعث بنتا ہے، لہٰذا ہر شخص کو صحت کے

حوالے سے مندرجہ ذیل چیزوں کو مدنظر رکھنا چاہیے: ① صحت کی حفاظت۔ ② مضر صحت چیزوں سے بچاؤ۔ ③ فاسد مادوں کا اخراج۔

ان تین چیزوں کو طب اسلامی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی اشارتاً موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵) ''جو شخص بیمار ہو یا مسافر ہو تو وہ (روزوں کی) گنتی دیگر ایام میں پوری کر لے۔''

چونکہ بیماری میں روزہ رکھنے سے بیماری کے بڑھنے کا خدشہ تھا نیز سفر چونکہ تھکاوٹ اور انسانی صحت کے لیے خطرہ کا سبب تھا' لہٰذا ان دو حالتوں میں روزہ چھوڑنے کی اجازت دے دی گئی تاکہ انسانی صحت کی حفاظت ممکن بنائی جا سکے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ﴾ (النساء: ۲۹) ''تم اپنی جانوں کو ہلاک مت کرو۔'' اس آیت کریمہ سے سخت سردی میں تیمّم کی مشروعیت کا استنباط کیا گیا ہے' چونکہ سخت سردی میں پانی کا استعمال مضر صحت ہو سکتا تھا اس لیے تیمّم کی اجازت دے دی گئی۔

تیسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ﴾ (البقرة: ۱۹۶) ''یا (مُحرِم کے) سر میں تکلیف ہو تو وہ فدیہ دے (اور سر منڈوالے۔'') اب اس آیت میں محرم شخص کو بوقت تکلیف سر منڈوانے کی اجازت دے دی گئی تاکہ فاسد مادوں سے نجات حاصل ہو سکے جو کہ صحت کے لیے مضر ہیں۔ اس طرح سے شریعت نے انسانی صحت کا مکمل خیال رکھا ہے۔

* **طب نبوی ﷺ کے چند لاجواب علاج:** طب نبوی میں ایسے نادر اور بے مثال علاج موجود ہیں جو متعدد بیماریوں کا شافی علاج ہیں۔

① **زمزم:** ارشاد نبوی ہے: [مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ] (سنن ابن ماجه' المناسك' باب الشرب من زمزم' حديث: ۳۰۶۲) ''زمزم کو جس مقصد اور نیت سے پیا جائے یہ اسی کے لیے موثر ہو جاتا ہے۔'' بے شمار لوگ اس نسخے سے موذی امراض سے نجات پا چکے ہیں۔

② **شہد:** ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل: ۶۹) ''ان کے پیٹ سے مشروب نکلتا ہے' جس کے رنگ مختلف ہیں' اس میں لوگوں کے لیے

شفا ہے۔''

③ **کلونجی** : رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:[فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ] (صحیح البخاری، الطب، باب الحبة السوداء، حدیث:٥٦٨٨)''سیاہ دانے (کلونجی) میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔''

آج کی جدید طب اور سائنسی تحقیقات نبیٔ اکرم ﷺ کے ان ارشادات کی تصدیق کر چکی ہیں۔ اور لاتعداد مریض ان سے شفایاب ہو رہے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٧) - **كِتَابُ الطِّبِّ** (التحفة ٢٢)

علاج کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - **باب الرَّجُلِ يَتَدَاوٰى** (التحفة ١)

باب:۱- علاج کرانے کی ترغیب

٣٨٥٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ فَجَاءَ الْأَعْرَابُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَنَتَدَاوٰى؟ فَقَالَ: «تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ: الْهَرَمُ».

۳۸۵۵- حضرت اسامہ بن شریک ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا (تو دیکھا کہ) آپ کے صحابہ (آپ کی مجلس میں) ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں (یعنی انتہائی باادب اور پرسکون تھے) چنانچہ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ ادھر ادھر سے بدوی لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوا دارو کر لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''دوا کیا کرو' بلاشبہ اللہ عزوجل نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی دوا بھی پیدا کی ہے' سوائے ایک بیماری کے یعنی بڑھاپا (اس کا کوئی علاج نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے علاج کرانے کی تلقین فرمائی ہے یہ علاج کرنا کرانا توکل کے خلاف نہیں۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی علاج کرایا ہے۔ ② بڑھاپا زندگی کا ایک فطری مرحلہ ہے جس میں قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اگر بڑھاپا طاری ہو جائے تو اس کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے

جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی ۔۔۔ اور جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا

٣٨٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٢٧٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٥٣ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٤٣٦، والترمذي، ح: ٢٠٣٨، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/٣٩٩، ووافقه الذهبي.

انسان کو بوقت ضرورت ادویات کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ وہ بالکل ہی عاجز نہ ہو جائے۔ ③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں انتہائی پرسکون ہو کر بیٹھتے تھے اور یہی ادب طلبۂ علم کے لیے ہے کہ اپنے اساتذہ کے سامنے باادب ہو کر بیٹھا کریں۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْحِمْيَةِ (التحفة ٢)

باب:۲- پرہیز اختیار کرنے کا بیان

٣٨٥٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنا أبُو دَاوُدَ وَأبُو عَامِرٍ - وَهٰذَا لَفْظُ أبي عَامِرٍ - عَنْ فُلَيْحِ بنِ سُلَيْمانَ، عَنْ أيُّوبَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ صَعْصَعَةَ الأنْصَارِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بنِ أبي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ المُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الأنْصَارِيَّةِ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ، وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا، وَقامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ، فَطَفِقَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ: «مَهْ إنَّكَ نَاقِهٌ» حَتّٰى كَفَّ عَلِيٌّ، قالَتْ: وَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَسِلْقًا، فَجِئْتُ بِهِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَاعَلِيُّ! أصِبْ مِنْ هٰذَا فَهُوَ أنْفَعُ لَكَ».

۳۸۵۶- حضرت ام منذر (سلمیٰ) بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے جو بیماری سے اٹھے تھے اور کمزور تھے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ان سے کھانے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے کے لیے اٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”رک جاؤ! تم ابھی کمزور ہو۔“ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (کھانے سے) رک رہے۔ ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے جو اور چقندر پکائے اور آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علی! لو یہ تمہارے لیے مفید ہے۔“

قالَ أبُو دَاوُدَ: قالَ هَارُون: قالَ أبُو دَاوُدَ: الْعَدَوِيَّةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: (میرے شیخ) ہارون (بن عبداللہ) نے (اپنے شیخ) ابوداود سے ام منذر کے بارے میں نقل کیا کہ یہ ”عدویہ“ (بنوعدی کی خاتون) ہیں۔

فوائد و مسائل: ① انسان کو جن چیزوں کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے نقصان دہ ہیں یا بیماری کا

٣٨٥٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحمية، ح:٢٠٣٧، وابن ماجه، ح:٣٤٤٢ من حديث أبي داود وأبي عامر به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/٤٠٧، ووافقه الذهبي.

سبب بن سکتی ہیں اسے ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بیمار انسان کو صحت یابی کے لیے خصوصی طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔ اور معالج کو بھی چاہیے کہ اپنے زیر علاج مریض کو ضروری پرہیز کی نشاندہی کرے اور مریض اس پر عمل کرے۔ ④ سیدہ سلمیٰ ام منذر رضی اللہ عنہا ان باسعادت صحابیات میں سے ہیں جنہیں بیعت رضوان میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

(المعجم ٣) - **بَاب الْحِجَامَةِ** (التحفة ٣)

باب:۳-سینگی لگوانے کا بیان

٣٨٥٧- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إنْ كانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فالْحِجَامَةُ».

۳۸۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری دواؤں میں جن سے تم علاج کرتے ہو اگر کوئی بہتر دوا ہے تو (ان میں سے ایک) سینگی لگوانا ہے۔“

فائدہ: جسم کے کسی حصے میں خون کا دباؤ بڑھ جانے یا اس میں جوش آ جانے کی صورت میں جلد کو نشتر کے ساتھ گود کر خاص انداز سے خون کھینچا جاتا تھا اور یہ عرب میں ایک معروف طریق علاج تھا جو طب قدیم میں خصوصاً عربوں کے ہاں ہمیشہ سے مستعمل رہا ہے۔ اب مغرب میں بھی بعض ہسپتالوں میں اس طریق علاج سے استفادہ کیا جا رہا ہے اور اس کی تعلیم و تربیت کا نظام بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ اس طریق علاج سے خون کی گردش' انسان کے جسم کے اندر قائم برقی مقناطیسی سسٹم کی خرابیاں درست ہو جاتی ہیں۔

٣٨٥٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعْنِي ابنَ حَسَّانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي المَوَالِي: حَدَّثَنا فَائِدٌ مَوْلَى عُبَيْدِالله بنِ عَلِيِّ بنِ أبي رَافِعٍ عنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِالله بنِ عَلِيِّ بنِ أبي رَافِعٍ، عنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى خَادِمِ رَسُولِ الله ﷺ قالَتْ: مَا كانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ وَجَعًا

۳۸۵۸- حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا (زوجہ ابو رافع رضی اللہ عنہ) جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں' بیان کرتی ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس سر درد کی شکایت لے کر آتا تو آپ اسے فرماتے: ”سینگی لگواؤ“ اور جو کوئی پاؤں کے درد کی تکلیف بتاتا تو آپ فرماتے: ”مہندی لگاؤ۔“

٣٨٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٤٧٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٩٩.

٣٨٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في التداوي بالحناء، ح: ٢٠٥٤، وابن ماجه، ح: ٣٥٠٢ من حديث فائد به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * عبيدالله بن علي لين الحديث (تقريب).

بي رأْسِهِ إِلَّا قالَ: «احْتَجِمْ»، وَلَا وَجَعًا في رِجْلَيْهِ إِلَّا قالَ: «اخْضِبْهُمَا».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم مردوں کو بغرض علاج پاؤں میں مہندی لگالینا جائز ہے۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ (التحفة ٤)

باب:۴-کس جگہ سینگی لگوائی جائے

٣٨٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عنِ ابنِ ثَوْبَانَ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي كَبْشَةَ الأَنْمَارِيِّ، قالَ كَثِيرٌ: إِنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوَى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ».

۳۸۵۹-حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے سر کے بالائی حصے اور دونوں کندھوں کے درمیان سینگی لگوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ’’جس کسی نے ان مقامات سے خون کے کچھ حصے بہا دیے تو وہ کسی بیماری کے لیے کوئی اور دوا نہ بھی لے تو اسے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔‘‘

٣٨٦٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ يَعْنِي ابنَ حَازِمٍ: أخبرنا قَتَادَةُ عنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ ثَلَاثًا في الأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ.

۳۸۶۰-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین مرتبہ سینگی لگوائی گردن کی دونوں جانب کی رگوں پر اور کندھوں کے درمیان (کمر کے اوپر شروع میں۔)

قالَ مَعْمَرٌ: احْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِي حَتَّى كُنْتُ أُلَقَّنُ فاتِحَةَ الْكِتَابِ في صَلَاتِي، وَكَانَ احْتَجَمَ عَلَى هَامَتِهِ.

معمر کہتے ہیں: میں نے سینگی لگوائی تو میرا حافظہ جاتا رہا حتی کہ مجھے نماز میں فاتحہ پڑھنے میں بھی لقمہ دیا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنی کھوپڑی پر (غلط جگہ پر) سینگی لگوائی تھی۔

فائدہ: سینگی لگوانا ایک مفید اور قابل عمل طریقۂ علاج ہے مگر اس شخص کے لیے جسے ماہر فن طبیب مشورہ دے' غلط

٣٨٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب موضع الحجامة، ح: ٣٤٨٤ من حديث الوليد ابن مسلم به، ولم يصرح بالسماع المسلسل.

٣٨٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحجامة، ح: ٢٠٥١، وابن ماجه، ح: ٣٤٨٣ من حديث جرير بن حازم به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * قتادة مدلس وعنعن.

جگہ یا نہ جاننے والے سے سینگی لگوانے میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

(المعجم ٥) - **باب مَتَى تُسْتَحَبُّ الْحِجَامَةُ؟** (التحفة ٥)

باب:٥-کن تاریخوں میں سینگی لگوانا مستحب ہے؟

٣٨٦١- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عنْ سُهَيْلٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ».

٣٨٦١-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سترہ، انیس اور اکیس تاریخ (قمری) کو سینگی لگوائے اسے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔“

فائدہ: ان تاریخوں کا تعلق امر غیب سے ہے۔ ہم اس کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے۔ ان پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ ان تواریخ کا اہتمام کرنا مستحب ہے اور قدیم اطباء کا بھی اجماع ہے کہ دوسرا نصف پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

٣٨٦٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرني أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بنُ عَبْدِالْعَزِيزِ: أخبرتني عَمَّتِي كَيِّسَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ؛ أَنَّ أَبَاهَا كانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عنِ الحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَأُ».

٣٨٦٢-حضرت کیّسہ بنت ابی بکرہ ؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد حضرت ابوبکرہ ؓ منگل کے روز سینگی لگوانے سے منع کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”منگل کا دن خون کا دن ہے اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں خون نہیں رکتا۔“

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ** (التحفة ٦)

باب:٦-فصد کھلوانے اور سینگی لگوانے کی جگہ کا بیان

٣٨٦٣- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

٣٨٦٣-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ

٣٨٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢١٠، ووافقه الذهبي.

٣٨٦٢ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به * عمة بكار لا يعرف حالها.

٣٨٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٥، والنسائي في الكبرى، ح: ٧٥٩٧ من حديث هشام به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٦٠، ولبعضه شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ١٨٣٧ وغيره.

أخبرنا هِشَامٌ عنْ أبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ عَلَى وَرِكِهِ مِنْ وَثْيءٍ كانَ بِهِ.

رسول اللہ ﷺ نے درد کی وجہ سے اپنی سرین پر سینگی لگوائی تھی۔

فائدہ: بغرض علاج ستر کا کوئی حصہ کھولنا پڑے، تو جائز ہے۔

٣٨٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعمَشِ، عنْ أبي سُفْيَانَ، عنْ جَابِرٍ قالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ إلَى أُبَيٍّ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا.

٣٨٦٤- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابی بن کعب ؓ کی طرف ایک معالج بھیجا جس نے ان کی رگ کاٹی۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے لیکن اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ ''رگ کاٹنے کے بعد اس جگہ کو داغا۔'' (دیکھیے: صحیح مسلم، السلام، حدیث: ٢٢٠٧) ② اسلامی معاشرے میں ایسے افراد مہیا کیے جانے ضروری ہیں جو ان کی بنیادی اہم ضروریات میں ان کے کام آئیں بالخصوص طبیب اور ڈاکٹر۔ ③ معالج ماہر فن کے علاج اور اسلوب علاج پر اعتماد کیا جانا چاہیے۔ ④ جب تک ممکن ہو خفیف درجہ سے علاج شروع کرنا چاہیے۔ فائدہ نہ ہو تو اس کے بعد کا درجہ اختیار کیا جائے۔ یعنی پہلے علاج بالغذاء پھر دوا، پہلے مفرد پھر مرکب۔ پھر سینگی اور آخر میں رگ کاٹنا اور اس کے بعد ہے داغ دینا۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الْكَيِّ (التحفة ٧)

باب: ٧- داغنے کا بیان

٣٨٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ ثَابِتٍ، عنْ مُطَرِّفٍ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْكَيِّ فاكْتَوَيْنَا فَمَا أفْلَحْنَ وَلَا أنْجَحْنَ.

٣٨٦٥- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے داغنے سے منع فرمایا ہے، پس ہم نے داغ لگوائے مگر یہ کامیاب رہے نہ مفید ثابت ہوئے۔

٣٨٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٧ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٣٨٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وأصله عند مسلم، ح: ١٢٢٦/ ١٦٧ من حديث مطرف به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ يَسْمَعُ تَسْلِيمَ الْمَلَائِكَةِ، فَلَمَّا اكْتَوَى انْقَطَعَ عَنْهُ فَلَمَّا تَرَكَ رَجَعَ إِلَيْهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران ملائکہ کا سلام سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے داغ لگوائے تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر جب چھوڑ دیا تو پھر سے سلام سننے لگے۔

٣٨٦٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوَى سَعْدَ بنَ مُعَاذٍ مِنْ رَمِيَّتِهِ.

٣٨٦٦- حضرت جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کو تیر لگنے کے باعث جو زخم آیا تھا' نبی ﷺ نے اس کو داغ لگوایا تھا۔

فائدہ: داغ لگوانا سب سے آخری علاج ہے۔ اس سے پہلے دیگر طریقے ضرور آزمائے جائیں کوئی چارۂ کار باقی نہ رہے تو داغنے کی اجازت ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں منع کا معنی یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي السُّعُوطِ (التحفة ٨)

باب:٨- ناک میں دوا ڈالنے کا بیان

٣٨٦٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: أخبرنا أَحْمَدُ بنُ إِسْحَاقَ: أخبرنا وُهَيْبٌ عنْ عَبْدِ الله بنِ طَاوُسٍ، عنْ أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَعَطَ.

٣٨٦٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناک میں دوا ڈالی تھی۔

فائدہ: صحیح قول کے مطابق روزے کی حالت میں آنکھوں اور کانوں میں دوائی کے قطرے ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا' کیونکہ اسے عرف عام یا اصطلاح شریعت میں کھانا پینا نہیں کہتے اور نہ اس حالت میں دوائی کھانے پینے کے راستے ہی میں داخل کی جاتی ہے' البتہ اگر دن کی بجائے رات کو دوائی استعمال کر لی جائے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي النُّشْرَةِ (التحفة ٩)

باب:٩- منتروں کا بیان

٣٨٦٦_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح:٢٢٠٨ من حديث أبي الزبير، وأحمد: ٣/ ٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به.

٣٨٦٧_ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب السعوط، ح:٥٦٩١، ومسلم، المساقاة، باب حل أجرة الحجامة، ح:١٢٠٢/ ٦٥ بعد، ح: ١٥٧٧ من حديث وهيب به.

٣٨٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا عَقِيلُ بنُ مَعْقِلٍ قالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بنَ مُنَبِّهٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ: «هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ».

٣٨٦٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نشرہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا "یہ شیطانی عمل ہے۔"

توضیح: جن یا جادو اتارنے کے لیے شرکیہ اور جاہلانہ منتر پڑھنا پڑھوانا نشرہ کہلاتا ہے جو حرام اور ناجائز ہے۔ اس مقصد کے لیے آیات قرآنیہ ماثور دعائیں اور مسنون اذکار اختیار کیے جائیں جو جائز اور مطلوب عمل ہے جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ پر جادو ہوا تو معوذتین ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل أعوذ بربّ الناس﴾ نازل کی گئی تھیں۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي التِّرْيَاقِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- ترياق کا بیان

فائدہ: ایسی ادویات جو زہر کی سُمّیت دور کرنے والی ہوں "تریاق" کہلاتی ہیں۔ ان میں سے بعض میں حرام اشیاء بھی استعمال ہوتی ہیں۔

٣٨٦٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: أخبرنا سَعِيدُ بنُ أبي أيُّوبَ: حَدَّثَنا شُرَحْبِيلُ بنُ يَزِيدَ المَعَافِرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا أُبَالِي ما أَتَيْتُ إنْ أنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي».

٣٨٦٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے: "مجھے کوئی پروا نہیں جو چاہے کرتا پھروں اگر میں تریاق پیوں یا منکے لٹکاؤں یا اپنی طرف سے شعر کہوں۔"

قالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا كانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ تریاق کا استعمال نہ کرنا

٣٨٦٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير: ٧/ ٥٣ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ٣/ ٢٩٤.

٣٨٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٣ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به * عبدالرحمن بن رافع ضعيف، وللحديث طريق آخر ضعيف عند الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد: ٥/ ١٠٣، ومجمع البحرين، ح: ٤١٨٤).

وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التِّرْيَاقَ .

نبی ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اور تریاق کے استعمال میں علماء کی ایک جماعت نے رخصت دی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم افرادامت کے لیے مسلمان متقی طبیب کے مشورے سے محض جان بچانے کے لیے بشرطیکہ جان کا بچ جانا یقینی ہو تو تریاق جیسی مشکوک چیزوں کا استعمال مباح ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرة:۱۷۳) ② تمیمہ: کوڑیوں، درندوں کے ناخنوں، ان کی ہڈیوں وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو جسم پر لٹکائی جاتی ہیں (سندھی) کوڑیوں وغیرہ کو لٹکانے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ آفات اور بیماریوں کو دفع کرتی ہیں۔ یہ اعتقاد شرک پر مبنی ہے۔ (خطابی) قاضی ابوبکر العربی نے ترمذی کی شرح میں کہا ہے کہ قرآن مجید (یا اس کی کوئی آیت) لٹکانا سنت کا طریق نہیں۔ سنت، قرآن کا پڑھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے لٹکانا نہ سنت ہے، نہ اسے ذکر ہی کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ علامہ سندھی اور علامہ خطابی وغیرہ قرآن یا اسمائے حسنیٰ وغیرہ لٹکانے کو منع کے حکم میں شامل نہیں سمجھتے۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات (یا ادعیہ) کے ذریعے سے استعاذہ درحقیقت اللہ ہی سے استعاذہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے کسی ہار یا قلادہ کے اندر تعویذ لٹکانے سے منع کیا ہے تو اس وجہ سے کہ ایسے تعویذ بعض اوقات عربی کی بجائے دوسری زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں جن کا مفہوم سمجھنا ممکن نہیں ہوتا اور خطرہ ہے کہ ان میں جادو وغیرہ نہ ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود، کتاب الطب، باب فی التریاق) ③ قرآن مجید کی رو سے شعر کہنا پیغمبر کی شان نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ (یٰس:۶۹) ''اور نہیں سکھایا ہم نے ان کو شعر کہنا اور یہ ان کے لائق نہیں۔'' کسی اور کا ایسا شعر نقل کرنا جو حق کا ترجمان ہو یا سچائی پر مبنی ہو یا دفاع اسلام کے لیے کہے گئے اشعار سننا الگ بات ہے ان پر شعر گوئی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ [أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ۔ أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب] وغیرہ کا آپ کی زبان سے جاری ہو جانا بلاقصد شعری جملے تھے۔

(المعجم ۱۱) - بَابٌ: فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- مکروہ ادویات کا استعمال

۳۸۷۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ .

۳۸۷۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث دواؤں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

۳۸۷۰ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما جاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، ح: ۲۰۴۵، وابن ماجه، ح: ۳۴۵۹ من حديث يونس بن أبي إسحاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴/ ۴۱۰، ووافقه الذهبي.

فائدہ: ''خبیث'' سے مراد حرام اشیاء ہیں' ان سے علاج کرنا حرام ہے۔ خیال رہے کہ مرض استسقاء میں ''اونٹوں کا پیشاب'' بطور دوا خود رسول اللہ ﷺ نے تجویز فرمایا تھا اس لیے اس کو خبیث ادویات میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

٣٨٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عُثْمَانَ: أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا.

٣٨٧١- حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان ؓ سے مروی ہے کہ ایک معالج نے نبی ﷺ سے مینڈک کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسے دوا میں ڈال لیا کرے تو نبی ﷺ نے اس (طبیب) کو مینڈک کے قتل کرنے سے منع کر دیا۔

فائدہ: مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا دوا وغیرہ میں استعمال بھی حرام ہے۔ اگرچہ یہ پانی کا جانور ہے مگر ہفتوں اور مہینوں پانی کے بغیر بھی زندہ رہتا ہے اس لیے مچھلی کے حکم سے خارج ہے۔

٣٨٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَسَا سُمًّا فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

٣٨٧٢- حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زہر پیا (تو آخرت میں) اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ابدالآباد تک پیتا رہے گا۔''

فائدہ: مہلک اشیاء کا استعمال بھی مکروہ اور حرام ہے۔ نیز خودکشی کرنے والے کو اگر اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے معاف نہ فرمایا تو وہ ابدی طور پر جہنم میں رہے گا اور ہلاکت کے آلہ (یا دوا) کے ذریعے اسے مسلسل عذاب ملتا رہے گا۔

٣٨٧٣- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

٣٨٧٣- حضرت طارق بن سوید یا سوید بن طارق

٣٨٧١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الصيد، باب الضفدع، ح: ٤٣٦٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤١١، ووافقه الذهبي * سعيد هو ابن خالد بن عبدالله بن قارظ.

٣٨٧٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، ح: ٢٠٤٤ من حديث أبي معاوية به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ٢٥٤، ورواه البخاري، ح: ٥٧٧٨، ومسلم، ح: ١٠٩ من حديث الأعمش به.

٣٨٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر وبيان أنها ليست بدواء، ح: ١٩٨٤ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ ذَكَرَ طَارِقُ بنُ سُوَيْدٍ، أَوْ سُوَيْدُ بنُ طَارِقٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عن الْخَمرِ فَنَهَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَنَهَاهُ، فقال لَهُ: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنَّهَا دَوَاءٌ. قال النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ».

رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے شراب کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا' اس نے پھر سوال کیا تو آپ نے منع فرمایا' تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ دوا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ یہ بیماری ہے۔''

فائدہ: شراب اور اس سے مخلوط اشیاء سے علاج حرام ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ غیر مسلم معالجین نے حرام اور مکروہ اشیاء سے مرکب ادویہ کو اس قدر عام کیا ہے اور ان کی شہرت کر دی ہے کہ عوام وخواص ان کے استعمال میں کوئی کراہت محسوس نہیں کرتے۔ مسلمان حکام' اداروں اور تنظیموں کا شرعی فریضہ ہے کہ اس میدان میں خالص حلال اور پاکیزہ ادویہ متعارف کرائیں اور عام مسلمان کو بھی صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے حرام اور مشکوک ادویہ کے استعمال سے بچنا چاہیے اور ان کی بجائے پاکیزہ اور غیر مشکوک ادویہ استعمال کرنی چاہییں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:٢) ''اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ اس کے لیے (تنگی سے نکلنے کی) کوئی راہ پیدا فرما دے گا۔'' اور اگر کوئی مخلص طبیب کسی مرض میں اپنے عجز کا اظہار کرے اور شراب ہی کو علاج سمجھے تو جان بچانے کے لیے' بشرطیکہ جان کا بچ جانا یقینی ہو تو اس صورت میں اس کا استعمال مباح ہوگا۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرة:١٧٣)

٣٨٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً، فَتَدَاوَوْا

٣٨٧٤- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اتاری ہے تو دوا بھی نازل فرمائی ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا ہے' لہٰذا دوا استعمال کیا کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو۔''

٣٨٧٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٢٨٤٧ * إسماعيل بن عياش عنعن، وثعلبة بن مسلم مستور، ولبعض الحديث شاهد صحيح، تقدم، ح: ٣٨٥٥، وانظر الحديث السابق.

وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دوسری احادیث سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ حرام اشیاء مثلاً شراب اور نشہ آور اشیاء اور زہروں وغیرہ سے علاج جائز نہیں۔

(المعجم ۱۲) - بَابٌ: فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ (التحفة ۱۲)

باب:۱۲- عجوہ کھجور کا بیان

فائدہ: مدینہ منورہ کے علاقے میں پائی جانے والی ایک خاص قسم کی عمدہ کھجور کا نام ''عجوہ'' ہے۔

۳۸۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن سَعْدٍ قالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُولُ الله ﷺ يَعُودُنِي، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا في فُؤَادِي فقال: «إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْؤُودٌ، ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ، فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ المَدِينَةِ، فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ».

۳۸۷۵-حضرت سعد (بن ابی وقاص) ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بہت سخت بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میری چھاتی کے درمیان رکھا' حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم دل کے مریض ہو' بنو ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ' وہ طبابت کرتا ہے' اسے چاہیے کہ مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں لے کر انہیں گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور پھر تمہیں کھلا دے۔''

ملحوظہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے' لیکن عجوہ کھجور میں شفا ہونے کے بارے میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں' ان میں سے حضرت عائشہ ؓ کی روایت بھی ہے جو صحیح مسلم (الاشربۃ' حدیث: ۲۰۴۸) میں مروی ہے۔ دوسری زہر اور جادو سے بچاؤ کے لیے اگلی حدیث میں عجوہ کا ذکر ہے' جو صحیحین میں مروی ہے۔ تاہم ادویہ تیار کرنا اور مناسب خوراکوں سے استعمال کرانا مہارت کا کام ہے' اسی لیے حاذق طبیب کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

۳۸۷۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ

۳۸۷۶-جناب عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص

۳۸۷۵ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ۳/ ۱٤٦، ۱٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به ✽ ابن أبي نجيح وتلميذه عنعنا، وله طريق ضعيف عند الطبراني في الكبير: ٦/ ٥٠، وسنده منقطع.

۳۸۷٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر، ح: ٥٧٦٩، ومسلم، الأشربة، باب فضل تمر المدينة، ح: ۲۰٤٧ من حديث أبي أسامة به.

عن عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ».

صبح کو عجوہ کھجور کے سات دانے کھالے اسے اس دن کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں دے گا۔"

فائدہ: علامہ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عجوہ کھجور کا یہ فائدہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الْعِلَاقِ (التحفة ١٣)

باب:١٣-حلق کی تکلیف کا علاج انگلی سے گلے اٹھا کر کرنا

٣٨٧٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَحَامِدُ بنُ يَحْيَى قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فقال: «عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ؟، عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ، يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ».

٣٨٧٧-حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ (چونکہ اس کے حلق میں تکلیف تھی تو) میں نے اس کے لٹکے ہوئے گلے انگلی سے اوپر کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے بچوں کے گلے لٹکنے کا علاج انگلی سے کیوں کرتی ہو؟ عود ہندی اختیار کرلو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک "ذات الجنب" (پہلو کا درد بھی) ہے (جس میں یہ مفید ہے) حلق کی تکلیف میں اسے ناک میں ٹپکایا جاتا ہے اور پہلو کے درد میں پانی کے ساتھ کھلایا جاتا ہے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِالْعُودِ: الْقُسْطَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عود سے مراد قسط ہے۔

فائدہ: بچوں کو بالعموم کوا گرنے یا گلے پڑنے کی تکلیف ہوتی رہتی ہے۔ طب نبوی میں اس کا علاج قسط ہے۔ قسط کو ہندی میں "کٹ" اور لاطینی میں اسے (Costas Arabicus) کہتے ہیں۔ یہ نہایت خوشبودار اور طویل بوٹی کی جڑ ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الْكُحْلِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- سرمے کا بیان

٣٨٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ:

٣٨٧٨-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

٣٨٧٧- تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب اللدود، ح:٥٧١٣، ومسلم، السلام، باب التداوي بالعود الهندي وهو الكست، ح:٢٢١٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٨٧٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب [ماجاء] ما يستحب من الأكفان، ح:٩٩٤، ◄◄

حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُم الْبَيَاضَ فإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكم، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُم، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُم الإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کپڑے سفید پہنا کرو، یہ تمہارے سب لباسوں میں بہتر لباس ہے‘ اسی میں اپنی میتوں کو کفن دیا کرو اور تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے جو بینائی کو تیز کرتا اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔‘‘

فائدہ: ’’اثمد‘‘ خاص اصفہانی سرمہ ہے جو سرخی مائل ہوتا ہے اور حجاز میں ملتا ہے۔

(المعجم ١٥) - باب مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵-نظر لگ جانے کا بیان

٣٨٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ ابنِ مُنَبِّهٍ قال: هٰذَا مَا حَدَّثَنا أَبُو هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «وَالْعَيْنُ حَقٌّ».

۳۸۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا‘ آپ نے فرمایا: ’’نظر لگ جانا حق ہے۔‘‘

٣٨٨٠- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ المَعِينُ.

۳۸۸۰- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس شخص کی نظر لگتی اسے حکم دیا جاتا تھا کہ وضو کر کے (وضو کا پانی) دے‘ پھر اس سے بیمار کو (جسے نظر لگی ہو) غسل کرایا جاتا تھا۔

فائدہ: اگر انسان کسی دوسرے کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرے تو نیک خواہش کا مثبت اثر دوسرے پر ہوتا ہے۔ اسی طرح بری خواہش‘ حسد وغیرہ کے منفی اثرات بھی شدت سے دوسروں پر مرتب ہوتے ہیں۔ جدید نفسیات

◄◄ وابن ماجه، ح: ٣٥٦٦ من حديث ابن خثيم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وسيأتي، ح: ٤٠٦١.

٣٨٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: العين حق، ح: ٥٧٤٠، ومسلم، السلام، باب الطب والمرض والرقى، ح: ٢١٨٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق (جامع معمر)، ح: ١٩٧٧٨، ومسند أحمد: ٢/ ٣١٩، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١٣١ كلهم بإسقاط الواو من أول الحديث.

٣٨٨٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٥١ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * الأعمش وإبراهيم عنعنا.

میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ایک انسان اپنے ارادے' خواہش اور توجہ کے ذریعے سے دوسرے پر بہت جلد اثر انداز ہوسکتا ہے۔نظر لگنے کی صورت بھی یہی ہے کہ کسی کی خوبی دیکھ کر بعض نفوس میں جو جذبہ حسد پیدا ہو جاتا ہے' اگر وہ شدید ہو اور حسد محسوس کرنے والا سخت اور قوی ارادے کا رجحان رکھتا ہو تو اس حسد کی وجہ سے دوسرے پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔عموماً چونکہ دوسرے کی خوبیاں آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں اور دیکھتے ہی فوراً حسد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اسی لیے اس کو اکثر زبانوں میں ''نظر لگنے'' یا اس کے ہم معنی الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حافظ ابن القیم ؒ کی کتاب "الطب النبوی" کے انگریزی ترجمے کے ایڈیٹر نومسلم سکالر عبدالرحمٰن عبداللہ (سابقہ ریمنڈ جے' مینڈیرولا' فورڈہیم یونیورسٹی' یو ایس اے "Raymond J.Monderola, Fordham University, U.S.A") نے اس حوالے سے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ برائی کی قوت مختلف چیزوں یا لوگوں کو خفیہ طور پر اپنا آلۂ کار بنا کر ان کے ذریعے سے انسانوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔مغربی معاشرے میں اس کا مظاہرہ سکول کے کم سن بچوں کی طرف سے اپنے ہم جماعتوں کے اجتماعی قتل' ایک انسان کی طرف سے بغیر دشمنی کے یکے بعد دیگرے بیسیوں قتل' بچوں پر مجرمانہ تشدد اور ایسی فلموں کی صورت میں سامنے آتا ہے جس میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے انسانوں کو واقعتاً قتل کر کے فلمیں (Snuff movies) بنائی جاتی ہیں۔اگر یہ نہ مانا جائے کہ برائی کی قوت انسان کو اپنا آلۂ کار بنا کر یہ کام کراتی ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ سب کچھ انسان کی اپنی فطرت میں شامل ہے۔مسلمانوں کو یہی بتایا گیا ہے کہ برائی کی ان قوتوں سے اللہ کی پناہ حاصل کریں۔

(Medicine of Prophet by Ibn- Qayyim Al-Jauziyah, footnote:157)

رسول اللہ ﷺ نے اس غرض سے بہت سی دعائیں بتائی اور مانگی ہیں۔ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے: [اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] (صحیح البخاری' احادیث الأنبیاء' باب :۱۰' حدیث:۳۳۷۱' وابو داود' حدیث:۴۷۳۷) رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی حکم ہے کہ جس کسی کی نظر لگ جاتی ہو وہ اچھی چیز یا انسان کو دیکھتے ہی اس کے لیے برکت کی دعا کرے۔(موطأ امام مالك' کتاب العین' باب الوضوء من العین) اگر کسی شخص پر نظر بد کے اثرات شدید ہوں تو اس کا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ جس شخص کی نظر لگی ہو وہ وضو کرے اور تہہ بند وغیرہ کا وہ حصہ جو کمر کے ساتھ لگا ہوتا ہے اسے دھوئے۔(فتح الباری' کتاب الطب' باب العین حق) اور یہ مستعمل پانی متأثرہ شخص پر پھینکا جائے۔(موطأ حوالہ مذکور) ابوداود کی یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس کی مؤید صحیح روایتیں موجود ہیں جس طرح کہ موطأ کی روایت جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔

یہ ایک روحانی علاج ہے۔یہ کیسے کامیاب ہوتا ہے اس کا جاننا ضروری نہیں لیکن اتنی بات سمجھی جا سکتی ہے کہ وضو کے ذریعے سے انسان کو عمداً یا خطأً سرزد ہونے والے منفی امور کے اثرات سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ان منفی امور کے نتائج بد سے پناہ حاصل کرنے کا ایک طریق ہے کہ جس کی نظر لگ گئی اس نے جب خود وضو کے ذریعے سے

ان امور سے پناہ حاصل کی اور وضو کے پانی نے ان کا ازالہ کر دیا تو جس دوسرے انسان پر اس کے منفی جذبے کا اثر ہوا ہو اگر وہ اپنے اوپر یہی پانی گرا لے تو یہ اثر بدرجہ اولیٰ زائل ہو جائے گا۔

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: فِي الغَيْلِ**

(التحفة ١٦)

باب:١٦- دودھ پلاتی عورت سے مباشرت کا مسئلہ

٣٨٨١- **حَدَّثَنا** الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ عن أَبِيهِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بنِ السَّكَنِ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم سِرًّا فِإنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ».

۳۸۸۱- حضرت اسماء بنت یزید بن سکن ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اپنی اولادوں کو مخفی طریقے سے قتل مت کرو۔ بلاشبہ دودھ پینے کے ایام میں عورت سے مباشرت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بچہ (بڑا ہو کر جب گھڑسواری کرتا ہے تو) گھوڑے سے گر جاتا ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے بالمقابل درج ذیل حدیث صحیح ہے۔ یعنی یہ اثر ہونا کوئی ضروری نہیں ہے' اس لیے شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں۔

٣٨٨٢- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ نَوْفَلٍ قالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عن جُدَامَةَ الأَسَدِيَّةِ؛ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عن الْغِيلَةِ حَتَّى ذُكِرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ».

۳۸۸۲- حضرت عائشہ ؓ حضرت جدامہ اسدیہ ؓ سے بیان کرتی ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میرا ارادہ ہوا کہ دودھ پلانے کے ایام میں مباشرت سے منع کر دوں مگر مجھے یاد دلایا گیا کہ رومی اور فارسی لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے۔''

قال مَالِكٌ: الْغِيْلَةُ: أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

امام مالک ؒ نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ جس زمانے میں عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کا شوہر اس

٣٨٨١ـ تخريج: [**ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الغيل، ح: ٢٠١٢ من حديث مهاجر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٠٤ * مهاجر وثقه ابن حبان وحده.

٣٨٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكراهة العزل، ح: ١٤٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٧، ٦٠٨.

سے مباشرت کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام رضاعت میں بیوی سے ہم بستری کرنا جائز ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧-تعویذ گنڈے لٹکانا

٣٨٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن يَحْيَى بنِ الْجَزَّارِ، عن ابنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ الله، عن زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ». قالَتْ قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هٰذا، وَالله! لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ، فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلٰى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِينِي، فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ. فقالَ عَبْدُ الله: إِنَّمَا ذٰلِكِ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَما كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا».

٣٨٨٣-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”دم جھاڑ گنڈے منکے اور جادو کی چیزیں یا تحریریں شرک ہیں۔“ ان کی اہلیہ نے کہا: آپ یہ کیوں کر کہتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ درد کی وجہ سے گویا نکلی جاتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی اور وہ مجھے دم کرتا تھا۔ جب وہ دم کرتا تو میرا درد رک جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ شیطان کی کارستانی ہوتی تھی۔ وہ تیری آنکھ میں اپنی انگلی مارتا تھا، تو جب وہ (یہودی) دم کرتا تو (شیطان) باز آ جاتا تھا۔ حالانکہ تجھے یہی کچھ کہنا کافی تھا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے: [أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ”اے لوگوں کے رب! دکھ دور کر دے، شفا عنایت فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کہیں کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عنایت فرما جو کوئی دکھ باقی نہ رہنے دے۔“

فوائد و مسائل: ① ”رقیة“ یعنی دم جھاڑ پھونک جو کفریہ اور شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوں کرنا کرانا حرام اور شرک ہے، البتہ قرآن کریم کی آیات اور مسنون دعاؤں سے دم کرنا سنت اور باعث اجر ہے۔ نیز ایسے کلمات جن میں شرک و کفر کا کوئی شک شبہ نہ ہو اور تجربے سے مفید ثابت ہوئے ہوں، ان سے دم کرنا جائز ہے۔ ② [التمائم جمع

٣٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب تعليق التمائم، ح: ٣٥٣٠ من حديث الأعمش به، وهو مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن حبان، ح: ١٤١٢، والحاكم: ٤/ ٤١٧، ٤١٨.

تمیمة: وھی خرزات کانت العرب تعلّقھا علی أولادھم یتقون بھا العین فی زعمھم] (النھایة لابن الأثیر، ج:۱) ''یعنی وہ منکے جو عرب لوگ اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے پہناتے تھے تمیمہ اور تمائم کہلاتے ہیں۔'' اس معنی میں وہ کوڑیاں، منکے، پتھر، لوہا، چھلے، انگوٹھیاں، لکڑی اور دھاگے وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں جو جاہل لوگ بغرض علاج پہنتے پہناتے ہیں۔ اس میں وہ تعویذات بھی آتے ہیں جو کفریہ، شرکیہ اور غیر شرعی تحریروں پر مشتمل ہوں، لیکن ایسے تعویذات جو آیات قرآنیہ اور مسنون دعاؤں پر مشتمل ہوں انہیں ''تمیمہ'' کہنا قرآن وسنت کی ہتک ہے۔ اس پاکیزہ کلام کو یہ برا نام دینا ناروا غلو ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم یا دعائیں لکھ کر لٹکانا رسول اللہ ﷺ سے کسی طرح ثابت نہیں حالانکہ اس دور میں کاغذ، قلم، سیاہی اور کاتب سبھی مہیا تھے اور مریض بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتے تھے مگر آپ نے کبھی کسی کو یہ طریقۂ علاج ارشاد نہیں فرمایا۔ آپ نے انہیں دم کیا یا مختلف اذکار بتائے یا کوئی مادی علاج تجویز فرما دیا۔ آیات یا دعاؤں کو بطور تعویذ لٹکانا بعد کی بات اور اختلافی مسئلہ ہے۔ (ابن قیم: الطب النبوی، الرقیة) علمائے سنت کا ایک گروہ اس کا قائل و فاعل رہا ہے اور دوسرا انکاری۔ (ملاحظہ ہو آئندہ حدیث ۳۸۹۳) علمائے راسخین کی اور ہماری ترجیح یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ مگر کلام اللہ یا مسنون دعاؤں کو ''تمیمہ'' جیسا برا نام دینا بہت بڑا ظلم ہے۔ ③ [تِوَلة] محبت کے ٹوٹکے تعویذ اور گنڈے جادو کی قسم ہیں اور شرک ہیں۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شرکیہ و کفریہ طریقوں سے لوگوں کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ درحقیقت شیطانی اثر ہوتا ہے۔ ⑤ واجب ہے کہ ہر مسلمان ایمان و یقین کے ساتھ مسنون اعمال اختیار کرے اور یقین رکھے کہ جلد یا بدیر شفا ہو جائے گی۔ اگر نہ ہو تو دقت نظر سے اپنا جائزہ لے کہ دعا قبول نہ ہونے کا کیا سبب ہے اور پھر صبر سے بھی کام لے اور اللہ کے ہاں اجر اور رفع درجات کا امیدوار رہے۔

٣٨٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ دَاوُدَ عَنْ مَالِكِ بنِ مِغْوَلٍ، عَن حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ».

۳۸۸۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دم جھاڑ صرف نظر بد میں ہے یا زہریلے ڈنک میں۔''

فائدہ: دیگر صحیح روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ دم جھاڑ نظر بد، بخار یا زہریلے ڈنک میں ہے۔ نیز صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دم جھاڑ جو اسمائے الٰہی اور مسنون دعاؤں میں سے ہوں، سبھی امراض میں مفید ہوتے ہیں۔ بدنظری اور زہریلے ڈنک میں ان کی اہمیت اور تاثیر زیادہ ہوتی ہے۔

٣٨٨٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح:٢٠٥٧ من حديث حصين به، والحديث صحيح موقوفًا ومرفوعًا.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الرُّقَى (التحفة ١٨)

باب:١٨- دم جھاڑ کا بیان

٣٨٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَابْنُ السَّرْحِ - قَالَ أَحْمَدُ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ، وَقَالَ ابنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا - ابنُ وَهْبٍ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عنْ عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عنْ يُوسُفَ بنِ مُحمَّدٍ - وَقالَ ابنُ صَالِحٍ: مُحمَّدِ بنِ يُوسُفَ - ابنِ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، عنْ أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ دَخلَ عَلَى ثَابِتِ ابنِ قَيْسٍ - قال أَحْمَدُ: وَهُوَ مَرِيضٌ - فَقَالَ: «اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عنْ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ»، ثُمَّ أَخَذَ تُرَابًا مِنْ بُطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

٣٨٨٥- جناب یوسف بن محمد یا محمد بن یوسف بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے ......احمد نے کہا: جبکہ وہ مریض تھے......تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی:[اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ] ”اے لوگوں کے پالنے والے! اس تکلیف کو ثابت بن قیس بن شماس سے دور فرما دے۔“ پھر آپ نے وادئ بطحان کی مٹی لی‘ اسے ایک پیالے میں ڈالا‘ پھر اس پر پانی پھونک کر ڈالا اور پھر اسے اس پر چھڑک دیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ ابنُ السَّرْحِ: يُوسُفُ ابنُ مُحمَّدٍ، قال أبُو داودَ: وَهُوَ الصَّوَابُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابن السرح نے راوی کا نام یوسف بن محمد ذکر کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت پانی وغیرہ پر دم کرنے کے لیے بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن یوسف بن محمد کو ان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا۔

٣٨٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

٣٨٨٦- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

٣٨٨٥۔ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠٨٥٦، ١٠٨٨٩، وعمل اليوم والليلة، ح:١٠١٧، ١٠٤٠ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح:١٤١٨ ﷺ يوسف بن محمد لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٨٨٦۔ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: لا بأس بالرقٰى ما لم يكن فيه شرك، ح:٢٢٠٠ من حديث عبدالله بن وهب به.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مُعَاوِيَةُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كُنَّا نَرْقِي في الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ تَرَى في ذٰلِكَ فَقَالَ: «اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا».

کہ ہم جاہلیت میں دم جھاڑ کیا کرتے تھے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے دم مجھے بتاؤ' دم کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ شرک نہ ہو۔''

فائدہ: ایسے دم جن کے الفاظ مفہوم ومعنی میں واضح ہوں' شرک کا شائبہ نہ ہو اور تجربے سے مفید ثابت ہوئے ہوں تو ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔

٣٨٨٧- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عنْ عبْدِالْعَزِيزِ بن عُمَرَ بنِ عبْدِالْعَزِيزِ، عنْ صَالِحِ بن كَيْسَانَ، عن أبِي بَكْرِ بنِ سُلَيْمانَ بن أبِي حَثْمَةَ، عن الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ الله قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فقال لِي: «ألَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيها الْكِتَابَةَ».

٣٨٨٧- حضرت شفاء بنت عبداللہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے پاس تھی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تم اسے نملہ (بچوں کی پسلیوں پر نکلنے والی پھنسیوں) کا دم کیوں نہیں سکھا دیتی ہو جیسے کہ اسے لکھنا سکھایا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ دم کیا تھا؟ کسی مستند حدیث میں اس کے الفاظ نقل نہیں ہوئے۔ تاہم اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی دم تجربے سے مفید ثابت ہو چکا ہو اور اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں اور ان کا معنی ومفہوم واضح ہو تو اس دم کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② عورتوں کو لکھنا پڑھنا سیکھنا سکھانا جائز ہے۔

٣٨٨٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ

٣٨٨٨- جناب سہل بن حنیف ؓ کہتے ہیں کہ ہم

٣٨٨٧_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٢ عن علي بن مسهر، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٤٣ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وللحديث طرق أخرٰى عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٤٢، والحاكم: ٤/ ٤١٤ وغيرهما.

٣٨٨٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٨٦، ١٠٨٧٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٥٧، ١٠٣٤ من حديث عبدالواحد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤١٣، ووافقه الذهبي، ولبعض الحديث شواهد * الرباب حديثها حسن على الراجح.

الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَتْني جَدَّتِي الرَّبَابُ قالَتْ: سَمِعْتُ سَهْلَ بنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ: مَرَرْتُ بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فاغْتَسَلْتُ فِيهِ فَخَرَجْتُ مَحْمُومًا، فَنُمِيَ ذٰلِكَ إلىٰ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَ: «مُرُوا أبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذْ» - قالَتْ - فَقُلْتُ: يَاسَيِّدِي: وَالرُّقٰى صَالِحَةٌ فَقالَ: «لَا رُقْيَةَ إلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ لَدْغَةٍ».

ایک ندی کے پاس سے گزرے تو میں اس میں داخل ہو گیا اور غسل کیا۔ باہر نکلا تو بخار چڑھا ہوا تھا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: ”ابوثابت کو کہو کہ اسے دم کر دے۔“ (رباب کہتی ہے) کہ میں نے (سہل بن حنیف سے) عرض کیا: آقا! کیا دم مفید ہوتے ہیں؟ فرمایا: ”دم بدنظری، سانپ کے کاٹے اور بچھو کے ڈنک ہی میں مفید ہوتے ہیں۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحُمَةُ مِنَ الْحَيَّاتِ وَما يَلْسَعُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: [اَلْحُمَة] کا لفظ سانپ اور ہر ڈسنے والے موذی جانور پر بولا جاتا ہے۔

ملحوظہ: بقول صاحب بذل المجہود [قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي] کے جملے میں ”قَالَتْ“ کا لفظ کسی ناسخ کی غلطی ہے اور بروایت موطأ مالک راجح یہ ہے کہ حضرت سہل کو عامر بن ربیعہ کی نظر لگی تھی تو ان سے ان کے وضو کا پانی لے کر ان پر چھڑکا گیا تھا۔ (موطأ امام مالك، العين، باب الوضوء من العين)

٣٨٨٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عن الْعَبَّاسِ بنِ ذَرِيحٍ، عن الشَّعْبِيِّ، قالَ العَبَّاسُ: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا رُقْيَةَ إلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ دَمٍ يَرْقَأُ»

٣٨٨٩- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دم ان چیزوں ہی سے ہوتا ہے بدنظری، زہریلے جانور کے ڈنک اور بہتے خون سے۔“

لَمْ يَذْكُرِ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ، وَهٰذَا لَفْظُ سُلَيْمانَ بنِ دَاوُدَ.

عباس (عنبری) نے ”بدنظری“ کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس حدیث کے الفاظ سلیمان بن داود کے ہیں۔

٣٨٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٤١٣ من حديث شريك القاضي به، وعنعن ومع ذلك صححه الحاكم علىٰ شرط مسلم، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن أبي شيبة: ٧/ ٣٩٣، وانظر الحديث المتقدم: ٣٨٨٤.

فائدہ: ''بہتے خون سے دم'' کا مفہوم یہ ہے کہ جاری خون رک جاتا ہے۔امام سندھی ؒ فرماتے ہیں: اس عبارت میں گویا سوال کا جواب ہے کہ دم کے بعد کیا ہوگا' تو اس کا جواب یوں دیا کہ ''بہتا خون رک جائے گا۔'' (عون المعبود)

(المعجم ١٩) - بَابٌ: كَيْفَ الرُّقٰى (التحفة ١٩)

باب:١٩- دم کیسے کیا جائے؟

٣٨٩٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ يَعْنِي لِثَابِتٍ: أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ الله ﷺ؟ قَالَ: بَلٰى. قَالَ: فَقَالَ: «اللّٰهُمَّ، رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا».

٣٨٩٠- حضرت انس ؓ نے جناب ثابت بنانی سے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ کا (سکھایا ہوا) دم نہ کروں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ النَّاسِ' مُذْهِبَ الْبَأْسِ' اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي' لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ' اشْفِهِ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے اللہ! لوگوں کے پالنے والے' دکھوں کے دور کرنے والے! شفا عنایت فرما' تو ہی شافی ہے' تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا' اسے شفا دے ایسی شفا جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔''

٣٨٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ عَمْرَو بنَ عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ نَافِعَ ابنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بن أَبِي الْعَاصِ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ الله ﷺ قَالَ عُثْمَانُ: وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «امْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ الله وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ

٣٨٩١- حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ مجھے بڑا سخت درد ہو رہا تھا' قریب تھا کہ مجھے ہلاک کر دے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''درد کی جگہ پر سات بار اپنا داہنا ہاتھ پھیرو اور یوں کہو: [اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ] ''میں اللہ کی عزت اور قدرت کی پناہ چاہتا ہوں اس تکلیف سے جس میں میں مبتلا ہوں۔'' چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے میری تکلیف دور کر

٣٨٩٠- تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب رقية النبي ﷺ، ح: ٥٧٤٢ عن مسدد به.

٣٨٩١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب: كيف يدفع الوجع عن نفسه، ح: ٢٠٨٠ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٩٤٢، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٥٢٢ من حديث يزيد بن خصيفة، ومسلم، ح: ٢٢٠٢ من حديث نافع بن جبير به.

مَا أَجِدُ» قالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَذْهَبَ اللهُ مَا كَانَ بِي، فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ.

دی۔ تب سے میں اپنے گھر والوں اور دوسروں کو یہ دم بتا تا آ رہا ہوں۔

٣٨٩٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن [زِيَادَةَ] ابنِ مُحمَّدٍ، عنْ مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اشْتَكَى مِنْكُم شَيْئًا أَوِ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ: رَبُّنَا اللهُ الَّذِي في السَّماء، تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ في السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، كما رَحْمَتُكَ في السَّماء فاجْعَلْ رَحْمَتَكَ في الأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِن رَحْمَتِكَ، وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجَعِ، فَيَبْرَأُ».

٣٨٩٢- حضرت ابو الدرداء ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تم میں سے جس کو کوئی تکلیف ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار ہو جائے تو اسے یوں دم کرے [رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِی فِی السَّمَاءِ' تَقَدَّسَ اسْمُكَ' اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ' كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ' اغْفِرْلَنَا حُوبَنا وَ خَطَايَانَا' اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ' اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ' وَ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ] ''ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ (اے اللہ!) تیرا نام مقدس ہے' آسمان اور زمین میں تیرا حکم نافذ ہے' تیری رحمت جس طرح آسمان میں (عام) ہے زمین میں بھی (عام) کر دے' ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے' تو پاک لوگوں کا رب ہے' اپنی رحمت اور شفا کا ایک حصہ اس بیماری پر نازل فرمادے۔'' تو وہ شفا پا جائے گا۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دم کے بارے میں اور بہت سی صحیح احادیث میں مسنون دم موجود ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں' لہٰذا یہ کوشش کی جائے کہ مریض پر وہی کچھ دم کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔ تاہم معنی کے لحاظ سے اس روایت کے الفاظ اچھے ہیں۔

٣٨٩٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

٣٨٩٣- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٣٨٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٨٧٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٠٣٨ من حديث الليث بن سعد به * زيادة بن محمد منكر الحديث (تقريب)، وأخطأ الحاكم فذكره في المستدرك: ١/ ٣٤٤و٤/ ٢١٨، ٢١٩، ورد عليه الذهبي.

٣٨٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب دعاء الفزع في النوم . . . الخ، ح: ٣٥٢٨ من حديث محمد بن إسحاق به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ٥٤٨ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الفَزَعِ كَلِمَاتٍ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ» وَكَانَ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ.

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ڈر یا گھبراہٹ کے موقع پر انہیں یہ کلمات سکھایا کرتے تھے: [اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ] ”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں‘ اس کی ناراضی سے‘ اس کے بندوں کی شرارتوں سے‘ شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔“ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے سمجھ دار بچوں کو یہ کلمات سکھا دیا کرتے تھے اور جو ناسمجھ ہوتے‘ انہیں لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیتے۔

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف کہا ہے‘ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس روایت میں دعا کے کلمات حسن درجہ کے ہیں‘ البتہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عمل کہ وہ اسے لکھ کر بچوں کے گلوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ضعیف ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود) اس لیے اس سے گلے وغیرہ میں تعویذ لٹکانے کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

٣٨٩٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: أخبرنا مَكيُّ بنُ إبراهِيمَ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ أبي عُبَيْدٍ قالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ؟ فقالَ: أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فقالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَفَثَ فِيَّ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

٣٨٩٤- جناب یزید بن ابوعبید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ (بن اکوع) رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر تلوار لگنے کا نشان دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ مجھے خیبر کے روز لگی تھی اور لوگ کہنے لگے کہ سلمہ تو گیا! تو مجھے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے مجھ پر تین بار پھونک ماری (جس میں ہلکا سا لعاب دہن بھی تھا) تو اس کے بعد سے اب تک مجھے اس کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

٣٨٩٥- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ

٣٨٩٥- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

٣٨٩٤_ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢٠٦ عن مكي بن إبراهيم به.

٣٨٩٥_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح:٢١٩٤ عن زهير بن حرب، ◄◄

وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَبْدِ رَبِّهِ يَعني ابنَ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ لِلإنْسَانِ إذَا اشْتَكَى، يَقُولُ [ﷺ] بِرِيقِهِ، ثُمَّ قالَ بِهِ في التُّرَابِ: «تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا».

کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو نبی ﷺ اپنا لعاب لیتے' پھر اسے مٹی لگاتے اور یوں فرماتے: [تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيمُنَا' بِاِذْنِ رَبِّنَا] ''مٹی ہماری زمین کی' ہمارے ایک کے لعاب کے ساتھ' شفا پائے ہمارا مریض' ہمارے رب کے حکم سے۔''

فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری میں اس دعا کی ابتدا میں [بسم اللّٰہ] کا لفظ آیا ہے۔ جب کہ [بِرِيقَة] کے بجائے [وَ رِيقَة] کا لفظ آیا ہے۔(صحیح البخاری' الطب' حدیث:٥٧٤٦) ② علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دم کرنے والا اپنی انگلی اپنے لعاب سے تر کر کے اس پر مٹی لگالے اور پھر تکلیف والی جگہ پر یا مریض پر پھیرے اور یہ کلمات کہتا جائے۔

٣٨٩٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن زَكَرِيَّا: حدَّثني عَامِرٌ عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عن عَمِّهِ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فأَسْلَمَ ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُونٌ مُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَال أَهْلُهُ: إنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُم هٰذَا قَدْ جَاء بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُم شَيْءٌ تدَاوُونَهُ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَونِي مِائَةَ شَاةٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فقال: «هَلْ إلَّا هٰذَا». وَقال مُسَدَّدٌ في مَوْضِعٍ آخَرَ: «هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هٰذَا؟» قُلْتُ: لَا. قال: «خُذْهَا فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ

٣٨٩٦- جناب خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا (علاقہ بن صحار سلیطی التمیمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر واپس لوٹے تو ایک قوم کے پاس سے گزرے' ان کے ہاں ایک مجنون آدمی تھا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے ان سے کہا: تحقیق ہمیں خبر ملی ہے کہ تمہارا یہ صاحب (رسول اللہ ﷺ) خیر کے ساتھ آیا ہے۔ تو کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم اس کا علاج کر دو؟ چنانچہ میں نے اس کو سورۂ فاتحہ سے دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے پوچھا: ''کیا بس یہی؟'' مسدد نے دوسرے موقع پر

◀◀ والبخاري، الطب، باب رقية النبي ﷺ، ح: ٥٧٤٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٨٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٤٢٠، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢١٠ عن يحيى القطان به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٢٩، ١١٣٠، وانظر الحديث الآتي.

بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ».

کہا: ''کیا تم نے اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے لو۔ قسم میری عمر کی! لوگ باطل دم جھاڑ سے کھاتے ہیں' جبکہ تم ایسے دم سے کھا رہے ہو جو حق ہے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا اپنی عمر کی قسم کھانا آپ کی خصوصیت ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر: ٧٢) ''تیری عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں ہیں۔'' تفصیل کے لیے گزشتہ حدیث: ٣٤٢٠ کے فوائد ومسائل ملاحظہ ہوں۔

٣٨٩٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبِي؛ وحدثنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا ابنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ، عن عَمِّهِ أَنَّهُ مَرَّ قال: فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ. بِمَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ.

٣٨٩٧- جناب خارجہ بن صلت اپنے چچا (حضرت علاقہ بن صحار سلیطی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے (اور ایک مریض کو) تین دن تک صبح وشام سورۂ فاتحہ سے دم کرتے رہے۔ جب وہ اسے پوری پڑھ لیتے تو اپنا لعاب جمع کر کے مریض پر پھونک دیتے۔ اس سے وہ گویا اپنے بندھن سے کھل گیا۔ اس پر ان لوگوں نے ان کو کچھ مال دیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے...... اور پھر مذکورہ بالا حدیث مسدد کی مانند روایت کیا۔

فائدہ: صحابۂ کرام ؓ میں اسلام لانے کے بعد پہلے ہی دن سے اپنے رزق میں حلال حرام کے امتیاز کا داعیہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ اس میں انتہائی احتیاط کرتے تھے اور یہی چیز دعاؤں کی قبولیت وتاثیر کا انتہائی اہم عنصر ہے۔

٣٨٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قال: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَ

٣٨٩٨- جناب سہیل بن ابو صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے قبیلۂ اسلم کے ایک شخص سے سنا' اس نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے صحابہ میں سے

٣٨٩٧- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٤٢٠.

٣٨٩٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٣٠، وعمل اليوم والليلة، ح: ٥٩٤ من حديث زهير، وأحمد: ٣/ ٤٤٨ من حديث سهيل به، وله طريق آخر في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٥١.

رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فقال: يَارَسُولَ الله! لُدِغْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ أَنَمْ حَتَّى أَصْبَحْتُ. قالَ: «مَاذَا؟» قالَ: عَقْرَبٌ. قالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ الله».

ایک صحابی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آج رات ڈنک لگنے کی وجہ سے میں صبح تک سو نہیں سکا ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تھا؟'' اس نے بتایا کہ بچھو تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتے: [اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ] ''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی ہے۔'' تو تمہیں ان شاء اللہ کوئی ضرر نہ پہنچتا۔''

فائدہ: اصل شرعی اور مسنون ''تعویذ'' یہی اذکار ہیں جو بندے کو اپنے رب سے جوڑ دیتے ہیں اور انسان اپنے اللہ کی حفاظت اور امان میں آجاتا ہے۔ ان میں بنیادی بات ایمان' یقین' رزق حلال اور صدق مقال ہے۔ اور یہ تعویذ صبح وشام دونوں وقت پابندی سے پڑھنا چاہیے اور بچوں پر دم کرنے چاہئیں' لکھ کر لٹکانے کا رواج بہت بعد میں ہوا ہے۔ عہد خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

٣٨٩٩- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنا الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن طَارِقٍ يَعني ابنَ مُخَاشِنٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَدِيغٍ لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ قالَ: فقال: «لَوْ قال: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يُلْدَغْ أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ».

٣٨٩٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جسے بچھو نے ڈنک مارا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اس نے [اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ] کے کلمات پڑھے ہوتے تو اسے ڈنک نہ لگتا'' یا فرمایا: ''اسے دکھ نہ پہنچتا۔'' (اس دعا کا معنی اوپر ذکر ہو چکا ہے)

٣٩٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبي بِشْرٍ، عن أَبي المُتَوَكِّلِ، عن

٣٩٠٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کا ایک گروہ ایک سفر میں تھا کہ

٣٨٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٣٥، وعمل اليوم والليلة، ح: ٥٩٩ من حديث بقية به، ورواه يونس وابن أخي الزهري عن الزهري به، وهو صرح بالسماع (الكبرٰى، ح: ١٠٤٣٤، وعمل اليوم والليلة، ح: ٥٩٨).

٣٩٠٠ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٤١٨.

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؛ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدِكُم شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ وَاللهِ! إِنِّي لأَرْقِي وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أُمَّ الْكِتَابِ وَيَتْفُلُ حَتَّى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ. قَالَ: فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُم الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ. فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا. فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَنَسْتَأْمِرَهُ، فَغَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، أَحْسَنْتُمْ، اقْتَسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُم بِسَهْمٍ».

انہوں نے ایک عرب قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا: ہمارے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا ہے تو تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے اس آدمی کے لیے مفید ہو؟ صحابہ میں سے کسی ایک نے کہا: ہاں' اللہ کی قسم! میں دم کیا کرتا ہوں' لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے تم لوگوں سے مہمانی طلب کی تھی تو تم نے انکار کر دیا تھا۔ سو میں بھی دم نہیں کروں گا حتی کہ تم مجھے اس کا عوض دو۔ چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا تسلیم کیا' تو وہ اس کے پاس گئے اور اس پر سورۂ فاتحہ سے دم کیا۔ اس اثنا میں وہ اس پر لعاب بھی پھونکتے جاتے تھے حتی کہ وہ ٹھیک ہو گیا گویا کہ بندھن سے کھل گیا ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے عوضانہ جو طے کیا تھا پورے کا پورا دے دیا' تو ساتھیوں نے کہا: اسے آپس میں تقسیم کر لو۔ مگر دم کرنے والے نے کہا: نہیں' تقسیم مت کرو حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچیں گے اور آپ سے مشورہ کریں گے۔ چنانچہ وہ اگلی صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کہاں سے خبر ملی تھی کہ یہ دم ہے؟ تم نے خوب کیا' انہیں آپس میں تقسیم کر لو اور میرا حصہ بھی رکھو۔''

فوائد و مسائل: ① مسافر مہمان کی ضیافت واجب ہے بالخصوص جہاں اور وسائل مہیا نہ ہوں۔ ② مشرک کا علاج اور اسے دم کرنا جائز ہے۔ ③ اگر کوئی حق ضیافت سے بخل کرے تو اس سے اپنا حق وصول کر لینا جائز ہے۔ (جیسے کہ گزشتہ احادیث: ۳۷۴۸ وغیرہ میں گزرا ہے۔) ④ دم کرنے کے لیے معاوضہ طے کر لینا جائز ہے۔ ⑤ مشکوک رزق سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ ⑥ سورۂ فاتحہ ایک شاندار تیر بہدف دم ہے۔ اس سورت کو سورۂ شفا بھی کہتے ہیں۔ ⑦ دم کا تعلق دم کرنے والے کے ایمان' یقین اور عزیمت سے ہے اور اسی طرح دم کروانے والا بھی۔ اس لیے اگر اجتہادی اور قیاسی دم جھاڑ شرعی اصول و ضوابط کے منافی نہ ہوں تو اس سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں۔

۳۹۰۱- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ قالَ: حَدَّثَنا أبي؛ ح: وحدثنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قالا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ اللهِ بنِ أَبي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عن عَمِّهِ أَنَّهُ قال: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فقالُوا: إِنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُم قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكُم مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقْيَةٍ، فإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوهًا في الْقُيُودِ. قال: فَقُلْنَا: نَعَمْ. قال: فَجَاؤُوا بِمَعْتُوهٍ في الْقُيُودِ قال: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ. قالَ: فكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ. قال: فأَعْطَوني جُعْلًا. فَقُلْتُ: لَا، حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فقالَ: «كُلْ فَلَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ باطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ».

۳۹۰۱- جناب خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے اور ایک عرب قبیلہ کے ہاں پڑاؤ کیا۔ انہوں نے کہا: تحقیق ہمیں خبر ملی ہے کہ تم اس آدمی کے پاس سے کوئی خیر لے کر آئے ہو تو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم ہے کہ ہمارے ہاں ایک مجنون ہے جو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ چنانچہ وہ اس مجنون کو جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا لے آئے۔ میں اس پر تین روز تک صبح شام سورۂ فاتحہ پڑھتا رہا۔ جب میں سورت مکمل کرتا' تو اپنا لعاب جمع کرتا اور اس پر پھونک دیتا تھا۔ اس نے کہا: پھر گویا کہ وہ اپنے بندھن سے کھل گیا۔ اور انہوں نے مجھے اس کا عوضانہ دیا۔ میں نے کہا: نہیں' حتی کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھا لو۔ میری عمر کی قسم! لوگ تو باطل دموں کا عوض کھاتے ہیں اور تم حق دم کا بدل کھا رہے ہو۔''

۳۹۰۲- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ في نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ،

۳۹۰۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہو جاتے تو معوذات (﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾) پڑھ کر اپنے اوپر پھونک

۳۹۰۱ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ۳۸۹۷،۳٤۲۰، وأخرجه أحمد: ٥/ ۲۱۱، ح: ۲۲۱۸۰ عن محمد بن جعفر به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ۱۰۸۷۱، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۳۲.

۳۹۰۲ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥۰۱٦، ومسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ۲۱۹۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۹٤۲، ۹٤۳.

فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

لیتے تھے۔ پھر جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں انہیں آپ پر پڑھتی اور آپ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی اس امید سے کہ ان میں برکت ہے۔

فوائد ومسائل: ① قرآن کریم روحانی اور عقیدے کی بیماریوں کی شفا ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی بیماریوں کی بھی شفا ہے۔ ② حدیث میں مذکور برکت قراءت قرآن یا رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کی ہے یا دونوں ہی مراد ہو سکتی ہیں۔ ③ بیوی اپنے شوہر کو دم کر سکتی ہے۔ ④ اگر کوئی عورت کسی غیر محرم مرد کو دم کرے تو ہاتھ نہ پھیرے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي السُّمْنَةِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- کسی نحیف کو موٹا کرنے کی تدبیر

٣٩٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عن مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تُسَمِّنَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ، حَتَّى أَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السِّمَنِ.

۳۹۰۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ نے چاہا کہ میں قدرے موٹی ہو جاؤں تاکہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے گھر بھیجا جا سکے۔ مگر مجھے ان کی حسب منشا کسی چیز سے فائدہ نہ ہوا حتی کہ انہوں نے مجھے ککڑی اور کھجور ملا کر کھلائی تو اس سے میں خوب موٹی تازی ہو گئی۔

٣٩٠٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٧٢٥ من حديث إبراهيم بن سعد، وابن ماجه، ح: ٣٣٢٤ من طريق صحيح عن هشام بن عروة به.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم . . .) كِتَابُ الْكَهَانَةِ وَالتَّطَيُّرِ (التحفة . . .)

کہانت اور بدفالی سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الْكُهَّانِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-غیب کی باتیں بتانے والے (کاہن) کے پاس جانا

٣٩٠٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمٍ الأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى كَاهِنًا» قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ: «فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ». ثُمَّ اتَّفَقَا «أَوْ أَتَى امْرَأَةً - قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهُ - حَائِضًا، أَوْ أَتَى امْرَأَةً - قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهُ - فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِىءَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ».

۳۹۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا جو غیب کی خبریں دیتا ہو اور پھر اس کی تصدیق کی' یا اپنی بیوی کے پاس اس کے ایام حیض میں گیا' یا اس کی دبر میں مباشرت کی تو وہ محمد ﷺ پر نازل کردہ دین سے بری ہوا۔''

فوائد ومسائل: ① کاہنوں یعنی مستقبل اور غیب کی خبریں بتانے والوں' نجومیوں' دست شناسوں اور اس قماش کے لوگوں کے پاس جانا' ان سے خبریں دریافت کرنا اور پھر ان کی تصدیق کرنا حرام ہے۔ ② ایام حیض میں مباشرت حرام ہے' ہاں اگر کسی کو اپنے اوپر ضبط ہو یا بڑی عمر کا آدمی ہو تو اس کے لیے بیوی کے ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ ③ غیر فطری طریقے سے مباشرت بھی حرام ہے۔

٣٩٠٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية إتيان الحائض، ح: ١٣٥ من حديث يحيى القطان به، وذكر كلامًا، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٣٩ * حكيم الأثرم حسن الحديث، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٢٢٣٠، والحاكم: ١/٨ وغيرهما.

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي النُّجُومِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-علم نجوم کا بیان

٣٩٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسَدَّدٌ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ عُبَيْدِاللهِ بنِ الأَخْنَسِ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ».

۳۹۰۵-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نجوم کا کوئی علم سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا‘ چنانچہ جو اس میں اپنا حصہ بڑھانا چاہتا ہے بڑھا لے۔“

فائدہ: علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے سے غیب کی خبریں اور اوقات کے سعد نحس یا امور کے مفید یا غیر مفید وغیرہ ہونے کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ لوگ ان کے مؤثر ہونے کا اعتقاد بھی رکھتے تھے۔ حالانکہ نہ ان سے مستقبل کے حالات معلوم ہو سکتے تھے اور نہ وہ مؤثر ہی ہوتے تھے۔ اس لیے شریعت نے اس کہانت سے لوگوں کو روکا اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی۔ تاہم اگر ستاروں کے ذریعے سے اوقات معلوم کیے جائیں یا راستے اور سمتیں متعین کی جائیں تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔ حدیث کے آخری جملے میں تہدید اور انذار (ڈرانے) کا معنی ہے۔

٣٩٠٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قالَ رَبُّكُمْ؟» قالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قالَ: «قالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي

۳۹۰۶-حضرت زید بن خالد جہنی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جب کہ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟“ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بندوں میں سے کچھ مجھ پر ایمان لائے ہیں اور

٣٩٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب تعلم النجوم، ح: ٣٧٢٦ عن ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤١٤.

٣٩٠٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يستقبل الإمام الناس إذا سلم، ح: ٨٤٦ عن القعنبي، ومسلم، الإيمان، باب بيان كفر من قال: مطرنا بالنوء، ح: ٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٢.

وَكافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ الله وَبِرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذا وَكَذا فَذٰلِكَ كافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ».

کچھ کافر ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ملی ہے' تو وہ مجھ پر ایمان لائے اور ستارے کے کافر ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے سے بارش ملی ہے' تو وہ مجھ سے کافر ہوئے اور ستارے پر ایمان لائے۔''

فوائد ومسائل: ① ستاروں وغیرہ کو زمین یا مخلوق میں بذاتہ مؤثر سمجھنا شرک ہے۔ ② ہر قسم کے واقعات و حوادث صرف اور صرف اللہ عزوجل کی مشیت وارادہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ③ داعیٔ حق' مرشد اور استاذ کو چاہیے کہ عوام کو واقعات عالم میں تدبر کا درس دیا کرے اور اس سے توحید کا اثبات کرے اور شرک وطواغیت کی تردید کیا کرے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- رمل یعنی لکیریں کھینچ کر کوئی نتیجہ نکالنا اور پرندوں کو اڑا کر فال لینا

٣٩٠٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا عَوْفٌ: حَدَّثَنا حَيَّانُ، قالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ: حَيَّانُ بنُ الْعَلاء قالَ: حَدَّثَنا قَطَنُ ابنُ قَبِيصَةَ عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْعِيافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ» الطَّرْقُ الزَّجْرُ وَالْعِيافَةُ الْخَطُّ.

۳۹۰۷- جناب قطن بن قبیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ''عِيَافه' طِيَرہ اور طَرْق جادو اور کہانت میں سے ہیں۔'' طَرْق سے مراد پرندے اڑانا اور عِيَافه سے مراد لکیریں کھینچنا ہے۔

فائدہ: [طِیَرَہ] کے معنی ہیں کہ پرندوں کی آوازوں یا کسی بھی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کو دیکھ کر فال یا بدفالی لینا۔ اور ظاہر ہے کہ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

٣٩٠٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ قالَ: قالَ مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَر: قالَ عَوْفٌ: الْعِيافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ والطَّرْقُ الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الأَرْضِ.

۳۹۰۸- عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) کہتے ہیں کہ ''عیافہ'' سے مراد پرندے اڑانا اور ''طرق'' سے مراد زمین پر لکیریں کھینچنا ہے۔

٣٩٠٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٧ عن يحيى القطان، والنسائي في الكبرى، ح: ١١١٠٨ من حديث عوف الأعرابي به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٦ * حيان وثقه ابن حبان وحده.

٣٩٠٨_ تخريج: [إسناده صحيح].

توضیح: دور جاہلیت میں ایسے ہوتا تھا کہ آدمی گھر سے نکلتا تو کسی پرندے کو اپنی دائیں جانب اڑتا دیکھتا تو اسے اپنے لیے سعد (باعث برکت) سمجھتا اور اگر وہ بائیں جانب جا رہا ہوتا تو اسے نحس (بے برکت) سمجھتا۔ اس مقصد کے لیے وہ لوگ کبھی پرندے کو از خود بھی اڑاتے تھے۔ کسی بھی صاحب ایمان کے لیے یہ عمل ناجائز ہے۔

٣٩٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن الْحَجَّاجِ الصَّوَافِ: حدَّثني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن هِلَالِ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ؟ قالَ: «كانَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ».

٣٩٠٩- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں (ان سے کچھ نتائج نکالتے ہیں) تو آپ نے فرمایا: ''(اللہ کے) انبیاء میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ چنانچہ جس کی لکیریں اس کے موافق ہوں وہ درست ہے۔''

توضیح: لکیروں کا علم ابتدا میں ایک نبی کے پاس تھا' مگر بعد میں یہ جاری نہیں رہ سکا۔ تو اب کوئی کیونکر دعوی کر سکتا ہے کہ یہ بالکل وہی ہے جو اس نبی کے پاس تھا' بلکہ اس کے وہم اور مشتبہ ہونے کا یقین ہے۔ اس لیے اس سے بچنا واجب ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الطِّيَرَةِ (التحفة ٢٤)

باب:٢۴- بدشگونی کا بیان

٣٩١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عنْ عِيسَى بن عَاصِمٍ، عن زِرِّ بنِ حُبَيْشٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ» ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إلَّا، وَلٰكِنَّ الله يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ.

٣٩١٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی شرک ہے۔ بدشگونی شرک ہے۔'' تین بار فرمایا۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے' مگر اللہ عزوجل اسے توکل کی برکت سے زائل کر دیتا ہے۔

٣٩٠٩- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ... الخ، ح:٥٣٧ من حديث الحجاج الصواف به، وتقدم، ح:٩٣٠.

٣٩١٠- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الطيرة، ح:١٦١٤، وابن ماجه، ح:٣٥٣٨ من حديث سفيان به، وتابعه شعبة عند الطيالسي، ح:٣٥٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٢٧، والحاكم: ١/١٨.

فائدہ: ذہن میں بے ساختہ اگر کسی بدشگونی کا کوئی وہم آئے تو یہ معاف ہے۔ چاہیے کہ بندہ اس کے خلاف کرتے ہوئے اللہ عزوجل پر توکل کرے۔

٣٩١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَدْوٰى وَلَا طِيرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ». فقالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الإبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ يُجْرِبُهَا. قَالَ: «فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟» قالَ مَعْمَرٌ: قالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَني رَجُلٌ عنْ أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ». قالَ: فَرَاجَعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثْتَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلا هامَةَ؟» قالَ: لَمْ أُحَدِّثْكُمُوهُ. قالَ الزُّهْرِيُّ: قالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَدْ حَدَّثَ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَهُ.

٣٩١١۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مرض متعدی نہیں‘ نہ بدشگونی ہے‘ نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے نہ مردے کی کھوپڑی میں سے کوئی الّو وغیرہ نکلتا ہے۔“ ایک بدوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان اونٹوں کے متعلق کیا کہیں گے جو ریگستان میں ہرنیوں کے مانند ہوتے ہیں‘ مگر ان میں کوئی خارش زدہ اونٹ آملتا ہے تو سب کو خارش والا کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا پہلے کو کس نے بیماری لگائی تھی؟“ معمر نے کہا کہ زہری نے ایک آدمی کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا کہ انہوں نبی ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”کسی بیمار کو صحت مند کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ۔“ تو اس آدمی نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے کہا: کیا آپ نے ہمیں یہ حدیث بیان نہیں کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی‘ نہ کوئی صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ کسی مردے کی کھوپڑی سے الّو نکلتا ہے۔“ تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے جواب دیا: میں نے تمہیں ایسی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ زہری نے کہا کہ ابوسلمہ نے کہا: حدیث تو انہوں نے بیان کی تھی اور میں نے نہیں سنا کہ حضرت ابو ہریرہ کو اس حدیث کے سوا کبھی کوئی حدیث بھولی ہو۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے سمجھایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی

٣٩١١۔ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: لا هامة، ح: ٥٧٧٠ من حديث معمر، ومسلم، السلام، باب لا عدوٰى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ... الخ، ح: ٢٢٢٠ من حديث الزهري به.

مشیت سے ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک خارش زدہ اونٹ نے باقی اونٹ بھی خارش زدہ کر دیے ہیں' بلکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ ایک گلے میں کتنے ہی اونٹ ہوتے ہیں جو اس مرض سے محفوظ بھی رہتے ہیں۔ ③ بیمار اونٹ کو صحت مند کے ساتھ ملانے کی ممانعت' اس غرض سے ہے کہ کم علم لوگ لایعنی اوہام میں مبتلا نہ ہوں۔ ④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا پہلے حدیث بیان کر کے اس کا انکار کرنا' کوئی تعجب کی بات نہیں' کیونکہ بھول جانا بشری تقاضا ہے۔

٣٩١٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ».

٣٩١٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی' نہ کسی مردے سے کوئی الو نکلتا ہے' نہ کسی ستارے کی کوئی تاثیر ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔''

توضیح: ① اہل عرب کے توہمات میں یہ بات بھی تھی کہ اگر کوئی قتل ہو جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس مردے کی کھوپڑی سے ایک پرندہ (الو) نکلتا ہے جو اس کے اوپر منڈلاتا رہتا ہے اور آواز لگاتا ہے: پیاس' پیاس۔ اگر بدلہ لے لیا جائے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے' ورنہ نہیں۔ اس وہم کی بنا پر وہ لوگ جیسے بھی بن پڑتا بدلہ لینے پر اصرار کرتے تھے۔ ② کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس جانتے تھے اور اس میں اہم کام سرانجام نہیں دیتے تھے۔ اس کا ایک دوسرا مفہوم اگلی روایت: ٣٩١٤ میں آ رہا ہے۔

٣٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ابنِ الْبَرْقِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قالَ: أخبرنا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ قالَ: حدَّثني ابنُ عَجْلَانَ قالَ: حدَّثني الْقَعْقَاعُ بنُ حَكِيمٍ وَعُبَيْدُالله بنُ مِقْسَمٍ وَزَيْدُ بنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا غُولَ».

٣٩١٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی جن بھوت نہیں (کہ جنگلوں میں مختلف شکلوں سے لوگوں کو راہ سے بھٹکائے۔'')

٣٩١٤- قالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى

٣٩١٤- امام ابوداود کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں

٣٩١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب لا عدوٰى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ... الخ، ح: ١٠٦/٢٢٢٠ بعد، ح: ٢٢٢١ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن بن يعقوب به.

٣٩١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٣٩١٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قال: سُئِلَ مَالِكٌ عن قَوْلِهِ: «لَا صَفَرَ»؟ قال: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُحِلُّونَ صَفَرَ، يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَفَرَ».

حارث بن مسکین کے سامنے حدیث پڑھی گئی' اشہب نے تمہیں بتلایا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے [لَا صَفَرَ] کا مفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: دور جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو ایک سال حلال قرار دے لیتے تھے اور ایک سال حرام' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''صفر میں تبدیلی صحیح نہیں۔''

٣٩١٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ، وَالْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ».

٣٩١٥-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی بدفالی ہے' البتہ نیک شگونی مجھے بھلی لگتی ہے۔ نیک شگونی (کی ایک صورت یہ ہے کہ) آدمی کوئی اچھا کلمہ سن لے۔''

توضیح: ''نیک فال'' جیسے کہ نبی ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اہل مکہ کے نمائندے ''سہیل بن عمرو'' کی آمد پر فرمایا تھا: ''اب تمہارا معاملہ ''سہل'' (آسان) ہوگیا ہے۔'' (صحیح البخاری' الشروط' حدیث: ٢٧٣١ - ٢٧٣٢)

٣٩١٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ قالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بنِ رَاشِدٍ: قَوْلُهُ «هَامَ؟» قالَ: كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُولُ لَيْسَ أَحَدٌ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ إِلَّا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ. قُلْتُ: فَقَوْلُهُ «صَفَرَ؟» قالَ: سَمِعْنَا أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَشْئِمُونَ بِصَفَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَفَرَ». قالَ مُحَمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَقُولُ: هُوَ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ هُوَ يُعْدِي، فَقَالَ: «لَا صَفَرَ».

٣٩١٦-محمد بن راشد نے [هَامَ] کی وضاحت میں کہا: اہل جاہلیت سمجھتے تھے کہ مردہ جب دفن کیا جاتا ہے تو اس کی قبر سے ایک الو نکلتا ہے۔ [صَفَر] کے متعلق پوچھا تو کہا: اہل جاہلیت (اس مہینہ) صفر کو منحوس سمجھتے تھے' تو نبی ﷺ نے اس کی نفی فرمادی۔ محمد بن راشد نے کہا: ہم نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ اس سے مراد ''پیٹ کا درد'' ہے اور وہ اسے متعدی سمجھتے تھے تو فرمایا گیا کہ ''کوئی صفر نہیں۔''

٣٩١٤ـ تخريج: [إسناده حسن]

٣٩١٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الفأل، ح: ٥٧٥٦ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشؤم، ح: ٢٢٢٤ من حديث قتادة به.

٣٩١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن سُهَيْلٍ، عنْ رَجُلٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ؛ فقَالَ: «أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيكَ».

۳۹۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی کلمہ سنا جو آپ کو پسند آیا تو آپ نے فرمایا: ”ہم نے تمہاری فال تمہارے منہ (کے الفاظ) سے لی ہے۔“

٣٩١٨- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قالَ: يَقُولُ نَاسٌ: الصَّفَرُ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ. قُلْتُ: فمَا الْهَامَةُ؟ قالَ: يَقُولُ نَاسٌ الْهَامَةُ الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْإِنْسَانِ إِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ.

۳۹۱۸- جناب عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں: ”صفر سے مراد پیٹ کا درد ہے۔“ جریج نے پوچھا کہ ”ہامہ“ کیا ہے؟ تو کہا کہ لوگ سمجھتے ہیں یہ پرندہ انسانی روح ہوتا ہے جو چیختا چلاتا رہتا ہے۔ حالانکہ انسانی روح نہیں ہوتا بلکہ کوئی زمینی جانور ہے۔

٣٩١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ المَعْنى قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عنْ حَبِيبِ بنِ أَبي ثَابِتٍ، عن عُرْوَةَ بنِ عَامِرٍ، قال أَحْمَدُ الْقُرَشِيُّ قالَ: ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإذا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

۳۹۱۹- جناب عروہ بن عامر، احمد قرشی سے روایت کرتے کہ نبی ﷺ کی مجلس میں [طِيَرَه] ”بدفالی“ ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”ان میں بہتر نیک شگونی ہے اور یہ (بدفالی کے اوہام) کسی مسلمان کو (اپنے کام سے) مت روکیں، اگر کوئی شخص کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ] ”اے اللہ! تیرے سوا کوئی کسی طرح کی کوئی بھلائی نہیں لا سکتا اور تیرے سوا کوئی کسی برائی کو روک نہیں سکتا، برائی کا دور ہونا اور بھلائی کا حاصل ہونا تیری مدد ہی سے ممکن ہے۔“

٣٩١٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٨، وابن السني في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩١ من حديث وهيب به * رجل مجهول، وله شاهد حسن عند أبي الشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٢٥١.

٣٩١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٣٩١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٣٩ من حديث سفيان الثوري به * سفيان وحبيب بن أبي ثابت عنعنا.

٣٩٢٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عنْ أبِيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ إذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عن اسْمِهِ، فَإذَا أعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عن اسْمِهَا فَإذَا أعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ.

٣٩٢٠- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کبھی کسی شے سے بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ آپ جب کسی شخص کو عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام دریافت فرماتے۔ سو اگر اس کا نام پسند آ جاتا تو خوش ہوتے اور خوشی کا اثر چہرے پر ظاہر ہوتا اور اگر نام پسند نہ آتا تو اس کا اثر بھی آپ کے چہرے پر ظاہر ہوتا۔ اور آپ جب کسی (نئی) بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے' اگر اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور خوشی کا اثر چہرے پر دکھائی دیتا اور نام پسند نہ آتا تو اس کی کراہت کا اثر (بھی) آپ کے چہرے پر ظاہر ہوتا۔

فائدہ: ''نام'' بچوں کے ہوں یا شہروں کے' ہمیشہ عمدہ الفاظ و معانی کے حامل ہونے چاہییں۔ نیز اپنی خدمت اور کام وغیرہ کے لیے اچھے نام والے افراد کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٩٢١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنا أبَانُ قالَ: حدَّثني يَحْيَى أنَّ الْحَضْرَمِيَّ بنَ لَاحِقٍ حَدَّثَهُ عنْ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عنْ سَعْدِ بنِ مَالِكٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَإنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالمَرْأةِ وَالدَّارِ».

٣٩٢١- حضرت سعد بن مالک ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''کسی مردے سے کوئی الو نہیں نکلتا' نہ کوئی مرض متعدی ہوتا ہے اور نہ بدشگونی ہے' اگر ہو بھی تو گھوڑے' عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔''

توضیح: بدشگونی اور بدفالی اگر ہو تو بھی' تو ان مذکورہ تین اشیاء میں ممکن ہے' لیکن یہ کوئی یقینی نہیں۔ بخلاف اس

٣٩٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٢٢ من حديث هشام بن أبي عبدالله الدستوائي به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٣٠، وله شواهد ضعيفة، وحديث ابن ماجه، ح: ٣٥٣٦ يغني عنه ● قتادة عنعن.

٣٩٢١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٤ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٠٩٤، وأورده الضياء في المختارة: ٣/ ١٦٢-١٦٤ * يحيى هو ابن أبي كثير.

عقیدے کے جواہل جاہلیت میں معروف تھا۔سواری' بیوی اور گھر اگر دین و دنیا میں مفید مطلب نہ ہوں تو ان کے بدل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ناموافق اور خراب سواری کو اپنے لیے دردسر بنائے رکھنا یا بیوی جھگڑالو ہو' خدمت گار نہ ہو اور نہ دینی امور میں معاون ہی ہو تو ہر وقت کے حزن وملال کو پالتے رہنا اور اسی طرح گھر جو تنگ ہو' ماحول خراب ہو' ہمسائے اچھے نہ ہوں تو اس میں اٹکے رہنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں۔

٣٩٢٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا مَالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ حَمْزَةَ وَسالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ».

۳۹۲۲-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی گھر' بیوی اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنا شاهِدٌ. قِيلَ لَهُ: أَخْبَرَكَ ابنُ القَاسِمِ قالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عن الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ وَالدَّارِ؟ قالَ: كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا قَوْمٌ فَهَلَكُوا ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا فَهٰذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا نُرَى وَالله أَعْلَمُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ جناب حارث بن مسکین کے سامنے حدیث پڑھی گئی جبکہ میں حاضر تھا' انہیں کہا گیا کہ آپ کو ابن قاسم نے خبر دی' جبکہ امام مالک ؒ سے گھوڑے اور گھر کی بدشگونی کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: کتنے ہی گھروں میں لوگوں نے رہائش اختیار کی تو وہ ہلاک ہو گئے' پھر دوسرے قیام پذیر ہوئے تو وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ یہی اس کی توضیح ہے جیسے کہ ہم سمجھتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: حَصِيرٌ في الْبَيْتِ خَيْرٌ مِن امْرَأَةٍ لَا تَلِدُ.

امام ابوداود ؒ نے روایت کیا کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: گھر کی چٹائی اس عورت سے کہیں بہتر ہے جو بانجھ ہو۔

ملحوظہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی یہ حدیث: [اَلشُّؤْمُ فِي الدَّارِ......] دو طرح سے مروی ہے۔ ایک میں حتمی

٣٩٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشؤم، ح:٢٢٢٥ عن القعنبي، والبخاري، النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة، ح:٥٠٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٧٣، وقول مالك أخرجه البيهقي: ٨/ ١٤٠ عن أبي داود به، ولفظه عند البخاري وغيره: إن كان الشؤم في شيء . . . الخ واللفظان صحيحان.

طور پر نحوست کا ذکر ہے۔ دوسری میں: [إن كان الشؤم......] کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست ہوسکتی ہے تو ان تین چیزوں میں ہوسکتی ہے، یعنی ان کا باعث نحس ہونا یقینی نہیں ہے، تاہم امکان ضرور ہے۔ اور وہ نحوست یہی ہے کہ عورت بدزبان ہو، گھوڑا سرکش وغیرہ ہو، اسی طرح گھر کی نحوست یہ ہے کہ پڑوسی اچھے نہ ہوں، وغیرہ۔

٣٩٢٣- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ وَعَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ بَحِيرٍ قَالَ: أخبرني مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بنَ مُسَيْكٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَرْضٌ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رِيفِنَا وَمِيرَتِنَا وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ أَوْ قَالَ: وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ؟، فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «دَعْهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ».

٣٩٢٣- جناب فروہ بن مُسَیک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں ایک زمین ہے جسے [اَبْیَن] کہا جاتا ہے۔ اس میں ہمارے کھیت ہیں اور یہ ہمارے غلہ اگانے کی جگہ ہے، مگر وبا والی ہے، یا کہا کہ بڑی سخت وبا والی جگہ ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ وبا والی جگہ میں رہنے سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے۔''

٣٩٢٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ عُمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله ﷺ! إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى قَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ذَرُوهَا ذَمِيمَةً».

٣٩٢٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایک گھر میں تھے، اس میں ہم بہت سے افراد تھے اور وہاں ہمارے اموال بھی بہت تھے۔ پھر ہم ایک دوسرے گھر میں منتقل ہوئے تو ہمارے افراد کم ہوگئے اور اموال میں بھی قلت ہوگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، یہ برا گھر ہے۔''

٣٩٢٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، (جامع معمر)، ٢٠١٦٢ ٭ يحيى بن عبدالله بن بحير مستور (تقريب)، وشيخه لم يسم.

٣٩٢٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩١٨ من حديث بشر بن عمر الزاهراني به، وأورده الضياء في المختارة: ٤/ ٣٦٤، ح: ١٥٢٩ ٭ عكرمة بن عمار مدلس وعنعن، وقال البخاري: في إسناده نظر.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا کہ تجربے سے اس گھر کا بے برکت ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی اس قسم کی صورت سامنے آئے، تو وہاں اس حکم نبوی کے مطابق عمل کر لینا بہتر ہے۔ اور بعض شارحین نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں گھر بدلنے کا حکم اس لیے دیا تا کہ وہ اس وہم کا شکار نہ ہوں کہ انہیں یہ نقصان اس گھر کی وجہ سے پہنچا ہے۔

٣٩٢٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا مُفَضَّلُ بنُ فَضَالَةَ عنْ حَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ، عنْ مُحمَّدِ ابنِ المُنْكَدِرِ، عنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَها مَعَهُ في الْقَصْعَةِ وَقالَ: «كُلْ ثِقَةً بِالله وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ».

٣٩٢٥- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے کے پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا: ”اللہ پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔“ (ہم بھی تمہارے ساتھ کھاتے ہیں۔)

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صاحب ایمان ویقین کے لیے مباح ہے کہ بیمار آدمی کے ساتھ مل کر کھائے اور ایک مسلمان گھرانے اور معاشرے میں کسی مریض کو غیر مسلموں، خصوصاً ہندوؤں کی طرح، بالکل اچھوت بنا چھوڑنا حرام ہے۔

٣٩٢٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الأكل مع المجذوم، ح:١٨١٧، وابن ماجه: ٣٥٤٢ من حديث يونس بن محمد به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٦، ١٣٧، ووافقه الذهبي * مفضل بن فضالة ضعيف.

غلام آزاد کرنے کی اہمیت وفضیلت

انسانی تاریخ میں غلام بنانے اور رکھنے کا تصور بہت قدیم ہے۔ یہ وہ معاشرتی رواج ہے جو جاہلیت پر مبنی ہے، جس کے باعث ایک آزاد فرد دوسرے شخص کی غلامانہ ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایرانی، رومی، بابلی اور یونانی تہذیبیں انسانی تاریخ کی قدیم ترین تہذیبیں ہیں۔ یہ لوگ غلام رکھنے اور غلام بنانے کے قائل و فاعل رہے ہیں حتی کہ بعض مذاہب میں بھی اس قبیح رسم پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔ اس دور میں کئی طریقوں سے آزاد انسانوں کو غلام بنا لیا جاتا تھا، مثلاً منڈیوں میں خرید وفروخت کے ذریعے سے، والدین کا خود بچوں کو فروخت کر دینا، ظالمانہ طریق پر ان کا اغوا، مقروض کو غلام بنانے کی رسم، معاشی اغراض کے لیے بلا معاوضہ مزدوروں کا حصول، ہوس پرستی اور عیش پسندی کے لیے آزاد عورتوں کو باندیاں بنانا، نیز جنگ کی صورت میں مغلوب اور مفتوح فوج اور قوم کے افراد کو قبضے میں لے کر غلام بنانا یا پھر محض لوٹ مار کے ذریعے سے دوسری اقوام اور قبائل کے لوگوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لینا...... یہ سب ظالمانہ اقدامات غلام سازی کے لیے مدتوں استعمال ہوتے رہے۔ اور پھر ان غلاموں کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک

روا رکھا جاتا تھا وہ ننگ انسانیت رہا ہے۔اس سلسلے میں مختلف تہذیبوں اور سلطنتوں میں ان غلاموں سے جو سلوک روا رکھا جاتا رہا ہے' اس کا بیان اور مطالعہ بہت روح فرسا ہے۔ کم اور مضر صحت غذا کھلانا' پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا' جسم کو آگ سے داغنا' غیر مناسب محنت و مشقت روا رکھنا' الٹا لٹکا دینا' سخت مار پیٹ کرنا' کمر پر بھاری پتھر رکھ کر مشقت لینا' اپنی باندیوں سے پیشہ کرانا' غلاموں کے پیٹ چاک کر کے ان کے اندر پاؤں رکھ کر حرارت حاصل کرنا' بھوکے درندوں کے سامنے پھینک کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنا' اپنی افواج میں خطرے والے معاملات میں شرکت کرنے کے لیے ان کو استعمال کرنا جیسے غیر انسانی اور غیر اخلاقی اقدام شامل ہیں۔

بالآخر اسلام آیا اور اس نے بڑی حکمت کے ساتھ اس رواج کے خاتمے کے لیے تدریجی اقدامات اختیار کیے' چنانچہ اب دنیا سے قدیم غلامی کے اثرات تقریباً ناپید ہیں۔ مگر ذہنی' فکری اور اقتصادی غلامی کے جال پھیلانے کا مذموم رویہ بڑی استعماری قوتوں کے ہاں جاری ہے' جو محض اپنی عسکری اور ٹیکنالوجیکل قوت کے باعث کمزور قوموں کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اسلام نے انسانی شرف کی توہین کے منابع ومصادر کو ختم کیا۔ غلام بنانے کی صرف ایک صورت کو ناگزیر تاریخی مجبوری کی حالت میں باقی رکھا ہے' یعنی کفار کے ساتھ اعلانیہ جنگ اور اس کی اصل وجہ ''ادلے کا بدلہ'' ہے۔ جسے قرآن کریم کی اصطلاح میں: ﴿وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ:۴۰) ''برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔'' کہتے ہیں: اس اعلانیہ جنگ میں ہاتھ آنے والے کفار کے متعلق بھی اسلامی شریعت میں چار پانچ طرح کے معاملات ہو سکتے ہیں۔ ① احسان کرتے ہوئے بلاعوض چھوڑ دینا۔ ② عوض اور بدل لے کر چھوڑ دینا۔ ③ جنگی قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کر لینا۔ ④ غلام بنا لینا۔ ⑤ یا مصلحت ہو تو قتل کر دینا۔ صرف اس ایک صورت کے سوا غلام لونڈی بنانا قطعاً حرام ہے...... اور پھر ان غلاموں کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں کسی مذہب وملت میں ان کا کوئی تصور نہیں۔ حتی کہ خطاب وتکلم میں انہیں عَبْدِی اور اَمتی (میرا بندہ' میری باندی) کہنا بھی ناجائز ہے' بلکہ فَتَایَ اور فَتَاتِي'' کے الفاظ استعمال کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بالخصوص مسلمان غلاموں کو ''بھائی اور خادم'' قرار دیا گیا اور کوئی ایسی مشقت لینے سے روک دیا گیا ہے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔ کھانے' پینے اور لباس میں ان سے برابری کا معاملہ کرنے کی تلقین

کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[اِخُوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ ' فَمَنْ کَانَ اَخُوْہ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاْکُلُ ' وَلْیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبَسُ' وَلَا تُکَلِّفُوْھُمْ مَا یَغْلِبُھُمْ' فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْھُمْ فَأَعِیْنُوْھُمْ] (صحیح البخاری' الإیمان' حدیث:۳۰' وصحیح مسلم' الإیمان' حدیث:۱۶۶۱) ''وہ تمہارے بھائی اور خادم ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارا ماتحت بنا دیا ہے۔ تو جس کسی کا بھائی کسی کے ماتحت ہو تو چاہیے اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اسے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کی تکلیف مت دو اور اگر مکلف کرو تو پھر ان کی مدد بھی کرو۔''

اسلام کے علاوہ دوسری تہذیبوں اور مذاہب میں غلامی کے اثرات کا مطالعہ کریں' تو ایک حیرت انگیز نتیجہ سامنے آتا ہے۔ قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں بھی غلاموں کی خرید وفروخت کا کوئی تصور موجود نہیں۔ البتہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی طرف توجہ ضرور دلائی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف عہد نبوی کے ۸۲ غزوات وسرایا میں ۶۵۶۴ مخالفین قیدی یا غلام بنائے گئے ان میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو نبی ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کے اخلاقی پہلو کے باعث صحابہ کی مشاورت سے بغیر کسی معاوضے یا شرط کے آزادی کا پروانہ عطا فرمایا۔ ان تمام قیدیوں میں سے صرف دو قیدی ایسے تھے' جنہیں ان کے سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ ۲۱۵ قیدیوں کے بارے میں تاریخ کے اوراق خاموش ہیں۔ مگر اسلام کی عفو عام کی تعلیم کے باعث یقین ہے کہ ان سے بھی حسن سلوک کا معاملہ کیا گیا ہوگا۔ استشراق نے استرقاق (غلام بنالینے) کے حوالے سے مسلمانوں کے بارے میں جو الزام تراشی کی ہے' اس کی حقیقت مذکورہ اعداد وشمار سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح باندیوں یا مِلْكِ یَمِیْن کے بارے میں شریعت کے قواعد اس درجہ حکیمانہ ہیں کہ کوئی احمق ہی ان پر انگشت نمائی کر سکتا ہے۔ عالمی تہذیبوں اور مذاہب کی تاریخ میں یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے غلامی کی مروجہ رسم کو اس درجہ درست کیا کہ جس پر عمل درآمد نے وہ صحت مند روایت قائم کی کہ دوسری تہذیبوں اور مذاہب سے بھی اس کے اثرات کے خاتمے کا اظہار ملتا ہے۔ مسلمانوں میں یہ غلام اس درجہ تمدنی ترقی کر گئے اور انہوں نے علمی سطح پر وہ کمال

حاصل کر لیا کہ اسلامی ریاستوں کے بڑے بڑے مناصب ان کی تحویل میں آ گئے۔ عہد صحابہ اور اموی اور عباسی عہد میں اس کی تفصیلی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اس مظلوم طبقہ کے حقوق کی نگہداشت کی تعلیم دی ہے۔ اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی رسم غلامی پر کس قدر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے: [مَتَی اسۡتَعۡبَدۡتُّمُ النَّاسَ وَ قَدۡ وَلَدَتۡهُمۡ اُمَّهَاتُهُمۡ اَحۡرَارًا] ”تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا ہے، حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔“

اسلامی معاشرے میں غلاموں کو یہ شرف و احترام کس بنا پر حاصل ہوا؟ یہ اسلامی تعلیمات و ہدایات ہی کا نتیجہ تھا اور یہ ہدایات ایسی ابدی ہیں کہ اگر کسی دور میں پھر کسی وجہ سے غلامی کی کوئی صورت پیدا ہوئی، تو اسلام کی تعلیمات اس وقت بھی ان کی چارہ جوئی کے لیے موجود ہوں گی۔ مثلاً غلاموں کو آزاد کرنا اسلام میں بہت بڑی فضیلت اور اجر و ثواب کا کام ہے۔ مختلف تقصیرات کی تلافی اور کفارات میں غلاموں کو آزاد کرنا دین کا حصہ بنا دیا گیا ہے تاکہ یہ انسانی طبقہ بھی سر بلند ہو جائے۔ مثلاً قسم توڑ دینا، بیوی سے ظِہار کر لینا، رمضان کے دن میں مباشرت کرنا یا کفارۂ قتل وغیرہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، بلکہ بعض اوقات تو حاکم کو بھی حق حاصل ہوتا ہے کہ کسی کے غلام کو جبرًا آزاد کر دے۔ یعنی جب مالک اس پر ناروا ظلم کرتا ہو۔ ایسے ہی کوئی مَحرَم رشتے دار کسی کا غلام بن جائے تو از خود آزاد ہو جائے گا۔ بہر حال اسلامی تاریخ کا یہ زریں کارنامہ ہے کہ انسانی تاریخ میں موجود صدیوں کی اس قبیح رسم کو غیر محسوس انداز میں اس طرح ختم کیا کہ اب تقریباً بالکل ناپید ہے۔ مزید برآں یہ کہ جو غلام اس وقت تھے ان کو مسلمانوں نے وہ عزت دی جو شاید ہی کہیں دی گئی ہو۔ انہیں آزاد مسلمانوں کے امام، مفتی، قاضی، امیر لشکر اور حاکم تک بنایا گیا اور انہیں کلیدی مناصب تفویض کیے گئے۔ برصغیر کی اسلامی تاریخ میں خاندان غلاماں کے نام سے جو عہد حکومت ملتا ہے وہ اسلامی ریاست و معاشرت میں غلاموں کی صورت حال کی ایک روشن مثال ہے۔ اب غیر مسلموں کا یہ شور و غوغا کرنا کہ اسلام غلام بنانے کا حامی یا داعی ہے جہالت اور تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٨) - كِتَابُ الْعِتْقِ (التحفة ٢٣)

غلاموں کی آزادی سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي الْمُكَاتَبِ يُؤَدِّي بَعْضَ كِتَابَتِهِ فَيَعْجِزُ أَوْ يَمُوتُ (التحفة ١)

باب:١- ایسا مکاتب جو اپنی کتابت کا کچھ حصہ ادا کر چکا ہو اور باقی سے عاجز آ جائے یا وفات پا جائے

فائدہ: مالک اور غلام کا آپس میں یہ معاہدہ کہ غلام اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ "مُكَاتَبَتْ" کہلاتا ہے اور ایسے غلام کو اس معاہدے کے دوران "مکاتب" (تا پر زبر کے ساتھ) کہتے ہیں۔

٣٩٢٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنا أبو بَدْرٍ قال: حدَّثني أبو عُتْبَةَ إسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ قال: حدَّثني سُلَيْمانُ ابنُ سُلَيْمٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ دِرْهَمٌ».

٣٩٢٦- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مکاتب پر جب تک اس کی کتابت (طے شدہ رقم) کا ایک درہم بھی باقی ہو وہ غلام ہے۔"

٣٩٢٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدَّثني عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن

٣٩٢٧- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس غلام نے سو اوقیہ پر کتابت کا عہد کیا ہو اور سب ادا

٣٩٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٢٤ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٤ عن عبدالصمد به، ورواه الترمذي، ح: ١٢٦٠، وابن ماجه، ح: ٢٥١٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٥٠٢٦، والحديث السابق شاهد له.

أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوَاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ دَنَانِيرَ فَهُوَ عَبْدٌ».

کر دیا ہو صرف دس اوقیے باقی رہ گئے ہوں تو وہ غلام ہے' اور جس غلام نے سو دینار پر کتابت کی ہو اور سب ادا کر چکا ہو صرف دس دینار باقی ہوں تو وہ غلام ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هُوَ عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ، قَالُوا: هُوَ وَهْمٌ، وَلَكِنَّهُ هُوَ شَيْخٌ آخَرُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (عمرو بن شعیب کا شاگرد) عباس الجریری' یہ وہم ہے بلکہ یہ کوئی اور شیخ ہے۔

۳۹۲۸- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن نَبْهَانَ مُكَاتَبٍ لِأُمِّ سَلَمَةَ قال: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: قَالَ لَنَا رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَه مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ».

۳۹۲۸- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "تم میں جب کسی کا غلام مکاتب ہو جائے اور اس کے پاس اس قدر مال ہو جو وہ ادا کر سکتا ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس سے پردہ کرو۔"

(المعجم ٢) - **بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْمُكَاتَبَةُ** (التحفة ٢)

باب:۲- مکاتب کی فروخت کا مسئلہ جب کہ معاہدۂ کتابت فسخ کر دیا گیا ہو

۳۹۲۹- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فقالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ

۳۹۲۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئی' وہ ان سے اپنے معاہدۂ کتابت کے سلسلے میں مدد چاہتی تھی اور اپنی کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہیں کر پائی تھی' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ' اگر وہ پسند کریں کہ تیری کتابت میں ادا کر دوں اور تیرا ولاء مجھے

۳۹۲۸ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في المكاتب إذا كان عنده ما يؤدي، ح: ١٢٦١، وابن ماجه، ح: ٢٥٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢١٤، والحاكم: ٢/ ٢١٩، ووافقه الذهبي * نبهان حسن الحديث على الراجح، انظر، ح: ٤١١٢.

۳۹۲۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب ... الخ، ح: ٢٥٦١ وح: ٢٧١٧، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/٦ عن قتيبة به.

أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا، فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَها رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ». ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فقالَ: «مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ».

حاصل ہوتو میں یہ کرنے کو تیار ہوں۔اس نے جا کر اپنے گھر والوں (مالکوں) سے بات کی تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا: اگر وہ (عائشہ) تجھ پر خرچ کر کے ثواب لینا چاہیں تو لے لیں' مگر وَلاء ہمارے ہی لیے رہے گا۔سیدہ عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی' تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اسے خرید لو اور پھر آزاد کر دو۔ وَلاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسی ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو کوئی ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں' اگرچہ سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔اللہ کی شرط برحق اور مضبوط ہے۔'' (یعنی اس کے ماسوا باطل ہیں۔)

٣٩٣٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ تَسْتَعِينُ فِي مُكَاتَبَتِهَا، فقالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي، فقالَتْ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ إِلٰى أَهْلِهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَ الزُّهْرِيِّ.

۳۹۳۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بریرہ ؓ اپنی کتابت کے سلسلے میں مدد لینے کے لیے آئی اور کہا: تحقیق میں نے اپنے گھر والوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کر لی ہے' ہر سال ایک اوقیہ ادا کیا کروں گی۔چنانچہ آپ میری کچھ مدد کریں۔سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اگر تیرے گھر والے (مالک) پسند کریں تو تیری یہ ساری رقم میں یکشت انہیں دے دیتی ہوں اور تمہیں آزاد کر دیتی ہوں اور تیرا وَلاء میرے لیے ہوگا۔تو وہ ان کے پاس گئی۔اور (ہشام نے) زہری کی روایت کے مانند بیان کیا۔

زَادَ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي آخِرِهِ: «مَا

اس روایت میں نبی ﷺ کے فرمان کے آخر میں یہ

۳۹۳۰_تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۲۲۳۳ من حدیث هشام بن عروة به.

بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: أَعْتِقْ يَافُلَانُ! وَالْوَلَاءُ لِي إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

اضافہ ہے: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ ایک کہتا ہے کہ اے فلاں! تم آزاد کر دو اور وَلاء میرا رہا' حالانکہ وَلاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔''

فوائد ومسائل: ① غلام کو آزاد کرنے پر غلام اور اس کے مالک کے مابین جو ربط ونسبت قائم ہوتی ہے اسے ''وَلاء'' کہتے ہیں (واؤ کے فتحہ کے ساتھ) اور اس کی حیثیت شریعت میں ''نسب'' کی مانند ہوتی ہے۔ آزاد کرنے والے کو مولیٰ مُعتِق (تا کے کسرہ کے ساتھ۔ یعنی آزاد کرنے والا) اور آزاد کیے جانے والے کو مولیٰ معتَق کہتے ہیں۔ (تا کے فتحہ کے ساتھ یعنی آزاد کیا جانے والا۔) نیز وہ مال جو کوئی غلام یا آزاد کردہ غلام چھوڑ مرے وہ بھی وَلاء ہی کہلاتا ہے۔ ② اس موضوع کی احادیث میں حضرت عائشہ ؓ محض مکاتبت کی رقم ادا نہ کرنا چاہتی تھیں بلکہ اسے خرید کر آزاد کرنا چاہتی تھیں۔ جیسے کہ مندرجہ احادیث میں آیا ہے۔ پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اِبْتَاعِي فَاعْتِقِي] ''اسے خرید لو اور آزاد کر دو۔'' اور دوسری حدیث میں ہے: [اَنْ اَعُدَّها عَدَّةً وَاحِدَةً] ''میں یکمشت ادا کر دوں۔'' اس توضیح سے مکاتبت کا معاہدہ منسوخ شمار ہوگا۔ ③ وعظ ونصیحت کے لیے حکیمانہ اسلوب اختیار کرنا چاہیے۔ کسی کو برسرعام براہ راست خطاب کر کے ٹوکنا خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ ④ سنت کے مطابق کیے جانے والے تمام اعمال ''کتاب اللہ'' میں سے ہیں۔ کیونکہ سنت قرآن کریم کی توضیح وتشریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَآ آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷) ''اور جو کچھ رسول تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔'' ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد:۳۳) ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل مت کرو۔''

۳۹۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ قال: حدَّثني مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بنِ الْمُصْطَلِقِ في سَهْمِ ثَابِتِ

۳۹۳۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ جویریہ بنت حارث بن مصطلق حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ یا ان کے چچازاد کے حصے میں آئی۔ چنانچہ جویریہ نے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی۔ یہ بہت خوبصورت خاتون تھی اور ہر آنکھ کو بھلی لگتی تھی۔ سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہ

۳۹۳۱- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٧ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٠٥.

ابنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، أو ابنِ عَمٍّ لَهُ، فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ. قالَتْ عَائِشَةُ: فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ في كِتَابَتِهَا، فلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ، فقالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أنا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَالَا يَخْفَى عَلَيْكَ، وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِي، فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهَلْ لَكِ إِلَى ما هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟» قالَتْ: وَما هُوَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ». قالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ. قالَتْ: فَتَسَامَعَ تَعْنِي النَّاسَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ فَأَرْسَلُوا ما في أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ فَأَعْتَقُوهُمْ وَقالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَما رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ.

اپنی مکاتبت کے سلسلے میں آپ ﷺ سے کچھ مدد لے۔ جب یہ دروازے پر کھڑی ہوئی اور میں نے اس کو دیکھا تو مجھے اس کا کھڑا ہونا پسند نہ آیا۔ میں جان گئی کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح دیکھیں گے جیسے کہ میں نے دیکھا ہے۔ (یعنی وہ بہت خوبصورت ہے۔) اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حارث کی بیٹی جویریہ ہوں' میرا معاملہ آپ سے مخفی نہیں ہے (کہ جنگی قیدی ہوں اور لونڈی بنائی گئی ہوں) میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں۔ میں نے ان سے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں اور میری درخواست ہے کہ مکاتبت کے سلسلے میں میری مدد فرمائیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس سے بہتر معاملہ پسند نہیں کرتی ہو؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت ادا کر دیتا ہوں اور تم سے شادی کر لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: میں رضامند ہوں۔ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: پھر لوگوں نے یہ خبر سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہ ؓ سے شادی کر لی ہے۔ چنانچہ ان سب نے جو قیدی ان کے قبضے میں تھے سب چھوڑ دیے اور ان کو آزاد کر دیا۔ وہ کہنے لگے: یہ تو رسول اللہ ﷺ کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور عورت اپنے خاندان کے لیے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو۔ اس کی وجہ سے قبیلۂ بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد کیے گئے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذا حُجَّةٌ في أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ ولی اپنا نکاح خود کر سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① غزوۂ بنی مصطلق پانچ یا چھ ہجری میں ہوا تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کی شادیوں کی ایک حکمت یہ بھی رہی ہے کہ اس طرح آپ ان قبائل کو اپنا حلیف اور قریبی بنا لیتے تھے اور پھر ان کی دشمنی الفت میں بدل جاتی تھی۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي الْعِتْقِ عَلٰى شَرْطٍ (التحفة ٣)

باب:۳- کسی کو مشروط طور پر آزاد کرنا

٣٩٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن سَعِيدِ بن جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ قال: كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فقالَتْ: أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدِمَ رَسُولَ الله ﷺ ما عِشْتَ فَقُلْتُ: وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ ما فَارَقْتُ رَسُولَ الله ﷺ مَا عِشْتُ. فَأَعْتَقَتْنِي وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ.

۳۹۳۲- حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: میں تمہیں اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تم زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے رہو گے۔ میں نے کہا: آپ اگر مجھ سے یہ شرط نہ بھی کریں تو میں جیتے جی رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے یہ شرط کر لی۔

فائدہ: غلام کو قابل عمل عمدہ شرط پر آزاد کرنا جائز ہے۔ اور کیا عمدہ شرط تھی جو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کی اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے قبول کی۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِيمَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ (التحفة ٤)

باب:۴- جس نے (مشترک) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو

٣٩٣٣- حَدَّثَنَا أبو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قال: حَدَّثَنا هَمَّامٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ المَعْنى قال: أخبرنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي المَلِيحِ، قال أَبُو دَاوُدَ: قالَ أَبُو

۳۹۳۳- جناب ابوملیح (عامر) اپنے والد (اسامہ بن عمیر) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ پھر یہ بات نبی ﷺ کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اللہ کا کوئی شریک نہیں۔“ ابن کثیر نے

٣٩٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أعتق عبدًا واشترط خدمته، ح: ٢٥٢٦ من حديث سعيد بن جمهان به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٦، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ٢١٤، ووافقه الذهبي.

٣٩٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٧٠ من حديث همام به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

الْوَلِيدِ: عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «لَيْسَ لله شَرِيكٌ». زَادَ ابنُ كَثِيرٍ في حَدِيثِهِ: فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ عِتْقَهُ.

اپنی روایت میں مزید کہا: پھر نبی ﷺ نے اس کی آزادی کو درست قرار دیا۔

فائدہ: جزوی طور پر آزاد کیے گئے غلام کو کامل آزادی دینے کی صورت نکالنی ضروری ہے جیسے کہ درج ذیل احادیث میں آ رہا ہے۔

٣٩٣٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا هَمَّامٌ عنْ قَتَادَةَ، عنِ النَّضْرِ بن أنسٍ، عنْ بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شَقِيصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ عِتْقَهُ وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَنِهِ.

۳۹۳۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا (جبکہ غلام دو افراد میں مشترک تھا) تو نبی ﷺ نے اس کی آزادی کو درست قرار دیتے ہوئے اس آزاد کرنے والے پر بقیہ کی قیمت کا تاوان بھی ڈال دیا (تاکہ وہ کامل طور پر آزاد ہو جائے۔)

٣٩٣٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنّٰى قالَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدٍ قالَ: حَدَّثَنا رَوْحٌ قالَا: أخبرنا شُعْبَةُ عنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ» وَهٰذَا لَفْظُ ابنِ سُوَيْدٍ.

۳۹۳۵- جناب قتادہ اپنی سند سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے ایسے غلام کو آزاد کر دیا ہو جو کہ اس کے اور دوسرے کے مابین مشترک ہو تو اس (آزاد کرنے والے) پر لازم ہے کہ اس کو خلاصی دلائے۔“ اور یہ ابن سوید کے لفظ ہیں۔

٣٩٣٦- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنّٰى قالَ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حدَّثني أبي؛ ح:

۳۹۳۶- جناب قتادہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی غلام کا اپنا حصہ

٣٩٣٤- تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، ح: ٣٩٣٨.

٣٩٣٥- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح: ١٥٠٢ عن محمد بن المثنى به.

٣٩٣٦- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به.

وحدثنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدٍ قالَ: أخبرنا رَوْحٌ قالَ: أخبرنا هِشَامُ بنُ أبي عَبْدِ الله عنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ في مَمْلُوكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ» وَلَمْ يَذْكُرِ ابنُ الْمُثَنَّى النَّضْرَ بنَ أَنَسٍ وَهٰذَا لَفْظُ ابن سُوَيْدٍ.

آزاد کر دیا ہو تو اس (غلام) کو اسی کے مال سے آزاد کر جائے گا' اگر اس کے پاس مال ہو۔'' ابن مثنیٰ نے اس سند میں (قتادہ کے شیخ) نضر بن انس کا نام نہیں لیا۔ اور یہ الفاظ ابن سوید کے ہیں۔

فائدہ: ''اسی کے مال سے آزاد کیا جائے گا''...... اس کی وضاحت اگلی حدیث میں ملاحظہ ہو۔

(المعجم ٥) - باب مَنْ ذَكَرَ السِّعَايَةَ في هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٥)

باب:٥- ان حضرات کا بیان جو اس حدیث میں غلام سے محنت مشقت کرانے کا ذکر کرتے ہیں

٣٩٣٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ يَعْني الْعَطَّارَ قالَ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عنْ بَشِيرِ ابن نَهِيكٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا في مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَهُ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

٣٩٣٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مملوک کا کوئی حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسے پورے کو آزاد کرے' اگر اس کے پاس مال ہو۔ ورنہ غلام سے محنت کرائی جائے جو اس پر زیادہ سخت اور شاق نہ ہو۔''

٣٩٣٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ قالَ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الله قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ عنْ سَعِيدِ بنِ أَبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عنْ بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ عن

٣٩٣٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے (مشترک) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس غلام کی آزادی اس (آزاد کرنے والے) کے مال سے ہوگی بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو' اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی متوسط قیمت لگائی جائے' پھر اس سے اپنے مالک کے لیے

٣٩٣٧ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٣٩٣٤، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به.

٣٩٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب: إذا أعتق نصيبًا في عبد وليس له مال . . . الخ، ح: ٢٥٢٧ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح: ١٥٠٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ أَوْ شَقِيصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مالٌ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لِصَاحِبِهِ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

قیمت کے مطابق محنت کرائی جائے جو زیادہ سخت اور بھاری نہ ہو۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا: فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ عَلِيٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (نصر بن علی اور علی بن عبداللہ) دونوں کی روایت میں ہے: [فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ] جب کہ مذکورہ بالا الفاظ علی بن عبداللہ کے ہیں (کہ ان میں [قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ] کا بھی بیان ہے۔)

فائدہ: اس حدیث میں ترغیب ہے کہ اپنا حصہ آزاد کرنے والا باقی بھی آزاد کر کے مکمل فضیلت حاصل کرے۔

٣٩٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

٣٩٣٩- محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا: ہمیں یحییٰ اور ابن ابوعدی نے سعید بن ابی عروبہ سے بیان کیا' انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي عَرُوبَةَ لَمْ يَذْكُرِ السِّعَايَةَ. وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ يَزِيدَ بنِ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَذَكَرَا فِيهِ السِّعَايَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے روح بن عبادہ نے بسند سعید بن ابوعروبہ روایت کیا' مگر اس میں محنت کرانے کا ذکر نہیں۔ اسی طرح جریر بن حازم اور موسیٰ بن خلف دونوں نے قتادہ سے بسند یزید بن زریع اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور ان دونوں نے محنت کرانے کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مالک کے لیے باقی حصہ آزاد کرنا ممکن نہ ہو تو غلام ہی سے محنت کرائی جائے۔ تاکہ وہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے۔

٣٩٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِيمَنْ رَوَى أَنَّهُ لَا يُسْتَسْعَى (التحفة ٦)

باب:٦- ان حضرات کا بیان جو اس حدیث میں غلام سے محنت نہ کرانے کا ذکر کرتے ہیں

٣٩٤٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عنْ نَافِعٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ أُعْتِقَ مِنْهُ مَا أُعْتِقَ».

٣٩٤٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی (مشترک) مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس (آزاد کرنے والے) پر غلام کی عادلانہ قیمت لگائی جائے اور وہ اپنے شریکوں کے حصے انہیں ادا کر دے اور اس کی طرف سے غلام کو آزاد کیا جائے۔ ورنہ اس سے جو آزاد ہو گیا' سو ہو گیا۔''

فائدہ: آزاد کرنے والے کو ترغیب وتشویق دی گئی ہے کہ اگر وہ یہ مالی بوجھ برداشت کر سکتا ہے تو کر لے' اس میں بڑی فضیلت ہے۔

٣٩٤١- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عنْ أَيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: وَكَانَ نَافِعٌ رُبَّمَا قالَ: «فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ»، وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ.

٣٩٤١- جناب نافع نے بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ ایوب کہتے ہیں کہ جناب نافع کبھی تو [فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ] کے لفظ ذکر کرتے اور کبھی نہ کرتے۔

٣٩٤٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ عنْ أَيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا عن النَّبِيِّ ﷺ بِهذَا الْحَدِيثِ.

٣٩٤٢- ایوب نے نافع سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔

قالَ أَيُّوبُ: فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ

ایوب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں یہ جملہ

٣٩٤٠_ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب: إذا أعتق عبدًا بين اثنين أو أمةً بين الشركاء، ح: ٢٥٢٢، ومسلم، العتق، باب: من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٥٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٧٧٢.

٣٩٤١_ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٥٠١/٤٩ بعد، ح: ١٦٦٧ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٩٤٢_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٥٠١ عن أبي الربيع سليمان بن الربيع، انظر الحديث السابق، والبخاري، العتق، باب: إذا أعتق عبدًا بين اثنين أو أمةً بين الشركاء، ح: ٢٥٢٤ من حديث حماد بن زيد به.

عن النَّبِيِّ ﷺ أَوْ شَيْءٌ قالَهُ نافِعٌ؟ «وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ ما عَتَقَ».

[وَإِلَّا عَتَقَ مِنه ما عَتَقَ] نبی ﷺ کا فرمایا ہوا ہے یا نافع کی طرف سے ہے۔

٣٩٤٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قالَ: أخبرنا عِيسَى بنُ يُونُسَ قالَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا مِنْ مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ ما يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ نَصِيبُهُ».

٣٩٤٣- نافع حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مملوک کا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسے پورے کو آزاد کرے اگر اس کے پاس اس کی قیمت کے بقدر مال ہو، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا وہی حصہ آزاد ہوا (جو کیا گیا۔'')

٣٩٤٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قال: أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى [حَدِيثِ] إبراهِيمَ بنِ مُوسَى.

٣٩٤٤- جناب نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے ابراہیم بن موسیٰ کی (مذکورہ بالا) روایت کے ہم معنی روایت کیا۔

٣٩٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَسْمَاءَ قالَ: حَدَّثَنا جُوَيْرِيَةُ عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى مَالِكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ: «وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ». انْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى: «وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ» عَلَى مَعْنَاهُ.

٣٩٤٥- جناب نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ روایت مالک (٣٩٤٠) کے ہم معنی بیان کیا۔ مگر اس میں: [وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ] کا ذکر نہیں۔ اس کی حدیث: [وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ] پر مکمل ہوئی ہے جو اسی کے ہم معنی ہے۔

٣٩٤٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أَخبرنا مَعْمَرٌ عنِ

٣٩٤٦- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مشترک غلام میں سے اپنا

٣٩٤٣_ تخريج: أخرجه البخاري، ح:٢٥٢٣، ومسلم، ح:١٥٠١/٤٨ بعد، ح:١٦٦٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق، ح:٣٩٤٢.

٣٩٤٤_ تخريج: أخرجه البخاري، ح:٢٥٢٥، ومسلم من حديث يحيى بن سعيد به، انظر، ح:٣٩٤٢.

٣٩٤٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الشركة، باب الشركة في الرقيق، ح:٢٥٠٣ من حديث جويرية بن أسماء به.

٣٩٤٦_ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٥٠١/٥١ بعد، ح:١٦٦٧ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق: ٣٩٤١.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ في عَبْدٍ عَتَقَ مِنْهُ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ».

حصہ آزاد کر دیا تو اس کا باقی حصہ بھی اس کے مال سے آزاد کیا جائے گا جبکہ اس کے پاس غلام کی قیمت کے بقدر مال موجود ہو۔''

٣٩٤٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُما نَصِيبَهُ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةً لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ».

٣٩٤٧- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ''جب کوئی غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو اگر وہ صاحبِ وسعت ہو تو اس کی طرف سے غلام کی قیمت لگا کر اسے آزاد کر دیا جائے' قیمت لگانے میں کمی کی جائے نہ زیادتی۔''

٣٩٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن خَالِدٍ، عن أَبي بِشْرٍ الْعَنْبَرِيِّ، عن ابنِ التَّلِبِّ، عن أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَلَمْ يُضَمِّنْهُ النَّبِيُّ ﷺ.

٣٩٤٨- ابن التَّلِبّ (ملقام) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (مشترک) مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو نبی ﷺ نے اسے باقی کا ضامن اور ذمہ دار نہیں بنایا تھا۔

قال أَحْمَدُ: إِنَّمَا هُوَ بِالتَّاءِ، يَعني التَّلِبَّ، وَكَانَ شُعْبَةُ أَلْثَغَ لَمْ يُبَيِّنِ التَّاءَ مِنَ الثَّاءِ.

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راوی (ابن التَّلِبّ) ''تا'' کے ساتھ ہے۔ اور شعبہ رحمہ اللہ قدرے تو تلے تھے ''تا'' (دو نقطے والے) کو ''ثا'' (تین نقطے والے) سے نمایاں نہ کر سکتے تھے۔

٣٩٤٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، ح:٢٥٢١، ومسلم، ح:١٥٠١/ ٥٠ بعد، ح:١٦٦٧ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، ح:٣٩٤٠.

٣٩٤٨ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٤٩٦٩ من حديث محمد بن جعفر به، وانظر أطراف المسند:١/ ٦٤٨، ح:١٣٠٨، وإتحاف المهرة:٢/ ٦٥٤، ح:٢٤٤٩، وجامع المسانيد والسنن لابن كثير:٢/ ٣٦٩، ٣٧٠ * ملقام بن التلب مستور، انظر، ح:٣٧٩٨.

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ (التحفة ٧)

باب:٧- جو کوئی اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک بن جائے

٣٩٤٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ سَلَمَةَ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَقال مُوسَى في مَوْضِعٍ آخَرَ: عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ فِيمَا يَحْسِبُ حَمَّادٌ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ».

۳۹۴۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جیسے کہ حماد کا خیال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے محرم رشتہ دار کا مالک بن گیا ہو تو وہ آزاد ہے۔“

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَى مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن قَتَادَةَ وَعَاصِمٍ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ محمد بن بکر بُرسانی نے بواسطہ حماد بن سلمہ، قتادہ سے اور عاصم نے بواسطہ حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کے مثل روایت کیا۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: وَلَمْ يُحَدِّثْ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، وَقَدْ شَكَّ فِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ نے (مرفوع یا متصل) بیان کیا ہے اور اس میں اسے شک بھی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حسن بصری رحمہ اللہ کا حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہونے میں ائمہ حدیث کا اختلاف ہے۔ تاہم یہ حدیث حسن اور بقول بعض صحیح ہے۔ ② [ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ] سے یہاں مراد باپ، دادا اور اولاد اور ان کی اولاد ہے۔ ان میں ملکیت ثابت ہوتے ہی یہ ازخود آزاد ہو جائیں گے، البتہ دیگر رشتہ داروں کے بارے میں اختلاف ہے۔

٣٩٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ

۳۹۵۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اپنے

٣٩٤٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن ملك ذا رحم محرم، ح: ١٣٦٥، وابن ماجه، ح: ٢٥٢٤ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٣، والحاكم: ٢/ ٢١٤، ووافقه الذهبي.

٣٩٥٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٨٩ من حديث أبي داود به * قتادة ولد بعد شهادة عمر رضي الله عنه بنيف وثلاثين سنةً.

الأَنْبَارِيُّ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ.

کسی قریبی محرم رشتہ دار کا مالک بن جائے تو وہ آزاد ہے۔

٣٩٥١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ قالَ: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ.

٣٩٥١- جناب حسن (بصری) رحمہ اللہ نے کہا: جو کوئی اپنے کسی قریبی محرم رشتہ دار کا مالک بن جائے تو وہ آزاد ہے۔

٣٩٥٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: أخبرنا أَبُو أُسَامَةَ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن جَابِرِ بنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ.

٣٩٥٢- جناب قتادہ نے جابر بن زید اور حسن (بصری) سے اسی کے مثل بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَعِيدٌ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سعید' حماد کی نسبت زیادہ حفظ والے ہیں۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي عِتْقِ أُمَّهَاتِ الأَوْلَادِ (التحفة ٨)

باب:٨- اُمّ ولد کو آزاد کرنا

فائدہ: ایسی لونڈی جس کے شکم سے اپنے مالک کی اولاد ہوئی اسے "اُمّ ولد" کہتے ہیں۔

٣٩٥٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن خَطَّابِ بنِ صَالحٍ مَوْلَى الأَنْصَارِ، عن أُمِّهِ، عن سَلَامَةَ بِنْتِ

٣٩٥٣- سلامہ بنت معقل بیان کرتی ہیں اور یہ بنو خارجہ قیس عیلان کی خاتون تھیں۔ کہتی ہیں کہ ایام جاہلیت میں میرا چچا مجھے لے کر آیا اور حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ دیا جو ابو الیسر بن عمرو کا بھائی تھا' تو میں نے اس

٣٩٥١_ تخريج: [صحيح] رواه يونس عن الحسن به، أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ح: ٢٠٠٧٩.

٣٩٥٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ٨٩ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٢ * سعيد وقتادة مدلسان وعنعنا.

٣٩٥٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٠ من حديث محمد بن إسحاق به، وعنعن * وأم خطاب لا تعرف (تقريب).

مَعْقِلِ امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ، قَالَتْ: قَدِمَ بِي عَمِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيَسَرِ بنِ عَمْرٍو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ الْحُبَابِ ثُمَّ هَلَكَ، فقالَتِ امْرَأَتُهُ: الْآنَ وَاللهِ! تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ! قَدِمَ بِي عَمِّي الْمَدِينَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيَسَرِ بنِ عَمْرٍو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ الْحُبَابِ، فقالَتِ امْرَأَتُهُ: الآنَ واللهِ! تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَلِيُّ الْحُبَابِ؟» قِيلَ: أَخُوهُ أَبُو الْيَسَرِ بنُ عَمْرٍو، فَبَعَثَ إِلَيْهِ فقال: «أَعْتِقُوهَا فإذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فائْتُونِي أُعَوِّضْكُم مِنْهَا». قالَتْ: فَأَعْتَقُونِي وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنِّي غُلَامًا.

کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حباب کو جنم دیا۔ پھر وہ (حباب) فوت ہو گیا تو اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب تجھے حباب کے قرضے میں بیچ دیا جائے گا' تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بنو خارجہ قیس عیلان کی خاتون ہوں۔ ایام جاہلیت میں میرا چچا مجھے مدینے لایا تھا اور حباب بن عمرو' جو کہ ابوالیسر بن عمرو کا بھائی ہے' کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ میں نے اس کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حباب کو جنم دیا ہے۔ اور اب اس کی بیوی کہہ رہی ہے اللہ کی قسم! تجھے اس (حباب) کے قرضے کی ادائیگی میں فروخت کر دیا جائے گا' تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''حباب کا ولی اور وارث کون ہے؟'' بتایا گیا کہ اس کا بھائی ابوالیسر بن عمرو ہے۔ تو آپ نے اس کو بلا بھیجا اور فرمایا: ''اسے آزاد کر دو اور جب تمہیں معلوم ہو کہ میرے پاس غلام آئے ہیں تو میرے پاس آنا میں تمہیں اس کا عوض دے دوں گا۔'' سلامہ کہتی ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس غلام آئے تو آپ نے ان کو میرے عوض ایک غلام عنایت فرما دیا۔

٣٩٥٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَيْسٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَانْتَهَيْنَا.

۳۹۵۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے دور میں ام ولد لونڈیوں کو فروخت کیا تھا' پھر جب حضرت عمر ؓ کا دور آیا تو انہوں نے ہمیں منع کر دیا' تو ہم رک گئے۔

٣٩٥٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٤٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٨، ١٩، ووافقه الذهبي، ولبعض حديث شاهد عند ابن ماجه، ح: ٢٥١٧ * قيس هو ابن سعد.

فائدہ: ام ولد لونڈی کو بیچنا جائز ہے، یا نہیں؟ اس میں علماء کی دونوں ہی رائے ہیں۔ کچھ جواز کے قائل ہیں اور کچھ عدم جواز کے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ احتیاط کے طور پر اس کا عدم جواز ہی راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار، کتاب العتق، باب ما جاء فی ام الولد) واللہ اعلم۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ (التحفة ٩)

باب: ۹- مدبَّر غلام کی فروخت کا مسئلہ

فائدہ: جب کوئی مالک اپنے غلام یا لونڈی کے بارے میں کہہ دے کہ یہ میری وفات کے بعد آزاد ہے تو اسے ''مدبَّر'' کہتے ہیں۔ (''با'' پر زبر اور شد کے ساتھ)

٣٩٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن عَطَاءٍ وَإِسْمَاعِيلَ بنِ أَبي خَالِدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عن دُبُرٍ مِنْهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَبِيعَ بِسَبْعِمِائَةٍ أَوْ بِتِسْعِمِائَةٍ.

۳۹۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہوگا' جب کہ اس کے پاس اس غلام کے سوا کوئی اور مال نہ تھا' چنانچہ اس غلام کے بارے میں نبی ﷺ نے حکم دیا تو اسے سات سو یا نو سو میں فروخت کیا گیا۔

فائدہ: غلام کے بارے میں یہ وصیت کرنا کہ یہ میری وفات کے بعد آزاد ہوگا بالکل مباح اور جائز ہے۔ مگر وارثوں کے حالات کے پیش نظر اگر وہ بالکل ہی مفلوک الحال ہوں تو ایسی وصیت کو فسخ بھی کیا جا سکتا ہے۔ قاضی اور حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اسے فسخ کر دیں۔

٣٩٥٦- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ قال: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ قال: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ قال: حدَّثني عَطَاءُ بنُ أَبِي رَبَاحٍ قال: حدَّثني جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله بِهَذَا. زَادَ: وَقال يَعْني النَّبِيَّ ﷺ: «أَنْتَ أَحَقُّ بِثَمَنِهِ، وَالله أَغْنَى عَنْهُ».

۳۹۵۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی اور مزید کہا...... یعنی نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی قیمت کا زیادہ حق دار (اور محتاج) ہے' جبکہ اللہ عزوجل اس کو آزاد کیے جانے سے بے پروا ہے۔'' (اسے کوئی احتیاج نہیں۔)

٣٩٥٥- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد، ومسلم، الأيمان، باب جواز بيع المدبر، ح: ٩٩٧ بعد، ح: ١٦٦٨ من حديث عطاء به.

٣٩٥٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٥٠٠١ من حديث الأوزاعي به.

٣٩٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ قال: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عن دُبُرٍ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ؟» فاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بنُ عَبْدِ الله بنِ النَّحَّامِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُم فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى عِيَالِهِ، فإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى ذِي قَرَابَتِهِ»، أَوْ قالَ: «عَلَى ذِي رَحِمِهِ، وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا».

۳۹۵۷-حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ ابو مذکور نامی ایک انصاری نے اپنے غلام کے بارے میں کہہ دیا کہ میری موت کے بعد وہ آزاد ہوگا...... اس غلام کا نام یعقوب تھا...... اور اس انصاری کا اس کے سوا کوئی اور مال نہ تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو بلوایا اور فرمایا: ”اسے کون خریدتا ہے؟“ تو جناب نعیم بن عبداللہ بن نحام نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا‘ چنانچہ آپ ﷺ نے یہ رقم ابو مذکور کے حوالے کی اور فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ضرورت مند ہو تو چاہیے کہ (خرچ کرنے کی) اپنے سے ابتدا کرے‘ اگر کچھ بچ جائے تو اپنے عیال پر خرچ کرے‘ اگر ان سے بچ رہے تو اپنے قرابت داروں پر خرچ کرے۔“ آپ ﷺ کے الفاظ: [عَلَى ذِىْ قَرَابَتِهِ] تھے یا: [عَلَى ذِى رَحِمِهِ] اور اگر بچ رہے تو ادھر ادھر خرچ کردے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی غلام ”مدبر“ کیا جا چکا ہو اور احوال وظروف اس کی اجازت نہ دیتے ہوں تو اس کی آزادی کو منسوخ کیا جا سکتا ہے اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے۔ ② خود ضرورت مند ہوتے ہوئے صدقہ کرنا اگرچہ باعث فضیلت عمل ہے‘ مگر دیکھا جائے کہ کیا ایسے حالات کا مقابلہ کرنا ایسے لوگوں کے لیے ممکن بھی ہے یا نہیں؟

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- جس نے اپنے غلام موت کے وقت آزاد کر دیے ہوں جبکہ ان کی مجموعی قیمت اس کے تہائی مال سے زیادہ ہو

٣٩٥٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قال: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن

۳۹۵۸-حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی وفات کے وقت اپنے چھ غلام

٣٩٥٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ٩٩٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٥.

٣٩٥٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٦٦٨ من حديث حماد بن زيد به.

أَبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي المُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ ابنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فقالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاء، فأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

آزاد کر دیے۔ اس شخص کے پاس ان کے سوا کوئی اور مال نہ تھا۔ تو نبی ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے اسے بڑی سخت بات فرمائی۔ پھر ان غلاموں کو بلوایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر ان میں قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''کتاب الوصایا'' میں یہ گزرا ہے کہ کسی شخص کو اپنے تہائی مال سے زیادہ میں وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہے' اسی بنیاد پر مذکورہ بالا واقعہ میں اس شخص کی غلط وصیت کو منسوخ کر کے شریعت کے مطابق عمل کیا گیا۔ ② امیر المومنین اور مسلمان عمال کا فریضہ ہے کہ مسلمان عوام الناس کے جملہ امور پر نگاہ رکھیں کہ کہیں بھی شریعت کی مخالفت نہ ہونے پائے۔ ③ غلط وصیت کو منسوخ کر کے شریعت کے مطابق عمل کرنا کرانا چاہیے۔

٣٩٥٩- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ المُخْتَارِ: أخبرنا خَالِدٌ عن أَبِي قِلَابَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَلَمْ يَقُلْ: فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا.

٣٩٥٩- جناب ابوقلابہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ مگر اس میں یہ جملہ نہیں ہے: ''آپ نے اسے بڑی سخت بات فرمائی۔''

٣٩٦٠- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ قالَ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ عَبْدِ الله، هُوَ الطَّحَّانُ عنْ خَالِدٍ، عنْ أَبِي قِلَابَةَ، عنْ أَبِي زَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ بِمَعْنَاهُ وَقالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: «لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ المُسْلِمِينَ».

٣٩٦٠- جناب ابوزید سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے (اپنی موت کے وقت اپنے غلام آزاد کر دیے) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اس کے دفن کیے جانے سے پہلے حاضر ہوتا تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔''

فائدہ: یہ شدید زجر اس ظلم کی بنا پر تھی جو اس نے اپنی وصیت میں اپنے وارثوں پر کیا تھا۔

٣٩٥٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٩٦٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٧٣ من حديث خالد الطحان به * أبوزيد هو عمرو بن أخطب رضي الله عنه.

٣٩٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ يَحْيَى بنِ عَتِيقٍ وَأَيُّوبَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

۳۹۶۱-حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کر دیے جب کہ اس کا ان کے سوا کوئی اور مال نہ تھا' تو نبی ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان غلاموں میں قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ** (التحفة ١١)

باب:۱۱-جس نے اپنے مال دار غلام کو آزاد کیا ہو (تو مال کس کا ہوگا؟)

٣٩٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ وَاللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُبَيْدِالله بنِ أَبي جَعْفَرٍ، عنْ بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمالُ الْعَبْدِ لَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ السَّيِّدُ».

۳۹۶۲-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام آزاد کیا ہو اور اس کے پاس مال بھی ہو تو غلام کا مال غلام ہی کا رہے گا الا یہ کہ مالک نے اس کی شرط کر لی ہو (کہ مال اسے نہیں دیا جائے گا۔'')

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا** (التحفة ١٢)

باب:۱۲-زنا زادے کو آزاد کرنا؟

٣٩٦٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى قالَ: أخبرنا جَرِيرٌ عن سُهَيْلِ بنِ أَبي

۳۹۶۳-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا زادہ تینوں میں سے سب

٣٩٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٧٧ من حديث حماد بن زيد، ومسلم، ح: ١٦٦٨ من حديث محمد بن سيرين به.

٣٩٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أعتق عبدًا وله مال، ح: ٢٥٢٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، ح: ٢٣٧٩ من حديث نافع به.

٣٩٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٣٠ من حديث جرير، وأحمد: ٢/ ٣١١ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٢/ ٢١٤، ووافقه الذهبي، وزاد بعض الرواة "إذا عمل بعمل والديه".

صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ» وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ زِنْيَةٍ.

سے برا ہے۔'' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک کوڑا اللہ کی راہ میں دے دوں وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی زنا زادے کو آزاد کروں۔

فائدہ: زنا زادے کا برا ہونا اسی صورت میں ہے جب وہ ماں باپ کی مانند بدکاری جیسے قبیح اعمال کرے۔ ورنہ اس میں اس کا کوئی جرم نہیں اور عام شرعی قاعدہ یہ ہے کہ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (الأنعام: ۱۵) ''کوئی جان کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' نیز اس حدیث کا سبب ورود ایک خاص واقعہ ہے کہ ایک منافق رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا' تو اس موقع پر آپ کو بتایا گیا کہ وہ زنا زادہ ہے۔ تب آپ نے مذکورہ بالا بات کہی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني رحمه الله حديث: ٦٧٢)

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي ثَوَابِ الْعِتْقِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- غلام آزاد کرنے کا ثواب

٣٩٦٤- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنِ الْغَرِيفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ. فَغَضِبَ وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ؟! قُلْنَا: إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ يَعْنِي النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ: «أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقِ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ».

۳۹۶۴- غریف بن دیلمی کہتے ہیں کہ ہم حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا: ہمیں حدیث بیان کیجیے جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو' تو وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے: بلاشبہ تم میں کئی ایسے ہیں جو قرآن کی قراءت کرتے ہیں اور اس میں کمی بیشی کر جاتے ہیں' حالانکہ قرآن اس کے اپنے گھر میں لٹکا ہوا ہوتا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارا مقصد ہے کہ ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا: ہم اپنے ایک آدمی کے سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جو قتل کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو چکا تھا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے غلام آزاد کرو' اللہ عزوجل اس کے ہر ہر عضو کے بدلے اس کا

٣٩٦٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٠ من حديث ضمرة، والنسائي في الكبرى، ح: ٤٨٩١ من حديث إبراهيم بن أبي عبلة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٠٦، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢١٢، ووافقه الذهبي * الغريف حسن الحديث على الراجح.

ایک ایک عضو آگ سے آزاد فرمادے گا۔''

فائدہ: قتل کے سلسلے میں صرف غلام آزاد کردینا کافی نہیں ہے۔ البتہ مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی مذکورہ فضیلت اور ترغیب صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسے کہ اگلے باب میں آرہا ہے۔ نیز صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اس کا ایک ایک عضو آگ سے بچادے گا۔'' (صحیح البخاری' العتق' حدیث:۲۵۱۷)

(المعجم ١٤) - باب: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- کون سی گردن (لونڈی' غلام آزاد کرنا) زیادہ افضل ہے؟

٣٩٦٥ - حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حَدَّثَني أَبي عنْ قَتَادَةَ، عنْ سَالِمِ بْنِ أبي الْجَعْدِ، عنْ مَعْدَانَ بنِ أبي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، عنْ أبي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِقَصْرِ الطَّائِفِ. قالَ مُعَاذٌ: سَمِعْتُ أبي يَقُولُ: بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلَّ ذٰلِكَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ الله فَلَهُ دَرَجَةٌ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ الله جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ الله

۳۹۶۵- جناب ابونجیح سُلَمی (عمرو بن عبسہ ؓ) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں طائف کے محل کا محاصرہ کیا۔ معاذ (بن ہشام) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ...... ایک قلعے کا محاصرہ کیا...... اور مفہوم سب کا ایک ہے۔ ابونجیح نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اس کے لیے ایک درجہ ہے۔'' اور پوری حدیث بیان کی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس مسلمان نے کسی مسلمان کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کو اس آزاد کردہ کی ایک ایک ہڈی کے بدلے جہنم سے تحفظ اور بچاؤ کا ذریعہ بنادے گا۔ اور جس عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کو اس کی آزاد کردہ کی ایک ایک ہڈی کے

٣٩٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الرمي في سبيل الله، ح: ١٦٣٨ من حديث معاذ بن هشام به، وقال: "صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٦٤٥، والحاكم: ٢/ ٩٥، ١٢١ و٣/ ٥٠، و وافقه الذهبي * قتادة صرح بالسماع عند ابن المبارك في الجهاد، ح: ٢١٩، والبيهقي: ٩/ ١٦١ * أبونجيح هو عمرو بن سلمة رضي الله عنه.

جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

بدلے جہنم سے تحفظ اور بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا۔''

فائدہ: ① جہاد فی سبیل اللہ میں ایک تیر مارنا' ایک گولی چلانا یا ایک گولہ پھینکنا بھی بہت بڑی فضیلت اور درجے کا باعث ہے۔ ② غلام اور لونڈی کو آزاد کرنا فضیلت ہے مگر وہ مسلمان ہو تو بہت زیادہ افضل ہے اور مذکورہ ضمانت حاصل کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

٣٩٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قال: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قال: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قال: حدَّثني سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عن شُرَحْبِيلَ بنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قالَ لِعَمْرِو بنِ عَبَسَةَ: حدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ».

٣٩٦٦- جناب شُرحبیل بن سمط کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو' تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے کسی مسلمان گردن کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے بچاؤ کے لیے فدیہ ہوگی۔''

٣٩٦٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قال: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمِ ابنِ أبي الْجَعْدِ، عن شُرَحْبِيلَ بنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قال لِكَعْبِ بنِ مُرَّةَ أَوْ مُرَّةَ بنِ كَعْبٍ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ إِلَى قَوْلِهِ: «وَأَيُّمَا امْرِئٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً». وَزَادَ: «وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ

٣٩٦٧- جناب شُرحبیل بن سمط کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب ؓ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے مذکورہ بالا حدیث معاذ بن ہشام (٣٩٦٥) کے ہم معنی بیان کی...... اور مزید کہا: ''جس شخص نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا وہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہوں گی۔ ان کی ہر دو ہڈیوں کو اس کی ایک ہڈی کا عوض بنا دیا جائے گا۔''

٣٩٦٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ٣١٤٤ من حديث بقية به، وللحديث شواهد كثيرة، ورواه حريز بن عثمان عن سليم بن عامر به، أحمد: ٤/ ٣٨٦.

٣٩٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ٣١٤٦، وابن ماجه، ح: ٢٥٢٢ من حديث عمرو بن مرة به، وأصله عند الترمذي، ح: ١٦٣٤، السند منقطع، وحديث: ٣٩٦٥ يغني عنه.

مُسْلِمَتَيْنِ إِلَّا كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزَى مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَالِمٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ شُرَحْبِيلَ، مَاتَ شُرَحْبِيلُ بِصِفِّينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سالم نے شرحبیل سے نہیں سنا' شرحبیل کی وفات صفین میں ہوئی تھی۔

(المعجم ۱۵) - **بَابٌ: فِي فَضْلِ الْعِتْقِ فِي الصِّحَّةِ** (التحفة ۱۵)

باب:۱۵-صحت وعافیت کے دنوں میں غلام آزاد کرنے کی فضیلت

۳۹۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ، عن أبي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ».

۳۹۶۸-حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص موت کے وقت آزاد کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو پیٹ بھر جانے کے بعد ہدیہ دے۔''

فائدہ: اگرچہ موت کے قریب تہائی مال تک کا صدقہ یا وصیت کرنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! صدقہ کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:''تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو صحت مند ہو' حریص ہو (یعنی زندگی اور مال کا) غنی رہنا چاہتا ہو اور فقیر ہو جانے سے ڈرتا ہو اور صدقہ کرنے میں سستی نہ کرے کہ جب جان حلق میں آن اٹکے تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اس قدر' حالانکہ وہ تو (حق وراثت کی وجہ سے) فلاں کا ہو چکا۔'' (صحیح البخاری' الوصایا' حدیث:۲۷۴۸) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر:۹) ''(اہل ایمان دوسرے حاجت مندوں کو) اپنے سے ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود احتیاج ہوتی ہے۔''

۳۹۶۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء في الرجل يتصدق أو يعتق عند الموت، ح:۲۱۲۳ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:۳٦٤٤، وصححه ابن حبان، ح:۱۲۱۹، والحاكم: ۲/ ۲۱۳، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ٥/ ۳۷٤، ورواه شعبة عن أبي إسحاق به * أبوحبيبة حسن الحديث على الراجح.

قرآن کریم کی بابت لہجوں اور قراءتوں کا بیان

قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اہل عرب اپنے مخصوص احوال وظروف کے تحت اپنے اپنے قبائلی نظم میں اس قدر پختہ تھے کہ اس دور میں ان کے لیے دوسرے قبیلے کا اسلوب نطق وتکلم اختیار کرنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ تو رب ذوالجلال والاکرام نے اپنی کتاب میں یہ آسانی فرما دی کہ ہر قبیلہ اپنی آسانی کے مطابق جو اسلوب چاہے' اختیار کر لے۔ اور اسے ''سات حروف'' میں نازل فرما دیا۔ اس سے انہیں اس کے پڑھنے' سمجھنے اور حفظ کرنے میں بہت آسانی رہی اور اس میں اس کتاب کا ''اعجاز'' بھی تھا۔

[أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ] ''قرآن کریم سات حروف (قراءتوں اور لہجوں) پر نازل کیا گیا ہے۔'' کی توضیح میں اگرچہ کافی بحث ہے' مگر راجح مفہوم یہ ہے کہ جہاں کہیں کسی لفظ یا ترکیب میں کسی قبیلے کے لیے کوئی مشکل تھی وہاں قرآن کو ان کے اسلوب میں نازل فرما کر انہیں اسی میں قراءت کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ یہ مفہوم نہیں کہ ہر ہر آیت یا ہر ہر لفظ سات حروف پر مشتمل ہے۔ مثلاً

بقول علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ ایک معنی و مفہوم کے لیے سات حروف تک نازل کیے گئے ہیں' مثلاً ایک مفہوم ''آؤ'' کے لیے مختلف الفاظ ہیں هَلُمَّ ۔ اَقبِلْ۔ تَعَالَ۔ اِلَيَّ۔ قَصْدِی۔ نَحْوِی۔ قُرْبِی وغیرہ۔ ان سب کے معنی ایک دوسرے سے از حد قریب ہیں۔

یا دوسری توجیہ یہ ہے کہ مختلف الفاظ میں بلحاظ ان کے مفرد' تثنیہ' جمع یا مذکر' مونث' مخاطب یا غائب' فعل یا اسم ہونے میں فرق آیا ہے۔ یا بلحاظ اعراب مرفوع' منصوب اور مجرور ہونے میں یا مقدم مؤخر ہونے میں یا کئی حروف کی کمی بیشی میں سات طرح کے اختلافات ہیں۔ یا بلحاظ نطق و ادائیگی اظہار' ادغام' ہمز' تسہیل یا اشمام وغیرہ میں اختلاف ہے۔ الغرض ان متنوع اختلافات سے قرآن کے معانی میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں اور اس اختلاف کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہر قوم یا قبیلہ مضمون قرآن کو اپنی تعبیر دینے میں مختار تھا۔ نہیں' بلکہ یہ سب الفاظ و قراءات باسانید صحیحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوئی ہیں اور ابتدائی تین ادوار یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں آزادی سے قراءت ہوتی رہی' پھر جب دور عثمانی میں مملکت اسلامیہ کی حدود از حد وسیع ہو گئیں اور عجمی لوگ بھی مسلمان ہو گئے جو ان اختلافِ الفاظ کی کنہہ و حقیقت اور سہولت سے آشنا نہ تھے تو ان کے آپس میں تنازعات ہونے لگے' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان قراءات کو لغت قریش تک محدود و مخصوص کر دیا جو عرب کی معتبر' ٹکسالی اور مقبول لغت تھی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اجماع کر لیا اور امت ایک بہت بڑے اور سنگین اختلاف سے محفوظ ہو گئی۔ والحمدللہ رب العالمین۔ و رضی اللہ عن عثمان و ارضاہ.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٢٩) - كِتَابُ الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ (التحفة ٢٤)

قرآن کریم کی بابت لہجوں اور قراءتوں کا بیان

(المعجم ١) - **باب** (التحفة . . .)

باب:۱......

٣٩٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ؛ ح: وحدثنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن أَبِيهِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: «﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾» [البقرة: ١٢٥].

۳۹۶۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (سورۂ بقرہ کی آیت:۱۲۵ویں) قراءت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (''خا'' کے نیچے زیر کے ساتھ بصیغہ امر پڑھا) ''اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔''

فوائد ومسائل: ① اس لفظ میں دوسری قراءت ''خا'' پر زبر یعنی صیغۂ ماضی کے ساتھ ہے اور معنی ہیں: ''اور لوگوں نے مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیا۔'' ② مقام ابراہیم بیت اللہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے رہے اور اس میں آپ کے قدم نقش ہیں۔

٣٩٧٠- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقْرَأُ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُ

۳۹۷۰- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رات کو قیام کیا اور قراءتِ قرآن میں اپنی آواز بلند کی۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فلاں پر رحم فرمائے! اس نے آج رات مجھے کتنی ہی آیات یاد دلا دیں جن سے مجھے ذہول ہو رہا تھا۔''

٣٩٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كيف الطواف، ح:٨٥٦ وح:٨٦٢، والنسائي، ح:٢٩٦٤، وابن ماجه، ح:١٠٠٨ من حديث جعفر الصادق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٣٩٧٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح:١٣٣١.

الله فُلَانًا [كَأَيِّنْ] مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أُسْقِطْتُهَا».

فائدہ: ① یہ حدیث پیچھے (کتاب التطوع' باب رفع الصوت بالقراء ة فی صلاة اللیل' حدیث:۱۳۳۱) میں گزر چکی ہے۔ اس کے فوائد و مسائل بھی ملاحظہ ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ کو عارضی طور پر بھول کا لاحق ہو جانا ان کے مقام نبوت کے منافی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: [أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ] ''جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔'' (صحیح البخاری' الصلاۃ' حدیث:۴۰۱' وصحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:۵۷۲) ② کسی پردہ نشین کی شکل دیکھے بغیر اس کی آواز پہچان کر گواہی قبول کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح قاضی نابینا ہو تو اس کا آواز پہچان کر مدعی اور مدعا علیہ کے بیانات سن کر فیصلے کرنا جائز اور درست ہے۔ مگر کلی نسیان کہ حافظہ ہی خراب ہو جائے نبی کے لیے یہ ناممکن ہے۔ ③ حدیث میں وارد لفظ [كَأَيِّنْ] کئی نسخوں میں ''کائن'' بروزن ''قائم'' نقل ہوا ہے اور استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید میں وارد ﴿وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ......﴾ الخ (آل عمران:۱۴۶) میں ایک قراءت ''کائن بروزن قائم'' بھی ہے۔ (ترجمہ آیت) ''بہت سے نبیوں سے ہمرکاب ہو کر بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں' انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری' نہ سست رہے اور نہ دبے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں ہی کو چاہتا ہے۔''

٣٩٧١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ: حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قال: قال ابنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ﴾ [آل عمران: ١٦١] في قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ، فقالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَعَلَّ رَسُولَ الله ﷺ أَخَذَهَا، فَأَنْزَلَ الله: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ.

۳۹۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَّغُلَّ ......﴾ الخ اس سلسلے میں نازل ہوئی تھی کہ بدر کے دن ایک سرخ رنگ کا کپڑا گم ہو گیا تھا تو کئی لوگوں نے کہہ دیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لیا ہو۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ......﴾ الخ ''یہ ناممکن ہے کہ کوئی نبی خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا تو جو اس نے خیانت کی ہوگی اس کے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہوگا' پھر ہر شخص کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

٣٩٧١ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب" * بعض الناس منافقون كما في رواية الواحدي، وللحديث شواهد عند الواحدي أسباب النزول، ص: ١٠٧ وغيره، انظر تفسير ابن كثير: ١/ ٤٣٠ * خُصيف ضعيف.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَغُلَّ مَفْتُوحَةَ الْيَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لفظ [يَغُلَّ] "یا" پر زبر کے ساتھ ہے۔

فائدہ: [يَغُلَ] فعل مضارع معلوم (مصدر غلول) کا ترجمہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ جبکہ اس کی دوسری قراءت بصورت مضارع مجہول یعنی "یا" پر پیش اور "غین" پر زبر کے ساتھ ہے۔ اس قراءت میں اس کا ترجمہ ہوگا: "نبی کا یہ مقام نہیں کہ اس کی خیانت کی جائے۔" اگر اسے مصدر اغلال سے سمجھا جائے تو اس کا مفہوم ہوگا: "نبی کا یہ مقام نہیں کہ اس کی طرف خیانت کی نسبت کی جائے۔"

٣٩٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْهَرَمِ».

۳۹۷۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک دعا میں) فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْهَرَمِ] "اے اللہ! میں بخیلی اور عاجز کر دینے والے بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں وارد ﴿وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ (الحدید: ۲۴) "اور وہ لوگوں کو بخیلی کی تلقین کرتے ہیں۔" میں لفظ [بُخل] "با" کے پیش اور "خا" کے سکون کے ساتھ ہے۔ جبکہ انصار کی لغت میں یہ لفظ "با" اور "خا" دونوں کے زبر کے ساتھ ہے۔ علاوہ ازیں "با" کے زبر اور "خا" کے سکون اور دونوں کے پیش کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔ ② [هَرَم] عاجز کر دینے والا بڑھاپا کہ انسان از حد عاجز ہو جائے۔ عقل و شعور اور صحت ساتھ چھوڑ جائے اور دوسروں کے لیے بھی بوجھ بن جائے۔

٣٩٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: أخبرنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ كَثِيرٍ، عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ، عن أَبِيهِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ قَالَ: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ، أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فقال يَعني النَّبِيَّ ﷺ: «لا تَحْسِبَنَّ» وَلَمْ يَقُلْ: «لا تَحْسَبَنَّ».

۳۹۷۳- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی منتفق کا وفد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا میں اس میں شریک تھا...... اور حدیث بیان کی...... نبی ﷺ نے فرمایا: یہ "مت سمجھنا" (کہ یہ بکری ہم نے تمہاری خاطر ذبح کی ہے) اور حدیث بیان کی۔ اور نبی ﷺ نے [لَا تَحْسِبَنَّ] ("سین" کی زیر سے) فرمایا' (زبر کے ساتھ) [لَا تَحْسَبَنَّ] نہیں فرمایا تھا۔"

٣٩٧٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٥٤٠ مطولاً.

٣٩٧٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطھارۃ' باب فی الاستنثار' حدیث:۱۴۲ میں گزر چکی ہے اور یہ کلمہ سورۂ آل عمران کی آیت:۱۸۸ میں ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا......﴾ میں دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی سین کے زبر اور زیر کے ساتھ۔

٣٩٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَحِقَ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فقال: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰٓ إِلَيْكُمُ السَّلَٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا﴾ [النساء:٩٤]: تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ.

۳۹۷۴-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی چند بکریاں لیے جا رہا تھا کہ مسلمان اس پر جا پہنچے تو اس نے کہا: ''السلام علیکم۔'' مگر مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور ان چند بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا﴾ ''اور جو شخص تمھیں سلام کہے اس کے بارے میں یہ مت کہو کہ تو صاحب ایمان نہیں ہے۔ تم دنیا کی زندگانی کے مال کے متلاشی ہو؟'' اس آیت میں انھی چند بکریوں کی طرف اشارہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت کریمہ میں یہ لفظ [السلام] الف کے ساتھ اور دوسری قراءت میں الف کے بغیر ہے۔ [سَلَم] کے معنی ہوں گے کہ ''جو شخص تمہاری اطاعت کا اظہار کرے اس کے بارے میں یوں مت کہو کہ تو صاحب ایمان نہیں ہے۔'' ② السلام علیکم کا لفظ اسلامی شعار ہے۔ اس کے بولنے پر اسے جھوٹا سمجھ کر قتل کرنا یا اس کو کافر سمجھنا درست نہیں' الا یہ کہ ایسا سمجھنے کی واضح دلیل ہو۔

٣٩٧٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ أَبِي الزِّنَادِ وَهُوَ أَشْبَعُ، عن أَبِيهِ، عن خَارِجَةَ بنِ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ، عن

۳۹۷۵-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ آیت یوں پڑھا کرتے تھے: (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ) ''مومنین میں سے (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے اس حال میں کہ انھیں کوئی عذر ہو اور جہاد پر جانے والے

٣٩٧٤- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿ولا تقولوا لمن ألقى إليكم السلام لست مؤمنًا﴾ ح:٤٥٩١، ومسلم، التفسير، باب في تفسير آيات متفرقة، ح:٣٠٢٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٩٧٥- تخريج: [حسن] تقدم، ح:٢٥٠٧، وأخرجه أحمد: ٥/ ١٩٠ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به.

أبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ: (غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ) وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ: كَانَ يَقْرَأُ.

برابر نہیں ہو سکتے۔" یعنی غَيْرَ کے زبر کے ساتھ۔ سعید (بن منصور) نے [كان يقرأ] کا لفظ نہیں کہا۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں لفظ [غَيْرَ] زبر کے ساتھ اہل حرمین' نافع' ابن عامر اور کسائی کی قراءت ہے اور یہ حال یا مستثنیٰ ہے۔ جبکہ ابن کثیر' ابوعمرو' حمزہ اور عاصم اسے مرفوع پڑھتے ہیں جو کہ قاعدون کی صفت ہے۔ اور ایک قراءت زیر کے ساتھ بھی ہے' مگر شاذ ہے۔ اس صورت میں یہ "مؤمنین" کی صفت یا اس سے بدل ہوگا۔

۳۹۷۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا: أخبرنا عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ قال: قَرَأَهَا رَسُولُ الله ﷺ (وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ).

۳۹۷۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں قراءت کی [وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ] (پیش کے ساتھ) یعنی سورۂ مائدہ کی آیت: ۴۵ میں (وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ...... الخ) پڑھا۔

۳۹۷۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أبي: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن أَبِي عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: (وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بالْعَيْنِ).

۳۹۷۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قراءت فرمائی: ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾ (یعنی أن کو مخفف اور العين کو مرفوع پڑھا۔)

۳۹۷۸- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بنُ مَرْزُوقٍ عن عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ قال: قَرَأْتُ عِنْدَ عَبْدِ الله بْنِ عُمَرَ فقال: ﴿اللَّهُ الَّذِى خَلَقَكُم مِّن

۳۹۷۸- عطیہ بن سعد عوفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر قراءت کی اور یوں پڑھا: ﴿اللَّهُ الَّذِى خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ﴾ (ضاد پر فتحہ کے ساتھ) تو انہوں نے فرمایا: (مِنْ ضُعْفٍ) پڑھو۔ (یعنی

۳۹۷۶ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب في فاتحة الكتاب، ح: ۲۹۲۹ عن محمد بن العلاء به، وقال: "حسن غريب" * الزهري عنعن، وانظر الحديث الآتي.

۳۹۷۷ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۹۷۸ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الروم، ح: ۲۹۳٦ من حديث فضيل بن مرزوق به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد * عطية العوفي ضعيف.

ضَعْفٍ﴾ [فقال: (من ضُعفٍ)] قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ، فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ.

ضاد پر ضمہ ہے) میں نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اسی طرح پڑھی تھی جیسے کہ تو نے مجھ پر پڑھی ہے تو آپ نے میری گرفت فرمائی جیسے کہ میں نے تمہاری گرفت کی ہے۔

فائدہ: قرآن مجید کے کلمات بلاشبہ عربی زبان کے ہیں اور ان کو ان کے کسی بھی لہجہ میں پڑھنا جائز ہے۔ مگر مطلوب وہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا ہے۔

٣٩٧٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدٌ يَعني ابنَ عَقِيلٍ عن هَارُونَ، عن عَبْدِالله بنِ جَابِرٍ، عن عَطِيَّةَ، عن أبي سَعِيدٍ عن النَّبيِّ ﷺ (مِنْ ضُعْفٍ).

٣٩٧٩- جناب عطیہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے (مِنْ ضُعفٍ) نقل کیا ہے۔ (یعنی ضاد پر ضمہ کے ساتھ۔)

٣٩٨٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَسْلَمَ المِنْقَرِيِّ، عن عَبْدِ الله، عن أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أَبْزَى قال: قال أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ: (بِفَضْلِ الله وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا).

٣٩٨٠- عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: (بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا) یعنی صیغۂ خطاب کے ساتھ۔ جبکہ ہماری معروف قراءت صیغۂ غائب کے ساتھ "فَلْيَفْرَحُوْا" ہے۔ "کہہ دیجیے کہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے۔ چنانچہ اسی پر تمہیں/انہیں خوش ہونا چاہیے۔"

٣٩٨١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا الْمُغِيرَةُ بنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن الأَجْلَحِ،: حدَّثني عَبْدُ الله ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَى عن أَبِيهِ، عن أُبَيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: (بِفَضْلِ الله وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُونَ).

٣٩٨١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قراءت فرمائی: (بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْن) یعنی فَلْتَفْرَحُوْا...... اور ...... تَجْمَعُوْن...... دونوں صیغۂ خطاب کے ساتھ پڑھے۔ جبکہ حفص کی قراءت میں غیب کے صیغے میں "فَلْيَفْرَحُوْا" اور "يَجْمَعُوْنَ" ہے۔

٣٩٧٩- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٩٨٠- تخريج: [حسن] أخرجه ابن جرير في تفسيره: ١١/ ٨٨ من حديث سفيان به، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٨١- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٢٢ من حديث الأجلح به، وعلقه الترمذي، ح: ٣٧٩٣.

۳۹۸۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: «(إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ)».

۳۹۸۲- حضرت اسماء بنت یزید ؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو قراءت کرتے ہوئے سنا: (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ) یعنی "عَمِلَ" فعل ماضی اور "غَيْرَ" مفعول بہ یعنی منصوب۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں جمہور کی قراءت یوں ہے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ یعنی "عَمَلٌ" اِنَّ کی خبر مرفوع۔ اور غَیرُ اس کی صفت ہے' لہٰذا وہ بھی مرفوع ہے۔ یہ آیت کریمہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں ہے کہ "اس کے عمل صالح نہیں ہیں۔" فعل ماضی میں اس کا ترجمہ ہوگا۔ "اس نے غیر صالح (برے) عمل کیے ہیں۔"

۳۹۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ قال: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾؟ [هود: ٤٦] فقالَتْ: قَرَأَهَا (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ).

۳۹۸۳- جناب شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ یہ آیت کس طرح پڑھا کرتے تھے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ تو انہوں نے فرمایا: آپ نے اس کو (إِنَّه عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ) پڑھا تھا۔ (یعنی صیغۂ ماضی کے ساتھ)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ وَمُوسَى بنُ خَلَفٍ عن ثَابِتٍ كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں اس روایت کو ہارون نحوی اور موسیٰ بن خلف نے ثابت (بنانی) سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ عبدالعزیز نے کہا ہے۔

۳۹۸٤- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا عِيسَى عن حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ

۳۹۸۴- حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا فرماتے تو پہلے اپنے آپ سے ابتدا فرماتے اور کہتے:

۳۹۸۲ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة هود، ح: ۲۹۳۲ من حديث ثابت البناني به * حماد هو ابن سلمة.

۳۹۸۳ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق * أم سلمة هي أسماء بنت يزيد كما قال المحدث المفسر عبد بن حميد رحمه الله.

۳۹۸٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء أن الداعي يبدأ بنفسه، ح: ۳۳۸۵ من حديث حمزة الزيات به مختصرًا جدًّا، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۵۷٤، ورواه مسلم، ح: ۲۳۸۰/ ۱۷۲ من حديث أبي إسحاق به مطولاً.

عَبَّاسٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ، وقال: «رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى، لَوْ صَبَرَ لَرَأَى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ، وَلَكِنَّهُ قال: (إن سَالتُك عَن شَيءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِن لَدُنِّي)» طَوَّلَها حَمْزَةُ.

[رحمةُ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلى موسٰى] ''اللہ کی رحمت ہو ہم پر اور موسیٰ پر۔ اگر وہ صبر کر لیتے تو وہ اپنے صاحب (خضر) سے بہت عجائب دیکھتے' لیکن انہوں نے خود ہی کہہ دیا: اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ مت رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذرت کو پہنچ چکے۔'' حمزہ الزیات نے لفظ ''لَدُنِّي'' کو طول دے کر یعنی دال کے ضمہ اور نون کی شد کے ساتھ ثقیل کر کے پڑھا۔ (یہ مضمون سورۂ کہف' آیت: ٧٦ کا ہے۔)

٣٩٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا أُمَيَّةُ ابنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عن شُعْبَةَ، عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَهَا ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي﴾ [الكهف: ٧٦] وَثَقَّلَهَا.

٣٩٨٥- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے [قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي] کی قراءت میں ''لَدُنِّي'' کو ثقیل کر کے پڑھا (شد کے ساتھ)

٣٩٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ المِصِّيصِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بنُ أَوْسٍ عن مِصْدَعٍ أَبِي يَحْيَى قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَقْرَأَنِي أُبَيُّ بنُ

٣٩٨٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھایا تھا یعنی ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ (''حا'' پر فتحہ' ''میم'' پر کسرہ اور اس کے بعد ہمزہ۔)

٣٩٨٥- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الكهف، ح: ٢٩٣٣ من حديث أمية بن خالد به، وقال: "غريب" * أبو الجارية العبدي قال الترمذي: "مجهول، لا يعرف له اسم".

٣٩٨٦- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الكهف، ح: ٢٩٣٤ من حديث محمد بن دينار به، وقال: "غريب" تقدم، ح: ٢٣٨٦ * محمد بن دينار اختلط في آخر عمره.

كَعْبٍ كَمَا أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ مُخَفَّفَةً.

فائدہ: ابن عامر، حمزہ، کسائی اور ابوبکر کی قراءت میں یہ لفظ [حامية] وارد ہے۔ [حمئة] کا معنی ''کیچڑ'' اور [حامية] ''گرم'' کو کہتے ہیں۔ (مزید دیکھیے آئندہ حدیث: ۴۰۰۲)

٣٩٨٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ عَمْرٍو النَّمَرِيُّ: أَخْبَرَنَا هَارُونُ: أخبرني أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَتُضِيءُ الْجَنَّةُ بِوَجْهِهِ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ».

۳۹۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے اعلیٰ درجات کے حامل اہل علیین کا ایک شخص اوپر سے جنتیوں پر جھانکے گا تو جنت اس کے چہرے سے دمک اٹھے گی گویا کوئی چمکتا دمکتا ستارہ ہو۔''

قَالَ: وَهَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ (دُرِّيٌّ) مَرْفُوعَةَ الدَّالِ لَا تُهْمَزُ، «وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث کی روایت ایسے ہی ہے [دُرِّيٌّ] یعنی دال مضموم اور ہمزہ کے بغیر۔ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یقیناً انہی میں سے ہیں اور بڑی فضیلت والے ہیں۔

فائدہ: سورۂ نور کی آیت کریمہ ﴿كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ (النور: ۳۵) میں یہ لفظ ''دُرِّيٌّ'' کی معروف قراءت دال کے ضمہ ''را'' اور ''یا'' کی شد کے ساتھ ہے۔ جبکہ حمزہ اور ابوبکر اسے دال کے ضمہ اور ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ابوعمرو اور کسائی دال کے کسرہ اور ہمزہ کے ساتھ۔

٣٩٨٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ

۳۹۸۸- حضرت فروہ بن مُسَيك غُطَيفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حدیث بیان کی۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا: اے

٣٩٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٧، ٥٠، والترمذي، ح: ٣٦٥٨، وابن ماجه، ح: ٩٦ من حديث عطية العوفي به، وهو ضعيف مدلس، وقال الترمذي: "حسن"، ورواه مجالد عن أبي الوداك عن أبي سعيد به، مجمع الزوائد: ٩/ ٥٤، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٩٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة سبأ، ح: ٣٢٢٢ من حديث أبي أسامة به، وقال: "غريب حسن".

النَّخَعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عن فَرْوَةَ ابنِ مُسَيْكٍ الْغُطَيْفِيِّ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ الحديثَ، فقال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ الله! أَخْبِرْنَا عنْ سَبَإٍ مَا هُوَ؟ أَرْضٌ أَوِ امْرَأَةٌ؟ قال: «لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلا امْرَأَةٍ وَلٰكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ، فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ». قال عُثْمانُ: الْغَطَفَانِيِّ مَكَانَ الْغُطَيْفِيِّ، وقال: حَدَّثَنَا [الْحُسَيْنُ] بنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ.

اللہ کے رسول! آپ ہمیں بتائیں کہ سبأ علاقے کا نام ہے یا عورت کا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ علاقے کا نام ہے نہ کسی عورت کا' بلکہ عرب کا آدمی تھا جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ یمن چلے گئے تھے اور چار نے شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔'' عثمان بن ابی شیبہ نے غطیفی کی بجائے غطفانی کہا اور سند میں ''حدثنا الحسين بن الحكم النخعي'' کہا۔

٣٩٨٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهيمَ أَبُو مَعْمَرٍ الْهُذَلِيُّ عن سُفْيَانَ، عن عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ إِسْمَاعِيلُ: عن أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ الْوَحْيِ قال: فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ﴾.

٣٩٨٩-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے وحی والی حدیث بیان کی اور کہا کہ اسی سلسلے میں اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿حَتّٰی إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ﴾ ''حتی کہ جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے۔''

فائدہ: لفظ [فزع] ف کے ضمہ' زا مشدد کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ جبکہ ایک قراءت میں [فرغ] مروی ہے۔ (یعنی ''ر'' غیر منقوط اور ''غ'' منقوط کے ساتھ۔) ابن عامر اور یعقوب کی قراءت میں (ز منقوط کے ساتھ) [فَزَعَ] بصیغہ ماضی آیا ہے۔

٣٩٩٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حدثنا إسْحَاقُ بنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قال: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَذْكُرُ عن

٣٩٩٠-ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی قراءت تھی ﴿بَلٰى قَدْ جَآءَتْكِ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ

٣٩٨٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة سبأ، باب: ﴿حتى إذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال...﴾ الخ"، ح: ٤٨٠٠ـ٤٧٠١ من حديث سفيان بن عيينة به * عمرو هو ابن دينار.

٣٩٩٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف].

الرَّبِيعِ بنِ أنَسٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ: (بَلَى قَدْ جَاءَتْكِ آيَاتِي فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ الْكَافِرِينَ).

الْكَافِرِينَ﴾ (الزمر:۵۹) (یعنی واحد مؤنث مخاطب کے صیغوں میں "کاف" اور "تا" کے کسرہ کے ساتھ۔)

قال أبُو دَاوُدَ: هٰذَا مُرْسَلٌ، الرَّبِيعُ لَمْ يُدْرِكْ أُمَّ سَلَمَةَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث مرسل ہے۔ ربیع (بن انس) نے سیدہ ام سلمہ ؓ کو نہیں پایا۔

فائدہ: روایت ضعیف الاسناد ہے۔ جمہور کی معروف روایت مذکر کے صیغوں کے ساتھ ہے جن قراء نے مؤنث کے صیغوں کے ساتھ پڑھا ہے' وہ بلحاظ لفظ [نفس] ہے جو مؤنث سماعی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی ہیں: "ہاں کیوں نہیں۔ بلاشبہ تیرے پاس میری آیات آئیں تو تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافر تھا۔"

۳۹۹۱- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُوسَى النَّحْوِيُّ عن بُدَيْلِ ابنِ مَيْسَرَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقْرَؤُهَا: (فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ)

۳۹۹۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا: ﴿فَرُوحٌ وَّرَيْحَانٌ﴾ (الواقعة:۸۹) یعنی لفظ روح میں "را" کے ضمہ کے ساتھ۔)

فائدہ: جمہور کی معروف قراءت "را" کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کے معنی "راحت اور آرام" کیے جاتے ہیں۔ اگر [رُوحٌ] "را" کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہوں گے: "اس کی روح پھولوں اور نعمتوں میں ہو گی۔" یا "اس کے لیے رحمت' زندگی اور بقا ہو گی اور نعمتیں ہوں گی۔"

۳۹۹۲- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَأحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، عن عَطَاءٍ، قال ابنُ حَنْبَلٍ: يَعْني

۳۹۹۲- جناب صفوان بن یعلیٰ اپنے والد یعلیٰ بن امیہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ منبر پر کھڑے پڑھ رہے تھے: ﴿وَنَادَوْا

۳۹۹۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب من سورة الواقعة، ح: ۲۹۳۸ من حديث هارون بن موسى به، وقال: "حسن غريب".

۳۹۹۲- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة حٰمٓ الزخرف، باب قوله: ﴿ونادوا يامالك ليقض علينا ربك قال إنكم ماكثون﴾، ح: ۴۸۱۹، ومسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ۸۷۱ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ۴/ ۲۲۳.

عن عَطَاءٍ، قال ابنُ حَنْبَلٍ: لَمْ أَفْهَمْ جَيِّدًا - عن صَفْوانَ - قال ابنُ عَبْدَةَ: ابْنِ يَعْلَى عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ يَقْرَأُ: ﴿وَنَادَوْا يَـٰمَـٰلِكُ﴾ [الزخرف: ٧٧].

يَا مَالِكُ﴾ "جہنمی پکاریں گے اے مالک! (داروغۂ جہنم۔")

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِلَا تَرْخِيمٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: مقصد ہے کہ ترخیم کے بغیر پڑھا۔ (یعنی اسے مختصر کر کے "یَا مَالِ" نہیں پڑھا)

فائدہ: تفسیر روح المعانی (۱۵۸/۱۴) میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود ؓ اور ابن وثاب اور اعمش کی قراءت میں یہ لفظ ترخیم کے ساتھ "یَا مَالِ" پڑھا گیا ہے۔

٣٩٩٣- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عن عَبْدِ الله قال: أَقْرَأَنِي رَسُولُ الله ﷺ: (إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ).

۳۹۹۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھایا ہے (إِنِّیُ أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ) "بلاشبہ میں ہی رزق دینے والا' قوت والا اور زور آور ہوں۔"

فائدہ: سورۃ الذاریات کی آیت کریمہ: ۵۸ میں جمہور کی قراءت میں "اِنِّیُ اَنَا" کی جگہ: "إِنَّ اللّٰهَ هُوَ......" ہے۔

٣٩٩٤- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُهَا ﴿فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ [القمر: ١٧] يَعني مُثَقَّلًا.

۳۹۹۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ یعنی شدّ کے ساتھ۔ "بھلا کوئی ہے جو نصیحت پکڑے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: مَضْمُومَةَ المِيمِ مَفْتُوحَةَ الدَّالِ مَكْسُورَةَ الْكَافِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ لفظ میم کے ضمہ' دال کے فتحہ اور کاف کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

٣٩٩٣- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الذاريات، ح: ٢٩٤٠ من حديث إسرائيل به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ١٧٦٢ وغيره.

٣٩٩٤- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة اقتربت الساعة، باب ﴿تجري بأعيننا جزاءً لمن كان كفر﴾ ح: ٤٨٦٩ عن حفص بن عمر، ومسلم، صلوة المسافرين، باب ما يتعلق بالقراءات، ح: ٨٢٣ من حديث شعبة به.

۳۹۹۵- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الذِّمَارِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حدَّثني مُحمَّدُ ابنُ المُنْكَدِرِ عن جَابِرٍ قال: رَأَيْتُ النَّبيَّ ﷺ يَقْرَأُ (أَيَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ)

۳۹۹۵- حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ پڑھ رہے تھے: ﴿اَیَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ﴾ (الھمزة:۳) (یعنی شروع میں ہمزۂ استفہام کے ساتھ۔)

ملحوظہ: جمہور کی روایت میں ہمزہ کے بغیر ہے اور [یحسب] کا لفظ شامی حمزہ اور عاصم کی قراءت میں سین کے فتحہ کے ساتھ اور دوسروں کے ہاں کسرہ کے ساتھ ہے۔ معنی آیت: ''کیا وہ سمجھتا ہے کہ بے شک اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا؟''

۳۹۹۶- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن خَالِدٍ، عن أَبي قِلَابَةَ عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُولُ الله ﷺ: (فَيَوْمَئِذٍ لا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثَقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ).

۳۹۹۶- جناب ابوقلابہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا تھا: (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذَّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ٥ وَلَا يُوْثَقُ وَ ثَاقَهٗٓ اَحَدٌ) (الفجر: ۲۵-۲۶) یعنی (يُعَذَّبُ) اور (يُوْثَقُ) مجہول صیغوں کے ساتھ۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: بَعْضُهُمْ أَدْخَلَ بَيْنَ خَالِدٍ وَأَبي قِلَابَةَ رَجُلًا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے خالد اور ابوقلابہ کے درمیان ایک راوی کا اضافہ کیا ہے۔

۳۹۹۷- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبي قِلَابَةَ قال: أَنْبَأَني مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبيُّ ﷺ أَوْ مَنْ أَقْرَأَهُ مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبيُّ ﷺ: (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ)

۳۹۹۷- جناب ابوقلابہ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس کو نبی ﷺ نے پڑھایا تھا۔ یا کہا...... مجھے اس شخص نے پڑھایا جس کو اس شخص نے پڑھایا جسے نبی ﷺ نے پڑھایا تھا: (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذَّبُ) (ذال کے زبر یعنی مجہول صیغے کے ساتھ۔)

۳۹۹۵ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ۱۱۶۹۸ من حديث عبدالملك الذماري به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۷۳، والحاكم: ۲/ ۲۵۶، وتعقبه الذهبي، والصواب أنه حسن.

۳۹۹۶ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۷۱ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۲۵۵، وقال: "والصحابي الذي لم يسمه في إسناده قد سماه غيره: مالك بن الحويرث"، ووافقه الذهبي.

۳۹۹۷ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

[قال أبُو دَاوُدَ: قَرَأَ عَاصِمٌ وَالأَعْمَشُ وَطَلْحَةُ بنُ مُصَرِّفٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ يَزِيدُ بنُ الْقَعْقَاعِ وَشَيْبَةُ بنُ نِصَاحٍ وَنَافِعُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ الله بنُ كَثِيرٍ الدَّارِيُّ وأَبُو عَمْرِو بنُ الْعَلَاءِ وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجُ وَقَتَادَةُ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَمُجَاهِدٌ وَحُمَيْدٌ الأَعْرَجُ وَعَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي بَكْرٍ: (لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ) إِلَّا الحديثَ المَرْفُوعَ فإنَّهُ يُعَذَّبُ بالْفَتْحِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاصم' اعمش' طلحہ بن مصرّف' ابوجعفر یزید بن قعقاع' شیبہ بن نصاح۔ نافع بن عبدالرحمٰن' عبداللہ بن کثیر داری' ابوعمرو بن العلاء' حمزہ زیات' عبدالرحمٰن اعرج' قتادہ' حسن بصری' مجاہد' حمید اعرج' عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر یہ سبھی حضرات ﴿لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ﴾ پڑھتے ہیں (''ذال'' اور ''ثا'' کے کسرہ یعنی معروف صیغے کے ساتھ۔) مگر مرفوع حدیث میں (يُعَذَّبُ) ''ذال'' کے فتحہ کے ساتھ مروی ہے۔

٣٩٩٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ أَبي عُبَيْدَةَ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنا أَبِي عن الأَعمَشِ، عن سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: حَدَّثَ رَسُولُ الله ﷺ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَقَالَ: «جِبْرَائِلَ وَمِيكَائِلَ».

۳۹۹۸-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ اس میں جبریل اور میکال کا ذکر تھا تو آپ نے (ان کے تلفظ میں) ''جبرائل اور میکائل فرمایا۔''

٣٩٩٩- حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ عُمَرَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَازِمٍ قال: ذُكِرَ كَيْفَ قِرَاءَةُ جِبْرَائِلَ وَمِيكَائِلَ عِنْدَ الأعمَشِ، فحدَّثنا الأَعمَشُ عن سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: ذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ صَاحِبَ

۳۹۹۹-محمد بن خازم نے بیان کیا کہ جناب اعمش کی مجلس میں جبرائل اور میکائل کے تلفظ کی بحث چل پڑی تو اعمش نے بسند سعد طائی' عطیہ عوفی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صور پھونکنے والے فرشتے (اسرافیل) کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کی دائیں جانب ''جبرائل'' اور

٣٩٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٩ من حديث الأعمش به * عطية العوفي ضعيف.

٣٩٩٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٣/ ٩ عن أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به.

الصُّورِ فقالَ: عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَائِلُ وَعنْ يَسَارِهِ مِيكَائِلُ».

اس کی بائیں جانب "میکائل" ہیں۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال خَلَفٌ: مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَمْ أَرْفَعِ الْقَلَمَ عن كِتَابَةِ الْحُرُوفِ ما أَعْيَانِي شَيْءٌ ما أَعْيَانِي جِبْرِيلُ وَمِيكَائِلُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ خلف کہتے ہیں: چالیس سال ہونے کو آئے ہیں کہ میں نے لکھنے سے قلم نہیں اٹھایا ہے مگر مجھے جو الجھن "جبریل اور میکائل" کے ضبط میں ہوئی ہے کسی اور کلمہ میں نہیں ہوئی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جبریل کے تلفظ میں نو لغات ہیں: ①② جبریل: جیم کی زیر اور زبر کے ساتھ۔ ③ جبرئل: جیم پر زبر' ہمزہ کی زیر اور لام مشدد۔ ④ جبرائل: را کے بعد الف۔ ⑤ جبرائیل: الف کے بعد دو "یا" ⑥ جبرئیل: را کے بعد ہمزہ اور یا۔ ⑦ جبرئل: جیم اور را کی زبر' ہمزہ کی زیر اور لام مخفف۔ ⑧⑨ جبرین: جیم پر زبر اور زیر اور آخر میں نون۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تهذيب الأسماء واللغات' للنووى)

٤٠٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، قال مَعْمَرٌ: وَرُبَّمَا ذَكَرَ ابنَ المُسَيَّبِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ يَقْرَؤُنَ ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ [الفاتحة: ٤]، وَأَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) مَرْوَانُ.

۴۰۰۰- جناب زہری رحمہ اللہ بسا اوقات ابن مسیب سے روایت کرتے تھے' انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھا کرتے تھے (سورۂ فاتحہ میں' مالك بروزن فاعل۔) اور مروان سب سے پہلا شخص ہے جس نے یہ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّين) پڑھا۔ (الف کے بغیر بروزن فَعِل۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عن أَنَسٍ، وَ[مِنَ] الزُّهْرِيِّ عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سند زہری عن انس اور زہری عن سالم عن ابیہ کی بہ نسبت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ "مالك" کا معنی صاحب ملکیت اور "ملك" کا معنی بادشاہ ہے۔

٤٠٠١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ يَحْيَى

۴۰۰۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ

٤٠٠٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب في فاتحة الكتاب، ح: ٢٩٢٨ من حديث عبدالرزاق به معلقًا، وعنده الزهري عن أنس * الزهري عنعن.

٤٠٠١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب في فاتحة الكتاب، ح: ٢٩٢٧ من حديث ◄◄

الأُمَوِيُّ: حدَّثني أبي: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ أو كَلِمَةً غَيْرَهَا، قِرَاءَةَ رَسُولِ الله ﷺ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً.

ﷺ کی قراءت کا ذکر کیا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ آپ اپنی قراءت میں ایک ایک لفظ علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يقُولُ: الْقِرَاءَةُ الْقَدِيمَةُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ [الفاتحة: ٤].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا' وہ فرماتے تھے: قدیم قراءت (سلف کی قراءت) ﴿مالك يوم الدين﴾ ہی ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معناً صحیح ہے' کیونکہ دیگر صحیح احادیث میں یہی چیز بیان ہوئی ہے کہ قرآن مجید کی قراءت میں چاہیے کہ ہر ہر آیت پر وقف کیا جائے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ انتہائی تیز پڑھنا اور آیات پر وقف نہ کرنا مسنون طریقے کے خلاف ہے۔

٤٠٠٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ المَعْنى قالَا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، عن الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ، عن إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أَبِيهِ، عن أَبي ذَرٍّ قال: كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فقالَ: «هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ هٰذِهِ؟» قُلْتُ: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قالَ: «فإنَّهَا تَغْرُبُ في عَيْنٍ حَامِيَةٍ».

۴۰۰۲- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا جبکہ آپ گدھے پر سوار تھے اور سورج غروب ہونے والا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں غروب ہوتا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: [فَإِنَّهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ] ''یہ ایک گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے۔''

◀◀ يحيى بن سعيد بن أبان الأموي به، وقال: "غريب، وليس إسناده بمتصل"، وللحديث شواهد، وحديث أحمد: ٢٨٨/٦ يغني عنه، وليس فيه "بسم الله".

٤٠٠٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر، ح: ٣١٩٩، ح: ٤٨٠٢، ٤٨٠٣، ومسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٩ من حديث إبراهيم التيمي به.

فائدہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور سورۂ کہف آیت:۸۶ میں مذکور [عَيْنٍ حَمِئَةٍ] کی دوسری قراءت [عَيْنٍ حَامِيَةٍ] ہے۔ (دیکھیے گزشتہ روایت:۳۹۸۶)

٤٠٠٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيجٍ: أخبرني عُمَرُ بنُ عَطَاءٍ أَنَّ مَوْلًى لِابْنِ الْأَسْقَعِ، رَجُلَ صِدْقٍ، أَخْبَرَهُ عن ابنِ الأَسْقَعِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُمْ في صُفَّةِ الْمُهَاجِرِينَ، فَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ: أَيُّ آيَةٍ في الْقُرْآنِ أَعْظَمُ؟ قال النَّبِيُّ ﷺ: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ [البقرة: ٢٥٥].

۴۰۰۳- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور چبوترے پر تشریف لائے جو مہاجرین کے لیے مخصوص تھا' تو ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کہ قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿اللّٰه لا إله إلا هو الحى القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم﴾ (یعنی آیت الکرسی)

فوائد و مسائل: ① آیت الکرسی اپنی فضیلت اور تاثیر کے لحاظ سے سب سے بڑی ہے ورنہ طوالت میں آیت مُدَایَنَہ ﴿یاایها الذین آمنوا اذا تداینتم بدین......﴾ (البقرۃ: ۲۸۲) اس سے زیادہ لمبی ہے۔ ② قرآن مجید سارا ہی اللہ عزوجل کی جانب سے ہے مگر مضامین کے اعتبار سے بعض آیات کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے۔ ③ لفظ [الْقَیُّوم] میں دوسری قراءت [الْقَیَّام] اور [الْقَیِّم] بھی منقول ہے۔

٤٠٠٤- حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرِو بنِ أَبِي الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن الأَعْمَشِ، عن شَقِيقٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ [يوسف: ٢٣] فقالَ شَقِيقٌ: إِنَّا نَقْرَؤُهَا (هِيتُ لَكَ) يَعني فقالَ ابنُ مَسْعُودٍ:

۴۰۰۴- جناب شقیق سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا: ﴿هَيْتَ لك﴾ ("ھا" پر زبر کے ساتھ) شقیق نے کہا ہم اسے (هِيتُ لك) پڑھتے ہیں (یعنی "ھا" کے نیچے زیر کے ساتھ) تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے مجھے پڑھایا گیا اسی طرح پڑھنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

٤٠٠٣ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه الطبراني من حديث ابن جريج به، (تفسير ابن كثير: ١/ ٤٥١)، وسنده ضعيف، وله شاهد تقدم، ح: ١٤٦٠.

٤٠٠٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، التفسير، سورة يوسف، باب قوله: ﴿وراودته التي هو في بيتها عن نفسه...﴾ الخ، ح: ٤٦٩٢ من حديث الأعمش به.

أَقْرَؤُهَا كما عُلِّمْتُ أحبُّ إِلَيَّ .

فائدہ: سورۂ یوسف کی آیت:۲۳ میں مذکورہ بالا کلمے کی یہ دو قراءتیں وارد ہیں۔ جمہور کی قراءت ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ "ها" پر زبر کے ساتھ ہے اور یہ عزیز مصر کی بیوی کا بول ہے جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا معنی: "لو آ جاؤ۔"

٤٠٠٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الْأَعْمَشِ، عن شَقِيقٍ قال: قِيلَ لِعَبْدِ الله: إِنَّ أُنَاسًا يَقْرَؤُنَ هٰذِهِ الآيَةَ: (وقالت هِيتُ لَكَ) فقال: إِنِّي أَقْرَأُ كما عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ ﴿وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾.

۴۰۰۵- جناب شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ یہ آیت کریمہ ﴿وقالت هِيتُ لَكَ﴾ پڑھتے ہیں (یعنی "ها" کی زیر کے ساتھ) تو انہوں نے کہا: بلاشبہ مجھے اسی طرح پڑھنا زیادہ محبوب ہے جیسے کہ مجھے سکھایا گیا ہے ﴿وَقَالَتْ هَيتَ لَكَ﴾ (یعنی "ها" پر زبر کے ساتھ)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معلم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اسی بے مثل اطاعت کی بنا پر ہی اللہ عزوجل کی طرف سے انہیں "رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم" کا لقب ملا ہے۔

٤٠٠٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ: حَدَّثَنا؛ ح: وحدثنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنا هِشَامُ ابنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قال الله لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: (ٱدْخُلوا ٱلْبَابَ سُجَّدًا وَقولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)»

۴۰۰۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے بنو اسرائیل سے فرمایا: ﴿اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَ قُولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرُ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ (البقرة:۵۸) یعنی تُغفر "تا" کے ضمہ سے بصیغہ واحد مؤنث غائب مجہول۔

فائدہ: جمہور کی معروف قراءت [نَغْفِرْلَكُمْ] ہے (یعنی "نون" کے فتحہ سے بصیغہ جمع متکلم۔) اس صورت میں معنی ہوں گے۔ "سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہو جاؤ اور لفظ [حِطَّةٌ] پکارتے جاؤ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔"

٤٠٠٥- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٠٦- تخريج: [صحيح] * سنده حسن، وله شاهد في صحيفة همام، ح: ١١٦، ومن طريقه أخرجه البخاري، ح: ٣٤٠٣، ومسلم، ح: ٣٠١٥.

٤٠٠٧- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ بإسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۴۰۰۷-جعفر بن مسافر نے ابن ابی فدیک سے' انہوں نے ہشام بن سعد سے' انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کیا۔

٤٠٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا﴾ [النور: ١].

- قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني مُخَفَّفَةً - حَتَّى أَتَى عَلَى هذِهِ الآيَاتِ.

۴۰۰۸-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہمیں یہ آیات پڑھ کر سنائیں ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَ فَرَضْنَاهَا﴾

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ آپ نے (فَرَضْنَاهَا کا کلمہ ''را'' کی) تخفیف سے پڑھا حتی کہ ان آیات پر پہنچے (جن میں سیدہ عائشہ طیبہ کی براءت کا مضمون ہے۔)

فائدہ: یہ آیت سورۂ نور کی ابتدا میں ہے' اس میں ''فَرَضْنَاهَا'' جمہور کی معروف قراءت ہے اور معنی ہیں: ''ہم نے اسے فرض کیا ہے۔'' جبکہ ابن کثیر اور ابوعمر کی قراءت میں ''را'' کی تشدید کے ساتھ [فَرَّضْنَاهَا] ہے اور مفہوم ہے: ''ہم نے اسے خوب واضح اور مفصل بیان کیا ہے۔''

٤٠٠٧_ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٤٠٠٨_ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٤٧٣٥.

(المعجم ٣٠) - **كِتَابُ الْحَمَّامِ** (التحفة ٢٥)

حمامات (اجتماعی غسل خانوں) سے متعلق مسائل

فائدہ: پہلے زمانے میں شہروں میں، بالخصوص مشرق وسطیٰ میں مخصوص انداز سے اجتماعی غسل خانے بنائے جاتے تھے جہاں موسم کے مطابق پانی وغیرہ مہیا ہوتا تھا اور بعض ایسی بیماریاں جو مالش اور غسل سے قابل علاج ہوتیں، ان کا علاج بھی کیا جاتا تھا۔ ان میں مرد و عورتیں سبھی آتے تھے اور پردے کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا۔ اسلام نے مرد و زن کے اختلاط اور بے پردگی کو حرام قرار دیا اور ان اجتماعی غسل خانوں کی بابت بھی اصلاحی ہدایات بیان فرمائیں۔ ذیل کے ابواب اور احادیث کا تعلق انہی اصلاحات سے ہے۔

(المعجم ١) [بَابُ الدُّخُولِ فِي الْحَمَّامِ] (التحفة ١)

باب: ۱- حمام میں جانے کا بیان

٤٠٠٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ، عن أَبي عُذْرَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ.

۴۰۰۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمامات (اجتماعی اور عوامی غسل خانوں) میں جانے سے منع فرمایا۔ مگر بعد میں مردوں کو اجازت دے دی کہ چادر باندھ کر جا سکتے ہیں۔ (دوسروں کے سامنے عریاں نہ ہوں۔)

٤٠١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ:

۴۰۱۰- جناب ابوالملیح (عامر بن اسامہ ؒ) سے

٤٠٠٩ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، ح: ٢٨٠٢، وابن ماجه، ح: ٣٧٤٩ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "وإسناده ليس بذاك القائم" * أبوعذرة حسن الحديث، والسند قائم، والحمد لله.

٤٠١٠ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، ح: ٢٨٠٣ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٥٠.

حَدَّثَنا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّىٰ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، جَميعًا عن مَنْصُورٍ، عن سَالِمِ بنِ أبي الْجَعْدِ، قال ابنُ الْمُثَنَّىٰ: عن أَبِي الْمَلِيحِ قال: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ فقالَتْ: مِمَّنْ أَنْتُنَّ؟ قُلْنَ: مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. قالتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ؟ قُلْنَ: نَعَمْ. قالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا في غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الله».

روایت ہے کہ شام کی کچھ عورتیں سیدہ عائشہ ؓ کے پاس آئیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اہل شام میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا: شاید تم اس علاقے کی ہو جہاں کی عورتیں حمامات میں جاتی ہیں؟ عورتوں نے کہا: ہاں! تو سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: آگاہ رہو! بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جو کوئی عورت اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین جو (عزت و کرامت کا) پردہ ہے اس کو پھاڑ دیتی ہے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ، وَهُوَ أَتَمُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا المَلِيحِ، قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ جریر کی روایت ہے اور زیادہ کامل ہے۔ مگر جریر نے ابوملیح [قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ] کا ذکر نہیں کیا۔ (مرسل بیان کیا)

فوائد و مسائل: ① مسلمان عورت کا اپنے گھر سے باہر پردے کے بارے میں غفلت برتنا حرام ہے اسی لیے ان کا عوامی غسل خانوں میں جانا حرام ہے۔ اسی پر موجودہ دور کی ایک مصیبت اور فتنہ ”بیوٹی پارلروں“ کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ② عورت اور اللہ کے مابین پردہ پھٹ جانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و کرامت کو از خود داؤ پر لگا دیتی ہے اور رسوا و ذلیل ہونے سے کسی طرح نہیں بچ سکتی۔

٤٠١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ زِيَادِ ابنِ أَنْعُمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ،

۴۰۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب تمہارے لیے عجم کے علاقے فتح ہوں گے اور تم وہاں ایسے گھروندے پاؤ گے جنہیں ”حمامات“ کہا جاتا ہوگا۔ تو مرد ان میں ہرگز نہ جائیں الا یہ کہ چادریں باندھ کر (باپردہ ہو کر جائیں)

٤٠١١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب دخول الحمام، ح:٣٧٤٨ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف، تقدم، ح: ٢٧٠٠٦٢ وعبدالرحمن بن رافع ضعيف.

وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الحَمَّامَاتُ، فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالأُزُرِ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ».

اور عورتوں کو ان سے منع کرنا سوائے اس کے کہ کوئی بیمار ہو یا نفاس میں ہو۔"

(المعجم . . .) - **باب النَّهْيِ عَنِ التَّعَرِّي** (التحفة ٢)

باب:...... عریاں اور برہنہ ہونا حرام ہے

٤٠١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ الْعَرْزَمِيِّ، عن عَطَاءٍ، عن يَعْلَى: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعِدَ المِنْبَرَ فَحَمِدَ الله وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قال: «إِنَّ الله حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الحيَاءَ وَالسَّتْرَ فإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُم فَلْيَسْتَتِرْ».

۴۰۱۲- حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ میں کپڑا باندھے بغیر نہا رہا تھا تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی' پھر فرمایا: "اللہ عزوجل انتہائی حیا والا اور پردہ پوش ہے' حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے' سو تم میں سے جب کوئی غسل کرنے لگے' تو پردہ کر لے۔"

فوائد ومسائل: ① کھلی جگہ میں بے لباس ہو کر غسل کرنا حرام ہے۔ واجب ہے کہ کپڑا باندھ کر نہائے۔ حتی کہ میت کو عریاں کرنا بھی جائز نہیں۔ ② داعی حضرات پر واجب ہے کہ جب لوگوں میں اور معاشرے میں کوئی خلاف شرع بات دیکھیں تو اس پر لوگوں کو متنبہ کریں۔ ③ اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ وصفات علیا میں سے ایک "سِتّیر" بھی ہے۔ (س کی زیر اور ت کی شد کے ساتھ۔) یعنی "بندوں کے عیوب کی بہت زیادہ پردہ پوشی کرنے والا۔"

٤٠١٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أَبي خَلَفٍ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ عَيَّاشٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن عَطَاءٍ، عن صَفْوَانَ بنِ يَعْلَى، عن أَبِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ بِهذا الحديث.

۴۰۱۳- صفوان بن یعلی اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

٤٠١٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الغسل، باب الاستتار عند الغسل، ح: ٤٠٦ من حديث عبدالله بن محمد بن نفيل به، وانظر الحديث الآتي * عطاء ويعلى بن أمية بينهما صفوان بن يعلى كما تقدم، ح: ١٨١٩.

٤٠١٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الغسل، باب الاستتار عند الغسل، ح: ٤٠٧ من حديث الأسود بن عامر به، ورواه أسباط بن محمد عن عبدالملك بن أبي سليمان به، (النكت الظراف: ٩/ ١١٥).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الأَوَّلُ أَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔

٤٠١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي النَّضْرِ، عن زُرْعَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جَرْهَدٍ، عن أبيهِ قال: كَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، أَنَّه قال: جَلَسَ رَسُولُ الله ﷺ عِنْدَنَا وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فقال: «أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ؟».

۴۰۱۴- جناب زرعہ اپنے والد عبدالرحمٰن بن جرہد سے روایت کرتے ہیں اور یہ جرہد رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں بیٹھے ہوئے تھے اور میری ران ننگی ہو رہی تھی' تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران قابل ستر ہوتی ہے۔'' (یعنی اسے چھپانا چاہیے۔)

فائدہ: مرد کی ران ستر میں شامل ہے' اس لیے چاہیے کہ کھیل وغیرہ میں لمبا جانگیا پہنا جائے۔ اسی طرح تنگ اور جسم پرفٹ لباس یا جس سے جسم جھلکتا ہو' بھی جائز نہیں۔

٤٠١٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عن حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۴۰۱۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اپنی ران کو ننگا مت کر اور کسی دوسرے کی ران کو مت دیکھ' زندہ ہو یا مردہ۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الحديثُ فِيهِ نَكَارَةٌ.

امام ابوداود فرماتے ہیں اس حدیث میں ضعف ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ عذر شرعی کے بغیر ران ننگی کرنا یا کسی کی ران دیکھنا جائز نہیں۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي التَّعَرِّي (التحفة ٣)

باب:۲- عریاں ہونے کا مسئلہ

٤٠١٦- حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ:

۴۰۱۶- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

٤٠١٤ـ تخريج: [حسن] وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح:٢٧٩٧ وغيره، وصححه ابن حبان، ح:٣٥٣، وعلقه البخاري قبل، ح:٣٧١.

٤٠١٥ـ تخريج: [ضعيف جدًا] تقدم، ح:٣١٤٠، وأخرجه البيهقي: ٢/٢٢٨ من حديث أبي داود به، والحديث السابق يغني عنه.

٤٠١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الاعتناء بحفظ العورة، ح:٣٤١ من حديث يحيى بن سعيد بن أبان ◀◀

حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ عن عُثْمانَ ابنِ حَكِيمٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ قال: حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَنِّي، يعني ثَوْبِي، فقَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلا تَمْشُوا عُرَاةً».

(ایک بار) ایک بھاری پتھر اٹھائے چلا جا رہا تھا کہ میرا کپڑا گر گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنے اوپر کپڑا لے لو اور برہنہ ہو کر مت چلو۔''

٤٠١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا أبِي؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى نَحْوَهُ عن بَهْزِ بن حَكِيمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي وَمَا نَذَرُ؟ قال: «احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ». قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قال: «إِنِ اسْتَطَعْتَ أَن لا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا». قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! إذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قال: «الله أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

۴۰۱۷- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ دادا (معاویہ بن حیدہ) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ہمارے ستروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں' کیا اختیار کریں اور کیا چھوڑیں؟ (یعنی کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟) آپ نے فرمایا: ''اپنی شرمگاہ (اور ستر) کی حفاظت کرو' صرف بیوی یا لونڈی سے اجازت ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب لوگ آپس میں ملے جلے بیٹھے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''جہاں تک ہو سکے کوئی تیرا ستر ہرگز نہ دیکھے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے جب کوئی اکیلا ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کی نسبت اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

فائدہ: تنہائی میں بھی بلاوجہ ننگا ہو بیٹھنا ناجائز ہے اور تعجب ہے کہ ہمارے ہاں کے جاہل اور بدعتی و مشرک لوگ ننگ دھڑنگ بے دین اور بے شعور لوگوں کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ فإنّا للہ و إنّا إلیه راجعون.

٤٠١٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ

۴۰۱۸- جناب عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری اپنے

◄◄ الأموي به.

٤٠١٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في حفظ العورة، ح: ٢٧٩٤ من حديث بهز بن حكيم به، وقال: "حسن"، وعلقه البخاري قبل، ح: ٢٧٨، ورواه ابن ماجه، ح: ١٩٢٠.

٤٠١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح: ٣٣٨ من حديث ابن أبي فديك به.

إبراهِيمَ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن الضَّحَّاكِ بنِ عُثْمانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إلٰى عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَلا الْمَرْأَةُ إلٰى عُرْيَةِ المَرْأَةِ، وَلا يُفْضِي الرَّجُلُ إلَى الرَّجُلِ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إلَى الْمَرْأَةِ في ثَوْبٍ».

والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کا ستر دیکھے۔ نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

فوائد ومسائل: ① بلاضرورت شرعی کسی مرد کو دوسرے مرد کا اور کسی عورت کو دوسری عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح کسی مرد کا اجنبی عورت کو یا کسی عورت کا اجنبی مرد کے ستر کو دیکھنا اور بھی زیادہ حرام اور قبیح ہے۔ ② بلاضرورت دو مردوں یا دو عورتوں کا ایک کپڑے میں لیٹنا جائز نہیں' خواہ کپڑے بھی پہنے ہوئے ہوں۔ حتی کہ بچے جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں علیحدہ لٹانے اور سلانے کا حکم ہے' بستر یا چارپائیاں کم ہوں تو ان کا ازالہ کیا جائے۔

٤٠١٩ - حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا ابنُ عُلَيَّةَ عن الْجُرَيْرِيِّ، وحَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي نَضْرَةَ، عن رَجُلٍ مِنَ الطُّفَاوَةِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إلٰى رَجُلٍ، وَلا امْرَأَةٌ إلٰى امْرَأَةٍ، إلَّا إلٰى وَلَدٍ أوْ وَالِدٍ». قال: وَذَكَرَ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا.

۴۰۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ یا کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ہرگز نہ لیٹے' مگر بیٹا یا باپ ہو تو جائز ہے۔'' راوی نے کہا کہ تیسری بات بھی ذکر کی تھی جو میں بھول گیا۔

٤٠١٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢١٧٤.

لباس کی اہمیت اور احکام و مسائل

اسلام شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ شرم و حیا کی حفاظت کے لیے اسلام نے نظام ستر و حجاب انسانیت کو دیا ہے، لباس جہاں زیب و زینت کا باعث ہے وہاں شرم و حیا کی حفاظت میں مؤثر ترین ہتھیار بھی ہے، لہٰذا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ان مقاصد کے حصول کے لیے لباس پہننے کا حکم دیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُوا۟ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الأعراف:۳۱) ''اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔'' اس لیے ہر وہ لباس جو شرم و حیا کی ضمانت فراہم کرے اور حسن و جمال کا باعث بنے اس کو پہننے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان دو خوبیوں والے لباس کی بدولت مسلم امت دوسرے لوگوں پر ممتاز دکھائی دیتی ہے۔ دوسری کوئی بھی تہذیب یا مذہب اسلامی نظام حیا اور لباس جیسا منفرد اور اعلیٰ نظام پیش کرنے سے قاصر ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَٰرِى سَوْءَٰتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ﴾ (الأعراف:۲۶) ''اے بنی آدم! بے شک ہم نے تمہارے لیے ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری

شرم گاہیں چھپاتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے اور تقوے کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔''

محسن انسانیت' رحمتِ دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو لباس کے متعلق شاندار آداب سکھائے ہیں جنہیں اختیار کر کے مسلمان حسن و آرائش' شرم وحیا کی حفاظت اور اخروی سعادت حاصل کر سکتا ہے' ان سنہری آداب کو ملحوظ رکھنا ہر مسلمان کی خوش بختی ہے۔ جبکہ ان آداب کو ترک کر کے اقوام مغرب کی نفس پرستی کی پیروی کرنا اور ان جیسا لباس زیب تن کرنا' ان جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا' سراسر گمراہی اور ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین.

تاجدار مدینہ ﷺ کی زبان اقدس سے ارشاد ہونے والے چند آداب درج ذیل ہیں:

① مسلمانوں کا لباس دو بنیادی ضروریات کے لیے ہوتا ہے۔ ستر پوشی اور زینت کا اظہار' لہٰذا ایسا لباس جو فخر ومباہات یا غرور وتکبر کی علامت سمجھا جاتا ہو یا جس سے ستر پوشی کی ضرورت پوری نہ ہوتی ہو اسے پہننا غلط اور ناجائز ہوگا۔ ارشاد نبوی ہے: [كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَ تَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيلَةٍ] (سنن ابن ماجه' اللباس' حديث:۳۶۰۵' وعلقه البخاری فی اول کتاب اللباس' و مسند احمد:۱۸۲/۲) ''کھاؤ' پیو' پہنو اور صدقہ خیرات کرو مگر اسراف اور تکبر کیے بغیر۔''

② مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔ جبکہ عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال ہیں' لہٰذا وہ اپنی زیب وزینت کے لیے انہیں استعمال کر سکتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: [حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ] (جامع الترمذی' اللباس' باب ماجاء فی الحرير والذهب للرجال' حديث:۱۷۲۰) ''میری امت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔''

③ لباس کو اتنا لمبا رکھنا کہ وہ زمین پر گھسٹتا رہے یہ تکبر اور بڑائی کی علامت ہے۔ لہٰذا ایسا لباس پہننا بھی حرام قرار دے دیا گیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: [مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ] (صحيح البخاری' اللباس' باب ماسفل من الكعبين فهو فی النار' حديث:۵۷۸۷) ''جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے چلا جائے وہ جہنم میں لے جاتا ہے۔''

④ شریعت اسلامی نے اپنے پیروکاروں کے لیے سفید لباس کو پسند کیا ہے جو وقار کی علامت ہے' ارشاد نبوی

ہے: [اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ] (جامع الترمذی‘ الأدب‘ باب ماجاء فی لبس البیاض‘ حدیث:۲۸۱۰) ’’سفید لباس پہنو‘ یہ زیادہ پاک صاف ہوتا ہے اور اپنے مُردوں کو اسی میں کفن دو۔‘‘

۵ مسلمان عورتوں کو ایسا لباس پہننے کا حکم دیا گیا ہے جو زیادہ ساتر‘ زیادہ باحیا اور زیادہ باوقار ہو۔ لہٰذا مغرب زدہ فیشن کی پیروی میں تنگ و چست‘ باریک اور شفاف لباس پہننا مسلمان عورتوں کے لیے جائز نہیں۔ ایسا لباس پہننے والیوں کو خصوصاً رسول اکرم ﷺ نے ڈرایا ہے۔ ارشاد گرامی ہے: ’’جہنم کے دو گروہ میں نے نہیں دیکھے (یعنی ابھی نمودار نہیں ہوئے) ان میں ایک گروہ وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ (نہایت باریک اور شفاف لباس زیب تن کریں گی جن سے اعضاء واضح نظر آئیں گے۔) یہ عورتیں جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گی‘ حالانکہ اس کی خوشبو دور دور تک آئے گی۔ (صحیح مسلم‘ اللباس والزینة‘ باب النساء الکاسیات...... الخ‘ حدیث: ۲۱۲۸)

۶ اسلامی لباس کا ایک اہم اصول مرد و زن کے لباس میں نمایاں فرق کا ہونا ہے۔ لہٰذا جو مرد عورتوں جیسا یا عورتیں مُردوں جیسا لباس پہنتی ہیں ان کے لیے سخت وعید وارد ہے۔

۷ سونے کی انگوٹھی‘ چین یا گھڑی وغیرہ پہننا مَردوں کے لیے حرام ہے۔ البتہ چاندی استعمال کر سکتا ہے۔

۸ ایسا تنگ اور بند لباس پہننا جس میں سے بوقت ضرورت ہاتھ باہر نہ نکل سکیں‘ منع ہے۔

۹ ایک جوتا پہن کر چلنا منع ہے۔

۱۰ لباس یا جوتا وغیرہ پہنتے وقت دائیں طرف سے پہننا شروع کرے اور اتارتے وقت بائیں جانب سے شروع کرے۔

۱۱ نیا لباس پہنتے وقت اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکر کے اظہار کے لیے دعا پڑھنا چاہیے۔

۱۲ مسلمان بھائی کو نیا لباس پہنے دیکھ کر مسنون دعا دینی چاہیے۔

۱۳ کنگھی کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا اور سر کے درمیان سے مانگ نکالنا سنت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣١) -كِتَابُ اللِّبَاسِ (التحفة ٢٦)

لباس سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) [بَابُ مَا يَقُولُ: إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا] (التحفة ١)

باب:۱-نیا لباس پہنے تو کون سی دعا پڑھے؟

٤٠٢٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا ابنُ المُبَارَكِ عن الجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ: إِمَّا قَمِيصًا أَوْ عِمَامَةً، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! لَكَ الحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ».

۴۰۲۰-حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا حاصل کرتے تو اس کا نام لیتے یعنی قمیص یا پگڑی وغیرہ اور یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَ خَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَ شَرِّمَا صُنِعَ لَهُ] ”اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے، تو نے مجھے یہ پہنایا ہے، میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے، میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔“

قالَ أَبُو نَضْرَةَ: وكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ: تُبْلِي وَيُخْلِفُ الله تَعَالَى.

ابونضرہ نے کہا: نبی ﷺ کے صحابہ میں سے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اسے یوں دعا دی جاتی: [تُبْلِي و يُخْلِفُ اللّٰهُ تعالیٰ] ”اللہ کرے تم اسے خوب (استعمال کر کے) پرانا کرو اور اللہ اس کے بعد اور بھی عنایت فرمائے۔“

٤٠٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، ح:١٧٦٧ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن غريب صحيح".

فوائد و مسائل: ① نیا کپڑا پہننے پر مذکورہ بالا دعا پڑھنا مسنون اور مستحب ہے۔ اسی طرح کپڑا پہننے والے کو بھی دعا دی جائے۔ ② کپڑا ہو یا کوئی اور چیز...... ہر ایک میں بھلائی اور برائی کے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ کپڑے میں بھلائی یہ ہے کہ انسان کے لیے ستر اور زینت ہو۔ موسم کے مطابق مفید ہو۔ انسان اسے پہن کر خیر کے کاموں میں مشغول ہو تو یہ اس کی بھلائی ہے اور اس کے برخلاف میں اس کی برائی ہے۔ مزید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اسے پہن کر دکھلاوا کرے اور اتراتا پھرے، تو اور بھی قبیح ہے۔

٤٠٢١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ يُونُسَ عن الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

۴۰۲۱- مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا بواسطہ جُریری کے، انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا۔

٤٠٢٢- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ دِينَارٍ عن الْجُرَيْرِيِّ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۴۰۲۲- مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں محمد بن دینار نے بیان کیا بواسطہ جُریری کے، انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ، وَحَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ قالَ: عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبي الْعَلَاءِ عن النَّبيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عبدالوہاب ثقفی نے اپنی سند میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور حماد بن سلمہ نے کہا: عن الجریری عن ابی العلاء عن النبی ﷺ۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَالثَّقَفِيُّ سَمَاعُهُمَا وَاحِدٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حماد بن سلمہ اور (عبدالوہاب) ثقفی دونوں کا سماع ایک جیسا ہے۔ (دونوں مرسل بیان کرتے ہیں۔)

٤٠٢٣- حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا عَبْدُالله بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعني ابنَ أَبي أَيُّوبَ عن أَبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ

۴۰۲۳- جناب سہل اپنے والد معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھانا کھانے کے بعد یوں دعا کرے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

٤٠٢١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٠٢٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

٤٠٢٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ٣٤٥٨ من حديث عبدالله بن يزيد به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٢٨٥، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٢، ١٩٣، ورده الذهبي، وقال: "أبومرحوم ضعيف، وهو عبدالرحيم بن ميمون" * أبومرحوم حسن الحديث، وثقه الجمهور.

ابنِ أَنسٍ، عن أَبيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قال: الْحَمدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ». قالَ: «وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فقالَ: الحمدُ لله الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ».

الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّةٍ] ''حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری کسی کوشش وقوت کے مجھے یہ رزق عنایت فرمایا۔'' تو اس کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔'' فرمایا: ''اور جو کوئی کپڑا پہنے پھر یہ دعا کرے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّةٍ] ''حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری کسی کوشش اور قوت کے مجھے یہ عنایت فرمایا۔'' تو اس کے اگلے اور پچھلے (سب) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث حسن درجے کی ہے' مگر اس میں [وَمَا تَأَخَّرَ] ''پچھلے گناہ'' کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) ② کھانا کھا کر اور لباس پہنتے ہوئے مذکورہ بالا یا دوسری مسنون دعائیں پڑھنا انتہائی مستحب عمل ہے۔ اس سے یہ نعمتیں انسان کے لیے بابرکت ہو جاتی ہیں اور بندہ ان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ بلکہ مزید انعامات ربانی کا مستحق قرار پاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهيم: ۷) ''اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔''

(المعجم ۲) - بَابٌ: فِي مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا (التحفة ۲)

باب: ۲- نیا لباس پہننے والے کو دعا دینا

٤٠٢٤- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ الْجَرَّاحِ الأَذَنِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو النَّضرِ: أخبرنا إسْحَاقُ ابنُ سَعِيدٍ عن أبيهِ، عن أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ ابنِ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ، فقال: «مَنْ تَرَوْنَ أَحَقَّ بِهٰذِهِ»، فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فقال: «ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ»، فَأُتِيَ بِهَا

۴۰۲۴- حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے' ان میں ایک چھوٹی سی دھاری دار اونی چادر بھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اس کا زیادہ حق دار کون ہے؟'' تو صحابہ خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔'' اسے لایا گیا تو یہ آپ نے اسے اوڑھا دی۔ پھر

٤٠٢٤_ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الخميصة السوداء، ح: ٥٨٢٣ من حديث إسحاق بن سعيد به.

فألبسها إيّاها ثمّ قال: «أبْلِي وَأَخْلِقِي» مرّتين، وجعل ينظر إلى علم في الخميصة أحمر أو أصفر ويقول: «سَنَاه سَنَاه يا أمّ خالدٍ»! وسَناه في كلام الحبشة الحسن.

فرمایا:[أَبْلِیْ وَ اَخْلِقِیْ] ''اللہ کرے تم اسے خوب پہنو اور پرانا کرو۔'' آپ نے یہ دوبار فرمایا۔ اور آپ ﷺ اس چادر کی سرخ یا زرد دھاریاں دیکھنے لگے اور فرماتے جاتے تھے:[سَنَاه سَنَاه يَا أُمَّ خَالِدٍ] اور یہ لفظ حبشی زبان میں ''خوبصورت'' کے معنی میں آتا ہے۔ (یعنی بہت خوبصورت بہت خوبصورت ہے اے ام خالد!)

فائدہ: ① نیا کپڑا پہننے والے کو مذکورہ دعا دینا مسنون اور مستحب ہے۔ اس میں ضمناً کپڑا پہننے والے کے لیے صحت وعافیت اور لمبی زندگی کی دعا ہے کہ وہ اس سے خوب استفادہ کرے حتی کہ وہ پرانا ہو جائے۔ روایت میں مذکور صیغے مؤنث کے لیے ہیں۔ مذکر کے لیے یوں بھی کہے جا سکتے ہیں:[أَبْلِ وَ اَخْلِق]

(المعجم ٣) - باب ما جاء في القميص (التحفة ٣)

باب:٣- قمیص پہننے کا بیان

٤٠٢٥- حدّثنا إبراهيم بن موسى: أخبرنا الفضل بن موسى عن عبد المؤمن ابن خالد الحنفيّ، عن عبد الله بن بريدة، عن أمّ سلمة قالت: كان أحبّ الثّياب إلى رسول الله ﷺ القميص.

۴۰۲۵- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کپڑوں میں سے قمیص زیادہ پسند تھی۔

٤٠٢٦- حدّثنا زياد بن أيّوب: أخبرنا أبو تميلة قال: حدّثني عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بريدة، عن أبيه، عن أمّ سلمة قالت: لم يكن ثوب أحبّ إلى رسول الله ﷺ من قميص.

۴۰۲۶- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو قمیص سے بڑھ کر اور کوئی کپڑا زیادہ پسند نہیں تھا۔

٤٠٢٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في القمص، ح: ١٧٦٢ من حديث الفضل بن موسى به، وقال: "حسن غريب".

٤٠٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٢٤١، والآداب، ح: ٧٣٦ من حديث أبي داود به.

فائدہ: اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چادر اوڑھنے کی نسبت قمیص میں پردہ زیادہ ہوتا ہے اور چادر کی طرح اسے لپیٹنے اور سنبھالنے کا اہتمام بھی نہیں کرنا پڑتا۔ واللہ اعلم.

٤٠٢٧- **حَدَّثَنا** إسْحَاقُ بنُ إبراهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ عن أبِيهِ، عن بُدَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قالَتْ: كَانَتْ يَدُ كُمِّ قَمِيصِ رَسُولِ الله ﷺ إلَى الرُّسْغِ.

۴۰۲۷- حضرت اسماء بنت یزید بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین (آپ کے) پہنچے (گٹے) تک ہوا کرتی تھی۔

(المعجم ٤) - باب ما جاء في الأَقْبِيَةِ (التحفة ٤)

باب: ۴- قبا (پہننے) کا بیان

٤٠٢٨- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ المَعْنى أنَّ اللَّيْثَ يَعني ابنَ سَعْدٍ، حَدَّثَهُمْ عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ أنَّهُ قال: قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ أقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فقال مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ! انْطَلِقْ بِنَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قال: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قال: فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فقال: «خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ»، قال: فَنَظَرَ إلَيْهِ. - زَادَ ابنُ مَوْهَبٍ: مَخْرَمَةُ، ثُمَّ اتَّفَقَا - قال: «[أ]رَضِيَ مَخْرَمَةُ» قال قُتَيْبَةُ: عن

۴۰۲۸- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں مگر مخرمہ کو کچھ نہ دیا۔ تو مخرمہ نے کہا: اے بیٹے! چلو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ تو میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا: اندر جاؤ اور آپ ﷺ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ میں نے آپ کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے اور آپ انہی قباؤں میں سے ایک اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔'' پس مخرمہ نے اسے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مخرمہ راضی ہے۔'' قتیبہ نے سند میں ''ابن ابی ملیکہ'' کہا اور اس کا نام نہیں لیا۔

٤٠٢٧ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في القمص، ح: ١٧٦٥ من حديث معاذ ابن هشام به، وقال: "حسن غريب".

٤٠٢٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: كيف يقبض العبد والمتاع؟ ح: ٢٥٩٩، ومسلم، الزكوٰة، باب إعطاء المؤلفة ومن يخاف على إيمانه ... الخ، ح: ١٠٥٨ عن قتيبة به.

ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، لَمْ يُسَمِّهِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ضروریات اور ان کا مزاج خوب سمجھتے تھے اور ان کا بخوبی خیال رکھتے تھے۔ آج بھی اور تا قیامت تمام امت کے لیے بالعموم اور مذہبی و دینی رہنماؤں کے لیے بالخصوص اپنے رفقائے کار کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ٢١)

(المعجم ...) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ (التحفة ٥)

باب: شہرت والا لباس پہننا

٤٠٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عن شَرِيكٍ، عن عُثْمانَ بنِ أَبِي زُرْعَةَ، عن المُهَاجِرِ الشَّامِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ، قال في حَدِيثِ شَرِيكٍ: يَرْفَعُهُ قال: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ» زَادَ عن أَبِي عَوَانَةَ: «ثُمَّ تُلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ».

۴۰۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے (آپ ﷺ نے) فرمایا: ”جس نے شہرت والا لباس پہنا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے اسی جیسا لباس پہنائے گا۔“ ابوعوانہ سے مزید روایت ہوا ہے: ”پھر اس کے لیے اس میں آگ بھڑکے گی۔“

٤٠٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قال: «ثَوْبَ مَذَلَّةٍ».

۴۰۳۰- مسدد نے ابوعوانہ سے روایت کیا کہ (اللہ اسے قیامت کے روز) ”ذلت کا لباس پہنائے گا۔“

فائدہ: ”لباس شہرت“ سے مراد ایسا لباس ہے جس کے رنگ یا مخصوص تراش وغیرہ کی وجہ سے وہ دوسروں سے منفرد اور نمایاں نظر آئے‘ لوگ اس کو خاص نظروں سے دیکھیں اور پہننے والا اس کی وجہ سے اترانے اور تکبر کرنے لگے۔ تو ایسا لباس ’لباس شہرت‘‘ کہلاتا ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا‘ بالخصوص جب وہ غیر مسلموں کا لباس ہو تو اس کا استعمال کرنا اور بھی قبیح ہے‘ لہٰذا اس نیت سے اس قسم کا لباس پہننا شرعاً ناجائز اور حرام ہوگا۔ واللہ اعلم۔

٤٠٢٩۔ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب، ح: ٣٦٠٧ من حديث أبي عوانة به، وللحديث شواهد.

٤٠٣٠۔ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۴۰۳۱- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنا حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ عن أَبِي مُنِيبٍ الْجُرَشِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

۴۰۳۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہوا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کا لباس‘ جوان کا مذہبی اور قومی شعار ہو‘ مسلمانوں کے لیے اس کو اختیار کرنا حرام ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مخصوص عادات کا بھی یہی حکم ہے۔ جس میں ان کی تہذیب وثقافت اور ان کی عیدوں اور تہواروں میں شراکت وغیرہ بھی شامل ہیں۔ امام ابن تیمیہ ؒ کی معروف کتاب ’’اقتضاء الصراط المستقیم‘‘ اس موضوع میں ایک ممتاز اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔ اس کتاب کا اُردو میں بھی ترجمہ ’’فکر وعقیدے کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے‘‘ کے نام سے دارالسلام کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ اہل ایمان اور اہل اسلام کسی بھی معاملے میں کافروں‘ مشرکوں‘ منافقوں اور بدعتی حضرات کی مشابہت نہ کریں۔ وہ معاملہ دین کا ہو یا دنیا کا۔ الا یہ کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔ اسی طرح دین سے دور محض دنیادار اور بے دین لوگوں کی مشابہت سے بھی بچنا ضروری ہے۔ اسی میں ہماری فلاح ونجات ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعْرِ (التحفة ٦)

باب:۵- اون اور بالوں کا لباس پہننا

٤٠٣٢(أ) - حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ وَحُسَيْنُ ابنُ عَلِيٍّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ أبي زَائِدَةَ عن أبِيهِ، عن مُصْعَبِ بنِ شَيْبَةَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ.

۴۰۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ آپ بالوں کی بنی ہوئی کجاووں جیسے نقش والی سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

وقال حُسَيْنٌ: حدثنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا.

اور حسین نے سند یوں بیان کی [حدثنا يحيى بن

٤٠٣١- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠ عن أبي النضر به مطولاً * عبدالرحمٰن بن ثابت حسن الحديث، وتابعه الأوزاعي في مشكل الآثار: ١/ ٨٨.

٤٠٣٢- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس ... الخ، ح: ٢٠٨١ من حديث ابن أبي زائدة به.

زکریا] یعنی ابن ابی زائدہ کی بجائے اصل نام ونسب ذکر کیا۔

٤٠٣٢(ب) - حدثنا إبراهِيمُ بنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن عَقِيلِ بنِ مُدْرِكٍ، عن لُقْمَانَ بنِ عَامِرٍ، عن عُتْبَةَ بنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قال: اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي.

۴۰۳۲- حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے لباس مانگا تو آپ نے مجھے کتان کے دو کپڑے عنایت فرمائے۔ پھر میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو میں اپنے ساتھیوں میں عمدہ لباس والا تھا۔

٤٠٣٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ، عن أَبِي بُرْدَةَ قال: قال لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ! لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ حَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ.

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي مِنْ لِبَاسِ الصُّوفِ]

۴۰۳۳- جناب ابو بردہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھ سے کہا: اے بیٹے! اگر تم ہمیں دیکھتے جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم پر بارش ہو جاتی تو تم سمجھتے کہ ہم سے بھیڑوں کی سی بو آتی ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مقصد ہے کہ اون کے لباس کی وجہ سے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اون کا لباس پہننا جائز ہے' لیکن اگر نیت یہ ہو کہ لوگوں کے سامنے اپنی ''صوفیت'' کا اظہار ہو' تو یہ ریا ہے اور حرام ہے۔

(المعجم ...) [- باب لُبْسِ الْمُرْتَفِعِ] (التحفة ...)

باب:...... قیمتی لباس پہننا

٤٠٣٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ:

۴۰۳۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٠٣٢ب ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٥ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع، مسند الشاميين: ٢/ ٤١٥، ح: ١٦١٠ * عقيل بن مدرك روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

٤٠٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب: في لبس الصوف، ح: ٢٤٧٩ من حديث أبي عوانة، وابن ماجه، ح: ٣٥٦٢ من حديث قتادة به، وهو مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

٤٠٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٢٤٩٧ عن عمرو بن عون، وأحمد: ٣/ ٢٢١ من حديث عمارة به، وقال أحمد في عمارة بن زاذان: "يروي عن ثابت عن أنس أحاديث مناكير".

أخبرنا عُمَارَةُ بنُ زَاذَانَ عن ثَابِتٍ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ الله ﷺ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا، أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا.

ہے کہ شاہ ذی یزن (بنوحمیر) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک حلّہ (کپڑوں کا جوڑا) ہدیہ بھیجا جو اس نے تینتیس اونٹوں یا اونٹنیوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے یہ سارا واقعہ ہی مشکوک ہے۔

٤٠٣٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِالله بنِ الحارِث: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ قَلُوصًا فأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ.

۴۰۳۵- اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس سے کچھ اوپر اونٹنیاں دے کر ایک جوڑا خریدا اور پھر ذی یزن کی طرف ہدیہ بھیج دیا۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ تاہم عمدہ اور قیمتی لباس...... اگر اسراف کی حد تک نہ پہنچتا ہو اور دوسرے لوگوں پر بڑائی کا اظہار نہ ہو تو مباح ہے اور بالخصوص جب اللہ کی نعمت مال کا اظہار اور شکر کرنا مقصود ہو۔

(المعجم . . .) - باب لِبَاسِ الغَلِيظِ (التحفة ٧)

باب:...... موٹا لباس پہننا

٤٠٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ المُغِيرَةِ، المَعْنى عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن أبي بُرْدَةَ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا المُلَبَّدَةَ، فَأَقْسَمَتْ بالله! إِنَّ

۴۰۳۶- حضرت ابوبردہ ؓ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کے ہاں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں ایک موٹا تہبند دکھایا جیسے کہ یمن میں بنتے ہیں اور ایک اونی چادر جسے "مُلَبَّدہ" کہتے ہیں (بوجہ پیوند لگے ہونے کے یا موٹا ہونے کے اسے ملبدہ کہا گیا ہے) انہوں نے اللہ کی قسم اٹھائی اور کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ان دو کپڑوں میں ہوئی تھی۔

٤٠٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والسند مرسل * إسحاق بن عبدالله بن الحارث تابعي.

٤٠٣٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح: ٢٠٨٠ من حديث سليمان بن المغيرة به، وعلقه البخاري، ح: ٣١٠٨.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ.

فائدہ: موٹے لباس سے طبیعت میں قوت و صلابت اور مردانہ صفات اجاگر ہوتی ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے عمال کو موٹا لباس پہننے کا پابند کیا کرتے تھے۔ جبکہ باریک و ملائم لباس سے طبیعت میں نزاکت بڑھتی ہے۔ تاہم حسب احوال و مصالح اونی' سوتی' موٹا یا باریک لباس پہننا مباح ہے۔

٤٠٣٧- حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ يُونُسَ بنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيُّ: أخبرنا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ: حدَّثني عَبْدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ أَتَيْتُ عَلِيًّا فقال: ائْتِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَلَبِسْتُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ. قال أَبُو زُمَيْلٍ: وَكَانَ ابنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيرًا. قال ابنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ فقالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! مَا هٰذِهِ الْحُلَّةُ؟ قال: مَا تَعِيبُونَ عَلَيَّ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الحُلَلِ.

٤٠٣٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حروریہ (خارجیوں) کا ظہور ہوا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا' تو انہوں نے (مجھ سے) کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں۔ تو میں نے ایک خوبصورت یمنی حلہ زیب تن کیا۔ ابو زمیل نے کہا: حضرت ابن عباس بڑے خوبرو اور وجیہہ جوان تھے۔ ابن عباس نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور بولے اے ابن عباس! یہ حلہ کیسا ہے؟ (یعنی آپ نے اسے کیونکر زیب تن کیا ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ تم مجھ پر کیا اعتراض کرتے ہو' حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی خوبصورت حلہ زیب تن کیے دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي زُمَيْلٍ سِمَاكُ ابنُ الْوَلِيدِ الحنَفِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوزمیل کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

فائدہ: مصلحت کے پیش نظر عمدہ اور قیمتی لباس پہننا مستحب ہے۔ بشرطیکہ انسان کے خودرائی اور تکبر میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَزِّ (التحفة ٨)

باب:٦- خز کا لباس پہننا

فائدہ: اون اور ریشم کے مرکب لباس کو خز کہا جاتا ہے۔ (ابن الاثیر) جبکہ علامہ منذری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ خرگوش

٤٠٣٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٧٩ من حديث عمر بن يونس به.

کے بالوں سے بنے لباس کو ''خز'' کہتے ہیں۔ اور اصلاً یہ لفظ نر خرگوش پر بولا جاتا ہے۔ بعض مواقع پر مطلقاً ریشم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ خالص ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے۔ مخلوط اور مرکب میں اختلاف ہے' جبکہ کئی صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ وہ حضرات اس قسم کا لباس استعمال کرتے تھے۔ جن روایات میں منع کا بیان ہے وہ اس معنی میں ہیں کہ غیر مسلم اور مرفہ الحال لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ خرگوش یا اس قسم کی دیگر اشیاء سے بنے لباس پہننا جائز ہے۔ جیسے کہ آج کل کا مصنوعی ریشم ہے۔

٤٠٣٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الأَنْمَاطِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ عَبْدِ الله الرَّازِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي قالَ: أخبرني أَبِي عَبْدُ الله بْنُ سَعْدٍ عن أَبِيهِ سَعْدٍ قال: رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ فقال: كَسَانِيهَا رَسُولُ الله ﷺ هٰذَا لَفْظُ عُثْمَانَ وَالإِخْبَارُ في حَدِيثِهِ.

۴۰۳۸- جناب عبداللہ بن سعد اپنے والد سعد (رازی الدشتکی) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو اپنے سفید خچر پر سوار تھا اور اس کے سر پر سیاہ خز کی پگڑی تھی۔ اس نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنائی تھی۔ یہ لفظ عثمان (بن محمد انماطی) کے ہیں اور اس کی روایت میں ''اخبرنا'' کے لفظ ہیں۔

٤٠٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ قالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ غَنْمٍ الأَشْعَرِيُّ: حدَّثني أبو عَامِرٍ، أَوْ أَبُو مَالِكٍ، وَالله! يَمِينٌ أُخْرَى مَا كَذَبَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَيَكُونَنَّ مِنْ

۴۰۳۹- عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے کہا کہ مجھے جناب ابو عامر یا ابو مالک ؓ نے روایت کیا اور اللہ کی قسم' قسم دوسری بار' انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یقیناً میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو خز اور ریشم کو حلال سمجھیں گے۔'' پھر کچھ بیان کیا۔ اس کے بعد فرمایا: ''کئی ان میں سے قیامت تک کے لیے بندر بنا دیے

٤٠٣٨ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحاقة، ح: ٣٣٢١ من حديث عبدالرحمن بن عبدالله الرازي به * سعد بن عبدالرحمن الدشتكي لم يوثقه غير ابن حبان.

٤٠٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب ماجاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه، ح: ٥٥٩٠ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به.

أُمَّتي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ وَالحرِيرَ» وَذَكَرَ كَلَامًا قال: «يَمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

جائیں گے اور کئی خنزیر۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعِشْرُونَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ أَوْ أَكْثَرَ لَبِسُوا الْخَزَّ، مِنْهُمْ أَنَسٌ وَالْبَرَاءُ بنُ عَازِب.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے بیس یا زیادہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ خز پہنتے تھے۔ ان میں حضرت انس بن مالک اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما کا نام بھی ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں مروی لفظ "الخز" (''خا'' اور ''زا'' دونوں منقوط) کے تین معانی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں۔ خالص ریشم مردوں کے لیے بالا جماع حرام ہے۔ "الخز و الحریر" کے مابین عطف تفسیر یا نوعیت کے معنی میں ہے۔ مخلوط یا کسی دوسری نوعیت کا ہوتو اس سے احتراز افضل ہے تا کہ غیر مسلموں اور مرفہ الحال لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ ② اس لفظ "الخز" کی ایک روایت "الحِرَ" بھی ہے یعنی ''حا'' مکسور اور ''را'' دونوں بلانقطہ۔ اس کے معنی ہیں: فرج یعنی عورت کی شرمگاہ۔ مفہوم یہ ہوا کہ وہ لوگ زنا کاری اور ریشم کے لباس کو حلال جانیں گے۔ ③ ایسے لوگوں کو ''مسخ'' کیا جانا یعنی ان کی شکلوں کا بدل دیا جانا اگر حقیقتاً ہوتو اللہ عزوجل کے لیے کوئی مشکل نہیں اور اگر معناً مراد ہوتو موجودہ حالات میں اباحیت پسند لوگوں میں بندروں اور سوٴروں کی خصوصیات مشاہدہ کی جا سکتی ہیں کہ لوگ غیر مسلموں کی نقالی میں بے باک اور بے غیرتی اور دیوثیت میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ فالی الله المشتكیٰ.

(المعجم ٧) - باب مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ٩)

باب: ۷- ریشم پہننے کا مسئلہ

فائدہ: حریر۔ ریشم خاص قسم کا نفیس اور نرم و ملائم کپڑا' جس کا تاگا ایک مخصوص کیڑے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہی حقیقی اور خالص ریشم ہوتا ہے۔ دیگر سب انواع اس کی مشابہ ہوتی ہیں یا مصنوعی نہ کہ حقیقی اصلی ریشم۔

٤٠٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بن عُمَرَ: أَنَّ

۴۰۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد کے

٤٠٤٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هدية ما يكره لبسها، ح:٢٦١٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، اللباس والزينة، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح:٢٠٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٧، ٩١٨.

عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فقال: يَا رَسُولَ الله! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوفُودِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لا خَلَاقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ الله ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً، فقال عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: يَا رَسُولَ الله! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

دروازے کے پاس ایک دھاری دار ریشمی حلہ فروخت کیا جا رہا تھا۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود کے استقبال کے موقع پر جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں' زیب تن فرمایا کریں (تو بہت خوب رہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے حلّے آ گئے تو آپ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو بھی ان میں سے ایک حلہ عنایت فرمایا۔ تو حضرت عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ عطا فرما رہے ہیں' حالانکہ آپ نے عُطارِد والے حلّے کے بارے میں ایسے ایسے فرمایا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمہیں تمہارے اپنے پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔'' چنانچہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اسے اپنے مشرک بھائی کو جو مکے میں تھا' دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ' عید' استقبال وفود اور دیگر اہم تقریبات میں عمدہ لباس پہننا مستحب ہے۔ ② اصلی ریشم مردوں کے لیے حرام ہے' مصنوعی ہو تو مباح ہے۔ ③ کفار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ④ ریشم اور سونا وغیرہ جو ایک اعتبار سے حلال اور دوسرے اعتبار سے حرام ہیں' ان چیزوں کا ہدیے میں لینا دینا اور تجارت کرنا حلال ہے۔ ⑤ غیر مسلم رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کا معاملہ رکھنا چاہیے مگر خالص محبت اہل ایمان ہی کا حق ہے۔ ⑥ حضرت عمر ؓ کے اس بھائی کا نام عثمان بن حکیم آیا ہے جو ان کا ماں جایا بھائی تھا۔

٤٠٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ وَعَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ

۴۰۴۱- جناب سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے (حُلَّة سِيَرَاء کی بجائے) حُلَّة إِسْتَبْرَق کہا۔ (استبرق موٹے

٤٠٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، من حديث ابن وهب، انظر الحديث السابق، والبخاري، الجهاد والسير، باب التجمل للوفد، ح: ٣٠٥٤ من حديث ابن شهاب الزهري به.

الله، عن أبيه بهذه القصة قال: حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ، وَقال فِيهِ: ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ. وَقال: «تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ».

ریشم کو کہتے ہیں۔) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیباج (باریک ریشم) کا ایک حلہ بھجوایا اور فرمایا: ''اسے فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرلو۔''

فائدہ: ریشم موٹا ہو یا باریک سب کا حکم ایک ہے۔ اور نبی ﷺ نے اسے فروخت کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ فی نفسہ وہ حلال تھا' گو مردوں کے لیے اس کا پہننا حرام تھا۔ گویا ایسی چیزیں جو ایک اعتبار سے حلال اور ایک اعتبار سے حرام ہوں ان کی تجارت جائز ہے۔

٤٠٤٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عُتْبَةَ بنِ فَرْقَدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عن الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وهٰكَذَا، إِصْبَعَيْنِ وَثَلَاثَةً وَأَرْبَعَةً.

۴۰۴۲- ابو عثمان النہدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے عتبہ بن فرقد کو لکھا کہ نبی ﷺ نے ریشم سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ اس اس قدر ہو یعنی دو' تین' چار انگلی کے برابر۔

فائدہ: مردوں کے لیے ریشم میں سے صرف اسی قدر مباح ہے۔ لیکن عورتوں کے لیے پوری طرح سے حلال ہے۔

٤٠٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أَبِي عَوْنٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عن عَلِيٍّ قال: أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ، فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فقالَ: «إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا»، فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

۴۰۴۳- حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دھاری دار حلہ ہدیہ دیا گیا' جو آپ نے مجھے بھجوا دیا۔ میں اسے پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمھیں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم خود اسے پہن لو۔'' چنانچہ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے اپنے خاندان کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

٤٠٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح: ٥٨٢٩، ومسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٩ من حديث عاصم الأحول به.

٤٠٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧١ من حديث شعبة به * أبوصالح الحنفي هو عبدالرحمن بن قيس، وأبوعون هو محمد بن عبيدالله الثقفي.

(المعجم ٨) - **باب مَنْ كَرِهَهُ** (التحفة ١٠)

باب:٨- ریشم پہننے کی کراہت

٤٠٤٤- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن إبراهِيمَ بنِ عَبْدِ الله بنِ حُنَيْنٍ، عن أبِيهِ، عن عَلِيٍّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعن الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

۴۰۴۴-حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ قسّی پہنا جائے۔ (وہ ریشمی کپڑا جو مصر سے درآمد ہوتا تھا) یا زعفرانی زردرنگ کے کپڑے پہنے جائیں یا سونے کی انگوٹھی پہنی جائے یا رکوع کی حالت میں قرآن کی قراءت کی جائے۔

٤٠٤٥- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المروَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن إبراهِيمَ بنِ عَبْدِ الله بنِ حُنَيْنٍ، عن أبِيهِ، عن عَلِيٍّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهذا، قالَ: عن الْقِرَاءَةِ في الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

۴۰۴۵-حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ آپ نے رکوع اور سجدے میں قراءت قرآن سے منع فرمایا ہے۔

٤٠٤٦- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن إبراهِيمَ ابنِ عَبْدِ الله بِهذا. زَادَ: وَلَا أقُولُ نَهَاكُم.

۴۰۴۶-ابراہیم بن عبداللہ نے یہ روایت بیان کی (حضرت علی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا ہے) اس میں یہ مزید بیان کیا: میں یہ نہیں کہتا کہ تم لوگوں کو منع کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث سے حضرات علی، ابن عمر، حذیفہ، ابوموسیٰ اور ابن الزبیر ؓ اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابن سیرین وغیرہ کا استدلال ہے کہ ریشم اور سونا مردوں اور عورتوں سبھی کے لیے ناجائز ہے۔ مگر دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں ریشم اور سونا عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کے لیے حرام ہے۔ ② زعفران کا رنگ اور

٤٠٤٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، ح:٢٠٧٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٨٠، ورواية القعنبي، ص: ١٢٥.

٤٠٤٥ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٨٣٢.

٤٠٤٦ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٦/ ١١٤ من حديث أبي داود به، وسنده حسن * حماد هو ابن سلمة.

خوشبو عورتوں کے لیے مباح ہے لیکن مردوں کے لیے نہیں۔ ③ رکوع اور سجدہ تسبیح اور دعا کا مقام ہے نہ کہ تلاوت قرآن کا۔ الا یہ کہ قرآنی دعائیں بہ نیت دعا سجدے میں پڑھے تو جائز ہے۔

٤٠٤٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ مَلِكَ الرُّومِ أهْدَى إلَى النَّبِيِّ ﷺ مُسْتَقَةً مِنْ سُنْدُسٍ فَلَبِسَهَا فكَأنِّي أنْظُرُ إلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَانِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ جَاءَهُ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا». قال: فَمَا أصْنَعُ بِهَا؟ قال: «أرْسِلْ بِهَا إلَى أخِيكَ النَّجَاشِيِّ».

۴۰۴۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ روم نے نبی ﷺ کو باریک ریشم کا ایک چوغہ ہدیہ بھیجا۔ آپ نے اسے پہنا۔ میں گویا اس کی لہراتی آستینوں کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے اسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیج دیا۔ انہوں نے اسے پہنا اور آپ کی خدمت میں آئے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے یہ تمہیں تمہارے پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔“ انہوں نے کہا: تو پھر میں اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے اپنے بھائی نجاشی کے پاس بھیج دو۔“ (یعنی شاہ حبشہ کے ہاں بھیج دو۔)

٤٠٤٨- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا رَوْحٌ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ أنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: «لا أرْكَبُ الأُرْجُوانَ وَلَا ألْبَسُ المُعَصْفَرَ، وَلا ألْبَسُ الْقَمِيصَ المُكَفَّفَ بالْحَرِيرِ». قال: وَأوْمأ الْحَسَنُ إلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ. قال: وَقالَ: «ألَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لا لَوْنَ لَهُ، ألَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ».

۴۰۴۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں سرخ رنگ کی ارغوانی زین پوش پر سوار نہیں ہوتا، نہ زرد رنگ کا لباس پہنتا ہوں اور نہ ایسی قمیص پہنتا ہوں جس کی آستینیں ریشم سے کاڑھی گئی ہوں۔“ حسن بصری رحمہ اللہ نے روایت بیان کرنے کے دوران میں اپنی قمیص کے دامن کی طرف اشارہ کیا اور مزید کہا: ”خبردار! مردوں کی خوشبو (زینت) میں مہک ہوتی ہے رنگ نہیں ہوتا اور خبردار! عورتوں کی خوشبو (زینت) میں رنگ ہوتا ہے مہک نہیں ہوتی۔“

٤٠٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٩ من حديث حماد بن سلمة به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، تقدم، ح: ٥٤.

٤٠٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٢ عن روح بن عبادة به، ورواه الترمذي، ح: ٢٧٨٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به مختصرًا، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩١، ووافقه الذهبي * سعيد وقتادة والحسن مدلسون وعنعنوا.

قال سَعِيدٌ: أُرَاهُ قَالَ: إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي طِيبِ النِّسَاءِ، عَلَى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ، فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَطَيَّبْ بِمَا شَاءَتْ.

سعید بن ابی عروبہ نے کہا: محدثین کرام عورتوں کی خوشبو کے متعلق مذکورہ فرمان کو اس معنی میں لیتے ہیں کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو ایسی خوشبو نہ لگائیں جو مہک والی ہو (کہ دوسروں کو ان کی طرف متوجہ کرے)' لیکن جب اپنے شوہر کے پاس ہو تو جیسی چاہے خوشبو لگا لے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے' علاوہ ازیں مذکورہ مسائل دیگر صحیح روایات سے بھی ثابت ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''میں یہ کام نہیں کرتا ہوں'' اس میں لطیف انداز سے افراد امت کو ان امور سے ممانعت ہے جو بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے ان کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ③ مردوں کے لیے جائز نہیں کہ ایسے پاؤڈر اور کریمیں استعمال کریں جو ان کے رنگ وروپ کو نکھارنے والی ہوں۔ یہ صرف عورتوں کے لیے جائز ہیں۔ ④ مہک والی خوشبوئیں اور عطر مردوں کے لیے اور عورت جب تک گھر کے اندر ہو شوہر کی دلداری کے لیے استعمال کر سکتی ہے' باہر جانا ہو تو اسے خوب صاف کر لے۔ ⑤ اسلام اپنے معاشرے میں ایسے کسی عمل کی اجازت نہیں دیتا جو بظاہر معمولی ہی سہی مگر دھیرے دھیرے بہت بڑے فتنے کا باعث ہو سکتا ہو۔ بالخصوص عصمت وعفت کا بگاڑ اور معاشرے میں فساد' اللہ کی رحمت سے دوری اور اس کے شدید عقاب کا باعث بنتا ہے۔
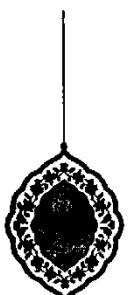
٤٠٤٩ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابنَ فَضَالَةَ، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ القِتْبَانِيِّ، عن أَبِي الْحُصَيْنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ ابنَ شَفِيٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ، رَجُلٌ مِنَ المَعَافِرِ، لِنُصَلِّيَ بِإِيلِيَا وكَانَ قَاصَّهُمْ رَجُلٌ مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ. قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى

۴۰۴۹- ابوالحصین ہیثم بن شفی کا بیان ہے کہ میں اور میرا ایک ساتھی جس کی کنیت ابو عامر تھی اور قبیلہ معافر سے تعلق رکھتا تھا' ہم روانہ ہوئے کہ بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھیں۔ ان دنوں ان لوگوں کا واعظ قبیلہ ازد کا ایک آدمی تھا جسے ابو ریحانہ کہا جاتا تھا اور وہ صحابی تھا۔ ابوالحصین نے کہا کہ میرا ساتھی مجھ سے پہلے مسجد میں چلا گیا' میں اس کے بعد پہنچا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے ابو ریحانہ کے وعظ سے کچھ سنا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں نے اسے

٤٠٤٩ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب النتف، ح: ٥٠٩٤ من حديث المفضل بن فضالة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٥٥ من حديث عياش بن عباس به مقتصرًا على النهي عن ركوب النمور، وحديث ابن ماجه حسن * أبوعامر المعافري لم أجد من وثقه.

الْمَسْجِدِ، ثُمَّ جِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَسَأَلَنِي: هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَشْرٍ: عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ، وَعَنِ النُّهْبَى، وَرُكُوبِ النُّمُورِ وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ.

کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں سے منع فرمایا ہے: ① دانت باریک کروانے سے (ان میں قدرے خلا آ جائے اور خوبصورت نظر آئیں) ② جسم گدوانے سے (کہ اس میں نقش ونگار بنائے جائیں یا نام وغیرہ لکھا جائے) ③ بال نوچنے سے (پلکوں اور چہرے کے کہ خوبصورت نظر آئے) ④ کسی مرد کا کسی دوسرے مرد کے ساتھ لیٹنے سے جبکہ انہوں نے کپڑے نہ پہنے ہوئے ہوں۔ ⑤ کسی عورت کا دوسری عورت کے ساتھ لیٹنے سے جبکہ انہوں نے کپڑے نہ پہنے ہوں۔ ⑥ عجمیوں (غیر مسلموں) کی طرح کپڑوں کے نیچے ریشمی استر لگانے سے ⑦ یا یہ کہ کوئی عجمیوں کی طرح اپنے کندھوں پر ریشمی چادر ڈالے ⑧ لوٹ مار کرنے سے ⑨ چیتوں کی کھال بطور گدی یا سیٹ استعمال کرنے سے اور ⑩ انگوٹھی پہننے سے سوائے اس کے کہ کوئی منصب دار ہو۔ (تو اس کے لیے جائز ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ خَبَرُ الْخَاتَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں انگوٹھی کا ذکر منفرد ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم مذکورہ مسائل دیگر صحیح روایات سے ثابت ہیں۔ اور انگوٹھی سے مراد وہ خاص مہر والی انگوٹھی ہے جو اصحاب حکومت اور منصب دار لوگ استعمال کرتے ہیں اور انہی کے لیے مخصوص ہوتی ہے۔ ورنہ عام انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

٤٠٥٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ.

۴۰۵۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرخ ارغوانی رنگ کے زین پوشوں سے منع کیا گیا ہے۔

٤٠٥٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، وحديث عبيدة، ح: ٥١٨٧ من حديث هشام به، وصححه البزار في البحر الزخار: ٢/ ١٧٦، وللحديث شواهد.

فائدہ: چونکہ یہ زین پوش بالخصوص ریشمی اور خالص سرخ رنگ کے ہوتے تھے اس لیے ممنوع ہیں۔

٤٠٥١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنْ أبي إسْحَاقَ، عنْ هُبَيْرَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: نَهَانِي رَسُولُ الله ﷺ عن خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعن لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

۴۰۵۱- حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا کہ سونے کی انگوٹھی پہنوں یا قسّی (ریشمی) لباس اختیار کروں یا زین پوش سرخ رنگ کا ہو۔

فائدہ: صحابہ اور اہل بیت سے محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ ان کی سیرت حسنہ کی پیروی کی جائے کیونکہ وہ ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ کے متبع تھے۔

٤٠٥٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ، صَلَّى في خَمِيصَةٍ لَهَا أعْلَامٌ فَنَظَرَ إلَى أعْلَامِهَا، فَلَمَّا سَلَّمَ قالَ: «اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهِ إلَى أبي جَهْمٍ، فَإنَّهَا ألْهَتْنِي آنِفًا في صَلَاتِي، وَائْتُونِي بِأنْبِجَانِيَّتِهِ».

۴۰۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منقش اونی چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑی تو جب نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا: ”میری یہ منقش چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اس نے مجھے ابھی نماز کے دوران میں مشغول کر دیا تھا میرے لیے سادہ (انبجانی) چادر لے آؤ۔“

قالَ أبُو دَاوُدَ: أبُو جَهْمٍ بنُ حُذَيْفَةَ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بنِ كَعْبِ بنِ غَانِمٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابوجہم بن حذیفہ بنو عدی بن کعب بن غانم کے فرد تھے۔

فائدہ: کوئی ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دوران میں مشغولیت کا باعث ہو اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے لیے منقش لباس بھی حارج ہوتا تھا۔ اسی لیے آپ نے مسلمانوں کو مساجد کے سلسلے میں حکم دیا ہے کہ ان کو منقش نہ بنایا جائے۔ اسی طرح شوخ رنگ کے لباس اور مصلے سے بھی بچنا چاہیے۔

٤٠٥١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجل والقسي، ح: ٢٨٠٨، والنسائي، ح: ٥١٦٨_٥١٧٠ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٠٥٢_ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الأكسية والخمائص، ح: ٥٨١٧ عن موسى بن إسماعيل، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوٰة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٤٠٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ في آخَرِينَ قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَالأَوَّلُ أَشْبَعُ.

۴۰۵۳- عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے دوسرے ساتھی بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے بواسطہ زہری، عروہ سے انہوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور مذکورہ بالا روایت زیادہ جامع ہے۔

(المعجم ٩) - **باب الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ وَخَيْطِ الْحَرِيرِ** (التحفة ١١)

باب:۹- کپڑے پر کوئی نقش ہوں یا ریشم کی کڑھائی ہوئی ہو تو رخصت ہے

٤٠٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا المُغِيرَةُ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله أَبُو عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبي بَكْرٍ قالَ: رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ في السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَامِيًّا، فَرَأَى فِيهِ خَيْطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ، فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا، فقالَتْ: يَا جَارِيَةُ! نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ الله ﷺ، فَأَخْرَجتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ وَالْكُمَّيْنِ وَالفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ.

۴۰۵۴- عبداللہ ابوعمر سے روایت ہے اور یہ سیدہ اسماء دختر ابوبکر ؓ کے غلام تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو بازار میں دیکھا کہ انہوں نے ایک شامی کپڑا خریدنا چاہا، پھر دیکھا کہ اس میں سرخ دھاگے پڑے ہیں تو انہوں نے واپس کر دیا۔ پھر میں سیدہ اسماء ؓ کے پاس آیا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے لونڈی کو بلایا اور کہا: میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا جبہ لے آؤ۔ تو وہ ایک طیلسان کا (موٹا اونی) جبہ لے آئی جس کا دامن، دونوں کف اور دونوں طرف کے چاک موٹے ریشمی دھاگے سے کڑھے ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عمدہ اور خوبصورت لباس اللہ عزوجل کی حلال کردہ نعمتوں میں سے ہے۔ اسے استعمال میں لانا چاہیے تاکہ اس کی نعمت کا اظہار اور شکر ادا ہو۔ ② جائز ہے کہ مرد چار انگلی کے برابر ریشم استعمال کر لے۔ ③ کپڑوں پر سادہ قسم کے نقش جو زیادہ پرکشش نہ ہوں، مباح ہیں۔

٤٠٥٥- حَدَّثَنَا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا

۴۰۵۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

٤٠٥٣ـ **تخريج**: [صحيح] تقدم، ح: ٩١٤، ورواه البخاري، ومسلم من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٠٥٤ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب الرخصة في العلم في الثوب، ح: ٣٥٩٤ من حديث المغيرة بن زياد به، وتقدم حاله، ح: ٣٤١٦، وأصله عند مسلم، ح: ٢٠٦٩.

٤٠٥٥ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/٢١٨ من حديث خصيف به، وهو ضعيف، تقدم، ◄◄

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: إِنَّمَا نَهى رَسُولُ الله ﷺ عن الثَّوْبِ المُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

رسول اللہ ﷺ نے صرف اسی کپڑے سے منع فرمایا ہے جو خالص ریشمی ہو۔ لیکن اگر ریشمی دھاگے سے کڑھائی ہوئی ہو یا اس کا تانا ریشمی ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس کے آخری حصے "ریشمی دھاگے سے کڑھائی ہوئی ہو" سے یہ ثابت ہونے والا استثناء صحیح نہیں۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعُذْرٍ (التحفة ١٢)

باب:۱۰- کسی عذر کی وجہ سے ریشم پہننا

٤٠٥٦- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابنَ يُونُسَ عن سَعِيدِ بنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قالَ: رَخَّصَ رَسُولُ الله ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَوْفٍ وَلِلزُّبَيْرِ بن الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

۴۰۵۶- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام ؓ کو ریشم کی قمیصیں پہننے کی اجازت دی تھی جبکہ وہ سفر میں تھے اور انہیں خارش ہوگئی تھی۔

فائدہ: اس قسم کی صورت میں علاج کی غرض سے مردوں کے لیے بھی ریشم پہننا جائز ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٣)

باب:۱۱- عورتوں کے لیے ریشم پہننا جائز ہے

٤٠٥٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ زُرَيْرٍ يَعْني

۴۰۵۷- حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم لیا اور اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونا لیا اور اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا' پھر فرمایا:

ح: ١٠٢٨، ومع ذلك صححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٦٨١، وروى أحمد: ١/٣١٣، وأطراف المسند: ٣/٩٥ بإسناد صحيح عن ابن عباس، قال: "إنما نهى رسول الله ﷺ عن الثوب المصمت حريرًا".

٤٠٥٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحرير في الحرب، ح: ٢٩١٩، ومسلم، اللباس والزينة، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح: ٢٠٧٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٤٠٥٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب تحريم الذهب على الرجال، ح: ٥١٤٧ عن قتيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٥٩٥، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ١٧٢٠ وغيره.

الْغَافِقِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

''بلاشبہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

فائدہ: تاہم بطور علاج ان کا استعمال مباح ہے جیسے کہ اوپر کی حدیث میں ریشم کا ذکر ہوا ہے یا عمومی حالات میں چار انگلی کے برابر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور سونے کا دانت لگوانا بھی جائز ہے یا جیسے کہ روایات میں آتا ہے کہ ایک آدمی کی ناک کٹ گئی تھی تو اسے سونے کی ناک لگوا لینے کی اجازت دی گئی۔ (حدیث: ۴۲۳۲)

٤٠٥٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيَّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَأَى عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدًا سِيَرَاءَ، قَالَ: وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ.

۴۰۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدہ ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے سِیَرَاء کی ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ یعنی دھاری دار ریشمی چادر جس میں چار خانے سے بنے ہوئے تھے۔

٤٠٥٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ وَنَتْرُكُهُ عَلٰى الْجَوَارِي، قَالَ مِسْعَرٌ: فَسَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ.

۴۰۵۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لڑکوں پر سے (ریشم) اتار لیا کرتے تھے اور بچیوں پر رہنے دیتے تھے۔ مسعر کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کے بارے میں عمرو بن دینار سے دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

فائدہ: بچے اپنے بچپنے کی وجہ سے اگرچہ شرعی احکام کے مکلّف نہیں ہوتے مگر والدین اور سرپرست یقیناً مکلف ہوتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ شرعی حدود کا پابند ہوتے ہوئے حتی الامکان بچوں سے بھی عمل کروائیں اور اللہ کے ہاں اجر کے مستحق بنیں۔

٤٠٥٨_ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب ذكر الرخصة للنساء في لبس السيراء، ح: ٥٢٩٩ عن عمرو بن عثمان به، وقال ابن حجر: "صحيح مشهور عن الزبيدي"، تغليق التعليق: ٥/ ٦٣، ورواه البخاري، ح: ٥٨٤٢ من حديث الزهري به مختصرًا.

٤٠٥٩_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٥٥٩ من حديث أبي داود به.

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي لُبْسِ الْحِبَرَةِ** (التحفة ١٤)

باب:١٢-نقش دار کپڑے پہننا

٤٠٦٠- **حَدَّثَنا** هُدْبَةُ بنُ خالِدٍ الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتادَةَ قال: قُلْنَا لِأَنَسٍ يَعْنِي ابنَ مَالِكٍ: أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قال: الْحِبَرَةُ.

۴۰۶۰- جناب قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کون سا لباس سب سے زیادہ پسند تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ نقش دار (یادھاری دار۔)

فائدہ: یہ [حِبرہ] ''دھاری دار چادریں'' بالخصوص یمن میں بنتی تھیں۔ان کی پسندیدگی کی وجہ غالباً ان کی مضبوطی اور میل خوراہونا تھی۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: فِي الْبَيَاضِ** (التحفة ١٥)

باب:١٣-سفید کپڑوں کی فضیلت

٤٠٦١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُم الْبِيضَ فإنَّها مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُم، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُم، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُم الإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ».

۴۰۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سفید کپڑے پہنا کرو' بلاشبہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہیں اور انہی میں اپنی میتوں کو کفن دیا کرو۔اور تمہارے سرموں میں سب سے بہتر سرمہ اثمد ہے جو نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

فائدہ: مستحب ہے کہ انسان سفید کپڑے پہنا کرے اور میت کو بھی سفید کفن دیا جائے۔

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: فِي الْخُلْقَانِ وَفِي غَسْلِ الثَّوْبِ** (التحفة ١٦)

باب:١۴-پرانے (میلے کچیلے اور گھٹیا) کپڑے پہننے (کی کراہت) اور کپڑے دھونے کا بیان

٤٠٦٢- **حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا

۴۰۶۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے

٤٠٦٠_ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس، باب فضل لباس الثياب الحبرة، ح:٢٠٧٩ عن هدبة، والبخاري، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ح:٥٨١٢ من حديث همام به.

٤٠٦١_ **تخريج**: [حسن] تقدم، ح:٣٨٧٨.

٤٠٦٢_ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب تسكين الشعر، ح:٥٢٣٨ من حديث الأوزاعي ◀◀

مِسْكِينٌ عن الأَوْزَاعِيِّ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ عن وَكِيعٍ، عن الأَوْزَاعِيِّ نَحْوَهُ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ، عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَا: أَتَانَا رَسُولُ الله ﷺ فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فقالَ: «أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ؟» وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فقال: «أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے بکھرے سے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی کہ اس سے اپنے بالوں کو سنوار لے؟“ اور آپ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی کہ اس سے اپنے کپڑے دھو لے؟“

فائدہ: لازم ہے کہ مسلمان اپنے جسم اور اپنے لباس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھا کرے۔ میلا کچیلا رہنا اور بالوں کو نہ سنوارنا زہد ہے نہ سادگی بلکہ جہالت اور غفلت کی علامت ہے جو کسی باوقار مسلمان کے لائق نہیں۔ اسلام انتہائی صاف ستھرا دین ہے اور اپنے پیروکاروں سے بھی صفائی کا تقاضا کرتا ہے' نیز اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ] (مسند احمد: ۴/ ۱۳۳' ۱۳۴) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل ہے اور جمال یعنی حسن وخوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔“

٤٠٦٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ عن أَبي الأَحْوَصِ، عن أَبِيهِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ في ثَوْبٍ دُونٍ فقالَ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قال: نَعَمْ، قال: «مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟» قال: قَدْ آتَانِيَ الله مِنَ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، قال: «فَإِذَا آتَاكَ الله مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ الله عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهِ».

۴۰۶۳- جناب ابوالاحوص (عوف) اپنے والد (مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کیا تمہارے پاس مال ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا کس قسم کا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے مجھے اونٹ' بکریاں' گھوڑے اور غلام ہر طرح کا مال عنایت فرمایا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت اور احسان کا اثر تجھ پر

◀◀ به، وصرح بالسماع المسلسل في التمهيد: ٥/ ٥٢، ولم يكن من المدلسين.

٤٠٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب الجلاجل، ح: ٥٢٢٦ من حديث زهير بن معاوية به ✱ أبوإسحاق صرح بالسماع، وروى عنه شعبة وغيره.

نظر آنا چاہیے۔"

فائدہ: مستحب ہے کہ انسان اپنی حیثیت کے مطابق مناسب لباس وغیرہ استعمال کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے مگر لازم ہے کہ بہت زیادہ مال داری کا اظہار بھی نہ ہو کیونکہ اس طرح دیگر مسلمانوں میں حسرت اور محرومی کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں جو ناپسندیدہ امر ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْمَصْبُوغِ بِالصُّفْرَةِ (التحفة ١٧)

١٥- زرد رنگ کے کپڑے پہننا

٤٠٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحمَّدٍ عن زَيْدٍ يَعني ابنَ أَسْلَمَ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِيء ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ تَصْبغُ بالصُّفْرَةِ؟ فقال: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَصْبغُ بِهَا، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا. وَقَدْ كَانَ يَصْبغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ.

۴۰۶۴- جناب زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھی اس رنگ سے بھر جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں؟ انہوں نے کہا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اسی سے (اپنے بال یا کپڑے) رنگتے تھے اور انہیں اس سے بڑھ کر اور کوئی رنگ زیادہ محبوب نہ تھا اور وہ اپنے سب کپڑے اسی سے رنگتے تھے حتی کہ پگڑی بھی۔

فوائد ومسائل: ① یہاں زرد رنگ سے مراد "ورس" ہے۔ یہ زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے جو قدرے زعفران سے مشابہ ہوتی ہے۔ ② صحابہ کرام ؓ اپنی عادات میں بھی رسول اللہ ﷺ کی اقتدا پسند کرتے تھے اور محبان رسول کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔ مگر صورت حال اب بہت بگڑتی جا رہی ہے کہ لوگ فرائض اور واجبات شرعیہ کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ ولاحول ولا قوة الا باللہ۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْخُضْرَةِ (التحفة ١٨)

باب: ١٦- سبز رنگ کے کپڑے پہننا

٤٠٦٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ:

۴۰۶۵- حضرت ابو رمثہ (رفاعہ بن یثربی) ؓ

٤٠٦٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب الخضاب بالصفرة، ح:٥٠٨٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به * وزيد بن أسلم صرح بالسماع، ولم يكن من المدلسين على الراجح.

٤٠٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلٰوة العيدين، باب الزينة للخطبة للعيدين، ح:١٥٧٣ من حديث عبيدالله بن إياد به، وحسنه الترمذي، ح:٢٨١٢، وابن حبان، ح:١٥٢٢، وابن الجارود، ح:٧٧٠، ◀◀

حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ يَعْني ابنَ إِيَادٍ: أخبرنا إِيَادٌ عن أَبي رِمْثَةَ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ.

بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے ہاں گیا تو میں نے آپ پر سبز رنگ کی دھاری دار دو چادریں دیکھیں۔

فائدہ: سبز رنگ ایک پسندیدہ رنگ ہے۔ قرآن مجید نے اہل جنت کے ریشم کے سبز لباس کا ذکر فرمایا ہے: ﴿عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ﴾ (الدھر:٢١) ''ان کی اوپر کی پوشاک باریک سبز ریشم اور موٹے ریشم کی ہوگی۔'' مگر سبز یا کسی اور رنگ کو بطور شعار وعلامت ہمیشہ کے لیے اختیار کر لینا قطعاً صحیح نہیں۔ صرف سفید رنگ کی ترغیب ثابت ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الْحُمْرَةِ (التحفة ١٩)

باب:١٧- سرخ رنگ کا بیان

٤٠٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ الْغَازِ عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ ثَنِيَّةٍ فالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ فقال: «مَا هٰذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ فَقَذَفْتُهَا فِيهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فقال: يَا عَبْدَ اللهِ! «مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ»، فَأَخْبَرْتُهُ، فقال: «أَفَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ؟ فَإِنَّهُ لا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ».

٤٠٦٦- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گھاٹی سے نیچے اترے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ میں نے ایک اکہری چادر لی ہوئی تھی جو ہلکے عُصفری رنگ سے رنگی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''تم نے یہ کیسی چادر اپنے اوپر لی ہوئی ہے؟'' میں آپ کی ناپسندیدگی کی وجہ سمجھ گیا۔ پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور وہ اپنا تنور دہکا رہے تھے تو میں نے اس چادر کو اس میں دے مارا۔ پھر میں اگلے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ! اس چادر کا کیا ہوا؟'' میں نے آپ کو بتلایا تو آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ دے دیا؟ عورتوں کو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

◄ والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧، ووافقه الذهبي.

٤٠٦٦_ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٧٠٨ مختصرًا، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٣٢٣ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٠٣ من حديث عيسى بن يونس به.

٤٠٦٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ قالَ: قالَ هِشَامٌ يَعني ابنَ الْغَازِ: الْمُضَرَّجَةُ الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُوَرَّدَةِ.

۴۰۶۷- ہشام بن الغاز نے وضاحت کی کہ [اَلْمُضَرَّجَه] سے مراد یہ ہے کہ وہ چادر نہ بہت سرخ رنگ کی تھی اور نہ گلابی۔

٤٠٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن شُرَحْبِيلَ بنِ مُسْلِمٍ، عن شُفْعَةَ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: رَآنِي رَسُولُ الله ﷺ، - قالَ أبو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ أُرَاهُ: وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا - فقالَ: «مَا هٰذَا؟» فانطَلَقْتُ فأَحْرَقْتُهُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ؟» فَقُلْتُ: أَحْرَقْتُهُ، قالَ: «أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ؟».

۴۰۶۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا بالفاظ ابوعلی اللؤلؤی میرا خیال ہے کہ مجھ پر کسم کے رنگ کا گلابی کپڑا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ تو میں چلا گیا اور اسے جلا ڈالا تو نبی ﷺ نے پوچھا: ”تم نے اپنے کپڑے کا کیا کیا؟“ میں نے کہا: میں نے اسے جلا ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تو نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دیا؟“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ثَوْرٌ عن خَالِدٍ فقالَ: مُوَرَّدٌ، وَطَاوسٌ قال: مُعَصْفَرٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس روایت کو ثور نے خالد سے روایت کیا تو [مُوَرَّد] کہا۔ (گلابی سے رنگ کی چادر تھی۔) اور طاؤس نے [مُعَصْفَر] کہا ہے (کسم کے رنگ سے رنگی ہوئی تھی۔)

فائدہ: زعفرانی اور عصفر کا رنگ عورتوں کی زینت کا حصہ ہے اس لیے مردوں کو جائز نہیں۔

٤٠٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حُزَابَةَ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ يَعني ابنَ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ عن أبي يَحْيَى، عن مُجَاهِدٍ، عن

۴۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جس پر سرخ رنگ کے دو کپڑے تھے اس نے آپ کو سلام کیا مگر آپ

٤٠٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] * الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع.

٤٠٦٨- تخريج: [إسناده ضعيف] * إسماعيل بن عياش عنعن، وشفعة وثقه ابن حبان وحده.

٤٠٦٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجال والقسي، ح:٢٨٠٧ من حديث إسحاق بن منصور به، وقال: "حسن غريب" * قال أحمد في أبي يحيى القتات: "روى عنه إسرائيل أحاديث مناكير كثيرة، وأما حديث سفيان عنه فمقارب".

عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم یہ واضح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شرعی مخالفت کا مرتکب ہو رہا ہو تو زبانی نصیحت کے علاوہ ایک انداز یہ بھی ہے کہ اس کے سلام کا جواب نہ دیا جائے تاکہ اسے خوب نصیحت ہو اور وہ اپنے غلط عمل سے باز آجائے جیسا کہ غزوۂ تبوک سے عمداً پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

٤٠٧٠- **حَدَّثَنا** محمَّد بنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن الْوَلِيدِ يَعني ابنَ كَثِيرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ، فَرَأَى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى رَوَاحِلِنَا وَعَلَى إِبِلِنَا أَكْسِيَةً فِيهَا خُيُوطُ عِهْنٍ حُمْرٌ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا أَرَى هٰذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُم؟» فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى نَفَرَ بَعْضُ إِبِلِنَا، فَأَخَذْنَا الأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَاهَا عَنْهَا.

۴۰۷۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے ہماری سواریوں اور اونٹوں پر زین پوش دیکھے جن میں سرخ رنگ کی اون کے دھاگے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں نہیں دیکھ رہا کہ یہ سرخ رنگ تم پر غالب آ رہا ہے؟'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہم اس قدر جلدی سے اٹھے کہ اس سے ہمارے کچھ اونٹ بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور ہم نے اپنی وہ چادریں ان سے اتار لیں۔

٤٠٧١- **حَدَّثَنا** ابنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدَّثني أَبِي، قالَ ابنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: وَقَرَأْتُ في أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ قالَ: حدَّثني ضَمْضَمٌ يَعني ابنَ زُرْعَةَ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عن حَبِيبِ بنِ

۴۰۷۱- بنو اسد کی ایک خاتون کا بیان ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تھی اور ہم گیرو کے ساتھ ان کے کپڑے رنگ رہے تھے۔ ہم یہ کام کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ جب آپ

٤٠٧٠_ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦ من حديث محمد بن عمرو بن عطاء به * رجل من بني حارثة مجهول، قاله المنذري.

٤٠٧١_ **تخريج**: [إسناده ضعيف] * حريث مجهول (تقريب).

عُبَيْدٍ، عن حُرَيْثِ بنِ الأَبَجِّ السَّلِيحِيِّ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ قالَتْ: كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ الله ﷺ وَنَحْنُ نَصْبغُ ثِيَابًا لَها بِمَغْرَةٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ، فَلَمَّا رَأَى المَغْرَةَ رَجَعَ، فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ، فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَجَعَ فاطَّلَعَ، فلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ.

نے گیرو دیکھا تو لوٹ گئے۔ سیدہ زینب ؓ نے یہ بات دیکھی تو جان گئیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کام پسند نہیں آیا ہے تو انہوں نے کپڑوں کو دھو ڈالا اور سب سرخی کو چھپا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر جھانکا' پس جب آپ نے کچھ نہ دیکھا تو اندر آ گئے۔

(المعجم ۱۸) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ۲۰)

باب:۱۸- سرخ رنگ کی رخصت کا بیان

٤٠٧٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ.

۴۰۷۲- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سرخ رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ اس سے زیادہ خوبصورت منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

فائدہ: نیچے آنے والی حدیث میں وضاحت ہے کہ آپ کا یہ سرخ جوڑا خالص سرخ رنگ کا نہیں تھا بلکہ اس میں سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں جسے ''برد'' کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن القیم ؒ نے زاد المعاد (فصل فی ملابسہ ﷺ:۱/۱۳۲) میں اس کی یہی توجیہ پیش کی ہے۔

٤٠٧٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن هِلَالِ بنِ عَامِرٍ، عن أَبِيهِ قالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلٰى بَغْلَةٍ

۴۰۷۳- جناب ہلال بن عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں دیکھا' جب کہ آپ اپنے خچر پر سے خطبہ

٤٠٧٢- تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٥١ عن حفص بن عمر، ومسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ . . . الخ، ح:٢٣٣٧ من حديث شعبة به، وانظر، ح:٤١٨٣.

٤٠٧٣- تخريج: [صحيح] تقدم، ح:١٩٥٦، وأخرجه أحمد:٣/ ٤٧٧ عن أبي معاوية الضرير به.

وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ، وَعَلِيٌّ أَمَامَهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ.

دے رہے تھے اور آپ نے سرخ رنگ کی دھاری دار چادر لی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے تھے جو آپ کی بات لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي السَّوَادِ (التحفة ٢١)

باب:۱۹- سیاہ رنگ کے لباس کا بیان

٤٠٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن مُطَرِّفٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: صَبَغْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَقَذَفَهَا، قال: وَأَحْسِبُهُ قال: وكَانَ يُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ.

۴۰۷۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے ایک چادر کو سیاہ رنگ سے رنگ دیا' آپ نے اسے پہنا' مگر جب اس میں پسینہ آیا تو آپ نے اس میں اون کی بساند محسوس کی تو اتار پھینکا۔ راوی نے کہا کہ آپ ﷺ کو عمدہ خوشبو ہی پسند آتی تھی۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي الْهُدْبِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۰- کپڑے کی کناری کا مسئلہ

٤٠٧٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: أخبرنا يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن عَبِيدَةَ أَبِي خِدَاشٍ، عن أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عن جَابِرٍ يَعني ابنَ سُلَيْمٍ، قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ وَقَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلٰى قَدَمَيْهِ.

۴۰۷۵- حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ گھٹنوں کو اٹھائے کپڑا لپیٹے بیٹھے تھے اور شملے (چادر) کی کناری آپ کے قدموں پر پڑ رہی تھی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم کپڑے کے اطراف میں اگر کچھ دھاگے بطور زینت کے بڑھائے گئے ہوں اور انہیں خاص انداز میں ٹانکا گیا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٤٠٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٢، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٦١ من حديث همام به * قتادة مدلس وعنعن.

٤٠٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٣٦ من حديث أبي داود، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٩١ من حديث يونس بن عبيد به * عبيدة أبو خداش مجهول الحال.

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الْعَمَائِمِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۱- پگڑی باندھنے کا بیان

٤٠٧٦- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ. وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالُوا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۴۰۷۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال نبی ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔

٤٠٧٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عن جَعْفَرِ بنِ عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عن أبيه. قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

۴۰۷۷- جناب جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر دیکھا' آپ پر سیاہ پگڑی تھی' اس کے کنارے کو آپ نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

فائدہ: پگڑی کا استعمال مستحب ہے۔ زمانہ قدیم سے شرفاء پگڑی باندھتے آئے ہیں' حتی کہ روایات میں آتا ہے کہ فرشتوں کو بھی پگڑی باندھے دیکھا گیا تھا۔ (مستدرک حاکم: ۳۶۱/۳) اس کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ نیز سیاہ رنگ کے لباس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایام محرم میں اور کسی مصیبت کے وقت میں سیاہ رنگ کا لباس پہننے سے احتراز کرنا ضروری ہے کیونکہ سیاہ رنگ اور سیاہ لباس کو سوگ کے اظہار کی علامت بنالیا گیا ہے' جیسا کہ بعض لوگ عشرۂ محرم میں ایسا کرتے ہیں' جب کہ اظہار سوگ کے اس طریقے یا علامت کی کوئی شرعی بنیاد نہیں ہے۔

٤٠٧٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَبِيعَةَ: حَدَّثَنا أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيُّ عن أَبِي جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ رُكَانَةَ، عن أبيهِ: أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ

۴۰۷۸- ابوجعفر بن محمد بن علی بن رکانہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رکانہ نے نبی ﷺ سے کشتی کی تھی تو نبی ﷺ نے اس کو پچھاڑ دیا تھا۔ رکانہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہمارے اور

٤٠٧٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في العمامة السوداء، ح: ١٧٣٥ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مسلم، ح: ١٣٥٨ من طريق آخر من أبي الزبير به.

٤٠٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٩/ ٤٥٣ عن الحسن بن علي به.

٤٠٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب العمائم على القلانس، ح: ١٧٨٤ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب، وإسناده ليس بالقائم، ولا نعرف أبا الحسن العسقلاني ولا ابن ركانة".

النَّبِيَّ ﷺ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ قالَ رُكَانَةُ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ».

مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھنے کا فرق ہے۔"

٤٠٧٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ مَوْلَى بَني هَاشِمٍ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُثْمانَ الْغَطَفَانِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ خَرَّبُوذَ: حدثنا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ يَقُولُ: عَمَّمَني رَسُولُ الله ﷺ فَسَدَلَها بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي.

۴۰۷۹- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پگڑی باندھی اور اس کے کناروں کو میرے آگے کی طرف اور پیچھے کی جانب لٹکا دیا۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي لِبْسَةِ الصَّمَّاءِ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۲- کپڑے میں پورے طور پر لپٹ جانا (جائز نہیں)

٤٠٨٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عن أَبي صَالحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ: أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ مُفْضِيًا بِفَرْجِهِ إِلَى السَّماءِ، وَيَلْبَسَ ثَوْبَهُ وَأَحَدُ جَانِبَيْهِ خَارِجٌ وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ.

۴۰۸۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو انداز سے کپڑا لپیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی کپڑا اس طرح لپیٹے کہ اس کی شرم گاہ آسمان کی جانب کھلی رہے۔ دوسرا یوں کہ کپڑا لپیٹے اور اس کا ایک کنارا باہر نکال کر اپنے کندھے پر ڈال لے۔

فائدہ: ان صورتوں کے ناجائز اور حرام ہونے کی وجہ عریانی ہے۔ دوسری صورت کی ایک توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعض اوقات متکبر قسم کے لوگ اپنی چادروں کے کنارے اپنے کندھوں پر ڈال کر اتراتے ہوئے چلتے ہیں تو ان کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

٤٠٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٢٥٣ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل المدينة مجهول، قاله المنذري.

٤٠٨٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٠ من حديث الأعمش به، ورواه مسلم، ح: ١٥١١ من حديث أبي صالح به، وتقدم شاهده، ح: ٣٣٧٧.

٤٠٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ الصَّمَّاءِ، وعن الاحْتِبَاءِ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۴۰۸۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صمّاء کے طور پر کپڑا لپیٹنے سے منع کیا ہے۔ (یعنی انسان پوری طرح سے اس میں لپٹ جائے اور ہاتھ پاؤں کچھ بھی باہر نہ ہو) اور ایک کپڑے کو اپنی کمر اور گھٹنوں پر لپیٹنے سے بھی منع کیا ہے۔

فائدہ: پہلی صورت میں انسان کسی طرح سنبھل نہیں سکتا۔ گر سکتا ہے، کسی موذی جانور اور کیڑے مکوڑے سے اپنا دفاع تک نہیں کر سکتا۔ اور اس انداز کو پنجابی زبان میں "بُولی بُکّل" کہتے ہیں۔ دوسری صورت اس وقت ممنوع ہے جب اس سے اس کی شرم گاہ ظاہر ہوتی ہو۔ بعض اوقات اوباش لوگ عمداً اس طرح کرتے ہیں، مگر باپردہ اور احتیاط سے "احتباء" کی صورت میں بیٹھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي حَلِّ الْأَزْرَارِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۳- قمیص کے بٹن کھولے رکھنا

٤٠٨٢- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قالا: أخبرنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ ابنُ عَبْدِ الله، - قال ابنُ نُفَيْلٍ: ابنِ قُشَيْرٍ - أَبُو مَهَلٍ الْجُعْفِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ: حَدَّثَنَا أَبِي قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ في رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقُ الْأَزْرَارِ قال: فَبَايَعْنَاهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي في جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ، قالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ إِلَّا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا في شِتَاءٍ وَلَا حَرٍّ، وَلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا أَبَدًا.

۴۰۸۲- جناب معاویہ بن قرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں قبیلہ مزینہ کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ہم نے آپ کے ساتھ بیعت کی جبکہ آپ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی آپ سے بیعت کی۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے دامن میں ڈال دیا اور مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے معاویہ اور ان کے صاحبزادے کو جب بھی دیکھا سردی ہوتی یا گرمی ان کی قمیصوں کی گھنڈیاں کھلی ہوتی تھیں اور وہ انہیں کبھی بند نہ کرتے تھے۔

٤٠٨١- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن اشتمال الصماء والاحتباء ... الخ، ح:٢٠٩٩ من حديث أبي الزبير به.

٤٠٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب حل الأزرار، ح:٣٥٧٨، والترمذي في الشمائل، ح:٥٩ (بتحقيقي) من حديث زهير بن معاوية به، وصححه ابن حبان، ح:١٠٠.

فوائد ومسائل: ① بٹن کھلے رکھنا اگر بطور تواضع اور اتباع نبی ﷺ ہو تو مستحب اور باعث اجر ہے۔ مگر ہمارے ہاں بعض علاقوں میں یہ عمل بطور تکبر بھی ہوتا ہے جس میں یہ لوگ اپنا گریبان بھی کھلا رکھتے ہیں' لہٰذا ان کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی عادات کو بھی اپنے عمل کا حصہ بنا لیتے تھے جو یقیناً محبت کا اظہار ہوتا تھا۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي التَّقَنُّعِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۴- سر اور کچھ چہرہ ڈھانپنے (ڈھاٹا باندھنے) کا بیان

٤٠٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ قالَ: قالَ الزُّهْرِيُّ: قالَ عُرْوَةُ: قالَتْ عَائِشَةُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ في بَيْتِنَا في نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قالَ قائِلٌ لِأَبي بَكْرٍ: هٰذَا رَسُولُ الله ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا في سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَجَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ.

۴۰۸۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (مکہ کے دنوں کا ذکر ہے کہ) عین دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ سر اور چہرہ ڈھانپے (ڈھاٹا باندھے) رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور ایسے وقت میں آ رہے ہیں جو آپ کا معمول نہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی' آپ کو اجازت دی گئی تو آپ اندر آ گئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ سفر ہجرت کی تیاری کے دنوں کا ہے۔ ② مرد کے لیے مباح ہے کہ موسم یا احوال کی مناسبت سے سر اور چہرہ ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں۔ کبھی حیا سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ ③ دوسرے کے گھر میں خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اجازت لے کر اندر جانا چاہیے۔

(المعجم ٢٥) - باب مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الإِزَارِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۵- تہ بند' شلوار اور پینٹ وغیرہ کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا (ناجائز ہے)

٤٠٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۴۰۸۴- حضرت ابوجُری جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

٤٠٨٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٩٨ عن عبدالرزاق به مطولاً، ورواه البخاري، اللباس، باب التقنع، ح: ٥٨٠٧ من حديث معمر به مطولاً.

٤٠٨٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في كراهية أن يقول عليك السلام مبتدئًا، ح: ٢٧٢٢ من حديث أبي غفار به مختصرًا، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٤٩ـ١٠١٥٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣١٧ـ٣٢٠، وصححه الحافظ في فتح الباري: ١١/ ٥، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٨٦٦.

عن أَبي غِفَارٍ: حَدَّثَنا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بنُ مُجَالِدٍ عن أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بنِ سُلَيْمٍ قالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عن رَأْيِهِ لا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: هٰذَا رَسُولُ الله ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَرَّتَيْنِ، قال: «لا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ المَيِّتِ، قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ». قالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟ قالَ: «أَنَا رَسُولُ اللهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ». قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ. قال: «لا تَسُبَّنَّ أَحَدًا». قال: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلا عَبْدًا وَلا بَعِيرًا وَلا شَاةً. قال: «وَلا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ المَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ، إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ المَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ المَخِيلَةِ وَإِنَّ اللهَ لا يُحِبُّ المَخِيلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّما وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ».

کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی بات خوب سنتے اور مانتے تھے۔ وہ جو بھی کہتا اسے قبول کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں - ﷺ - میں بھی حاضر ہو گیا اور کہا [عليك السلام يارسول الله] ''آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول!'' میں نے یہ دوبار کہا۔ آپ نے فرمایا: (یہ لفظ) [عليك السلام] مت کہو۔ یہ میت کا تحیہ اور سلام ہے۔ بلکہ یوں کہو: [السلام عليك]'' میں نے کہا: (کیا) آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں کہ جب تمہیں کوئی دکھ پہنچے اور تم اسے پکارو، تو وہ اسے تم سے دور کر دے، اگر تمہیں خشک سالی کا سامنا ہو، تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہاری کھیتیاں اگا دے۔ جب تم کسی صحرا یا ویران اور بنجر زمین میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اسے پکارو تو وہ اسے تمہیں واپس لوٹا دے۔'' میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا۔'' کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کو گالی نہیں دی کسی آزاد کو نہ غلام کو، اونٹ کو نہ بکری کو۔ آپ نے فرمایا: ''کسی نیکی کو حقیر مت جاننا، اپنے بھائی سے بات کرو تو کھلے چہرے سے بات کیا کرو بلاشبہ یہ نیکی ہے، اور اپنی چادر آدھی پنڈلی تک اونچی رکھا کرو، اور اگر نہ کر سکو تو ٹخنوں تک کر سکتے ہو۔ (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے سے بچنا۔ بے شک یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہیں تمہاری کسی بات پر جو وہ جانتا ہو عار دلائے تو تم

اس کے عیب پر جو اس میں ہو اسے عار مت دلانا، بلاشبہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ کے رسول ﷺ کا مقام و منصب صحابہ کرام ؓ خوب جانتے اور پہچانتے تھے کہ آپ جو فرمائیں اسے سنا اور مانا جائے۔ اور اب بھی یہی ہے کہ ہر صاحب ایمان کو رسول اللہ کا جو بھی فرمان معلوم ہو جائے اس کو اپنے عمل میں لانے کی پوری کوشش کرے۔ ② سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جاتے ہوئے اموات کو [السلام علیکم یا اھل القبور] کہا جائے۔ حدیث میں جو مذکور ہوا ہے وہ شاید عہد جاہلیت کا انداز تھا کہ وہ [علیك السلام] کہتے تھے۔ ③ مسلمان کو اپنی ہر چھوٹی بڑی اور ظاہری باطنی حاجات کے لیے صرف اور صرف اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے کہ وہی سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ ④ کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا کہ کسی چیز کو گالی دے۔ ⑤ کسی بھی نیکی کو کبھی حقیر اور معمولی نہیں جاننا چاہیے۔ ⑥ اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمیشہ ہنسی خوشی، کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔ ⑦ مرد کو چاہیے کہ اپنے لباس میں مردانہ صفات کا اظہار کرے جن میں سے ایک یہ ہے کہ تہ بند اور شلوار وغیرہ ٹخنوں سے اونچی ہو۔ ⑧ چادر، شلوار کا ٹخنوں سے نیچے ہونا تکبر کی علامت ہے یا نسوانیت کی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں تکبر سے ایسے نہیں کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا ہی تکبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان کو اپنے عمل میں لانے کی بجائے لایعنی عذر کرتا ہے۔ ⑨ اس قسم کے بظاہر عام اور چھوٹے اعمال پر اخلاص سے عمل کرنا دلیل ہے کہ یہ شخص صاحب ایمان ہے اگرچہ یہ اعمال چھوٹے نہیں ہیں کیونکہ ان کی برکت سے دیگر بڑے فضائل حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے اور جو ان پر عمل نہیں کرتا اس سے کیا توقع رکھی جائے کہ وہ بڑی بھاری نیکیاں کما لے گا۔ ⑩ اپنے مسلمان بھائی کو اس کے عیب پر عار نہ دلانا، بہت بڑی عزیمت کا کام ہے۔ البتہ کسی مناسب بھلے انداز سے نصیحت ضرور کرے۔

**٤٠٨٥ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن أَبِيهِ قال: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فقالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ جَانِبَيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِنِّي لَأَتَعَاهَدُ ذٰلِكَ مِنْهُ. قال: «لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ».

۴۰۸۵- جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا، اللہ قیامت کے روز اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔“ تو حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: میرے تہ بند کا ایک پلو ڈھیلا ہو جاتا اور لٹک جاتا ہے اور میں اس کا خیال بھی بہت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر سے ایسا کرتے ہوں۔“

٤٠٨٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء، ح: ٥٧٨٤ من حديث زهير به.

فوائد و مسائل: ① بیٹھے بیٹھے یا کام کاج میں تہ بند یا شلوار وغیرہ کا ڈھیلا ہو جانا اور ٹخنوں سے نیچے چلے جانا اس تکبر میں شمار نہیں جس کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہوا ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تعلیمات نبویہ کی روشنی میں انتہائی حساس تھے کہ کسی بھی وقت ان سے کوئی مخالفت نہ ہونے پائے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وضاحت چاہی تھی۔ اس سے انہیں اور دیگر عام مسلمانوں کے لیے راحت ہوگئی اور شدت نہ رہی۔ مگر آخری جملے کو اپنے لیے دلیل سمجھ لینا کسی طرح جائز نہیں جیسا کہ اوپر وضاحت گزری ہے۔

٤٠٨٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن أَبِي جَعْفَرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ فقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ فقالَ: «اذْهَبْ فتَوَضَّأْ»، فقالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله! مالَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قال: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ الله تَعَالَى لا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ».

۴۰۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اتفاق سے ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”جاؤ اور وضو کرو۔“ چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور وضو کرو۔“ تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ تھی کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا پھر آپ خاموش ہو رہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ شخص تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ (ٹخنے سے نیچے کپڑا) لٹکانے والے (مرد) کی نماز قبول نہیں کرتا۔“

فوائد و مسائل: ① امام نووی رحمہ اللہ نے ریاض الصالحین میں اس حدیث کو صحیح مسلم کی شروط پر صحیح کہا ہے۔ ② مردوں کے لیے تہ بند اور شلوار کا لٹکانا بہت قبیح اور گناہ کا کام ہے جو ان کی عبادت کی قبولیت پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔ نماز میں اور نماز کے علاوہ ہر حال میں اس سے بچنا واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: سابقہ حدیث: ۶۳۸ کے فوائد و مسائل) اور عورتوں کو نماز میں پاؤں ڈھانپنا لازم ہے (دیکھیے: سابقہ احادیث: ۶۳۹ اور ۶۴۰) اور جب غیر محرم کی نظر پڑتی ہو تو اس کا اہتمام اور بھی واجب ہے۔

٤٠٨٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عن أَبِي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن خَرَشَةَ بنِ

۴۰۸۷- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے افراد سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا‘ نہ ان کی طرف دیکھے گا‘ نہ انہیں پاک

٤٠٨٦ـ **تخريج:** [**حسن**] تقدم، ح: ٦٣٨، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦١٢١ من حديث أبي داود به.

٤٠٨٧ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية ... الخ، ح: ١٠٦ من حديث شعبة به.

الْحُرِّ، عن أبي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «ثَلَاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُم الله، وَلا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ». قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ الله! قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا. قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ الله! خَابُوا وَخَسِرُوا؟ قَالَ: «الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ» أَوِ «الْفَاجِرِ».

کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے' بہت گھاٹے اور خسارے میں پڑے یہ لوگ؟ آپ نے اپنی بات تین بار دوہرائی۔ میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں' اے اللہ کے رسول! وہ بہت گھاٹے اور خسارے میں پڑے؟ آپ نے فرمایا: ''کپڑا لٹکانے والا (مرد جو ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکائے) احسان کر کے جتلانے والا اور وہ جو جھوٹی قسم سے اپنا مال بیچے۔''

فائدہ: احسان کر کے احسان جتلانا' جھوٹی قسم سے مال بیچنا اور مردوں کے لیے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔

٤٠٨٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَحْيَى عنْ سُفْيَانَ، عن الأعْمَشِ، عنْ سُلَيْمانَ ابن مُسْهِرٍ، عنْ خَرَشَةَ بنِ الْحُرِّ، عنْ أَبِي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَالأَوَّلُ أَتَمُّ قالَ: «المَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ».

۴۰۸۸-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ روایت بیان کی۔ اور مذکورہ بالا روایت زیادہ کامل ہے۔ کہا کہ [اَلْمَنَّان] سے مراد ایسا آدمی ہے جو جب بھی کوئی چیز دے تو احسان جتلائے۔

فائدہ: [منّان] کے دو معانی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ [اَلْمِنَّة] سے ماخوذ ہو تو اس کا مفہوم ہے ''احسان جتلانے والا'' اور معروف ہے [المِنّة تهدم الصنيعة] ''احسان جتلانا نیکی کو ضائع کر دیتا ہے'' اور صدقات میں اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کا مادہ [المَنّ] ہو تو اس کا مفہوم ''کمی کرنا'' ہے جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے: ﴿وَ إِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾ (القلم:۳) ''آپ کے لیے بہت بڑا اجر ہے جس میں کوئی کمی نہیں۔'' اور [منّان] ایسا آدمی جو حق کی ادائیگی میں کمی کرے اور ناپ تول میں خیانت کرے۔ (معالم السنن وعون المعبود)

٤٠٨٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ المَلِكِ بنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عنْ قَيْسِ بن بِشْرٍ

۴۰۸۹-قیس بن بشر تغلبی نے کہا مجھے میرے والد نے بیان کیا' اور وہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ دمشق میں نبی ﷺ کے صحابہ

٤٠٨٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق.

٤٠٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٩ عن أبي عامر به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٨٣، ووافقه الذهبي.

التَّغْلِبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ. قَالَ فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ آخَرُ فَقَالَ: مَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ! لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ وَيُحْمَدَ» فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ، وَيَقُولُ أَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ. قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَيْهِ بِالصَّدَقَةِ لَا

میں سے ایک صاحب ہوتے تھے جنہیں ابن حنظلیہ کہا جاتا تھا۔ وہ تنہائی پسند آدمی تھے، لوگوں کے ساتھ بہت کم بیٹھتے تھے۔ یا تو نماز پڑھتے ہوتے یا جب فارغ ہو جاتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول رہتے اور پھر اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاتے۔ وہ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ابودرداء نے ان سے کہا: کوئی ایک بات بیان کر دیجیے جس میں ہمارا فائدہ ہو جائے، اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو بھیجا۔ جب وہ واپس آئی تو ان میں سے ایک آدمی اس مجلس میں آ گیا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ تو اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا: کاش کہ تم ہمیں دیکھتے جب ہم دشمن سے بھڑ گئے تھے اور فلاں نے نیزہ مارا اور کہا: لو یہ مجھ سے اور میں غفاری جوان ہوں! تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ ساتھ والے نے کہا: میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ یہ بات دوسرے نے سنی تو کہا: میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ان دونوں کی تکرار ہونے لگی حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو فرمایا: ''سبحان اللہ! کوئی حرج کی بات نہیں کہ اسے اجر و ثواب ملے اور اس کی تعریف بھی ہو۔'' تو میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس بیان سے وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ وہ اپنا سر اٹھاتے اور پوچھتے تھے: کیا بھلا یہ فرمان آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا؟ تو وہ کہتے کہ ہاں۔ اور یہ بات انہوں نے ان سے بار بار پوچھی۔ (اس دوران

يَقْبِضُهُمَا»، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»، فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلٰى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلٰى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ، حَتّٰى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ».

میں وہ ان کے قریب بھی ہوتے جا رہے تھے) حتی کہ میں سمجھا کہ شاید یہ ان کے گھٹنوں پر بیٹھ جائیں گے۔ وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کوئی ایک بات بیان کر دیجیے جس میں ہمارا فائدہ ہو اور آپ کا کوئی گھاٹا نہیں ہو گا' تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے اپنا ہاتھ صدقہ میں کھول رکھا ہو اور بند نہ کرتا ہو۔'' وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کوئی کلمۂ خیر فرما دیجیے' اس میں ہمارا فائدہ ہو گا اور آپ کا کوئی خسارا نہیں' تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریم اسدی بہترین آدمی ہے اگر اس کے پٹے (سر کے بال) لمبے نہ ہوں اور اپنے تہ بند کو نہ لٹکائے۔'' یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے چھری پکڑی اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا اور اپنے تہ بند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔ وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کوئی ایک بات فرمائیں جو ہمارے لیے نفع مند ہو اور اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں' تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو۔ چنانچہ اپنی سواریوں کو درست کر لو' اپنے لباس کی اصلاح کر لو حتی کہ ایسے ہو جاؤ گویا کہ تم ان میں سے بہت نمایاں افراد ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حیائی (کی بات یا کام) اور عمداً ایسا کرنے کو پسند نہیں فرماتا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: «حَتَّى تَكُونوا كالشَّامَةِ فِي النَّاسِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کو ابونعیم نے ہشام سے روایت کرتے ہوئے یہ لفظ یوں کہے: [حَتّٰى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ.]

(المعجم ٢٦) - باب مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۶-تکبر اور بڑائی کی برائی کا بیان

٤٠٩٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا هَنَّادٌ يَعْني ابنَ السَّرِيِّ عن أَبِي الأَحْوَصِ المَعْنَى، عَنْ عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، قالَ مُوسَى: عن سَلْمَانَ الأَغَرِّ، وَقالَ هَنَّادٌ: عن الأَغَرِّ أَبي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، قالَ هَنَّادٌ: قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قالَ الله تَعالَى: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ».

۴۰۹۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: بڑائی میری (اوپر کی) چادر ہے اور عظمت میری (نیچے کی) چادر ہے' چنانچہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو بھی کھینچنے کی کوشش کرے گا (میرا شریک ہونے کی کوشش کرے گا) میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا۔''

فوائد ومسائل: ① رداء'' اس چادر کو کہتے ہیں جو انسان اپنے جسم کے اوپر کے حصے پر اوڑھتا ہے اور ''ازار'' نیچے کی چادر کو کہتے ہیں جو بطور تہبند استعمال ہوتی ہے۔ ② اللہ عزوجل کی تمام تر صفات پر ہمارا ایمان ہے اور ہم انہیں بلا کیف اور بلا تشبیہ تسلیم کرتے ہیں۔ کمال کبریائی اور عظمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔ اور انہیں ''رِداء اور اِزار'' سے تعبیر کرنے کا مفہوم...... واللہ اعلم بقول علامہ منذری...... یہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں سے کوئی کسی غیر کو اپنی رداء یا ازار میں شریک نہیں کرتا تو اللہ عزوجل کا مقام بے انتہا بے انتہا بلند و بالا ہے۔

٤٠٩١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ يَعْني ابنَ عَيَّاشٍ عن الأَعْمَشِ، عَنْ إبراهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ

۴۰۹۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس

٤٠٩٠ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ح: ٤١٧٤ عن هناد به، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٦٢٠.

٤٠٩١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ح: ٩١ من حديث الأعمش به.

عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِن كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلٍ مِنْ إيمَانٍ».

کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْقَسْمَلِيُّ عن الأَعْمَشِ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قسملی نے اعمش سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

فائدہ: " تکبر" جو اللہ تعالیٰ کے انکار اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے معنی میں ہو..... کسی صورت معاف نہیں ہے اور عام انداز کا تکبر جو لوگوں کی طبیعت میں ہوتا ہے کہ وہ دوسروں پر بڑائی کا اظہار کرتے ہیں جیسے کہ اگلی حدیث میں اس کا ذکر آ رہا ہے..... وہ بھی ایک قبیح خصلت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے تو اس کی سزا بھی جنت سے محرومی ہے اور "ایمان" خواہ معمولی ہی ہو اس کی جزا جنت ہے۔ اگر گناہوں پر سزا ہوئی تو ان شاء اللہ بالآخر بفضلہ تعالیٰ جنت میں داخل کر لیا جائے گا۔ گویا "مومن جہنم میں داخل نہیں ہوگا" کا مطلب' ہمیشہ کے لیے داخل نہ ہونا ہے۔ عارضی طور پر بطور سزا داخل ہونا ممکن ہے۔

٤٠٩٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى أَبو مُوسَى: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عنْ مُحَمَّدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا فَقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ حُبِّبَ إِلَيَّ الْجَمَالُ وَأُعْطِيتُ مِنْهُ مَا تَرَاهُ حَتَّى ما أُحِبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ إِمَّا قالَ: بِشِرَاكِ نَعْلِي، وَإِمَّا قالَ: بِشِسْعِ نَعْلِي أَفَمِنَ الْكِبْرِ ذٰلِكَ؟ قالَ: «لَا، وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ».

۴۰۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور وہ ایک خوبصورت آدمی تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خوبصورتی پسند ہے اور مجھے یہ حاصل بھی ہے جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں' حتیٰ کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی جوتے کے تسمے میں بھی مجھ سے بڑھ جائے۔ اور اس نے لفظ [بِشِرَاكِ نَعْلِي] کہا یا [بِشِسْعِ نَعْلِي]' کیا یہ کیفیت تکبر اور بڑائی میں سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں' تکبر یہ ہے جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر جانے۔"

فوائد و مسائل: ① لوگوں کو اپنے سے حقیر جاننا اور حق واضح ہو جانے کے بعد اسے ٹھکرا دینا اور اس پر عمل نہ کرنا انتہائی کبیرہ گناہ ہے۔ ② ظاہری زیب و زینت کی اشیاء کی خواہش اور انہیں اختیار کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

٤٠٩٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:٥٥٦ عن محمد بن المثنى به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٨١، ١٨٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

نے فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (الاعراف:٣٢) ''کہیے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے لیے اور کھانے کی پاکیزہ چیزیں' کہیے یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لیے ہیں دنیا کی زندگی میں' اور قیامت کے دن خاص انہی کے واسطے ہیں۔''

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٧-مرد کی چادر شلوار کہاں تک ہونی چاہیے؟

٤٠٩٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الْعَلَاءِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عن الْإِزَارِ؟ فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ - أَوْ: لَا جُنَاحَ - فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ. مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ. مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ».

٤٠٩٣- جناب علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہ بند کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ صاحب علم و خبر سے تمہارا واسطہ پڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان کا تہ بند آدھی پنڈلی تک ہوتا ہے۔ آدھی پنڈلی سے ٹخنوں تک کے مابین میں کوئی حرج نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے' جس نے تکبر سے اپنا تہ بند گھسیٹا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

فوائد و مسائل: ① مردوں کا اپنی شلوار' تہ بند یا پاجامے وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے۔ اور اپنی غفلت اور جہالت کی لایعنی تاویلات میں الجھنا تکبر ہے۔ ② ٹخنوں سے نیچے...... پاؤں...... یا...... لٹکنے والا کپڑا...... جہنم میں ہیں اور کپڑا اپنے پہننے والے کو بھی ساتھ گھسیٹ لے گا۔ ③ اللہ عزوجل کا بندے کی طرف نہ دیکھنا اظہار غضب کی علامت ہے۔

٤٠٩٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بن أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ

٤٠٩٤- جناب سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسبال'' یعنی (حد سے زیادہ) کپڑا لٹکانا تہ بند' قمیص اور پگڑی سبھی

٤٠٩٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب موضع الإزار أين هو؟ ح: ٣٥٧٣ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن بن يعقوب به.

٤٠٩٤_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب طول القميص كم هو؟ ح: ٣٥٧٦، والنسائي، ح: ٥٣٣٦ من حديث حسين الجعفي به.

عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الإسْبَالُ فِي الإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ. مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ الله إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

میں (ممنوع) ہے۔ جس نے تکبر سے ان میں سے کچھ بھی لٹکایا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔''

٤٠٩٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حدثنا ابنُ المُبَارَكِ عنْ أَبِي الصَّبَاحِ، عنْ يَزِيدَ بنِ أَبِي سُمَيَّةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَا قَالَ رَسُولُ الله ﷺ في الإِزَارِ فَهُوَ فِي الْقَمِيصِ.

۴۰۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ تہ بند کے بارے میں فرمایا ہے قمیص کے بارے میں بھی اس کا یہی حکم ہے۔

٤٠٩٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن مُحمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيىٰ: حدَّثني عِكْرِمَةُ: أَنَّهُ رَأَى ابنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلَىٰ ظَهْرِ قَدَمِهِ وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ. قُلْتُ: لِمَ تَأْتَزِرُ هٰذِهِ الإِزْرَةَ؟ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَأْتَزِرُهَا.

۴۰۹۶- جناب عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تہ بند باندھے دیکھا کہ ان کے تہ بند کا اگلا حاشیہ ان کے پاؤں کی پشت کو چھور ہا ہوتا اور پیچھے کی جانب سے اوپر کو اٹھا ہوتا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ تہ بند اس انداز سے کیوں باندھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح باندھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی عام عادات میں بھی آپ ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ اور اب اہل زمان کی حالت کیا ہے کہ صریح شرعی احکام وفرامین کی مخالفت کر کے بھی بڑے اعلیٰ درجے کے ''مومن'' بنتے ہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸- عورتوں کے لباس کا بیان

٤٠٩٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ:

۴۰۹۷- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی

٤٠٩٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٠ من حديث عبدالله بن المبارك به.

٤٠٩٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في الأنوار، ح: ٧٦٧ (بتحقيقي) من حديث يحيى القطان، والنسائي في الكبرىٰ، ح: ٩٦٨١ من حديث محمد بن أبي يحيى به.

٤٠٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: ٥٨٨٥ من حديث شعبة به.

أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ.

مشابہت اختیار کریں۔

فائدہ: ''لعنت'' کوئی معمولی کلمہ نہیں ہے۔ کسی بھی ایمان دار اور صاحب علم وخبر کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی زجر وتوبیخ یا دھمکی نہیں۔ اس کے لفظی معنی یہ ہیں: ''اللہ کی رحمت سے دوری'' اور وہ بھی سید الرسل' سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی زبان سے' اس لیے اہل ایمان کو اپنی عادات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور چھوٹے بچے بچیوں کے معاملہ میں بھی متنبہ ہونا چاہیے کہ اگرچہ وہ خود مکلف نہیں ہوتے لیکن والدین تو ایمان وشریعت کے مکلف ہیں' اس لیے بڑے تو بڑے' چھوٹے لڑکوں کو لڑکیوں والا لباس پہنانا یا لڑکیوں کو لڑکوں والا لباس پہنانا ناجائز اور حرام ہے۔

٤٠٩٨- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عن سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ.

۴۰۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ایسے مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور ایسی عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔

٤٠٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ وَبَعْضُهُ قَرَأْتُ عَلَيْهِ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن ابنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قال: قِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فقالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ.

۴۰۹۹- جناب ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں کے لیے مخصوص) جوتا پہنتی ہے' (اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: عورتوں کے لیے جب لباس اور جوتے تک میں مردوں کی مشابہت لعنت کا کام ہے تو دیگر امور نشست وبرخاست' انداز گفتگو' بال اور بے حجابی وغیرہ سبھی اس میں شامل ہیں۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي قَوْلِ الله تَعَالَى: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾ [الأحزاب: ٥٩] (التحفة ٣١)

باب: ۲۹- فرمان الٰہی: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر

٤٠٩٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٥ عن أبي عامر به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٢٥٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٥٥، والحاكم: ٤/ ١٩٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٤٠٩٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحميدي، ح: ٢٧٣ (بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به * ابن جريج عنعن، ولم أجد ما يشهد له.

فائدہ: سورۂ احزاب کی آیت: ۵۹ میں ہے: ﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں' صاحبزادیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں یہ (بات) اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔'' [جلابیب] جلباب کی جمع ہے' اور ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جو عام اوڑھنی کے اوپر لی جاتی ہے جس سے پورا بدن ڈھک جائے۔ ''اپنے اوپر چادر لٹکانے'' سے مراد یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت گھونگٹ نکال لے جس سے چہرے کا بیشتر حصہ چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے راستہ بھی نظر آتا جائے۔ برقع اسی جلباب کی ترقی یافتہ صورت ہے۔

٤١٠٠- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن إبراهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ: أنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الأنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمَدْنَ إلٰى حُجُورٍ أوْ حُجُوزٍ شَكَّ أَبُو كَامِلٍ، فَشَقَقْنَهُنَّ فاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا.

۴۱۰۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے انصار کی عورتوں کا ذکر کیا۔ ان کی تعریف کی اور ان کے اچھے اعمال بیان کیے اور کہا: جب سورۂ نور نازل ہوئی تو ان عورتوں نے پردوں کے کپڑے یا مردوں کی چادریں لیں۔ ابوکامل کو لفظ حُجُورٍ یا حُجُوزٍ میں شک ہوا ہے...... اور انہیں پھاڑ کر اپنے لیے پردے کی چادریں بنالیا۔

فائدہ: مومنات کے متعلق صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے سورۂ نور میں وارد احکام پردہ پر بخوبی عمل کیا۔ جو کہ آیت نمبر: ۳۱ میں مذکور ہیں: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ......﴾

٤١٠١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: أخبرنا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ خُثَيْمٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ﴾ خَرَجَ نِسَاءُ الأنْصَارِ كَأَنَّ عَلٰى رُؤُسِهِنَّ

۴۱۰۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ جب عورتوں کے متعلق یہ حکم نازل ہوا ﴿یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ......﴾ ''وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔'' تو انصاری عورتیں جب باہر نکلتیں تو ایسے لگتا کہ ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔ ان سیاہ چادروں کی وجہ سے

٤١٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٨ من حديث أبي عوانة به * إبراهيم بن المهاجر حسن الحديث على الراجح.

٤١٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه عبدالرزاق في تفسيره: ٢/ ١٠١، ح: ٢٣٧٧ عن معمر به.

الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ .

جو وہ اپنے سروں پر لینے لگی تھیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ [النور: ٣١] (التحفة ٣٢)

باب:۳۰-آیت کریمہ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ﴾ کی تفسیر

٤١٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ؛ ح: وحَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ وَابنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالُوا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني قُرَّةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المَعَافِرِيُّ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ: يَرْحَمُ الله نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ، لَمَّا أَنْزَلَ الله ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ أَكْنُفَ، قالَ ابنُ صالِحٍ: أَكْثَفَ مُرُوطِهِنَّ فاخْتَمَرْنَ بِهَا .

۴۱۰۲-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ سابق مہاجر خواتین پر رحم فرمائے۔ جب اللہ کا یہ حکم نازل ہوا ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ﴾ تو انہوں نے اون کی موٹی موٹی چادریں پھاڑ کر اپنی اوڑھنیاں بنالیں۔ ابن صالح نے (أكنف کی بجائے) أَكْثَفَ مُرُوطِهِنَّ کہا ہے۔

فائدہ: یہ سورۂ نور میں آیت حجاب (۳۱) کا ایک حصہ ہے۔ معنی ہے "ان عورتوں کو چاہیے کہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بُکّل مارے رہیں۔"

٤١٠٣- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قال: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَنْ عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ بِإِسْنادِه وَمَعناه.

۴۱۰۳-ابن شہاب نے یہ روایت اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کی ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا (التحفة ٣٣)

باب:۳۱-عورت اپنی زینت سے کیا کچھ کھلا رکھ سکتی ہے؟

٤١٠٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٤ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، التفسير، سورة النور، باب: ﴿وليضربن بخمرهن على جيوبهن﴾، ح: ٤٧٥٨ من طريق آخر عن الزهري به.

٤١٠٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٠٤- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِيُّ وَمُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قالَا: أخبرنا الْوَلِيدُ عن سَعِيدِ بنِ بَشِيرٍ، عن قَتَادَةَ، عن خَالِدٍ - قالَ يَعْقُوبُ: ابْنِ دُرَيْكٍ - عن عَائِشَةَ: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ الله ﷺ وقال: «يا أَسْمَاءُ! إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ المَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ لَها أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا»، وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ.

۴۱۰۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ (ان کی بہن) اسماء دختر ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے اپنا منہ موڑ لیا اور فرمایا: ”اے اسماء! بچی جب جوان ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس سے کچھ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے اپنے چہرے اور ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ خَالِدُ بنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ. [وَسَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ لَيْسَ بِالقَوِيِّ].

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے۔ خالد بن دُریک نے سیدہ عائشہ ؓ کو نہیں پایا۔ اور سعید بن بشیر قوی نہیں ہے۔

فائدہ: بعض علماء اس حدیث سے عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنے کا اثبات کرتے ہیں' جو صحیح نہیں۔ کیونکہ احتمال ہے کہ یہ ارشاد حجاب کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہو۔ نیز یہ روایت مرسل ہے جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے واضح فرمایا ہے اور اس کا ایک راوی سعید بن بشیر ازدی ضعیف ہے۔ دیکھیے: (تقریب التھذیب) نیز اگلی (حدیث: ۴۱۰۶) میں ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ اپنے پاؤں چھپانے کے لیے مضطرب ہوتی تھیں اور حدیث ۴۱۱۷ میں آ رہا ہے کہ سیدہ ام سلمہ ؓ نے بھی اپنی چادر کا پلو لمبا کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے ایک بالشت بتایا۔ اس پر انہوں نے عذر کیا کہ اس طرح تو پاؤں ننگے ہوں گے...... جب امت کی یہ مائیں جو تمام عورتوں کے لیے انتہائی عظیم قابل قدر نمونہ ہیں ان کا یہ حال ہے کہ وہ پاؤں ننگے ہونے سے پریشان ہوتی ہیں تو کس طرح باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ چہرہ ننگے کرنے کو جائز سمجھتی ہوں گی اور کسی کے لیے (عورت ہو یا مرد) اس کا چہرہ ہی منبع حسن وقبح ہوتا ہے۔ جبکہ امت کے مردوں کو حکم دیا گیا کہ ضرورت کی چیز طلب کرنی ہو تو منہ اٹھائے گھروں کے اندر مت گھس جایا کرو بلکہ ﴿فَاسْئَلُوهُنَّ مِن

٤١٠٤_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢٦و٧/ ٨٦ من حديث أبي داود به * الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع، سعيد بن بشير ضعيف (تقريب)، قال محمد بن عبدالله بن نمير: يروى عن قتادة المنكرات، وقال الساجي: حدث عن قتادة بمناكير، وقتادة عنعن إن صح السند إليه، وللحديث شواهد ضعيفة، المراسيل لأبي داود، ح: ٤٣٧، والبيهقي وغيرهما.

وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب: ۵۳) ''یعنی اوٹ کے پیچھے سے طلب کیا کرو۔'' کئی صحیح اور صریح احادیث میں ہے: ''غیر محرم کو اجنبی عورتوں کے ہاں جانا جائز نہیں۔'' اور شوہر کے رشتہ دار مردوں کا گھر میں بے باکانہ اندر آ جانا بھی جائز نہیں' بلکہ [اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ] (جامع الترمذي' الرضاع' حديث: ۱۱۷۱) ''مرد کے رشتہ دار دیور اور جیٹھ وغیرہ عورت کے لیے موت ہیں۔'' (مسئلہ حجاب اور چہرے کے پردے کی تفصیل اور شافی بحث تفسیر اضواء البیان' از علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ 'سورۂ احزاب میں ملاحظہ ہو۔)

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۲- غلام کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے

٤١٠٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سعيدٍ وَابْنُ مَوْهَبٍ قالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ في الْحِجَامَةِ، فأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا. قالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قالَ: كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ.

۴۱۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے ابوطیبہ کو فرمایا کہ اسے سینگی لگائے۔ راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ ان کا رضاعی بھائی تھا یا نابالغ لڑکا تھا۔

فوائد ومسائل: ① نابالغ بچے جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ نہ ہوئے ہوں اور زرخرید غلام کا ایک ہی حکم ہے۔ لہٰذا بوقت ضرورت عورت کے لیے جائز ہے کہ اپنی زینت اس کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔ ② خواتین کے علاج معالجہ کے لیے اسلامی معاشرے میں خواتین طبیبات (لیڈی ڈاکٹرز) کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے تاکہ انہیں اجنبی مرد ڈاکٹروں کے سامنے نہ ہونا پڑے۔ ③ عورت کے بال اس کی باطنی زینت کا حصہ ہیں جو وہ کسی غیر محرم کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی۔

٤١٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا أَبُو جُمَيْعٍ سَالِمُ بنُ دِينَارٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا. قالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا

۴۱۰۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک غلام لائے جو آپ نے ان کو ہبہ کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایسا کپڑا تھا کہ وہ اگر اسے سر پر لپیٹتیں تو ان کے پاؤں تک نہ پہنچتا تھا' اور اگر پاؤں کو چھپاتیں تو سر پر نہ رہتا تھا۔

٤١٠٥_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٦ عن قتيبة به.

٤١٠٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٩٥ من حديث أبي داود به.

غطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ ما تَلْقَى قال: «إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ».

پس جب نبی ﷺ نے اس کی اس الجھن کو دیکھا تو فرمایا: ''تمہارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں' تمہارے سامنے صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام۔''

فائدہ: غلام سے پردہ واجب نہیں' بلکہ رخصت ہے۔

(المعجم ٣٣) - **بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرِ أُوْلِي ٱلْإِرْبَةِ﴾ [النور: ٣١]** (التحفة ٣٥)

باب:٣٣-فرمان الٰہی ﴿غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ﴾ کی تفسیر

فائدہ: سورۂ نور کی آیت حجاب (٣١) میں جن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کا بیان ہے ان میں ﴿غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ﴾ کا بھی ذکر ہے۔ یعنی ایسے بڑے بوڑھے مرد جنھیں اب عورتوں کی کوئی خواہش نہ ہو۔ لیکن بڑی عمر کے باوجود اگر محسوس ہو کہ فکری طور پر یہ آدمی عورتوں سے دلچسپی رکھتا ہے تو اس سے پردہ کرنا لازمی ہے۔ انسان کی گفتگو اور نشست برخاست سے اس کے ذوق ومزاج کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں مذکور ہے۔

٤١٠٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ وهشام بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً، فقالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمانٍ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا أَرَى هٰذَا يَعْلَمُ مَا هٰهُنَا؟ لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هٰذَا» فَحَجَبُوهُ.

٤١٠٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک ہیجڑا نبی ﷺ کی ازواج کے گھروں میں آتا جاتا تھا اور لوگ اس کے بارے میں سمجھتے تھے کہ اس میں عورتوں کی طرف کوئی میلان نہیں اور یہ [غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ] میں سے ہے۔ ایک دن نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور وہ آپ کی کسی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت کی تعریف میں یوں کہہ رہا تھا کہ وہ جب سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور جب کمر پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ سے واپس ہوتی ہے (یعنی پہلوؤں کی طرف سے چار چار بل نظر آتے ہیں جو اس کے فربہ اندام اور خوبصورت ہونے کی علامت

٤١٠٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: ٢١٨١ من حديث معمر به.

ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ بھی ان عورتوں کی مخفی باتیں جانتا ہے' آئندہ یہ تمہارے ہاں ہرگز نہ آیا کرے۔'' چنانچہ اسے روک دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① ایسے ہیجڑے جن میں مردانہ میلانات ہوں انہیں گھروں میں نہیں آنے دینا چاہیے اور یہی حکم ہے ایسے لوگوں کا جو نامرد یا مقطوع الذکر ہوں' اسی طرح نوعمر قریب البلوغ بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔ ② نیز جدید آلات ٹی وی' وی سی آر' فلمیں یا گانے بجانے والی چیزیں جو شہوانی جذبات کی انگیخت کریں ان کا گھروں میں رکھنا اور استعمال فتنے فساد کا باعث ہے۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے گھروں کو ان فواحش سے پاک رکھیں۔

٤١٠٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ.

۴۱۰۸- زہری نے عروہ سے انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کی ہے۔

٤١٠٩- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ بِهذَا الحديثِ. زَادَ: وَأَخْرَجَهُ فَكَانَ بِالْبَيْدَاءِ يَدْخُلُ كُلَّ جُمُعَةٍ يَسْتَطْعِمُ.

۴۱۰۹- ابن شہاب (زہری) عروہ سے' انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ سے یہ حدیث روایت کی۔ اس میں مزید یہ ہے کہ اور اسے (مدینہ طیبہ سے) نکال دیا۔ چنانچہ وہ مقام بیداء میں رہتا تھا اور ہر جمعہ آتا اور کھانے پینے کی چیزیں مانگ کر لے جایا کرتا تھا۔

٤١١٠- **حَدَّثَنا** مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ عن الأَوزَاعِيِّ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ: فَقِيلَ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّهُ إِذًا يَمُوتُ مِنَ الْجُوعِ، فأَذِنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ في كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ.

۴۱۱۰- جناب اوزاعی نے اس قصے میں بیان کیا کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! (اگر اسے گھروں سے روک دیا گیا تو) یہ بھوک سے مر جائے گا۔ تو آپ نے اسے اجازت دی کہ ہر ہفتے دوبارہ آجایا کرے' لوگوں سے سوال کرے اور لوٹ جایا کرے۔

فائدہ: اگر کسی آدمی کی باقاعدہ کفالت کا اہتمام نہ ہو تو اسے مانگ کر گزارہ کرنے کی اجازت ہے۔ مگر فحاشی پھیلانے کی نہیں۔

٤١٠٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق.

٤١٠٩ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٤١١٠ـ **تخريج:** [صحيح] انظر، ح: ٤١٠٧.

(المعجم ٣٤) - **بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:** ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَـٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ﴾ [النور: ٣١] (التحفة ٣٦)

باب: ٣٤- اللہ کے فرمان: ﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ کی تفسیر

فائدہ: یہ سورۂ نور کی آیت حجاب (۳۱) کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ''مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔''

٤١١١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَـٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ﴾ الآيَةَ فَنُسِخَ وَاسْتُثْنِيَ مِنْ ذٰلِكَ ﴿وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا﴾ الآيَة [النور: ٦٠].

۴۱۱۱- حضرت ابن عباس ؓ نے آیت کریمہ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: (یہ عام حکم تھا۔ پھر بڑی عمر کی بوڑھی عورتوں کے حق میں) اسے منسوخ کر کے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ ...... الخ﴾ یعنی بڑی عمر کی بوڑھی عورتیں جنہیں اب نکاح کی خواہش نہ ہو...... (ان پر پردے کے احکام کی پابندی نہیں ہے۔)

فائدہ: اس آیت کریمہ کے اگلے الفاظ بڑے اہم ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَ أَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾ (سورۂ نور: ۶۰) ''اگر وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم اس میں احتیاط کریں تو بہت افضل ہے۔'' جب بڑی عمر کی عورتوں کو اظہار زینت حرام اور ناجائز ہے تو جوان دوشیزاؤں کے لیے اور زیادہ حرام ہے۔

٤١١٢- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قالَ: حدَّثني نَبْهَانُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ

۴۱۱۲- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں موجود تھی جبکہ سیدہ میمونہ ؓ بھی وہیں تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم ؓ آ گئے۔ اور یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ ہمیں پردے کے احکام دے

٤١١١ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٩٣ من حديث أبي داود به.

٤١١٢ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في احتجاب النساء من الرجال، ح: ٢٧٧٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن صحيح" * نبهان وثقه الذهبي في الكاشف، والترمذي، وابن حبان، والحاكم، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، انظر، ح: ٣٩٢٨.

أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «احْتَجِبَا مِنْهُ»، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! أَلَيْسَ أَعْمَى لا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!».

دیے گیے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سے پردہ کرو۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہے' ہمیں دیکھتا نہیں اور پہچانتا بھی نہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا تم بھی اندھی ہو' تم اسے نہیں دیکھتی ہو؟!''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً، أَلَا تَرَى إِلَى اعتِدَادِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَدْ قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: «اعْتَدِّي عِنْدَ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ»؟.

امام ابوداود فرماتے ہیں: یہ حکم ازواج نبی ﷺ کے لیے خاص تھا۔ جبکہ فاطمہ بنت قیس ؓ کو ابن ام مکتوم ؓ کے ہاں عدت گزارنے کا کہا گیا تھا اور نبی ﷺ نے اسے فرمایا تھا: ''ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو' وہ نابینا آدمی ہے' تم اس کے ہاں اپنے کپڑے اتار سکو گی۔''

فائدہ: اگر یہ روایت حسن ہے' جیسا کہ ہمارے فاضل محقق ﷾ نے کہا ہے' تو پھر اس کی یہ توجیہ صحیح ہے جو امام ابوداود ؒ نے فرمائی ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم سے پردے کا جو حکم دیا گیا تھا' وہ صرف ازواج مطہرات ؓ کے لیے خاص تھا' عام مسلمان خواتین کے لیے یہ ضروری نہیں ہے اور بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں یہ روایت قابل حجت نہیں۔

٤١١٣- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْمَيْمُونِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى عَوْرَتِهَا».

۴۱۱۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی اپنے غلام کی اپنی باندی سے شادی کر دے تو اب اس باندی کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔''

٤١١٤- **حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حدَّثني دَاوُدُ بنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ،

۴۱۱۴- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی اپنی خادمہ کی اپنے غلام یا نوکر

٤١١٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢٦ من حديث أبي داود به.

٤١١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٧ من حديث المزني به، وانظر الحديث السابق.

عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إذَا زَوَّجَ أَحَدُكُم خَادِمَهُ [أَوْ] عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ».

سے شادی کر دے تو اب اس خادمہ کی ناف سے لے کر گھٹنے سے اوپر تک کے حصہ کو مت دیکھے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَوَابُهُ سَوَّارُ بنُ دَاوُدَ المُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ، وَهِمَ فِيهِ وَكِيعٌ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ سند میں راوی (داود بن سوار) کا صحیح نام سوار بن داود مزنی صیرفی ہے۔ اس میں وکیع کو وہم ہوا ہے۔

فائدہ: مالک کو حق حاصل ہے کہ اپنی باندی سے جنسی فائدہ حاصل کرے۔ مگر جب وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہو گیا اور اس کی شادی کر دی تو اس کے لیے اس باندی کے خاص ستر کو دیکھنا بھی حرام ہو گیا۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: كَيْفَ الاخْتِمَارُ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٥- اوڑھنی کیسے لے؟

٤١١٥- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحمٰنِ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن سُفْيَانَ، عن حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن وَهْبٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عن أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فقالَ: «لَيَّةٌ لا لَيَّتَيْنِ».

۴۱۱۵- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اس کے ہاں آئے اور وہ سر پر اوڑھنی لپیٹ رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: "ایک بل دو۔ دو نہیں۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَى قَوْلِه: «لَيَّةٌ لَا لَيَّتَيْنِ» يَقُولُ: لَا تَعْتَمَّ مِثْلَ الرَّجُلِ لا تُكَرِّرْهُ طَاقًا أَوْ طَاقَيْنِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اوڑھنی کو اس طرح مت لپیٹے کہ مردوں کی پگڑی محسوس ہو۔ کپڑے کو دو بل مت دے۔

فائدہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ کسی طرح کی مشابہت جائز نہیں۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٦- عورتوں کے لیے باریک لباس کا بیان

٤١١٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٦ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٤، ١٩٥، ووافقه الذهبي * حبيب بن أبي ثابت عنعن.

فائدہ: "قَباطي "، جمع "قُبطِيّة" (قاف پر پیش کے ساتھ) مصر میں بننے والے باریک سفید کپڑے کو کہتے تھے۔ اس کی نسبت مصری قوم "قِبط" (قاف کے نیچے زیر) کی طرف ہے۔ اہل مصر کو "قِبطی" (قاف کی زیر سے) اور ان کے ہاں بننے والے کپڑے کو خلاف قیاس "قُبطِيّة" کہا گیا ہے۔ (یعنی قاف پر پیش کے ساتھ۔) (النہایہ)

٤١١٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عن مُوسَى بنِ جُبَيْرٍ أَنَّ عُبَيْدَ الله بنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَه عن خَالِدِ بنِ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن دِحْيَةَ بنِ خَلِيفَةَ الكَلْبِيِّ أَنَّهُ قالَ: أُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِقَبَاطِيَّ فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً فقَالَ: «اصْدَعْهَا صِدْعَيْنِ فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا وَأَعْطِ الآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ»، فَلَمَّا أَدْبَرَ قالَ: «وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا».

۴۱۱۶- حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مصر کے سفید باریک کپڑے لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے بھی عنایت فرمایا اور کہا: "اس کے دو ٹکڑے کر لو' ایک کی تم قمیص بنا لو اور دوسرا اپنی اہلیہ کو دے دو' وہ اس کو اپنی اوڑھنی بنا لے۔" پھر جب میں نے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا: "اپنی بیوی کو کہنا کہ اس کے نیچے کوئی اور کپڑا لگا لے کہ اس کے جسم کو ظاہر نہ کرے۔"

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ فقَالَ: عَبَّاسُ بنُ عُبَيْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو یحییٰ بن ایوب نے روایت کیا تو (موسیٰ بن جبیر کے استاذ کا نام) عباس بن عبیداللہ بن عباس بیان کیا۔

فائدہ: ایسا باریک لباس جو سر کے بال یا جسم کو نمایاں کرے پہننا جائز نہیں الا یہ کہ ستر کا خاص اہتمام کیا گیا ہو۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي قَدْرِ الذَّيْلِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۷- عورت اپنی چادر کا پلو کس قدر لمبا رکھے؟

٤١١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۴۱۱۷- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ

٤١١٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٢٥، ح: ٤١٩٩ من حديث ابن لهيعة به، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٤/ ١٨٧ وغيره، حديث يحيى بن أيوب، رواه الحاكم.

٤١١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ١٤٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٥، ورواه النسائي، ح: ٥٣٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٥١.

مَالِكٍ، عن أبِي بَكْرِ بنِ نَافِعٍ، عن أبِيهِ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ حِينَ ذَكَرَ الإِزَارَ: فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ الله؟ قالَ: «تُرْخِي شِبْرًا» قالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا. قالَ: «فَذِرَاعٌ لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

رسول اللہ ﷺ نے جب تہبند کا ذکر کیا تو ام سلمہ ؓ نے عورت کے متعلق پوچھا کہ وہ اسے کس قدر لمبا کرے؟ آپ نے فرمایا: ”ایک بالشت لٹکا لے۔“ حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: اس سے تو اس کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ”ایک ہاتھ لٹکا لے اور اس سے زیادہ نہ کرے۔“

فائدہ: عورت کو گھر سے باہر اپنے ٹخنے اور پاؤں بھی پردے میں رکھنے کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

٤١١٨- **حَدَّثَنا** إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أَخبرنَا عِيسَى عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

۴۱۱۸- نافع نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے سیدہ ام سلمہ ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ إِسْحَاقَ وَأَيُّوبُ ابنُ مُوسَى عن نَافِعٍ، عن صَفِيَّةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے بواسطہ نافع سیدہ صفیہ ؓ سے بیان کی ہے۔

٤١١٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن سُفْيَانَ، أَخْبَرَنِي زَيْدٌ العَمِّيُّ عن أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ قال: رَخَّصَ رَسُولُ الله ﷺ لِأُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ فِي الذَّيْلِ شِبْرًا ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ فَزَادَهُنَّ شِبْرًا فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ ذِرَاعًا.

۴۱۱۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امہات المومنین کو اجازت دی کہ اپنی چادروں کے پلو ایک بالشت لمبے رکھا کریں۔ پھر انہوں نے مزید لمبے کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک اور بالشت بڑھانے کا فرمایا۔ چنانچہ وہ ہمیں اس کا کہتیں تو ہم ان کے لیے ان چادروں کے پلو ایک ایک ہاتھ لمبے رکھتے۔

٤١١٨ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، الزينة، باب ذيول النساء، ح: ٥٣٤١ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٤١١٩ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** انظر، ح: ٤١١٧، وأخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ذيل المرأة كم يكون؟ ح: ٣٥٨١ من حديث سفيان الثوري به * زيد العمي ضعيف، وحديث أبي داود: ٤١١٧ يغني عنه.

فائدہ: عورتوں کے لیے چادروں کی یہ لمبائی مردوں کی قیصوں کے مقابلے میں ہے' نہ کہ زمین کے مقابلے میں۔ (عون المعبود)

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي أُهُبِ الْمَيْتَةِ (التحفة ٤٠)

باب:٣٨-مردہ جانوروں کی کھال کا بیان

٤١٢٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ أَبِي خَلَفٍ قَالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، - قالَ مُسَدَّدٌ وَوَهْبٌ -: عن مَيْمُونَةَ قَالَتْ: أُهْدِيَ لِمَوْلَاةٍ لَنَا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَلَّا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ الله! إِنَّهَا مَيْتَةٌ قالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

٤١٢٠-ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ نے بیان کیا کہ ہماری ایک باندی کو صدقہ کی ایک بکری ہدیہ کی گئی پھر وہ مرگئی۔ نبی ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''تم نے اس کے چمڑے کو رنگ کیوں نہیں لیا' اس سے کوئی فائدہ اٹھا لیتے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''حرام تو اس کا کھانا ہے۔''

٤١٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُونَةَ قالَ: فَقَالَ: «أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ لَمْ يَذْكُرِ الدِّبَاغَ.

٤١٢١-معمر نے بواسطہ زہری بیان کیا' (لیکن) زہری کی اس حدیث کی سند میں سیدہ میمونہ ؓ کا ذکر نہیں ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟'' اور اس میں رنگنے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: حلال جانور اگر مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔ مگر چمڑے کو رنگ کر استعمال کر لینا بغیر کسی شک وشبہ کے جائز ہے۔ جیسے کہ اگلی روایات میں آ رہا ہے۔

٤١٢٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بْنِ

٤١٢٢-معمر کہتے ہیں کہ جناب (ابن شہاب) زہری

٤١٢٠- تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكوة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، ح: ١٤٩٢ من حديث الزهري به.

٤١٢١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٢٢- تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٤١٢٠.

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاغَ، وَيَقُولُ: يُسْتَمْتَعُ بِهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

ؒ (حلال جانور کے چمڑے کو) رنگنے کا انکار کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہر حال میں فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ الأَوْزَاعِيُّ، وَيُونُسُ، وَعُقَيْلٌ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ الدِّبَاغَ، وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيدِ: ذَكَرُوا الدِّبَاغَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ زہری کی اس روایت میں اوزاعی‘ یونس اور عُقیل نے رنگنے کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ زبیدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی سعید بن عبدالعزیز اور حفص بن ولید نے بھی رنگنے کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: جناب زہری کے قول کا مفاد یہ ہے کہ حلال مردہ جانور کے بے رنگے چمڑے کو بیچنا جائز ہے۔

٤١٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ».

۴۱۲۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”چمڑے کو جب رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔“

٤١٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

۴۱۲۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھایا جائے...... (یعنی) جب اسے رنگ لیا جائے۔

فائدہ: حلال جانور اگر مردار ہو جائے تو اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

٤١٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٦ من حديث سفيان به.

٤١٢٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب لبس جلود الميتة إذا دبغت، ح: ٣٦١٢، والنسائي، ح: ٤٢٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٨ * أم محمد بن عبدالرحمٰن لم أجد من وثقها غير ابن حبان، وقال الأثرم: "غير معروفة" (الجوهر النقي: ١/ ١٧).

٤١٢٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عنِ الْحَسَنِ، عنْ جَوْنِ بنِ قَتَادَةَ، عنْ سَلَمَةَ بنِ الْمُحَبِّقِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَتَى عَلٰى بَيْتٍ فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَسَأَلَ الماء فقالُوا: يَا رَسُولَ الله! إِنَّهَا مَيْتَةٌ فقالَ: «دِبَاغُهَا طَهُورُهَا».

۴۱۲۵- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ ایک گھر میں آئے تو ایک مشکیزہ لٹکے دیکھا۔ تو آپ نے پانی طلب فرمایا: تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مشکیزہ مردار (جانور کے چمڑے کا) ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو رنگ دیا جانا اس کی پاکیزگی ہے۔''

٤١٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يَعْنِي ابنَ الحَارِثِ عنْ كَثِيرِ بنِ فَرْقَدٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مَالِكِ بنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ أَنَّهَا قالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا فَقالَتْ لِي مَيْمُونَةُ: لَوْ أَخَذْتِ جُلودَهَا فانْتَفَعْتِ بِهَا. فقالَتْ: أَوَ يَحِلُّ ذٰلِكَ؟ قالَتْ: نَعَمْ. مَرَّ عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فقالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ».

۴۱۲۶- عالیہ دختر سُبیع بیان کرتی ہیں کہ اُحد کی جانب میری بکریاں ہوتی تھیں۔ ہوا یہ کہ وہ مرنا شروع ہو گئیں تو میں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: اگر تم ان کے چمڑے اتار لیا کرو تو ان سے فائدہ اٹھاؤ گی۔ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا یہ حلال ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ قریش کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے وہ ایک بکری گھسیٹے جا رہے تھے جیسے کہ گدھا ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اس کا چمڑا ہی اتار لیتے۔'' انہوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے پانی اور قَرَظ پاک کر دیتا ہے۔'' (قرظ کیکر کی مانند ایک درخت ہوتا ہے جو چمڑا صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔)

٤١٢٥ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب جلود الميتة، ح: ٤٢٤٨ من حديث قتادة به، ورواه شعبة عنه، وصححه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ١/ ٤٩، والحاكم: ٤/ ١٤١، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الحسن البصري عنعن، والحديث السابق: ٤١٢٣ يغني عنه.

٤١٢٦ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب ما يدبغ به جلود الميتة، ح: ٤٢٥٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٢٢٠، ح: ١٣١، وللحديث شواهد.

فائدہ: درج ذیل باب کے بعد والے باب میں درندوں کی کھالوں سے ممانعت کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف حلال جانوروں کی کھال ہی رنگنے سے پاک ہوتی ہے نہ کہ حرام جانوروں اور درندوں کی کھالیں۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ مَنْ رَوَى أَنْ لَا يُسْتَنفَعَ بِإِهَابِ الْمَيْتَةِ (التحفة ٤١)

باب:٣٩-ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مردار کے چمڑے سے فائدہ حاصل نہ کیا جائے

٤١٢٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أبي لَيْلَى، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُكَيْم قالَ: قُرِيءَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ الله ﷺ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: «أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ المَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

۴۱۲۷- جناب عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے انہوں نے کہا: قبیلۂ جہینہ کے علاقے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کا ایک خط پڑھ کر سنایا گیا جبکہ میں نوعمر جوان لڑکا تھا: ”یہ کہ مردار کے چمڑے یا اس کے پٹھوں سے فائدہ مت اٹھاؤ۔“

فائدہ: ظاہر ہے کہ رنگے بغیر مردار کا چمڑہ استعمال کرنا جائز نہیں۔علاوہ ازیں دیگر اجزاء کا حکم مردار ہی کا ہے۔

٤١٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قالَ: حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ، عن الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ: أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِ الله بنِ عُكَيْمٍ - رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ - قالَ الْحَكَمُ: فَدَخَلُوا وَقَعَدْتُ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُكَيْمٍ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَتَبَ إِلَى جُهَيْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ: أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ

۴۱۲۸-حکم بن عتیبہ کہتے ہیں کہ میں اور کئی لوگ عبداللہ بن عکیم کے ہاں گئے وہ قبیلۂ جہینہ کے فرد تھے۔حکم نے کہا: دوسرے لوگ اندر چلے گئے جب کہ میں دروازے پر بیٹھا رہا۔ چنانچہ جب وہ میرے پاس واپس آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن عکیم نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینہ پہلے قبیلۂ جہینہ کی طرف ایک خط لکھا تھا: ”مردار کے چمڑے یا اس کے پٹھوں سے فائدہ مت اٹھاؤ۔“

٤١٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب من قال لا ينتفع من الميتة بإهاب ولا عصب، ح:٣٦١٣، والنسائي، ح:٤٢٥٤ من حديث شعبة، والترمذي، ح:١٧٢٩ من حديث الحكم بن عتيبة به، وصرح بالسماع عند أحمد:٤/٣١١، ورواه القاسم بن مخيمرة وهلال الوزان عن عبدالله بن عكيم به، وحسنه الترمذي، والبيهقي:١/١٨، وللحديث شواهد.

٤١٢٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي:١/١٥ من حديث أبي داود به.

الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَإِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ إِهَابٌ، إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے کہا کہ بے رنگے چمڑے کو [اهاب] کہتے ہیں۔ رنگ دیے جانے کے بعد اسے [اهاب] نہیں کہتے بلکہ [شَنّ] اور [قِرْبَة] کہتے ہیں۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي جُلُودِ النُّمُورِ وَالسِّبَاعِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۰- چیتوں اور درندوں کے چمڑوں کا بیان

٤١٢٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن وَكِيعٍ، عنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عن ابنِ سِيرِينَ، عنْ مُعَاوِيَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلا النِّمارَ».

قالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۱۲۹- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خز (ریشم) کے کپڑے اور چیتے کی کھال کو اپنی گدی مت بناؤ۔" (انہیں بطور زین یا زین پوش استعمال نہ کرو۔) ابن سیرین نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت حدیث میں متہم نہیں تھے۔ (ان کی سیاسی آراء سے کسی کو اختلاف ہو تو الگ بات ہے ورنہ فرامین رسول ﷺ کے نقل میں نہایت قابل اعتماد تھے۔)

فائدہ: چیتے اور تمام درندوں کی کھالوں کا یہی حکم ہے کہ انہیں استعمال کرنا ناجائز ہے خواہ رنگی ہوئی بھی ہوں۔ ان کا لباس بنانا یا بطور سیٹ استعمال کرنا جائز نہیں۔

٤١٣٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ قال: حَدَّثَنا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا تَصْحَبُ المَلَائِكَةُ

۴۱۳۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس جماعت میں چیتے کی کھال ہو اس کے ساتھ (رحمت کے) فرشتے نہیں چلتے۔"

٤١٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ركوب النمور، ح: ٣٦٥٦ من حديث وكيع به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ٨١١.

٤١٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنعن، وعمران هو ابن داور القطان، وأبوداود هو الطيالسي، قلت: وحديث البخاري، ح: ٢٥٥٥ لا يشهد له، هو غير هذا المتن.

رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ».

فائدہ: شریعت کی مخالفت ایک نجس عمل ہے۔ جو اپنے ظاہری اور باطنی برے اثرات سے خالی نہیں رہتی۔

٤١٣١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ بنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ قالَ: وَفَدَ المِقْدَامُ بنُ مَعْدِيكَرِبَ وعَمْرُو بنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إلى مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ ابنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ المِقْدَامُ، فقالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ فقالَ لَهُ: وَلِمَ لا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ في حِجْرِهِ، فقال: «هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ»، فقالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا الله. قالَ: فقالَ المِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قال: يَا مُعَاوِيَةُ! إنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي. قال: أَفْعَلُ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ سَمِعتَ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَى عن لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ

۴۱۳۱- جناب خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب‘ عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا‘ حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن علی ؓ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: ”یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے!“ اسدی آدمی نے کہا: دہکتا کوئلہ تھا جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ مقدام نے کہا: مگر (میں تو ایسی بات نہیں کہتا جو اس اسدی نے کہی ہے) میں آج تمہیں غصہ دلا کے رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تمہیں برا لگے۔ پھر کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو تردید کر دینا۔ معاویہ نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں۔ مقدام نے پھر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں خبر ہے کہ‘ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے روکا ہے؟

٤١٣١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح: ٤٢٦٠ عن عمرو بن عثمان به * رواية بقية عن بحير صحيحة لأنها من كتابه.

عَلَيْهَا؟ قال: نَعَمْ. قال: فَوَاللهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ! فقالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ! قال خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا المِقْدَامُ عَلٰى أَصْحَابِهِ، قال: وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فقال: أَمَّا المِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ.

انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھا ہے اے معاویہ! اس پر معاویہ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں بچ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا کہ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام کے لیے اس قدر انعام کا حکم دیا جو اس کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہیں تھا اور ان کے بیٹے کے لیے دو سو والوں میں حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اسدی نے جو وصول کیا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام کھلے ہاتھ کے سخی آدمی ہیں اور اسدی اپنے مال کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حق بات کہنے میں بڑے جری تھے۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ کی امارت سے کوئی خوف نہ آیا اور بے دھڑک حق بات کہہ دی۔ ② اس مکالمے کے شروع میں جو آیا ہے: ”ایک آدمی نے کہا“ اس کے قائل شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ جسے ادباً مبہم رکھا گیا ہے۔ (عون المعبود) ③ بنو امیہ اور اہل بیت کے خاندانوں میں سیاسی امور میں ان کے خاص رجحانات تھے۔ یہ تاریخ اسلام کا انتہائی پریشان کن دور تھا جو گزر گیا۔ اب ہم تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا گو ہیں اور کسی کے متعلق اپنے دل میں کوئی بغض نہیں رکھتے۔ ایک مؤرخ کو حسب وقائع کسی بھی جانب میلان کا حق حاصل ہے مگر خیال رہے کہ دوسری جانب بھی جلیل القدر صحابہ ہیں ......رضی اللہ عنہم وارضاهم...... ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر:۱۰) ④ درندوں کی کھالیں اور ان کی گدیاں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی مردوں کے لیے سونا اور ریشم بھی مباح نہیں۔ ⑤ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ذکر ہوا کہ ان کے گھر میں ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال ہوتی تھیں تو شاید فرامین رسول ﷺ کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

٤١٣٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ إبراهِيمَ وَيَحْيَى بنَ سَعِيدٍ حَدَّثَاهُمُ المَعْنَى عن سَعِيدِ بنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن أَبِي المَلِيحِ بنِ أُسَامَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ جُلُودِ السِّبَاعِ.

۴۱۳۲- جناب ابوملیح بن اسامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: درندوں کی کھالیں رنگی ہوئی ہوں یا بے رنگی سب کا یہی حکم ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي الانْتِعَالِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۱- جوتے پہننے کا بیان

٤١٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: أخبرنا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في سَفَرٍ فقالَ: «أَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فإنَّ الرَّجُلَ لا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ».

۴۱۳۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''جوتے خوب پہنا کرو' بلاشبہ آدمی جب تک جوتا پہنے ہو تو (گویا) وہ سوار ہوتا ہے۔''

فائدہ: امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ سفر میں بالخصوص جوتا عمدہ اور نمایاں ہونا چاہیے۔

٤١٣٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَها قِبَالَانِ.

۴۱۳۴- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے جوتے میں دو پٹیاں ہوتی تھیں۔

فائدہ: ایک پٹی انگوٹھے کے ساتھ سے اور دوسری درمیانی اور ساتھ والی انگلی کے درمیان سے ہوتی ہوئی پاؤں کی

٤١٣٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح: ٤٢٥٨ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ١٧٧٠/ ٥ من حديث ابن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٧٥، والحاكم: ١/ ١٤٨، ووافقه الذهبي، وله شاهد حسن عند البيهقي: ١/ ٢١.

٤١٣٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٤/ ١٥٨٧ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد، ومسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعال وما في معناها، ح: ٢٠٩٦ من حديث أبي الزبير به، وتابعه الحسن عند البخاري في التاريخ الكبير: ٨/ ٤٤.

٤١٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب: قبالان في نعل، ومن رأى قبالًا واحدًا واسعًا، ح: ٥٨٥٧ من حديث همام به.

پشت پر عرض میں لگی پٹی سے جاملتی تھی جسے شراک کہا جاتا ہے۔ (عون المعبود)

٤١٣٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيم أَبُو يَحْيَى قال: أخبرنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

۴۱۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر جوتا پہنے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ حکم ان جوتوں سے متعلق ہے جنہیں ہاتھ کی مدد سے پہننا ہوتا ہے اور جو جوتے بلا تکلف پہنے جا سکتے ہوں ان کے لیے بیٹھنے کی کوئی وجہ نہیں۔

٤١٣٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لا يَمْشِي أَحَدُكُم في النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ، لِيَنْتَعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا».

۴۱۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ایک جوتے میں مت چلے' چاہیے کہ دونوں پہنے یا دونوں اتار دے۔''

٤١٣٧- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُم فَلَا يَمْشِي في نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ، وَلا يَمْشِي في خُفٍّ وَاحِدٍ، وَلا يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ».

۴۱۳۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک اسے درست نہ کر لے ایک جوتے میں نہ چلے' نہ ایک موزے میں چلے اور نہ بائیں ہاتھ سے کھائے۔''

٤١٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٢٧٣ من حديث أبي داود به ❊ أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

٤١٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب: لا يمشي في نعل واحدة، ح: ٥٨٥٥ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولًا . . . الخ، ح: ٢٠٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٦.

٤١٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن اشتمال الصماء . . . الخ، ح: ٢٠٩٩ من حديث زهير بن معاوية به.

فائدہ: ایک جوتا پہننے سے جسم کا توازن بگڑنے کے علاوہ آدمی برا بھی لگتا ہے۔ واللہ اعلم.

٤١٣٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ بنُ عِيسى: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ هَارونَ عن زِيَادِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي نَهِيكٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهِ.

۴۱۳۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے اتار لے اور اپنے پہلو میں رکھ لے۔

٤١٣٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُم فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ».

۴۱۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں (طرف) سے ابتدا کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے' دایاں پاؤں پہننے میں پہلے اور اتارنے میں آخری ہونا چاہیے۔“

٤١٤٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الأَشْعَثِ بنِ سُلَيْمٍ، عن أَبِيهِ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ في شَأْنِهِ كُلِّهِ: في طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَنَعْلِهِ.

۴۱۴۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ہو سکتا دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ وضو کرنے' کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔

٤١٣٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٩٠ عن قتيبة به * عبدالله بن هارون حجازي مجهول(تقريب)، ولم أجد من وثقه.

٤١٣٩- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب: ينزع نعله اليسرى، ح: ٥٨٥٦ عن عبدالله القعنبي، ومسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولاً ... الخ، ح: ٢٠٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٦.

٤١٤٠- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح: ١٦٨ عن حفص بن عمر، ومسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، ح: ٢٦٨ من حديث شعبة به.

قالَ مُسْلِمٌ: وَسِوَاكِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: في شَأْنِهِ كُلِّهِ.

مسلم بن ابراہیم نے مسواک کا بیان بھی کیا مگر [فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ] ''تمام کاموں'' کا ذکر نہیں کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عن شُعْبَةَ مُعَاذٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ: سِوَاكَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو معاذ نے شعبہ سے روایت کیا تو اس میں مسواک کا ذکر نہیں کیا۔

٤١٤١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عنْ أَبِي صَالِحٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَؤُا بِأَيَامِنِكُمْ».

۴۱۴۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے شروع کیا کرو۔''

فائدہ: ہر اچھے کام میں دائیں جانب کا خیال رکھنا ایک اسلامی ادب اور شعار ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْفُرُشِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۲- بستروں کا بیان

٤١٤٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عنْ أَبِي هَانِىءٍ، عنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: ذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ الْفُرُشَ فَقالَ: «فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ».

۴۱۴۲- سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بستروں کا ذکر کیا' تو فرمایا: ''ایک بستر آدمی کا' دوسرا بیوی کا اور تیسرا مہمان کا ہے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔''

فائدہ: گھر کے افراد اور مہمانوں کی آمد کے لحاظ سے بستروں کا اہتمام کرنا حق ہے۔ اس سے زیادہ اسراف' فخر ومباہات اور زینت محض ہے جو باعث وبال ہے۔

٤١٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التيمن في الوضوء، ح: ٤٠٢ عن النفيلي به * الاعمش عنعن في هذا اللفظ، وصححه ابن خزيمة بلفظ "بأيامنه"، ح:١٧٨، وسنده صحيح، وابن حبان، ح:١٤٧، ١٤٥٢.

٤١٤٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش واللباس، ح: ٢٠٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

٤١٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عنْ وَكِيعٍ، عنْ إسْرَائِيلَ، عنْ سِماكٍ، عنْ جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ فَرَأَيْتُه مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ زَادَ ابنُ الْجَرَّاحِ: عَلَى يَسَارِهِ.

۴۱۴۳- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے گھر گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک تکیے کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن جراح نے کہا: آپ اپنے بائیں پہلو سے سہارا لیے ہوئے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إسْحَاقُ بنُ مَنْصُورٍ عنْ إسْرَائِيلَ أَيْضًا: عَلَى يَسَارِهِ.

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو اسحاق بن منصور نے بھی اسرائیل سے روایت کیا (تو کہا کہ) آپ بائیں پہلو سے سہارا لیے ہوئے تھے۔

فائدہ: تکیے کا سہارا لے کر بیٹھنا مباح ہے۔ کوئی تکبر کی بات نہیں ہے۔ نیز اس مقصد کے لیے گھر میں حسب ضرورت تکیے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

٤١٤٤- حَدَّثنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عنْ وَكِيعٍ، عنْ إسْحَاقَ بنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ، عنْ أَبِيهِ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رُفْقَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رِحَالُهُمُ الأَدَمُ فقَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَشْبَهِ رُفْقَةٍ كَانُوا بِأَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰؤُلَاءِ.

۴۱۴۴- حضرت ابن عمر ؓ نے یمن سے آئے ہوئے کچھ رفقائے سفر کو دیکھا جن کی سواریوں کے پالان چمڑے کے تھے تو انہوں نے کہا: جو شخص چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دیکھے جو رسول اللہ ﷺ کے رفقائے سفر کے بہت زیادہ مشابہ ہوں تو وہ انہیں دیکھ لے۔

فائدہ: لوازم زندگی کا مہیا کرنا اور عمدہ نوعیت کا حاصل کر لینا کوئی معیوب نہیں ہے، بلکہ اسلام اس کی تائید کرتا ہے۔

٤١٤٥- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ الْمُنْكَدِرِ، عنْ جَابِرٍ قالَ:

۴۱۴۵- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے

٤١٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الاتكاء، ح: ٢٧٧٠ من حديث إسرائيل وإسحاق بن منصور به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مسند أحمد: ٥/ ١٠٢.

٤١٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٢٠ من حديث إسحاق بن سعيد به.

٤١٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب الأنماط ونحوها للنساء، ح: ٥١٦١، ومسلم، اللباس، باب جواز اتخاذ الأنماط، ح: ٢٠٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟» قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ فقالَ: «أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُم أَنْمَاطٌ».

انماط (حاشیہ دار بستر یا ان کی چادریں) ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ہمارے لیے انماط کہاں؟ آپ نے فرمایا: ''عنقریب تم انماط (خوبصورت نفیس حاشیہ دار بستر یا چادریں) حاصل کرو گے۔''

فائدہ: مسلمان کا بستر بھی صاف ستھرا اور نفیس ہو تو زہد کے خلاف نہیں۔

٤١٤٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ قالَا: حَدَّثَنا أبو مُعاوِيَةَ عن هِشامِ بن عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عائشةَ قالتْ: كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ الله ﷺ قالَ - ابنُ مَنِيعٍ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ باللَّيْلِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - : مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.

۴۱۴۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک تکیہ تھا۔ ابن منیع نے کہا...... تکیہ چمڑے کا تھا جس پر آپ رات کو سوتے تھے پھر روایت کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں دونوں راوی متفق ہیں...... اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

فائدہ: ضروریات زندگی میں کفایت اور قناعت سے کام لینا چاہیے۔

٤١٤٧- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا سُلَيْمانُ يَعْنِي ابنَ حَيَّانَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ ضِجْعَةُ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.

۴۱۴۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گدا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

٤١٤٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا حِيَالَ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۱۴۸- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ میرا بچھونا نبی ﷺ کی جائے نماز کے سامنے ہوتا تھا۔

٤١٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح: ٢٠٨٢ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٤١٤٧- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ضجاع آل محمد ﷺ، ح: ٤١٥١ من حديث سليمان ابن حيان الأحمر، ومسلم، ح: ٢٠٨٢، وانظر الحديث السابق من حديث هشام به.

٤١٤٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من صلى وبينه وبين القبلة شيء، ح: ٩٥٧ من حديث يزيد بن زريع به.

فوائد ومسائل: ① جائز ہے کہ شوہر اور بیوی کا اپنا اپنا علیحدہ بستر ہو۔ ② نمازی کے آگے اگر کوئی سویا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ السُّتُورِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۳- پردے لٹکانے کا بیان

٤١٤٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا فُضَيْلُ بنُ غَزْوَانَ عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَتَى فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَ: وَقَلَّ ما كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا، فَجَاءَ عَلِيٌّ فَرَآهَا مُهْتَمَّةً فقالَ: مَالَكِ؟ قالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ فَلَمْ يَدْخُلْ. فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَها فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا؟ قالَ: «وَما أَنَا وَالدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا والرَّقْمُ؟» فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ وَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ الله ﷺ فقالَتْ: قُلْ لِرَسُولِ الله ﷺ: مَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: «قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ».

۴۱۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے' ان کے دروازے پر پردہ دیکھا تو آپ اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ ؓ کہتے ہیں: بہت کم ایسے ہوتا کہ آپ گھر جائیں (اور ان کے ہاں نہ جائیں) اور پھر ان کے ہاں سے ابتدا کرتے۔ حضرت علی ؓ آئے تو سیدہ فاطمہ ؓ کو دیکھا کہ غمگین ہیں۔ پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: نبی ﷺ میرے ہاں آئے تھے مگر اندر داخل نہیں ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ کو یہ بات بڑی گراں گزری ہے کہ آپ اس کے ہاں گئے مگر اندر داخل نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''میں کیا اور دنیا کیا؟ (مجھے دنیا سے کیا سروکار؟) میں کیا اور نقش دار پردے کیا؟'' (میرا ان سے کیا واسطہ) چنانچہ وہ فاطمہ ؓ کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی بات بتلائی۔ پس انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ اسے بنی فلاں کے پاس بھیج دے۔''

٤١٥٠- حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى

۴۱۵۰- ابن فضیل نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان

٤١٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها، باب هدية ما يكره لبسها، ح:٢٦١٣ من حديث فضيل بن غزوان به، وانظر الحديث الآتي.

٤١٥٠ـ تخريج: أخرجه البخاري من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، انظر الحديث السابق.

الأَسَدِيُّ : حَدَّثَنَا ابنُ فُضَيْلٍ عن أَبِيهِ بِهَذَا الحديثِ قالَ : وكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا .

کی تو کہا: پردہ نقش دار تھا۔

فائدہ: مقرب لوگوں کو بعض مباح چیزیں بھی ناروا ہوتی ہیں اور اہل خانہ کے پردے کے لیے کپڑا لٹکانا اگر واقعی ضرورت ہو تو اس کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ مگر بے مقصد زیب وزینت کے لیے دیواروں پر پردے لٹکانا لایعنی کام ہے جو اسراف اور تبذیر میں آتا ہے' واجبی پردے کے لیے بھی سادہ کپڑے پر قناعت کرنی چاہیے۔ مسلمان کو غیر ضروری زینت دنیا میں مشغول ہو جانا کسی طرح مفید نہیں۔

(المعجم ٤٤) - **باب مَا جَاءَ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوبِ** (التحفة ٤٦)

باب:۴۴- کپڑے پر صلیب کا نشان ہو تو (مٹانا واجب ہے)

٤١٥١- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ ابنُ حِطَّانَ عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كان لَا يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ.

۴۱۵۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کوئی بھی چیز دیکھتے جس پر صلیب کا نشان ہوتا تو اسے کاٹ ڈالتے تھے۔

فائدہ: گھر میں' کپڑے پر غیر جاندار چیزوں کی تصویر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مگر صلیب کا نشان بے روح ہی سہی چونکہ اس کی عبادت ہوتی ہے اس لیے اس کا زائل کرنا واجب ہے۔ اسی طرح ایسے درخت اور پہاڑ وغیرہ جن کی لوگ عبادت کرتے ہوں' ان کی تصاویر لٹکانا بھی درست نہیں ہے۔

(المعجم ٤٥) - **بَابٌ: فِي الصُّوَرِ** (التحفة ٤٧)

باب:۴۵- تصاویر سے متعلق احکام ومسائل

٤١٥٢- **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنْ عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ نُجَيٍّ عنْ أَبِيهِ، عنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

۴۱۵۲- سیدنا علی ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو' اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

٤١٥١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، اللباس، باب نقض الصور، ح: ٥٩٥٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٤١٥٢ـ **تخريج**: [حسن] تقدم، ح: ٢٢٧، وأخرجه ابن ماجه، اللباس، باب الصور في البيت، ح: ٣٦٥٠، والنسائي، ح: ٢٦٢ من حديث شعبة به.

وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

فائدہ: یہ حدیث پیچھے نمبر ۲۲۷ میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

٤١٥٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابنَ أَبي صَالِحٍ، عنْ سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ الأَنْصَارِيِّ، عنْ زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ، عنْ أَبي طَلْحَةَ الأَنْصَارِيِّ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تِمْثَالٌ» وَقالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا عنْ ذٰلِكَ؟ فَانْطَلَقْنَا فَقُلْنَا: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنا عنْ رَسُولِ الله ﷺ بِكَذَا وَكَذَا، فَهَلْ سَمِعْتِ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ ذٰلِكَ؟ قالَتْ: لَا، وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكُم بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ في بَعْضِ مَغَازِيهِ وَكُنْتُ أَتَحَيَّنُ قُفُولَهُ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا كَانَ لَنَا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرَضِ فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله! وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ الْحَمْدُ لله الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ، فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى النَّمَطَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ في وَجْهِهِ، فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قالَ: «إِنَّ الله لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ». قالَتْ:

۴۱۵۳- حضرت ابوطلحہ انصاری ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس گھر میں کتا ہو یا بت وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“ زید بن خالد نے ابوطلحہ سے کہا: چلو ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے اس بارے میں پوچھتے ہیں۔ چنانچہ ہم چل دیے۔ ہم نے کہا: اے ام المومنین! ابوطلحہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یوں یوں بیان کرتے ہیں۔ کیا آپ نے بھی نبی ﷺ کو یہ بیان کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ لیکن میں تمہیں وہ بتاتی ہوں جو میں نے انہیں کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تشریف لے گئے۔ مجھے آپ کی واپسی کا انتظار تھا۔ میں نے اپنا ایک حاشیہ دار پردہ لیا اور اسے شہتیر کے ساتھ لٹکا دیا۔ جب آپ تشریف لائے تو میں نے استقبال کیا اور عرض کیا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه] حمد اس اللہ کی جس نے آپ کو عزت اور اکرام سے نوازا ہے۔ آپ نے گھر پر نظر ڈالی تو وہ حاشیہ دار پردہ دیکھا اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے آپ کے چہرے پر ناگواری محسوس ہوئی۔ پھر آپ اس حاشیہ دار پردے کی طرف آئے اور اسے اتار پھینکا' پھر فرمایا: ”بے شک اللہ نے ہمیں ہمارے رزق میں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹوں اور پتھروں کو کپڑے پہناتے پھریں۔“ کہتی

٤١٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح:٢١٠٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

فَقَطَعْتُهُ، وَجَعَلْتُهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ.

ہیں چنانچہ میں نے اس کو پھاڑ کر دو تکیے بنا لیے اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی۔ تو اس پر آپ نے مجھے کچھ نہیں کہا۔

فوائد ومسائل: ① اگر اس پردے میں کوئی جاندار تصاویر سمجھی جائیں تو پھاڑ دینے سے زائل ہو گئیں اور انہیں تکیے وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہو گیا۔ ② بے مقصد طور پر دیواروں پر پردے لٹکانا اسراف اور فضول خرچی ہے جو قطعاً حرام ہے۔ ③ کتا اگر رکھوالی کے لیے ہو تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ ④ ذی روح اشیاء کی تصاویر یا ان کے بت گھروں اور دکانوں وغیرہ میں رکھنے حرام ہیں۔ ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ⑤ یہ حدیث غیر شرعی اور منکر کام کرنے والے کو اس کے سلام کا جواب نہ دینے پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ یہ حدیث صدیق اکبر ؓ کی بیٹی صدیقہ وعفیفہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کی عظمت اور فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کو راضی اور خوش رکھنے کے لیے مستعد رہتی تھیں اور آپ کی رضا مندی آپ کی اطاعت ہی سے حاصل ہو سکتی تھی...... اور ہے۔

٤١٥٤- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ سُهَيْلٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قالَ: فَقُلْتُ: يا أُمَّهْ! إنَّ هٰذا حدَّثني أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ وَقالَ فيهِ: سَعِيدُ بنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي النَّجّارِ.

۴۱۵۴- جریر نے سہیل سے اپنی سند سے اسی مذکورہ حدیث کی مثل روایت کیا۔ اس میں ہے کہ زید بن خالد نے کہا: میری اماں جان! اس (ابوطلحہ انصاری) نے مجھے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس روایت کی سند میں سعید بن یسار کے متعلق ہے کہ یہ بنو نجار کے غلام تھے۔

٤١٥٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنْ بُكَيْرٍ، عنْ بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عنْ زَيْدِ بنِ خَالِدٍ، عنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ قالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِنَّ المَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ». قالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ

۴۱۵۵- حضرت ابوطلحہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔" جناب بُسر بن سعید نے کہا: پھر ایسے ہوا کہ (اس حدیث کے راوی یعنی ہمارے شیخ) زید بن خالد بیمار ہو گئے اور ہم ان کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ ان کے دروازے پر پردہ ہے اور اس میں تصویر تھی۔

٤١٥٤۔ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٥٥۔ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب من كره القعود على الصور، ح: ٥٩٥٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ... الخ، ح: ٢١٠٦ عن قتيبة به.

لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عن الصُّوَرِ يَوْمَ الأَوَّلِ؟ فقالَ عُبَيْدُ اللهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ؟.

میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا' جو کہ ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ کے پروردہ تھے' بھلا زید نے گزشتہ دن تصویروں کے متعلق حدیث بیان نہیں کی تھی؟ تو عبیداللہ نے کہا: تو کیا تم نے سنا نہیں تھا جبکہ انہوں نے کہا تھا: الا یہ کہ کسی کپڑے پر کوئی نقش ونگار ہو۔

فائدہ: بنیادی بات یہی ہے کہ ذی روح اشیاء کی تصویروں اور صلیب یا معبودان باطلہ کے نشانات کو بطور زینت لٹکانا ناجائز ہے۔ لیکن اگر کپڑے پر یا کسی ایسی حالت میں ہوں جہاں ان کی اہانت ہو رہی ہو تو مباح ہے۔ تاہم بچنا پھر بھی افضل ہے۔

٤١٥٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حدَّثني إِبْراهِيمُ يَعْنِي ابنَ عَقِيلٍ عنْ أَبِيهِ، عنْ وَهْبِ بن مُنَبِّهٍ، عنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا.

۴۱۵۶- سیدنا جابر ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا جبکہ آپ خود وادی بطحاء میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود سب تصویروں کو مٹا ڈالیں۔ چنانچہ نبی ﷺ ان تصویروں کے مٹا دیے جانے تک اس میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

فائدہ: کچھ لوگ کیمرے کی تصویروں کو جائز کہتے ہیں اور ان تصویروں کو ہی ناجائز سمجھتے ہیں جن کا جسم ٹھوس اور سایہ دار ہو تو اس حدیث میں ان کی تردید ہے کہ دیواروں پر بنی تصویروں کا کوئی جسم نہ تھا اور انہیں مٹانے کا حکم دیا گیا۔ عرف اور لغت کے مفہوم میں جو چیز تصویر ہے وہ بفرمان نبی ﷺ حرام ہے۔ خواہ ان کا جسم اور سایہ ہو یا نہ ہو۔ شیشے میں آنے والا عکس عرفاً تصویر نہیں کہلاتا، مگر اسے کیمرے وغیرہ سے محفوظ کر لینا تصویر کہلاتا ہے۔ اور یہی حکم ویڈیو فلم وغیرہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

٤١٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۴۱۵۷- ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ نے بیان کیا کہ

٤١٥٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٦٨ من حديث أبي داود به، وأصله عند الترمذي، ح: ١٧٤٩ بلفظ آخر.

٤١٥٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٥ من حديث ابن وهب به.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ السَّبَّاقِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: أخبرتْني مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إنَّ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كانَ وَعَدَنِي أنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي» ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جُرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ بِسَاطٍ لَنا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - قالَ: «إنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ» فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى إنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ.

نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق جبرائیل علیہ السلام نے آج رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا' مگر ملاقات کو نہ آئے۔“ مجھے خیال آیا کہ ہماری چارپائی کے نیچے کتے کا پلا موجود ہے (کہیں یہی مانع نہ ہوا ہو) تو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے پانی لیا اور اپنے ہاتھ سے اس جگہ چھڑک دیا۔ پھر جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: ”بے شک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو یا تصویر ہو۔“ پھر صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا' حتی کہ آپ چھوٹے باغوں کے کتوں کو بھی مارنے کا حکم دیتے تھے' البتہ بڑے باغوں کے کتوں کو چھوڑ دیتے تھے۔

٤١٥٨- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنا أَبُو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن يُونُسَ بنِ أَبِي إسْحَاقَ، عنْ مُجَاهِدٍ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَانِي جِبْرَائِيلُ فقالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي [بَابِ] الْبَيْتِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ

۴۱۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا: میں گزشتہ رات آپ کے ہاں آیا تھا مگر اندر آنے سے میرے لیے یہ امر مانع تھا کہ (آپ کے گھر کے) دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں تصویروں والا پردہ تھا اور کتا بھی تھا' چنانچہ آپ گھر میں تصویر کے متعلق حکم دیجیے کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے اور درخت کی مانند ہو جائے اور پردے کے متعلق حکم فرمائیں کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنا لیے جائیں جو پھینکے جائیں اور پاؤں سے روندے جائیں اور کتے کے متعلق

٤١٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن الملائكة لا تدخل بيتًا فيه صورة ولا كلب، ح:٢٨٠٦ من حديث يونس، والنسائي، ح:٥٣٦٧ من حديث مجاهد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٨٧.

فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ» فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ كَانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ.

فرمائیے کہ اسے نکال باہر کیا جائے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ یہ کتا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا تھا جوان کے تخت کے نیچے تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے نکال باہر کیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالنَّضَدُ شَيْءٌ تُوضَعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شِبْهُ السَّرِيرِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [النَّضَد] سے مراد وہ شے ہے جس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں اور وہ چارپائی کے مشابہ ہوتی ہے۔

فائدہ: شریعت کا کوئی بھی حکم اپنی برکات سے خالی نہیں۔ جس شخص کا آئینۂ دل ایمان وعمل صالح سے جس قدر زیادہ شفاف ہوگا اسے اسی قدر اس کی خیرات وبرکات کا حصہ بھی ملے گا۔ ورنہ یقیناً محرومی ہے اور باوجود عمومی اعمال حسنہ کے' برکات سے محروم رہنا اور فتنوں کی یلغار رہنا ان منکرات ہی کا نتیجہ ہے جو ہم سے جانتے بوجھتے یا غفلت سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ ونسأل الله السلامة.

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٢) -كِتَابُ التَّرَجُّلِ (التحفة ٢٧)

بالوں اور کنگھی چوٹی کے احکام ومسائل

(المعجم ١) [بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ] (التحفة ١)

باب:۱- بہت زیادہ کنگھی چوٹی (اور زیب وزینت) کی ممانعت کا بیان

٤١٥٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن هِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

۴۱۵۹-سیدنا عبداللہ بن مغفل ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ ایک دن چھوڑ کر ہو۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں کچھ ضعف ہے، تاہم وہ سنن نسائی کی صحیح روایت سے دُور ہو جاتا ہے جس میں ہے۔ [كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ، قُلْنَا: وَمَا الإِرْفَاهُ؟ قال : التَرجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ] (سنن النسائی، الزينة، باب النهي عن القزع، حديث:٥٠٦١) ''اللہ کے نبی ﷺ ہمیں اِرفاہ سے منع فرماتے تھے، ہم نے پوچھا: اِرفاہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''روزانہ کنگھی کرنا۔'' گویا روزانہ کنگھی کرنا اور بننا سنورنا ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں مسلمان مرد یا عورت کا اپنی زیب وزینت ہی میں مگن رہنا شرعی ذوق ومزاج کے خلاف ہے اور اس حدیث میں مذکور یہ نفی بالخصوص اس دور کی ثقافت کے پیش نظر ہے کہ وہ لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور پھر انہیں کھولنے سنوارنے میں خاص محنت کرنی پڑتی تھی اور وقت بھی بہت صرف ہوتا تھا۔ اور آج کل بھی عورتوں ہی میں نہیں، مردوں میں بھی بناؤ سنگار کا شوق اور رواج روز افزوں ہے، اس لیے بننے سنورنے کا یہ شوقِ فراواں یقیناً ناپسندیدہ ہے، نیز اسراف وتبذیر کا بھی مصداق ہے جو ایک شیطانی کام ہے، اس لیے اس کی اجازت ضرور ہے لیکن اعتدال کے ساتھ اور ایک دن چھوڑ کر۔

٤١٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في النهي عن الترجل إلا غبًّا، ح:١٧٥٦، والنسائي، ح:٥٠٥٨ من حديث هشام بن حسان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٨٠ * هشام بن حسان عنعن، وحديث النسائي: ٨/ ١٣٢، ح: ٥٦١ يغني عنه، وسنده صحيح.

٤١٦٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ الْمَازِنِيُّ: أخبرنا الْجُرَيْرِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ رَحَلَ إِلَى فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فقالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ آتِكَ زَائِرًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَنَا وَأَنْتَ حَدِيثًا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ. قالَ: مَا هُوَ؟ قالَ: كَذا وكَذا. قال: وَمَا لِي أَرَاكَ شَعِثًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الأَرْضِ؟ قال: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهَانَا عن كَثِيرٍ مِنَ الإِرْفَاهِ. قال: فَمَا لِي لا أَرَى عَلَيْكَ حِذَاءً؟ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا.

۴۱۶۰- حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا جبکہ وہ مصر میں (امیر) تھے۔ وہاں پہنچے تو ان سے کہا: میں تمہیں بلاوجہ ملنے نہیں آیا ہوں بلکہ میں نے اور تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی' مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں خوب یاد ہوگی۔ انہوں نے کہا: کونسی حدیث؟ فرمایا: فلاں فلاں! پھر کہا اور کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں پراگندہ سر دیکھ رہا ہوں حالانکہ تم اس علاقے کے امیر ہو؟ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق رسول اللہ ﷺ ہمیں بہت زیادہ اسبابِ عیش جمع کرنے اور بہت زیادہ زیب وزینت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ پھر پوچھا: کیا وجہ ہے کہ تمہارے جوتے نہیں ہیں؟ کہا کہ نبی ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی رہا کریں۔

فائدہ: یہ روایت بھی معناً صحیح ہے' کیونکہ صحیح روایات میں ہر وقت زیب وزینت ہی میں لگے رہنے سے منع ہی فرمایا گیا ہے' جیسا کہ ماقبل کی حدیث کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔ بنابریں حقیقی زہد یہی ہے کہ انسان وسائل ہوتے ہوئے اسبابِ عیش اور دنیا کی زیب وزینت میں مگن نہ ہوجائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال بھی کرے مگر کبھی کبھی ان سے الگ بھی رہے تاکہ انسان تنعم کا عادی نہ بن پائے۔

٤١٦١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أبي أُمَامَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أبي أُمَامَةَ قال: ذَكَرَ

۴۱۶۱- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا (اسباب عیش وتنعم کا) ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ

٤١٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٢ عن يزيد بن هارون به، ورواه البيهقي في شعب الإيمان، ح:٦٤٦٨ من حديث أبي داود، والنسائي، ح:٥٢٤١ من حديث الجريري به * يزيد سمع من الجريري بعد اختلاطه، وحديث النسائي: ٨/ ١٨٥، ح: ٥٢٤١ يغني عنه.

٤١٦١ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب من لا يؤبه له، ح: ٤١١٨ من حديث عبدالله بن أبي أمامة به.

أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَسْمَعُونَ، ؟ أَلَا تَسْمَعُونَ، ؟ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ» يَعني: التَّقَحُّلَ.

سادگی ایمان کا حصہ ہے' بلاشبہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔'' یعنی زیب وزینت اور تنعم کو چھوڑ دینا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وهُوَ أَبُو أُمَامَةَ بنُ ثَعْلَبَةَ الأَنْصَارِيُّ.

امام ابوداود ؒ نے راوی حدیث کے متعلق کہا کہ یہ ابوامامہ بن ثعلبہ انصاری ہیں......ؓ

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي اسْتِحْبَابِ الطِّيبِ (التحفة ٢)

باب:٢-خوشبو استعمال کرنا مستحب ہے

٤١٦٢- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ عن شَيْبَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ الْمُخْتَارِ، عن مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا.

۴۱۶۲-سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک خاص مرکب خوشبو تھی آپ اس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''سُكَّة'' کا ایک دوسرا ترجمہ بھی کیا گیا ہے' یعنی شیشی بوتل جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي إِصْلَاحِ الشَّعْرِ (التحفة ٣)

باب:٣-بالوں کو بنا سنوار کر رکھنے کا بیان

٤١٦٣- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ».

۴۱۶۳-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے بال رکھے ہوں تو چاہیے کہ انہیں بنا سنوار کر رکھے۔''

٤١٦٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٢١٥ (بتحقيقي) من حديث أبي أحمد الزبيري به.

٤١٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٤٥٥ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به، وحسنه الحافظ في الفتح: ١٠/ ٣٦٨.

فائدہ: بال رکھے ہوں تو انہیں سنوار کر رکھنا لازم ہے مگر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ دھونے اور تیل کنگھی کے لیے ایک دن کا وقفہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ٤)

باب:۴-عورتوں کے لیے مہندی کا بیان

٤١٦٤- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن عَلِيِّ بنِ المُبَارَكِ، عن يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قالَ: حَدَّثَتْنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هُمَامٍ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ عن خِضَابِ الْحِنَّاءِ، فقالَتْ: لا بَأْسَ بِهِ وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ، كَانَ حَبِيبِي ﷺ يَكْرَهُ رِيحَهُ.

۴۱۶۴- کریمہ بنت ہمام بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ ؓ سے مہندی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں' کیونکہ میرے حبیب ﷺ کو اس کی بو ناپسند تھی۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: تَعْنِي خِضَابَ شَعْرِ الرَّأْسِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس عورت کا مقصد سر کے بالوں کو مہندی لگانا تھا۔

٤١٦٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَتْنِي غِبْطَةُ بِنْتُ عَمْرٍو المُجَاشِعِيَّةُ قالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الْحَسَنِ عن جَدَّتِهَا، عن عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ ابْنَةَ عُتْبَةَ قالَتْ: يَا نَبِيَّ الله! بَايِعْنِي. قالَ: «لا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ، كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ».

۴۱۶۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہند دختر عتبہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے بیعت لے لیجیے! آپ نے فرمایا: ''میں اس وقت تک تمہاری بیعت نہیں لوں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں کو رنگ نہ لو' یہ تو گویا درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے عورتوں کے لیے ہاتھوں کا مہندی سے رنگنا ضروری یعنی فرض و واجب نہیں

٤١٦٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب كراهية ريح الحناء، ح:٥٠٩٣ من حديث علي بن المبارك قال: حدثتني كريمة بنت همام به الخ * كريمة لم أجد من وثقها.

٤١٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٨٦ من حديث أبي داود به، وقال ابن حجر: "وفي إسناده مجهولات ثلاث" (التلخيص الحبير: ٢/ ٢٣٦)، يعني غبطة وأم الحسن وجدتها.

ہے' جیسا کہ اس روایت سے متبادر ہوتا ہے' تاہم مردوں سے امتیاز کے لیے عورت کا مہندی لگانا دوسرے دلائل سے ثابت ہے' اس لیے اس کے استحباب (پسندیدہ عمل ہونے) میں کوئی شک نہیں مگر اس کا استعمال اس طرح جائز نہیں جیسے آج کل ہاتھوں' کلائیوں اور پاؤں پر بھی بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں کہ جس نے نہ بھی دیکھنا ہو وہ بھی دیکھے۔ یہ صورت حال صریحاً حرام ہے کہ عورت غیروں کے لیے خوانخواہ کشش کا باعث بنتی ہے۔

٤١٦٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مُحمَّدٍ الصُّورِيُّ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا مُطِيعُ بنُ مَيْمُونٍ عن صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أَوْمَأَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ، بِيَدِهَا كِتَابٌ، إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَبَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ فقال: «مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ». قالَتْ: بَل امْرَأَةٍ. قال: «لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ» يَعني بِالْحِنَّاءِ.

۴۱۶۶-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا' اس کے پاس آپ کے لیے ایک خط تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا؟'' اس نے کہا: عورت کا' آپ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو رنگ لیتی۔'' یعنی مہندی لگاتی۔

فائدہ: مستحب ہے کہ عورت کے کم از کم ناخن مہندی سے رنگے ہوئے ہوں تا کہ مردوں سے نمایاں رہے۔ ناخن پالش بھی لگائی جاسکتی ہے' مگر بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ اس سے طہارت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ پالش پانی کو جسم تک نہیں پہنچنے دیتی لیکن مہندی میں یہ بات نہیں ہے' اس لیے ناخن پالش سے اجتناب ضروری ہے۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک ''حسن'' ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي صِلَةِ الشَّعْرِ (التحفة ٥)

باب:۵- بالوں کو مزید بال لگا کر لمبا کرنا

٤١٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن

۴۱۶۷-حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت امیر معاویہ

٤١٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب الخضاب للنساء، ح: ٥٠٩٢ من حديث مطيع بن ميمون به، وهو لين الحديث (تقريب)، وصفية بنت عصمة لا تعرف (أيضًا)، وقال أحمد في العلل: "هذا حديث منكر" (التلخيص الحبير: ٢/ ٢٣٧).

٤١٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب بعد باب حديث الغار، ح: ٣٤٦٨ عن عبدالله القعنبي، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة ... الخ، ح: ٢١٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٤٧.

مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ - عَامَ حَجَّ - وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ في يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ المَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُم، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ».

بن ابوسفیان ؓ سے سنا جس سال کہ انہوں نے حج کیا۔ انہوں نے منبر پر سے اپنے محافظ کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا پکڑا اور کہا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ اس طرح کی چیزوں سے منع فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل تبھی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔“

فوائد ومسائل: ① بالوں کو دوسرے بال لگا کر لمبا کرنا حرام ہے جیسے کہ آج کل وِگ کا رواج ہے۔ ② اللہ کی شریعت اور انبیاء ؑ کی تعلیم سے بغاوت کی بنا پر قومیں ہلاک کر دی جاتی ہیں۔

٤١٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِ اللهِ قال: حدَّثني نَافِعٌ عن عَبْدِ اللهِ قالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۴۱۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر جو کسی کے بالوں میں بال جوڑے اور اس عورت پر جو یہ کام کروائے اور اس عورت پر جو جسم گودے اور اس پر جو اپنا جسم گدوائے۔

فائدہ: جن گناہوں پر لعنت کی وعید سنائی گئی ہو وہ کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں ایسے گناہ خاص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے توبہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ انسان ان سے باز رہنے کا عزم بھی کرے۔

٤١٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قالَ: لَعَنَ اللهُ

۴۱۶۹- (امام ابوداود ؒ نے بواسطہ محمد بن عیسیٰ اور عثمان بن ابی شیبہ روایت کیا) سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا: ”لعنت کی ہے اللہ نے ان عورتوں پر جو جسم گودیں اور گدوائیں۔“ محمد بن عیسیٰ نے کہا: اور جو بال

٤١٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب المستوشمة، ح: ٥٩٤٧ عن مسدد، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح: ٢١٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٤١٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب المتفلجات للحسن، ح: ٥٩٣١، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . . الخ، ح: ٢١٢٥ عن عثمان بن أبي شيبة به.

الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ - قال مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ، وَقَال عُثْمَانُ: وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا - وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. قال: فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَها: أُمُّ يَعْقُوبَ - زَادَ عُثْمانُ: كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ - ثُمَّ اتَّفَقا - فَأَتَتْهُ فقالَتْ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ - قال مُحمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ، قال عُثْمانُ: وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا - والمُتَفَلِّجَاتِ - قال عُثْمانُ: لِلْحُسْنِ - الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. قَالَ: وَمَا لِي لا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى. قالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ، فقالَ: وَاللهِ! لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر: ٧] فقالَتْ: إِنِّي أَرَى بَعْضَ هٰذَا عَلَى امْرَأَتِكَ، قالَ: فَادْخُلِي فَانْظُرِي، فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ [فَقَالَ]: ما رَأَيْت. وقالَ عُثْمانُ: فقالَتْ: ما رَأَيْتُ، فقال: لَوْ كَانَ ذَلِك ما كَانَتْ مَعَنَا.

جوڑ کر لمبے کریں۔ عثمان نے کہا: اور جو چہرے کے بال اکھیڑیں...... پھر دونوں شیخ روایت میں متفق ہیں...... اور جو حسن کی خاطر دانتوں میں خلا کروائیں' اللہ کی خلقت کو تبدیل کریں۔ یہ بات بنواسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا۔ عثمان نے یہ اضافہ بیان کیا: اور اس نے پورا قرآن پڑھ رکھا تھا...... پھر دونوں شیخ روایت میں متفق ہیں...... وہ خاتون حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی اور کہا: مجھے آپ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو جسم گودیں اور گدوائیں۔ محمد نے کہا: اور جو بال جوڑ کر لمبے کریں۔ اور عثمان نے کہا: اور جو چہرے کے بال اکھیڑیں۔ پھر دونوں روایت میں متفق ہیں۔ اور جو دانتوں میں خلا کروائیں۔ عثمان نے کہا: زینت کی خاطر' اللہ کی خلقت کو بدلنے والیاں ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کیا ہوا کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور یہ اللہ کی کتاب میں بھی وارد ہے۔ وہ بولی: تحقیق میں نے پورا قرآن جو دو گتوں کے درمیان میں ہے پڑھا ہے مجھے تو اس میں یہ حکم نہیں ملا ہے' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو نے پڑھا ہوتا تو یقیناً پالیتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَانَهَاكُم عَنهُ فَانْتَهُوا﴾ ''اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔'' عورت نے کہا: میں ان میں سے کئی چیزیں تمہاری بیوی پر بھی دیکھتی ہوں۔ انہوں نے کہا: اندر جاؤ اور دیکھ لو۔ چنانچہ وہ اندر گئی اور

پھر باہر آ گئی۔ انہوں نے پوچھا: کیا دیکھا ہے؟ ......عثمان نے کہا......عورت نے کہا: میں نے کچھ نہیں دیکھا' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ ہوتا تو ہمارے ساتھ نہ ہوتی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ امور باعث لعنت اور کبیرہ گناہ ہیں' ان سے بچنا واجب اور ان کا ارتکاب حرام ہے۔ ② دعوت دین کا کام کرنے والوں کو لوگ انتہائی باریک نظر سے دیکھا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اپنے قول کے خود اوّلین عامل اور نمونہ ہوں' بلاشبہ اس کے بغیر ان کی دعوت غیر معیاری ہو جاتی ہے' اس لیے مبلغ اور داعی حضرات و خواتین کو خود باعمل ہونا چاہیے۔ اور انہیں ہمیشہ اس سخت ترین قرآنی وعید کو مدنظر رکھنا چاہیے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف:۲'۳) ③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس معیار پر پورے اترتے تھے اور انہوں نے اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اگر ان کی بیوی خلاف شریعت کاموں کی مرتکب ہوتی تو ان کے اہل میں نہ ہوتی۔ ④ سورۂ حشر کی آیت: ۷ پوری شریعت کی جامع آیت ہے اور حجیت حدیث کی بنیادی دلیل بھی۔

٤١٧٠- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن أُسَامَةَ، عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مُجَاهِدِ بنِ جَبْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ: لُعِنَتِ الوَاصِلَةُ والْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ.

۴۱۷۰- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لعنت کی گئی ہے اس عورت پر جو بال جوڑے اور جڑوائے' جو چہرے کے بال اکھیڑے اور اکھڑوائے اور جو جسم گودے یا گدوائے بغیر کسی بیماری کے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ الَّتِي تَصِلُ الشَّعَرَ بِشَعَرِ النِّسَاءِ. وَالْمُسْتَوْصِلَةُ: المَعْمُولُ بِهَا. وَالنَّامِصَةُ: الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَّهُ. وَالْمُتَنَمِّصَةُ المَعْمُولُ بِهَا. وَالْوَاشِمَةُ الَّتِي تَجْعَلُ الْخِيلَانَ في

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ [وَاصِلَه] سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورتوں کے بال جوڑتی ہو اور [مُسْتَوْصِلَه] وہ ہے جو یہ کام کروائے۔ [نَامِصَه] وہ ہے جو ابرووں کے بالوں کو نوچتی اور انہیں باریک بناتی ہو اور [مُتَنَمِّصَه] وہ ہے جو یہ کام کروائے۔ [وَاشِمَه] وہ ہے جو چہرے کی جلد پر سرمے یا سیاہی سے تل وغیرہ

٤١٧٠ـ تخريج: [إسناده حسن] * أسامة هو ابن زيد الليثي.

وَجْهِهَا بِكُحْلٍ أَوْ مِدَادٍ. وَالْمُسْتَوْشِمَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا.

بناتی ہو اور [مُسْتَوْشِمَه] وہ ہے جو یہ کام کرواتی ہو۔

فائدہ: اگر کسی بیماری وغیرہ کے سبب سے کسی عورت کے بال جھڑ جائیں تو مناسب حد تک وِگ وغیرہ استعمال کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

٤١٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قال: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن سَالِمٍ، عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قال: لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ.

۴۱۷۱- جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ دھاگوں سے بنی چوٹی (موباف) میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ گویا سعید ؒ کی رائے یہ تھی کہ بالخصوص عورتوں کے بال (اور بال لگا کر) جوڑنا ہی منع ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ: الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور ایسے ہی امام احمد ؒ کہتے تھے کہ دھاگوں کی چوٹی کا کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ: یہ قول سنداً ضعیف ہے، تاہم موباف (دھاگوں کی بنی چوٹی) کے استعمال میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ امام احمد ؒ کے قول سے بھی واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي رَدِّ الطِّيبِ (التحفة ٦)

باب:٦- خوشبو واپس کرنا درست نہیں

٤١٧٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَعْنَى: أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئَ حَدَّثَهُمْ عن سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عن عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عن الْأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ

۴۱۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے۔ بلاشبہ اس کی مہک عمدہ ہوتی ہے اور اس میں کوئی بوجھ بھی نہیں ہوتا۔“

٤١٧١ـ تخريج: [ضعيف] * شريك القاضي عنعن.

٤١٧٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب وغيرها، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب ... الخ، ح: ٢٢٥٣ من حديث المقرىء به مختصرًا، ورواه النسائي، ح: ٥٢٦١.

فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ».

فائدہ: خوشبودار پھول یا عطر کوئی بڑا بھاری بوجھ نہیں ہوتا جو نا قابل برداشت ہو اور کوئی اتنا بڑا احسان بھی نہیں ہوتا کہ اس کا عوض دینا کچھ مشکل ہو۔ یا عوض نہ دینے سے کوئی گلہ شکوہ کرے تو ایسی چیز کو رد کیوں کیا جائے۔ (علامہ وحیدالزمان)

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي طِيبِ الْمَرْأَةِ لِلْخُرُوجِ (التحفة ٧)

باب:٧- عورت باہر جاتے ہوئے خوشبو نہ لگائے

٤١٧٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: أخبرنا ثَابِتُ بنُ عُمَارَةَ قال: حدَّثني غُنَيْمُ ابنُ قَيْسٍ عن أبي مُوسَى عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذَا اسْتَعْطَرَتِ المَرْأَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ كَذا وكَذا» قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا.

۴۱۷۳- سیدنا ابوموسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت خوشبو لگا کر کسی قوم پر سے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوشبو پالیں تو وہ ایسی اور ایسی ہے۔“ آپ نے بڑی سخت بات فرمائی۔

فائدہ: عورت کو خوشبو لگا کر باہر نکلنا حرام ہے۔ سنن نسائی اور جامع ترمذی کی روایات میں ایسی عورت کے لیے زانیہ اور بدکارہ ہونے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائی' الزینة' حدیث:۵۱۲۹ و جامع الترمذی' الأدب' حدیث:۲۷۸۶)

٤١٧٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ، عن عُبَيْدٍ مَوْلَى أَبِي رُهْمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطِّيبِ يَنْفَحُ وَلِذَيْلِهَا إعْصَارٌ، فقالَ: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ جِئْتِ مِنَ المَسْجِدِ؟ قالَتْ: نَعَمْ،

۴۱۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ کو ایک عورت ملی انہوں نے اس سے عطر کی خوشبو محسوس کی اور اس کی چادر کا پلو غبار بھی اڑاتا آ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا: اے جبّار کی بندی! بھلا تو مسجد سے آئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تو کیا اسی کے لیے تو نے خوشبو لگائی تھی؟ کہنے لگی' ہاں۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے محبوب

٤١٧٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية خروج المرأة متعطرةً، ح:٢٧٨٦ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٥١٢٩.

٤١٧٤_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة النساء، ح:٤٠٠٢ من حديث سفيان به * عاصم بن عبيدالله ضعيف، وتابعه عبدالرحمن بن الحارث بن أبي عبيد، عند البيهقي: ٣/ ١٣٣، ١٣٤، وللحديث شواهد.

قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: «لا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ».

ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جو عورت اس مسجد کے لیے خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز قبول نہیں حتی کہ واپس جائے اور اس اہتمام سے غسل کرے جیسے کہ وہ جنابت سے کرتی ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الإِعْصَارُ غُبَارٌ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا: [اعصار] کا مفہوم ہے [غبار]

فوائد ومسائل: ① جہاں فتنے کا اندیشہ نہ ہو وہاں اجنبی عورت سے براہ راست خطاب کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا حق ہے۔ بالخصوص بڑی عمر کے بزرگوں کے لیے یہ عمل کوئی عیب شمار نہیں ہوتا۔ ② عورتوں کو جائز نہیں کہ خوشبو لگا کر باہر نکلیں خواہ مسجد ہی جانا ہو۔

٤١٧٥ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ». قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ: «الآخِرَةَ».

۴۱۷۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔“

ابن نفیل نے [عِشَاء الآخِرَة] کے لفظ روایت کیے۔

فائدہ: عود لوبان کی خوشبو کا ایک انداز عرب میں یہ ہے کہ وہ لوگ اس کی دھونی لیتے ہیں۔ اس سے اس کی خوشبو ان کے جسم اور کپڑوں میں بس جاتی ہے۔ جو بہت ہلکی ہوتی ہے اور بھلی لگتی ہے، جب ہلکی خوشبو حرام ہے تو تیز خوشبو اور بھی زیادہ قبیح ہوگی۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الخَلُوقِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٨)

باب:۸- مردوں کے لیے زعفران کا استعمال

فائدہ: [خَلُوق] سے مراد ایسی خوشبو ہے جو زعفران اور دیگر خوشبوؤں سے مرکب ہو۔ اور اس پر سرخی اور زردی غالب ہو۔ بعض احادیث میں اس کی اباحت اور بعض میں نہی وارد ہے، اس لیے کئی علماء نہی کی احادیث کو دوسری

٤١٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة . . . الخ، ح: ٤٤٤ من حديث أبي علقمة عبدالله بن محمد به.

احادیث کے لیے ناسخ سمجھتے ہیں۔ (عون المعبود)

٤١٧٦- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ قالَ: قَدِمْتُ عَلَى أهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقالَ: «اذْهَبْ فاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ»، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقالَ: «اذْهَبْ فاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ»، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ فَرَحَّبَ بِي وَقالَ: «إنَّ المَلَائِكَةَ لا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ وَلا الْمُتَضَمِّخَ بالزَّعْفَرَانِ وَلا الْجُنُبَ» وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إذَا نَامَ أوْ أكَلَ أوْ شَرِبَ أنْ يَتَوَضَّأَ.

۴۱۷۶-سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے بیان کیا کہ میں (سفر سے واپس آیا اور) رات کو اپنے گھر والوں کے ہاں پہنچا جب کہ میرے ہاتھ پھٹ چکے تھے تو انہوں نے مجھے زعفران لگا دی۔ میں صبح کے وقت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے مجھے جواب دیا نہ خوش آمدید کہا بلکہ فرمایا: ”جاؤ اور اسے اپنے آپ سے دھو کر آؤ۔“ چنانچہ میں گیا اور اسے دھو ڈالا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کا کچھ اثر اور داغ مجھ پر باقی رہ گیا تھا۔ میں نے سلام پیش کیا تو آپ نے مجھے جواب دیا نہ خوش آمدید کہا اور فرمایا: ”جاؤ اور اسے اپنے آپ سے دھو کر آؤ۔“ چنانچہ میں گیا اور اسے (دوبارہ) دھو کر حاضر خدمت ہوا اور سلام کہا تو آپ نے مجھے جواب دیا اور خوش آمدید بھی کہا۔ اور فرمایا: ”بلاشبہ فرشتے کافر کے جنازے پر خیر کے ساتھ حاضر نہیں ہوتے اور نہ ایسے آدمی کے پاس آتے ہیں جس نے زعفران لگائی ہو اور نہ جنبی کے پاس آتے ہیں۔“ البتہ جنبی کے لیے رخصت دی کہ جب وہ سونا یا کھانا پینا چاہے تو وضو کر لے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، تاہم اس روایت میں مذکور باتیں دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہیں، علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو بھی التعلیق الرغیب (۹۱/۱) میں حسن کہا ہے۔ ② نہی عن المنکر کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ گناہ کے مرتکب کے سلام کا جواب نہ دیا جائے اور بات چیت ترک کر دی جائے۔ مگر ظاہر ہے کہ سلام چھوڑ دینا ایک سزا ہے اور اس کے لیے پہلے متعلقہ شخص کا عذر دور کر دینا ضروری ہے یعنی دین سمجھانے میں محنت کی گئی ہو تبھی یہ سزا دینی چاہیے اور پھر یہ انداز وہیں کامیاب اور مفید ہوتا ہے جب متعلقہ فرد دینی اعتبار سے خوب

٤١٧٦ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٢٥ مختصرًا، وسيأتي، ح: ٤٦٠١، وأخرجه البيهقي: ٥/ ٣٦ من حديث أبي داود به.

سمجھ دار اور حساس ہو۔ غبی آدمی اس سے کچھ اور ہی مفہوم لے گا۔ ونسأل الله العافية. ③ مردوں کو زعفران کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیے۔

٤١٧٧ - حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بنِ أبي الْخُوَارِ أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بنَ يَعْمَرَ يُخْبِرُ عن رَجُلٍ أخْبَرَهُ عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ - زَعَمَ عُمَرُ أنَّ يَحْيَىٰ سَمَّى ذَلِكَ الرَّجُلَ فَنَسِيَ عُمَرُ اسْمَهُ - أنَّ عَمَّارًا قالَ: تَخَلَّقْتُ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، وَالأَوَّلُ أتَمُّ بِكَثِيرٍ فِيهِ ذِكْرُ الْغَسْلِ، قالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ: وَهُمْ حُرُمٌ؟ قالَ: لَا، الْقَوْمُ مُقِيمُونَ.

۴۱۷۷- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے زعفران لگائی' اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ اور پہلی حدیث زیادہ کامل ہے۔ اس روایت میں دھونے کا ذکر ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عطاء سے پوچھا: کیا وہ اس وقت احرام میں تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں' مقیم تھے۔

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو بھی حسن کہا ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ زعفران کی ممانعت محض احرام کی وجہ سے نہ تھی بلکہ مردوں کے لیے عام حالات میں بھی ممنوع ہے۔

٤١٧٨ - حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ الأَسَدِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بْنِ حَرْبٍ الأَسَدِيُّ: حَدَّثَنا أبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن الرَّبِيعِ بنِ أَنَسٍ، عن جَدَّيْهِ قالَا: سَمِعْنَا أبَا مُوسَى يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَقْبَلُ الله صَلَاةَ رَجُلٍ في جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خَلُوقٍ».

۴۱۷۸- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے جسم پر معمولی سی خلوق بھی لگی ہو۔''

٤١٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٠ من حديث ابن جريج، والبيهقي: ٥/ ٣٦ من حديث أبي داود به * فيه رجل مجهول.

٤١٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢/ ١٨٢، ١٨٣ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ٤٠٣ عن محمد بن عبدالله الزبيري الأسدي به بلون آخر * زيد وزياد جدا الربيع مجهولان (تقريب).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَدَّاهُ زَيْدٌ وزِيادٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں سند میں وارد ربیع بن انس کے نانا دادا سے مراد زید اور زیاد ہیں۔

٤١٧٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنَّ حَمَّادَ بنَ زَيْدٍ وَإِسْمَاعِيلَ بنَ إِبراهِيمَ حَدَّثَاهُمْ عنْ عبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عنْ أَنسٍ قالَ: نَهى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ، وَقالَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ: أن يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

۴۱۷۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مرد زعفران لگائیں۔ اور اسماعیل (بن ابراہیم) سے یہ لفظ مروی ہے: [أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُل]

فائدہ: عورتوں کے لیے گھر کے اندر خاوند کے سامنے زعفران یا دیگر خوشبوؤں کا استعمال جائز ہے۔

٤١٨٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حدثنا عبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ: حدثنا سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عنْ ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ، عن الْحَسَنِ بنِ أَبِي الْحَسَنِ، عنْ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ المَلَائِكَةُ: جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ، وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ».

۴۱۸۰-سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے لوگوں کے پاس فرشتے نہیں آتے ہیں۔ کافر کی لاش اور جس نے خلوق (زعفران سے مرکب خوشبو) لگائی ہو اور جنبی آدمی الا یہ کہ وضو کر لے۔"

٤١٨١- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حدثنا عُمَرُ بنُ أَيُّوبَ عنْ جَعْفَرِ ابنِ بُرقَانَ، عنْ ثَابِتِ بنِ الْحَجَّاجِ، عنْ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيِّ، عنِ الْوَلِيدِ بنِ عُقْبَةَ

۴۱۸۱-حضرت ولید بن عقبہ (ابن ابی معیط) نے کہا: جب اللہ کے نبی ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ کے پاس لانے لگے۔ آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔

٤١٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب نهي الرجل عن التزعفر، ح: ٢١٠١ من حديث حماد بن زيد به.

٤١٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد ضعيفة عند البزار، (كشف: ١/ ٣٥٥)، والهيثمي في مجمع الزوائد: ٥/ ٧٢، ١٧٦ * الحسن البصري مدلس، ولم يسمع من عمار.

٤١٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢/ ٣١٩ من حديث عمر بن أيوب، وأحمد: ٤/ ٣٢ من حديث جعفر بن برقان به * عبدالله الهمداني مجهول، وخبره منكر، قاله ابن عبدالبر.

قالَ: لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُؤُسَهُمْ قالَ: فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوقِ.

مجھے بھی آپ کے پاس لایا گیا' مگر مجھ پر خلوق (مرکب زعفران) لگی تھی۔ تو آپ نے اس وجہ سے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا۔

٤١٨٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَلَّ مَا يُوَاجِهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قالَ: «لَوْ أَمَرْتُمْ هٰذَا أَنْ يَغْسِلَ هٰذَا عَنْهُ».

۴۱۸۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جبکہ اس پر زرد رنگ کا نشان تھا۔ اور بہت کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی پر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں اور براہ راست اسے کچھ کہیں۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم اسے کہہ دو کہ اپنے پر سے اسے دھو ڈالے (تو بہت بہتر ہو۔'')

(المعجم ٩) - باب مَا جَاءَ فِي الشَّعْرِ (التحفة ٩)

باب:۹- بالوں کا بیان

٤١٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنِ الْبَرَاءِ قالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. زَادَ مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ: لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

۴۱۸۳- حضرت براء ؓ نے بیان کیا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی نے زلفیں رکھی ہوں' سرخ جوڑا پہنا ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خوبصورت ہو۔ محمد بن سلیمان نے مزید کہا: آپ ﷺ کی زلفیں کندھوں تک آتی تھیں۔

٤١٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٣، والترمذي في الشمائل، ح: ٣٤٥(بتحقيقي)، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٣٥، والكبرٰى، ح: ١٠٦٤ من حديث حماد بن زيد به، وانظر، ح: ٤٧٨٩ * سلم بن قيس العلوي البصري ضعيف (تقريب).

٤١٨٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٧٢، وأخرجه مسلم، ح: ٢٣٣٧/ ٩٢ من حديث وكيع به، ورواه البيهقي في دلائل النبوة: ١/ ٢٢٣ من حديث أبي داود به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسرائیل نے ابو اسحاق سے روایت کیا کہ آپ ﷺ کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے اور شعبہ نے کہا کہ کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔

٤١٨٤- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

۴۱۸۴- حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بال رکھے ہوئے تھے جو آپ کے کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔

٤١٨٥- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

۴۱۸۵- سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهِمَ شُعْبَةُ فِيهِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس میں شعبہ کو وہم ہوا ہے۔

٤١٨٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حدثنا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

۴۱۸۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کے درمیان تک آتے تھے۔

٤١٨٧- حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ

۴۱۸۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال "وَفْرَہ" سے زائد اور "جُمَّہ"

٤١٨٤ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٧٢، وانظر الحديث السابق.

٤١٨٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب اتخاذ الشعر، ح: ٥٠٦٤ من حديث عبدالرزاق، والترمذي في الشمائل، ح: ٢٩ (بتحقيقي) من حديث معمر به.

٤١٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٤١٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الجمة واتخاذ الشعر، ح: ١٧٥٥ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٣٥.

ابنِ عُرْوَةَ، عنْ أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُونَ الْجُمَّةِ.

سے کم ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سر کے بال جب کانوں کی لوؤں تک آئیں تو [وَفْرَہ] اور جب کندھوں تک پہنچیں تو [جُمَّہ] کہلاتے ہیں۔ اور ان کے درمیان کو [لِمَّہ] سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② مردوں کو مذکورہ بالا مختلف اندازوں میں بال رکھنا جائز ہے بشرطیکہ مقصد نبی ﷺ کا اتباع ہو۔

(المعجم ١٠) - باب مَا جَاءَ فِي الْفَرْقِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- مانگ نکالنے کا بیان

٤١٨٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ: أخبرني ابنُ شِهَابٍ عنْ عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ أهْلُ الْكِتَابِ - يَعْنِي يَسْدِلُونَ أشْعَارَهُمْ - وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ تُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ، فَسَدَلَ رَسُولُ الله ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

٤١٨٨- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو ایسے ہی سیدھا (پیچھے کی طرف) چھوڑ دیا کرتے تھے جب کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جن امور میں کوئی حکم نہ دیا گیا ہوتا' آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت کرنا پسند فرماتے تھے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بال سیدھے رکھنے شروع کیے مگر بعد میں مانگ نکالنے لگے۔

فائدہ: واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا مانگ نکالنا اللہ کے حکم سے تھا اگرچہ مشرکین بھی نکالا کرتے تھے۔ پس مشرکین اور کفار کی وہی مشابہت ناجائز ہے جو ان کی دینی اور خاص قومی علامت ہو۔

٤١٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأعْلَى عنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابنَ إسْحَاقَ، قال: حدَّثني مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ

٤١٨٩- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں مانگ نکالنے لگتی تو آپ کے سر کے بیچوں بیچ سے نکالتی اور آپ

٤١٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الفرق، ح: ٥٩١٧، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعره ﷺ وصفاته وحليته، ح: ٢٣٣٦ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤١٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٠ من حديث محمد بن إسحاق به.

ابنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرِقَ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوخِهِ وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ.

کی پیشانی کے بالوں کو آپ کی آنکھوں کے سامنے لٹکاتی (یعنی پھرانہیں آدھوآدھ کردیتی۔)

فائدہ: ٹیڑھی مانگ نکالنا اسوۂ رسول ﷺ کے خلاف اور مشرکین و کفار کی موافقت اور مشابہت ہے، اس لیے مسلمانوں کو اس بدعادت سے باز رہنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] (سنن ابی داود، اللباس، حدیث:۴۰۳۱) ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔''

(المعجم ۱۱) - بَابٌ: فِي تَطْوِيلِ الْجُمَّةِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱-بالوں کو بہت زیادہ لمبا کر لینا

٤١٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ السُّوَائِيُّ، هُوَ أَخُو قَبِيصَةَ، وَحُمَيْدُ بْنُ خُوَارٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «ذُبَابٌ ذُبَابٌ». قَالَ: فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ».

۴۱۹۰-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے بال بہت لمبے تھے، چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے: ''نحوست ہے، نحوست ہے۔'' چنانچہ میں واپس گیا اور انہیں کاٹ ڈالا اور پھر اگلے دن حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے کوئی بری بات نہیں کہی تھی اور اب یہ بہتر ہے۔''

فائدہ: لمبے بال رکھے جاسکتے ہیں جیسے کہ گزشتہ باب میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بیان میں گزرا ہے۔ مگر مردوں کے بالوں کا کندھوں سے نیچے ہونا جائز نہیں۔

(المعجم ۱۲) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُضَفِّرُ شَعْرَهُ (التحفة ۱۲)

باب:۱۲-مرد اپنے لمبے بالوں کو گوندھ لے تو جائز ہے

٤١٩٠ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب كراهية كثرة الشعر، ح:٣٦٣٦، والنسائي، ح:٥٠٥٥ من حديث معاوية، وسفيان بن عقبة به * سفيان الثوري صرح بالسماع عند النسائي.

٤١٩١- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قالَ: قالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ إلى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ. تَعْنِي عَقَائِصَ.

۴۱۹۱-سیدہ ام ہانی ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مکہ تشریف لائے تو ان کے بالوں کی چار لٹیں تھیں جو گوندھی ہوئی تھیں۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي حَلْقِ الرَّأْسِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-سر منڈوا دینا جائز ہے

٤١٩٢- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ وَابنُ المُثَنَّى قالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ أَبِي يَعْقُوبَ يُحَدِّثُ عن الْحَسَنِ بنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ» ثُمَّ قالَ: «ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي» فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: «ادْعُوا لِي الْحَلَّاقَ» فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا.

۴۱۹۲-حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ (حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کی شہادت کے موقع پر) نبی ﷺ نے آل جعفر کو تین دن تک کچھ نہ کہا' پھر ان کے پاس آئے اور فرمایا: ''آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔'' پھر فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ۔'' پس ہمیں لایا گیا' گویا ہم چڑیا کے بچے تھے۔ (یعنی ہمارے سروں کے بال بکھرے ہوئے تھے) تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس حجام کو بلاؤ۔'' تو آپ نے اس سے کہا اور اس نے ہمارے سر مونڈ ڈالے۔

فائدہ: بچوں کے بال مونڈ دینے میں کوئی حرج نہیں' اسی طرح مردوں کو بھی جائز ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الصَّبِيِّ لَهُ ذُؤَابَةٌ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-بچوں کی زلفوں کا بیان

٤١٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ:

۴۱۹۳-حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

٤١٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب دخول النبي ﷺ مكة، ح: ١٧٨١ من حديث سفيان به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٣١ * سفيان وابن أبي نجيح عنعنا، وقال البخاري: "لا أعرف لمجاهد سماعًا من أم هانيء".

٤١٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب حلق رؤوس الصبيان، ح: ٥٢٢٩ من حديث وهب بن جرير به، وصححه النووي على شرط البخاري، ومسلم (رياض الصالحين، ح: ١٦٤٢).

٤١٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عثمان، والبخاري، اللباس، ◄◄

حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُثْمانَ- قالَ أحْمَدُ: كَانَ رَجُلًا صَالِحًا - قالَ: أخبرنا عُمَرُ بنُ نَافِعٍ عَنْ أبيهِ، عنِ ابنِ عُمَرَ قالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ: أنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ بَعْضُ شَعْرِهِ.

ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا ہے۔ اور قزع سے مراد یہ ہے کہ بچے کے سر سے کچھ بال مونڈ دیے جائیں اور کچھ چھوڑ دیے جائیں۔

فائدہ: ہمارے ہاں آج کل ''برگرکٹ'' کے نام سے جو آدھا سر مونڈ دیا جاتا ہے' اس حدیث کی روشنی میں جائز نہیں۔

٤١٩٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا أيُّوبُ عنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى عنِ الْقَزَعِ وَهُوَ أنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكَ لَهُ ذُؤَابَةٌ.

۴۱۹۴- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ بچے کا سارا سر مونڈ دیا جائے اور کوئی ایک لٹ باقی رکھی جائے۔

فائدہ: اہل بدعت میں یہ مروج ہے کہ وہ اپنے بعض پیروں اور بزرگوں کے نام سے کچھ بال نہیں کاٹتے ایک لٹ باقی رکھتے ہیں تو ان کا یہ عمل حرام ہے' کیونکہ یہ نذر لغیر اللہ ہے۔

٤١٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنْ أيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «احْلِقُوهُ كُلَّهُ أوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ».

۴۱۹۵- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے کچھ بال مونڈ دیے گئے تھے اور کچھ چھوڑے ہوئے تھے تو آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور کہا: ''اس کے سارے بال مونڈ دو یا سارے رکھو۔''

باب القزع، ح: ٥٩٢٠ من حديث عمر بن نافع به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٤، ٣٩.

٤١٩٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠١ من حديث حماد بن سلمة به.

٤١٩٥- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب الرخصة في حلق الرأس، ح: ٥٠٥١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٩٥٦٤، ومسند أحمد: ٢/ ٨٨، ورواه مسلم، ح: ٢١٢٠ من حديث عبدالرزاق به مختصرًا، ولم يذكر اللفظ.

فائدہ: مسلمانوں کو مشرکین اور کفار کی تقلید و نقالی سے احتراز کرنا واجب ہے۔ بچوں کا معاملہ ان کے والدین اور سرپرستوں سے متعلق ہے۔ ان پر لازم ہے کہ بچوں کے لباس اور حجامت میں اسلامی ثقافت کو ملحوظ خاطر رکھا کریں۔ اور یہ معاملہ جب بچوں میں ناجائز ہے تو بڑوں کے لیے بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا۔

(المعجم ١٥) - **باب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ** (التحفة ١٥)

باب:۱۵-زلفیں بڑھا لینے کی رخصت

٤١٩٦- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ عَنْ مَيْمُونِ بنِ عَبْدِ الله، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِي أُمِّي: لَا أَجُزُّهَا، كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَمُدُّهَا وَيَأْخُذُ بِهَا.

۴۱۹۶-سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری لمبی لمبی زلفیں تھیں۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: انہیں مت کاٹو' رسول اللہ ﷺ انہیں (پیار سے) کھینچتے تھے اور پکڑ لیا کرتے تھے۔

٤١٩٧- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ ابنُ حَسَّانَ قالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي المُغِيرَةُ قالَتْ: وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقالَ: احْلِقُوا هٰذَيْنِ أَوْ قُصُّوهُمَا فَإِنَّ هٰذَا زِيُّ الْيَهُودِ.

۴۱۹۷-حجاج بن حسان نے بیان کیا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ میری بہن مغیرہ نے بیان کیا کہ تم ان دنوں نوعمر بچے تھے اور تمہارے بالوں کی دو لٹیں تھیں۔ تو انہوں نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے لیے برکت کی دعا کی اور فرمایا: انہیں مونڈ ڈالو یا کتروالو۔ بلاشبہ یہ یہودیوں کی علامت ہے۔

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: فِي أَخْذِ الشَّارِبِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۶-مونچھیں کتروانے کا بیان

فائدہ: مونچھوں کے بالوں کا وہ حصہ جو ہونٹوں کے عین اوپر ہوتا ہے [شوارب] کہلاتا ہے۔ اور اطراف کو [اسبال] کہتے ہیں۔ درج ذیل احادیث شوارب سے متعلق ہیں۔

٤١٩٦- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٤٨٥ من حديث أبي داود به * ميمون ابن عبدالله مجهول (تقريب).

٤١٩٧- **تخريج**: [ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٤٨٣ من حديث أبي داود به * أخت الحجاج المغيرة لم أجد من وثقها، حالها مجهول.

٤١٩٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبيَّ ﷺ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ».

۴۱۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''فطری امور پانچ ہیں' یا فرمایا کہ پانچ باتیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرانا' زیر ناف کی صفائی' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا اور مونچھیں کتروانا۔''

فائدہ: ① ''امور فطرت'' یعنی وہ اعمال جن کا اختیار کرنا اس قدر اہم ہے کہ گویا وہ جبلی اور خلقی امور ہوں۔ نیز تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی ان کا التزام کیا ہے جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ② صحیح مسلم کی ایک روایت میں دس امور کا ذکر ہے۔ جو یہ ہیں: مونچھیں کتروانا' ڈاڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' ناک میں پانی دینا' ناخن تراشنا' جوڑوں کا دھونا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' زیر ناف کی صفائی کرنا' استنجا کرنا اور کلی کرنا۔ (صحیح مسلم' الطهارة' حدیث:۲۶۱) ③ ان سب امور کا اختیار کرنا واجب ہے اور یہ اسلامی شرعی شعار بھی ہیں۔ اور اللہ عزوجل کا حکم ہے ﴿ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ ''دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' (البقرہ:۲۰۸) کچھ احکام کو مان لینا اور کچھ کو چھوڑ دینا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ ان امور میں تقصیر کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ④ زیر ناف کے لیے استرا استعمال کرنا اور بغلوں کے بالوں کو نوچنا ہی سنت ہے۔ اگرچہ دوسرے طریقوں سے بھی یہ عمل ہو سکتا ہے۔

٤١٩٩- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبي بَكْرِ بنِ نَافِعٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِإحْفَاءِ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ.

۴۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں مونڈوانے اور ڈاڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

٤٢٠٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ:

۴۲۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا'

٤١٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح:٥٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤١٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٤٧، ورواه البخاري، ح:٥٨٩٢، ٥٨٩٣ من حديث نافع به نحو المعنى.

٤٢٠٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في توقيت تقليم الأظفار وأخذ الشارب، ح:٢٧٥٨ من حديث صدقة الدقيقي به، وهو ضعيف وحديث جعفر بن سليمان عند مسلم، ح:٢٥٨ يغني عنه.

حَدَّثَنا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَلْقَ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمَ الأَظْفَارِ، وَقَصَّ الشَّارِبِ، وَنَتْفَ الإِبْطِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، مَرَّةً.

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے حد مقرر کر دی تھی کہ زیر ناف کی صفائی' ناخن تراشنے' موچھیں کاٹنے اور بغلوں کے بال اکھیڑنے کا عمل چالیس دن میں ایک بار (ضرور) کرلیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبي عِمْرَانَ، عن أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ، قالَ: وُقِّتَ لَنَا، وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس روایت کو جعفر بن سلیمان نے بواسطہ ابوعمران حضرت انس سے روایت کیا' مگر نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ اور کہا: ''ہمارے لیے یہ حد مقرر کی گئی تھی۔'' اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

[صَدَقَةُ : لَيْسَ بِالقَوِيِّ].

[اور صدقہ دقیقی قوی راوی نہیں ہے]

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم چالیس دن کی مدت کی بابت صحیح مسلم میں روایت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الطهارة' باب خصال الفطرة' حدیث:٢٥٨- علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: صحیح ابوداود' کتاب و باب مذکور) لہٰذا معلوم ہوا کہ چالیس دن کی مدت زیادہ سے زیادہ ہے۔ اس سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔

٤٢٠١- **حَدَّثَنا** ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَقَرَأَهُ عَبْدُ المَلِكِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: كُنَّا نُعَفِّي السِّبَالَ إِلَّا في حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ.

۴۲۰۱- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حج اور عمرے کے علاوہ ڈاڑھیوں کو چھوڑا رکھتے تھے۔

فائدہ: یعنی حج اور عمرے میں ہم کچھ کاٹ لیا کرتے تھے' ان کے علاوہ کسی اور موقع پر ہم ایسا نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے۔ اس لیے حج اور عمرے کے موقع پر بھی ڈاڑھی کا کاٹنا جائز نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الاسْتِحْدَادُ: حَلْقُ الْعَانَةِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ [اَلْاِسْتِحْدَاد] کا مفہوم زیر ناف بالوں کی صفائی ہے۔

٤٢٠١_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] * وحسنه الحافظ في الفتح: ١٠/ ٣٥٠، ولكن أبا الزبير عنعن.

(المعجم ١٧) - **بَابٌ: فِي نَتْفِ الشَّيْبِ** (التحفة ١٧)

باب:١٧-سفید بال نوچنے کا مسئلہ

٤٢٠٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ الْمَعْنَى عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً في الإسْلَامِ» قالَ عَنْ سُفْيَانَ: «إلَّا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، وَقال في حَدِيثِ يَحْيَى: «إلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحَطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةً».

۴۲۰۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید بال مت نوچا کرو' جس کسی مسلمان کے بال حالت اسلام میں سفید ہو جائیں قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور کا باعث ہوں گے۔'' اور یحییٰ کی روایت میں ہے...... ''اللہ تعالیٰ ایک ایک بال کے عوض اس کی نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ دور کرتا ہے۔''

فائدہ: سفید بال ڈاڑھی میں ہوں یا سر میں' انہیں اکھیڑنا جائز نہیں ہے اور نہ کالا رنگ جائز ہے جیسے کہ اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ١٨) - **بَابٌ: فِي الْخِضَابِ** (التحفة ١٨)

باب:١٨-خضاب لگانے کا بیان

٤٢٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ».

۴۲۰۳- سیدنا ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے پس تم ان کی مخالفت کیا کرو۔'' (یعنی رنگا کرو۔)

٤٢٠٢ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ١٧٥/٢ عن يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ٢٨٢١، وابن ماجه، ح: ٣٧٢١، والنسائي، ح: ٥٠٧١ من حديث عمرو بن شعيب به * ابن عجلان صرح بالسماع، وللحديث طرق كثيرة.

٤٢٠٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، اللباس، باب الخضاب، ح: ٥٨٩٩، ومسلم، اللباس، باب: في مخالفة اليهود في الصبغ، ح: ٢١٠٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

فائدہ: اس سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے کہا ہے کہ سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنا واجب ہے۔ لیکن دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے' یعنی رنگنا بہتر ہے' لیکن بالوں کو سفید ہی رہنے دینا' یہ بھی جائز ہے۔

٤٢٠٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ عن أبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ».

۴۲۰۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز (حضرت ابوبکر ؓ کے والد) ابوقحافہ کو لایا گیا تو ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں کسی رنگ سے بدل دو اور سیاہی سے بچو۔''

فائدہ: سر یا ڈاڑھی کے سفید بالوں کو کالے رنگ کا خضاب لگانا ناجائز ہے۔

٤٢٠٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عن أبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ أحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هٰذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۴۲۰۵- سیدنا ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق سب سے بہتر چیز جس سے یہ سفید بال رنگے جاتے ہیں مہندی اور کتم ہے۔''

فائدہ: [کتم] ایک خاص پہاڑی بوٹی ہے جو بالخصوص یمن میں پائی جاتی ہے۔ اس کے پتے بطور خضاب استعمال کیے جاتے ہیں اور اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے خالص سیاہ نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہندی

٤٢٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة، وتحريمه بالسواد، ح: ٢١٠٢ عن ابن السرح به.

٤٢٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الخضاب، ح: ١٧٥٣ من حديث عبدالله بن بريدة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٢٢، والنسائي، ح: ٥٠٨٣، وصححه ابن حبان: ١٤٧٥، وهو في مصنف عبدالرزاق (جامع معمر)، ح: ٢٠١٧٤، وسماع معمر من الجريري قبل تغيره (الكواكب النيرات، ص: ٣٦).

اور کتم یا ان کا مرکب خضاب جائز ہے۔

٤٢٠٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ إيَادٍ: أخبرنا إيَادٌ عن أبي رِمْثَةَ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبيِّ ﷺ فإذَا هُوَ ذُو وَفْرَةٍ بِهَا رَدْعُ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

۴۲۰۶-حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ کے بال کانوں تک تھے' ان میں مہندی کے رنگ کی جھلک تھی اور آپ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

٤٢٠٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ أَبْجَرَ عنْ إيَادِ بنِ لَقِيطٍ، عنْ أبي رِمْثَةَ فِي هٰذَا الْخَبَرِ قالَ: فَقَالَ لَهُ أبي: أرِنِي هٰذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ فَإنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ، قالَ: «اللهُ الطَّبِيبُ بَلْ أنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ، طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا».

۴۲۰۷-ایاد بن لقیط نے حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ میرے والد نے آپ سے عرض کیا: یہ جو آپ کی کمر پر ہے مجھے دکھائیں' میں طبیب (معالج) ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''طبیب تو اللہ ہے' تم رفیق (تسلی دینے والے اور نرمی کرنے والے) ہو۔ طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔''

فائدہ: حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کے والد کا اشارہ آپ ﷺ کی کمر پر مہر نبوت کی طرف تھا جس کی حقیقت سے وہ اس وقت تک واقف نہیں ہوئے تھے۔

٤٢٠٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عنْ إيَادِ بنِ لَقِيطٍ، عنْ أبي رِمْثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أتَيْتُ النَّبيَّ ﷺ أنَا وَأبِي فَقَالَ لِرَجُلٍ أوْ لأبِيهِ: «مَنْ هٰذَا؟» قالَ: ابْنِي، قالَ: «لَا تَجْنِي عَلَيْهِ»، وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بالْحِنَّاءِ.

۴۲۰۸-حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک شخص سے یا میرے والد سے (میرے متعلق پوچھا) کہ ''یہ کون ہے؟'' انہوں نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تیرا قصور نہیں اٹھائے گا۔'' (یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔) اور آپ نے اپنی

٤٢٠٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٦٥.

٤٢٠٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٢٠٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ٥/ ١٩٣، ١٩٤ من حديث أبي داود به.

ڈاڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔

فائدہ: قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (بنیٓ اسرائیل:۱۵) ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' یہ قاعدہ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ہے۔ جرم کی سزا اصل مجرم ہی کو دینی چاہیے نہ کہ اس کے عزیز و اقارب کو۔ یہ جو ہمارے ہاں بسا اوقات پولیس والے اصل مجرم کی بجائے یا مجرم کے فرار ہو جانے پر اس کے باپ یا بیٹے یا کسی دوسرے عزیز رشتہ دار کو پکڑ لیتے ہیں تو یہ شرعاً ناجائز ہے' نیز اخلاقی اور قانونی طور پر بھی اس کا کوئی جواز نہیں لیکن چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ کا کوئی ڈر خوف ہے نہ اخلاقی اور قانونی تقاضوں کا کوئی لحاظ' اس لیے یہ لوگ ایسی قبیح اور گندی حرکتیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی دردناک عذاب ہے۔ اعاذنا اللہ منه.

٤٢٠٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ وَلٰكِنْ قَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

۴۲۰۹- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے خضاب کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے اپنے بال نہیں رنگے۔ لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے رنگے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے سر یا ڈاڑھی میں اس قدر سفیدی نہیں آئی تھی کہ باقاعدہ رنگنے کی ضرورت پڑتی۔ چند گنتی کے بال ضرور سفید ہوئے تھے جنہیں رنگا بھی گیا تھا مگر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے چونکہ رنگتے نہیں دیکھا اس لیے انکار فرمایا۔ دیگر صحابہ نے رنگتے دیکھا ہے تو بیان بھی کیا ہے۔

(المعجم ۱۹) - **بَابٌ**: فِي خِضَابِ الصُّفْرَةِ (التحفة ۱۹)

باب:۱۹- زرد رنگ سے بال رنگنا

٤٢١٠- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ

۴۲۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سبتی (رنگی ہوئی کھال سے بنے ہوئے) جوتے استعمال کیا کرتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو ورس اور زعفران بھی لگاتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی

٤٢٠٩_ **تخريج**: أخرجه البخاري، اللباس، باب ما يذكر في الشيب، ح: ٥٨٩٥، ومسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح: ٢٣٤١/ ١٠٣ من حديث حماد بن زيد به.

٤٢١٠_ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الزينة، باب تصفير اللحية بالورس والزعفران، ح: ٥٢٤٦ من حديث عمرو بن محمد به.

النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

عمل تھا۔

فائدہ: بعض علماء نے ان احادیث کی روشنی میں ورس اور زعفران کی نہی کو تنزیہ پر محمول کیا ہے۔

٤٢١١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ مَنْصورٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ طَلْحَةَ عنْ حُمَيْدِ بن وَهْبٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: مَرَّ عَلَى النَّبيِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بالْحِنَّاءِ فَقَالَ: «مَا أحْسَنَ هٰذَا!» قالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ: «هٰذَا أحْسَنُ مِنْ هٰذَ»، فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: «هٰذَا أحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ».

۴۲۱۱-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا جس نے اپنے بال مہندی سے رنگے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا خوب ہے!'' پھر دوسرا آدمی گزرا جس نے مہندی اور کتم (بوٹی) سے رنگے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اس سے بڑھ کر عمدہ ہے۔'' پھر ایک اور گزرا' جس نے زرد رنگ سے رنگے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا: ''یہ ان سب سے عمدہ ہے۔''

(المعجم ٢٠) - بابُ مَا جَاءَ في خِضَابِ السَّوَادِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-کالے خضاب کا حکم

٤٢١٢- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله عن عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ في آخِرِ الزَّمَانِ بالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ».

۴۲۱۲-سیدنا ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے جیسے کبوتروں کے سینے ہوتے ہیں' یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔''

٤٢١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب الخضاب بالصفرة، ح:٣٦٢٧ من حديث إسحاق بن منصور به * حميد بن وهب ضعفه البخاري، وابن حبان، والعقيلي، ولم أجد من وثقه.

٤٢١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب النهي عن الخضاب بالسواد، ح:٥٠٧٨ من حديث عبيدالله بن عمرو الرقي به، وقال البغوي: "عبدالكريم هو الجزري" (شرح السنة: ١٢/ ٩٢، ح:٣١٨٠).

فائدہ: بالوں کی سفیدی کو سیاہی میں بدلنا حرام ہے۔ مردوں اور عورتوں سب کے لیے ایک ہی حکم ہے۔ مہندی یا کتم سے جائز ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الاِنْتِفَاعِ بِالْعَاجِ (التحفة ٢١)

باب:۱۲- ہاتھی دانت سے فائدہ اٹھانا

٤٢١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُالْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عنْ مُحمَّدِ بن جُحَادَةَ، عنْ حُمَيْدٍ الشَّامِيِّ، عنْ سُلَيْمانَ الْمَنْبِهِيِّ، عنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا سَافَرَ كَانَ آخِرَ عَهْدِهِ بِإنْسَانٍ مِنْ أهْلِهِ فَاطِمَةُ وَأَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إذَا قَدِمَ فَاطِمَةُ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ، وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا أوْ سِتْرًا عَلَى بَابِهَا. وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ وَلَمْ يَدْخُلْ، فَظَنَّتْ أنَّمَا مَنَعَهُ أنْ يَدْخُلَ مَا رَأَى، فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَيْنِ عنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَعَتْهُ بَيْنَهُمَا فَانْطَلَقَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ وَهُمَا يَبْكِيَانِ فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا وَقالَ: «يَا ثَوْبَانُ! اذْهَبْ بِهٰذَا إلَى آلِ فُلَانٍ» - أهْلِ بَيْتٍ بالمَدِينَةِ - «إنَّ هٰؤُلَاءِ أهْلُ بَيْتِي أكْرَهُ أنْ يَأْكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنيا، يَا ثَوْبَانُ! اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ».

۴۲۱۳- سیدنا ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے روانہ ہوتے تو اپنے اہل کے جس فرد سے سب سے آخر میں ملاقات کرتے وہ سیدہ فاطمہ ؓ ہوتیں۔ اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ ہی کے ہاں تشریف لاتے۔ آپ اپنے ایک غزوہ سے واپس آئے جبکہ سیدہ فاطمہ نے اپنے دروازے پر ٹاٹ یا پردہ لٹکایا ہوا تھا اور حضرت حسن اور حسین ؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے مگر اندر نہیں گئے۔ تو سیدہ فاطمہ ؓ کو گمان ہوا کہ آپ کے اندر نہ آنے کا سبب یہی ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور بچوں سے کنگن اتار لیے اور ان کے سامنے ہی انہیں توڑ ڈالا تو وہ روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ آپ نے ان دونوں سے وہ لے لیے اور فرمایا: ”اے ثوبان! انہیں فلاں گھر والوں کے پاس لے جاؤ۔“ جو اہل مدینہ میں سے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ لوگ (فاطمہ، علی، حسن، حسین ؓ) میرے اہل بیت ہیں، مجھے یہ بات پسند نہیں کہ یہ اپنی نیکیوں کی جزا اسی دنیا میں کھا لیں۔ اے ثوبان!

٤٢١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٥ من حديث عبدالوارث بن سعيد به * سليمان المنبهي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحميد الشامي مجهول الحال.

فاطمہ کے لیے عصب (منکوں) کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لانا۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم ہاتھی کے دانتوں کی بابت صحیح بخاری میں امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے:
[فِی عِظَامِ الْمَوْتٰی نَحْوِ الْفِیْلِ وَغَیْرِہٖ اَدْرَکْتُ نَاسًا مِّنْ سَلَفِ الْعُلَمَآءِ یَمْتَشِطُوْنَ بِھَا' وَیَدَّھِنُوْنَ فِیْھَا لَایَرَوْنَ بِہٖ بَأْسًا' وَقَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ وَ اِبْرَاھِیْمُ لَا بَأْسَ بِتِجَارَۃِ الْعَاجِ] (صحیح البخاری' الوضو' باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء قبل حدیث:۲۳۵) "ہاتھی دانت اور دیگر مرداروں کی ہڈیوں کے سلسلے میں سلف کے کئی علماء کو میں نے پایا کہ ہاتھی دانت وغیرہ سے بنی کنگھیاں استعمال کرتے اور ان سے بنے برتنوں میں تیل ڈالتے اور اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔ ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہیں۔"

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٣) - كِتَابُ الْخَاتَمِ (التحفة ٢٨)

انگوٹھیوں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ (التحفة ١)

باب:۱- انگوٹھی بنوانا جائز ہے

٤٢١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى عن سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الأَعَاجِمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لا يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله.

۴۲۱۴- حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ عجمی بادشاہوں کو خط لکھیں۔ تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ لوگ مہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے۔ تو آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ کلمات کندہ تھے: [محمد رسول الله]

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی محض زینت کے لیے نہیں تھی بلکہ بطور مہر استعمال ہوتی تھی۔

٤٢١٥- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بنِ يُونُسَ. زَادَ: فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ، وفي يَدِ أبي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، وفي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ،

۴۲۱۵- قتادہ نے حضرت انس ؓ سے مذکورہ بالا حدیث عیسیٰ بن یونس کے ہم معنی روایت کی۔ اس میں اضافہ ہے: پھر یہ انگوٹھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی حتی کہ آپ کی وفات ہوگئی' پھر حضرت ابوبکر ؓ کے ہاتھ میں رہی حتی کہ ان کی وفات ہوگئی' پھر حضرت عمر ؓ کے

٤٢١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب نقش الخاتم، ح: ٥٨٧٢ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٤٢١٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٣٤٢ من حديث أبي داود به.

وفي يَدِ عُثْمانَ، فَبَيْنَما هُوَ عِنْدَ بِئْرٍ إِذْ سَقَطَ في الْبِئْرِ فأَمَرَ بِها فنُزِحَتْ فلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ.

ہاتھ میں رہی حتی کہ ان کی وفات ہوگئی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ اور پھر وہ ایک کنویں کے کنارے بیٹھے تھے کہ اتفاقاً اس میں گر گئی۔ تو انہوں نے حکم دیا اور اس کا سارا پانی نکالا گیا۔ مگر لوگ اسے تلاش کرنے سے عاجز رہے۔

٤٢١٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ صَالِحٍ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: حدَّثني أَنَسٌ قالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ وَرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ.

۴۲۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

فائدہ: حبشی نگینے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی بناوٹ کا انداز حبشی تھا یا پتھر حبشے کا تھا۔ کالے رنگ کی وجہ سے اسے حبشی کہا گیا ہے۔

٤٢١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فَصُّهُ مِنْهُ.

۴۲۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی ساری کی ساری چاندی کی تھی' اس کا نگینہ بھی اسی ہی سے تھا۔

٤٢١٨- حَدَّثَنا نُصَيْرُ بنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ الله ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجعَلَ فَصَّهُ مِمَّا

۴۲۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (پہلے پہل) رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھنا شروع کیا اور اس میں [محمد رسول الله] کے الفاظ کندہ کروائے تو صحابہ نے بھی

٤٢١٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس، باب: في خاتم الورق فصه حبشي، ح: ٢٠٩٤ من حديث ابن وهب، والبخاري، اللباس، باب بعد باب خاتم الفضة، ح: ٥٨٦٨ من حديث يونس به.

٤٢١٧ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء ما يستحب في فص الخاتم، ح: ١٧٤٠ من حديث زهير بن معاوية به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ٥٢٠٣.

٤٢١٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، اللباس، باب خاتم الفضة، ح: ٥٨٦٦ من حديث أبي أسامة، ومسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١ من حديث عبيدالله بن عمر به.

يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَنَقَشَ فِيهِ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَلَمَّا رَآهُمْ قد اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ وَقالَ: «لا أَلْبَسُهُ أَبَدًا»، ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقَشَ فِيهِ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ لَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ، ثُمَّ لَبِسَهُ عُثْمانُ حَتَّى وَقَعَ في بِئْرِ أَرِيسَ.

سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب آپ نے یہ دیکھا کہ لوگوں نے بھی (ویسی ہی انگوٹھیاں) بنوالی ہیں تو آپ نے اپنی انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا: ''میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں بھی [محمد رسول اللّٰہ] کے الفاظ نقش کروائے۔ آپ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر ؓ نے پہنی' پھر حضرت عمر ؓ نے پہنی۔ پھر ان کے بعد حضرت عثمان ؓ نے پہنی حتی کہ اریس نامی کنویں میں گر گئی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَخْتَلِفِ النَّاسُ عَلَى عُثْمانَ حَتَّى سَقَطَ الْخَاتَمُ مِنْ يَدِهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان ؓ سے اس وقت تک لوگوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا حتی کہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے گر گئی۔ (اس کے بعد اختلافات نے بھی سر اٹھالیا۔)

٤٢١٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن أَيُّوبَ بنِ مُوسَى، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ في هٰذَا الْخَبَرِ عن النَّبِيِّ ﷺ فَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَقالَ: «لا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا». ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۲۱۹- حضرت ابن عمر ؓ نے اس خبر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی انگوٹھی میں [محمد رسول اللّٰہ] کے کلمات کندہ کروائے اور فرمایا: ''کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح اپنی انگوٹھی کا نقش نہ بنوائے۔'' پھر حدیث بیان کی۔

فائدہ: اس نقش کی حیثیت چونکہ سرکاری تھی' اس لیے اس جیسے نقش کی انگوٹھی بنوانے سے روک دیا گیا۔ اس نقش کی سرکاری حیثیت کی وجہ سے ہی بعد میں اسے خلفائے ثلاثہ بھی استعمال کرتے رہے' حتی کہ حضرت عثمان ؓ سے وہ گم ہوگئی تو انہوں نے اسی نقش جیسی والی انگوٹھی دوبارہ بنوائی' البتہ بعض ائمہ کے نزدیک حضرت عثمان ؓ سے انگوٹھی کے گم ہونے والی روایت صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

٤٢١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق ... الخ، ح: ٢٠٩١ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٢٢٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ عن المُغِيرَةِ بنِ زِيَادٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ بهَذَا الْخَبرِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: فالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فاتَّخَذَ عُثْمانُ خَاتَمًا وَنَقَشَ فِيهِ، مُحمَّدٌ رَسُولُ الله قال: فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ، أوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ.

۴۲۲۰- حضرت ابن عمر ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ (ابن عمر نے) فرمایا: (پھر وہ انگوٹھی گم ہوگئی) تو لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر نہ پا سکے۔ تو حضرت عثمان ؓ نے ایک (نئی) انگوٹھی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' کے کلمات نقش کروائے۔ چنانچہ وہ اسی سے مہر کیا کرتے تھے' یا اسے پہنا کرتے تھے۔

(المعجم ٢) - باب مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْخَاتَمِ (التحفة ٢)

باب:۲- انگوٹھی نہ پہننے کا بیان

٤٢٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ لُوَيْنٌ عن إبراهِيمَ بنِ سَعْدٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّهُ رَأى في يَدِ النَّبيِّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، فَصَنَعَ النَّاسُ فَلَبِسُوا، وطَرَحَ النَّبيُّ ﷺ فَطَرَحَ النَّاسُ.

۴۲۲۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ میں صرف ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی' تو لوگوں نے بھی بنوا کر پہن لیں۔ نبی ﷺ نے وہ اتار پھینکی تو لوگوں نے بھی اتار پھینکیں۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عن الزُّهْرِيِّ، زِيَادُ بنُ سَعْدٍ وَشُعَيْبٌ وابنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قالَ: مِنْ وَرِقٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو زہری سے زیاد بن سعد' شعیب اور ابن مسافر نے روایت کیا. اور ان سب کا بیان ہے کہ انگوٹھی چاندی کی تھی۔

ملحوظہ: بعض شارحین (امام نووی وغیرہ) نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے جو انگوٹھی پھینکی تھی' وہ سونے کی تھی' جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے' اس لیے اسے چاندی کی انگوٹھی کہنا' امام زہری کا وہم ہے۔ واللہ اعلم. (عون المعبود)

(المعجم ٣) - باب مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ (التحفة ٣)

باب:۳- سونے کی انگوٹھی کا بیان

٤٢٢٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء، ح: ٥٢٢٠ من حديث أبي عاصم به.

٤٢٢١- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٢١٦.

٤٢٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ بنَ الرَّبيعِ يُحَدِّثُ عن الْقَاسِمِ بنِ حَسَّانَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ حَرْمَلَةَ؛ أنَّ ابنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ الله ﷺ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ: الصُّفْرَةَ يَعني الْخَلُوقَ وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الإزَارِ، وَالتَّخَتُّمَ بالذَّهَبِ، وَالتَّبَرُّجَ بالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا، وَالضَّرْبَ بالْكِعَابِ، وَالرُّقى إلَّا بالمُعَوِّذَاتِ، وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ - أوْ غَيْرِ - مَحَلِّهِ، - أوْ عَنْ مَحَلِّهِ- وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِه.

۴۲۲۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ نبی ﷺ کو دس باتیں ناپسند تھیں (حرام سمجھتے تھے): زرد رنگ کی مرکب خوشبو یعنی خلوق‘ سفید بالوں کا (سیاہ) رنگ تبدیل کر دینا‘ چادر گھسیٹنا‘ سونے کی انگوٹھی پہننا‘ بغیر موقع مناسب کے زینت کا اظہار کرنا‘ گوٹیوں سے کھیلنا‘ شرعی معوذات کے سوا دوسرے دم جھاڑ‘ منکے کوڈیاں وغیرہ لٹکانا‘ غیر حلال میں منی ڈالنا اور چھوٹے بچے میں خرابی ڈالنا‘ مگر آپ ﷺ اسے حرام نہ کہتے تھے۔ (مراد ہے ایام رضاعت میں بچے کی ماں سے مباشرت کرنا۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ بإسْنَادِ هذا الحديثِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ. وَالله أعْلَمُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو مسند روایت کرنے میں اہل بصرہ منفرد ہیں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: مذکورہ باتوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤) - باب مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْحَدِيدِ (التحفة ٤)

باب:۴- لوہے کی انگوٹھی کا بیان

٤٢٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ أبي رِزْمَةَ المَعنى: أنَّ زَيْدَ بنَ الْحُبَابِ أخبَرَهُمْ عن عَبْدِ الله بنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أبي

۴۲۲۳- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”مجھے کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا

٤٢٢٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب الخضاب بالصفرة، ح: ٥٠٩١ من حديث المعتمر به.

٤٢٢٣- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في خاتم الحديد، ح: ١٧٨٥ من حديث زيد بن حباب به، وقال: "غريب"، ورواه النسائي، ح: ٥١٩٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٧، وناقشه الحافظ في الفتح
* عبدالله بن مسلم حسن الحديث على الراجح.

طَيْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبيهِ: أنَّ رَجُلًا جَاءَ إلَى النَّبيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ، فقالَ لَهُ: «مَا لِي أجِدُ مِنْكَ رِيحَ الأَصْنامِ؟»، فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فقالَ: «مَا لِي أرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أهْلِ النَّارِ»، فَطَرَحَهُ، فقالَ: يَا رَسُولَ الله! مِنْ أيِّ شَيْءٍ أتَّخِذُهُ؟ قالَ: «اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا» وَلَمْ يَقُلْ مُحمَّدٌ: عَبْدِ الله بنِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَقُل الْحَسَنُ: السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ.

ہوں؟'' تو اس نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔ وہ دوبارہ آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوا تھا' آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟'' تو اس نے وہ بھی اتار پھینکی۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز سے انگوٹھی بنواؤں؟ آپ نے فرمایا: ''چاندی کی بنواؤ مگر مثقال سے کم رکھنا'' (مثقال' مساوی ہے ۴.۲۵ گرام کے)

محمد بن عبدالعزیز نے ''عبداللہ بن مسلم'' کا نام ذکر نہیں کیا (بلکہ السلمی المروزی کہا) جبکہ حسن بن علی نے ''السلمی المروزی نہیں کہا (بلکہ صرف عبداللہ بن مسلم کہا۔)

فائدہ: اس مقدار کی حد تک چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے۔

٤٢٢٤- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى وَزِيَادُ بنُ يَحْيَى وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالُوا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ حَمَّادٍ أبُو عَتَّابٍ قالَ: حَدَّثَنَا أبُو مَكِينٍ نُوحُ بنُ رَبِيعَةَ قالَ: حدَّثني إيَاسُ بنُ الحارِثِ بنِ الْمُعَيْقِيبِ - وَجَدُّهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أبُو ذُبَابٍ - عن جَدِّهِ قالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبيِّ ﷺ مِنْ حَدِيدٍ، مَلْوِيٌّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ. قالَ: فَرُبَّمَا كَانَ في يَدِي. قال: وكَانَ الْمُعَيْقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبيِّ ﷺ.

۴۲۲۴- ایاس بن حارث بن معیقیب نے اپنے دادا معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا...... خیال رہے کہ ایاس کے نانا کا نام ''ابوذباب'' ہے...... انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا ملمع کیا گیا تھا۔ کہا کہ بسا اوقات وہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ راوی نے کہا کہ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی انگوٹھی کے محافظ تھے۔

فائدہ: لوہے کی انگوٹھی کو جس چیز سے ملمع کیا گیا وہ اسی کے حکم میں ہو گی' سونا ہو یا چاندی۔ اور مردوں کے لیے چاندی جائز ہے۔ واللہ اعلم.

٤٢٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب لبس خاتم حديد ملوي عليه بفضة، ح:٥٢٠٨ من حديث سهل بن حماد به.

٤٢٢٥- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ ابنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أبي بُرْدَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بالْهِدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ، وَاذْكُرْ بالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ السَّهْمَ». قالَ: وَنَهَانِي أنْ أضَعَ الْخَاتَمَ في هٰذِهِ أوْ في هٰذِهِ - لِلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، شَكَّ عَاصِمٌ - وَنَهَانِي عن الْقَسِّيَّةِ وَالمِيثَرَةِ.

۴۲۲۵- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہ دعا کیا کرو [اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَ سَدِّدْنِی] ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور سیدھا رکھ۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہدایت'' میں راستے پر سیدھا چلنے اور ''سداد'' میں تیر کا نشانے پر لگنے کے معنی پیش نظر رکھا کرو۔'' پھر شہادت والی یا درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے اس میں یا اس میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ یہ شک عاصم کو ہوا ہے...... اور آپ نے مجھے قسی اور میثرہ سے بھی منع فرمایا۔

قالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِّيَّةُ؟ قالَ: ثِيَابٌ تَأْتِينَا مِنَ الشَّامِ أو مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا أمْثَالُ الأُتْرُجِّ. قالَ: وَالمِيثَرَةُ شَيْءٌ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ.

ابو بردہ ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی ؓ سے پوچھا کہ ''قسی'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اس سے مراد نارنگی کی طرح منقش کپڑے ہیں جو ہمارے پاس شام یا مصر سے آتے تھے اور ''میثرہ'' سے مراد وہ گدیاں ہیں جو عورتیں اپنے شوہروں کے لیے بناتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا دعا ایک مختصر اور جامع دعا ہے اور دعاؤں میں ادنیٰ سے اعلیٰ مراتب تک تمام معانی کو اپنے ذہن میں رکھنا مستحب ہے یعنی دنیا کی نعمتوں کے ساتھ آخرت اور آخرت کے ساتھ دنیا کی نعمتوں کا تصور۔ ② حدیث میں فرمائی گئی ہدایت سے بعض لوگوں نے ''تصور شیخ'' کا جواز کشید کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی طرح جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ عبادات میں تصورِ اللہ رب العالمین ہی کا مطلوب ہے الا یہ کہ درود شریف پڑھتے ہوئے یا کسی کے لیے مغفرت وغیرہ کی دعا کرتے ہوئے جو تصور آتا ہے وہ ایک الگ چیز ہے۔ ③ انگشت شہادت یا بیچ والی انگلی میں انگوٹھی پہننا درست نہیں ہے۔ ④ [قسی] یا [قز] کی ممانعت ریشم کی وجہ سے اور [میثرة] کی ممانعت سرخ رنگ اور عجمی لوگوں کی مشابہت کی بنا پر ہے۔

٤٢٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس القسي قبل، ح: ٥٨٣٨ تعليقًا، ومسلم، اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ٢٠٧٨/ ٦٤ بعد، ح: ٢٠٩٥ من حديث عاصم بن كليب به.

(المعجم ٥) - **باب مَا جاءَ فِي التَّخَتُّمِ فِي الْيَمِينِ أَوِ الْيَسَارِ** (التحفة ٥)

باب:۵-انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی جائے یا بائیں میں؟

٤٢٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عن شَرِيكِ بنِ أبي نَمِرٍ، عن إبراهِيمَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ حُنَيْنٍ، عن أبيهِ، عن عَليٍّ عن النَّبيِّ ﷺ. قال شَرِيكٌ: وَأخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ في يَمِينِهِ.

۴۲۲۶-سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (مرفوعاً) اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے (مرسلاً) بیان کیا کہ نبی ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: سنت اور مستحب یہ ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی جائے اور چھنگلیا یا ساتھ والی انگلی میں پہنی جائے۔

٤٢٢٧- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حدَّثني أبي: حَدَّثَنَا عبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي رَوَّادٍ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ في يَسَارِهِ، وكَانَ فَصُّهُ في بَاطِنِ كَفِّهِ.

۴۲۲۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ اندر ہتھیلی کی جانب ہوا کرتا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ ابنُ إسْحَاقَ وأُسَامَةُ يَعني ابنَ زَيْدٍ عن نَافِعٍ بإسْنَادِهِ: في يَمِينِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن اسحاق اور اسامہ بن زید نے نافع سے مذکورہ سند سے یہ روایت کیا: ''دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔''

فائدہ: بائیں ہاتھ والی روایت ضعیف ہے۔ صحیح اور محفوظ دائیں ہاتھ کا بیان ہے۔

٤٢٢٦ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الزينة، باب موضع الخاتم من اليد . . . الخ، ح:٥٢٠٦ من حديث عبدالله بن وهب به.

٤٢٢٧ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح:٦٣٧٥ من حديث أبي داود به، والحديث شاذ * حديث أسامة بن زيد عند مسلم، ح:٢٠٩١ بالاختصار، وروى مسلم، ح:٢٠٩٥ عن أنس قال: "كان خاتم النبي ﷺ في هذه وأشار إلى الخنصر من يده اليسرى".

٤٢٢٨- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن عَبْدَةَ، عن عُبَيْدِ اللهِ، عن نَافِعٍ؛ أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ في يَدِهِ الْيُسْرَى.

۴۲۲۸-نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک صحابی کا عمل ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا عمل اوپر بیان ہوا ہے۔اور وہی قابل اتباع ہے جیسا کہ اگلی روایت میں بھی آ رہا ہے۔ممکن ہے نبی ﷺ کے عمل سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بے خبر رہے ہوں ورنہ وہ کبھی بھی اس کے برعکس عمل نہ کرتے۔

٤٢٢٩- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ بُكَيْرٍ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قالَ: رَأَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ نَوْفَلِ [بنِ الحَارِثِ] بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ خَاتَمًا في خِنْصَرِهِ الْيُمْنَى، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قالَ: رَأَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هٰكَذَا، وَجَعَلَ فَصَّهُ عَلَى ظَهْرِهَا. قالَ: وَلا يُخَالُ ابنُ عَبَّاسٍ إلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذٰلِكَ.

۴۲۲۹-محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہا کہ میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: یہ کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس ؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنا کرتے تھے۔ اور اس کا نگینہ باہر کی طرف رکھتے تھے۔اور حضرت ابن عباس ؓ کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی انگوٹھی ایسے ہی پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: مستحب اور مسنون یہ ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنی جائے۔

(المعجم ٦) - **باب مَا جَاءَ في الْجَلَاجِلِ** (التحفة ٦)

باب:۶-گھونگروں والے پازیب پہننا

٤٢٣٠- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ

۴۲۳۰-عامر بن عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ

٤٢٢٨ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٣٦٣ من حديث أبي داود به.

٤٢٢٩ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين، ح: ١٧٤٢ من حديث محمد بن إسحاق به، وحسنه البخاري.

٤٢٣٠ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] * مولاة لهم مجهولة، وعامر لم يدرك عمر بن الخطاب، قاله المنذري، (الترغيب والترهيب: ٤/ ٧٦).

وَإِبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ قالَا: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عُمَرُ بنُ حَفْصٍ؛ أنَّ عَامِرَ بنَ عَبْدِ الله - قالَ عَلِيُّ ابنُ سَهْلٍ: ابْنِ الزُّبَيْرِ - أخْبَرَهُ: أنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِها أجْرَاسٌ، فَقَطَعَها عُمَرُ ثُمَّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا».

ہماری ایک لونڈی زبیر کی ایک لڑکی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں لے گئی۔ اس لڑکی کے پاؤں میں گھونگرو تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کاٹ ڈالا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔“

٤٢٣١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنا رَوْحٌ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ حَيَّانَ الأنْصَارِيِّ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ، وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فقالَتْ: لا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إلَّا أنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا وقالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ».

۴۲۳۱- بُنانہ حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری کی لونڈی بیان کرتی ہے کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی بھیجی گئی جس نے آواز دار گھونگرو پہنے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے کہا: اسے میرے پاس مت لاؤ ورنہ اس کے گھونگرو کاٹ ڈالو۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

فائدہ: چھوٹے بچوں سے لاڈ پیار ایک فطری تقاضا ہے اور شرعی حق بھی مگر شرعی تقاضوں کو پیش نظر رکھنا فرض ہے۔ اور گھنٹی والے زیورات سے بچنا چاہیے حتی کہ جانوروں کی گردنوں یا پاؤں میں بھی گھنٹیاں نہیں ہونی چاہییں۔ یہ دونوں روایات اگرچہ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم گھونگرو وغیرہ کا استعمال دیگر صحیح روایات کی رُو سے ممنوع ہیں اسی لیے بعض حضرات نے حدیث (۴۲۳۱) کی تحسین بھی کی ہے کیونکہ نفس مسئلہ ثابت ہے۔

(المعجم ٧) - باب مَا جَاءَ فِي رَبْطِ الأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٧)

باب: ۷- دانتوں کو سونے سے بندھوانا جائز ہے

٤٢٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٢ عن روح بن عبادة به * بنانة لا تعرف، وابن جريج عنعن.

٤٢٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله الْخُزَاعِيُّ المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الأَشْهَبِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن طَرَفَةَ: أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بنَ أَسْعَدَ قُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ.

۴۲۳۲-عبدالرحمٰن بن طَرَفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کُلاب میں میرے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی۔ تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی' تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک بنوالی۔

فائدہ: [کلاب] کاف پر پیش کے ساتھ۔کوفہ اور بصرہ کے مابین ایک جگہ کا نام ہے۔دورِ جاہلیت میں یہاں دو معرکے ہوئے تھے۔ایک بار بنو بکر اور بنو تغلب کے درمیان اور دوسری بار بنو تمیم اور اہل ہجر کے مابین رن پڑا تھا۔ عرفجہ اسی دوسری بار میں شریک ہوئے تھے۔اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سونے کے دانت وغیرہ بنوانا جائز ہے۔خواہ مرد بنوائے یا عورت مگر زیور صرف عورتوں کے لیے جائز ہے۔

٤٢٣٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ وَأَبُو عَاصِمٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الأَشْهَبِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ طَرَفَةَ، عن عَرْفَجَةَ بنِ أَسْعَدَ بمَعْنَاهُ. قالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لأَبِي الأَشْهَبِ: أَدْرَكَ عَبْدُ الرَّحمٰنِ بنُ طَرَفَةَ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ؟ قالَ: نَعَمْ.

۴۲۳۳- یزید بن ہارون اور ابو عاصم دونوں نے کہا: ہمیں ابوالاشہب نے بواسطہ عبدالرحمٰن بن طرفہ سے انہوں نے عرفجہ بن اسعد سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ یزید نے کہا کہ میں نے ابوالاشہب سے پوچھا: کیا عبدالرحمٰن بن طرفہ نے اپنے دادا عرفجہ کو پایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

٤٢٣٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي الأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ طَرَفَةَ، عن عَرْفَجَةَ بنِ أَسْعَدَ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ عَرْفَجَةَ، بمَعْنَاهُ.

۴۲۳۴-عبدالرحمٰن بن طرفہ نے عرفجہ بن اسعد سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ عرفجہ (......کی ناک کٹ گئی تھی) مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٢٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في شد الأسنان بالذهب، ح: ١٧٧٠، والنسائي، ح: ٥١٦٥ من حديث أبي الأشهب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٦.

٤٢٣٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٤٢٥ من حديث أبي داود به.

٤٢٣٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٤٢٦ من حديث أبي داود به.

٤٣٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ، فَتَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ، وَانْطَلَقَ، وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقُوا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَوْهَا بِهِ فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هٰذَا، فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الرَّجُلَ الْمَأْخُوذَ، فَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا: «ارْجُمُوهُ»، فَقَالَ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ».

۴۳۷۹-جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے نکلی تو راستے میں اسے ایک مرد ملا جو اس پر چڑھ بیٹھا اور اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کی وہ چیخی چلائی اور وہ چلا گیا۔ پھر عورت کے پاس سے ایک اور آدمی گزرا تو وہ بولی کہ یہی وہ ہے جس نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ مہاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو عورت نے کہا: بے شک اس آدمی نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ تو وہ گئے اور اسے پکڑ لائے جس کے بارے میں اس نے گمان کیا کہ اس نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے۔ وہ اسے پکڑ کر عورت کے پاس لائے تو اس نے کہا: ہاں یہی وہ ہے۔ پس وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب آپ نے اس کے متعلق حکم دیا (یعنی حد لگانے کا) تو اصل مجرم جو عورت کے ساتھ ملوث ہوا تھا کھڑا ہو گیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! اس کا مجرم میں ہوں۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ''تم جاؤ' اللہ نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔'' اور اس آدمی کے متعلق اچھے کلمات فرمائے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یعنی اس آدمی کے متعلق جو (شبہے میں) پکڑا گیا تھا۔ اور جو مرتکب ہوا تھا اس کے متعلق فرمایا کہ ''اسے رجم کر دو۔'' پھر فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر یہ (توبہ) اہل مدینہ کرتے تو بھی قبول کر لی جاتی۔''

٤٣٧٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا، ح:١٤٥٤ عن محمد بن يحيى بن فارس الذهلي به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٨٢٣.

فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ، وَلَكِنْ عَلَيْكُم بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوا بِهَا».

٤٢٣٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ عن امْرَأَتِهِ عن أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

۴۲۳۷- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ (فاطمہ یا خولہ) سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتو! کیا تمہیں زیور بنانے کے لیے چاندی کافی نہیں ہے۔ خبردار! جس عورت نے سونے کا زیور پہنا اور اسے ظاہر کیا تو اسے اسی سے عذاب دیا جائے گا۔''

٤٢٣٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ بنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنا يَحْيَى أَنَّ مَحْمُودَ بنَ عَمْرٍو الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ، جُعِلَ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۲۳۸- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے گلے میں سونا پہنا قیامت کے روز اسے اسی کی مثل آگ پہنائی جائے گی۔ اور جس عورت نے اپنے کان میں سونے کی بالی پہنی تو قیامت کے دن اسے اسی کے مثل آگ کی بالی پہنائی جائے گی۔''

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں' لیکن دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عورت کو اپنے گلے' کان یا ہاتھوں میں سونے کا زیور پہننا جائز ہے' اس لیے منع کی روایات ضعیف یا منسوخ ہیں۔

٤٢٣٧ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الزينة، باب الكراهية للنساء في إظهار الحلي والذهب، ح: ٥١٤٠، ٥١٤١ من حديث منصور به * امرأة ربعي مجهولة، وأخت حذيفة بن اليمان اسمها فاطمة.

٤٢٣٨ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الزينة، باب الكراهية للنساء في إظهار الحلي والذهب، ح: ٥١٤٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به * محمود بن عمرو وثقه ابن حبان وحده فهو مجهول الحال.

٤٢٣٩- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن مَيْمُونٍ الْقَنَّادِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أبي سُفْيَانَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ رُكُوبِ النِّمَارِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَلْقَ مُعَاوِيَةَ.

۴۲۳۹- حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کے چمڑے کی گدی یا زین پوش پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور سونا پہننے سے بھی منع کیا ہے الا یہ کہ معمولی ہو۔''

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابوقلابہ کی حضرت معاویہ ؓ سے ملاقات نہیں ہے۔

فائدہ: سونے کے بارے میں تمام روایات کے مجموعے سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کا جواز تو ضرور ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اس کے استعمال کی جو صورتیں ہیں' وہ سخت محل نظر ہیں' مثلاً زیورات بنانے اور استعمال کرنے کا شوق تو عام ہے لیکن اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف توجہ بہت کم ہے' چند فی صد عورتیں ہی اس کا اہتمام کرتی ہیں' ظاہر بات ہے کہ اس طرح کا زیور جہنم ہی کا ایندھن ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنهُ. ثانیاً اصحاب حیثیت لوگوں کی خواتین کو نئے نئے زیورات بنانے کا اتنا شوق ہوتا ہے کہ وہ خاندان کی ہر تقریب اور ہر شادی پر کپڑوں کی طرح زیورات کا بھی نیا سیٹ تیار کروانا ضروری سمجھتی ہیں' اسی طرح کئی کئی سو تولہ سونا زیورات کی شکل میں امراء کے گھروں میں پڑا ہے جس کی مجموعی مالیت اربوں سے متجاوز ہو کر شاید کھربوں تک پہنچتی ہو۔ یوں قوم کا اتنا بڑا سرمایہ کسی مصرف میں نہیں آتا۔ اگر کم از کم اتنے بڑے سرمائے کی زکوٰۃ ہی نکالی جاتی رہے تو غریب عوام کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور اس کے انجماد کے مضرات کچھ کم ہو سکتے ہیں۔ ثالثاً شادی کے موقع پر حسب استطاعت زیورات کا بنانا ضروری سمجھ لیا گیا ہے اور اس کے بغیر شادی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس تصور نے بھی کم تر حیثیت کے لوگوں کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے۔ ان تمام مفاسد کا حل یہی ہے جو اس حدیث میں اور دیگر روایات میں بیان ہوا ہے کہ سونے کے استعمال کو کم سے کم کیا جائے' چند تولہ سونا (ساڑھے سات تولہ سے کم) زکوٰۃ سے بھی مستثنیٰ ہے۔ جس کے پاس ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ ہو' وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرے' اسی طرح اسے شادی کے لیے ضروری نہ سمجھا جائے اور اس کے لیے بھی جہاد کیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ.

٤٢٣٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب تحريم الذهب على الرجال، ح: ٥١٥٣ من حديث خالد به، وسنده ضعيف، وله شاهد صحيح عند النسائي، ح: ٥١٦٢.

فتنوں اور جنگوں کا بیان

فِتَنٌ : فِتْنَةٌ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں: آزمائش امتحان اور اختبار۔ مَلَاحم : مَلْحَمَةٌ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں: جنگ و جدل اور خون ریزی۔ بعد میں کثرت استعمال کی وجہ سے فتن سے مراد ہر مکروہ چیز اور مصیبت لیا جانے لگا جیسے شرک' کفر' قتل و غارت گری' وغیرہ۔ جبکہ ان سے مراد وہ خصوصی حالات ہیں جو قیامت سے پہلے پیش آئیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے ان پیش آنے والے حالات کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے تاکہ آپ کی امت ان حالات میں اپنا بچاؤ کر سکے' نا صرف اپنا بچاؤ بلکہ دوسروں کی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دے سکے۔ یہ فتنے نہایت برق رفتاری سے پیش آئیں گے' ایسے ایسے حیران کن فتنے ہوں گے کہ ان سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہوگا۔ ایک شخص صبح کو مومن ہوگا تو رات کو ان فتنوں کی سحر انگیزی کا شکار ہو کر کافر ہو چکا ہوگا۔ رات کو مومن تھا تو صبح تک ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے گا' اس لیے سردار دو جہاں ﷺ نے ان فتنوں کا ذکر کیا اور ان سے بچاؤ کی تدابیر بیان فرمائیں۔ قیامت سے قبل رونما ہونے والے فتنوں میں چند ایک

درج ذیل ہیں:

① حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا باغیوں کے ہاتھوں مظلومانہ شہید ہونا۔

② مسلمانوں کی باہمی جنگیں جیسا کہ جنگ جمل اور صفین میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔

③ باطل فرقوں کا ظہور جس سے اسلامی شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کو یقینی نقصان ہوا۔ جیسے خوارج' معتزلہ' روافض اور قادیانی وغیرہ۔

④ دجال کا فتنۂ عظیم جو بے شمار مخلوق کی گمراہی کا سبب بنے گا۔

⑤ یاجوج ماجوج کا ظہور جو کرۂ ارض پر بے حد تباہی کا باعث بنیں گے۔

⑥ دریائے فرات کا اپنے خزانے اگلنا۔

⑦ علمائے کرام کی وفات سے علم کا اٹھ جانا۔

⑧ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت۔

⑨ جھوٹے نبیوں کا ظہور۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٤) - كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ (التحفة ٢٩)

فتنوں اور جنگوں کا بیان

فائدہ: یعنی وہ فتنے اور جنگیں جو آخری دور میں ہوں گی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

(المعجم ١) - بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا (التحفة ١)

باب:۱-فتنوں کا بیان اوران کے دلائل

٤٢٤٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي وَائِلٍ، عن حُذَيْفَةَ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمًا فَمَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَٰلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَهُ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ من نَسِيَهُ، قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هٰؤُلَاءِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ.

۴۲۴۰-حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے۔ آپ نے اپنے اس مقام پر قیامت تک جو ہونے والا تھا سب بیان کیا اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا۔ یاد رکھنے والے نے اسے یاد رکھا اور بھولنے والے نے اسے بھلا دیا۔ یقیناً میرے ان ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ کے صحابہ) کو وہ یاد ہوگا اور جب ان واقعات میں سے کوئی پیش آتا ہے تو مجھے وہ سب یاد آ جاتا ہے جیسے کسی کو کسی کے چلے جانے کے بعد اس کا چہرہ یاد رہتا ہے پھر مدت بعد جب اسے دیکھتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے۔

٤٢٤١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عن بَدْرِ بنِ

۴۲۴۱-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس امت میں چار فتنے ہوں

٤٢٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب إخبار النبي ﷺ فيما يكون إلى قيام الساعة، ح: ٢٨٩١ عن عثمان بن أبي شيبة، والبخاري، القدر، باب: ﴿وكان أمر الله قدرًا مقدورًا﴾، ح: ٦٦٠٤ من حديث الأعمش به.

٤٢٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] ✿ رجل مجهول.

عُثْمَانَ، عن عَامِرٍ، عن رَجُلٍ، عن عَبْدِ اللهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «تَكُونُ في هٰذِهِ الأُمَّةِ أَرْبَعُ فِتَنٍ في آخِرِها الْفَنَاءُ».

گے اور ان کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی۔''

٤٢٤٢ - حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ عُثْمانَ بنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أبُو الْمُغِيرَةِ قالَ: حدَّثني عَبْدُ اللهِ بنُ سَالِمٍ قالَ: حدَّثني الْعَلاءُ بنُ عُتْبَةَ عن عُمَيْرِ بنِ هَانِىءٍ الْعَنْسِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فأَكْثَرَ في ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الأَحْلَاسِ، فقالَ قائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا فِتْنَةُ الأَحْلَاسِ؟ قالَ: «هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي وَلَيْسَ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُونَ، ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلَى ضِلَعٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ: لا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فإِذَا قِيلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لا نِفَاقَ فِيهِ، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لا إِيمَانَ فِيهِ، فإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ».

۴۲۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فتنوں اور آزمائشوں کا ذکر فرمایا اور بہت تفصیل سے بیان کیا حتی کہ آپ نے اَحلاس کے فتنے کا بھی ذکر کیا۔ تو کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اَحلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بھاگم بھاگ اور غارت گری! پھر وسعت وفراخی (مال وزر) کا فتنہ آئے گا جس کا ظہور میرے اہل بیت کے ایک فرد کے پاؤں تلے سے ہوگا۔ اس کا دعوٰی ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ بلاشبہ میرے ولی اور دوست صرف متقی لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی پر صلح کر لیں گے جیسے کہ سرین ہو پسلی پر! (یعنی نامعقول اور نااہل ہوگا جس طرح کہ سرین ایک پسلی پر نہیں ٹک سکتی۔) پھر ایک فتنہ اٹھے گا گھٹا ٹوپ اندھیرا' اس امت میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر اسے اس کا طمانچہ پڑ کر رہے گا۔ پس جب سمجھا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ اور بڑھ جائے گا۔ آدمی صبح کرے گا تو مومن ہوگا اور شام ہوگی تو کافر ہو جائے گا حتی کہ لوگ دو خیموں (فریقوں) میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا ...... جس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا ...... اور دوسرا نفاق کا جس میں کوئی ایمان نہ ہوگا ...... اور جب

256

٤٢٤٢ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٣ عن أبي المغيرة عبدالقدوس به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٦٦، ٤٦٧، ووافقه الذهبي.

یہ احوال ہوں تو دجال کا انتظار کرنا۔ آج آیا کہ کل۔''

فوائد و مسائل: ① پہلے فتنے کو [أحلاس] سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ [حِلس] کی جمع ہے۔ جس کے معنی ٹاٹ اور چٹائی کے ہیں جو گھر میں بچھی رہتی ہے اور جلدی اٹھائی نہیں جاتی۔ اس فتنے کو اس سے مشابہت دی گئی کہ اس کی مدت طویل ہوگی اور اس میں میل کچیل اور کالک بھی ہوگی۔ ② مال و دولت اور فراخ دستی...... میں اگر اللہ عزوجل کا شکر نہ ہو اور مال کا حق ادا نہ کیا جائے تو یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ ③ جاہل' نااہل اور نامعقول لوگوں کو اپنا حاکم بنانا اور ان پر راضی رہنا بھی ایک فتنہ ہے جو کسی کے لیے کسی خیر کا باعث نہیں بن سکتے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک' دوست اور ولی وہی لوگ ہیں جو اصول قرآن وسنت کے مطابق متقی ہوں۔ ⑤ لوگوں کا دو خیموں اور فریقوں میں تقسیم ہونا...... جیسے کہ موجودہ دور میں دائیں بازو اور بائیں بازو کی اصطلاح رائج رہی ہے۔ جو شاید آگے چل کر مزید حقیقی معنوں میں استعمال ہو۔ واللہ اعلم

٤٢٤٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: أخبرنا ابنُ أبي مَرْيَمَ قالَ: أخبرنا ابنُ فَرُّوخَ قالَ: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ قالَ: أخبرني ابنٌ لِقَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ عن أَبِيهِ قالَ: قالَ حُذَيْفَةُ بنُ الْيَمَانِ: وَالله! مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا، وَالله! مَا تَرَكَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا، يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ.

۴۲۴۳- سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ نے بیان کیا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی حقیقتاً بھول گئے ہیں یا بھولے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم! دنیا ختم ہونے تک آنے والے فتنوں کے قائدین جن کے ساتھ تین سو یا اس سے زیادہ لوگ ہوں گے' رسول اللہ ﷺ نے کسی کو نہیں چھوڑا ہے۔ آپ نے ان کے نام' ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں تک کے نام بتا دیے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے اہل بدعت نے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے۔ ان کا یہ دعویٰ ان کی جہالت کی دلیل ہے۔ علم غیب سراسر اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو کچھ بھی غیب کی خبریں دیتے تھے وہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے وحی ہوتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ○ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ﴾ (الجن: ۲۶'۲۷) ''وہ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا' سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے......'' ملا علی قاری ؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے

٤٢٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] ✽ عبدالله بن فروخ أبوعمر حسن الحديث، وثقه الجمهور، وإسحاق بن قبيصة صدوق.

ہیں: ''انبیاء کرام کچھ غیب نہیں جانتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے۔ اور علمائے احناف نے صراحت کی ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ بات اللہ عز وجل کے فرمان کے خلاف ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل:٦٥) ''کہہ دیجیے کہ آسمانوں والوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔'' اور بعض نے صراحت کی ہے کہ باطل کو جھٹلانا دین کے ضروری امور میں سے ہے۔ چنانچہ علم غیب صرف اور صرف اللہ عز وجل کے لیے خاص ہے۔ اور بہت سی نصوص اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں مثلاً: ﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ...... الخ﴾ (الانعام:٥٩) ''اور اللہ ہی کے پاس ہیں تمام مخفی اشیاء کے خزانے' ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے' اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور جو کچھ دریاؤں میں ہے......'' ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (لقمان:٣٤) ''بلاشبہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم وہی بارش برساتا ہے' اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے' کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا' نہ کسی جان کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کامل علم اور صحیح خبروں والا ہے۔'' الغرض اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ اسے علم غیب سے موصوف مانا جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب نبی ﷺ کے سامنے وہ ابیات پڑھے گئے جن میں یہ مضمون تھا کہ ''ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے......'' تو آپ نے فوراً ان کو روک دیا اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور پہلے والی بات کہو۔ المختصر کسی صورت جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب کہا جائے۔ غیب کی جتنی بھی خبریں آپ علیہ السلام نے دی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے دی ہیں۔ غیب پر مطلع ہونے کا وحی اور الہام کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں بحر الرائق میں ہے کہ اگر کوئی عقد نکاح میں یوں کہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی گواہی سے یہ نکاح ہوا' تو نکاح نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا آدمی کافر ہوگا کیونکہ اس نے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھا۔

٤٢٤٤- [حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيبَةُ بنُ سَعِيدٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أحَدِهِما في الآخَرِ - قالا: حدَّثَنَا أبو عَوانَةَ] حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنَا أبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن سُبَيْعِ بنِ خَالِدٍ قالَ:

۴۲۴۴-سُبیع بن خالد نے بیان کیا کہ جس زمانے میں (خوزستان میں) تُستَر کا علاقہ فتح ہوا میں کوفہ آیا۔ میں یہاں سے خچر حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں مسجد میں چلا گیا تو میں نے وہاں چند آدمی دیکھے جن کی قامت و جسامت متوسط قسم کی تھی' اور (ساتھ ہی) ایک اور آدمی بھی بیٹھا

٤٢٤٤ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٤ من حديث أبي عوانة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٣٢، ٤٣٣، ووافقه الذهبي، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٣٢ * قتادة تابعه حميد بن هلال وهو ثقة.

أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنٍ فُتِحَتْ تُسْتَرُ أَجْلِبُ مِنْها بِغَالًا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فإذَا صَدْعٌ مِنَ الرِّجَالِ، وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ، إِذَا رَأَيْتَهُ، أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ. قال: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَتَجَهَّمَنِي الْقَوْمُ وَقالُوا: أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا؟ هٰذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمانِ صَاحِبُ رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ حُذَيْفَةُ: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ الله ﷺ عن الْخَيْرِ وكُنْتُ أَسْأَلُهُ عن الشَّرِّ فأَحْدَقَهُ الْقَوْمُ بأَبْصارِهِمْ، فقالَ: إِنِّي قَدْ أَرَى الَّذِي تُنْكِرُونَ، إِنِّي قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ هَذا الْخَيْرَ الَّذِي أَعْطانا اللهُ تَعالَى أَيَكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَما كانَ قَبْلَهُ؟ قالَ: «نَعَمْ»، قُلْتُ: فما الْعِصْمَةُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قالَ: السَّيْفُ، [قَال قُتَيبَةُ في حَديثه: فَقُلْتُ: وَهَل للسَّيفِ - يعني من بَقِيَّةٍ -؟ قال: «نَعَم»، قال: قُلتُ: مَاذَا؟ قال: «هُدْنَةٌ علَى دَخَنٍ»، قال:] قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! ثُمَّ مَاذَا يَكُونُ؟ قالَ: «إِنْ كَانَ للهِ تَعالَى خَلِيفَةٌ في الأَرْضِ، فَضَرَبَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ». قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قال: «ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمنْ وَقَعَ في نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحُطَّ وِزْرُهُ، وَمَنْ وَقَعَ في نَهْرِهِ وَجَبَ

ہوا تھا' جسے دیکھ کر آپ کہہ سکتے تھے کہ یہ حجازی آدمی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے ناپسندیدگی کے سے انداز سے دیکھا اور کہا: کیا تم انہیں نہیں جانتے ہو؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حذیفہ بن یمان ہیں ...... ؓ...... پھر حذیفہ نے بیان کیا کہ دیگر صحابہ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا (کہ کہیں اس میں ملوث نہ ہو جاؤں) تو ان لوگوں نے ان کو غور سے دیکھا۔ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: میں خوب سمجھتا ہوں جو تمہیں برا لگتا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا: اے اللہ کے رسول! یہ خیر جو اللہ نے ہمیں عنایت فرمائی ہے کیا اس کے بعد شر ہو گا جیسے کہ اس سے پہلے تھا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا: تو اس سے بچاؤ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تلوار۔'' قتیبہ نے اپنی روایت میں کہا: میں (حذیفہ) نے عرض کیا: کیا تلوار سے کوئی فائدہ ہو گا؟ فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا کہ کیا؟ فرمایا: ''صلح ہو گی جس میں (بباطن) خیانت ہو گی دھوکا ہو گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کے بعد کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''اگر زمین میں اللہ کا کوئی خلیفہ ہو اور وہ تمہاری کمر پر مارے اور تمہارا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کرنا۔ ورنہ اس حال میں مر جانا کہ تم (جنگل میں) کسی درخت کی جڑ چبا کر گزارہ کرنے والے ہو۔'' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''دجال آئے گا' اس کے پاس نہر ہو گی اور آگ۔ جو اس کی آگ میں پڑا اس کا اجر ثابت ہوا اور اس کے

وِزْرُهُ وَحُطَّ أَجْرُهُ». قال: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قال: «ثُمَّ هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ».

گناہ ختم ہوئے اور جو اس کی نہر میں پڑا اس کے گناہ ثابت ہوئے اور اجر ضائع ہو گئے۔'' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''پھر قیامت آ جائے گی۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل کی عجیب حکمت ہے کہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں مختلف میلانات پیدا فرما دیتا ہے جس میں ان کے لیے خیر اور برکت ہوتی ہے۔ عام صحابہ خیر کے متعلق سوال کرتے تھے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شر کے متعلق دریافت کرتے تھے' اس سے ان کے علاوہ امت کو بھی بہت فائدہ ہوا۔ ② رسول اللہ ﷺ حالات کے مطابق ہر ایک کو اس کے مناسب حال جواب ارشاد فرماتے تھے۔ ③ جس شخص کو جس چیز کی رغبت ہوتی ہے وہ اس میں دوسروں سے فائق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے راز داں اور آئندہ کے بہت سے امور سے آگاہ تھے۔ ④ فتنے میں تحفظ کے لیے تلوار کا استعمال اسی صورت میں ہوگا جب خلیفۃ المسلمین یا مومن مخلص قائد جہاد کرے گا۔ اس صورت میں اہل ایمان پر لازم ہوگا کہ اس کا ساتھ دیں۔ ⑤ اگر زمین میں مسلمان خلیفہ نہ ہو تو اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کے لیے جنگل میں اکیلے پڑے رہنا اور فتنہ پردازوں سے الگ رہنا واجب ہوگا خواہ کسی قدر مشقت آئے۔ ⑥ دجال کی ظاہری آسائشیں درحقیقت ہلاکت ہوں گی اور ظاہری ہلاکت آفرینیاں اہل ایمان کے لیے باعث نجات ہوں گی۔

٤٢٤٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن قَتَادَةَ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قالَ: قُلْتُ: بَعْدَ السَّيْفِ؟ قالَ: «بَقِيَّةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ» ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۲۴۵- خالد بن خالد یشکری نے یہ حدیث روایت کی۔ اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ...... تلوار کے بعد (کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: ''کچھ لوگ باقی بچیں گے جن کے دلوں میں فساد ہوگا۔ بظاہر صلح کریں گے مگر باطن میں دھوکا ہوگا......'' پھر حدیث بیان کی۔

قالَ: وَكَانَ قَتَادَةُ يَضَعُهُ عَلَى الرِّدَّةِ الَّتِي فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ. «عَلَى أَقْذَاءٍ». يَقُولُ: قَذًى، «وَهُدْنَةٌ». يَقُولُ: صُلْحٌ، «عَلَى دَخَنٍ»: عَلَى ضَغَائِنَ.

کہا کہ جناب قتادہ رحمہ اللہ اس حدیث کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آنے والے فتنۂ ارتداد پر محمول کیا کرتے تھے۔ [اقذاء' قذًى] کی جمع ہے۔ اس تنکے کو کہتے ہیں جو آنکھ میں پڑ جاتا ہے۔ [هُدنة] کا معنی صلح..

٤٢٤٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/٤٠٣ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له (جامع معمر ح: ٢٠٧١١).

اور [دَخَن] کا معنی ہے سینے کا بغض جلن اور کڑھن۔

فائدہ: ان علامات کو کسی ایک فتنے سے مخصوص کرنا مشکل ہے۔ ہر فتنے میں موقع بموقع اس قسم کے حالات پیش آتے رہے ہیں...... اور آئندہ بھی آئیں گے۔ فتنۂ ارتداد' شہادت عثمان' سبائی فتنۂ فتنۂ خلق قرآن اور تاتاریوں کا حملہ وغیرہ...... سبھی اس میں آتے ہیں۔

٤٢٤٦- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ الْمُغِيرَةِ عن حُمَيْدٍ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ قالَ: أَتَيْنَا الْيَشْكُرِيَّ في رَهْطٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ فقالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ فَقُلْنَا: بَنُو لَيْثٍ أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عن حَدِيثِ حُذَيْفَةَ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ، [قالَ: أَقْبَلْنا مع أبي موسى قَافِلِينَ وغَلَتِ الدَّوابُّ بالكُوفَةِ قال: فسألتُ أَبا مُوسَى أَنا وصَاحِبٌ لي فأَذِنَ لنا فقَدِمْنا الكُوفةَ فقلتُ لِصَاحِبي: أَنَا داخِلٌ الْمَسْجِدَ فإذا قامتِ السُّوقُ خَرَجْتُ إِلَيْكَ قال: فدخَلْتُ المسجدَ فإِذَا فيهِ حَلْقَةٌ كأَنَّما قُطِعَتْ رؤُوسُهم يستَمِعُون حديثَ رَجُلٍ! قال: فَقُمتُ عليهم فجاءَ رجلٌ فقام إِلَى جَنْبِي قال: فقلتُ: من هذا؟ قال: أَبَصْرِيٌّ أنتَ؟ قال: قُلْتُ: نَعَمْ قالَ: قد عرفْتُ ولو كنتَ كوفِيًّا لَمْ [تَسْأَلْ] عَنْ هَذا قال: فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسمِعْتُ حُذيفةَ يَقُولُ: كانَ النَّاسُ يَسْأَلُون رسولَ الله ﷺ

۴۲۴۶-نصر بن عاصم لیثی نے بیان کیا کہ ہم بنولیث کے چند لوگ خالد بن خالد یشکری کے ہاں گئے۔ انہوں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ ہم نے بتایا کہ بنولیث سے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے وہ حدیث بیان کی' کہا کہ ہم (بنولیث کے لوگ) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس لوٹے۔ جبکہ کوفہ میں جانور (خچر وغیرہ) مہنگے تھے۔ تو میں اور میرے ساتھی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی تو انہوں نے ہمیں اجازت دے دی۔ تو میں نے اپنے ساتھی (نصر بن عاصم) سے کہا کہ میں مسجد جاتا ہوں اور جب منڈی شروع ہوگی' میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک حلقہ لگا ہوا ہے' گویا ان کے سر کٹے ہوئے (ہمہ تن گوش)' ایک آدمی کی بات بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ میں بھی ان میں جا کھڑا ہوا تو ایک آدمی میرے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ میں نے پوچھا' یہ کون ہے؟ اس نے کہا: کیا تم بصرہ کے ہو؟ میں نے کہا' ہاں۔ اس نے کہا: میں جان گیا ہوں' اگر تم کوفہ کے ہوتے تو اس شخص کے بارے میں نہ پوچھتے۔

٤٢٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٣٨٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٣٢ من حديث سليمان ابن المغيرة به * اليشكري وثقه العجلي المعتدل، وابن حبان وغيرهما فهو ثقة.

عَنِ الخَيْرِ وكنتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ وعَرفتُ أَنَّ الْخَيرَ لَن يَسْبِقَنِي: فقلتُ: يا رسولَ الله، [هَلْ] بَعْدَ هَذا الخيرِ شَرٌّ؟ فقَالَ: يا حُذيفةُ تَعَلَّمْ كتابَ اللهِ وَاتَّبِعْ مَافِيهِ ثلاث مَرَّاتٍ قال: فقلتُ: يا رسولَ اللهِ بعدَ هذَا الخَيْرِ شرٌّ؟ فَقَالَ: يا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللهِ واتَّبِعْ ما فيه] فَذَكَرَ الحديثَ. قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قالَ: فِتْنَةٌ وَشَرٌّ؟ قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذا الشَّرِّ خَيْرٌ. قالَ: يَا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللهِ وَاتَّبِعْ مَا فِيهِ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ. قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذا الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قالَ: «هُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ - فِيهَا أَوْ فِيهِمْ -». قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ؟ قالَ: «لا تَرْجِعُ قُلُوبُ أَقْوَام عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ». قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قالَ: «فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ النَّارِ، فإنْ تَمُتْ يَا حُذَيْفَةُ! وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ».

چنانچہ میں اس گفتگو کرنے والے کے قریب ہو گیا (اور وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے) تو میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا' بیان کر رہے تھے کہ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ میں خیر سے محروم نہیں رہوں گا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھ (اور پڑھا کر) اور جو اس میں ہے اس کی پیروی کر۔'' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھ (اور پڑھا کر) اور جو اس میں ہے اس کی اتباع کر۔'' اور حدیث بیان کی...... اس میں ہے...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''فتنہ ہو گا اور فساد ہو گا۔'' کہتے ہیں: میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا اس شر کے بعد خیر ہو گی؟ آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھو اور جو اس میں ہے اس کی اتباع کرتے رہو۔'' تین بار فرمایا۔ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا اس شر کے بعد خیر ہو گی؟ فرمایا: ''صلح ہو گی خیانت والی۔ اتفاق و اجتماع ہو گا مگر کدورت والا''...... میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! [اَلْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ] سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کے دل پہلے کی سی کیفیت پر واپس نہیں آئیں گے۔'' کہتے ہیں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہو گا؟

فرمایا: ''فتنہ ہوگا اندھا اور بہرا۔ اور اس کے قائد دوزخ کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے..... تو اے حذیفہ! اگر تم اس حال میں مر جاؤ کہ تم کسی درخت کی جڑ کو چبانے والے ہو تو یہ کیفیت تمہارے لیے اس سے بہتر ہوگی کہ ان میں سے کسی کی اتباع کرو۔''

٤٢٤٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا أَبُو التَّيَّاحِ عن صَخْرِ بنِ بَدْرٍ الْعِجْلِيِّ، عن سُبَيْعِ بنِ خَالِدٍ بِهٰذا الْحَدِيثِ عن حُذَيْفَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «فإنْ لَمْ تَجِدْ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةً، فَاهْرُبْ حَتَّى تَمُوتَ، فإنْ تَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ»، وَقالَ فِي آخِرِهِ: قالَ: قُلْتُ: فَما يَكُونُ بَعْدَ ذٰلِكَ؟ قال: «لَوْ أَنَّ رَجُلًا نَتَجَ فَرَسًا لَمْ تُنْتَجْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ».

۴۲۴۷۔ سُبیع بن خالد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ان ایام میں کوئی خلیفہ نہ پاؤ تو بھاگ جانا حتی کہ مر جاؤ۔ اور اگر تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم کسی درخت کی جڑ چبانے والے ہوئے (تو یہ بہتر ہوگا۔'') کہتے ہیں' میں نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''اگر کسی نے چاہا کہ اس کی گھوڑی بچہ جنے' تو وہ بچہ نہیں جن پائے گی کہ قیامت آ جائے گی۔'' (یعنی بہت جلد ایسا ہوگا۔)

فائدہ: ایام فتنہ میں فتنہ پرداز لوگوں سے علیحدہ رہنا اور ان تحریکوں سے اپنے آپ کو جدا رکھنا اور قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی واحد ذریعۂ نجات ہے اور قرآن کریم کی تعلیمات اسوۂ رسول کو مستلزم ہیں۔

٤٢٤٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۲۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی امام کی بیعت کی ہو اور اپنے ہاتھ کا مال اور دل کا پھل (اپنا قول وقرار) اس کو دے دیا ہو تو پھر ہمت بھر اس کی اطاعت کرے۔

٤٢٤٧ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٣ من حديث عبدالوارث به * صخر بن بدر تابعه نصر بن عاصم، انظر الحديث السابق.

٤٢٤٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، ح: ١٨٤٤ من حديث الأعمش به مطولًا.

ﷺ قال: «مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ ما اسْتَطَاعَ، فإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فاضْرِبُوا رَقَبَةَ الآخَرِ». قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، قُلْتُ: هَذا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ، قالَ: أَطِعْهُ في طَاعَةِ اللهِ وَاعْصِهِ في مَعْصِيَةِ اللهِ.

اگر کوئی دوسرا (امیر بن کر) آئے اور اس سے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دو۔'' (عبدالرحمٰن کہتے ہیں) میں نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا: کیا بھلا یہ حدیث آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ فرمایا (کیوں نہیں) اسے میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا ہے۔ میں نے کہا: یہ آپ کا چچا زاد معاویہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ یوں کریں اور یوں کریں؟ کہا: اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں اس کی نافرمانی کرو۔

فائدہ: امام المسلمین کی بیعت' تائید اور اطاعت واجب ہے اور شرعی امور میں اس کی مخالفت حرام ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔

٤٢٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فارِسٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عن شَيْبَانَ، عن الأعْمَشِ، عن أبِي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، أفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ».

۴۲۴۹- سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہلاکت ہے عربوں کے لیے' اس شر سے جو قریب آیا چاہتا ہے' کامیاب ہے وہ جس نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔''

٤٢٥٠- قالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن ابنِ وَهْبٍ قالَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ

۴۲۵۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب مسلمانوں کو مدینہ میں محصور کر لیا جائے گا اور ان کی عمل داری زیادہ سے زیادہ (خیبر کے قریب) مقام سلاح تک ہوگی۔''

٤٢٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤١ من حديث الأعمش به، وعنعن، فالسند ضعيف وللحديث شواهد معنوية عند الحاكم: ٤/ ٤٣٩ وغيره، غير قوله: "أفلح من كف يده".

٤٢٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٤٠ من حديث ابن وهب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٥١١، ووافقه الذهبي، وله شاهد موقوف عند الحاكم، وسنده ضعيف * جرير بن حازم لم يثبت بأنه كان يدلس، والله أعلم.

لمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى المَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سُلَاحٌ».

فائدہ: یہ شاید دجال کے زمانے میں ہوگا۔ واللہ اعلم.

٤٢٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ عن عَنْبَسَةَ، عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قَالَ: «وَسُلَاحٌ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ».

۴۲۵۱- زہری نے بیان کیا کہ "سلاح" خیبر کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔

٤٢٥٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي أَسْمَاءَ، عن ثَوْبَانَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله تَعَالَىٰ زَوَى لِيَ الأَرْضَ» أَوْ قالَ: «إِنَّ رَبِّي زَوَى لِيَ الأَرْضَ، فَأُرِيتُ مَشَارِقَها وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي تعالَى لِأُمَّتِي أَنْ لا يُهْلِكَها بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قالَ لِي: يا مُحَمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَلا أُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ بِعامَّةٍ وَلا أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا - أَوْ

۴۲۵۲- حضرت ثوبان ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹا اور میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا اور بلاشبہ میری امت کی عمل داری وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اسے میرے لیے لپیٹا گیا ہے' اور مجھے سرخ وسفید (سونا چاندی) دو خزانے دیے گئے ہیں۔ اور میں نے اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہ ہو جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے۔ تو میرے رب نے مجھے فرمایا: "اے محمد (ﷺ)! میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جاتا۔ میں (تیری امت کے) ان لوگوں کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے اگرچہ سب ملکوں والے ان پر چڑھ دوڑیں (تو انہیں ہلاک نہیں کر سکیں گے۔) البتہ یہ آپس میں

٤٢٥١- تخريج: [إسناده صحيح].

٤٢٥٢- تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، ح: ٢٨٨٩ من حديث حماد بن زيد به.

قالَ: بِأَقْطَارِهَا - حتى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَحتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يسْبِي بَعْضًا، وَإِنَّما أَخافُ عَلَى أُمَّتِي الأَئِمَّةَ المُضِلِّينَ، وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ في أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ، وَلا تَقُومُ السَّاعةُ حتّى تَلْحَقَ قَبائِلُ مِنْ أُمَّتِي بالمُشْرِكِينَ، وَحتَّى تَعْبُدَ قَبائِلُ مِنْ أُمَّتِي الأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ في أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خاتَمُ النَّبِيِّينَ، لا نَبِيَّ بَعْدِي. وَلَا تَزالُ طائفةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ» - قال ابنُ عِيسَى: «ظَاهِرِينَ» ثُمَّ اتَّفَقا - «لا يَضُرُّهُمْ مَنْ خالَفَهُمْ حتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ تَعالَى».

ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔'' (آپ ﷺ نے فرمایا) ''مجھے اپنی امت پر گمراہ اماموں کا خوف ہے۔ اور جب ان میں ایک بار تلوار پڑ گئی تو قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی۔ اور اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائیں اور کچھ قبیلے بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔ اور عن قریب میری امت میں کذاب اور جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے' ان کی تعداد تیس ہوگی' ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا...... ابن عیسیٰ نے کہا...... حق پر غالب رہے گا۔ ان کا کوئی مخالف ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا حتی کہ اللہ کا فیصلہ آ جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① اس مضمون کی احادیث میں بشارت ہے کہ امت مسلمہ کی عملداری مشرق و مغرب کی انتہاؤں تک پہنچے گی۔ اس کا کسی قدر اظہار ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ مزید بھی ہوگا۔ ② سرخ و سفید سے مراد سونے چاندی کی دولت ہے۔ اور فی الواقع دنیا میں مجموعی طور پر دولت کے مصادر و منابع جس قدر مسلمانوں کے پاس ہیں کسی اور امت کے پاس نہیں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمان اپنی نادانی اور اللہ کے عقاب کی وجہ سے اس میں فتنے میں مبتلا ہیں اور دوسری قومیں ان کی دولت سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ③ اس امت میں کلی اور اجتماعی قحط نہیں پڑے گا' جزوی ہو سکتا ہے۔ ④ اس امت پر براہ راست کوئی دوسری قوم مسلط نہیں ہوگی وہ ہمیشہ مسلمانوں ہی میں سے کچھ لوگ ان کے خلاف استعمال کر کے ان کو مغلوب کریں گے۔ تاریخ میں یہ حقائق نمایاں اور موجودہ حالات اس کی گواہی دے رہے ہیں۔ ⑤ ائمہ مُضِلِّین (گمراہ امام) دینی ہوں یا سیاسی' یہی امت کے لیے سب سے بڑا فتنہ ہیں۔ اور عوام کالانعام بالعموم اپنے ائمہ و حکام ہی کے پیرو ہوا کرتے ہیں۔ ⑥ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کہ جب سے امت میں تلوار پڑی ہے' اٹھ نہیں سکی۔ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہ'' ⑦ بالآخر امت سے علم اٹھا لیا جائے گا' جہالت عام ہو جائے گی حتی کہ لوگ صریح شرک جلی بلکہ بت پرستی میں مبتلا ہوں گے۔ و نسأل اللہ السلامۃ۔ ⑧ مسیلمہ کذاب سے لے کر اب تک وقتاً فوقتاً جھوٹے نبی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور شاید اور بھی ہوں گے

جیسے کہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے وقت کا ایک طاغوت ہو گزرا ہے' ان کی مجموعی تعداد تو نہ معلوم کتنی ہو مگر ان میں سے تیس بہت نمایاں ہوں گے۔ ⑨ امت میں سے حق اور اہل حق کبھی ناپید نہیں ہوں گے۔ تھوڑے بہت ہر جگہ اپنے آپ کو ظاہر اور نمایاں رکھیں گے جو ایک تاریخی حقیقت ہے اور زبان نبوت سے آئندہ کی پیشین گوئی بھی......والحمدلله على ذلك.

٤٢٥٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حدَّثني أبي - قالَ ابنُ عَوْفٍ: وَقَرَأْتُ في أصْلِ إسْمَاعِيلَ - قالَ: حدَّثني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحٍ، عن أبي مَالِكٍ يَعني الأشْعَرِيَّ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله أجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: أنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوا جَمِيعًا، وَأنْ لا يَظْهَرَ أهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أهْلِ الْحَقِّ، وَأنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ».

۴۲۵۳- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین باتوں سے امان دی ہے: تمہارا نبی تم پر بددعا نہیں کرے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ اور یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آسکیں گے (یعنی کلی اور مجموعی طور پر) اور یہ کہ تم لوگ گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔''

٤٢٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عن سُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن الْبَرَاء بنِ نَاجِيَةَ، عن عَبْدِ الله ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «تَدُورُ رَحَى الإسْلَامِ بِخَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، أوْ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، أوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ، فإنْ يَهْلِكُوا فَسَبِيلُ مَنْ هَلَكَ، وَإنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ يَقُمْ

۴۲۵۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی چکی پینتیس' چھتیس یا سینتیس تک چلے گی۔ پھر اگر ہلاک ہوئے تو ہلاک ہونے والوں کی یہی راہ ہو گی اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا: کیا یہ ستر سال مزید ہوں گے یا سابقہ مدت بھی اس میں شامل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''گزشتہ مدت کے ساتھ۔''

٤٢٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب في الفقيه والمتفقه: ١/ ١٦٠ من حديث أبي داود به * شريح بن عبيد عن أبي مالك الأشعري مرسل، (جامع التحصيل، ص: ١٩٥).

٤٢٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٩٣ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٢١ و٣/ ١١٤، ووافقه الذهبي * سفيان الثوري صرح بالسماع، وتابعه شيبان بن عبدالرحمٰن.

لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا». قالَ: قُلْتُ: أَمِمَّا بَقِيَ أو مِمَّا مَضَى؟ قالَ: «مِمَّا مَضَى».

[قال أبو دَاوُدَ: مَن قال: خِراشٍ. فقد أخطأ]

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں (ربعی بن حراش "حا" بغیر نقطے کے ہے) جس نے خراش "خا" نقطے کے ساتھ کہا اس نے غلطی کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① "اسلام کی چکی" چلنے سے مراد اسلام کے نظام کا منہج نبوت پر محکم رہنا ہے۔ ② پینتیس سال کی مدت بقول بعض شارحین آپ علیہ السلام کے فرمان سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مکمل ہوتی ہے۔ اس کے ایک سال بعد واقعہ جمل اور اس کے بعد سینتیسویں سال میں جنگ صفین ہوئی تھی۔ بعد ازاں خلافت بنوامیہ میں رہی اور تقریباً ستر سال بعد بنوعباس کو منتقل ہو گئی۔ (اس حدیث کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری ج:۱۳ کتاب الاحکام حدیث:۷۲۲۲، ۷۲۲۳)

٤٢٥٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ: حدَّثني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: حدَّثني حُمَيْدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أنَّ أبَا هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ». قِيلَ: يَا رَسُولَ الله! أَيَّةُ هُوَ؟ قالَ: «الْقَتْلُ الْقَتْلُ».

۴۲۵۵-سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وقت قریب آ جائے گا (یا سکڑ جائے گا) علم کم ہو جائے گا' فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے' بخیلی ڈال دی جائے گی اور "ہرج" بڑھ جائے گا۔" پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! "ہرج" کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: "قتل ہی قتل۔"

(المعجم ٢) - باب النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ٢)

باب:۲- فتنے میں سرگرم ہونا حرام ہے

٤٢٥٦- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن عُثْمانَ الشَّحَّامِ قالَ:

۴۲۵۶-جناب مسلم بن ابوبکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنہ

٤٢٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه و ظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ١١/١٥٧ بعد، ح: ٢٦٧٢ من حديث يونس بن يزيد به، وعلقه البخاري، الفتن، باب ظهور الفتن، ح: ٧٠٦١.

٤٢٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب نزول الفتن كمواقع القطر، ح: ٢٨٨٧ من حديث وكيع به.

حدَّثني مُسْلِمُ بنُ أبي بَكْرَةَ عن أبيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكُونُ المُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرًا مِنَ الْجَالِسِ، وَالْجَالِسُ خَيْرًا مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرًا مِنَ السَّاعِي». قالَ: يَا رَسُولَ الله! ما تَأْمُرُنِي؟ قالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ» قالَ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ؟ قالَ: «فَلْيَعْمِدْ إِلَى سَيْفِهِ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهِ عَلَى حَرَّةٍ، ثُمَّ لِيَنْجُو ما اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ».

ہوگا اس میں لیٹا ہوا آدمی بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا' اور بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے کی نسبت بہتر ہوگا' اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا' اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے۔ اور جس کی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس کی کھیتی ہو وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔'' کہا کہ جس کے پاس ان میں سے کچھ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنی تلوار لے اور اس کی دھار کو پتھر پر مارے (اسے کند کر دے) اور پھر جہاں تک ہو سکے (فتنے میں شریک ہونے سے) بچنے کی کوشش کرے۔''

فائدہ: سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ عام لوگ بے دین ہو کر اپنی من مرضی کے تابع ہوتے ہوئے وقتی فوائد حاصل کرنے کے درپے ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس پر مجبور کریں گے۔ تو ایسے حالات میں سوائے مذکورہ بالا علاج کے کہ انسان آبادیوں سے اور فسادیوں سے دور بھاگ جائے اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

٤٢٥٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا المُفَضَّلُ عن عَيَّاشٍ، عن بُكَيْرٍ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن حُسَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَشْجَعِيِّ، أنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ ابنَ أبِي وَقَّاصٍ عن النَّبيِّ ﷺ في هٰذَا الحديثِ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ إنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ لِيَقْتُلَنِي؟ قالَ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُنْ

۴۲۵۷- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس حدیث میں بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرمایے کہ اگر کوئی فتنہ پرور میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت آدم (علیہ السلام) کے (اس) بیٹے کی مانند ہو جانا...... یزید بن خالد نے یہ آیت پڑھی...... ﴿لَئِن بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ......﴾ ''اگر تو نے میرے قتل کے لیے ہاتھ

٤٢٥٧_ تخريج: [حسن] انظر، ح: ٤٢٥٩ * حسين الأشجعي لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

كَابْنِ آدَمَ وَتَلَا يَزِيدُ: ﴿لَئِنْ بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي﴾» الآية [المائدة: ٢٨].

بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا' بے شک میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔"

٤٢٥٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شِهَابُ بْنُ خِراشٍ عن الْقَاسِمِ بنِ غَزْوَانَ، عن إسْحَاقَ بنِ رَاشِدٍ الْجَزَرِيِّ، عن سَالِمٍ قال: حدَّثني عَمْرُو ابنُ وَابِصَةَ الأسَدِيُّ عن أبيهِ وَابِصَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قالَ: سَمِعْتُ النَّبيَّ ﷺ يَقُولُ: فَذَكَرَ بَعْضَ حَدِيثِ أبي بَكْرَةَ قالَ: «قَتْلَاهَا كلُّهُمْ في النَّارِ». قالَ فيهِ: قُلْتُ: مَتَى ذَاكَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ؟ قالَ: تِلْكَ أيَّامُ الْهَرْجِ حَيْثُ لا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ. قلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إنْ أدْرَكَنِي ذَلِكَ الزَّمانُ؟ قال: تَكُفُّ لِسَانَكَ وَيَدَكَ وَتَكُونُ حِلْسًا مِنْ أحْلَاسِ بَيْتِكَ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمانُ طَارَ قَلْبِي مَطَارَهُ فَرَكِبْتُ حتَّى أتَيْتُ دِمَشْقَ فَلَقِيتُ خُرَيْمَ بنَ فَاتِكٍ، فَحَدَّثْتُهُ، فَحَلَفَ باللهِ الَّذِي لا إلٰهَ إلَّا هُوَ لَسَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَمَا حَدَّثَنِيهِ ابنُ مَسْعُودٍ.

۴۲۵۸- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا...... تو ابوبکرہ والی حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ فرمایا: "اس کے مقتولین سبھی آگ میں جائیں گے......" اس روایت میں ہے' وابصہ نے پوچھا: اے ابن مسعود! یہ کب ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: "یہ ہرج (قتل اور فتنوں) کے دن ہوں گے' جب کوئی آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی امن میں نہ ہوگا۔" میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر میری زندگی میں یہ دن آ گئے تو؟ انہوں نے کہا: اپنی زبان بند اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے گھر کی کوئی چٹائی بن جانا۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو میرے دل میں اچانک خیال آیا (کہ کہیں یہ وہی فتنہ نہ ہو) تو میں سوار ہوا حتی کہ دمشق پہنچا اور جناب خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان کو سب بتایا تو انہوں نے اللہ کی قسم کھائی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے جیسے کہ مجھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔

٤٢٥٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۲۵۹- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

٤٢٥٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٩، ح: ٤٢٨٧ من حديث معمر عن إسحاق بن راشد عن سالم عن عمرو بن وابصة به * سالم غير منسوب، وشك المزي والعسقلاني في التقريب وغيرهما في تعيينه، وظن العسقلاني في تهذيب التهذيب بأنه سالم بن عجلان، ولم يذكر دليلاً، وسالم هذا مجهول الحال، ولبعض حديثه شواهد عند الحاكم: ٤/ ٤٢٧ وغيره.

٤٢٥٩ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٦١ من حديث ◀◀

الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ جُحَادَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَرْوَانَ، عن هُزَيْلٍ، عن أبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ بَيْنَ يَدَي السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ المُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْمَاشِي فيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُم وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُم وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُم بِالْحِجَارَةِ، فإنْ دُخِلَ يَعني، عَلَى أحَدٍ مِنْكُم فلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قیامت سے پہلے فتنے ہوں گے اتنے سیاہ کالے جیسے اندھیری رات (یعنی حق اور باطل گڈمڈ ہو جائے گا) آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہو گا اور صبح کو کافر۔ اس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے کی نسبت بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ سو اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور تانتوں کو کاٹ پھینکنا اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مارنا (اور کند کر لینا) اگر کوئی تم پر چڑھ آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے بہتر بیٹے کی مانند ہو جانا۔''

فائدہ: حضرت آدم علیہ السلام کا بہتر بیٹا وہی تھا جس نے قتل ہونا قبول کر لیا تھا (یعنی ہابیل) اور قاتل بننے سے گریز کیا۔

٤٢٦٠- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أبُو عَوَانَةَ عن رَقَبَةَ بنِ مَصْقَلَةَ، عن عَوْنِ بنِ أبي جُحَيْفَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعني ابنَ سَمُرَةَ، قال: كُنْتُ آخِذًا بِيَدِ ابنِ عُمَرَ في طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ المَدِينَةِ إذْ أَتَى عَلَى رَأْسٍ مَنْصُوبٍ فقالَ: شَقِيَ قَاتِلُ هٰذَا، فَلَمَّا مَضَى قال: وَمَا أُرَى هٰذَا إلَّا [وَ] قَدْ شَقِيَ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَشَى إلَى رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هٰكَذا [يَعْني فَلْيمدَّ عُنقه]،

۴۲۶۰-عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے مدینے کے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ اچانک ایک سر دیکھا جو کسی چیز پر لٹکایا گیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: اس کا قاتل بڑا بدبخت ہے۔ جب آگے بڑھ گئے تو بولے...... میرا خیال ہے کہ یہ بڑا بدبخت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے فرماتے تھے: ''جو آدمی میری امت کے کسی آدمی کو قتل کرنے کے لیے چلے تو اسے اسی طرح کرنا چاہیے یعنی اپنی گردن بڑھا دے۔ قاتل دوزخ میں ہے اور مقتول جنت میں۔''

◀ عبدالوارث به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٢٠٤.

٤٢٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٩٦ من حديث أبي عوانة به: ٢/ ١٠٠ من حديث الثوري به ✽ عبدالرحمٰن بن سمرة لم يوثقه غير ابن حبان.

فالْقَاتِلُ في النَّارِ، وَالْمَقْتُولُ في الْجَنَّةِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن عَوْنٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سُمَيْرٍ أَوْ سُمَيْرَةَ، وَرَوَاهُ لَيْثُ بنُ أبي سُلَيْمٍ عن عَوْنٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سُمَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کو ثوری نے بواسطہ عون' عبدالرحمٰن بن سُمیر یا سُمیرہ سے روایت کیا ہے اور لیث بن ابی سُلیم نے بواسطہ عون' عبدالرحمٰن بن سُمیرہ سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال لِي الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا أَبُو الْوَلِيدِ يَعني بِهَذا الْحَدِيثِ، عن أبي عَوَانَةَ، وقال: هُوَ في كِتَابِي: ابنُ سَبْرَةَ وَقالُوا: سَمُرَةَ، وَقالُوا: سُمَيْرَةَ. هٰذَا كَلَامُ أبي الْوَلِيدِ.

امام ابوداود کہتے ہیں مجھے حسن بن علی نے بیان کیا کہ ابو ولید نے یہ حدیث ابوعوانہ سے روایت کی اور کہا کہ میری کتاب میں (راوی کا نام) ابن سبرہ درج ہے جبکہ دوسرے راوی سَمرہ اور کئی سُمیرہ کہتے ہیں اور یہ کلام ابوولید کا ہے۔

٤٢٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن أبي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عن الْمُشَعَّثِ بنِ طَرِيفٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أبي ذَرٍّ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «يَا أبَا ذَرٍّ»!، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله وَسعْدَيْكَ! فَذَكَرَ الحديثَ، قالَ فِيهِ: «كَيْفَ أَنْتَ إذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بالْوَصِيفِ» - يَعني القَبْرَ - قال: قُلْتُ: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، أَوْ قَالَ: مَا خَارَ الله لِي وَرَسُولُهُ. قالَ: «عَلَيْكَ بالصَّبْرِ» - أو قالَ: «تَصبَّرْ» - ثُمَّ قالَ لِي: «يَا أبَا

۴۲۶۱- سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے جواب میں کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں۔ اور حدیث بیان کی۔ اس میں ہے: ''تیرا کیا حال ہوگا جب لوگ مریں گے اور گھر ایک غلام کی قیمت میں ملے گا؟'' مراد ہے قبر۔ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یا کہا: جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر کرنا۔'' پھر مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے کہا: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا جب یہ مقام ''احجار زیت'' خون میں ڈوب جائے گا؟'' میں نے کہا: جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے

٤٢٦١- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٥٨ من حديث حماد بن زيد به * المشعث حسن الحديث، وثقه ابن حبان، وقال صالح جزرة: "ومشعث جليل، لا يعرف في قضاة خراسان أجل منه".

ذَرٍّ!». قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! قالَ: «كَيْفَ أَنْتَ إِذَا رَأَيْتَ أَحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بِالدَّمِ؟» قُلْتُ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قالَ: «عَلَيْكَ بِمَنْ أَنتَ مِنْهُ». قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلَا آخُذُ سَيْفِي فَأَضَعُهُ عَلَى عَاتِقِي؟ قالَ: «شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذًا»، قالَ: قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قالَ: «تَلْزَمُ بَيْتَكَ». قالَ: قُلْت: فَإِنْ دُخِلَ عَلَيَّ بَيْتِي؟ قالَ: «فَإِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ ثَوْبَكَ عَلَى وَجْهِكَ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ».

پسند فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہیں چلے جانا جہاں کے تم ہو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی تلوار لے کر اپنے کندھے پر نہ رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''تب تو تو انہی لوگوں میں شریک ہو جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''اپنے گھر میں پڑے رہنا۔'' میں نے کہا: اگر کوئی میرے گھر میں گھس آئے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تجھے اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک سے تم سہم جاؤ گے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لینا' وہ تمہارے اور اپنے گناہ سمیٹ لے گا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ الْمُشَعَّثَ فِي هٰذَا الحديثِ غَيْرُ حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حماد بن زید کے علاوہ اور کسی نے مشعَّث بن طریف کا ذکر نہیں کیا۔

٤٢٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حَدَّثَنا عَفَّانُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن أبي كَبْشَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى يَقُولُ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فيها خَيْرٌ مِنَ

۴۲۶۲- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے آگے گھٹا ٹوپ اندھیری رات کی مانند فتنے ہیں۔ آدمی ان میں صبح کو مومن' شام کو کافر اور شام کو مومن اور صبح کو کافر ہوگا' بیٹھا ہوا ان میں کھڑے ہونے والے کی نسبت بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' صحابہ نے کہا: تو آپ ہمیں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جانا۔'' (یعنی ان میں کسی طرح سے کوئی حصہ نہ لینا۔)

٤٢٦٢_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٨، ح: ١٩٨٩٦ عن عفان به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٤٠، وله شاهد تقدم، ح: ٤٢٥٩.

الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي». قالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قال: «كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ».

٤٢٦٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ قالَ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ يَعني ابنَ مُحمَّدٍ قال: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ قال: حدَّثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ؛ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ عن أَبِيهِ، عن المِقْدَادِ بنِ الأَسْوَدِ قالَ: ٱيْمُ اللهِ! لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ، فَوَاهًا».

۴۲۶۳-حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''بلاشبہ انتہائی خوش بخت ہے وہ انسان جو فتنوں سے بچا رہا۔ بڑا خوش بخت ہے وہ انسان جو فتنوں سے بچا رہا' بڑا خوش بخت ہے وہ انسان جو فتنوں سے بچا رہا۔ اور جو ان میں مبتلا کیا گیا پھر اس نے صبر کیا' تو اس کا کیا کہنا۔''

فائدہ: ان تمام احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان آپس میں اختلاف اور جھگڑا ہو اور کسی ایک فریق کا حق پر ہونا واضح نہ ہو' تو پھر ان میں حصہ لینے سے بچنا بہتر ہوگا' حتی کہ قتل ہو جانا گوارا کر لینا' کسی کو قتل کرنے سے بہتر ہوگا۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي كَفِّ اللِّسَانِ (التحفة ٣)

باب:۳-(فتنوں میں) زبان کو ضبط میں رکھنے کا بیان

٤٢٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْمَلِكِ بنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ: حدَّثني ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني اللَّيْثُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قال: قال خالِدُ ابنُ أَبِي عِمْرَانَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ

۴۲۶۴-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب فتنہ ہوگا بہرا' گونگا اور اندھا۔ جس نے اس میں جھانکا' فتنہ اس کی طرف مائل ہوگا۔ اور اس میں زبان چلانا ایسے ہوگا جیسے کہ

٤٢٦٣ــ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٥٣ من حديث معاوية بن صالح به.

٤٢٦٤ــ تخريج: [إسناده ضعيف] * عبدالرحمٰن البيلماني ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ٣٩٦٨ وغيره، انظر النهاية في الفتن والملاحم، ح: ١٤٩ (بتحقيقي).

الْبَيْلَمَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ، مَنْ أشْرَفَ لَها اسْتَشْرَفَتْ لَهُ، وَإشْرَافُ اللِّسَانِ فيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ».

تلوار چلانا۔"

٤٢٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ قال: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن طَاوُسٍ، عن رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: زِيَادٌ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ، قَتْلَاهَا في النَّارِ، اللِّسَانُ فيهَا أشَدُّ مِنْ وُقُوعِ السَّيْفِ».

۴۲۶۵-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنہ برپا ہوگا جو سب عربوں کو ہلاک کر ڈالے گا' اس کے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ اس میں زبان سے بولنا تلوار چلانے سے بھی سخت ہوگا۔"

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن لَيْثٍ، عن طَاوُسٍ، عن الأعْجَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو ثوری نے بواسطہ لیث' طاؤس سے اور اس نے اعجم سے روایت کیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم "ان حالات میں زبان سے بولنا....." اسی صورت میں فتنہ انگیزی ہوگی جب کوئی کسی کی ناحق حمایت یا مخالفت کرے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو کسی دور میں بھی منع نہیں ہے۔

٤٢٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ بنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ قال: زِيَادٌ سِيمِين كَوْشَ.

۴۲۶۶-محمد بن عیسیٰ بن طباع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبدالقدوس نے زیاد کے تعارف میں اسے "زیاد سیمین گوش" کہا یعنی چاندی کے کانوں والا۔ (کانوں کی سفیدی کی وجہ سے یہ نام رکھا۔)

(المعجم ٤) - باب الرُّخْصَةِ فِي التَّبَدِّي فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ٤)

باب:۴-فتنوں کے ایام میں جنگل میں نکل جانے کی رخصت

٤٢٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب في كف اللسان في الفتنة، ح:٢١٧٨، وابن ماجه، ح:٣٩٦٧ من حديث ليث بن أبي سليم به، وهو ضعيف تقدم، ح:١٠٠٦ * وزياد مجهول الحال.

٤٢٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٢٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ اللهِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ المُسْلِمِ غَنَمًا يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ المَطَرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ».

۴۲۶۷-حضرت ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسے ہوگا کہ مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی جن کا پیچھا کرتے ہوئے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں پھرتا رہے گا' اپنے دین کی حفاظت میں فتنوں سے بھاگنا چاہتا ہوگا۔''

فائدہ: جس بندے کو اپنے رب اور اس کے دین وشریعت کی حقیقی معرفت نصیب ہو جائے اس کے لیے سب سے بڑا سرمایہ اس کا دین بن جاتا ہے اور ہر دم اسے اس کی حفاظت ہی کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ اسی بنا پر خالص مسلمان فتنوں کے ایام میں آبادیوں سے بھاگ کر جنگلوں اور وادیوں میں پناہ لے گا۔ اور دین کی حفاظت بڑی عزیمت کا کام ہے' جسے اللہ توفیق دے۔

(المعجم ٥) - باب النَّهْيِ عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ٥)

باب:۵- فتنے میں قتال ممنوع ہے

٤٢٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ وَيُونُسَ، عن الْحَسَنِ، عن الأَحْنَفِ بنِ قَيْسٍ قال: خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ - يَعْنِي فِي الْقِتَالِ - فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فقال: ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَاجَهَ المُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ». قالَ: يَا رَسُولَ الله! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ المَقْتُولِ؟ قال: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۲۶۸-احنف بن قیس کہتے ہیں: میں نکلنا چاہتا تھا کہ (معرکۂ جمل میں) قتال میں حصہ لوں کہ مجھے حضرت ابوبکرہ ؓ مل گئے' تو انہوں نے کہا: واپس لوٹ جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: ''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنمی بن جاتے ہیں۔'' کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو قاتل ہوا مگر مقتول کا کیا قصور ہوا؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔''

٤٢٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الدين الفرار من الفتن، ح: ١٩ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٠.

٤٢٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨ عن أبي كامل، والبخاري، الإيمان، باب: ﴿وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما﴾، ح: ٣١ من حديث حماد بن زيد به.

فوائد ومسائل: ① جب معاملہ کوئی واضح اور صریح نہ ہو اور دونوں جانب حق کا ایک پہلو موجود ہو تو ایسی صورت میں الگ تھلگ رہنا مفید تر ہوتا ہے۔ ② اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ جب دو شخص برسر پیکار ہوں معاملے اور نیتوں میں واضح فرق نہ ہو تو مقتول بھی قاتل کی طرح کہا گیا ہے' یہ الگ بات ہے کہ ایک کا داؤ چل گیا اور دوسرا گھائل ہو گیا۔

٤٢٦٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن أَيُّوبَ، عن الْحَسَنِ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ مُخْتَصَرًا.

۴۲۶۹- ایوب نے حسن سے اپنی سند سے بالاختصار مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

[قالَ أَبُو دَاوُدَ: لِمُحَمَّدٍ يَعني ابنَ الْمُتَوَكِّلِ، أَخٌ ضَعِيفٌ يُقَالُ لَهُ: حُسَيْنٌ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: محمد بن متوکل کا ایک اور بھائی تھا حُسَین، لیکن وہ ضعیف ہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٦)

باب:٦- کسی مومن کو قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے

٤٢٧٠- **حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ عن خَالِدِ بنِ دِهْقَانَ قالَ: كُنَّا في غَزْوَةِ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ بِذُلُقْيَةَ، فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ، يَعْرِفُونَ ذَلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِئُ بنُ كُلْثُومِ بنِ شَرِيكٍ الْكِنَانِيُّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي زَكَرِيَّا - وكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ - قالَ لَنَا خَالِدٌ: فحدَّثنا عَبْدُ اللهِ بنُ أَبِي زَكَرِيَّا

۴۲۷۰- خالد بن دہقان نے بیان کیا کہ ہم لوگ غزوۂ قسطنطینیہ میں ذُلُقیہ مقام پر تھے کہ اہل فلسطین کا ایک بڑا رئیس آیا جسے وہ لوگ پہچانتے تھے اور اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابی زکریا کو سلام کہا اور وہ ان کا مقام و مرتبہ پہچانتا تھا۔ خالد نے بیان کیا: پھر ہمیں عبداللہ بن ابوزکریا نے حدیث بیان کی' کہا: میں نے ام درداء سے سنا وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہر گناہ امید

٤٢٦٩- **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وعلقه البخاري، ح: ٧٠٨٣ من حديث معمر به.

٤٢٧٠- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٥١، والحاكم: ٤/ ٣٥١، ووافقه الذهبي.

قالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا». فقال هَانِئُ بنُ كُلْثُومٍ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قال: «مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلا عَدْلًا»، قال لَنَا خَالِدٌ: ثُمَّ حدثنا ابنُ أبي زَكَرِيَّا عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أبي الدَّرْدَاءِ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قال: «لا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ». وَحَدَّثَ هَانِئُ ابنُ كُلْثُومٍ عن مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ سَوَاءً.

ہے کہ اللہ اسے معاف فرما دے گا' مگر وہ جو شرک کی حالت میں مر گیا یا جس نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا ہو۔'' تو ہانی بن کلثوم نے کہا: میں نے محمود بن ربیع سے سنا' وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور بلاوجہ ظلم سے قتل کیا تو اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا نفل نہ فرض۔'' خالد نے ہمیں کہا: پھر ابن ابو زکریا نے مجھے بواسطہ ام درداء ...... ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ہمیشہ بڑا ہلکا پھلکا اور اچھے اعمال کی توفیق میں رہتا ہے جب تک کہ کسی حرام خون کا مرتکب نہ ہو' جب وہ اس کا مرتکب ہو جاتا ہے تو اس توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔'' اور ہانی بن کلثوم نے بواسطہ محمود بن ربیع حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے بالکل اسی کے مثل روایت کیا۔

٤٢٧١- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَمْرٍو عن مُحَمَّدِ بنِ مُبَارَكٍ قالَ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ خَالِدٍ أَوْ غَيْرُهُ قالَ: قالَ خَالِدُ ابنُ دِهْقَانَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بنَ يَحْيَى الْغَسَّانِيَّ عنْ قَوْلِهِ: اعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ، قالَ: الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ في الْفِتْنَةِ فَيَقْتُلُ أَحَدُهُمْ فَيَرَى أَنَّهُ عَلَى هُدًى، فلا يَسْتَغْفِرُ اللهَ

۴۲۷۱- خالد بن دہقان نے کہا: میں نے یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے [اعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ] کا مفہوم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ فتنے میں قتال کرتے ہیں اور ایک ان میں سے کسی کو قتل کر دیتا ہے اور پھر سمجھتا ہے کہ وہ حق اور ہدایت پر تھا اور اس عمل پر اللہ سے استغفار نہیں کرتا ہے۔

٤٢٧١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

تَعالَى - يَعني مِنْ ذَلِكَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقال: فَاعْتَبَطَ يَصُبُّ دَمَهُ صَبًّا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں ...... اور مزید کہا کہ [فَاعْتَبَطَ] کا مفہوم ہے کہ خون بہاتا ہے خوب بہانا۔

٤٢٧٢- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إسْحَاقَ عن أبي الزِّنَادِ، عن مُجَالِدِ بنِ عَوْفٍ؛ أنَّ خَارِجَةَ بنَ زَيْدٍ قالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بنَ ثَابِتٍ في هٰذَا المَكَانِ يَقُولُ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَـٰلِدًا فِيهَا﴾ [النساء: ٩٣] بَعْدَ الَّتي في الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [الفرقان: ٦٨] بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ.

۴۲۷۲- خارجہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس جگہ سنا تھا' وہ کہتے تھے کہ سورۂ نساء کی یہ آیت کریمہ: ﴿وَ مَن يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ سورۂ فرقان کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ سے چھ ماہ بعد نازل ہوئی ہے۔

٤٢٧٣- **حَدَّثَنا** يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، أوْ حدَّثني الْحَكَمُ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فقالَ: لَمَّا نَزَلَتِ الَّتي في الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ قالَ

۴۲۷۳- سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا تو انہوں نے کہا' جب سورۂ فرقان کی آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکین نے کہا: (اب ہمارے ایمان لانے کا کیا فائدہ) ہم نے ناحق جانیں قتل کی ہیں' اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارا ہے اور

٤٢٧٢ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ح: ٤٠١٣ من حديث مسلم بن إبراهيم به * حماد هو ابن سلمة، وعبدالرحمٰن هو القرشي المدني.

٤٢٧٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب ما لقي النبي ﷺ وأصحابه من المشركين بمكة، ح: ٣٨٥٥ من حديث جرير، ومسلم، التفسير، باب قبل، باب: ١، ح: ٣٠٢٣ من حديث منصور به.

مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ: قَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ الله تَعَالَى: ﴿إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَٰلِحًا فَأُوْلَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ﴾ فَهٰذِهِ لأُولٰئِكَ. قَالَ: فَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾ الآيَةَ، قَالَ: الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ ثُمَّ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ، فَلَا تَوْبَةَ لَهُ، فَذَكَرْتُ هٰذَا لِمُجَاهِدٍ فقال: إِلَّا مَنْ نَدِمَ.

بدکاریوں کا ارتکاب بھی کیا ہے...... تب اللہ نے یہ ارشاد نازل کیا: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ یہ آیتیں انہی مشرکین کے حق میں ہیں۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کہا: لیکن سورۂ نساء کی آیت: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ......﴾ "ایسے (مسلمان) شخص کے لیے ہے جو اسلامی احکام جانتا ہے پھر کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں......" سعید نے کہا میں نے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی) اس بات کا مجاہد سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: مگر جو شخص نادم ہو جائے۔ (تو اس کی توبہ قبول ہو گی۔ ان شاء اللہ)

فائدہ: مذکورہ بالا پہلی حدیث میں وارد آیت نساء کے معنی ہیں: "اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا......" اور سورۂ فرقان کی آیت: ۶۸ کا ترجمہ ہے: "اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہو مگر حق کے ساتھ" اور آیت ۷۰ کے معنی ہیں: "مگر جو توبہ کر لے ایمان لائے اور عمل صالح اختیار کرے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔"

٤٢٧٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى عن سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ فِي ﴿ٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ﴾ أَهْلُ الشِّرْكِ قالَ: وَنَزَلَ:

۴۲۷۴- سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ الفرقان کی آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ...﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ مشرکین کے بارے میں ہے نیز یہ بھی نازل ہوا: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

٤٢٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، ح: ١٢٢ من حديث حجاج بن محمد، والبخاري، التفسير، سورة الزمر، باب قوله: ﴿ياعبادي الذين أسرفوا على أنفسهم...﴾ الخ، ح: ٤٨١٠ من حديث ابن جريج به.

﴿يَـٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ﴾ [الزمر: ٥٣].

''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔''

٤٢٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن المُغِيرَةِ بنِ النُّعْمانِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ قال: مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۲۷۵-سعید بن جبیر حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ نساء کی آیت: ﴿وَ مَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ (النساء:۹۳) ''اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔'' کو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

٤٢٧٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أَبُو شِهَابٍ عن سُلَيْمانَ التَّيْمِيِّ، عن أبي مِجْلَزٍ في قَوْلِهِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾ قال: هِيَ جَزَاؤُهُ، فإنْ شَاءَ اللهُ أنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهُ، فَعَلَ.

۴۲۷۶- جناب ابومجلز سے مروی ہے کہ ﴿وَ مَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّم﴾ (النساء:۹۳) ''قاتل عمد کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ جہنم میں رہے۔'' اور اگر اللہ اسے معاف کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

فائدہ: قاتل عمد کے بارے میں واردشدہ آیات واحادیث کی روشنی میں حضرت ابن عباس ؓ اور کئی علماء کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ تاہم سورۃ الفرقان اور دیگر آیات توبہ عام ہیں' اس لیے یہ آدمی بھی اگر اخلاص سے توبہ کرے تو قبولیت کی امید ہے اور پہلی بات' تب ہے جب وہ بغیر توبہ کے مرجائے اور اللہ عزوجل نے معاف نہ فرمایا تو۔ اور ''خلود'' سے مراد یہاں ''لمبی مدت'' ہے' ہمیشہ ہمیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ سزا صرف مشرکین اور کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَّشَاءُ﴾ (النساء:۴۸) ''اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے' اور اس کے علاوہ معاف کر دے گا' جس کے لیے چاہے گا۔'' اور صحیح حدیث ہے کہ ایک اسرائیلی نے سو آدمی قتل کر دیے۔ تو ایک عالم نے کہا: کون ہے جو تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان حائل ہو سکے...... الخ (صحیح البخاری'

٤٢٧٥ـ **تخريج**: [صحيح] من حديث المغيرة بن النعمان به، انظر الحديث السابق، وصحيح البخاري، ح: ٤٧٦٣.

٤٢٧٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٦ من حديث أبي داود به * سليمان التيمي مدلس وعنعن.

احادیث الأنبیاء، حدیث:۳۴۷۰، وصحیح مسلم، التوبة، باب قبول توبة القاتل، وان کثر قتله، حدیث: ۲۷۶۶) الغرض اسے معاف کر دیا گیا۔ جمہور سلف قبولیت توبہ کے قائل ہیں۔

(المعجم ۷) - باب مَا يُرْجَى فِي الْقَتْلِ (التحفة ۷)

باب:۷-(فتنے میں) قتل ہو جانے پر مغفرت کی امید ہے

٤٢٧٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ سَلَّامُ بنُ سُلَيْمٍ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ قال: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ فِتْنَةً فَعَظَّمَ أَمْرَهَا، فَقُلْنَا - أَوْ قالُوا -: يَا رَسُولَ الله! لَئِنْ أَدْرَكَتْنَا هٰذِهِ لَتُهْلِكُنَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَلَّا! إنَّ بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلُ». قالَ سَعِيدٌ: فَرَأَيْتُ إِخْوَانِي قُتِلُوا.

۴۲۷۷- حضرت سعید بن زید ؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فتنے کے ہونے کا ذکر فرمایا اور اس کی ہیبت ناکی بیان کی۔ ہم نے عرض کیا یا لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ ہمیں پہنچ گیا تو ہلاک کر ڈالے گا۔ آپ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں۔ اس میں تمہیں قتل ہو جانا ہی کافی ہو گا۔“ سعید کہتے ہیں: پھر میں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا کہ قتل ہو گئے۔

٤٢٧٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ عن سَعِيدِ بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ، عن أبي مُوسَى قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمَّتِي هٰذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ في الآخِرَةِ، عَذَابُهَا في الدُّنْيَا: الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ».

۴۲۷۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس امت پر اللہ کی رحمت ہے، آخرت میں اس پر عذاب نہیں، اس کا عذاب دنیا میں فتنوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہے۔“

فائدہ: آخرت میں اس امت کے اہل ایمان کے لیے ابدی عذاب نہیں ہے۔ ان کے لیے دنیا میں پیش آنے والی انفرادی اور اجتماعی آزمائشیں آخرت کے عذاب سے کفارہ بن جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔

٤٢٧٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٤٠٧ من حديث أبي داود به.

٤٢٧٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٠ من حديث كثير بن هشام به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٤٤، ووافقه الذهبي، حدث به المسعودي قبل اختلاطه، رواه معاذ بن معاذ عنه.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣٥) -كِتَابُ الْمَهْدِيِّ (التحفة ٣٠)

مہدی کا بیان

فائدہ: [مَهْدِيّ] هَدٰى يَهْدِي سے اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حق کی رہنمائی فرمائی ہو۔ اور اسی معنی میں ہے وہ مبارک شخصیت جس کی آمد کی رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کو خلفائے مہدیین کا لقب بھی دیا گیا ہے اور معنوی لحاظ سے ہر وہ شخص مہدی ہے جو ان کی سیرت کا پیروکار ہو۔ (النهاية)

٤٢٧٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عن إِسْمَاعِيلَ يَعْني ابنَ أَبِي خَالِدٍ، عن أَبِيهِ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ قائِمًا حَتَّى يَكُونَ عَلَيْكُم اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الأُمَّةُ»، فَسَمِعْتُ كَلَامًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ أَفْهَمْهُ، فقُلْتُ لأَبِي: مَا يَقُولُ؟ قالَ: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ».

۴۲۷۹- حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''یہ دین قائم رہے گا حتی کہ اس پر بارہ خلیفے آئیں گے اور ان سب پر امت متفق ہوگی۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنی مگر میں اسے سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: ''وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔''

٤٢٨٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عن عَامِرٍ، عن

۴۲۸۰- حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''یہ دین

٤٢٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٥١٩، ٥٢٠ من حديث داود به * مروان بن معاوية وإسماعيل بن أبي خالد عنعنا، والحديث الآتي يغني عنه

٤٢٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب الناس تبع لقريش والخلافة في قريش، ح: ١٨٢١ من حديث داود ابن أبي هند عن عامر الشعبي به.

جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَي عَشَرَ خَلِيفَةً»، قالَ: فَكَبَّرَ النَّاسُ وَضَجُّوا ثُمَّ قالَ كَلِمَةً خَفِيفَةً قلْتُ لأَبِي: يَا أَبَهِ ما قالَ؟ قال: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ».

بارہ خلیفوں تک معزز اور غالب رہے گا۔" چنانچہ لوگوں نے اللہ اکبر کہا اور آواز بلند کی۔ پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا: ابا جان! آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: "وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔"

٤٢٨١- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنا الأَسْوَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فقالُوا: ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا؟ قالَ: ثُمَّ يَكُونُ الْهَرْجُ.

۴۲۸۱-اسود بن سعید ہمدانی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مذکورہ حدیث بیان کی...... اس میں مزید ہے کہ جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو قریشی لوگ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "قتل وغارت۔"

توضیح: اس روایت کے صحیح بخاری کتاب الاحکام میں الفاظ یہ ہیں: [يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا ...... كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ] (حدیث: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳) صحیح مسلم' کتاب الامارۃ میں ہیں: [إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِيْ......] "یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا۔" اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا ......] "لوگوں کا معاملہ جاری ساری رہے گا" اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا ......] (حدیث: ۱۸۲۱) "اسلام غالب رہے گا۔" طبرانی (۲/۲۱۵) کی روایت ہے: [لَا يَزَالُ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ صَالِحاً......] "میری امت کا معاملہ صالح اور عمدہ رہے گا۔" اس مضمون کی روایات میں اجمال ہے۔ اس کی حقیقی تعبیر اللہ ہی بہتر جانتا ہے' تاہم علمائے محدثین نے مختلف انداز میں اس کی توجیہ بیان کی ہے' فتح الباری' کتاب الاحکام میں یہ بحث دیکھی جا سکتی ہے۔ ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ اس میں دو احتمال ہیں' ایک احتمال ہے کہ یہ خلفاء آپ ﷺ کے متصل بعد ہوں گے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ قیامت تک کی مدت میں آئیں گے اور یہ خاص خلفاء ہوں گے جن پر لوگوں کا اتفاق ہوگا اور اسلام بھی کامل طور پر نافذ ہو کر اپنی برکات ظاہر کرے گا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ یہ خلفاء آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے متصل بعد ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ ہجری) تک کل چودہ خلفاء ہوئے ہیں۔ ان میں سے معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم کی ولایت نہ صحیح تھی اور نہ طویل المدت۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد احوال

٤٢٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٩٢ من حديث زهير به * الأسود بن سعيد حسن الحديث على الراجح.

از حد متغیر ہو گئے اور ان پر خیر القرون میں سے پہلی قرن (صدی) بھی ختم ہو گئی۔ اس دور میں حضرت حسن بن علی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور پر اعتراض آتا ہے کہ ان پر اتفاق نہ تھا' اگرچہ ان کی ولایت برحق ہے مگر سیدنا حسن چھ ماہ بعد ہی خلافت سے دست بردار ہو گئے تھے۔ اور جناب عبداللہ بن زبیر شہید کر دیے گئے تو معاملہ فریق ثانی پر مجتمع ہو گیا۔ تو باقیوں کے مقابلہ میں یہ مدت معمولی اور غیر معتبر ہے لیکن اسلام من حیث المجموع غالب' عزیز اور امت کا معاملہ صالح رہا۔ یہاں ایک اشکال اور سامنے آتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ خلافت ۳۰ سال تک رہے گی' یہ بات بظاہر زیر بحث حدیث کے خلاف ہے اور لوگ بھی اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ۳۰ سال کے بعد کی خلافتیں صحیح نہیں ہیں یا وہ بادشاہتیں ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ نہ یہ دونوں حدیثیں باہم متعارض ہیں اور نہ مذکورہ دعویٰ ہی صحیح ہے۔ حدیث میں جو الفاظ آتے ہیں' وہ یہ ہیں: ''خلافت نبوت ۳۰ سال رہے گی' پھر یہ بادشاہی اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا دے دے گا۔'' (سنن ابوداود' حدیث: ۴۶۴۶) اس کا مطلب ہے کہ خلافت علی منہاج النبوت ۳۰ سال تک رہے گی' لیکن بعد میں قائم ہونے والی خلافتوں میں منہاج نبوت سے کچھ انحراف آ جائے گا' ورنہ خلافت بھی رہے گی اور اسلام بھی قائم و غالب رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ (اس کی مزید تفصیل آگے حدیث: ۴۶۴۶ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

٤٢٨٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أَنَّ عُمَرَ بنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ يَعني ابنَ عَيَّاشٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُوسَى: أخبرنا زَائِدَةُ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَني عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُوسَى عن فِطْرٍ المَعْنَى وَاحِدٌ، كُلُّهُمْ عن عَاصِمٍ، عن زِرٍّ، عن عَبْدِ اللهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إلَّا يَوْمٌ» - قال زَائِدَةُ في حَدِيثِهِ: «لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ» ثُمَّ اتَّفَقُوا - «حَتَّى

۴۲۸۲-سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا (کے فنا ہونے) میں ایک دن بھی باقی ہوا...... زائدہ بن قدامہ نے اپنی روایت میں کہا...... اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا...... پھر سب راوی متفق ہیں...... حتی کہ اللہ اس میں ایک آدمی کو اٹھائے گا جو مجھ سے ہو گا یا میرے اہل بیت میں سے ہو گا' اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہو گا۔''

٤٢٨٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في المهدي، ح: ٢٢٣٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٤٤٢.

يَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِن أَهْلِ بَيْتِي يُواطِىءُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي».

زَادَ في حَدِيثِ فِطْرٍ: «يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا».

فطر بن خلیفہ کی روایت میں مزید ہے: ''وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔''

وقالَ في حَدِيثِ سُفْيَانَ: «لَا تَذْهَبُ أَوْ لا تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِىءُ اسْمُهُ اسْمِي».

سفیان ثوری کی روایت میں کہا: ''یہ دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب پر حاکم نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَفْظُ عُمَرَ وَأبي بَكْرٍ بِمَعْنَى سُفْيَانَ. [ولم يَقُل أبو بكرٍ: العَرَبَ. قَالَ أبو دَاوُد في حَدِيثِ أبي بَكرٍ وعُمَرَ بنِ عُبَيدٍ]

امام ابوداود کہتے ہیں: عمر (بن عبید) اور ابوبکر (بن عیاش) کے الفاظ سفیان کی روایت کے ہم معنی ہیں' لیکن ابوبکر نے ''العَرَب'' کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

٤٢٨٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ عن الْقَاسِمِ بنِ أبي بَزَّةَ، عن أبي الطُّفَيْلِ، عن عَلِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا».

۴۲۸۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس زمانے سے ایک دن بھی باقی ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو اٹھائے گا جو اسے عدل سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم سے بھری ہوگی۔''

٤٢٨٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ: حدثنا أبُو المَلِيحِ الْحَسَنُ بنُ عُمَرَ عن زِيَادِ بنِ

۴۲۸۴- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے ''مہدی میری عترت یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔''

٤٢٨٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٩٩ عن الفضل بن دكين به.

٤٢٨٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب خروج المهدي، ح: ٤٠٨٦ من حديث الحسن بن عمر به.

بيانٍ، عن عَلِيِّ بنِ نُفَيْلٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «المَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ».

قالَ عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ: وَسَمِعْتُ أَبَا المَلِيحِ يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بنِ نُفَيْلٍ، وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا.

جناب عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ میں نے ابوالملیح سے سنا وہ علی بن نفیل (جو سعید بن مسیب کے شاگرد ہیں) کی مدح کرتے تھے کہ وہ بھلے آدمی تھے۔

٤٢٨٥- **حَدَّثَنا** سَهْلُ بنُ تَمَّامِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عن قَتَادَةَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المَهْدِيُّ مِنِّي، أَجْلَى الْجَبْهَةِ، أَقْنَى الأَنْفِ: يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا، وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ».

۴۲۸۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہدی مجھ سے (میری نسل سے) ہوگا اس کی پیشانی فراخ اور ناک بلند ہوگی‘ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی اور سات سال تک حکومت کرے گا۔“

٤٢٨٦- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عن صَاحِبٍ لَهُ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ، فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ،

۴۲۸۶- سیدہ ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک خلیفہ کی موت پر اختلاف ہوگا‘ پھر اہل مدینہ سے ایک آدمی بھاگتا ہوا مکہ پہنچے گا۔ اہل مکہ اس کے پاس آئیں گے اور اسے امامت کے لیے کھڑا کریں گے حالانکہ وہ اس عمل کو ناپسند کرتا ہوگا اور وہ اس کے ساتھ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ پھر شام والوں کی طرف سے اس کے

٤٢٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٥٧ من حديث عمران القطان به، وصححه على شرط مسلم، وتعقبه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٤٢٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣١٦ من حديث هشام الدستوائي به * قتادة عنعن، و"صاحب له" مجهول.

فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالمَقَامِ، وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ، فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ، فإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا، فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ، وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ، فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ في النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ ﷺ، وَيُلْقِي الإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الأَرْضِ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ المُسْلِمُونَ».

خلاف ایک لشکر بھیجا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ لوگ جب یہ حال دیکھیں گے تو شام کے ابدال (صالحین) اور اہل عراق کی جماعتیں اس کے پاس آئیں گی اور اس کے ساتھ بیعت کریں گی۔ پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا جس کا ننھیال بنو کلب میں ہوگا' پھر وہ (قریشی کلبی) ان (مہدی کی بیعت کرنے والوں) کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجے گا تو وہ مہدی والے ان پر غالب آ جائیں گے۔ چنانچہ بنو کلب کا یہی لشکر ہوگا (جو مغلوب ہوگا) اور خسارہ ہوگا اس کے لیے جو کلب کی غنیمت میں حاضر نہ ہوگا۔ مہدی مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں ان کے نبی ﷺ کی سنت نافذ کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر ٹکا دے گا۔ اور پھر وہ سات سال تک رہے گا۔ اس کے بعد اس کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وقال بَعْضُهُمْ عن هِشَامٍ: «تِسْعَ سِنِينَ». وقالَ بَعْضُهُمْ: «سَبْعَ سِنِينَ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: بعض راویوں نے ہشام سے ''نو سال'' روایت کیے ہیں اور بعض نے سات سال۔

فائدہ: مذکورہ احادیث میں سے بعض صحیح ہیں (جیسے حدیث: ۴۲۸۴ ہے اور بعض کی صحت وضعف میں اختلاف ہے' جیسے ۴۲۸۵ ہے۔ اور بعض ضعیف ہیں' جیسے ۴۲۸۶ ہے) ان احادیث میں امام مہدی کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ان کی کچھ صفات کا بھی بیان ہے۔ امام مہدی کے بارے میں لوگ بالعموم افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی لوگوں نے تو ان کی شخصیت اور آمد ہی کا انکار کر دیا ہے اور کئی طبع آزما قسم کے لوگوں نے اپنی اپنی بابت مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ امام مہدی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول آسمانی کے وقت' ظہور پذیر ہو چکے ہوں گے۔ اور یہ روایات معنوی طور پر حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اس لیے ان کا انکار گمراہی ہے اور ان میں سے صحیح احادیث پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

٤٢٨٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عن هَمَّامٍ، عن قَتَادَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «تِسْعَ سِنِينَ».

۴۲۸۷-قتادہ نے یہ حدیث روایت کی اور ”نو سال“ مدت بتائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال غَيْرُ مُعَاذٍ عن هِشَامٍ: «تِسْعَ سِنِينَ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ معاذ کے علاوہ دیگر راوی ہشام سے نو سال روایت کرتے ہیں۔

٤٢٨٨- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَاصِمٍ قالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ قالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن أبي الْخَلِيلِ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ مُعَاذٍ أَتَمُّ.

۴۲۸۸-عبداللہ بن حارث نے سیدہ ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے......اور معاذ کی حدیث (۴۲۸۶) کامل ہے۔

٤٢٨٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن عبْدِ الْعَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ الْقِبْطِيَّةِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخَسْفِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟ قالَ: «يُخْسَفُ بِهِمْ وَلٰكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نِيَّتِهِ».

۴۲۸۹-سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے زمین میں دھنسا دیے جانے والے لشکر کا قصہ بیان کیا......اس میں ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے مجبوراً ان کے ساتھ نکلنا پڑا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ”وہ زمین میں دھنسا تو دیا جائے گا مگر قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“

فائدہ: ① اللہ تعالیٰ کا عذاب جب عمومی انداز میں آتا ہے تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، البتہ انبیاء ورسل علیہم السلام اور ان کے متبعین کا معاملہ بطور معجزہ اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ ② اضطرار و اکراہ یعنی انسان کو کسی ناپسندیدہ عمل پر انتہائی مجبور کر دیا جانا......شریعت میں ایک معتبر عذر ہے جس کا فائدہ اگر دنیا میں حاصل نہ ہو سکے تو ان شاء اللہ قیامت کو ضرور ملے گا۔ ③ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

٤٢٨٧- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٢٨٨- تخريج: [ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

٤٢٨٩- تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت، ح: ٢٨٨٢ من حديث جرير به.

٤٢٩٠- (أ) قال أبو داود: وَحُدِّثْتُ عن هَارُونَ بنِ الْمُغِيرَةِ قال: حَدَّثَنا عَمْرُو ابنُ أبي قَيْسٍ عن شُعَيْبِ بنِ خَالِدٍ، عن أبي إسْحَاقَ قال: قالَ عَلِيٌّ - رَضِيَ الله عَنْهُ - وَنَظَرَ إلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فقالَ: إنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى باسْمِ نَبِيِّكُم ﷺ يُشْبِهُهُ في الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهُ في الْخَلْقِ. ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً: يَمْلأُ الأَرْضَ عَدْلًا.

۴۲۹۰-سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا......اور اس اثنا میں انہوں نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا......فرمایا کہ میرا یہ فرزند سید (اور سردار) ہے جیسے کہ اس کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا ہے......اور اس کی نسل سے ایک آدمی ہوگا جو تمہارے نبی ﷺ کا ہم نام ہوگا' وہ اخلاق میں ان ہی کے مشابہ ہوگا مگر شکل میں مشابہ نہیں ہوگا۔ پھر قصہ بیان کیا کہ......وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

٤٢٩٠- (ب) وقالَ هَارُونُ: حدثنا عَمْرُو بنُ أبي قَيْسٍ عن مُطَرِّفِ بنِ طَرِيفٍ، عن أبي الْحَسَنِ، عن هِلَالِ بنِ عَمْرٍو قالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يَقُولُ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ: الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أوْ يُمَكِّنُ لآلِ مُحمَّدٍ، كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ الله ﷺ، وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ» أوْ قالَ: «إجَابَتُهُ».

۴۲۹۰-سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ماوراء النہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہا جاتا ہوگا۔ اس کے آگے ایک شخص ہوگا جسے منصور بولتے ہوں گے' وہ آل محمد کو مقام دے گا جیسے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو جگہ دی تھی۔ ہر مسلمان پر اس کی نصرت یا فرمایا اس کی بات کو قبول کرنا واجب ہوگا۔''

٤٢٩٠- أ- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبو إسحاق عنعن إن صح السند إليه، وأبو داود لم يذكر من حدثه.

٤٢٩٠- ب- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبو الحسن وهلال بن عمرو مجهولان.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٦) - كِتَابُ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٣١)

اہم معرکوں کا بیان جو امت میں ہونے والے ہیں

(المعجم ١) - باب مَا يُذْكَرُ فِي قَرْنِ الْمِائَةِ (التحفة ١)

باب:۱- صدی کے متعلق فرمان

٤٢٩١- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني سَعِيدُ ابنُ أبي أَيُّوبَ عن شَرَاحِيلَ بنِ يَزِيدَ المَعَافِرِيِّ، عن أبي عَلْقَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ - فِيمَا أَعْلَمُ - عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «إنَّ الله يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَها دِينَهَا».

۴۲۹۱- جناب ابوعلقمہ نے کہا کہ میرے علم و یقین کے مطابق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: ”بیشک اللہ ذوالجلال ہر سو سال کے شروع میں یا آخر میں اس امت کے اندر ایک آدمی پیدا کرتا رہے گا جو اس کے دین کو از سر نو قائم اور مضبوط کرتا رہے گا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ شُرَيْحٍ الإسْكَنْدَرَانِيُّ، لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن شریح اسکندرانی نے (معضل) بیان کیا ہے وہ شراحیل سے آگے نہیں بڑھا۔ (اس نے بعد والے راویوں کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔)

فائدہ: یہ بہت بڑا انعام ہے کہ امت میں ایسے صالحین پیدا ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے جو دین کے معاملے میں ایسی خدمات سرانجام دیں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہوں گی۔ مگر یہ کوئی ضروری نہیں کہ خود انہیں بھی اس کا احساس ہو یا لوگوں میں اس سے ان کا تعارف ہو یا وہ خود اپنا چرچا کرتے پھریں...... بلکہ ان کی خدمات جلیلہ سے علمائے حق میں ان کے متعلق یہ صفت جانی جائے گی۔ ممکن ہے وہ مجاہد ہو یا حاکم یا داعی۔

٤٢٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٥٢٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

(المعجم ٢) - باب ما يُذْكَرُ مِنْ مَلَاحِمِ الرُّومِ (التحفة ٢)

باب:٢- رومیوں کے ساتھ برپا ہونے والے معرکوں کا بیان

٤٢٩٢ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأوْزَاعِيُّ عن حَسَّانَ ابنِ عَطِيَّةَ قالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابنُ أبي زَكَرِيَّا إلٰى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَمِلْتُ مَعَهُمْ، فَحَدَّثَنَا عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ عن الْهُدْنَةِ قالَ: قالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إلٰى ذِي مِخْبَرٍ رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ فَأتَيْنَاهُ فَسَألَهُ جُبَيْرٌ عن الْهُدْنَةِ، فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا، فَتَغْزُونَ أنْتُمْ وَهُمْ، عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُم، فَتُنْصَرُونَ، وَتَغْنَمُونَ، وَتَسْلَمُونَ، ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ».

٤٢٩٢- حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ مکحول اور ابن ابو زکریا' خالد بن معدان کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ تو خالد نے جبیر بن نفیر سے ایک حدیث روایت کی جو هُدْنة (مصالحت) کے متعلق تھی۔ پھر جبیر نے کہا: چلیں حضرت ذی مخبر ؓ کے ہاں چلتے ہیں جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ ہم ان کے پاس پہنچے تو جبیر نے ان سے هُدْنه (مصالحت) کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''تم لوگ رومیوں سے ایک پرامن مصالحت کرو گے۔ اور پھر ان کے ساتھ مل کر اپنے پیچھے ایک دشمن سے جنگ کرو گے' ان پر غالب رہو گے' غنیمت پاؤ گے اور صحیح سلامت رہو گے' پھر وہاں سے واپس لوٹو گے اور ایک میدان میں اترو گے جس میں ٹیلے بھی ہوں گے۔ تو عیسائیوں میں سے ایک آدمی صلیب بلند کرے گا اور کہے گا: صلیب غالب آ گئی۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو غصہ آئے گا اور وہ اسے توڑ ڈالے گا۔ تو اس موقع پر رومی دھوکا کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔''

٤٢٩٣ - حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانيُّ قالَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ

٤٢٩٣- حسان بن عطیہ نے یہ حدیث بیان کی اور مزید کہا: ''مسلمان جلدی سے اپنے اسلحے کی طرف اٹھیں

٤٢٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٦٧، وأخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ٤٠٨٩ من حديث عيسى بن يونس به.

٤٢٩٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ: «وَيَثُورُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى أَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتُلُونَ فَيُكْرِمُ اللهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ».

گے اور ان سے قتال کریں گے اور اللہ انہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِلَّا أَنَّ الْوَلِيدَ جَعَلَ الحدِيثَ عن جُبَيْرٍ، عن ذِي مِخْبَرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس سند میں ولید نے بواسطہ جبیر' حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ رَوْحٌ وَيَحْيَى ابنُ حَمْزَةَ وَبِشْرُ بنُ بَكْرٍ عن الأَوْزَاعِيِّ كَمَا قَالَ عِيسَى.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ روح' یحییٰ بن حمزہ اور بشر بن بکر نے اوزاعی سے روایت کیا جیسے کہ عیسیٰ نے کہا۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي أَمَارَاتِ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٣)

باب:۳- ان معرکوں کی اہم علامات

٤٢٩٤- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ ثَابِتِ بنِ ثَوْبَانَ عن أَبِيهِ، عن مَكْحُولٍ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن مَالِكِ بنِ يُخَامِرَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ قُسْطُنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَّالِ»، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ أَوْ مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا لَحَقٌّ كَمَا أَنَّكَ هٰهُنَا»، أَوْ «كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ»

۴۲۹۴- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینے) کی بے آبادی کا پیش خیمہ ہوگی۔ اور یثرب کی بے آبادی کے نتیجے میں بڑی جنگ ہوگی اور اس جنگ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہوگا۔ اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال آئے گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس حدیث کے بیان کرنے والے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ) کی ران یا کندھے پر مارا' پھر فرمایا: ''بلاشبہ یہ واقعہ اس طرح حق ہے جیسے کہ تم یہاں ہو یا بیٹھے ہوئے ہو۔'' مراد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

٤٢٩٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٥ عن هاشم بن القاسم به، وللحديث شواهد، وهو بها حسن.

يَعْنِي مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ .

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي تَوَاتُرِ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٤)

باب:۴- جنگوں کے مسلسل وقوع پذیر ہونے کا بیان

٤٢٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن أبِي بَكْرِ بنِ أبي مَرْيَمَ، عن الْوَلِيدِ بنِ سُفْيَانَ الْغَسَّانِيِّ، عن يَزِيدَ بنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ، عن أبي بَحْرِيَّةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى وَفَتْحُ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ في سَبْعَةِ أشْهُرٍ».

۴۲۹۵- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ عظیم' فتح قسطنطنیہ اور دجال کی آمد سات مہینوں میں ہوگی۔''

٤٢٩٦- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ، عن ابنِ أبِي بِلَالٍ، عن عَبْدِ الله بنِ بُسْرٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ المَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ المَسِيحُ الدَّجَّالُ في السَّابِعَةِ».

۴۲۹۶- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ عظیم اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح چھ سال کے عرصے میں ہوگی اور مسیح دجال کا نکلنا ساتویں میں ہوگا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا أصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عِيسَى.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت عیسیٰ کی (مذکورہ بالا) روایت سے صحیح تر ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي تَدَاعِي الأُمَمِ عَلَى الإِسْلَامِ (التحفة ٥)

باب:۵- اسلام کے خلاف امتوں کے ہجوم کا بیان

٤٢٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في علامات خروج الدجال، ح:٢٢٣٨، وابن ماجه، ح:٤٠٩٢ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وهو ضعيف مختلط * يزيد بن قطيب مجهول الحال.

٤٢٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، ووقع في سنن ابن ماجه وهم، الفتن، باب الملاحم، ح:٤٠٩٣، (تحفة الأشراف: ٤/ ٢٩٤).

٤٢٩٧ - حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ: حدَّثني أبُو عَبْدِ السَّلَامِ عن ثَوْبَانَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ الأُمَمُ أنْ تَدَاعَى عَلَيْكُم كَمَا تَدَاعَى الأكَلَةُ إلَى قَصْعَتِهَا»، فقالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قالَ: «بَلْ أنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَلٰكِنَّكُم غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ المَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ في قُلُوبِكُم الوَهْنَ»، فقالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ الله! وَمَا الْوَهْنُ؟ قالَ: «حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ المَوْتِ».

۴۲۹۷- حضرت ثوبان ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا وقت آنے والا ہے کہ دوسری امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کہ کھانے والے اپنے پیالے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔'' تو کہنے والے نے کہا: کیا یہ ہماری ان دنوں قلت اور کمی کی وجہ سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ تم ان دنوں بہت زیادہ ہوگے' لیکن جھاگ ہوگے جس طرح کہ سیلاب کا جھاگ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ''وَھن'' ڈال دے گا۔'' پوچھنے والے نے پوچھا اے اللہ کے رسول! وَھن سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت اور موت کی کراہت۔''

فوائد و مسائل: ① اسلام اور مسلمانوں کی ہیبت اور غلبے کا راز کثرت عدد پر نہیں ہے بلکہ اللہ کے تقوے اور اس کے دین کی فی الواقع پابندی میں پوشیدہ ہے۔ ② دنیا کی محبت اور آخرت سے بے فکری بہت بڑا فتنہ ہے جو افراد بلکہ قوموں کو دنیا میں رسوا کر کے رکھ دیتا ہے اور آخرت کی خرابی اس سے بڑھ کر ہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي الْمَعْقِلِ مِنَ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٦)

باب: ٦- ان معرکوں میں مسلمانوں کا مرکز

٤٢٩٨ - حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ قالَ: حدَّثني زَيْدُ بنُ أرْطَاةَ قالَ: سَمِعْتُ جُبَيْرَ بنَ نُفَيْرٍ يُحَدِّثُ عن أبي الدَّرْدَاءِ؛ أنَّ

۴۲۹۸- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) دمشق نامی شہر کی جانب میں واقع مقام غوطہ ہوگا اور دمشق شام کے بہترین شہروں میں سے ہوگا۔''

٤٢٩٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ١/ ٣٤٥، ح: ٦٠٠ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد ابن جابر به، وله شاهد حسن عند أحمد: ٥/ ٢٧٨.

٤٢٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٧ من حديث يحيى بن حمزة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٨٦، ووافقه الذهبي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ، إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ».

٤٢٩٩- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن ابنِ وَهْبٍ قالَ: حدَّثني جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحُ».

۴۲۹۹-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب مسلمان مدینے میں گھیر لیے جائیں گے حتی کہ ان کی بعید ترین چھاؤنی اس وقت سلاح مقام پر ہوگی۔''

٤٣٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ عن عَنْبَسَةَ، عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَسَلَاحُ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ.

۴۳۰۰-جناب زہری ؒ سے مروی ہے کہ سلاح کا مقام خیبر کے قریب ہے۔

فائدہ: قیامت کے قریب ایسا ہوگا جب اسلام اطراف عالم سے سمٹ سمٹا کر مدینہ میں محصور ہو جائے گا۔

(المعجم ٧) - باب ارْتِفَاعِ الْفِتْنَةِ فِي الْمَلَاحِمِ (التحفة ٧)

باب:۷-فتنے ختم کرنے کی ایک تدبیر

٤٣٠١- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ قالَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وحَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ

۴۳۰۱-یحیٰ بن جابر طائی ؒ سے روایت ہے جب کہ ہارون بن عبداللہ کی سند میں...... یحیٰ حضرت عوف بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت میں دو تلواریں ہرگز

٤٢٩٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٤٢٥٠.

٤٣٠٠ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٥١.

٤٣٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦ عن الحسن بن سوار به ❊ يحيى بن جابر لم يلق عوف بن مالك، (جامع التحصيل، ص: ٢٩٧).

ابنُ سُلَيْمٍ عن يَحْيَى بنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ - قال هَارُونُ في حَدِيثِهِ - عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَنْ يَجْمَعَ اللهُ عَلَى هٰذِهِ الأُمَّةِ سَيْفَيْنِ: سَيْفًا مِنْهَا وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا».

جمع نہیں فرمائے گا کہ ایک تلوار ان کے آپس میں چلے اور دوسری ان کا دشمن چلائے۔''

فائدہ: مسلمانوں کا آپس میں لڑنا بھڑنا بہت بڑا فتنہ ہے' مگر اس امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جب بھی باہر کا کوئی دشمن ان پر حملہ آور ہوگا تو مسلمان آپس میں اکٹھے ہو جایا کریں گے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے داخلی تنازعات کو ختم کرنے کے لیے مشترک بڑے دشمن سے جہاد کا عمل جاری رکھا جانا ضروری ہے۔ ویسے بھی جہاد کے حالات ہر دور میں موجود رہیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمان اس فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں کوتاہی کریں گے۔ بعض محققین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ تَهْيِيجِ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ (التحفة ٨)

باب:٨- ترکوں اور حبشہ کے کافروں سے بلاوجہ چھیڑ چھاڑ منع ہے

٤٣٠٢- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ قال: حَدَّثَنا ضَمْرَةُ عن السَّيْبَانِيِّ، عن أبي سُكَيْنَةَ - رَجُلٍ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ - عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُم، وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُم».

۴۳۰۲- نبی ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''حبشیوں سے تعرض نہ کرو جب تک کہ وہ تمہارے درپے نہ ہوں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رہو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رہیں۔'

فائدہ: مسلمانوں کی جمعیت اگر مجتمع نہ ہو تو یہی حکم ہے' ورنہ ﴿قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً﴾ (التوبة:٣٦) پر عمل لازم ہے اور خیر القرون میں اس پر عمل ہوا ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي قِتَالِ التُّرْكِ (التحفة ٩)

باب:٩- ترک کافروں کے ساتھ جنگ کا بیان

٤٣٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب غزوة الترك والحبشة، ح:٣١٧٨ من حديث ضمرة بن ربيعة به * السيباني هو أبوزرعة يحيى بن أبي عمرو، وله شاهد حسن، انظر نيل المقصود، ح:٤٣٠٩.

٤٣٠٣ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعني الإسْكَنْدَرانِيَّ عن سُهَيْلٍ يَعني ابنَ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ المُسْلِمُونَ التُّرْكَ، قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُونَ الشَّعْرَ».

۴۳۰۳- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ مسلمانوں کی ترکوں سے جنگ نہ ہو جائے۔ یہ ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کے چہرے ڈھالوں کی مانند ہوں گے' جن پر چمڑا وغیرہ لگایا گیا ہو۔ اور ان کا لباس بالوں کا ہوگا۔“

فائدہ: ترکوں کے چہرے پُرگوشت' گول اور چوڑے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے انہیں چمڑے منڈھی ڈھالوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

٤٣٠٤ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ وَابنُ السَّرْحِ وَغَيْرُهُمَا قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً. - قالَ ابنُ السَّرْحِ -: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُم الشَّعْرُ، وَلا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الأعْيُنِ ذُلْفَ الأُنوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُم المَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ».

۴۳۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تم (مسلمان) ایک قوم سے جنگ نہ کرلو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ اور اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تم ایک قوم سے جنگ نہ کرلو جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناکیں چپٹی ہوں گی' ان کے چہرے گویا ڈھالیں ہوں گی جن پر چمڑا وغیرہ لگا ہوتا ہے۔“

٤٣٠٥ - حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا خَلَّادُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا بَشِيرُ بنُ المُهَاجِرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ في حَدِيثٍ: «يُقَاتِلُكُم قَوْمٌ صِغَارُ الأعْيُنِ يَعني التُّرْكَ،

۴۳۰۵- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا: ”ایک قوم تم سے جنگ کرے گی جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی یعنی ترک۔ فرمایا: تم انہیں تین بار دھکیلو گے حتی کہ جزیرۂ عرب کے کنارے پر پہنچا دو

٤٣٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ... الخ، ح: ٢٩١٢ عن قتيبة به.

٤٣٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، ح: ٢٩٢٩، مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ... الخ، ح: ٢٩١٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٣٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * بشير بن المهاجر لين الحديث، وضعفه الجمهور.

قالَ: تَسُوقُونَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتَّى تُلْحِقُوهُمْ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فأمَّا في السِّيَاقَةِ الأولٰى فَيَنْجُو مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا في الثَّانِيَةِ فَيَنْجُو بَعْضٌ وَيَهْلِكُ بَعْضٌ، وَأَمَّا في الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلَمُونَ» أو كَمَا قَالَ.

گے۔ پہلی دفعہ دھکیلنے میں ان میں سے جو بھاگ جائیں گے نجات پا جائیں گے، دوسری دفعہ میں کچھ بچ جائیں گے اور کچھ ہلاک ہوں گے۔ لیکن تیسری بار میں ان کا صفایا کر دیا جائے گا۔'' یا اسی کی مانند بیان فرمایا۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي ذِكْرِ الْبَصْرَةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠-بصرے کا بیان

٤٣٠٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حدَّثني أبي: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ جُمْهَانَ قالَ: حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ أَبِي بَكْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَنْزِلُ النَّاسُ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ، يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ، عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دِجْلَةُ، يَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ».

۴۳۰۶- جناب مسلم بن ابوبکرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے کی زمین میں اتریں گے جسے بصرہ کہتے ہوں گے جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہوگا اور اس پر ایک پل ہوگا۔ اس کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور یہ مہاجروں کا شہر ہوگا۔''

قال ابنُ يَحْيٰى: قال أبو مَعْمَرٍ: «وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ، فإذَا كَانَ في آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الأعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ، فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ، فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْبَرِّيَّةِ وَهَلَكُوا، وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ

ابن یحییٰ نے بیان کیا کہ ابومعمر نے کہا: ''یہ مسلمانوں کا شہر ہوگا، پس جب آخری زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا (ترک، یہ ان کے جداعلیٰ کا نام ہے) آئیں گے، ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی حتیٰ کہ وہ اس دریا کے کنارے اتریں گے تو اس شہر کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت بیلوں کی دُمیں پکڑ لے گی اور جنگلوں میں نکل جائے گی اور اس

٤٣٠٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠ من حديث سعيد بن جمهان به.

لأَنْفُسِهِمْ وَكَفَرُوا، وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ».

طرح وہ ہلاک ہوں گے۔ دوسری جماعت اپنے لیے امان طلب کرے گی اور وہ کافر ہو جائیں گے۔ اور تیسری جماعت وہ ہو گی جو اپنی اولاد (کی پروانہ کرتے ہوئے انہیں) اپنی پیٹھوں پیچھے چھوڑ کر ان کے ساتھ قتال کرے گی اور یہی لوگ عظیم شہداء ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① خلافت عباسیہ کے آخری خلیفہ معتصم باللہ (صفر ٦٥٦ھ) کے دور میں یہ واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ ② جب کفار مسلمانوں پر ہجوم کر آئیں تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے فرار ہلاکت اور کفار کی پناہ میں آنا کفر ہے۔ اور نجات اس کے لیے ہے جو اس موقع پر اپنے جان مال کی بازی لگا دے۔ ③ حدیث میں وارد علامات بغداد پر منطبق ہوتی ہیں۔

٤٣٠٧- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الله بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى الْحَنَّاطُ، لا أَعْلَمُهُ إلَّا ذَكَرَهُ عن مُوسَى بنِ أنَسٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ لَه: «يَا أَنَسُ! إنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أمْصَارًا، وَإنَّ مِصْرًا مِنهَا يُقَالُ لَها الْبَصْرَةُ أو الْبُصَيْرَةُ فإنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فإيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكَلَّاءَهَا وَسُوقَهَا وَبَابَ أُمَرَائِهَا، وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيهَا، فإنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ، وَقَوْمٌ يَبِيتُونَ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ».

٤٣٠٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''اے انس! لوگ کئی شہر آباد کریں گے' ان میں سے ایک شہر کا نام بصرہ یا بُصیرہ ہوگا' اگر تم اس کے پاس سے گزرو یا اس میں داخل ہو تو وہاں کی سباخ (کلر زدہ زمین) اور ''کلّاء'' مقام سے دور رہنا' اس کے بازاروں اور اس کے امراء کے دروازوں سے بھی بچنا' اس کے اطراف و جوانب کو اختیار کرنا۔ بلاشبہ اس زمین میں خسف (دھنس جانا)' پتھروں کی بارش اور زلزلے ہوں گے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو (شام کو صحیح سلامت ہوں گے مگر) صبح کریں گے تو بندر اور سؤر بن چکے ہوں گے۔''

٤٣٠٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بْنُ صَالِحِ بنِ دِرْهَمٍ قالَ:

٤٣٠٨- ابراہیم بن صالح بن درہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حج کے

٤٣٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * شك الراوي في السند، ولبعض الحديث شاهد ضعيف جدًّا عند ابن عدي: ٥/ ١٧٣١.

٤٣٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن صالح ضعيف، ضعفه الدارقطني، والجمهور.

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: انْطَلَقْنَا حَاجِّينَ فإذَا رَجُلٌ فقالَ لَنَا: إلَى جَنْبِكُم قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الأُبُلَّةُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُم أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُولُ هٰذِهِ لأَبِي هُرَيْرَةَ؟ سَمِعْتُ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الله يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ، لا يَقُومُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ».

لیے روانہ ہوئے تو اتفاق سے ہم سے ایک آدمی نے پوچھا: تمہارے قریب پہلو میں اُبُلّہ نامی کوئی بستی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں' تو اس نے کہا: تم میں سے کون میرا ضامن بنتا ہے کہ وہ میرے لیے مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ ؓ کے لیے ہیں؟ میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا۔ شہدائے بدر کے ساتھ ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں اٹھے گا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهَرَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد دریا کے کنارے پر ہے۔

(المعجم ١١) - بابُ ذِكْرِ الْحَبَشَةِ (التحفة ١١)

باب:١١- (کفار) حبشہ کا بیان

٤٣٠٩- حَدَّثَنا الْقَاسِمُ بنُ أَحْمَدَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عن زُهَيْرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن مُوسَى بنِ جُبَيْرٍ، عن أبي أُمَامَةَ ابنِ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُم فإنَّهُ لا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ».

۴۳۰۹-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''(کفار) حبشہ جب تک تم سے تعرض نہ کریں تم بھی انہیں چھوڑے رہو۔ بلاشبہ کعبے کا خزانہ نکالنے والا ایک حبشی ہی ہوگا جس کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔''

(المعجم ١٢) - بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ (التحفة ١٢)

باب:١٢-علامات قیامت

٤٣١٠- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ:

۴۳۱۰-جناب ابوزرعہ ؒ نے بتایا کہ ایک جماعت

٤٣٠٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧١ من حديث زهير بن محمد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٥٣، ووافقه الذهبي.

٤٣١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: في خروج الدجال ومكثه في الأرض . . . الخ، ح: ٢٩٤١ من◄◄

حدَّثني إِسْمَاعِيلُ عن أبي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عن أبي زُرْعَةَ قالَ: جَاءَ نَفَرٌ إِلَى مَرْوَانَ بالمَدِينَةِ فَسَمِعُوهُ يُحَدِّثُ في الآيَاتِ: أَنَّ أَوَّلَهَا الدَّجَّالُ. قالَ: فَانْصَرَفْتُ إِلَى عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو فَحَدَّثْتُهُ، فقالَ عَبْدُ الله: لَمْ يَقُلْ شَيْئًا، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ الآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أو الدَّابَّةُ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، فَأَيَّتُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فالأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا».

مدینہ منورہ میں مروان (بن حکم) کے ہاں گئی۔ انہوں نے اس سے علامات قیامت کے سلسلے میں سنا کہ سب سے پہلے دجال نکلے گا۔ کہتے ہیں' پھر میں حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے ہاں حاضر ہوا اور انہیں یہ بتایا تو عبداللہ نے کہا: اس نے تمہیں کچھ نہیں بتایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: "بے شک ان علامات میں سب سے پہلے یہ ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا یا چاشت کے وقت "جانور" ظاہر ہو گا' جو بھی پہلے ہوا دوسرا اس کے بعد ہو جائے گا۔"

قالَ عَبْدُ الله: - وكَانَ يَقْرَأُ الْكُتُبَ - وَأَظُنُّ أَوَّلُهُمَا خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا.

حضرت عبداللہ نے کہا: اور قدیم کتابیں ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ ان میں سے پہلی علامت سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا ہے۔

فائدہ: [خروج دابہ] قیامت سے پہلے کی علامات میں سے ایک اہم علامت ایک مخصوص جانور کا ظہور بھی ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا' اس کا آنا عین حق ہے اور قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ (النمل: ۸۲) "جب ان پر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہو گا' اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔" بعض روایات میں اس جانور سے مراد جساسہ لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر ابن کثیر و قرطبی وغیرہ)

٤٣١١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَهَنَّادٌ، المَعْنَى، قالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ قالَ: حَدَّثَنَا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ عن عَامِرِ بنِ وَاثِلَةَ - وقالَ هَنَّادٌ: عن أبي الطُّفَيْلِ - عن

۴۳۱۱- حضرت حذیفہ بن اَسید غفاری ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے کمرے کے سائے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہم نے قیامت کا ذکر کیا اور ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ

◀◀ حديث أبي حيان به.

٤٣١١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الفتن، باب: في الآيات التي تكون قبل الساعة، ح: ٢٩٠١ من حديث فرات القزاز به.

حُذَيْفَةَ بنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قالَ: كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ الله ﷺ، فَذَكَرْنا السَّاعَةَ فارْتَفَعَتْ أصْواتُنَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَنْ تَكُونَ، أوْ لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ قَبْلَها عَشْرُ آياتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَالدَّجَّالِ، وَعِيسَى ابنِ مَرْيَمَ، وَالدُّخانُ، وَثَلاثُ خُسُوفٍ: خَسْفٍ بالمَغْرِبِ، وَخَسْفٍ بالمَشْرِقِ، وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذٰلِكَ تَخرُجُ نارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ، تَسُوقُ النَّاسَ إلَى المَحْشَرِ».

نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک ہرگز نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔ سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا' جانور کا نکلنا' یاجوج ماجوج کا ظہور' دجال کا خروج' عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی آمد' دخان یعنی دھواں' تین جوانب میں زمین کا دھنسایا جانا: ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں اوران کے آخر میں یمن سے یعنی وسط عدن سے آگ نکلے گی جولوگوں کومحشر میں چلالے جائے گی (علاقہ شام میں جمع کردے گی۔)“

٤٣١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْفُضَيْلِ عن عُمَارَةَ، عن أبي زُرْعَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فإذَا طَلَعَتْ وَرَآها النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينَ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا﴾ الآيةَ» [الأنعام: ١٥٨].

۴۳۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج اپنی مغرب کی جانب سے طلوع نہ ہولے۔ چنانچہ جب یہ طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو زمین پر بسنے والے سب ایمان لے آئیں گے اور یہ وہی وقت ہوگا (جس کا سورۃ الأنعام میں ذکر ہے۔) ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ......﴾ ”کسی جان کو اس کا ایمان' اگر اس نے اس سے پہلے ایمان نہ قبول کیا ہو' یا ایمان کے ساتھ اچھے عمل نہ کیے ہوئے' نفع آور نہ ہوگا۔“

٤٣١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٧ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان، والبخاري، التفسير، سورة الأنعام، باب: ﴿لا ينفع نفسًا إيمانها﴾، ح: ٤٦٣٥ من حديث عمارة ابن القعقاع به.

فائدہ: ایمان وہی مفید اور مقبول ہے جو بالغیب ہو' حقائق آخرت کا مشاہدہ کر لینے کے بعد ایمان کسی طور مفید نہ ہوگا۔ آخرت میں بھی کفار یہی کہیں گے: ﴿رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ﴾ (السجدہ: ١٢) ''اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا' اب ہمیں واپس لوٹا دے تو نیک عمل کریں گے' ہم نے یقین کر لیا ہے۔'' لیکن دنیا میں دوبارہ آنا ممکن نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٣) - **باب حَسْرِ الْفُرَاتِ عَنْ كَنْزٍ** (التحفة ١٣)

باب: ١٣- دریائے فرات سے خزانہ ظاہر ہونے کا بیان

٤٣١٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حدَّثني عُقْبَةُ بنُ خَالِدٍ السَّكُونيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن حَفْصِ بنِ عَاصِمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عن كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا».

۴۳۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب دریائے فرات سونے کا ایک خزانہ ظاہر کرے گا' تو جو وہاں حاضر ہو اس میں سے کچھ نہ لے۔''

٤٣١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِندِيُّ: حدَّثني عُقْبَةُ يعْني ابنَ خَالِدٍ: حدَّثني عُبَيْدُ الله عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ مِثْلَهُ، إلَّا أنَّهُ قالَ: «يَحْسِرُ عنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ».

۴۳۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت کیا۔ مگر اس روایت میں ہے: ''سونے کا ایک پہاڑ ظاہر کرے گا۔''

فائدہ: ان تمام علامات کی حقیقی تعبیر تو اپنے وقت پر ظاہر ہوگی بہرحال بالاجمال ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔

(المعجم ١٤) - **باب خُرُوجِ الدَّجَّالِ** (التحفة ١٤)

باب: ١۴- دجال کا ظہور

فائدہ: دَجّال بروزن فَعّال' دجل سے اسم مبالغہ ہے' معنی ہیں' بہت بڑا جھوٹا' دھوکے باز' خلط ملط کر دینے

٤٣١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب خروج النار، ح:٧١١٩ عن عبدالله بن سعيد الكندي، ومسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب، ح:٢٨٩٤ من حديث عقبة بن خالد به.
٤٣١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري عن الكندي، ومسلم من حديث عقبة بن خالد به، انظر الحديث السابق.

والا اور فریبی۔ جھوٹے نبیوں کو بھی "دجالون کذّابون" کہا گیا ہے اور اصطلاحاً یہ مراد ہے کہ ایک شخص قیامت کے قریب ظاہر ہوگا جو اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور مختلف شعبدے دکھا کر لوگوں کو ان کے دین سے فریب میں ڈالے گا۔ اور معنوی اعتبار سے جس چیز یا شخص پر یہ معنی ثابت ہوں وہ دجال ہے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہو سکتی ہے مگر یہ آخری دجال سب سے بڑھ کر ہوگا۔

٤٣١٥- **حَدَّثَنا** الحسَنُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ قالَ: اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأبو مَسْعُودٍ، فقالَ حُذَيْفَةُ: لأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أعْلَمُ مِنْهُ، إنَّ مَعَهُ بَحْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ، فالَّذِي تُرَوْنَ أنَّهُ نارٌ، مَاءٌ، وَالَّذِي تَرَوْنَ أنَّهُ ماءٌ، نارٌ، فَمَنْ أدْرَكَ مِنكُمْ ذٰلِكَ فأرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أنَّهُ نارٌ فإنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً.

۴۳۱۵- ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما دونوں اکٹھے ہوئے' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں دجال اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوگا' اس سے خوب باخبر ہوں' بے شک اس کے ساتھ پانی کا سمندر اور آگ کا دریا ہوگا' جسے تم آگ سمجھتے ہوگے وہ پانی ہوگا اور جسے تم پانی سمجھ رہے ہوگے وہ آگ ہوگی۔ چنانچہ تم میں سے جو یہ پائے اور پانی پینا چاہے تو اس سے' جسے وہ آگ سمجھتا ہوگا بلاشبہ وہ اسے پانی ہی پائے گا۔

قالَ أبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: هٰكَذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ يَقُولُ.

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی فرماتے سنا ہے۔

٤٣١٦- **حَدَّثَنا** أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ قالَ: سَمِعْتُ أنَسَ ابنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إلَّا قَدْ أنْذَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ الأعْوَرَ الْكَذَّابَ، ألَا، وإنَّهُ أعْوَرُ وَإنَّ رَبَّكُم تَعَالَى لَيْسَ بِأعْوَرَ، وَإنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ

۴۳۱۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: "جو بھی کوئی نبی مبعوث ہوا ہے اس نے اپنی امت کو کانے' جھوٹے دجال سے ڈرایا ہے۔ خبردار! وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے' بے شک دجال کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کافر۔"

٤٣١٥- تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٥٠، ومسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٤ من حديث ربعي به.

٤٣١٦- تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٧١٣١، ومسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٣ من حديث شعبة به.

[مَكْتُوبًا] كَافِرٌ».

٤٣١٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن شُعْبَةَ «ك ف ر».

۴۳۱۷- محمد بن مثنی نے بواسطہ محمد بن جعفر شعبہ سے روایت کیا کہ (یوں لکھا ہوگا) ''ک ف ر۔''

٤٣١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن شُعَيْبِ بنِ الْحَبْحَابِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن النَّبيِّ ﷺ في هٰذَا الْحَدِيثِ: «يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ».

۴۳۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث میں بیان کیا کہ...... ''اسے ہر مسلم پڑھ سکے گا۔''

فوائد و مسائل: ① دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ ہے کہ تمام انبیاء اپنی امتوں کو اس سے ڈراتے رہے ہیں۔ ہمیں بھی اس سے تحفظ کے لیے باقاعدہ نماز میں پڑھنے کے لیے دعا سکھائی گئی ہے جس میں صراحت ہے: [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ ...... وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ...... الخ] (صحيح البخاري، الدعوات، حديث: ٦٣٦٨) ② ایمان و اسلام کی برکت سے مسلمان اس کی پیشانی پر سے ''کفر'' پڑھ لے گا۔ ③ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کے اس عیب کی تفصیل اور کثرت سے اس کا تذکرہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا، اور جو اپنا عیب دور کرنے پر قادر نہ ہو وہ اپنے آپ کو معبود کہلائے، کسی طرح معقول نہیں ہو سکتا۔ نیز اس سے استدلال یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی دو آنکھیں ہیں۔ جیسی کہ اس کی شان کو لائق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ: ١١) ''مخلوقات میں کوئی بھی اس کا مثل نہیں ہے۔'' قرآن مجید میں اللہ عزوجل کے لیے آنکھ کا ذکر موجود ہے۔ (الف) ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا﴾ (الطور: ٤٨) ''اپنے رب کے حکم سے صبر کیجیے بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔'' (ب) ﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ (القمر: ١٣، ١٤) ''ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کو تختوں پر سوار کیا جو میخوں سے جڑے ہوئے تھے۔ وہ (کشتی) ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی، یہ بدلہ تھا اس کا جس کا ان لوگوں نے کفر کیا تھا۔'' (ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں فرمایا: ﴿وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ (طٰهٰ: ٣٩) ''میں نے تم پر اپنی محبت ڈال دی، تاکہ میری آنکھوں کے سامنے تمہاری پرورش ہو۔'' ④ دجال کی پیشانی پر (ک۔ف۔ر) لکھا ہوگا جسے ہر صاحب ایمان پڑھ سکے گا۔ عین ممکن ہے کہ یہ حروف ہی لکھے ہوئے ہوں یا مجازی معنی مراد ہیں کہ اس کی شکل اس قدر گندی اور منحوس ہوگی کہ ایمانداروں کو اسے جھوٹا اور فریبی سمجھنے میں قطعاً کوئی مشکل نہ ہوگی۔ اور مومن کے لیے اس کے ایمان کی یہ بہت بڑی برکت ہے کہ اسے اپنے دینی امور میں خاص بصیرت دی جاتی

٤٣١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى به، انظر الحديث السابق.

٤٣١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢٩٣٣/١٠٣ من حديث عبدالوارث به، انظر الحديث السابق: ٤٣١٦.

ہے جو اس کے ایمان کے لیے کسی صورت مضر ہو سکتے ہوں۔

٤٣١٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ هِلَالٍ عن أبي الدَّهْمَاءِ قال: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ سَمِعَ بالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَالله! إنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، أوْ لِمَا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ» هٰكَذَا قال.

۴۳۱۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دجال کے متعلق سنے تو اس سے دور رہے' اللہ کی قسم! آدمی اس کے پاس آئے گا جب کہ وہ سمجھتا ہو گا کہ وہ صاحب ایمان ہے' مگر ان شبہات کی بنا پر جو اس کی طرف سے اٹھائے جائیں گے' اس کی اتباع کر بیٹھے گا۔''

فائدہ: فتنہ پرور اور گمراہ افراد یا اس قسم کی چیزوں سے دور رہنے ہی میں امان ہے۔ تاہم اظہار حق اور ابطال باطل کے لیے ایسے لوگوں کے پاس جانا حق ہے۔ لیکن سطحی قسم کے مسلمان ان کے بھرّے میں آ کر گمراہ ہو سکتے ہیں' لہٰذا ان سے دور رہنا ضروری ہے اور اپنے ایمان میں رسوخ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

٤٣٢٠- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حدَّثني بَحِيرٌ عن خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عن عَمْرِو بنِ الأسْوَدِ، عن جُنَادَةَ ابنِ أبي أُمَيَّةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ أنَّهُ حَدَّثَهُمْ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عن الدَّجَّالِ حَتَّى خَشِيتُ أنْ لا تَعْقِلُوا، إنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ، أفْحَجُ، جَعْدٌ، أعْوَرُ، مَطْمُوسُ الْعَيْنِ، لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلا جَحْرَاءَ، فإنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُم فاعْلَمُوا أنَّ رَبَّكُم لَيْسَ بِأعْوَرَ».

۴۳۲۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے تمہیں دجال کے متعلق (بہت کچھ) بتایا ہے۔ (اس کے باوجود) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے اسے نہ سمجھا ہو' (یاد رکھنا) مسیح دجال ٹھنگنے قد والا' باہر کو نکلی ٹیڑھی پنڈلیوں والا اور بہت گھنگریالے بالوں والا ہو گا' ایک آنکھ سے کانا ہو گا جو کہ مٹی ہوئی ہو گی' نہ تو ابھری ہوئی اور نہ گہری ہو گی' پھر بھی تمہیں کوئی شبہ ہو تو یاد رکھنا کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔''

٤٣١٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣١ من حديث حميد بن هلال به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٤/ ٥٣١.

٤٣٢٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٢٤ عن حيوة بن شريح، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٧٦٤ من حديث بقية به، وللحديث شواهد.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عَمْرُو بنُ الأَسْوَدِ وَلِيَ الْقَضَاءَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمرو بن اسود کو منصبِ قضا سونپا گیا تھا۔

٤٣٢١- حَدَّثَنا صَفْوَانُ بنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ المُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قال: ذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ الدَّجَّالَ فقالَ: «إنْ يَخْرُجْ وأَنَا فِيكُم فَأَنا حَجِيجُهُ دُونَكُم وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُم فامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُم فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ الْكَهْفِ؛ فإنَّهَا جِوَارُكُم مِنْ فِتْنَتِهِ». قُلْنَا: وَمَا لُبْثُهُ في الأَرْضِ، قالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُم». فقُلْنَا: يَا رَسُولَ الله! هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قال: «لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ المَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ».

۴۳۲۱- حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اگر وہ میرے ہوتے ہوئے تم میں ظاہر ہوا تو میں تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ کروں گا۔ اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو پھر ہر شخص خود اپنا دفاع کرنے والا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اللہ عزوجل ہی میرا خلیفہ ہے۔ چنانچہ تم میں سے جو کوئی اسے پائے تو اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے یہی تمہارے لیے اس کے فتنے سے امان ہوں گی۔'' ہم نے پوچھا کہ وہ زمین پر کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دن۔ (ان میں سے) ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے برابر ہوں گے۔'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ دن جو ایک سال کے برابر ہوگا کیا ہمیں اس میں ایک دن رات کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' اس کے لیے تم لوگ اندازہ لگا لینا۔'' پھر دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے' پس وہ اسے بابِ لُدّ کے پاس پائیں گے اور اس کا کام تمام کردیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① دجال کا مقابلہ ایمان راسخ کے بعد سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنے سے ممکن ہوگا اور فی الواقع سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہی اسے قتل کریں گے۔ ② ایام کی طوالت کا سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں جو اہم سوال اٹھا وہ نمازوں کی ادائیگی کا تھا' کیونکہ مومن اور نماز دونوں لازم وملزوم ہیں۔ اس سوال جواب میں قطب شمالی وجنوبی

٤٣٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٧ من حديث الوليد بن مسلم به.

کے علاقے کے مسلمانوں کے اشکال کا جواب ہے کہ ان کے ہاں دن رات چھ چھ مہینے کے ہوتے ہیں تو انہیں اندازے سے نمازیں پڑھنی چاہییں۔

٤٣٢٢- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا ضَمْرَةُ عن السَّيْبَانِيِّ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله، عن أبي أُمَامَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَذَكَرَ الصَّلَوَاتِ، مِثْلَ مَعْنَاهُ.

۴۳۲۲- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا اور نمازوں کا ذکر بھی اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

٤٣٢٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ: حَدَّثَنا سَالِمُ بنُ أبي الْجَعْدِ عن مَعْدَانَ بنِ أبي طَلْحَةَ، عن حَدِيثِ أبي الدَّرْدَاءِ، يَرْوِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ».

۴۳۲۳- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قال هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عن قَتَادَةَ، إلَّا أنَّهُ قال: «مَنْ حَفِظَ مِنْ خَوَاتِيمِ سُورَةِ الْكَهْفِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ مگر اس نے کہا: ''جس نے سورۂ کہف کی آخری آیات حفظ کیں۔''

وقالَ شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ: «مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ».

شعبہ نے بھی بواسطہ قتادہ ''کہف کی آخری آیات'' کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: حفظ کرنے سے مراد ان کو اپنا ورد بنانا ہے بالخصوص ہر جمعے کے دن تلاوت کرنا جیسے کہ دیگر روایات میں آتا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت جس میں ابتدائی آیات کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ اور عدد میں بھی یہ روایات زیادہ ہیں۔ نیز سابقہ حدیث نواس بھی اس کی مؤید ہے۔

٤٣٢٤- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا

۴۳۲۴- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

٤٣٢٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، ح: ٤٠٧٧ من حديث أبي زرعة السيباني به مطولاً.

٤٣٢٣_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ح: ٨٠٩ من حديث همام بن يحيى به.

٤٣٢٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/٤٠٦ من حديث همام به * قتادة صرح بالسماع عند أحمد: ٢/

هَمَّامُ بن يَحْيَى عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ آدَمَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ يَعْني عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ فإذَا رَأَيْتُمُوهُ فاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الإسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللهُ في زَمَانِهِ المِلَلَ كُلَّهَا إلَّا الإسْلَامَ وَيُهْلِكُ المَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ في الأرضِ أرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ المُسْلِمُونَ».

ﷺ نے فرمایا: ''میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے' اور وہ اترنے والے ہیں' جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان جاؤ گے کہ درمیانی قامت والے ہیں اور رنگ ان کا سرخ وسفید ہوگا' ہلکے زرد رنگ کے لباس میں ہوں گے' ایسے محسوس ہوگا جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو' حالانکہ نمی (پانی) لگا نہیں ہوگا۔ (انتہائی نظیف اور چمک دار رنگ کے ہوں گے) وہ لوگوں سے اسلام کے لیے قتال کریں گے' صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ دیگر سب دینوں کو ختم کر دے گا۔ وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے' پھر ان کی وفات ہو گی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔''

توضیح: سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہودیوں کے مکر وفریب اور حملے سے محفوظ فرما کر آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ یہ مضمون صریح وصحیح احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿......وَمَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ......﴾ (النساء: ١٥٧) ''انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا' بلکہ انہیں شبہے میں ڈال دیا گیا۔'' ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ......﴾ (النساء: ١٥٨) ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔'' (اسی طرح سورۂ آل عمران آیت ٥٥ میں بھی ہے۔) پھر قیامت کے قریب جب دجال کا ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق میں نزول ہوگا' دجال کو قتل کریں گے اور اسلام اور شریعت محمدی کامل طور پر نافذ کریں گے اور چالیس برس تک یہ فریضہ سرانجام دیں گے۔ ان کا نزول احادیث صحیحہ کے علاوہ قرآن مجید میں بھی وارد ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ إِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا﴾ (الزخرف: ٦١) ''اور بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامات میں سے ہیں تو اس میں ہرگز شبہ نہ کریں۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَ إِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ (النساء: ١٥٩) ''اور اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہیں بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔'' اور یہ اعتراض کہ نبوت ختم ہو چکی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس کا جواب

◄◄ ٤٣٧، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٩٥، ووافقه الذهبي.

ان احادیث میں مذکور ہے کہ آنجناب شریعت محمدیہ کی تنفیذ ہی فرمائیں گے جیسے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا: ”اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“ (مسند احمد: ٣/ ٣٨٧)

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي خَبَرِ الْجَسَّاسَةِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- جساسہ کا بیان

فائدہ: یہ ایک حیوان ہے جو ایک سمندری جزیرے میں دیکھا گیا ہے اور اسے ”جساسہ“ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ دجال کی خبریں پوچھتا تھا۔

٤٣٢٥- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَخَّرَ الْعِشَاءَ الآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، ثُمَّ خَرَجَ فقالَ: «إِنَّهُ حَبَسَنِي حَدِيثٌ كَانَ يُحَدِّثُنِيهِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ عن رَجُلٍ كَانَ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ: فإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا، قالَ: مَا أَنْتِ؟ قالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْقَصْرِ، فَأَتَيْتُهُ فإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِي الأَغْلَالِ يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ فقالَ: أَنَا الدَّجَّالُ، خَرَجَ نَبِيُّ الأُمِّيِّينَ بَعْدُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قالَ: أَطَاعُوهُ أَمْ عَصَوْهُ؟ قُلْتُ: بَلْ أَطَاعُوهُ قالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ».

٤٣٢٥- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرما دی۔ پھر تشریف لائے اور فرمایا: ”مجھے تمیم داری کی باتوں نے روک لیا تھا۔ وہ بیان کر رہے تھے کہ سمندری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں ایک آدمی تھا‘ اور میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بال کھینچ رہی تھی۔ پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں ”جساسہ“ ہوں‘ اس محل میں چلے جاؤ‘ میں وہاں گیا تو اس میں ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے بال کھینچ رہا تھا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اوپر نیچے اچھل رہا تھا۔ میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں۔ کیا عربوں کا نبی آ گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا ان لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہے یا نافرمانی؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ اطاعت کی ہے۔ اس نے کہا: یہ ان کے لیے بہتر ہے۔“

٤٣٢٦- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي

٤٣٢٦- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

٤٣٢٥ـ تخريج: [حسن] للحديث شواهد، انظر الرقم الآتي: ٤٣٢٦.

٤٣٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة، ح: ٢٩٤٢ عن حجاج بن أبي يعقوب الشاعر به.

يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا الْمُعَلِّمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ يُنَادِي: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَ: «لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ»، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «إِنِّي مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَهْبَةٍ وَلَا رَغْبَةٍ، وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحدَّثَني حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي حَدَّثْتُكُمْ عنِ الدَّجَالِ، حدَّثني أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ، فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ وَأَرْفَؤُوا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ، فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ، فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرَةُ الشَّعْرِ. قَالُوا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي هَذَا الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ. قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَانْطَلَقْنَا

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے کو منادی کرتے ہوئے سنا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ تو میں بھی چلی آئی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو منبر پر تشریف لائے اور آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔“ پھر فرمایا: ”کیا جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں ڈرانے یا خوشخبری سنانے کے لیے جمع نہیں کیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری عیسائی تھا' میرے ہاں آیا' بیعت کی اور اسلام قبول کیا اور اس نے مجھے ایک بات بیان کی ہے جو میری بات کی تائید میں ہے جو میں نے تمہیں دجال کے متعلق کہی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک جہاز میں سوار ہوا' اس کے ساتھ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمی تھے۔ جہاز کو طوفانی موجوں نے آ لیا جو انہیں ایک مہینہ تک پریشان کیے رہیں...... اور وہ سورج غروب ہونے کے وقت ایک جزیرے کے پاس پہنچے اور ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر جزیرے میں جا اترے۔ تو انہیں ایک جانور ملا جس کی دم بھاری اور جسم پر بہت بال تھے۔ انہوں نے کہا: کم بخت! تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ اس گرجے میں ایک آدمی ہے اس کے پاس جاؤ' وہ تمہاری خبروں کا بہت مشتاق ہے۔ جب اس نے ہمارے سامنے آدمی کا نام لیا تو ہم اس سے ڈر گئے کہ یہ کہیں شیطان نہ ہو۔ ہم جلدی سے چلے اور اس

سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فإذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَهُمْ عن نَخْلِ بَيْسَانَ وَعن عَيْنِ زُغَرَ وَعن النَّبِيِّ الأُمِّيِّ. قالَ: إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ [الدَّجَّالُ] وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ». قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَإِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ، أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا، بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ»، مَرَّتَيْنِ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ. قالَتْ: حَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

گرجے میں داخل ہوئے تو ایک بہت بڑا انسان دیکھا' اس قدر بڑا انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا جسے بڑی سختی سے باندھا گیا تھا اور اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے......'' اور حدیث بیان کی...... اس نے ان سے (شام کے) نخلستان بیسان' چشمہ زُغر اور نبی اُمی ﷺ کے متعلق پوچھا...... اور کہا کہ میں ہی مسیح (دجال) ہوں۔ عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے' نہیں بلکہ مشرق کی طرف میں ہے۔'' دو بار فرمایا...... آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس ؓ کہتی ہیں: میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے یاد کی ہے...... اور بقیہ حدیث بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات صحیح ہیں' اس لیے ان میں بیان کردہ باتوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔

٤٣٢٧ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ صُدْرَانَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ أَبي خَالِدٍ عن مُجَالِدِ بنِ سَعِيدٍ، عن عَامِرٍ قالَ: أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وكَانَ لا يَصْعَدُ عَلَيْهِ إِلَّا يَوْمَ جُمُعَةٍ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ ذَكَرَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ.

۴۳۲۷- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لائے' اور آپ جمعہ کے علاوہ منبر پر نہ آتے تھے۔ مگر اس دن منبر پر آئے۔ پھر یہ قصہ بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ صُدْرَانَ بَصْرِيٌّ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: ابن صدران بصری ہیں

٤٣٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم . . . الخ، ح: ٤٠٧٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به * مجالد ضعيف، تقدم، ح: ٢٨٥١، وأصل الحديث صحيح عند مسلم، ح: ٢٩٤٢ وغيره من حديث عامر الشعبي به دون قوله: "أن النبي ﷺ صلى الظهر".

غَرِقَ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابنِ مِسْوَرٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ غَيْرُهُ.

جو ابن مسور کے ساتھ سمندر میں ڈوب گئے تھے اور اس کے علاوہ اور کوئی محفوظ نہیں رہا تھا۔

٤٣٢٨- حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنا ابنُ فُضَيْلٍ عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ جُمَيْعٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى المِنْبَرِ: «إِنَّهُ بَيْنَمَا أُنَاسٌ يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ فَنَفِدَ طَعَامُهُمْ فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ، فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ فَلَقِيَتْهُمُ الْجَسَّاسَةُ» - فَقُلْتُ لأَبِي سَلَمَةَ: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قال: امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا - قالَتْ: فِي هٰذَا الْقَصْرِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَسَأَلَ عن نَخْلِ بَيْسَانَ وَعن عَيْنِ زُغَرَ. قال: هُوَ المَسِيحُ فقال لِي ابنُ أَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ. قال: شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ هُوَ ابنُ صَائِدٍ. قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ. قال: وَإِنْ مَاتَ! قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ أَسْلَمَ. قال: وَإِنْ أَسْلَمَ! قُلْتُ: فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ المَدِينَةَ، قال: وَإِنْ دَخَلَ المَدِينَةَ.

۴۳۲۸-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''کچھ لوگ سمندر میں جا رہے تھے کہ ان کا کھانا ختم ہو گیا' تو انہیں ایک جزیرہ دکھائی دیا۔ وہ روٹی کی تلاش میں اسی میں چلے گئے تو جساسہ سے ان کی ملاقات ہو گئی۔'' ولید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا: جساسہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: ایک عورت ہے جو اپنے جسم اور سر کے بال کھینچ رہی تھی۔ اس نے کہا...... اس محل میں اور حدیث بیان کی۔ اور (محل والے آدمی نے) ان سے بَیسان کے نخلستان اور زُغر کے چشمے کے متعلق معلوم کیا۔ کہا: وہی مسیح (دجال) ہے۔ ابن ابوسلمہ نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث میں ایک بات ہے جو مجھے یاد نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ یہی ابن صائد ہے۔ میں نے کہا: وہ تو مر چکا ہے۔ کہا اگرچہ مر گیا ہے۔ میں نے کہا: اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ کہا اگرچہ اسلام قبول کیا تھا۔ میں نے کہا: وہ تو مدینے میں بھی داخل ہوا تھا۔ کہا اگرچہ مدینے میں بھی داخل ہوا تھا۔

(المعجم ١٦) - باب خَبَرِ ابْنِ الصَّائِدِ (التحفة ١٦)

باب:١٦-ابن صائد کا بیان

فائدہ: علامہ ابن اثیر ''النہایہ'' میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک یہودی تھا یا ان کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا۔ اس کا نام صَافْ کہا گیا ہے۔ اس کے پاس کہانت اور جادو کا علم تھا اور اپنے وقت میں اللہ کے ایمان دار بندوں کے لیے ایک امتحان تھا

٤٣٢٨ـ تخريج: [إسناده حسن]* ابن أبي سلمة هو عمر، والقائل لهذه المقولة هو الوليد.

تاکہ جو ہلاک ہو دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ یہ مدینے میں مرا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واقعہ حرہ کے موقع پر اسے گم پایا گیا اور پھر ملا نہیں۔ واللہ اعلم.

٤٣٢٩- حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِابْنِ صَائِدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ، فلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ الله ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قالَ: «أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ الله؟» قالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابنُ صَائِدٍ فقالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ، ثُمَّ قالَ ابنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ الله؟ فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «آمَنْتُ بالله وَرُسُلِهِ». ثُمَّ قالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَأْتِيكَ؟» قالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وكَاذِبٌ، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «خُلِّطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئَةً»، وَخَبَأَ لَهُ ﴿يَوْمَ تَأْتِي ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ [الدخان: ١٠]. قالَ ابنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ»، فقالَ عُمَرُ: يَارَسُولَ الله! ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ،

٤٣٢٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کی معیت میں ابن صائد کے پاس سے گزرے۔ ان صحابہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی تھے۔ اور وہ (ابن صائد مدینہ میں) بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور نوعمر لڑکا تھا۔ اسے پتا نہ چلا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ مارا' پھر اس سے کہا: "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" راوی کہتا ہے کہ ابن صائد نے آپ کی طرف دیکھا' پھر اس نے جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امی لوگوں (عرب) کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔" پھر نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: "تیرے پاس کیا آتا ہے؟" بولا: میرے پاس سچا آتا ہے اور جھوٹا بھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تجھ پر معاملہ خلط ملط کر دیا گیا ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تیرے لیے ایک بات چھپائی ہے۔" جبکہ آپ نے اپنے دل میں یہ آیت خیال فرمائی تھی: ﴿يَوْمَ تَأْتِي ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ ابن صیاد نے کہا: وہ "الدُّخ" ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دفع ہو تو اپنی قدر سے ہرگز آگے نہیں بڑھ

٤٣٢٩- تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر ابن الصياد، ح: ٢٩٣٠/ ٩٧ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، الجهاد والسير، باب: كيف يعرض الإسلام على الصبي؟ ح: ٣٠٥٥ من حديث معمر به.

فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ يَكُنْ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ يَعني الدَّجَّالَ وَإِنْ لا يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ في قَتْلِهِ».

سکتا۔" تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ وہی ہوا تو تم اس پر ہرگز مسلط نہیں ہو سکتے۔ یعنی دجال ...... اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کے قتل میں خیر نہیں۔"

٤٣٣٠ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن مُوسَى ابن عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ قالَ: كَانَ ابنُ عُمَرَ يَقُولُ: وَالله! مَا أَشُكُّ أَنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ ابنُ صَيَّادٍ.

۴۳۳۰- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال (یہی) ابن صیاد ہی ہے۔

٤٣٣١ - حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبراهِيمَ، عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ قالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَحْلِفُ بالله أنَّ ابنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ، فَقُلْتُ: تَحْلِفُ بالله؟ فقالَ: إنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ بالله تَعالَى عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فلَمْ يُنْكِرْهُ رَسُولُ الله ﷺ.

۴۳۳۱- محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ میں نے کہا: آپ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے قسم اٹھاتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

٤٣٣٢ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله يَعْني ابنَ مُوسَى، قالَ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن الأعْمَشِ، عن سَالِمٍ، عن جَابِرٍ قالَ: فَقَدْنَا ابنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

۴۳۳۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حرہ والے دن ابن صیاد کو گم پایا۔

٤٣٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٣٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر ابن صياد، ح: ٢٩٢٩/ ٩٤، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة . . . الخ، ح: ٧٣٥٥ من حديث عبيدالله بن معاذ به.

٤٣٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ١٦٠، ح: ٣٧٥٢٠ عن عبيدالله بن موسى به ☼ سليمان الأعمش عنعن، وسالم هو ابن أبي الجعد.

فائدہ: ذی الحجہ ٦٣ھ میں یزید بن معاویہ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی اور اس پر مسلط ہوا تھا۔ اسی واقعہ کو تاریخ نے ''یوم الحرّہ'' کے نام سے یاد رکھا ہے۔ اس دن کی بابت بہت سی باتیں مشہور ہیں' ان میں سے اکثر غیر معتبر ہیں۔

٤٣٣٣ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحمَّدٍ عن الْعَلاءِ، عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلاثُونَ دَجَّالًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أنَّهُ رَسُولُ اللهِ تَعَالَى».

۴۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس (انتہائی جھوٹے) دجال نہ آ جائیں' ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

فائدہ: اس گنتی سے مراد وہ معروف متنبّی ہیں جن کا معاملہ مشہور ہوگا مثلاً مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ بن خویلد' سجاح التمیمیہ' مختار بن ابی عبید ثقفی' حارث الکذاب (عبدالملک بن مروان کے زمانے میں) اور علاوہ ازیں نہ معلوم کتنے ہوں گے۔ ہندوستان میں ظاہر ہونے والا مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی صنف کا آدمی تھا' یعنی جھوٹا دجال۔

٤٣٣٤ - حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ عَمْرٍو عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلاثُونَ كَذَّابًا دجَّالًا كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللهِ وَعَلى رَسُولِهِ».

۴۳۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس انتہائی جھوٹے فریبی (دجال) نہ آ جائیں۔ ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولتا ہوگا۔''

٤٣٣٥ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن جَرِيرٍ، عن مُغِيرَةَ، عن إبراهِيمَ قالَ: قالَ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ بِهٰذا الْخَبرِ: قالَ: فَذَكَرَ

۴۳۳۵- عبیدہ سلمانی نے یہ روایت بیان کی اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ ابراہیم بن یزید نخعی کہتے ہیں کہ میں نے عَبِیدہ سے کہا: کیا بھلا آپ مختار

٤٣٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٧، ح: ٩٨٩٩ من حديث العلاء بن عبدالرحمن به.

٤٣٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به.

٤٣٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٤٨٤ من حديث أبي داود به * مغيرة بن مقسم مدلس وعنعن.

نَحْوَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَرَى هٰذَا مِنْهُمْ يَعْنِي الْمُخْتَارَ؟ قَالَ عَبِيدَةُ: أَمَا إِنَّهُ مِنَ الرُّءُوسِ.

(بن ابی عبید ثقفی) کو انہی میں سے سمجھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ تو ان سب کے سرداروں میں سے ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن "نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا" امت کا اجتماعی فریضہ ہے۔ اگر اس کی ادائیگی میں سستی غفلت یا اعراض ہونے لگے تو یہ بہت بڑا فتنہ ہے اور خلیفۃ المسلمین کو اس مقصد کے لیے اگر قتال کرنا پڑے تو حق ہے جیسے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو اسی مناسبت سے یہ احادیث ان ابواب میں ذکر کی گئی ہیں۔

(المعجم ١٧) - بَابُ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- امر بالمعروف اور نهي عن المنكر كا بيان

٤٣٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ عن عَلِيِّ ابنِ بَذِيمَةَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ اللهِ ابنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُولُ: يَا هٰذَا! اتَّقِ الله وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فإنَّهُ لا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ إلى قَوْلِهِ ﴿فَاسِقُونَ﴾ [المائدة: ٧٨-٨١]، ثُمَّ قَالَ: كَلَّا والله! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عن الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَيِ

٤٣٣٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلا پہلا نقص اور عیب جو بنو اسرائیل میں داخل ہوا یہ تھا کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے ملتا تو اسے کہتا تھا: ارے! اللہ سے ڈرو اور جو کر رہے ہو اس سے باز آ جاؤ' یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔ پھر اگلے دن ملتا تو اس کے لیے اس کا ہم نوالہ' ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ جب ان کا یہ حال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پر دے مارا (ان کے اندر اختلاف' تنازع اور بغض و حسد پیدا ہو گیا۔ ان میں سے اتفاق و اتحاد اور الفت اٹھالی گئی) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ......﴾ "بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے

٤٣٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٤٧، وابن ماجه، ح: ٤٠٠٦ من حديث علي بن بذيمة به * السند منقطع كما تقدم، ح: ١٢٤٤، ١٤١٧.

الظَّالِمِ، وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا».

کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے' روکتے نہ تھے۔ جو کچھ بھی وہ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا۔ ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں' بہت برا ہے وہ جو انہوں نے اپنے لیے آگے بھیج رکھا ہے کہ اللہ ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اگر ان کا اللہ پر' نبی پر اور اس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا' ایمان ہوتا تو یہ ان کافروں سے دوستیاں نہ رکھتے لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔'' پھر فرمایا: خبردار! اللہ کی قسم! تمہیں بالضرور نیکی کا حکم کرنا ہوگا' برائی سے روکنا ہوگا' ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہوگا اور اسے حق پر لوٹانا اور حق کا پابند کرنا ہوگا۔''

ملاحظہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اگر فاسقوں' ظالموں اور اہل بدعت کے ساتھ للہ فی اللہ بغض نہ رکھا جائے اور مقاطعہ نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ آزادانہ اختلاط ہو یوں کہ شرعی غیرت بھی اٹھ جائے تو اس کا عقاب انتہائی شدید ہوتا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل کی تاریخ اور امت اسلامیہ کی موجودہ صورت حال سے ظاہر ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

٤٣٣٧ - حَدَّثَنَا خَلَفُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا أَبُو شِهَابٍ الْحَنَّاطُ عن الْعَلَاءِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمٍ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. زَادَ: «أَوْ لَيَضْرِبَنَّ الله بِقُلُوبِ بَعْضِكُم عَلَى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ».

۴۳۳۷- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور مزید کہا:...... ''ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل ایک دوسرے پر دے مارے گا (تمہارے اندر اختلاف و تفرقہ ڈال دے گا) اور پھر اسی طرح لعنت کرے گا جیسے کہ ان کو لعنت کی تھی۔'' (اپنی رحمت سے دور کرے گا۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُحَارِبيُّ عن الْعَلَاءِ ابنِ الْمُسَيَّبِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمٍ الأَفْطَسِ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو محاربی نے بسند علاء بن مسیّب' عبداللہ بن عمرو بن مرہ سے' انہوں نے سالم افطس سے' انہوں نے ابوعبیدہ سے'

٤٣٣٧ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عَبْدِ الله . وَرَوَاهُ خَالِدٌ الطَّحَّانُ عن الْعَلَاءِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي عُبَيْدَةَ .

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے۔ اور خالد طحان نے بواسطہ علاء، عمرو بن مرہ سے اور اس نے ابوعبیدہ سے روایت کیا۔

٤٣٣٨- حَدَّثنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ؛ ح: وحدثنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخبرنا هُشَيْمٌ المَعْنى عن إسْمَاعِيلَ، عن قَيْسٍ قالَ: قالَ أبُو بَكْرٍ بَعْدَ أنْ حَمِدَ الله وَأثْنَى عَلَيْهِ: «يأيُّهَا النَّاسُ إنّكم تَقْرَأُونَ هٰذِهِ الآيَةَ وَتَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا: ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] قالَ: عن خَالِدٍ وَإنَّا سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ النَّاسَ إذَا رَأوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أوْشَكَ أنْ يَعُمَّهُم اللهُ بِعِقَابٍ». وَقال عَمْرٌو عن هُشَيْمٍ: وَإنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهم بالمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أنْ يُغَيِّرُوا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا إلَّا يُوشِكُ أنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ».

۴۳۳۸- جناب قیس (بن ابی حازم) نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے (اپنے خطبے میں) اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! تم یہ آیت کریمہ پڑھتے تو ہو: ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم......﴾ ”اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔“ مگر اس کے معنی ومفہوم غلط سمجھتے ہو۔ خالد نے روایت کیا ......ہم نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”بلاشبہ لوگ جب کسی کو ظلم کرتا دیکھیں اور پھر اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہوتا ہے کہ اللہ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔“ اور عمرو (بن عون) نے ہشیم سے روایت کرتے ہوئے کہا: حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس قوم میں اللہ کی نافرمانی کے کام ہوں اور وہ انہیں روکنے پر قادر ہوں مگر منع نہ کرتے ہوں تو قریب ہوتا ہے کہ اللہ اس سبب سے ان سب کو اپنے عقاب کی لپیٹ میں لے لے۔“

قالَ أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ - كَمَا قالَ خَالِدٌ - أبُو أُسَامَةَ وَجَمَاعَةٌ. قالَ شُعْبَةُ فِيهِ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بالمَعَاصِي هُمْ أكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ».

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس روایت کو...... اسی طرح جیسے کہ خالد نے...... روایت کیا ہے۔ ابو اسامہ اور ایک بڑی جماعت نے بیان کیا ہے۔ جبکہ شعبہ نے یوں بیان کیا: ”جس کسی قوم میں نافرمانیاں ہوتی

٤٣٣٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٥٧، وابن ماجه، ح: ٤٠٠٥ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وصرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

ہوں اور معاصی سے بچنے والوں کی تعداد زیادہ...... اور دوسروں کی کم ہو...... (اور پھر بھی وہ نہ روکیں تو ان سب پر عقاب آنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔")

فوائد ومسائل: ① سورۂ مائدہ کی مذکورہ بالا آیت ﴿عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ...... الخ﴾ میں ذکر کی گئی بات: "جب تم راہ راست پر چل رہے ہو......" اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جب اہل ایمان شریعت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوں اور پوری قوت سے اس عمل میں منہمک اور مشغول ہوں۔ اگر اس سے اعراض اور پہلوتہی ہو تو "راہ راست پر ہونا" خوش فہمی سے بڑھ کر نہیں۔ واللہ اعلم. ② امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم ترین فریضے سے غفلت اور اس میں سست روی کا عقاب سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ سورۃ الانفال میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ (الانفال: ٢٥) "اور اس فتنے، وبال اور عقاب سے ڈرو جو تم میں سے محض ظالموں ہی کو نہ آئے گا۔" (بلکہ دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔)

٤٣٣٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ، أَظُنُّهُ عن ابنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا».

۴۳۳۹- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "جو کوئی ایسی قوم میں ہو کہ ان میں اللہ کی نافرمانیاں کی جا رہی ہوں اور وہ لوگ ان کی اصلاح اور ان کے بدلنے پر قادر ہوں، اس کے باوجود وہ ان کی اصلاح نہ کریں اور انہیں نہ بدلیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب دے گا۔"

٤٣٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَهَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ

۴۳۴۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

٤٣٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] رواه البيهقي: ١٠/ ٩١ عن شعبة عن أبي إسحاق عن عبيدالله بن جرير عن أبيه . . . الخ ولم يشك، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٩، ١٨٤٠ * عبيدالله بن جرير مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد ضعيفة عند عبدالغني بن عبدالواحد المقدسي في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ٢٠، ٢١ وغيره.

٤٣٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان . . . الخ، ح: ٤٩ عن محمد بن العلاء أبي كريب به.

عنِ الأعْمشِ، عن إسْمَاعِيلَ بن رَجَاءٍ، عن أبيهِ، عن أبي سَعِيدٍ، وعنْ قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ». وَقَطَعَ هَنَّادٌ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ، وَفَاهُ ابنُ الْعَلَاءِ: «فإنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فإنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أضْعَفُ الإيمَانِ».

''تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دینے اور اس کی اصلاح کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے اس کی اصلاح کرے''...... ہناد نے یہ حدیث یہیں تک بیان کی۔ جبکہ ابن علاء نے بقیہ کو یوں پورا کیا...... ''اگر یہ ہمت نہ ہو تو زبان سے روکے' اگر زبان سے روکنے کی ہمت نہ ہو تو پھر اپنے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کی سب سے کمزور کیفیت ہے۔''

فائدہ: گھرانے اور خاندان کے بڑے' علاقے اور شہر کے حاکم اور ایک مملکت میں حاکم اعلیٰ کو یہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے زیر اثر حلقے میں پائی جانے والی برائیوں کا بزور قوت قلع قمع کرے...... اور علماء اور دیگر اہل نظر پر واجب ہے کہ برائی کا برائی ہونا واضح کریں اور اس کے برے انجام سے ڈرائیں۔ اور جو یہ کام بھی نہ کر سکیں تو کم از کم دل سے تو ضرور برا جانیں۔ ورنہ اس کے بعد ایمان کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہتا۔ خیال رہے کہ ''دل سے برا جاننے'' کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل میں یہ عزم موجود ہو کہ اگر آج نہیں' تو کل کلاں جب بھی موقع ملا اس برائی کو اکھیڑ کر دم لیں گے...... اور اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

٤٣٤١- حَدَّثَنا أبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن عُتْبَةَ ابنِ أبي حَكِيمٍ قال: حدَّثني عمْرُو بنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ قال: حدَّثني أبُو أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ قالَ: سَألْتُ أبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ: يَا أبَا ثَعْلَبَةَ كَيْفَ تقُولُ في هٰذِهِ الآيَةِ ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ قالَ: أمَا وَالله! لَقَدْ

۴۳۴۱- ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوثعلبہ! آپ اس آیت کریمہ ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ...... الخ﴾ کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے اس کے متعلق فی الواقع صاحب علم وخبر سے پوچھا ہے۔ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا' تو آپ نے فرمایا تھا: ''بلکہ تمہیں چاہیے کہ نیکی کا حکم دیے

٤٣٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٥٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٠١٤، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٢٢، ووافقه الذهبي.

سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فقال: «بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ يَعني بِنَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فإنَّ مِنْ وَرَائِكُم أيَّامَ الصَّبْرِ، الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ». وَزَادَنِي غَيْرُهُ قالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ. قالَ: «أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُم».

جاؤاور برائی سے روکتے رہوحتی کہ جب دیکھو کہ حرص اور بخیلی کی اتباع ہونے لگی ہے لوگ خواہشات نفسانی کے درپے ہو گئے ہیں اور دنیا ہی کو ترجیح دینے لگے ہیں (آخرت کو بھول گئے ہیں) اور ہر رائے والا اپنی رائے اور بات ہی کو ترجیح دیتا ہے۔ (اس پر خوش اور اصرار کرتا ہے) تو پھر اپنے آپ کو لازم پکڑلو اور عوام کی فکر چھوڑ دو (دوسروں کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں دے گی۔) بلاشبہ تمہارے بعد صبر کے دن آنے والے ہیں ان میں (دین وشریعت پر) صبر کرنا (اس پر ثابت قدم رہنا) ایسے ہوگا جیسے آگ کا انگارہ پکڑنا۔ ان لوگوں میں (دین کے تقاضوں پر) عمل کرنے والے کو اس جیسے پچاس عاملوں کا ثواب ملے گا۔'' (عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ عتبہ کے علاوہ) مجھے دوسرے نے بتایا کہ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں میں سے پچاس عاملوں کے برابر ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارے پچاس عاملوں کے برابر۔''

٤٣٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ؛ أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بنَ أَبي حَازِمٍ حَدَّثَهُمْ عن أبيهِ، عن عُمَارَةَ بنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ»، أَوْ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً، تَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ، قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ

۴۳۴۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اس زمانے میں کیا حال ہوگا.....'' یا فرمایا: ''عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) جن کے عہد ومواعید میں بے وفائی اور

٤٣٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٥٧ من حديث عبدالعزيز ابن أبي حازم به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٥٩، ٤/ ٤٣٥، ووافقه الذهبي.

وَأَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فقالُوا: كَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ اللهِ! فقالَ: «تَأْخُذُونَ مَا تَعْرِفُونَ، وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ، وَتُقْبِلُونَ عَلٰى أَمْرِ خَاصَّتِكُم، وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُم».

امانتوں میں خیانت ہوگی اور ان میں اس طرح سے اختلاف ہو جائے گا......'' آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری کے اندر ڈال کر دکھایا...... صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''جو نیکی ہو اس پر عمل پیرا ہونا اور جو برائی ہو اس سے دور رہنا اور خاص اپنی اصلاح کی فکر کرنا اور اپنے عام لوگوں کو چھوڑ دینا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رُوِيَ عن عَبْدِ اللهِ ابنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے کئی سندوں سے وارد ہے۔

فائدہ: یہ کیفیت بالکل آخری دور کی ہے جب دین وایمان اور خیر وصلاح کی بات پر کان نہیں دھرا جائے گا۔ تب یہی حکم ہے کہ انسان اپنی فکر کرے لیکن اس سے پہلے اشاعت حق کے لیے اپنی وسعت بھر افراد اور میدان کی تلاش جاری رکھنا لازمی ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وائمہ کی سیرتوں سے نمایاں ہے۔

٤٣٤٣- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ أبي إسْحَاقَ عن هِلَالِ بنِ خَبَّابٍ أبي الْعَلَاءِ، قالَ: حدَّثني عِكْرِمَةُ قالَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ الله ﷺ إذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ فقالَ: «إذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَخَفَّتْ أمانَاتُهُمْ وَكَانُوا هٰكَذَا»، وَشَبَّكَ بَيْنَ أصَابِعِهِ. قالَ: فَقُمْتُ إلَيْهِ فقُلْتُ: كَيْفَ أفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِي اللهُ

۴۳۴۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ لوگ اپنے عہد ومواعید میں بے وفائی کرنے لگے ہیں، امانتوں کا معاملہ انتہائی خفیف اور ضعیف ہو گیا ہے (لوگ خائن بن گئے ہیں) اور ان کی آپس کی حالت اس طرح ہوگئی ہے۔'' اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر ڈال کر دکھایا (اختلافات بہت بڑھ گئے ہیں) عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر آپ کے قریب ہو گیا اور عرض کیا: اللہ مجھے آپ پر فدا ہونے

٤٣٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٢ عن الفضل بن دكين به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٣٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٠٥، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٨٢، ٢٨٣، ووافقه الذهبي.

فِدَاكَ؟ قَالَ: «الْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ».

والا بنائے! میں ان حالات میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے گھر کو لازم پکڑنا' اپنی زبان کا مالک بن جانا (خاموش رہنا) اور نیکی پر عمل کرنا اور برائی سے بچنا اور اپنی ذات کی فکر کرنا اور عام لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔''

فائدہ: عہد اور وعدے میں بے وفائی اور امانت میں خیانت...... جہاں نفاق کی علامتیں ہیں وہاں ایام فتن کی بھی علامات ہیں۔ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ان عیوب میں ملوث ہو' خواہ حالات کیسے ہی دگرگوں کیوں نہ ہوں۔ جب مشکلات اس قدر بڑھ جائیں کہ ان کا مقابلہ انتہائی کٹھن ہو جائے' تب دوسروں کی فکر سے آزاد ہونے کی اجازت ہے' ورنہ اس سے پہلے صاحب ایمان کو جائز نہیں کہ دوسروں سے بے فکر ہو کر اپنے میں مگن ہو کر زندگی گزارے۔

٤٣٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ» أَوْ «أَمِيرٍ جَائِرٍ».

۴۳۴۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ انسان جابر حاکم یا ظالم امیر کے سامنے حق و انصاف کا کلمہ کہہ گزرے۔''

فائدہ: جہاں معروف معنی میں حاکم اور سلطان ظالم اور جابر ہوتے ہیں' حق کی بات انہیں گوارا نہیں ہوتی' وہاں معاشرہ اور سوسائٹی بھی ''سلطان جائر'' کے معنی میں ہے کہ صاحب ایمان اپنے بھائی بندوں اور اہل معاشرہ کی رسم و ریت کے برخلاف جرأت و ثابت قدمی کے ساتھ حق کی بات کہے اور حق پر عمل کر کے دکھائے' یہ بہت بڑا جہاد ہے۔ بعض اوقات حکام کے سامنے بات کہنا آسان مگر برادری اور سوسائٹی کی ریت اور ان کے چلن کا مقابلہ انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً معروف اسلامی شعائر ڈاڑھی بڑھانا' چادر شلوار کا ٹخنوں سے اونچا رکھنا اور عورت کا پردہ کرنا ایسے اعمال ہیں کہ کوئی بھی صاحب علم و ایمان ان کے وجوب سے جاہل نہیں' مگر معاشرے کی ریت کے خلاف چلنا کچھ لوگ انتہائی گراں سمجھتے ہیں...... واللہ المستعان!

٤٣٤٤- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ح:٢١٧٤، وابن ماجه، ح:٤٠١١ من حديث إسرائيل به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح:٤٠١٢ وغيره.

٤٣٤٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلاءِ: أخبرنا أبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنا مُغِيرَةُ بنُ زِيَادٍ المَوصِلِيُّ عن عَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ، عنِ الْعُرْسِ بنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ في الأرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فكَرِهَهَا - وقالَ مَرَّةً: أنْكَرَهَا - كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا».

۴۳۴۵-جناب عُرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا:''جب زمین میں کوئی خطا اور نافرمانی کی جائے تو اس میں حاضر اور موجود شخص نے اس کو برا جانا...... اور ایک بار فرمایا...... اور اس کا انکار کیا...... تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس معصیت سے غائب اور دور رہا لیکن جو غائب اور دور تھا مگر اس نافرمانی کو اس نے پسند کیا تو وہ ایسے ہوگا جیسے کہ اس میں حاضر اور موجود تھا۔''

٤٣٤٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قالَ: حَدَّثَنا أبُو شِهَابٍ عن مُغِيرَةَ بنِ زِيَادٍ، عن عَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: «مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا».

۴۳۴۶-حضرت عدی بن عدی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا:''جو اس میں حاضر تھا مگر اس نے اسے مکروہ اور ناپسند جانا تو وہ ایسے ہوا جیسے کہ اس سے غائب اور دور رہا ہو۔''

فائدہ: ایسے انداز پر دل کی خواہشات پر بھی مواخذہ ہوگا...... ﴿وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ (البقرہ:۲۲۵)''لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے اعمال پر تمہارا مواخذہ کرے گا۔'' بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٣٤٧- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي الْبَخْتَرِيِّ قالَ: أخبرَني مَنْ سَمِعَ النَّبيَّ ﷺ يَقُولُ - وقال سُلَيْمَانُ: قال: حدَّثني رَجُلٌ مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ؛ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ

۴۳۴۷-نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے بیان کیا' نبی ﷺ نے فرمایا:''لوگ اس وقت تک ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک کہ ان کے گناہوں اور عیبوں کی کثرت نہ ہو جائے یا ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔''

٤٣٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٣٩ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٣٠٦٩، وانظر الحديث الآتي.

٤٣٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل قاله المنذري.

٤٣٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٠ من حديث شعبة به.

-: «لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يَعْذِرُوا - أَوْ يُعْذِرُوا - مِنْ أَنْفُسِهِمْ».

(المعجم ١٨) - **باب قِيَامِ السَّاعَةِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۸- قیامت کے آنے کا بیان

٤٣٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قَالَ: أخبرَني سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فقالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُم هٰذِهِ، فإنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سنةٍ مِنْهَا، لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ». قالَ ابنُ عُمَرَ: فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تِلكَ - فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ هٰذِهِ الأَحَادِيثِ - عن مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ، يُرِيدُ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ.

۴۳۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری ایام میں ہمیں ایک دن عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”دیکھو کہ تمہاری اس رات میں اب جو کوئی روئے زمین پر موجود ہے سو سال کے بعد ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔“ حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں وہم میں پڑ گئے ہیں...... یعنی یہ احادیث جو صحابہ کرام سو سال کے بارے میں روایت کرتے ہیں (کہ شاید سو سال بعد قیامت ہی آ جائے گی انہوں نے کہا) حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ آج جو روئے زمین پر موجود ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی۔

فوائد و مسائل: ① فی الواقع اصحاب نبی میں سے کوئی شخص ایک صدی سے آگے نہیں بڑھا' سبھی وفات پا گئے تھے...... تو اس کے بعد صحابیت کا دعویٰ کرنے والے کا دعویٰ غلط محض ہوا جیسے کہ رتن ہندی کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ اس نے پانچ سو سال بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ② اس حدیث کی روشنی میں جناب خضر کے متعلق بھی استدلال لیا جاتا ہے کہ وہ بھی وفات پا گئے ہیں مگر ان کے بالمقابل دوسرے کہتے ہیں کہ وہ اس موقع پر زمین پر موجود ہی نہ تھے اس لیے کہ حیاتِ خضر پر کوئی مستند دلیل نہیں ہے۔

٤٣٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب بيان معنى قوله ﷺ على رأس مائة سنة . . . إلخ، ح: ٢٥٣٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف (جامع معمر)، ح: ٢٠٥٣٤، ومسند أحمد: ٢/ ٨٨، ورواه البخاري، ح: ١١٦ من حديث الزهري به.

٤٣٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَنْ يُعْجِزَ اللهُ هٰذِهِ الأُمَّةَ مِنْ نِصْفِ يَوْمٍ».

۴۳۴۹-حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن کی مہلت سے عاجز نہیں رکھے گا۔''

٤٣٥٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا أبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عن سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ عن النَّبيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «إنِّي لأرْجُو أنْ لا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ». قِيلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ؟ قالَ: خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ.

۴۳۵۰-حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے عاجز نہ ہوگی کہ وہ اسے آدھے دن تک مؤخر فرما دے۔'' حضرت سعد ؓ سے پوچھا گیا کہ آدھے دن کی مدت کس قدر ہے؟ انہوں نے کہا: پانچ سو سال۔

فائدہ: اس کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں ان میں ایک مفہوم یہ ہے کہ اس کا تعلق یوم قیامت سے ہے یعنی اس روز اللہ تعالیٰ غریبوں کو پہلے جنت میں بھیج دے گا اور مال داروں کو ان سے ملنے میں پانچ سو سال کی مدت لگ جائے گی۔ یہ بات دوسری احادیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔

٤٣٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن جرير الطبري في تاريخه: ١/ ١٦ من حديث عبدالله بن وهب، وأحمد: ٤/ ١٩٣ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢٤ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

٤٣٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] لانقطاعه، والحديث السابق: ٤٣٤٩ يغني عنه.

حدوداور تعزیرات کا بیان

حدود، حد کی جمع ہے۔ لغت میں "حد" اس رکاوٹ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور انہیں آپس میں خلط ہونے سے مانع ہو۔ اصطلاح شرع میں اس سے مراد ''وہ خاص سزائیں ہوتی ہیں جو بلحاظ حقوق اللہ مخصوص غلطیوں اور نافرمانیوں پر ان کے مرتکبین کو دی جاتی ہیں اور یہ اللہ یا اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہیں۔'' ان سزاؤں کو "حد" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سزائیں لوگوں کو ان نافرمانیوں کے ارتکاب سے مانع ہوتی ہیں اور تعزیرات، ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو مقرر نہیں ہیں، بلکہ قاضی یا حاکم مجاز اپنی صواب دید سے حالات کے مطابق مختلف جرائم پر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چند شنیع جرائم کی سزائیں مقرر فرما دی ہیں جو لوگوں کو جرائم کے ارتکاب سے روکتی ہیں۔ اس لیے انہیں حدود کہا جاتا ہے۔ وہ جرائم اور ان کی سزائیں درج ذیل ہیں:

① چوری: مسلمان کا مال حرمت والا ہے، اسے چرانے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾ (المائدۃ:۳۸)

''اور تم چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو' یہ اللہ کی طرف سے اس گناہ کی عبرت ناک سزا ہے جو انہوں نے کیا۔''

② **تہمت لگانا:** پاک دامن مسلمان پر جھوٹی تہمت لگانا موجب سزا ہے جو کہ ۸۰ کوڑے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ (النور:۴) ''تو تم انہیں اسّی کوڑے مارو۔''

③ **زنا:** اس قبیح اور شنیع جرم کی بڑی سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ اگر شادی شدہ شخص یہ جرم کرے تو اسے پتھروں سے رجم کرنے کا حکم دیا گیا اور اگر کنوارا ہو تو سو کوڑے اس کی سزا ہے۔ (صحیح مسلم' الحدود' باب حدّالزنیٰ' حدیث:۱۶۹۰)

④ **بغاوت اور ارتداد:** اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ باغیوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی جائے گی تا آنکہ وہ مسلمان امام کی اطاعت میں واپس آ جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ......﴾ الآية ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں' ان کی سزا تو صرف یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ دنیا میں ان کے لیے ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (المائدۃ:۳۳)

⑤ **قتل:** عدم صلح کی صورت میں اس جرم کے مرتکب شخص کی سزا بھی قتل ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ ''اور ہم نے ان کے ذمہ یہ بات تورات میں مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان ہے۔'' (المائدۃ:۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٧) -كِتَابُ الْحُدُودِ (التحفة ٣٢)

حدود اور تعزیرات کا بیان

(المعجم ١) - باب الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ (التحفة ١)

باب:۱- مرتد یعنی دین اسلام سے پھر جانے والے کا حکم

فائدہ: "مرتد ہونا یا ارتداد" ...... کسی عاقل' بالغ مسلمان (مرد' عورت) کے بغیر کسی جبر و اکراہ کے اسلام سے منکر ہو جانے کو کہتے ہیں۔ کوئی بچہ یا مجنون ایسی بات کہے تو اس کا اعتبار نہیں اور اگر کوئی کسی کے جبر و اکراہ سے ایسا کہنے کرنے پر مجبور ہو جائے تو معاف ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ﴾ (النحل:١٠٦) "جس نے ایمان لے آنے کے بعد اللہ سے کفر کیا سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔"

٤٣٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ: أخبرنا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ عَلِيًّا أَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عن الإسْلَامِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابنَ عَبَّاسٍ فقالَ: لَمْ أَكُنْ لأُحْرِقَهُمْ بالنَّارِ، إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «لا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ» وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فإنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ». فَبَلَغَ ذٰلِكَ

۴۳۵۱- جناب عکرمہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی ؓ نے بعض لوگوں کو جو دین اسلام سے مرتد ہو گئے تھے آگ سے جلوا دیا۔ حضرت ابن عباس ؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں آگ سے نہ جلواتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "اللہ کے عذاب سے عذاب مت دو۔" میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق قتل کرتا۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔" حضرت علی ؓ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے

٤٣٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم، ح: ٦٩٢٢ من حديث أيوب السختياني به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢١٧، ح: ١٨٧١.

عَلِيًّا فقالَ: وَيْحَ [أُمِّ] ابنِ عَبَّاسٍ.

کہا: کیا خوب ہیں ابن عباس! (یا ابن عباس کی ماں!)

فوائد ومسائل: ① آگ سے عذاب دینا' اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ کسی بھی شخص کو جائز نہیں کہ کسی مجرم کو آگ سے سزا دے' خواہ اس کا جرم کس قدر بڑا ہو۔ اور دین اسلام سے مرتد ہو جانے والے کی سزا قتل ہے۔ ② آیت کریمہ ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ......﴾ (البقرة:٢٥٦) ''دین میں جبر واکراہ نہیں......'' کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو جبراً اسلام میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ جہاد وقتال اسلام کے غلبہ اور اس کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہونا چاہتا تو اسے جزیہ دے کر مسلمانوں کے ماتحت رہنا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس پر اسلام کے تمام احکام وفرائض لازم آتے ہیں اور واپسی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر یہ راہ کھلی رکھی جائے تو یہ دین نہیں بچوں کا کھیل بن کر رہ جائے گا' اس لیے اسلام قبول کرنے والے کو سوچ سمجھ کر یہ اقدام کرنا چاہیے کہ اب واپسی ناممکن ہے اور اس حقیقت سے مشرکین مکہ اور تمام اہل جاہلیت آگاہ تھے کہ اسلام قبول کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ اپنی سابقہ طرز زندگی کے بالکل برعکس ایک نیا طرز زندگی اپنانا پڑے گا۔ اس مسئلے کو دوسرے انداز سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مرتد ہونا بغاوت ہے اور بغاوت کسی بھی مذہب وملت' قانون اور حکومت میں ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا ہے۔

٤٣٥٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أن لا إِلٰهَ إلَّا الله وَأَنِّي رَسُولُ الله إلَّا بِإِحْدَىٰ ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ المُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ».

۴۳۵۲-سیدنا عبداللہ (بن مسعود) ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' اس کا خون حلال نہیں ہے' سوائے اس کے کہ تین باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو: شادی شدہ ہو کر زنا کرے' جان کے بدلے جان اور جو دین (اسلام) چھوڑ دے اور جماعت (ملت اسلام) سے الگ ہو جائے۔''

٤٣٥٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سِنَانٍ

۴۳۵۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں

٤٣٥٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب ما يباح به دم المسلم، ح:١٦٧٦ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الديات، باب قول الله تعالى:﴿أن النفس بالنفس...﴾ الخ، ح:٦٨٧٨ من حديث الأعمش به.

٤٣٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الصلب، ح:٤٠٥٣ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بن رُفَيْعٍ، عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أن لا إلٰه إلَّا الله وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله إلَّا في إحْدَىٰ ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إحْصَانٍ فإنَّهُ يُرْجَمُ، وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا بالله وَرَسُولِهِ فإنَّهُ يُقْتَلُ أوْ يُصْلَبُ أوْ يُنْفَى مِنَ الأرْضِ، أوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں' سوائے اس کے کہ تین باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو: شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے' تو اسے پتھروں سے رجم کیا جائے گا' کوئی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہتھیار اٹھا کر نکلے تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی چڑھایا جائے گا یا ملک بدر کر دیا جائے یا کوئی کسی جان کو مار ڈالے تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔''

٤٣٥٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: قالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا قُرَّةُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ ابنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أبو بُرْدَةَ قالَ: قالَ أبُو مُوسَى: أقْبَلْتُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الأشْعَرِيِّينَ أحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِي، فكِلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ، فقالَ: «مَا تَقُولُ يَا أبَا مُوسَى!» أوْ «يَا عَبْدَ الله بنَ قَيْسٍ!؟» قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ مَا أطْلَعَانِي عَلَى مَا في أنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ. قالَ: وَكَأَنِّي أنْظُرُ إلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ. قالَ: «لَنْ

۴۳۵۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ میرے ساتھ بنواشعر کے دو آدمی اور بھی تھے' ایک میری دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب۔ ان دونوں نے کام (کسی منصب اور ذمہ داری) کا سوال کر دیا اور نبی ﷺ خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ!'' یا فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس تیرا کیا خیال ہے؟'' میں نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! انہوں نے مجھے اپنے دل کی بات نہیں بتائی تھی اور مجھے خیال نہ تھا کہ یہ کسی منصب کے طلب گار ہیں' اور گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مسواک کی طرف دیکھ رہا ہوں جو آپ کے ہونٹ کے نیچے تھی جس سے وہ اوپر کو اٹھ سا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ہم کسی کو اپنا کام ہرگز

٤٣٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم، ح: ٦٩٢٣ عن مسدد، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح: ١٨٢٤ من حديث يحيى القطان به.

نَسْتَعْمِلَ - أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ - عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسٰى! أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بنَ قَيْسٍ!» فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قَالَ: انْزِلْ وَأَلْقٰى لَهُ وِسَادَةً فَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ. قَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ، ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ، دِينَ السَّوْءِ. قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ. قَالَ: اجْلِسْ، نَعَمْ. قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ - ثَلَاثَ مِرَارٍ - فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا - مُعَاذُ بنُ جَبَلٍ -: أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ، أَوْ أَقُومُ وَأَنَامُ، وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي.

نہ سونپیں گے۔'' یا فرمایا: ''ہم ایسے کسی شخص کو اپنا کام نہیں دیتے ہیں جو از خود اس کا طلب گار ہو' لیکن اے ابو موسیٰ!'' یا فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس! تم جاؤ۔'' اور انہیں یمن کی طرف بھیج دیا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو بھی بھیج دیا۔ جب معاذ ان کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ نے کہا: تشریف لایئے۔ اتریے اور انہیں تکیہ پیش کیا۔ لیکن حضرت معاذ ؓ نے اچانک دیکھا کہ ان کے ہاں ایک آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا' اسے کیا ہے؟ کہا کہ یہ یہودی تھا' پھر مسلمان ہو گیا لیکن دوبارہ اپنے باطل دین کی طرف پھر گیا (مرتد ہو گیا) ہے۔ حضرت معاذ ؓ نے کہا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا' یہ فیصلہ ہے اللہ اور اس کے رسول کا' ابو موسیٰ نے کہا: بیٹھ جایئے' ہاں' (فیصلہ یہی ہے۔) حضرت معاذ ؓ نے کہا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا۔ یہ فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ انہوں نے تین بار کہا۔ چنانچہ ابو موسیٰ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں قیام اللیل (رات کی نماز) کے متعلق بات چیت کرتے رہے۔ ان میں سے ایک' یعنی حضرت معاذ بن جبل ؓ نے کہا: میں سوتا ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں۔ یا کہا کہ قیام کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور اپنی نیند میں اسی چیز کا امیدوار ہوتا ہوں جس کی مجھے اپنے قیام میں امید ہوتی ہے۔ (یعنی اجر و ثواب کی۔)

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں بظاہر یہی ہے کہ اس مرتد سے توبہ نہیں کرائی گئی۔ مگر درج ذیل روایت میں ہے کہ اس سے توبہ کرائی گئی تھی اور جمہور یہی کہتے ہیں۔ ② مہمان کا حق ہے کہ اس کی عزت افزائی کی جائے۔

③ منکرات (اللہ کی نافرمانی اور گناہوں کے کاموں) پر انکار میں ٹال مٹول اور ڈھیل کا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔
④ حدود شرعیہ جاری کرنے میں بھی بلاوجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں۔ ⑤ مباح اور جائز اعمال پر بھی نیت صالح کی بنا پر انسانوں کو اجر و ثواب ملتا ہے' مثلاً نیند بندے کے لیے راحت کا فطری عمل ہے مگر جب یہ نیت ہو کہ نیند کے بعد فلاں نیک کام کروں گا تو یہ نیند بھی اجر و ثواب کا عمل بن جاتی ہے۔

٤٣٥٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحِمَّانِيُّ يَعْني عَبْدَ الْحَمِيدِ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى وَبُرَيْدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسٰى قالَ: قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَأَنَا بالْيَمَنِ، وَرَجُلٌ كَانَ يَهُودِيًّا فأَسْلَمَ فَارْتَدَّ عن الإسْلَامِ، فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قالَ: لا أَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِي حَتَّى يُقْتَلَ فَقُتِلَ. قالَ أحَدُهُمَا: وكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

۴۳۵۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب یمن میں (عامل) تھا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے اور ایک آدمی تھا جو یہودی تھا' اس نے اسلام قبول کیا مگر پھر اسلام سے مرتد ہو گیا۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے کہا: میں اپنی سواری سے اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک کہ اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ دونوں (طلحہ اور بریدہ) میں سے ایک نے کہا: اور اس شخص کو اس سے پہلے توبہ کر لینے کا کہا گیا تھا۔

فائدہ: مرتد کو موقع دینا چاہیے کہ وہ توبہ کر لے اگر دوبارہ اسلام قبول کر لے تو بہتر ورنہ قتل ہوگا۔

٤٣٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عن أبي بُرْدَةَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: فَأُتِيَ أبو مُوسى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عن الإسلامِ فَدَعَاهُ عِشرِين لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَجَاءَ مُعَاذٌ فَدَعَاهُ فَأَبَى، فَضُرِبَ عُنُقُهُ.

۴۳۵۶- جناب ابوبردہ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک آدمی پیش کیا گیا جو اسلام سے مرتد ہو چکا تھا۔ تو آپ اسے تقریباً بیس رات دعوت دیتے رہے۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو انہوں نے بھی اسے دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا' تو اس کی گردن ماردی گئی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ المَلِكِ بنُ عُمَيْرٍ عن أبي بُرْدَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الاسْتِتَابَةَ. وَرَوَاهُ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالملک بن عمیر نے ابوبردہ سے روایت کیا ہے مگر اس میں توبہ

٤٣٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٠٦ من حديث أبي داود به.

٤٣٥٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٠٦ من حديث أبي داود به.

ابنُ فُضَيْلٍ عن الشَّيْبَانيِّ، عن سَعِيدِ بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ، عن أبي مُوسَى، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الاسْتِتَابَةَ.

کرانے کا بیان نہیں۔ اور ابن فضیل نے بواسطہ شیبانی' سعید بن ابی بردہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ سے روایت کیا تو اس میں بھی توبہ کرانے کا ذکر نہیں ہے۔

٤٣٥٧- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ عن الْقَاسِمِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: فلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ.

۴۳۵۷- جناب قاسم (بن عبدالرحمٰن ہذلی) نے یہ قصہ بیان کیا۔ اس میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اس وقت تک نہ اترے جب تک کہ اس کی گردن نہ ماردی گئی اور اس شخص سے توبہ نہ کروائی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور اوپر والی روایت میں اس سے توبہ کرانے کا بیان صحیح سند سے ثابت ہے۔

٤٣٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ عَبْدُ الله بنُ سَعْدِ ابنِ أبي السَّرْحِ يَكْتُبُ لِرَسُولِ الله ﷺ فأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بالْكُفَّارِ، فأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ أنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ ابنُ عَفَّانَ، فأَجَارَهُ رَسُولُ الله ﷺ.

۴۳۵۸- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا۔ تو شیطان نے اسے بہکا لیا اور وہ کفار سے جا ملا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان طلب کر لی' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے امان دے دی۔

فوائد و مسائل: ① کوئی مرتد تنفیذ حد سے پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ مقبول ہے۔ ② فتنے سے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے' شیطان کے پھندے بے شمار ہیں۔

٤٣٥٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ

۴۳۵۹- حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو عبداللہ بن سعد

٤٣٥٧ـ تخريج: [ضعيف] * قاسم بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود ثقة عابد، وينظر عمن رواه هذا الأثر.

٤٣٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب توبة المرتد، ح: ٤٠٧٤ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

٤٣٥٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٦٨٣، وأخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم في المرتد، ح: ٤٠٧٢ من حديث أحمد بن المفضل به.

ابنُ نَصْرٍ قالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ عن مُصْعَبِ ابنِ سَعْدٍ، عن سَعْدٍ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ الله بنُ سَعْدِ بنِ أبي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمانَ بنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! بَايِعْ عَبْدَ الله، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَأْبَى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فقالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ، يَقُومُ إِلَى هٰذَا حِينَ رَآنِي كَفَفْتُ يَدَيَّ عَنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ»، فقالُوا: مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ الله! مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قال: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ».

بن ابوسرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں چھپ گیا' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے آئے حتی کہ نبی ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا اور درخواست کی: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیجیے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا' تین بار ایسے ہوا' آپ ہر بار انکار فرماتے رہے' تیسری بار کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا کہ جب میں نے اس کی بیعت لینے سے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا تو وہ اس کی طرف اٹھتا اور اسے قتل کر ڈالتا؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ ہمیں اپنی آنکھ سے اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ''کسی نبی کو لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت والی ہو۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کے رسول' اس کے دین اور اسلام سے مرتد ہو جانے والے کی سزا قتل ہے۔ ② آنکھ سے مخفی اشارہ کرنا آنکھ کی خیانت ہے جو کسی بھی صاحب دین کے لیے روا نہیں اور یہ بہت بڑا عیب ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت کی کوئی انتہا نہیں' حضرت عبداللہ بن سعد بن ابوسرح رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے' بعد از اسلام کچھ عرصہ کے لیے مرتد بھی ہو گئے' رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں ان کے قتل کا حکم بھی دیا تھا مگر اللہ کی توفیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش سے فتح مکہ کے دن ان کی توبہ قبول کر لی گئی تھی۔ اور ان کا اسلام بہت عمدہ رہا۔ سیدنا عثمان کے دور میں مصر کے والی رہے۔ افریقہ' ذات الصواری اور اساود کے غزوات ان کی اہم مہمات میں سے ہیں۔ (الاصابہ)

٤٣٦٠ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أَبِيهِ، عنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن الشَّعْبِيِّ، عن جَرِيرٍ قالَ:

۴۳۶۰- حضرت جریر (بن عبداللہ بجلی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جب کوئی غلام شرک کی طرف بھاگ

٤٣٦٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب العبد يأبق إلى أرض الشرك . . . الخ، ح: ٤٠٥٧ عن قتيبة به، ورواه مسلم، ح: ٧٠ من طريق آخر عن الشعبي به.

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

جائے تو اس کا خون حلال ہے۔''

فائدہ: شرک سے مراد دارالحرب اور مشرکین کا علاقہ ہے۔ دارالحرب میں باقاعدہ اقامت حرام ہے اگر ایسا آدمی اسلام ہی سے مرتد ہو جائے تو معاملہ اور بھی سخت ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢) - باب الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ (التحفة ٢)

باب:٢- نبی ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم

٤٣٦١- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ المدَنِيُّ عنْ إِسْرَائِيلَ، عنْ عُثْمانَ الشَّحَّامِ، عنْ عِكْرِمَةَ قالَ: حَدَّثَنا ابنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا فَلا تَنْتَهِي وَيَزْجُرُهَا فَلا تَنْزَجِرُ، قالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتُ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ، وَتَشْتِمُهُ، فَأَخَذَ المِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: «أَنْشُدُ اللهَ! رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ، لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ» قَالَ: فَقَامَ الأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ، حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَي النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا

۴۳۶۱- سیدنا ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک نابینا تھا' اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد) تھی اور وہ نبی ﷺ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ وہ اسے منع کرتا تھا مگر مانتی نہ تھی' وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی۔ ایک رات وہ نبی ﷺ کی بدگوئی کرنے اور آپ کو گالیاں دینے لگی تو اس نابینے نے ایک برچھا لیا' اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر ڈالا۔ اس لونڈی کے پاؤں میں ایک چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ سے اس قتل کا ذکر کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' جس نے یہ کارروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے۔'' تو وہ نابینا کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا' اس کے قدم لرز رہے تھے حتی کہ نبی ﷺ کے سامنے آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں۔ یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ میں اس کو منع کرتا تھا

٤٣٦١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٠٧٥ من حديث عباد بن موسى به.

فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةُ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا اشْهَدُوا إِنَّ دَمَهَا هَدَرٌ».

مگر باز نہ آتی تھی۔ میں اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی۔ میرے اس سے دو بچے بھی ہیں جیسے کہ موتی ہوں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے چھرا لیا' اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتی کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔''

فائدہ: نبی ﷺ کے شاتم کی سزا قتل ہے۔ اس پر کوئی قصاص ہے نہ دیت۔ قاتل کا یہ عمل اس کی غیرتِ ایمانی کا اظہار اور باعث اجر و فضل ہوگا۔ لیکن یہ کام بواسطہ حکومت ہونا چاہیے تا کہ فتنہ نہ بن جائے۔

٤٣٦٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ؛ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَمَهَا.

۴۳۶۲- سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کے بارے میں نازیبا الفاظ بولتی تھی۔ تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتی کہ وہ مرگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دیا۔

٤٣٦٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ:

۴۳۶۳- حضرت ابو برزہ ؓ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے پاس تھا کہ وہ کسی آدمی پر ناراض ہوئے اور بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار ڈالوں؟ تو میری اس بات نے ان کا سب غصہ زائل کر دیا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور مجھے بلوا بھیجا اور کہا: تم نے ابھی ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ

٤٣٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٦٠ و٩/ ٢٠٠ من حديث أبي داود به * جرير هو ابن عبدالحميد.

٤٣٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر الاختلاف على الأعمش في هذا الحديث، ح: ٤٠٨٢ من حديث يزيد بن زريع به.

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ فَتَغَيَّظَ عَلٰى رَجُلٍ فاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ الله! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قالَ: فَأَذْهَبَتْ كَلِمَتِي غَضَبَهُ، فَقَامَ فَدَخَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: مَا الَّذِي قُلْتَ آنِفًا؟ قُلْتُ: ائْذَنْ لِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ. قالَ: أَكُنْتَ فَاعِلًا لَو أَمَرْتُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قالَ: لَا وَالله! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحمَّدٍ ﷺ.

میں نے کہا تھا: مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا: اگر میں تجھے ایسے کہہ دیتا تو کیا واقعی تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: نہیں‘ اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بشر کو یہ مقام حاصل نہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا لَفْظُ يَزِيدَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ لفظ یزید بن زریع کے ہیں۔

قالَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أيْ: لَمْ يَكُنْ لأبي بَكْرٍ أنْ يَقْتُلَ رَجُلًا إلَّا بِإحْدَى الثَّلاثِ الَّتي قالَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «كُفْرٌ بَعْدَ إيمَانٍ أوْ زِنًا بَعْدَ إحْصَانٍ، أوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ، وَكَانَ لِلنَّبيِّ ﷺ أنْ يَقْتُلَ».

امام احمد بن حنبل ؒ نے کہا: یعنی ابوبکر کو کوئی حق نہیں کہ کسی کو قتل کرے سوائے اس کے کہ تین میں سے کوئی ایک بات ہو‘ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے: ’’ایمان کے بعد کفر‘ شادی شدہ ہونے کے بعد زنا اور کسی جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کر ڈالنا اور نبی ﷺ کو حق تھا کہ وہ کسی کو قتل کر ڈالیں۔

فائدہ: نبی ﷺ کے بعد کسی بھی شخصیت کا یہ مقام و مرتبہ اور حق نہیں کہ اس کی مخالفت یا بے ادبی کرنے والے کی جان ماردی جائے‘ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو یا عزیز و محترم۔

(المعجم ۳) - باب مَا جَاءَ فِي الْمُحَارَبَةِ (التحفة ۳)

باب:۳-ڈاکہ‘ رہزنی اورلوٹ مار کا بیان

فائدہ: دارالاسلام میں کوئی گروہ مسلح ہو کر آمادۂ بغاوت ہو جائے‘ امن عامہ کو خراب کرے‘ دہشت گردی پھیلائے‘ قتل و غارت ڈھائے‘ لوگوں کی عزتیں پامال کرے‘ مال لوٹے‘ کھیت باغات اجاڑے یا حیوانات کو قتل کرے وغیرہ‘ الغرض دین و اخلاق اور نظام و قانون کی دھجیاں اڑانے کی کوئی مسلح کوشش حرابہ اور محاربہ کہلاتی ہے۔(فقه السنة)

٤٣٦٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ:

۴۳۶۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی

٤٣٦٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب أبوال الإبل والدواب والغنم ومرابضها، ح:٢٣٣ عن سليمان◀◀

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ قَوْمًا مِنْ عُكْلٍ - أَوْ قَالَ: مِنْ عُرَيْنَةَ - قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي آثَارِهِمْ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِّرَ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ.

ہے کہ قبیلۂ عُکل یا عُرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہیں مدینے کی آب وہوا راس نہ آئی (اور بیمار ہو گئے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو چند اونٹنیاں عنایت فرمائیں اور حکم دیا کہ وہ ان کا پیشاب اور دودھ پییں۔ چنانچہ وہ (باہر چراگاہ میں) چلے گئے۔ جب تندرست ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانور ہنکالے گئے۔ دن کے پہلے پہر ہی نبی ﷺ کو ان کی خبر مل گئی تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں اپنے آدمی بھیجے۔ جب دن خوب چڑھ آیا تو انہیں لے آیا گیا۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے گئے۔ ان کی آنکھوں میں گرم لوہے کی سلاخیں پھیری گئیں اور پتھریلی زمین میں پھینک دیے گئے، وہ پانی مانگتے تھے مگر نہ دیا گیا۔

قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَهٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ، وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ.

ابو قلابہ نے کہا: ان لوگوں نے چوری کی، قتل کیے، ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ (یعنی ان کے ساتھ اس سخت ترین معاملے کی وجہ ان کے یہی قصور تھے۔)

٤٣٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ.

۴۳۶۵- جناب ایوب رحمہ اللہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی، اس میں ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے سلاخوں کا حکم دیا، انہیں گرم کیا گیا اور پھر ان کی آنکھوں میں پھیر دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور انہیں داغ نہ دیا (کہ خون ہی بند ہو جائے اور انہیں یکدم قتل نہ کیا گیا۔)

ابن حرب به، ورواه مسلم، القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١ من حديث أيوب عن أبي رجاء عن أبي قلابة به.

٤٣٦٥ـ تخريج: [**صحيح**] انظر الحديث السابق.

٤٣٦٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا؛ ح: وَحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حدثنا الْوَلِيدُ عن الأوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى يَعْني ابنَ أبي كَثِيرٍ، عنْ أبي قِلَابَةَ، عنْ أنَسِ بنِ مَالِكٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ فِيهِ: فَبَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ في طَلَبِهِمْ قَافَةً فَأُتِيَ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا﴾ الآية [المائدة: ٣٣].

۴۳۶۶- جناب ابوقلابہ نے حضرت انس بن مالک ؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں مخبروں (کھوجیوں) کو بھیجا تو انہیں لے آیا گیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿اِنَّمَا جزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ......﴾ ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد پھیلائیں (ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی چڑھا دیے جائیں یا الٹی اطراف سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔''

٤٣٦٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عنْ أنَسِ بنِ مَالِكٍ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ [قال: فَقَطَعَ أيدِيَهُم وأرجُلَهُم من خِلافٍ، وقَالَ في أوَّلِه: استَاقُوا الْإِبِلَ وَارْتَدُّوا عنِ الْإِسلَامِ] قالَ أنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الأرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتى مَاتُوا.

۴۳۶۷- جناب ثابت' قتادہ اور حُمید نے سیدنا انس ؓ سے یہ حدیث روایت کی' کہا: الٹی طرف سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے۔ (حدیث کے) شروع میں کہا: وہ اونٹوں کو ہانک لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ پیاس کے مارے اپنے منہ سے زمین کو کاٹ رہا تھا حتی کہ وہ (اسی حالت میں) مر گئے۔

فائدہ: ایسے مجرموں کو اذیت ناک طریقے سے مارنا ہوتا ہے اور یہ کسی ترس اور رحم کے حق دار نہیں رہتے۔

٤٣٦٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عنْ هِشَامٍ، عن

۴۳۶۸- جناب قتادہ نے حضرت انس ؓ سے یہ حدیث مذکورہ بالا کی مانند روایت کی اور مزید کہا: پھر مثلہ

٤٣٦٦- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٤٣٦٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، أبواب الطهارة، باب ماجاء في بول ما يؤكل لحمه، ح: ٧٢، والنسائي، ح: ٤٠٣٩ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٣٦٨- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب استعمال إبل الصدقة وألبانها لأبناء السبيل، ح: ١٥٠١ من حديث شعبة عن قتادة، وأحمد: ٣/ ٨٧٧ من حديث هشام به، حديث سلام بن مسكين رواه البخاري، ح: ٥٦٨٥.

قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ. زَادَ: ثُمَّ نُهِيَ عَنِ الْمُثْلَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ: مِنْ خِلَافٍ.

سے منع کر دیا گیا۔ اور اس روایت میں ''الٹی اطراف سے'' کا ذکر نہیں کیا۔

وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ وَسَلَّامِ بنِ مِسْكِينٍ، عَنْ ثَابِتٍ جَمِيعًا عَنْ أَنَسٍ لَمْ يَذْكُرَا: مِنْ خِلَافٍ وَلَمْ أَجِدْ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ قَطْعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلِهِمْ مِنْ خِلَافٍ إِلَّا فِي حَدِيثِ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ.

شعبہ نے بواسطہ قتادہ اور سلام بن مسکین' ثابت سے اور اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ان دونوں نے بھی ''الٹی اطراف'' کا ذکر نہیں کیا۔ اور حماد بن سلمہ کی روایت کے علاوہ مجھے کسی کی حدیث میں یہ نہیں ملا کہ آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹی اطراف سے کاٹے تھے۔

فائدہ: یہ سزا قرآنی حکم کے مطابق ہے۔ قرآن مجید کی نص سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳ میں یہ حکم بصراحت موجود ہے اور اس عمل کو مثلہ بھی نہیں کہا جا سکتا' کیونکہ یہ حد شرعی ہے اور ان لوگوں سے قصاص کا معاملہ کیا گیا تھا۔ اور مُثلہ جس کی ممانعت آئی ہے وہ قتل کر دینے کے بعد نعش کے اعضاء کاٹنا ہے جو اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔

٤٣٦٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عَنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ الله - قَالَ أَحْمَدُ: هُوَ يَعْنِي عَبْدَ الله بنَ عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ - عَنِ ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ أُنَاسًا أَغَارُوا عَلَى إِبِلِ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوهَا، وَارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلَامِ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ الله ﷺ مُؤْمِنًا، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ. قَالَ: وَنَزَلَتْ

۴۳۶۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور انہیں ہانک لے گئے' اسلام سے مرتد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا جو صاحب ایمان تھا۔ تو آپ نے ان کا تعاقب کروایا اور انہیں پکڑ لیا گیا۔ پھر آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں' کہا کہ ان ہی لوگوں کے معاملے میں آیت محاربہ اتری ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ ......﴾ الخ اور یہی وہ لوگ تھے جن کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کو بتایا تھا جب کہ اس نے ان سے یہ پوچھا تھا۔

٤٣٦٩- **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي من حديث ابن وهب به، انظر الحديث الآتي * عبدالله بن عبيدالله لم يوثقه غير ابن حبان.

فِيهِمْ آيَةُ الْمُحَارَبَةِ، وَهُمُ الَّذِينَ أَخْبَرَ عَنْهُمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْحَجَّاجَ حِينَ سَأَلَهُ.

فائدہ: حجاج بن یوسف تاریخ اسلام کا معروف ظالم حکمران ہو گزرا ہے' اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب سے شدید ترین سزا جو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دی وہ کیا تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ مذکورہ واقعہ بیان کیا' اس پر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: کاش وہ اسے یہ بیان نہ کرتے' کیونکہ اسی سے اس نے اپنے لیے غلط دلیل لی۔

(صحيح البخاري' الطب' باب الدواء بألبان الإبل' حديث:٥٦٨٥)

٤٣٧٠ - حَدَّثنا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني اللَّيْثُ ابنُ سَعْدٍ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَجْلَانَ عَنْ أبي الزِّنَادِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا قَطَعَ الَّذِينَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللهُ فِي ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ﴾ الآيَةَ.

۴۳۷۰- جناب ابو زناد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنیاں چوری کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب فرمایا اور یہ آیت نازل کی ﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَه......﴾ الخ (المائدۃ:۳۳)

٤٣٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: أخبرنا هَمَّامٌ عنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابنِ سِيرِينَ قالَ: كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ يَعْنِي حَدِيثَ أَنَسٍ.

۴۳۷۱- امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ یہ عمل احکام حدود نازل ہونے سے پہلے کا ہے' یعنی جو حدیث انس میں مذکور ہوا ہے۔

٤٣٧٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۳۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٤٣٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح . . . الخ، ح: ٤٠٤٧ عن ابن السرح به * محمد بن عجلان عنعن، والسند مرسل.

٤٣٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الدواء بأبوال الإبل، ح: ٥٦٨٦ عن موسى بن إسماعيل به * قتادة صرح بالسماع.

٤٣٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح، ح: ٤٠٥١ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

ثَابِتٍ: حدثنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أَبِيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾ إلى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِي المُشْرِكِينَ، فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ، لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ الَّذِي أَصَابَ.

(سورۃ المائدہ کی آیت:۳۳'۳۴)﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَه ......﴾ ''ان لوگوں کی سزا جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں' یا سولی چڑھا دیے جائیں یا الٹے طور سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے' یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کر لیں کہ تم ان پر اختیار پا لو تو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی بخشش اور رحم و کرم والا ہے۔'' یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو جو ان میں سے قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لے یہ آیت اس کے حق میں اس بات کی مانع نہیں ہے کہ جو جرم اس نے کیا ہے اس کی سزا اس پر لاگو نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ یہ آیت کریمہ عُکل اور عرینہ کے لوگوں کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی اور معروف فقہی قاعدہ ہے کہ احکام میں ''عموم الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ خاص اسباب کا۔'' ② مجرم اگر قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لے تو امید ہے کہ حقوق اللہ معاف ہو جائیں' مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے' دیکھیے: (الروضة الندية' ٢/٦٢٠ وغيره)

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي الْحَدِّ يُشْفَعُ فِيهِ (التحفة ٤)

باب:۴- اللہ کی حدود میں سفارش کرنا

٤٣٧٣- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَ: حدَّثَني؛

۴۳۷۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ قریش کو بنو مخزوم کی اس عورت کی بہت فکر ہوئی

٤٣٧٣_ **تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر أسامة بن زيد رضي الله عنه، ح: ٣٧٣٢، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨ عن قتيبة به مختصرًا ومطولاً.

ح : وَحَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ : حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابن شِهَاب، عنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ : أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ المَرْأَةِ المَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا : مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا يَعْنِي رَسُولَ الله ﷺ؟ قالُوا : وَمَنْ يَجْتَرِىءُ إِلَّا أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ حِبُّ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ : «يَا أُسَامَةُ! أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله تَعَالَى!؟» ثُمَّ قَامَ فاخْتَطَبَ فَقَالَ : «إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَأَيْمُ اللهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں کون بات کر سکتا ہے؟ یعنی رسول اللہ ﷺ سے۔ کہنے لگے کہ اسامہ بن زید ؓ کے علاوہ اور کوئی یہ جرأت نہیں کر سکتا' وہ نبی ﷺ کے چہیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ ؓ نے آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسامہ! کیا اس حد میں سفارش کرتے ہو جو اللہ کی حدود میں سے ہے؟'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا' اور فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ ان میں جب کوئی معزز آدمی چوری کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے' اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور اللہ قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔''

فوائد و مسائل: ① مقدمہ عدالت میں پہنچ جانے کے بعد شرعی حدود کو ٹالنے کے لیے سفارش کرنا بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ ② قانون معاشرے کے سب افراد کے لیے برابر ہونا چاہیے۔ ③ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کا ایک اہم سبب ان میں رائج طبقاتی امتیاز بھی تھا' اسلام نے سختی کے ساتھ اس سے روکا ہے۔

٤٣٧٤ - حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحمَّدُ بنُ يَحْيَى قالَا : حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أخبرنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ : كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ المَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا - وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ

۴۳۷۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ بنو مخزوم کی ایک عورت تھی جو چیزیں مانگ کر لے جاتی اور پھر ان سے مکر جاتی تھی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور مذکورہ بالا حدیث لیث کے مانند قصہ بیان کیا۔ کہا: چنانچہ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

٤٣٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٦٨٨/ ١٠ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، ورواه البخاري، ح:٣٤٧٥ من حديث الزهري.

اللَّيْثِ قالَ -: فَقطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهَا .

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوى ابنُ وَهْبٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عنْ يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ وَقَالَ فِيهِ كَمَا قالَ اللَّيْثُ: إنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ .

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن وہب نے یہ حدیث بواسطہ یونس' زہری سے روایت کی اور اسی طرح کہا جیسے کہ لیث نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کے دور میں فتح مکہ کے دنوں میں چوری کر لی۔

وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عنْ يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ بِإسْنَادِهِ قالَ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ. وَرَوَى مَسْعُودُ بنُ الأسْوَدِ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ قالَ: سَرَقَتْ قَطِيفَةً مِنْ بَيْتِ رَسُولِ الله ﷺ .

اور لیث نے بواسطہ یونس' ابن شہاب سے اپنی سند سے روایت کیا تو کہا: ایک عورت کوئی چیز مانگ کر لے گئی۔ مسعود بن اسود نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا' کہا: اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے گھر سے ایک چادر چوری کی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرٍ؛ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ، فَعَاذَتْ بِزَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ الله ﷺ .

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اور ابوزبیر نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک عورت نے چوری کر لی پھر سیدہ زینب دختر رسول اللہ ﷺ کے ہاں جا کر پناہ لے لی۔

[وَرَوَاهُ سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عنْ أَيُّوبَ بنِ مُوسٰى، عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ. وَاخْتُلِفَ عَلٰى سُفْيَانَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَسْتَعِيرُ وَقالَ بَعْضُهُمْ: سَرَقَتْ وَقالَ شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ. الْحَدِيث، وَقالَ إسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ وَإسْحَاقُ بنُ رَاشِدٍ جَمِيعًا عنِ الزُّهْرِيِّ: سَرَقَتْ مِنْ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَاقَ نَحْوَهُ].

اور سفیان بن عیینہ نے اسے بواسطہ ایوب بن موسیٰ' عن زہری' عن عروہ' عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا۔ اور سفیان سے روایت کرنے والوں میں الفاظ روایت کا اختلاف ہے' ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ وہ عورت چیزیں مانگ کر لے جاتی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چوری کرتی تھی' اور شعیب بواسطہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ عورت چیزیں مانگ کر لے جاتی تھی اور آگے مذکورہ حدیث بیان کی۔ اور جب اسماعیل بن امیہ اور اسحاق بن راشد دونوں زہری سے بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس عورت نے نبی ﷺ کے گھر سے چوری کی تھی اور باقی حدیث مذکورہ حدیث کی مثل بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① مانگی چیز کا انکار لغوی یا اصطلاحی طور پر ''چوری'' نہیں ہے' مگر صحیح حدیث میں اس کارروائی پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ثابت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ شرعی طور پر چوری کے حکم میں ہے اور شریعت اصطلاحات سے اولیٰ ترین ہے۔ ② اور ممکن ہے کہ اس عورت نے مانگی چیز کا انکار کیا ہو اور چوری بھی کی ہو تبھی اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الروضة الندية)

٤٣٧٥- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ وَمُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ زَيْدٍ - نَسَبَهُ جَعْفَرٌ إلٰى سَعِيدِ بنِ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ - عنْ مُحمَّدِ بنِ أبي بَكْرٍ، عنْ عَمْرَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إلَّا الْحُدُودَ».

۴۳۷۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عزت دار لوگوں کی لغزشیں معاف کر دیا کرو سوائے اس کے کہ شرعی حدود ہوں۔''

فائدہ: شرعی حدود بلا استثنا عام وخاص سب پر لاگو ہوتی ہیں۔ اس سے کم درجے کی غلطیاں اگر غفلت سے یا پہلی بار سرزد ہوں اور قاضی یا منتظمین محسوس کریں کہ زبانی تنبیہ ہی کافی ہے تو انہیں معاف کرنا زیادہ بہتر ہوتا ہے لیکن اگر کوئی عادی مجرم ہو یا اس کے معاملے سے محسوس ہو کہ وہ اپنے عمل پر کوئی عار محسوس نہیں کر رہا ہے تو سزا دینی چاہیے۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: يُعْفٰى عَنِ الْحُدُودِ مَا لَمْ تَبْلُغِ السُّلْطَانَ** (التحفة ٥)

باب:٦- حدود کا مقدمہ اگر قاضی یا حاکم تک نہ پہنچا ہو تو معاف کیا جا سکتا ہے

٤٣٧٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو

۴۳۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حدود کے معاملات کو آپس ہی میں ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو لیکن جو مقدمہ حد مجھ تک پہنچ گیا تو پھر اس کی تنفیذ

٤٣٧٥ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٩٤ عن عبدالملك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٠، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٦٥ من حديث محمد بن أبي بكر به.

٤٣٧٦ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزًا وما لا يكون، ح: ٤٨٩٠ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٨٣، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد معنوية، انظر، ح: ٤٣٩٤ * ابن جريج عنعن، وحديث: ٤٣٩٤ يغني عنه.

ابنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَعَافَوُا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ، فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ».

واجب ہے۔"

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم یہ حدیث معنوی شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔ دیکھیے حدیث ھذا کی تخریج و تحقیق۔ ② قاضی اور حاکم کو قطعاً روا نہیں کہ حدود شرعیہ کی تنفیذ میں ٹال مٹول سے کام لے۔ ③ خود مجرم یا اس کو دیکھنے والے گواہوں پر واجب نہیں کہ یہ معاملہ قاضی تک پہنچائیں۔ اگر معاملہ قابل ستر اور قابل معافی ہو تو اس اعتماد پر کہ مرتکب جرم آئندہ محتاط رہے گا' اس سے درگزر کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ۷) - بَابُ السَّتْرِ عَلَى أَهْلِ الْحُدُودِ (التحفة ٦)

باب:۷- قابل حد مجرم کی پردہ پوشی کرنا

٤٣٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنْ يَزِيدَ ابنِ نُعَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: «لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ».

۴۳۷۷- یزید بن نُعیم اپنے والد (نعیم بن ہزال اسلمی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے چار بار اعتراف و اقرار کیا (کہ اس نے زنا کیا ہے) تو آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور ہزال اسلمی سے فرمایا: "اگر تو اس پر اپنے کپڑے سے پردہ ڈال دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔"

٤٣٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ الْمُنْكَدِرِ: أَنَّ هَزَّالًا أَمَرَ مَاعِزًا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَيُخْبِرَهُ.

۴۳۷۸- جناب ابن منکدر ؒ سے روایت ہے کہ ہزال ؓ نے ماعز سے کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس جائے اور اپنے معاملے کی خبر دے۔

(المعجم ۸) - بَابٌ: فِي صَاحِبِ الْحَدِّ يَجِيءُ فَيُقِرُّ (التحفة ۷)

باب:۸- قابل حد جرم کا مرتکب اگر خود حاضر ہو کر اقرار کر لے تو؟

٤٣٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٠٥ من حديث سفيان الثوري به، ورواية يحيى القطان عنه محمولة على السماع، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٦٣، ووافقه الذهبي.

٤٣٧٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣٣١ من حديث أبي داود به.

٤٣٧٩ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ، فَتَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ، وَانْطَلَقَ، وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقُوا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَوْهَا بِهِ فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هٰذَا، فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا.

۴۳۷۹- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے نکلی تو راستے میں اسے ایک مرد ملا جو اس پر چڑھ بیٹھا اور اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کی وہ چیخی چلائی اور وہ چلا گیا۔ پھر عورت کے پاس سے ایک اور آدمی گزرا تو وہ بولی کہ یہی وہ ہے جس نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ مہاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو عورت نے کہا: بے شک اس آدمی نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ تو وہ گئے اور اسے پکڑ لائے جس کے بارے میں اس نے گمان کیا کہ اس نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے۔ وہ اسے پکڑ کر عورت کے پاس لائے تو اس نے کہا: ہاں یہی وہ ہے۔ پس وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب آپ نے اس کے متعلق حکم دیا (یعنی حد لگانے کا) تو اصل مجرم جو عورت کے ساتھ ملوث ہوا تھا کھڑا ہو گیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! اس کا مجرم میں ہوں۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ”تم جاؤ‘ اللہ نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔“ اور اس آدمی کے متعلق اچھے کلمات فرمائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الرَّجُلَ الْمَأْخُوذَ، فَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا: «ارْجُمُوهُ»، فَقَالَ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ».

امام ابوداود ؒ نے کہا: یعنی اس آدمی کے متعلق جو (شبہے میں) پکڑا گیا تھا۔ اور جو مرتکب ہوا تھا اس کے متعلق فرمایا کہ ”اسے رجم کر دو۔“ پھر فرمایا: ”اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر یہ (توبہ) اہل مدینہ کرتے تو بھی قبول کر لی جاتی۔“

٤٣٧٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا، ح:١٤٥٤ عن محمد بن يحيى بن فارس الذهلي به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٨٢٣.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ أَيْضًا عَنْ سِمَاكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اسباط بن نصر نے بھی سماک سے روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی معاشرے کا یہ مفہوم کہ اس کے سب افراد گناہوں اور غلطیوں سے مبرا ہوتے ہیں' درست نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں شرعی طرز معاشرت کا چلن غالب ہوتا ہے۔ اگر کسی سے کوئی جرم ہو جائے تو اس کے بارے میں شرعی قانون پر پورا پورا عمل بھی کیا جاتا ہے۔ ② مجرم جب از خود اقرار کرے اور تحقیق سے ثابت ہو کہ اس کے اقرار میں کوئی شبہ نہیں تو اس پر شرعی حد نافذ ہوگی مگر اس روایت کے سلسلے میں علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''راجح یہ ہے کہ یہ شخص رجم نہیں کیا گیا تھا۔ اور لفظ [ارجموہ] ''اسے رجم کر دو'' صحیح نہیں۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ (التحفة ٨)

باب:٩-قاضی اقرار کرنے والے کو اس کے اقرار سے منحرف کرے

٤٣٨٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي طَلْحَةَ، عَنْ أَبي الْمُنْذِرِ مَوْلَى أَبي ذَرٍّ، عَنْ أَبي أُمَيَّةَ المَخْزُومِيِّ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتاعٌ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ؟» قالَ: بَلَى، فَأَعادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ وَجِيءَ بِهِ، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ»، فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! تُبْ عَلَيْهِ»، ثَلَاثًا.

۴۳۸۰-حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے از خود اعتراف کیا مگر مال اس کے پاس سے نہیں ملا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: ''میں نہیں سمجھتا کہ تو نے چوری کی ہوگی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (یعنی کی ہے۔) آپ علیہ السلام نے دو یا تین بار ایسے ہی کہا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ پھر پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اللہ سے معافی مانگو اور توبہ کرو۔'' اس نے کہا: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما لے۔'' تین بار فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بن عَبْدِ الله،

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عمرو بن عاصم نے بواسطہ ہمام' اسحاق بن عبداللہ سے روایت

٤٣٨٠ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب تلقين السارق، ح: ٢٥٩٧، والنسائي، ح: ٤٨٨١ من حديث حماد بن سلمة به، وسنده ضعيف.

قالَ: عنْ أبي أُمَيَّةَ - رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ - عن النَّبيِّ ﷺ.

کرتے ہوئے یوں کہا: ابوامیہ جو کہ انصاری آدمی تھے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ قابل حد جرم میں اگر کوئی از خود اقرار کر رہا ہو تو مستحب ہے کہ اس انداز سے بات کی جائے کہ وہ اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے اور حد لگنے سے بچ جائے۔ ② حد لگنے کے بعد بھی مجرم کو استغفار اور توبہ کی ترغیب دی جانی چاہیے' کیونکہ اگر کوئی ان حدود پر راضی نہ ہو اور اپنے جرم کو درست سمجھتا ہو تو یہ حد اس کے لیے کفارہ نہیں بن سکتی۔ جبکہ صاحب ایمان وتسلیم کے لیے حدود کفارہ ہوتی ہیں۔ (صحيح البخاري' الحدود' باب: الحدود كفارة' حديث:٦٧٨٤)

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَعْتَرِفُ بِحَدٍّ وَلَا يُسَمِّيهِ (التحفة ٩)

باب:۱۰-اگر کوئی صراحت کیے بغیر قابل حد جرم کا اقرار کرلے تو؟

٤٣٨١- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عنِ الأوْزَاعِيِّ قالَ: حدَّثني أبُو عَمَّارٍ قالَ: حدَّثني أبُو أُمَامَةَ: أنَّ رَجُلًا أتَى رَسُولَ الله ﷺ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي أصَبْتُ حَدًّا فأَقِمْهُ عَلَيَّ. قالَ: «تَوَضَّأْتَ حِينَ أقْبَلْتَ؟» قالَ: نَعَمْ، قَالَ: «هَلْ صَلَّيْتَ مَعَنَا حِينَ صَلَّيْنَا؟» قالَ: نَعَمْ. قالَ: «اذْهَبْ فإنَّ الله قَدْ عَفَا عَنْكَ».

۴۳۸۱- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے۔ (جرم قابل حد ہے) مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بھلا تو نے آتے وقت وضو کیا تھا؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے ہمارے ساتھ مل کر نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اللہ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① جرم کی صراحت کے بغیر کسی حد کا اقرار کرنے سے کوئی حد لاگو نہیں ہو سکتی۔ ② جب کسی دل میں ایمان جاگزیں ہو جاتا ہے اور اسے اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے تو وہ ہر طرح سے کوشش کرتا ہے کہ اس دنیا سے پاک صاف ہو کر اللہ کے حضور پیش ہو۔ ③ وضو' نماز باجماعت اور ہر طرح کے اعمال صالحہ انسان کی چھوٹی موٹی تقصیرات کا کفارہ بنتے رہتے ہیں۔

٤٣٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب قوله تعالٰى: ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾، ح: ٢٧٦٥ من حديث أبي عمار، وابن خزيمة، ح: ٣١١ من حديث الأوزاعي به.

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي الامْتِحَانِ بِالضَّرْبِ** (التحفة ١٠)

باب:۱۱-ملزم کوتحقیق کی غرض سے مارنا

٤٣٨٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ: حَدَّثَنا أَزْهَرُ بنُ عَبْدِ الله الْحَرَازِيُّ: أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ سُرِقَ لَهُمْ مَتَاعٌ فَاتَّهَمُوا أُنَاسًا مِنَ الْحَاكَةِ، فَأَتَوُا النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ، فَأَتَوُا النُّعْمَانَ فقالُوا: خَلَّيْتَ سَبِيلَهُمْ بِغَيْرِ ضَرْبٍ وَلَا امْتِحَانٍ، فقالَ النُّعْمَانُ: مَا شِئْتُمْ؟ إنْ شِئْتُمْ أَنْ أَضْرِبَهُمْ، فَإِنْ خَرَجَ مَتَاعُكُمْ فَذَاكَ، وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُم مِثْلَ مَا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِهِمْ، فقالُوا: هٰذَا حُكْمُكَ؟ فقالَ: هٰذَا حُكْمُ الله وَحُكْمُ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۳۸۲-ازہر بن عبداللہ حرازی سے روایت ہے کہ قبیلہ کلاع کے لوگوں کا کچھ مال چوری ہو گیا۔ انہوں نے کچھ جولاہوں پر اس کا الزام لگایا۔ ان لوگوں کو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ صحابی رسول کے پاس لایا گیا تو انہوں نے ان کو کئی دن قید میں رکھا پھر چھوڑ دیا۔ مال والے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: آپ نے ان لوگوں کو مارے پیٹے اور تحقیق و تفتیش کے بغیر ہی چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر چاہو تو میں انہیں مارتا ہوں' اگر تمہارا مال مل گیا تو بہتر' ورنہ اس کا بدلہ تمہاری پیٹھوں سے لوں گا' جس قدر ان کو مارا ہو گا تمہیں بھی ماروں گا۔ انہوں نے کہا: کیا یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا أَرْهَبَهُمْ بِهٰذَا الْقَوْلِ، أي لا يَجِبُ الضَّرْبُ إِلَّا بَعْدَ الاعْتِرَافِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کلاعی لوگوں کو اپنی اس بات سے ڈرایا تھا۔ اور مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ ملزم کو اعتراف کے بعد ہی مارنا درست ہے۔

فائدہ: کسی ملزم یا متہم کو تحقیق کی غرض سے مارنا پیٹنا فقہاء کے نزدیک اختلافی مسئلہ ہے۔ احناف اور شوافع اس کا انکار کرتے ہیں' ممکن ہے کہ یہ شخص حقیقتاً بری الذمہ ہو تو سزا دینا ظلم ہو گا' البتہ مالکیہ اسے جائز کہتے ہیں۔ بہر حال قاضی یا حاکم کو چاہیے کہ احوال و ظروف کی روشنی میں تحقیق کرے' جیسے کہ غزوۂ بدر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے قریش کے غلام کو مارا اور اس سے خبر اگلوانے کی کوشش کی تھی۔ (صحيح مسلم' الجهاد' باب غزوة بدر' حديث: ١٧٧٩)

٤٣٨٢- تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب امتحان السارق بالضرب والحبس، ح:٤٨٧٨ من حديث بقية بن الوليد به، وقال: "هذا حديث منكر، لا يحتج به وإنما أخرجته لتعرف" * أزهر بن عبدالله في سماعه من النعمان بن بشير رضي الله عنه نظر، وباقي السند حسن.

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ (التحفة ١١)

باب:۱۲-کس قدر چوری میں ہاتھ کاٹا جائے؟

فائدہ: اصطلاح فقہاء میں "چوری" یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے مملوکہ مال کو اس کے محفوظ مقام سے چھپ کر اٹھا لے۔ اس طرح خیانت' ڈاکہ' اور اچک لینا چوری کی تعریف میں نہیں آتے' ان پر دوسرے انداز سے تعزیر آتی ہے۔

٤٣٨٣ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، قالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْطَعُ في رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۳۸۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

فائدہ: قابل حد چوری کا نصاب چوتھائی دینار ہے۔ دینار کا وزن آج کل کے حساب سے ۴.۲۵ گرام شمار کیا جاتا ہے' تو اس کا چوتھائی ۱.۰۶ گرام ہوا۔

٤٣٨٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ قالَا: حَدَّثَنا؛ ح: وحَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ قالَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ في رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۳۸۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں کاٹا جائے۔"

قالَ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: «الْقَطْعُ في رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

احمد بن صالح کے الفاظ میں ہے: "ہاتھ کاٹنا چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ میں ہے۔"

٤٣٨٥ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

۴۳۸۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ

٤٣٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح:١٦٨٤ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الحدود، باب قول الله تعالٰى:﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ...﴾ الخ، ح:٦٧٨٩ من حديث الزهري به، وهو في مسند أحمد:٦/٣٦.

٤٣٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح:٦٧٩٠، ومسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق:٤٣٨٣.

٤٣٨٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالٰى:﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما...﴾ ◄◄

أخبرنا مَالِكٌ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَطَعَ في مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٤٣٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني إِسْمَاعِيلُ بن أُمَيَّةَ؛ أنَّ نَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ حَدَّثَهُ أنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا، مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ، ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۳۸۶-سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری میں ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا' جو اس نے عورتوں والے صفہ (عورتوں کے لیے مخصوص سایہ دار مقام جہاں وہ نماز وغیرہ پڑھا کرتی تھیں) سے چرائی تھی۔ اس ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: تین درہم ان دنوں ایک دینار کے چوتھائی ہی کے برابر تھے جیسے کہ درج ذیل روایت میں آ رہا ہے۔

٤٣٨٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ أبي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - وَهُوَ أَتَمُّ - قالَا: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن أيُّوبَ بن مُوسٰى، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قَطَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَ رَجُلٍ في مِجَنٍّ قِيمَتُهُ دِينَارٌ أوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ.

۴۳۸۷-سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کے بدلے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ وَسَعْدَانُ بنُ يَحْيَى عن ابنِ إسْحَاقَ بإسْنَادِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو محمد بن سلمہ اور سعدان بن یحییٰ نے ابن اسحاق سے اس کی سند سے روایت کیا ہے۔

◄ الخ"، ح: ٦٧٩٥، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣١.

٤٣٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق: ٤٣٨٥، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٤٥.

٤٣٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنعن.

(المعجم ١٣) - باب مَا لَا قَطْعَ فِيهِ (التحفة ١٢)

باب:۱۳-ایسی چوری جس میں ہاتھ نہیں کٹتا

٤٣٨٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكِ بنِ أَنَسٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ: أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بنَ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ المَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ مَرْوَانَ أَخَذَ غُلَامِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَ يَدِهِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِي إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَشَى مَعَهُ رَافِعُ بنُ خَدِيجٍ حَتَّى أَتَى مَرْوَانَ بنَ الْحَكَمِ فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ»، فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْكَثَرُ: الْجُمَّارُ.

۴۳۸۸-محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا کہ ایک غلام نے کسی کے باغ سے کھجور کا ایک پودا چوری کر کے اپنے مالک کے باغ میں لگا دیا۔ پودے والا اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا اور اسے پا لیا۔ پھر اس غلام کا مقدمہ مروان بن حکم کے ہاں پیش کر دیا جوان دنوں مدینے کے امیر تھے۔ مروان نے غلام کو قید کر لیا اور چاہا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دے۔ تب غلام کا مالک حضرت رافع بن خدیج ؓ کے ہاں گیا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' وہ فرماتے تھے: ''(درختوں پر لگے) پھل میں اور کھجور کی گری میں ہاتھ نہیں کٹتا۔'' تو اس آدمی نے کہا: تحقیق مروان نے میرے غلام کو پکڑا ہوا ہے اور وہ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اس کے پاس چلیں اور جو حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اسے بھی بتائیں۔ چنانچہ حضرت رافع بن خدیج ؓ اس کے ساتھ گئے اور مروان کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''پھل میں اور کھجور کی گری میں ہاتھ نہیں کٹتا۔'' چنانچہ مروان نے حکم دیا اور غلام کو چھوڑ دیا گیا۔

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ [اَلْكَثَرُ] سے مراد

٤٣٨٨- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما لا قطع فيه، ح: ٤٩٦٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به مختصرًا، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣٩، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٦، وابن حبان، ح: ١٥٠٥، وزاد بعض الرواة في السند واسع بن حبان (وهو ثقة)، وهٰذا من المزيد في متصل الأسانيد.

کھجور کی وہ نرم گری ہے جو اس کے تنے کے اوپر کنارے میں ہوتی ہے۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ درخت پر لگے پھل یا کھجوروں کی گری اور اسی طرح باغ میں لگے درخت غیر محفوظ ہوتے ہیں اور اصطلاحاً چوری کی حد میں نہیں آتے۔ ان چیزوں کا بغیر اجازت یا چھپ کر لے لینا بلاشبہ جرم ہے مگر اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا بلکہ مناسب تعزیر و تنبیہ یا جرمانہ ہوگا۔ ② فرمان رسول ﷺ معلوم ہو جانے کے بعد ذاتی، سیاسی یا دیگر مصالح کی ترجیح کا کوئی مقام نہیں رہ جاتا۔

٤٣٨٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ: فَجَلَدَهُ مَرْوَانُ جَلَدَاتٍ، وَخَلَّى سَبِيلَهُ.

۴۳۸۹-محمد بن یحییٰ بن حبان نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور کہا: مروان نے اس غلام کو چند کوڑے مارے اور چھوڑ دیا۔

٤٣٩٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ عَجْلَانَ، عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ عن رَسُولِ الله ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّمْرِ الْمُعَلَّقِ فقَالَ: «مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ».

۴۳۹۰-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ درختوں پر لگی کھجوروں کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”جو ضرورت مند اپنے منہ سے کھا لے لیکن پلو میں نہ باندھے تو اس پر کچھ نہیں، اور اگر کوئی کچھ لے کر نکلے تو اس پر اس کا دوگنا جرمانہ اور سزا ہے، اور اگر کوئی کھلیان میں محفوظ کر دینے کے بعد چرائے اور اس کی قیمت ایک ڈھال کو پہنچے تو اس میں ہاتھ کا کاٹنا ہے۔ اور جو کوئی اس سے کم میں چرائے تو اس پر چوری شدہ کا دوگنا جرمانہ اور سزا ہے۔“

٤٣٨٩ـ تخريج: [صحيح محفوظ] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٦٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٤٣٩٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ١٧١٠، وأخرجه الترمذي، البيوع، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ١٢٨٩، والنسائي، ح: ٤٩٦١ عن قتيبة به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَرِينُ: الْجُوخَانُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [الجَرِین] سے مراد [جُوخَان] ہے، یعنی جہاں کھجور وغیرہ خشک اور ذخیرہ کی جاتی ہے۔

فوائد ومسائل: ① درختوں پر سے کھا لینے کی اجازت صرف اس کو ہے جو فی الواقع حاجت مند اور بھوکا ہو جیسے کہ کوئی مسافر ہو۔ علاقے کے مجرم ذہنیت کے لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ② ایک چوتھائی دینار سے کم قیمت مال کی چوری میں قاضی کوئی مناسب سزا دے سکتا ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْقَطْعِ فِي الْخَلْسَةِ وَالْخِيَانَةِ (التحفة ١٣)

باب: ١٤- اچک لینے اور خیانت میں ہاتھ کاٹنا

٤٣٩١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۳۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لٹیرے کا ہاتھ نہیں کٹتا اور جو علانیہ مال لوٹے وہ ہم میں سے نہیں۔“

٤٣٩٢- وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ».

۴۳۹۲- اسی مذکورہ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کٹتا۔“

٤٣٩٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عن ابن جُرَيْجٍ، عَنْ أبي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ زَادَ: «وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

۴۳۹۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی حدیث کے مثل روایت کیا اور مزید کہا: ”اچکے کا ہاتھ نہیں کٹتا۔“

٤٣٩١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الخائن والمختلس والمنتهب، ح:١٤٤٨، والنسائي، ح:٤٩٧٥، ٤٩٧٦، وابن ماجه، ح:٢٥٩١و٣٩٣٥ من حديث ابن جريج به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٥٠٢ـ١٥٠٤ * ابن جريج صرح بالسماع عند الدارمي: ٢/ ١٧٥، ح:٢٣١٥، وتابعه المغيرة بن مسلم، وأبوالزبير تابعه عمرو بن دينار.

٤٣٩٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٣٩٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَانِ الْحَدِيثَانِ لَمْ يَسْمَعْهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سَمِعَهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ يَاسِينَ الزَّيَّاتِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں ابن جریج نے ابوزبیر سے نہیں سنی ہیں۔اور مجھے امام احمد بن حنبل ؒ سے یہ بات پہنچی ہے' انہوں نے کہا کہ یہ احادیث ابن جریج نے یاسین الزیات سے سنی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُمَا الْمُغِيرَةُ ابنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ احادیث مغیرہ بن مسلم نے بھی بواسطہ ابوزبیر' جابر ؓ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں۔

فائدہ: ''لٹیرا'' وہ ہوتا ہے جو قوت یا اسلحہ کے زور پر مال چھین لے جائے اور ''اچکا'' وہ ہوتا ہے جو بڑی تیزی اور ہشیاری سے کسی کا مال لے اڑے اور ''خائن'' اسے کہتے ہیں جو حفاظت کے لیے دیے گئے مال سے انکاری ہو جائے۔ان پر چوری کی تعریف ثابت نہیں ہوتی۔''چور'' وہ ہوتا ہے جو پوشیدہ طور پر چھپ کر خاص محفوظ مقام سے کسی غیر کا مال نکال لے جائے۔مذکورہ جرائم میں بلاشبہ دیگر سزائیں لازم آتی ہیں' لیکن ہاتھ نہیں کٹتا۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِيمَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ (التحفة ١٤)

باب:١٥-جو کوئی محفوظ مقام سے چوری کرے

٤٣٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَمْرُو بنُ حَمَّادِ بنِ طَلْحَةَ: أخبرنا أَسْبَاطُ عَنْ سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عَنْ حُمَيْدٍ ابنِ أُخْتِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بنِ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَها مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا؟

۴۳۹۴-حضرت صفوان بن امیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا' مجھ پر ایک منقش اونی چادر تھی۔جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ایک آدمی آیا اور اس نے یہ چپکے سے مجھ سے بڑی جلدی سے نکال لی۔پھر اس آدمی کو پکڑ لیا گیا اور نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔حضرت صفوان ؓ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا بھلا صرف تیس درہم کے بدلے میں آپ اس کا ہاتھ کاٹیں گے؟ میں اسے اس کو

٤٣٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزًا وما لا يكون، ح: ٤٨٨٧ من حديث عمرو بن حماد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٨، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٩٥ من طريق آخر عن صفوان ابن أمية به.

أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا، قَالَ: «فَهَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ [تَأْتِيَنِي] بِهِ».

فروخت کرتا ہوں اور قیمت کی ادائیگی ادھار کر لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے یہ اس کو میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ کیا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ زَائِدَةُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جُعَيْدِ بنِ حُجَيْرٍ قَالَ: نَامَ صَفْوَانُ وَرَوَاهُ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ؛ أَنَّهُ كَانَ نَائِمًا فَجَاءَ سَارِقٌ فَسَرَقَ خَمِيصَةً مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ وَرَوَاهُ أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: فَاسْتَلَّهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَاسْتَيْقَظَ فَصَاحَ بِهِ فَأُخِذَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت بسند زائدة عن سماك عن جعيد بن حجير یوں ہے: حضرت صفوان سو گئے۔ طاؤس اور مجاہد کے الفاظ میں یوں ہے کہ وہ سوئے ہوئے تھے تو ایک چور آیا اور اس نے ان کی چادر ان کے سر کے نیچے سے چرا لی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے کہ اس نے یہ چادر سر کے نیچے سے سرکالی تو وہ جاگ گئے اور شور مچایا تو اسے پکڑ لیا گیا۔

وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ صَفْوَانَ بنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَجَاءَ سَارِقٌ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَخَذَ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

زہری نے صفوان بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے کہا: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ مسجد میں سو گئے اور اپنی چادر کو اپنے سر کے نیچے بطور تکیہ رکھ لیا۔ ایک چور آیا اور اس نے یہ چادر اڑا لی تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کے لیے اس کا [حِرز] یعنی محفوظ مقام اس کی مناسبت سے ہوتا ہے اور یہ چیز عرف سے جانی جاتی ہے۔ سوئے ہوئے آدمی کا کپڑا جو اس کے سر کے نیچے ہو ''اپنی محفوظ جگہ'' میں ہوتا ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْقَطْعِ فِي الْعَارِيَةِ إِذَا جُحِدَتْ (التحفة ١٥)

باب:١٦- مانگے کی چیز لے کر انکاری ہو جانے میں ہاتھ کاٹنا

٤٣٩٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ، المَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ مَخْلَدٌ:

۴۳۹۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت چیزیں مانگ کر لے جاتی اور پھر مکر جایا کرتی تھی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ

٤٣٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزًا وما لا يكون، ح: ٤٨٩١، ٤٨٩٢ من حديث عبدالرزاق به.

عنْ مَعْمَرٍ، عنْ أَيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ المَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبيُّ ﷺ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

کاٹ دیا گیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جُوَيْرِيَةُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَوْ عنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أبي عُبَيْدٍ. زَادَ فِيهِ: وأَنَّ النَّبيَّ ﷺ قَامَ خَطِيبًا فقَالَ: «هَلْ مِن امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ فَلَمْ تَقُمْ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو جویریہ نے بواسطہ نافع' ابن عمر سے یا صفیہ بنت ابی عبید سے روایت کیا تو اس میں مزید یوں کہا: نبی ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا کوئی عورت ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کر لے۔'' آپ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ جبکہ وہ عورت سامنے موجود دیکھ رہی تھی' مگر نہ وہ اٹھی اور نہ بولی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ غَنَجٍ عنْ نَافِعٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ أبي عُبَيْدٍ، قالَ فِيهِ: فَشُهِدَ عَلَيْهَا.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس روایت کو ابن غنج نے بواسطہ نافع' صفیہ بنت ابوعبید سے بیان کیا اس میں ہے کہ پھر اس پر شہادت دی گئی۔

٤٣٩٦ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أَبُو صَالحٍ عن اللَّيْثِ قالَ: حدَّثَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: كَانَ عُرْوَةُ يُحدِّثُ؛ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ - [تَعْني] حُلِيًّا - عَلَى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ يُعْرَفُونَ وَلَا تُعْرَفُ هِيَ، فَبَاعَتْهُ فأُخِذَتْ فأُتِيَ بِهَا النَّبيُّ ﷺ، فأَمَرَ بِقَطْعِ يَدِهَا، وَهِيَ الَّتِي شَفَعَ فيهَا أُسَامَةُ

۴۳۹۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے کئی معروف لوگوں کے نام سے کچھ زیورات عاریتاً لیے جب کہ وہ خود کوئی معروف نہ تھی۔ پھر وہ زیورات اس نے بیچ ڈالے' تو پکڑی گئی اور نبی ﷺ کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ اور یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید ؓ نے سفارش کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں جو کچھ کہنا تھا کہا۔

٤٣٩٦ ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة القاذف والسارق والزاني ... الخ، ح:٢٦٤٨ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره ... الخ، ح:١٦٨٨ من حديث يونس ابن يزيد به.

ابنُ زَيْدٍ فقالَ فيهَا رَسُولُ الله ﷺ مَا قَالَ.

٤٣٩٧- حَدَّثنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحمَّدُ بنُ يَحْيَى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ المَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فأَمَرَ النَّبيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا، وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عن اللَّيْثِ عن ابنِ شِهَابٍ، زَادَ قالَ: فَقَطَعَ النَّبيُّ ﷺ يَدَهَا.

۴۳۹۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ بنومخزوم کی ایک عورت مال مانگ کر لے جاتی اور پھر مکر جاتی تھی تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور وہ قصہ بیان کیا جو قتیبہ عن اللیث عن ابن شہاب کی (گزشتہ) روایت (۴۳۷۳) میں آیا ہے۔ مزید کہا کہ پھر نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا (التحفة ١٦)

باب:۱۷-اگر کوئی مجنون اور پاگل شخص چوری کرے یا قابل حد جرم کا ارتکاب کرے

٤٣٩٨- حَدَّثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن حَمَّادٍ، عن إبراهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعن المُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ، وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ».

۴۳۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے: سویا ہوا حتی کہ جاگ جائے‘ دیوانہ حتی کہ عقل مند ہو جائے اور بچے سے حتی کہ بڑا (بالغ) ہو جائے۔“

فائدہ: مجنون‘ یعنی فاتر العقل اور پاگل‘ نابالغ بچہ اور سویا ہوا آدمی اگر کوئی ایسا کام کر گزرے جو قابل حد ہو تو اس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں۔

٤٣٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٨٣٠.

٤٣٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، ح: ٢٠٤١، والنسائي، ح: ٣٤٦٢ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٩٦، والحاكم: ٢/ ٥٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٤٤٠٠.

٤٣٩٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عن أبي ظَبْيَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أُتِيَ عُمَرُ بِمَجْنُونَةٍ قَدْ زَنَتْ فاسْتَشَارَ فيهَا أُنَاسًا، فأَمَرَ بِهَا عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ أنْ تُرْجَمَ، فَمَرَّ بِهَا عَلِيُّ بنُ أبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ الله عَلَيْهِ، فقالَ: مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قالُوا: مَجْنُونَةُ بَنِي فُلَانٍ زَنَتْ، فأَمَرَ بِهَا عُمَرُ، رَضِيَ الله عَنْهُ، أنْ تُرْجَمَ، قالَ: فقالَ: ارْجِعُوا بِهَا، ثُمَّ أتَاهُ فقالَ: يَا أمِيرَ المُؤْمِنِينَ! أمَا عَلِمْتَ أنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عن ثَلَاثَةٍ: عن المَجْنُونِ حَتَّى يَبْرَأَ، وَعن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ؟ قالَ: بَلَىٰ. قالَ: فَمَا بَالُ هٰذِهِ تُرْجَمُ؟ قالَ: لَا شَيْءَ، قالَ: فَأَرْسِلْهَا. قالَ: فأَرْسَلَهَا. قالَ: فَجَعَلَ يُكَبِّرُ.

۴۳۹۹- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ تو انہوں نے اس کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ اور پھر حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت علی بن ابی طالب ؓ اس عورت کے پاس سے گزرے انہوں نے پوچھا کہ اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ بنوفلاں کی پاگل عورت ہے اور اس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر ؓ نے حکم دیا ہے کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ تو انہوں (حضرت علی ؓ) نے فرمایا کہ اسے واپس لے جاؤ اور خود حضرت عمر ؓ کے ہاں چلے آئے اور کہا: امیر المومنین! کیا آپ نہیں جانتے کہ تین طرح کے آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: پاگل مجنون سے حتی کہ صحت مند ہو جائے اور سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے اور بچے سے حتی کہ عقل مند (بالغ) ہو جائے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ کہا: تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مجنون عورت کو رجم کیا جانے لگا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے کہا: (اب تو) اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ کہا کہ پھر اسے چھوڑ دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور راوی نے کہا کہ پھر وہ (حضرت عمر ؓ) اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف:۷۶) ''ہر علم والے سے بڑھ کر علم والے ہوتے ہیں۔'' یہ حقیقت صحابۂ کرام ؓ میں بھی تھی۔ اور کوئی بھی صحابی انفرادی طور پر سارے علم شریعت اور علم نبوت کا جامع اور محیط نہ تھا' البتہ مجموعی طور پر علم شریعت پورے کا پورا صحابۂ کرام ؓ میں موجود اور منتشر تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دواوین سنت میں جمع کیا جاتا رہا۔ اور پھر یہی حال اجتہاد کا ہے کہ تمام صحابہ یا ان

٤٣٩٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٤٣ من حديث أبي ظبيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٠٣و٣٠٤٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٩و٤/ ٣٨٩، ووافقه الذهبي * الأعمش عنعن.

کے بعد ائمہ کرام یا قاضی حضرات اس وصف میں برابر نہیں تھے' اس لیے کسی بھی صاحب دین کے لیے روا نہیں کہ ائمہ اربعہ یا دیگر علمائے امت کے متعلق یہ گمان رکھے کہ بس وہی علم شریعت کے کامل ترین عالم تھے یا انہی کا فتویٰ اور قول دین میں حرف آخر ہے۔ اصحاب علم پر واجب ہے کہ غیر منصوص مسائل میں حسب صلاحیت مختلف ائمہ اور علماء کے فتوے اور اقوال جاننے کی کوشش کریں تاکہ صاحب بصیرت ہو کر فتوے دیں اور فیصلہ کریں۔ ② اصحاب علم پر واجب ہے کہ دیگر حکام' علماء یا قاضیوں سے اگر کوئی غلطی ہو رہی ہو تو انہیں آگاہ کریں اور دلائل سے قائل کریں۔ اسی طرح صاحب منصب کو بھی چاہیے کہ حق کے قبول میں دریغ نہ کرے۔ ③ مجنون پاگل یا چھوٹا نابالغ بچہ کوئی جرم کرے یا سوتے میں کوئی جرم ہو جائے تو اس پر شرعی حد نہیں۔

٤٤٠٠- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن الأعْمَشِ نَحْوَهُ وقالَ أيْضًا: حَتَّى يَعْقِلَ. وقالَ: وَعن المَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ. قالَ: فَجَعَلَ عُمَرُ يُكَبِّرُ.

۴۴۰۰- وکیع نے اعمش سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور کہا: (بچے سے قلم اٹھا لیا گیا ہے) حتی کہ عقل مند ہو جائے اور مجنون سے بھی حتی کہ اس سے افاقہ پا جائے۔ بیان کیا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکبیر کہنے لگے۔

٤٤٠١- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن سُلَيْمانَ بنِ مِهْرَانَ، عن أبي ظَبْيَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: مُرَّ عَلٰى عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ، رَضِيَ الله عَنْهُ، بِمَعْنَى عُثْمانَ، قالَ: أوَمَا تَذْكُرُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلاثَةٍ: عن المَجْنُونِ المَغْلُوبِ عَلٰى عَقْلِهِ حَتَّى يُفِيقَ، وَعن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ». قالَ: صَدَقْتَ، قال: فَخَلَّى عَنْهَا سَبِيلَهَا.

۴۴۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ اس عورت کو لے کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ اور عثمان (بن ابی شیبہ) کی روایت (۴۳۹۹) کے ہم معنی بیان کیا۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: مجنون جس کی عقل مغلوب ہو حتی کہ افاقہ پا جائے اور سویا ہوا حتی کہ جاگ جائے اور بچہ حتی کہ بالغ ہو جائے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے بجا کہا اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

٤٤٠٠ـ تخريج: [صحيح] رواه البغوي في مسند علي بن الجعد، ح: ٧٤١ عن شعبة عن الأعمش به موقوفًا، وعلقه الترمذي، ح: ١٤٢٣.

٤٤٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٤٣ عن ابن السرح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٠٣ وح: ٣٠٤٨ * سليمان بن مهران الأعمش عنعن.

٤٤٠٢- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن أبي الأَحْوَصِ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَريرٌ المَعْنَى عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن أبي ظِبْيَانَ قالَ هَنَّادٌ الْجَنْبِيُّ قالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ قَدْ فَجَرَتْ فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَمَرَّ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ فَأَخَذَهَا فَخَلَّى سَبِيلَهَا، فأُخْبِرَ عُمَرُ فقال: ادْعُوا لِي عَلِيًّا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ فقال: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ عَلِمْتَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ، وَعن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعن المَعْتُوهِ حَتَّى يَبْرَأَ»، وَإِنَّ هٰذِهِ مَعْتُوهَةُ بَنِي فُلَانٍ، لَعَلَّ الَّذِي أَتَاهَا أَتَاهَا وَهِيَ في بَلَائِهَا. قالَ: فقالَ عُمَرُ: لَا أَدْرِي، فقالَ عَلِيٌّ، رَضِيَ الله عَنْهُ، : وَأَنَا لَا أَدْرِي.

۴۴۰۲-ابوظبیان الجنبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر ؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے بدکاری کا ارتکاب کیا تھا۔ پس انہوں نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت علی ؓ گزرے تو انہوں نے اسے پکڑا اور چھوڑ دیا۔ حضرت عمر ؓ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے کہا: حضرت علی ؓ کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ آئے اور کہا: اے امیر المومنین! آپ یقیناً جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے‘ بچے سے حتی کہ بالغ ہو جائے اور سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے اور مجنون پاگل سے حتی کہ صحت مند ہو جائے۔“ اور یہ عورت بنو فلاں کی ہے اور پاگل ہے۔ شاید کہ جس نے اس کے ساتھ یہ یہ کیا ہے تو یہ اپنی اسی کیفیت میں تھی۔ حضرت عمر ؓ نے کہا: میں یہ نہیں جانتا (کہ یہ اسی کیفیت‘ یعنی پاگل پن میں اس کی مرتکب ہوئی ہے) حضرت علی ؓ نے کہا: جانتا تو میں بھی نہیں ہوں۔

٤٤٠٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن خَالِدٍ، عن أبي الضُّحَى، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعن الصَّبِيِّ حتَّى يَحْتَلِمَ، وَعن

۴۴۰۳-سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین طرح کے آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے‘ سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے‘ بچے سے حتی کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے حتی کہ عقل مند ہو جائے۔“

٤٤٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٥٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٤٤ من حديث عطاء بن السائب به، واختلط.

٤٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٨٣و٧/ ٣٥٩ من حديث أبي داود به * السند منقطع، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٤٤٠٠، وحديث ابن جريج رواه ابن ماجه، ح: ٢٠٤٢.

الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن الْقَاسِمِ بنِ يَزِيدَ، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ، زَادَ فِيهِ «والْخَرِفِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کو ابن جریج نے بواسطہ قاسم بن یزید' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے اور اس میں لفظ [الخَرِف] کا اضافہ کیا۔ یعنی وہ آدمی جو بہت زیادہ عمر کی وجہ سے عقل وشعور کی کیفیت پر قائم نہ رہتا ہو۔

فائدہ: بڑی عمر کا سٹھیایا ہوا آدمی جو اپنے عقل وشعور میں نہ ہو' اس کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٨) - **بَابٌ: فِي الْغُلَامِ يُصِيبُ الْحَدَّ** (التحفة ١٧)

باب:١٨- نابالغ اگر قابل حد جرم کرے تو اس پر حد نہیں لگتی (نیز علامات بلوغت کا بیان)

٤٤٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْمَلِكِ بنُ عُمَيْرٍ: حدَّثني عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ قال: كُنْتُ مِنْ سَبْيِ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَكَانُوا يَنْظُرُونَ، فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ، فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ.

۴۴۰۴- حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا' چنانچہ مسلمانوں نے دیکھنا شروع کیا' یعنی جس جس کے (زیر ناف) بال اگ آئے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے نہیں اگے تھے اسے قتل نہ کیا گیا' چنانچہ میں ان میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے۔

فائدہ: بنو قریظہ یہودی قبیلہ مدینہ کے اطراف میں آباد تھا اور میثاق مدینہ کی رُو سے یثرب کے دفاع کا ذمہ دار اور پابند تھا مگر جنگ خندق کے موقع پر انہوں نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قریش مکہ کا ساتھ دیا اور شریک جنگ ہو گیا۔ مسلمانوں کے لیے یہ موقع کڑی آزمائش کا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی اور سب ذلیل وخوار ہو کر پسپا ہو گئے۔ بعد ازاں مسلمانوں نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو یہ لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ بڑے مردوں اور بالغوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور نابالغ بچوں کو غلام' لونڈی بنا لیا جائے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' الرحیق المختوم)

٤٤٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ١٥٨٤، والنسائي، ح: ٣٤٦٠، وابن ماجه، ح: ٢٥٤١، ٢٥٤٢ من حديث سفيان الثوري، وسفيان بن عيينة، كلاهما عن عبدالملك به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٤٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٧٦٠، والحاكم: ٣/ ٣٥، ووافقه الذهبي.

٤٤٠٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوانَةَ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قال: فَكَشَفُوا عَانَتِي فَوَجَدُوهَا لَمْ تَنْبُتْ فَجَعَلُونِي في السَّبْيِ.

۴۴۰۵-عبدالملک بن عمیر نے یہ روایت بیان کی۔ (عطیہ نے) کہا: انہوں نے میرے زیر ناف سے کپڑا ہٹایا اور پایا کہ میرے بال نہیں اگے ہیں تو مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① زیر ناف کے بال اگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔ ② شرعی ضرورت کے لیے کسی کے زیر ناف دیکھ لینا جائز ہے' بلاضرورت شرعی ناجائز ہے۔

٤٤٠٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ عُرِضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابنُ أرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعُرِضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

۴۴۰۶-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احد والے دن ان کا جائزہ لیا جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی تو آپ نے ان کو جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور پھر خندق والے دن ان کا جائزہ لیا اور وہ پندرہ سال کے تھے تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

فائدہ: شرعی طور پر بالغ سمجھے جانے کے لیے پندرہ سال کی عمر کا اعتبار ہے' خواہ زیر ناف بال اگیں یا نہ' احتلام ہو یا نہ اور نابالغ کو قتال میں شریک کرنا روا نہیں۔

٤٤٠٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ قالَ: قالَ نَافِعٌ: حَدَّثْتُ بِهٰذَا الحديثِ عُمَرَ بن عَبْدِ الْعَزِيزِ فقالَ: إنَّ هٰذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ.

۴۴۰۷-نافع کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کو بیان کی تو انہوں نے کہا: بلاشبہ بچے اور بڑے میں یہی عمر حد فاصل ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: السَّارِقُ يَسْرِقُ فِي الْغَزْوِ أَيُقْطَعُ؟ (التحفة ١٨)

باب:۱۹-جو کوئی سفر جہاد میں چوری کرلے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے؟

٤٤٠٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٤٠٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٥٧، وأخرجه البخاري، ح: ٤٠٩٧ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ١٨٦٨ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٤٤٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن إدريس به، انظر الحديث السابق.

٤٤٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ عنْ عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عنْ شِيَيْمِ ابنِ بَيْتَانَ وَيَزِيدَ بنِ صُبْحٍ الأَصْبَحِيِّ، عنْ جُنَادَةَ بنِ أبي أُمَيَّةَ قال: كُنَّا مَعَ بُسْرِ بنِ أَرْطَاةَ في الْبَحْرِ، فَأُتِيَ بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهُ: مِصْدَرٌ قَدْ سَرَقَ بُخْتِيَّةً فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الأَيْدِي فِي السَّفَرِ»، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَقَطَعْتُهُ.

۴۴۰۸-جنادہ بن ابوامیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک سمندری مہم میں جا رہے تھے کہ ایک چور کو لایا گیا۔اس کا نام مِصدر تھا (میم کی زیر کے ساتھ) اس نے ایک بختی اونٹنی چرائی تھی، تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے: ''سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔'' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

فائدہ: بسر بن ارطاۃ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ دارالحرب میں حد کی تنفیذ ولی الامر کے فیصلے پر موقوف ہے۔(نیل الأوطار' باب في حد القطع وغيره هل يستوفى في دارالحرب أم لا؟)

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي قَطْعِ النَّبَّاشِ (التحفة ١٩)

باب:۲۰-کفن چور کا ہاتھ کاٹنا

٤٤٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عنْ أَبِي عِمْرَانَ، عن الْمُشَعَّثِ بنِ طَرِيفٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عنْ أبي ذَرٍّ قال: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ!». قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله وَسَعْدَيْكَ! قالَ: «كَيْفَ أَنْتَ إذا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ» يَعْنِي الْقَبْرَ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، أَوْ

۴۴۰۹-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! اور مطیع فرماں ہوں! فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں کو موت آئے گی اور ان حالات میں گھر ایک غلام کے بدلے میں ملے گا؟'' اور آپ کی مراد تھی ''قبر۔'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' یا کہا کہ جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: ''صبر کرنا۔''

٤٤٠٨ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء أن لا يقطع الأيدي في الغزو، ح: ١٤٥٠ من حديث عياش بن عباس به، وقال: "غريب".

٤٤٠٩ـ **تخريج:** [**حسن**] تقدم، ح: ٤٢٦١، وأخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٥٨ من حديث حماد بن زيد به.

مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ» أَوْ قَالَ: «تَصْبِرُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: يُقْطَعُ النَّبَّاشُ لأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن ابوسلیمان نے کہا: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے' کیونکہ وہ میت کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔

فوائد ومسائل: ①فی الواقع اب شہری گنجان آبادیوں میں میت کے لیے قبر کا حصول غریب آدمی کے بس سے باہر ہو رہا ہے اور ایام فتن میں یہ مسئلہ اور بھی سنگین ہو جائے گا اور یہ پیش گوئیاں رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور رسالت کی دلیل ہیں۔ ② کفن چور کی حد اس کا ہاتھ کاٹنا ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کے لیے ''گھر'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

(المعجم ٢١) - باب السَّارِقِ يَسْرِقُ مِرَارًا (التحفة ٢٠)

باب:٢١-چور جو بار بار چوریاں کرے

٤٤١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بن عُبَيْدِ بن عَقِيلٍ الْهِلَالِيُّ: حَدَّثَنَا جَدِّي عَنْ مُصْعَبِ بنِ ثَابِتِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جِيءَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: «اقْطَعُوهُ»، قَالَ: فَقُطِعَ، ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: «اقطَعُوهُ». قَالَ: فَقُطِعَ ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ». فَقَالُوا:

۴۴۱۰-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا (ہاتھ) کاٹ دو' چنانچہ اس کا (ہاتھ) کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے دوبارہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے' آپ نے فرمایا: ''اس کا (بایاں پاؤں) کاٹ دو۔'' چنانچہ کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے تیسری بار لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے۔ آپ نے

٤٤١٠_ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب قطع اليدين والرجلين من السارق، ح: ٤٩٨١ عن محمد بن عبدالله الهلالي به، وقال: "هذا حديث منكر، ومصعب بن ثابت ليس بالقوي في الحديث"، وله شاهد صحيح عند النسائي، ح: ٤٩٨٠.

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: «اقْطَعُوهُ». ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، قَالَ: «اقطَعُوهُ». فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»، قَالَ جَابِرٌ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ، ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ.

فرمایا: ''اس کا (بایاں ہاتھ) کاٹ دو۔'' پھر چوتھی بار لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا (دایاں پاؤں) کاٹ دو۔'' پھر اسے پانچویں بار لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم اسے لے گئے اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر اسے گھسیٹ کر ایک کنویں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر مارے۔

فائدہ: اس سزا کی توجیہ یہ ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو اس کی حقیقت سے مطلع کر دیا گیا تھا' اسی لیے آپ شروع ہی سے اس کو قتل کرنے کا کہتے رہے کہ یہ زمین میں فساد پھیلانے والا ہے اور ایسے آدمیوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔ قرآن مقدس میں ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾ (المائدۃ:۳۳) ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا الٹے طور سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔'' اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی قاضی یا حاکم دو تین چوریوں پر اس قدر شدید حکم نہیں لگا سکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہی کا خاصہ تھا کہ انہوں نے ابتدا ہی سے اس کی سرشت اور عاقبت کے بارے میں خبر دے دی۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي السَّارِقِ تُعَلَّقُ يَدُهُ فِي عُنُقِهِ (التحفة ٢١)

باب:۲۲- چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کا بیان

٤٤١١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُولٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُحَيْرِيزٍ قالَ: سَأَلْنَا فَضَالَةَ بنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ

۴۴۱۱- عبدالرحمٰن بن محیریز سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دینا سنت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو اس کا ہاتھ

٤٤١١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في تعليق يد السارق، ح:١٤٤٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح:٢٥٨٧، والنسائي، ح:٤٩٨٥، ٤٩٨٦، وقال: "حجاج بن أرطاة ضعيف ولا يحتج بحديثه"، وهو مدلس مشهور.

فِي الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ.

کاٹ دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کے ہاتھ کے متعلق حکم دیا تو اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔

فائدہ: بعض فقہاء عبرت کیلئے اس عمل کے قائل ہیں جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(نیل الأوطار ۱۵۳/۴)

(المعجم . . .) - **باب بَيْعِ الْمَمْلُوكِ إِذَا سَرَقَ** (التحفة ٢٢)

باب:......کوئی غلام اگر چوری کرے تو اسے بیچ دینے کا بیان؟

٤٤١٢- **حَدَّثَنا** مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ».

۴۴۱۲-سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مملوک غلام چوری کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ آدھے اوقیہ (بیس درہم) سے بیچو۔''

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجْمِ** (التحفة ٢٣)

باب:۲۳-زانی کو سنگسار کرنے کا بیان

فائدہ: ہر وہ جنسی اتصال جو غیر شرعی بنیاد پر ہو ''زنا'' کہلاتا ہے اور شرعی حد اسی صورت میں لازم آتی ہے جب حشفہ کسی طبعی مرغوب حرام فرج میں داخل ہو جائے' انزال ہو یا نہ ہو اور کسی نکاح کا شبہ بھی نہ ہو۔ان شرطوں میں ''طبعی مرغوب'' سے مراد کسی عورت کی شرم گاہ ہے' اس سے حیوانات خارج ہو جاتے ہیں۔ ''حرام فرج'' جو شرعی نکاح کے علاوہ ہو جیسے کہ بیوی کی فرج حلال ہے۔''بلا شبہ نکاح'' سے مقصد یہ ہے کہ اگر کہیں منکوحہ ہونے کے شبہ میں ایسا کام ہوا تو حد نہیں ہوگی۔مزید یہ ہے اس کا مرتکب عاقل بالغ ہو۔قاضی کے سامنے از خود اقرار کرے تو چار بار کرے۔اور اگر کوئی گواہی دے تو ان کی تعداد چار مرد ہونا ضروری ہے جو اس فعل کے بغیر کسی احتمال کے عین بعین اور ہو بہو ہونے کی گواہی دیں۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو''فقہ السنۃ'' سید سابق رحمہ اللہ)

٤٤١٣- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۴۱۳- جناب عکرمہ سے روایت ہے کہ آیت

٤٤١٢_ **تخريج**: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب العبد يسرق، ح:٢٥٨٩، والنسائي، ح:٤٩٨٣ من حديث أبي عوانة به، وقال: "عمر بن أبي سلمة ليس بالقوي في الحديث" * عمر بن أبي سلمة وثقه أكثر أهل العلم، وهو حسن الحديث.

٤٤١٣_ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢١٠ من حديث أبي داود به.

ثابِتِ المَرْوَزِيُّ: حدَّثَني عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ عنْ أبيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: ﴿وَٱلَّتِى يَأْتِينَ ٱلْفَٰحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمْ فَٱسْتَشْهِدُوا۟ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُوا۟ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِى ٱلْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّىٰهُنَّ ٱلْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ ٱللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ [النساء: ١٥] وَذَكَرَ الرَّجُلَ بَعْدَ المَرْأَةِ ثُمَّ جَمَعَهُما فقالَ: ﴿وَٱلَّذَانِ يَأْتِيَٰنِهَا مِنكُمْ فَـَٔاذُوهُمَا فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا۟ عَنْهُمَآ﴾ [النساء: ١٦] فَنسَخَ ذٰلِكَ بآيَةِ الْجَلْدِ فقالَ: ﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُوا۟ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِا۟ئَةَ جَلْدَةٍ﴾ [النور: ٢].

کریمہ: ﴿وَالّٰتِي يَاتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ...﴾ ''تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری (زنا) کا ارتکاب کریں تو ان پر اپنے میں سے چار گواہ لاؤ' اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔'' کے سلسلے میں حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں مرد کا بیان عورت کے بعد ہے۔ پھر ان دونوں (مرد اور عورت) کو جمع کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَامِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا......﴾ اور تم میں سے جو یہ کام کریں تو انہیں ایذا دو' پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے درگزر کرو۔'' پھر یہ حکم (سورۂ نور کی) اس آیت سے منسوخ کر دیا گیا جس میں سو کوڑے مارنے کا بیان ہے: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا......﴾ ''زانی مرد اور عورت ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔''

فائدہ: ابتدائے اسلام میں زنا کی حد نازل ہونے سے پہلے یہی حکم تھا کہ بدکار عورتوں یا مردوں کو عمومی سزا دی جائے اور عورتوں کو گھروں میں بند رکھا جائے۔ بعد ازاں معروف حد نازل ہوئی۔ اور جن ممالک میں شرعی حدود نہیں ہیں وہاں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

٤٤١٤ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ ثَابِتٍ: حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ مَسْعُودٍ عنْ شِبْلٍ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عنْ مُجَاهِدٍ قالَ: السَّبِيلُ: الْحَدُّ. قالَ سُفْيَانُ فَآذُوهُمَا: الْبِكْرَانِ، فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ: الثَّيِّبَاتُ.

۴۴۱۴- ابن ابی نجیح نے جناب مجاہد سے روایت کیا کہ "سبیل" (راستے) سے مراد حد کا نازل کرنا ہے۔ سفیان نے کہا: ''ان دونوں کو سزا دو'' سے مراد غیر شادی شدہ مرد و عورت ہیں۔ اور ''ان کو گھر میں روکے رکھو'' سے مراد شادی شدہ عورتیں ہیں۔

٤٤١٤ـ **تخريج**: [ضعيف] * ابن أبي نجيح تقدم، ح: ١٩٥٢، ولم أجد تصريح سماعه.

٤٤١٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بن أبي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عن الْحَسَن، عَنْ حِطَّانَ بن عَبْدِ الله الرَّقَاشِيِّ، عنْ عُبَادَةَ بن الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ الله لَهُنَّ سَبِيلًا: الثَّيِّبُ بالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَمْيٌ بِالحِجَارَة، وَالْبِكْرُ بالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ».

۴۴۱۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے لے لو' مجھ سے لے لو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راہ نکال دی ہے۔ اگر شادی شدہ شادی شدہ کے ساتھ (ملوث ہو اور بدکاری) کرے تو سوکوڑے ہیں اور پتھر مارنا ہیں' اور کنوارا کنواری کے ساتھ کرے تو سوکوڑے ہیں اور ایک سال کے لیے شہر بدری ہے۔''

٤٤١٦- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ وَمُحمَّدُ ابنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ قالَا: أخبرنا هُشَيْمٌ عنْ مَنْصُورٍ، عن الْحَسَنِ بإسْنَادِ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ قالَا: «جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ».

۴۴۱۶- جناب حسن بصری نے بسند یحییٰ اس روایت کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا: ''سوکوڑے ہیں (غیر شادی شدہ کو) اور رجم کرنا ہے (شادی شدہ کو۔'')

٤٤١٧- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ رَوْحِ بْنِ خُلَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ خَالِدٍ يَعْني الْوَهْبِيَّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دَلْهَم عن الْحَسَنِ، عنْ سَلَمَةَ بنِ الْمُحَبِّقِ، عنْ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فقالَ نَاسٌ لِسَعْدِ بنِ عُبَادَةَ: يَا أبَا ثَابِتٍ! قَدْ نَزَلَتِ الْحُدُودُ، لَوْ أنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ امْرَأتِكَ رَجُلًا كَيْفَ كُنْتَ صَانِعًا؟ قالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُما بالسَّيْفِ حتَّى يَسْكُتا، أفَأنَا

۴۴۱۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ تو لوگوں نے سعد بن عبادہ سے کہا: اے ابوثابت! حدود نازل ہوئی ہیں' اگر تم اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤ تو کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا: میں تلوار سے ان دونوں کا کام تمام کر دوں گا حتیٰ کہ دونوں ٹھنڈے ہو جائیں۔ کیا بھلا میں چار گواہ ڈھونڈنے جاؤں گا؟ تب تک تو وہ اپنا کام کر جائے گا (بدکاری کر کے بھاگ جائے گا۔) چنانچہ وہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابوثابت کو دیکھا کہ ایسے ایسے کہتا ہے؟ تو

٤٤١٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الزنا، ح: ١٦٩٠/ ١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٤٤١٦_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٦٩٠/ ١٢ من حديث هشيم به، انظر الحديث السابق.

٤٤١٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] * الفضل بن دلهم لين ورمي بالاعتزال (تقريب).

أَذْهَبُ فأَجْمَعُ أربعَةَ شُهداءَ؟ فَإِلٰى ذٰلِكَ قَدْ قَضَى الْحَاجَةَ، فانْطَلَقَ فاجْتَمَعُوا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ الله! أَلَمْ تَرَ إِلٰى أَبِي ثابِتٍ قال كَذَا وَكَذَا!؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَفَى بالسَّيْفِ شَاهِدًا». ثُمّ قال: «لَا، لَا، أَخَافُ أَنْ يَتَتَابَعَ فِيها السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایسے موقع پر) تلوار کی گواہی کافی ہے۔'' پھر فرمایا: ''نہیں، نہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی (ویسے ہی) بحالت نشہ یا بوجہ غیرت اس کے در پے نہ ہو جائے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى وَكِيعٌ أَوَّلَ هذَا الحَدِيثِ عن الْفَضْلِ بن دَلْهَمٍ، عن الْحَسَنِ، عنْ قَبِيصَةَ بنِ حُرَيثٍ، عنْ سَلَمَةَ ابنِ الْمُحَبَّقِ عن النَّبيِّ ﷺ وَإِنَّما هٰذَا إسْنَادُ حَدِيثِ ابن الْمُحَبَّقِ؛ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ابتدائی حصہ وکیع نے فضل بن دلہم سے، انہوں نے جناب حسن سے، انہوں نے قبیصہ بن حریث سے، انہوں نے سلمہ بن محبق سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ حالانکہ یہ سند ابن محبق کی اس روایت کی ہے جس میں ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کر بیٹھا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْفَضْلُ بنُ دَلْهَمٍ لَيْسَ بالحَافِظِ كانَ قَصَّابًا بِوَاسِطَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فضل بن دلہم حافظ نہیں ہے۔ یہ واسط میں قصاب تھا۔

فائدہ: یہ حدیث اپنے مفہوم میں صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ صحیح احادیث کی رُو سے شادی شدہ زانی کی سزا بہر صورت (رجم) پتھروں سے مارنا ہے نہ کہ تلوار سے اور گواہوں کی عین صریح گواہی کے بغیر ایسا نہیں کیا جا سکتا اور یہ کام بھی قاضی اور عدالت کے ذمے ہے۔

٤٤١٨- حَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثنا هُشَيْمٌ: حَدَّثنا الزُّهْرِيُّ عنْ عُبَيْدِ الله بن عَبْدِ الله بن عُتْبَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ يَعْني ابن الْخَطَّابِ

۴۴۱۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل کی۔ اس نازل کردہ (کتاب)

٤٤١٨ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ح: ٦٨٢٩، ومسلم، الحدود، باب رجم الثيب في الزنا، ح: ١٦٩١ من حديث الزهري به.

خَطَبَ فقالَ: إنَّ اللهَ بَعَثَ مُحمَّدًا ﷺ بالْحَقِّ وَأنْزَلَ عَلَيْهِ الكتابَ، فكان فيما أُنزِلَ عليه آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْناهَا وَوَعَيْناهَا وَرَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهِ، وَإنِّي خَشِيتُ إنْ طَالَ بِالنَّاسِ الزَّمانُ أن يقولَ قائلٌ: ما نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أنْزَلَها اللهُ، فالرَّجْمُ حَقٌّ عَلىٰ مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إذَا كَانَ مُحْصِنًا، إذَا قامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوِ اعْتِرَافٌ، وَايْمُ اللهِ! لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُهَا.

میں رجم کی آیت بھی تھی۔ ہم نے اسے پڑھا ہے اور یاد کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے اور ان کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ رجم والی آیت ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں' اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کو ترک کر کے گمراہ نہ ہو جائیں۔ پس جس کسی مرد یا عورت نے زنا کیا ہو اور وہ شادی شدہ ہو اور گواہی ثابت ہو جائے یا حمل ہو یا اعتراف ہو' تو اس پر رجم حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اس آیت کو کتاب اللہ میں درج کر دیتا۔

فائدہ: نیل الاوطار میں ہے کہ مسند احمد اور طبرانی کبیر میں ابوامامہ بن سہل اپنی خالہ عجماء سے راوی ہیں کہ قرآن کریم میں یہ نازل ہوا تھا: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ بِمَا قَضَيَا مِنَ اللَّذَّةِ﴾ اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ جتنی تھی اور اس میں: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ﴾ والی آیت بھی تھی" (یعنی بعد میں اس سورت کا ایک حصہ منسوخ ہو گیا۔) (نیل الاوطار: ۴/ ۱۰۲) الغرض اصحاب الحدیث کے نزدیک یہ حکم قرآن مجید اور سنت متواترہ دونوں سے ثابت ہے۔ اور یہ نسخ کی ایک صورت ہے کہ آیت کا حکم باقی اور تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تلاوت موجود ہے مگر حکم منسوخ ہے مثلاً ﴿اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ......﴾ (البقرة: ۱۸۰) "ماں باپ اور وارثوں کے لیے ان کے حصے سے زیادہ وصیت منسوخ ہے" اگرچہ اس کی تلاوت باقی ہے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہو چکے ہیں۔ مثلاً رضاعت میں پہلے دس چوسنیوں سے حرمت ثابت ہوتی تھی' آیت بھی تلاوت کی جاتی تھی مگر الفاظ اور حکم دونوں منسوخ ہو چکے ہیں [عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ] اب پانچ چوسنیوں سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بحکم احادیث ہے نہ کہ قرآن۔ (کتاب الفقیه والمتفقه از خطیب بغدادی)

(المعجم . . .) - باب رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ (التحفة ٢٤)

باب:...... ماعز بن مالک کے رجم کا بیان

٤٤١٩- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثنا وَكِيعٌ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ قال: حدَّثني يَزِيدُ بنُ نُعَيْمِ بنِ هَزَّالٍ عن أَبِيهِ قال: كَانَ مَاعِزُ بنُ مَالِكٍ يَتِيمًا في حِجْرِ أَبِي فَأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ، فقالَ لَهُ أَبِي: ائْتِ رَسُولَ الله ﷺ فَأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ، لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَإِنَّمَا يُرِيدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجًا، قال: فَأَتَاهُ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي زَنَيْتُ فأقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ الله، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَعَادَ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي زَنَيْتُ فأقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ الله، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فعادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله! إني زَنَيْتُ فَأَقِمْ عليَّ كتابَ الله، حَتَّى قالهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ؟» قال: بِفُلَانَةَ. قال: «هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «هَلْ بَاشَرْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «هَلْ جَامَعْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ، فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ الله بنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهُ، فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فقال: «هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ، لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ

۴۴۱۹- جناب یزید بن نُعیم بن ہزّال اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک یتیم لڑکا تھا اور میرے والد کی سرپرستی میں تھا۔ پھر وہ قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھا۔ تو میرے والد نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی انہیں خبر دو' شاید وہ تیرے لیے استغفار کریں۔ اور اس سے ان کا مقصد صرف یہی امید تھی کہ اسے کوئی راہ مل جائے۔ چنانچہ وہ حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے' لہٰذا اللہ کی کتاب کا حکم مجھ پر نافذ فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ فرما دیجیے۔ آپ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ تو اس نے (تیسری بار) پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ کر دیجیے۔ حتیٰ کہ اس نے چار بار اس طرح کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے چار بار یہ بات کہی ہے' تو نے کس کے ساتھ کیا ہے؟'' کہا: فلاں لڑکی کے ساتھ۔ آپ نے پوچھا: ''تو اس کے ساتھ اکٹھے لیٹا ہے؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تو اس کے ساتھ چمٹا ہے؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟'' کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو حرہ کی طرف لے جایا گیا۔ جب اسے پتھر مارے گئے اور اس نے پتھروں کی چوٹ محسوس کی تو برداشت نہ کر پایا اور بھاگ کھڑا

٤٤١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٣٧٧، أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٧ عن وكيع به.

فَيَتُوبَ اللهُ عَلَيْهِ».

ہوا۔ تو حضرت عبداللہ بن انیس نے اس کو پالیا' جبکہ دیگر ساتھی تھک گئے تھے۔ تو عبداللہ نے اس کو اونٹ کا پایا نکال مارا اور اسے قتل کر دیا' پھر نبی ﷺ کے پاس آ کر یہ سب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا' شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ شیطان کے اغوا سے زنا کر بیٹھے تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اقرار کیا اور دنیا کی سزا قبول کی۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ کسی بھی صاحب ایمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اب ان کے بارے میں کوئی نامناسب بات کہے یا دل میں رکھے۔ ② ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔'' اس جملے کا صحیح مفہوم درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے' یعنی اس میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لانے کی بات تھی کہ آپ اسے یہ سزا بھگت لینے کی تلقین فرماتے کہ یہ سزا آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہلکی اور آسان ہے۔

٤٤٢٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حدثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عن مُحَمَّدِ ابنِ إِسْحَاقَ قال: ذَكَرْتُ لِعَاصِمِ بنِ عُمَرَ ابنِ قَتَادَةَ قِصَّةَ مَاعِزِ بنِ مَالِكٍ فقال لِي: حدَّثني حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قال: حدَّثني ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ الله ﷺ: «فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ» - مَنْ شِئْتُمْ مِنْ رِجَالِ أَسْلَمَ مِمَّنْ لا أَتَّهِمُ. قال: وَلَمْ أعْرِفْ هٰذَا الْحَدِيثَ قال: فَجِئْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله فَقُلْتُ: إنَّ رِجَالًا مِنْ أَسْلَمَ يُحَدِّثُونَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لَهُمْ حِينَ ذَكَرُوا لَهُ جَزَعَ مَاعِزٍ مِنَ

۴۴۲۰- جناب حسن بن محمد بن علی بن ابو طالب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا'' مجھ کو قبیلہ اسلم کے کئی لوگوں نے بیان کیا جنہیں میں جھوٹ سے متہم نہیں سمجھتا۔ کہا کہ میرے لیے یہ حدیث واضح نہ تھی' چنانچہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ قبیلہ اسلم کے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ماعز کو رجم کرنے والے) لوگوں سے کہا' جب انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ماعز کو جب پتھر لگے تو وہ ان کی چوٹ برداشت نہ کر سکا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔'' میں یہ حدیث سمجھ نہیں سکا ہوں۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھتیجے! میں اس حدیث کے

٤٤٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٧٢٠٧ من حديث يزيد بن زريع به، ورواه أحمد: ٣/ ٣٨١.

الْحِجَارَةِ حِينَ أَصَابَتْهُ: «أَلَّا تَرَكْتُمُوهُ!» وَمَا أَعْرِفُ الحدِيثَ!. قال: يَا ابنَ أخِي! أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذَا الحدِيثِ، كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ، إِنَّا لَمَّا خَرَجْنَا بِهِ فَرَجَمْنَاهُ فَوَجَدَ مَسَّ الحِجَارَةِ صَرَخَ بِنَا: يَا قَوم رُدُّونِي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُونِي وَغَرُّونِي مِنْ نَفْسِي، وَأَخْبَرُونِي أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَيْرُ قَاتِلِي!! فَلَمْ نَنْزِعْ عَنْهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ، فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ وَأَخْبَرْنَاهُ قال: «فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ وَجِئْتُمُونِي بِهِ» لِيَسْتَثْبِتَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْهُ، فَأَمَّا لِتَرْكِ حَدٍّ، فَلَا. قال: فَعَرَفْتُ وَجْهَ الحدِيثِ.

متعلق سب لوگوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا تھا۔ جب ہم اس کو لے کر نکلے اور اسے پتھر مارے اور اسے پتھروں کی چوٹ پڑی تو وہ چیخ اٹھا: اے قوم! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لے چلو' میری قوم نے مجھے مروا ڈالا ہے' انہوں نے مجھے میری جان کے متعلق دھوکا دیا ہے' انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے قتل نہیں کریں گے۔ مگر ہم اس سے پیچھے نہ ہٹے حتی کہ اسے مار ڈالا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا اور اسے میرے پاس کیوں نہ لے آئے۔'' (غرض یہ تھی کہ) اللہ کے رسول اس کو ثابت قدم رہنے کا کہتے۔ (یعنی دنیا کا عذاب' آخرت کے مقابلے میں ہلکا اور آسان ہے۔) لیکن یہ مفہوم ہو کہ آپ نے حد چھوڑ دینے کی غرض سے یہ کہا ہو' ایسے نہیں ہے' چنانچہ تب میں (حسن بن محمد) حدیث کا مطلب سمجھ سکا۔

فائدہ: احادیث رسول میں کسی ایک متن کو لے کر حکم لگانے سے پیشتر اس کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور طلبۂ حدیث کو اس کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

٤٤٢١- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعْنِي الْحذَّاءَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مَاعِزَ بنَ مَالِكٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقال: إِنَّهُ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مِرارًا، فَأَعْرَضَ

۴۴۲۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں نے زنا کیا ہے۔ تو آپ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس نے کئی بار ایسے کہا اور آپ اس سے اپنا منہ پھیرتے رہے۔ پھر آپ نے اس کی قوم سے پوچھا:

٤٤٢١ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٤٤٢٧.

عَنْهُ فَسَأَلَ قَوْمَهُ: «أَمَجْنُونٌ هُوَ؟» قالُوا: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ. قال: «أفَعَلْتَ بِهَا؟» قال: نَعَمْ. فأمَرَ بِهِ أنْ يُرْجَمَ. فانْطُلِقَ بِهِ فَرُجِمَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

''کیا یہ مجنون اور پاگل ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں' اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے واقعتاً اس کے ساتھ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے۔ چنانچہ اسے لے جایا گیا اور سنگسار کر دیا گیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔

فائدہ: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو جب حد لگی تو اس وقت فوری طور پر جنازہ نہیں پڑھا گیا بلکہ بعد میں پڑھا گیا' جیسے کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث: ۶۸۲۰)

٤٤٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: رَأَيْتُ مَاعِزَ بنَ مَالِكٍ حِينَ جِيءَ بِهِ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، رَجلٌ قَصِيرٌ أعْضَلُ، لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أرْبَعَ مَرَّاتٍ أنَّهُ قَدْ زَنَى، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «فَلَعَلَّكَ قَبَّلْتَهَا؟» قال: لَا وَالله! إنَّه قَدْ زَنَى، الأَخِرُ؟ قال: فَرَجَمَهُ ثُمَّ خَطَبَ فقال: «ألَا كُلَّمَا نَفَرْنَا فِي سَبِيلِ الله خَلَفَ أحَدُهُمْ، لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ، يَمْنَحُ إحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ، أمَا إنَّ الله إنْ يُمَكِّنِّي مِنْ أحدٍ مِنْهُمْ إلَّا نَكَّلْتُهُ عَنْهُنَّ».

۴۴۲۲- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب ماعز بن مالک کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ چھوٹے قد کا موٹا آدمی تھا' اس پر چادر نہیں تھی۔ اس نے اپنے اوپر چار گواہیاں دیں کہ اس نے زنا کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''شاید تو نے اس کا بوسہ لیا ہوگا؟'' اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! اس نالائق نے زنا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے رجم کیا (یعنی حکم دیا) پھر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''خبردار! ہم جب اللہ عزوجل کی راہ (جہاد) میں نکلتے ہیں تو کوئی ان میں پیچھے رہ جاتا ہے' ایسے آواز نکالتا ہے جیسے کہ بکرا نکالتا ہے' پھر کسی عورت کو تھوڑی سی کوئی چیز دے دیتا ہے' خبردار! اگر اللہ نے مجھ کو ان میں سے کسی پر قدرت دی تو میں اسے نشان عبرت بنا دوں گا۔''

٤٤٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى عن

۴۴۲۳- شعبہ نے سماک سے روایت کیا' کہا کہ

٤٤٢٢_ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٢ من حديث أبي عوانة به.

٤٤٢٣_ تخريج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى به، انظر الحديث السابق.

مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن شُعْبَةَ، عن سِمَاكٍ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ سَمُرَةَ بِهذا الحدِيثِ وَالأَوَّلُ أَتَمُّ، قالَ: فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ، قال سِمَاكٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ فقال: إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی' جبکہ پہلے والی حدیث زیادہ کامل ہے۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دو بار واپس کیا۔ سماک کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ روایت بیان کی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اس کو چار بار لوٹایا تھا۔

٤٤٢٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْغَنِيِّ بنُ أبي عَقِيلٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَ: قالَ شُعْبَةُ: فَسَأَلْتُ سِمَاكًا عن الْكُثْبَةِ، فقالَ: اللَّبَنُ الْقَلِيلُ.

۴۴۲۴- شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سماک سے پوچھا کہ "کُثْبَة" کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا کہ "تھوڑا سا دودھ۔"

٤٤٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبو عَوَانَةَ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ لِمَاعِزِ ابنِ مَالِكٍ: «أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ؟» قالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي؟ قالَ: «بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ وَقَعْتَ عَلَى جَارِيَةِ بَنِي فُلَانٍ؟» قالَ: نَعَمْ، فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ. قال: فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ.

۴۴۲۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز بن مالک سے کہا: "کیا جو بات مجھے تیرے متعلق پہنچی ہے وہ حق ہے؟" بولا کہ آپ کو میرے متعلق کیا خبر پہنچی ہے؟ آپ نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بنوفلاں کی لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھے ہو؟" کہا کہ ہاں' چنانچہ اس نے چار گواہیاں دیں۔ پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

فائدہ: ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ قوم کے لوگوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے کا کہا' آپ نے بھی اس سے دریافت فرمایا تو اس نے چار بار اقرار کیا تو اس پر حد قائم کی گئی۔

٤٤٢٦- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا أَبُو أَحْمَدَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ

۴۴۲۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا' دو بار' تو آپ نے

٤٤٢٤_ تخريج: [إسناده حسن].
٤٤٢٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٣ من حديث سماك بن حرب به.
٤٤٢٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٤ من حديث إسرائيل به.

قال: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ فَطَرَدَهُ، ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ، فقال: «شَهِدْتَ عَلَى نَفْسِكَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ».

اس کو واپس بھگا دیا۔ وہ پھر آیا اور زنا کرنے کا دوبار اعتراف کیا' تب آپ نے فرمایا: ''تو نے اپنے اوپر چار بار شہادت دی ہے۔ اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔''

٤٤٢٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ: حدَّثني يَعْلَى عن عِكْرِمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ؛ ح: وحَدَّثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قال: سَمِعْتُ يَعْلَى يَعني ابنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِمَاعِزِ بنِ مَالِكٍ: «لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ»، قال: لَا، قال: «أَفَنِكْتَهَا؟» قال: نَعَمْ، قال: فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُوسَى عن ابنِ عَبَّاسٍ، وَهٰذَا لَفْظُ وَهْبٍ.

۴۴۲۷- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک سے کہا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا' یا چٹکی بھری ہو گی یا (ویسے ہی) دیکھا ہو گا۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بھلا تو نے اس سے فی الواقع جماع کیا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ تب آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰ (بن اسماعیل) کی روایت میں ابن عباس کا واسطہ مذکور نہیں۔ اور یہ لفظ وہب کے ہیں۔

فائدہ: اس واقعہ میں نبی ﷺ نے ہر قسم کے شکوک کا ازالہ کر لینے اور زنا کا یقین ہو جانے کے بعد رجم کرنے کا حکم دیا اور اب بھی قاضی اور حاکم کو یہی تعلیم ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں کھلی صراحت لیے جانے کا بیان ہے۔

٤٤٢٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الصَّامِتِ، ابنَ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ؛

۴۴۲۸- سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ (ماعز) اسلمی اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے متعلق گواہی دی کہ وہ ایک عورت کے ساتھ زنا کر بیٹھا یہ گواہی اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ دی۔ ہر بار نبی ﷺ

٤٤٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب: هل يقول الإمام للمقر: لعلك لمست أو غمزت، ح: ٦٨٢٤ من حديث وهب بن جرير به.

٤٤٢٨ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٧١٦٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ١٣٣٤٠، وصححه ابن الجارود، ح: ٨١٤، وابن حبان، ح: ١٥١٣.

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: جَاءَ الأَسْلَمِيُّ إِلٰى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا، أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فقال: «أَنِكْتَهَا؟» قال: نَعَمْ، قال: «حَتَّى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ مِنْهَا؟» قال: نَعَمْ، قال: «كَمَا يَغِيبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ؟» قال: نَعَمْ، قال: «هَلْ تَدْرِي مَا الزِّنَا؟» قال: نَعَمْ، أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا ما يَأْتِي الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ حَلَالًا، قال: «فَمَا تُرِيدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟» قال: أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: انْظُرْ إِلٰى هٰذَا الَّذِي سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ، فقال: «أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ»، فقالَا: نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُولَ اللهِ! فقال: «انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ»، فقالَا: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هٰذَا؟ قال: «فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُ الآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيهَا».

اس سے اپنا منہ پھیر لیتے تھے۔ پھر وہ پانچویں بار سامنے ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے فی الواقع اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ''حتی کہ تیرا ذکر اس کی فرج میں غائب ہو گیا تھا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ''کیا بھلا جس طرح سلائی سرمے دانی میں غائب ہو جاتی ہے اور ڈول کی رسی کنویں میں چلی جاتی ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا: ''کیا بھلا جانتے بھی ہو کہ زنا کیا ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں، میں اس سے حرام کام کر بیٹھا ہوں جیسے کہ شوہر اپنی بیوی سے حلال کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو اپنی اس بات سے کیا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ تب آپ نے حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو سنا کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: اس کو دیکھو کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا تھا مگر اس کے نفس نے اس کو نہیں چھوڑا حتی کہ پتھروں سے مارا گیا جیسے کہ کتے کو مارا جاتا ہے، تو آپ ان سے خاموش رہے۔ پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے حتی کہ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے جس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟'' انہوں نے کہا: ہم یہ رہے، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی: بھلا یہ بھی کوئی کھاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ابھی جو تم نے اپنے بھائی کی عزت پامال کی ہے، وہ اس کے کھانے سے بدتر ہے۔

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!
بلاشبہ وہ اب جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔''

فائدہ: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بھی غیبت کرنے کو مسلمان مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے۔ (سورۂ حجرات:۱۲) اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غیبت کرنا کتنا قبیح فعل ہے۔ اور اگلی احادیث میں آ رہا ہے کہ نبی ﷺ نے سزا یافتہ کو خیر اور اچھے الفاظ کے ساتھ یاد فرمایا۔

٤٤٢٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: حَدَّثَنا أبُو الزُّبَيْرِ عن ابنِ عَمٍّ أبي هُرَيْرَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهِ، زَادَ: وَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ فقال بَعْضُهُمْ: رُبِطَ إلَى شَجَرَةٍ، وقال بَعْضُهُمْ: وُقِفَ.

۴۴۲۹- ابوزبیر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد سے روایت کیا' اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا اور مزید کہا کہ راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اسے درخت سے باندھا گیا اور بعض نے کہا کہ اسے کھڑا کیا گیا۔

فائدہ: اگلی حدیث (۴۴۳۱) میں ہے کہ وہ از خود کھڑا ہو گیا تھا۔

٤٤٣٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلانِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أنَّ رَجُلًا مِنْ أسْلَمَ جَاءَ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فَاعْتَرَفَ بالزِّنَا فَأعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أرْبَعَ شَهَادَاتٍ فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أبِكَ

۴۴۳۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے آ کر زنا کرنے کا اعتراف کیا' تو نبی ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا' تو آپ نے اعراض کر لیا حتی کہ اس نے اپنے اوپر چار گواہیاں دیں۔ تب نبی ﷺ نے اس سے کہا: ''کیا تو مجنون ہے؟'' بولا نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' کہنے لگا: ہاں' تب نبی ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کو

٤٤٢٩ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٤٣٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في درء الحد عن المعترف إذا رجع، ح:١٤٢٩ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٣٣٣٧، واختصره مسلم:١٦٩١/١٦، ولم يسق متنه، ورواه البخاري، ح:٦٨٢٠ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "وصلى عليه" عني لم يصل عليه في اليوم الأول، ثم صلى عليه بعده.

جُنُونٌ؟» قال: لَا. قال: «أَحْصَنْتَ؟» قال: نَعَمْ. قال: فأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ في المُصَلَّى، فلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الحِجَارَةُ فَرَّ فأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ. فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

عیدگاہ میں رجم کر دیا گیا۔ پھر جب اسے زور زور سے پتھر پڑنے لگے تو وہ دوڑ بھاگا' پس اسے جا لیا گیا اور پتھر مارے گئے حتی کہ مر گیا۔ تو نبی ﷺ نے اس کے متعلق اچھی بات کہی مگر اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فائدہ: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی' مگر بعد میں جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے' دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث:۶۸۲۰)

٤٤٣١- **حَدَّثَنا** أبو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ ابنُ مَنِيعٍ عن يَحْيَى بنِ زَكَرِيَّا، وَهٰذَا لَفْظُهُ: عن دَاوُدَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ قال: لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجْمِ مَاعِزِ ابنِ مَالِكٍ خَرَجْنَا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَوَاللهِ! مَا أَوْثَقْنَاهُ وَلَا حَفَرْنَا لَهُ وَلٰكِنَّهُ قَامَ لَنَا. قال أَبُو كَامِلٍ: قال: فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْمَدَرِ وَالْخَزَفِ، فاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتَّى أَتَى عُرْضَ الْحَرَّةِ فانْتَصَبَ لَنَا، فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ حَتَّى سَكَتَ. قال: فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ، وَلَا سَبَّهُ.

۴۴۳۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہا کہ جب نبی ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے رجم کرنے کا حکم فرمایا تو ہم اسے بقیع کی طرف لے چلے' اللہ کی قسم! نہ ہم نے اس کو باندھا اور نہ اس کے لیے گڑھا کھودا لیکن وہ ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ابو کامل نے کہا کہ ہم نے اسے ہڈیاں' ڈھیلے اور ٹھیکرے مارے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور ہم بھی اس کے پیچھے بھاگ لیے حتی کہ وہ حرہ (پتھریلی زمین) کی جانب میں آ گیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا تو ہم نے اسے اس جگہ کے بڑے بڑے پتھر مارے حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے نہ استغفار کیا اور نہ کسی طرح سے برا بھلا کہا۔

فائدہ: حجۃ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھنے والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس مضمون کی روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جب ان کو رجم کیا گیا تھا' اس وقت نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی اور جس میں ہے کہ نماز جنازہ پڑھی تھی تو اس کا مطلب ہے کہ دوسرے دن پڑھی تھی۔ واللہ اعلم. تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (فتح الباری' کتاب الحدود' باب الرجم بالمصلی' ۱۵۹/۱۲-۱۶۰' شرح حدیث:۶۸۲۰) امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی تھی' کیا یہ

٤٤٣١_ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٤ من حديث يزيد بن زريع به.

بات درست ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں' جناب معمر نے یہ بیان کیا ہے۔ ان کے سوا کسی اور نے اسے بیان نہیں کیا' دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث:۶۸۲۰)

٤٤٣٢ - حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ، قال: ذَهَبُوا يَسُبُّونَهُ فَنَهاهُمْ، قال: ذَهَبُوا يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ فَنَهاهُمْ، قال: «هُوَ رَجُلٌ أَصَابَ ذَنْبًا حَسِيبُهُ اللهُ».

۴۴۳۲- جُریری نے ابونضرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا' لیکن اس کی روایت مکمل نہیں ہے۔ راوی نے کہا کہ: لوگ اسے گالیاں دینے لگے' تو آپ ﷺ نے ان کو منع کیا۔ (پھر) وہ اس کے لیے استغفار کرنے لگے' تو آپ نے ان کو منع کر دیا اور کہا ''یہ ایسا آدمی ہے جس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اللہ ہی اس کا حساب لینے والا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ کسی مسلمان نے خواہ کسی قدر گناہ کیا ہو' اس کے لیے استغفار کرنا جائز ہے۔ حضرت ماعز ؓ کے لیے بھی بعد میں نماز جنازہ پڑھی گئی تھی جیسا کہ صحیح بخاری میں صراحت ہے' دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث:۶۸۲۰)

٤٤٣٣ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ يَعْلَى بنِ الْحارِثِ: حَدَّثَنا أَبِي عَنْ غَيْلَانَ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَنْكَهَ مَاعِزًا.

۴۴۳۳- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک کا منہ سونگھا تھا (کہ کہیں شراب نہ پی رکھی ہو۔)

فائدہ: از خود اقراری کے لیے یہ یقین کر لینا ضروری ہے کہ کہیں نشے میں نہ ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نشے اور بے ہوشی کے اعمال معتبر نہیں ہوتے۔

٤٤٣٤ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بن إِسْحَاقَ

۴۴۳۴- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے

٤٤٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل.

٤٤٣٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٥ من حديث يحيى بن يعلى به.

٤٤٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧١٦٧ من حديث بشير بن المهاجر به، وهو حسن الحديث.

الأَهْوَازِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنا بَشِيرُ بنُ المُهَاجِرِ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عنْ أَبِيهِ قالَ: كُنَّا أَصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ الْغَامِدِيَّةَ وَمَاعِزَ بنَ مَالِكٍ لَوْ رَجَعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - أَوْ قالَ: لَوْ لَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - لَمْ يَطْلُبْهُمَا وَإِنَّمَا رَجَمَهُمَا عِنْدَ الرَّابِعَةِ.

روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے صحابہ کہا کرتے تھے: کاش غامدی عورت اور ماعز بن مالک اعتراف کے بعد ہی رجوع کر لیتے...... یا یوں کہا اگر وہ دونوں اعتراف کے بعد آپ کی خدمت میں نہ آتے......تو آپ ان کو طلب نہ کرتے' آپ نے ان کو چوتھے اعتراف پر رجم کیا تھا۔

٤٤٣٥- حَدَّثَنا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ الله وَمُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ صُبَيْحٍ - قالَ عَبْدَةُ: أخبرنا - حَرَمِيُّ بنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الله بن عُلَاثَةَ: حَدَّثَنا عبْدُ الْعَزِيزِ ابنُ عُمَرَ بنِ عبدِ العزيزِ أَنَّ خَالِدَ بن اللَّجْلَاجِ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ اللَّجْلَاجَ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ قاعِدًا يَعْتَمِلُ في السُّوقِ فَمَرَّتِ امْرَأَةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا فَثَارَ النَّاسُ مَعَهَا وَثُرْتُ فِيمَنْ ثَارَ، وَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «مَنْ أَبُو هٰذَا مَعَكِ؟» فَسَكَتَتْ، فقالَ شَابٌّ حَذْوَهَا: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ الله! . فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فقالَ: «مَنْ أَبُو هٰذَا مَعَكِ؟» فقالَ الْفَتَى: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ الله! فَنَظَرَ رَسُولُ الله ﷺ إِلَى بَعْضِ مَنْ حَوْلَهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، فقالُوا: مَا عَلِمْنَا إِلَّا خَيْرًا، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَحْصَنْتَ؟» قالَ: نَعَمْ، فأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، قالَ: فَخَرَجْنَا بِهِ،

۴۴۳۵-حضرت لجلاج ؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ وہ بازار میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ ایک عورت بچے کو اٹھائے گزری' تو لوگ جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اٹھنے والوں میں میں بھی اٹھا اور نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ ﷺ اس عورت سے دریافت فرما رہے تھے: ''یہ جو (بچہ) تیرے ساتھ ہے اس کا باپ کون ہے؟'' تو وہ خاموش رہی۔ ایک جوان جو اس کے ساتھ تھا بولا: میں اس کا باپ ہوں' اے اللہ کے رسول! آپ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''یہ جو (بچہ) تیرے ساتھ ہے اس کا باپ کون ہے؟'' اس جوان نے کہا: میں اس کا باپ ہوں' اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اردگرد کھڑے لوگوں کی طرف دیکھا' آپ ان سے اس جوان کے متعلق پوچھ رہے تھے' تو انہوں نے کہا: ہم اس کے متعلق اچھا ہی جانتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: ہاں' تب آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ راوی نے کہا: ہم

٤٤٣٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٧١٨٤ من حديث حرمي بن حفص به.

فَحَفَرْنَا لَهُ حَتَّى أَمْكَنَّا، ثُمَّ رَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى هَدَأَ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَنِ الْمَرْجُومِ، فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا: هٰذَا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْخَبِيثِ، فَقَالَ ﷺ: «لَهُوَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ»، فَإِذَا هُوَ أَبُوهُ، فَأَعَنَّاهُ عَلَى غُسْلِهِ وَتَكْفِينِهِ وَدَفْنِهِ، وَمَا أَدْرِي قَالَ: وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ وَهٰذَا حَدِيثُ عَبْدَةَ، وَهُوَ أَتَمُّ.

اسے لے کر نکلے اور اس کے لیے گڑھا کھودا اور اس کو اس میں گاڑ دیا۔ پھر پتھروں سے مارا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر ایک آیا جو اس سنگسار شدہ کے متعلق پوچھنے لگا۔ ہم اس کو نبی ﷺ کے پاس لے گئے اور ہم نے عرض کیا کہ یہ آدمی آیا ہے اور اس خبیث کے متعلق پوچھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو اللہ عزوجل کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر پاکیزہ ہے۔'' تب معلوم ہوا کہ وہ آدمی اس کا والد تھا' تو ہم نے اس کی اس سنگسار شدہ کے غسل اور کفن دفن میں مدد کی۔ راوی نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ نماز کا بھی کہا یا نہیں؟ اور یہ روایت عبدۃ کی ہے اور کامل ہے۔

فائدہ: ① رجم کرنے کے لیے گڑھا کھودا جا سکتا ہے۔ ② سنگسار شدہ کو برائی سے یاد کرنا اچھا نہیں ہے۔

٤٤٣٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ ابْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ جَمِيعًا قَالَا: حدثنا مُحَمَّدٌ - وَقَالَ هِشَامٌ: مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الشُّعَيْثِيُّ - عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ هٰذَا الْحَدِيثِ.

۴۴۳۶ - خالد بن لجلاج نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا۔

٤٤٣٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ: حدثنا عَبْدُ السَّلَامِ ابْنُ حَفْصٍ: حدثنا أَبُو حَازِمٍ عن سَهْلِ بْنِ

۴۴۳۷ - حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری

٤٤٣٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٤٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٩ من حديث أبي حازم به.

سَعْدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى المَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا.

کی ہے' اس نے اس عورت کا نام بھی لیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس سے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بدکاری سے انکار کیا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس آدمی کو حد کے (سو) کوڑے لگائے اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: یعنی اس کو غیر شادی شدہ زانی کی حد (سو کوڑے) لگائی گئی۔ لیکن اگلی روایات میں صراحت ہے کہ یہ معلوم ہونے پر کہ یہ شخص تو شادی شدہ ہے' اسے سنگساری کی سزا دی گئی۔

٤٤٣٨ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَ: حدثنا؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ، المَعْنَى: أخبرنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ عن ابن جُرَيْجٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجُلِدَ الحَدَّ ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصَنٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ.

۴۴۳۸- سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے حد کے کوڑے مارے گئے۔ پھر بتایا گیا کہ وہ شادی شدہ ہے تو آپ نے حکم دیا تو اسے سنگسار کیا گیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عن ابنِ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا عَلَى جَابِرٍ، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عن ابن جُرَيْجٍ بِنَحْوِ ابنِ وَهْبٍ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ. قالَ: إِنَّ رَجُلًا زَنَى، فَلَمْ يُعْلَمْ بِإِحْصَانِهِ فَجُلِدَ ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن بکر بُرسانی نے ابن جریج سے حضرت جابر ؓ پر موقوف روایت کیا ہے۔ اور ابوعاصم نے ابن جریج سے' ابن وہب کی مانند روایت کیا اور اس نے نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ ایک آدمی نے زنا کیا تو اس کے شادی شدہ ہونے کا معلوم نہ ہوا تو اس کو کوڑے مارے گئے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو رجم کیا گیا۔

٤٤٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ قالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابن جُرَيْجٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عنْ

۴۴۳۹- جناب ابوزبیر نے حضرت جابر ؓ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے بدکاری کی اور معلوم نہ ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو اس کو کوڑے

٤٤٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢١١ عن قتيبة به * ابن جريج عنعن.
٤٤٣٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ٨/ ٢١٧ من حديث أبي داود به.

جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَلَمْ يُعْلَمْ بِإِحْصَانِهِ، فَجُلِدَ ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ.

مارے گئے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو اس کو رجم کیا گیا۔

(المعجم ٢٤) - **بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجْمِهَا مِن جُهَيْنَةَ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۴-قبیلۂ جہینہ کی عورت کا ذکر جس کو نبی ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا

٤٤٤٠- **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ، أَنَّ هِشَامًا الدَّسْتَوَائِيَّ وَأَبَانَ بنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُمْ، المَعْنَى، عنْ يَحْيٰى، عنْ أبي قِلَابَةَ، عنْ أبي المُهَلَّبِ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ امْرَأَةً - قالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: مِنْ جُهَيْنَةَ - أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالَتْ: إنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حُبْلٰى، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ وَلِيًّا لها، فقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «أَحْسِنْ إلَيْهَا»، فَإذَا وَضَعَتْ فَجِيءْ بِهَا، فَلَمَّا أَنْ وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَصَلَّوا عَلَيْهَا، فقالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ الله! تُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ؟ فقالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا».

۴۴۴۰-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی......ابان کی روایت میں ہے کہ وہ قبیلۂ جہینہ سے تھی......اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے اور حمل سے ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو طلب کیا اور اس سے فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور جب بچے کی ولادت ہو جائے تو اس (عورت) کو لے آنا۔'' چنانچہ جب بچے کی ولادت ہوگئی تو وہ اسے لے آیا۔ تو نبی ﷺ نے حکم دیا اور اس پر اس کے کپڑے سخت کر کے باندھ دیے گئے' پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس پر نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں میں تقسیم کر دیں تو انہیں بھی کافی ہو جائے' اور کیا بھلا تم نے اس سے بڑھ کر بھی کوئی دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان قربان کر دی ہے؟''

٤٤٤٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، ح:١٦٩٦ من حديث هشام الدستوائي به.

لَمْ يَقُلْ عنْ أَبَانٍ : فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا .

ابان سے ''کپڑے سخت کر کے باندھنے'' کی بات مروی نہیں ہے۔

٤٤٤١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن الأوْزَاعِيِّ قالَ : فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا يَعْني فَشُدَّتْ .

۴۴۴۱-جناب اوزاعی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اس پر اس کے کپڑے سخت کر کے باندھے گئے۔

فوائد ومسائل: ① کسی شخص کا قاضی اور امام کے روبرو از خود اعتراف کرنا کہ اس نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا ہے بہت بڑی ہمت اور عزیمت کی بات ہے جو اس کے صاحب ایمان ہونے کی دلیل ہے۔ ② عورت اگر زنا سے حاملہ ہو تو وضع حمل بلکہ بچے کے سنبھلنے تک اس کی حد کو مؤخر کر دینا چاہیے۔ ③ عورت کو حد لگانے سے پہلے اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ لینے چاہییں تاکہ بے پردہ نہ ہو۔ ④ سنگسار شدہ پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے لیکن اگر وہ فسق و فجور میں مشہور ہو تو امام اور دیگر اشراف اس میں شریک نہ ہوں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

٤٤٤٢- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ : حَدَّثَنا عِيسَى يَعْني ابنَ يونُسَ عنْ بَشِيرِ بنِ المُهَاجِرِ، قال : حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ : أَنَّ امْرَأَةً يَعْني مِنْ غَامِدَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالَتْ : إنِّي قَدْ فَجَرْتُ فقالَ : «ارْجِعِي»، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا أنْ كَانَ الْغَدُ أَتَتْهُ فَقالَتْ : لَعَلَّكَ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَما رَدَدْتَ ماعِزَ بنَ مَالِكٍ فَوَالله! إنِّي لَحُبْلَى، فَقالَ لَها : «ارْجِعِي»، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ أَتَتْهُ، فقالَ لَها : «ارجِعِي حَتَّى تَلِدِي»، فَرَجَعَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بالصَّبِيِّ فقالَتْ : هٰذَا قَدْ

۴۴۴۲-جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو غامد کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''واپس چلی جا۔'' تو وہ لوٹ گئی۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو وہ آپ کے پاس آ گئی اور بولی: شاید آپ مجھے اسی طرح لوٹا دینا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کیا تھا۔ اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں (یعنی زنا سے) آپ نے اس سے فرمایا: ''جاؤ واپس چلی جا۔'' تو وہ لوٹ گئی۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو وہ پھر آپ کی خدمت میں آ گئی تو آپ نے اس سے فرمایا: ''واپس چلی جا حتی کہ تیرے بچے کی ولادت ہو جائے۔'' تو وہ واپس لوٹ گئی۔ جب بچہ پید

٤٤٤١ـ تخريج : [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد : ٢٤/ ١٢٩ من حديث أبي داود به.

٤٤٤٢ـ تخريج : أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٥ من حديث بشير بن المهاجر به.

وَلَدْتُهُ، فقالَ: «ارْجِعِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ»، فَجَاءَتْ بِهِ وَقَدْ فَطَمَتْهُ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ يَأْكُلُهُ، فَأَمَرَ بِالصَّبِيِّ فَدُفِعَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا، وَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، وَكَانَ خَالِدٌ فِيمَنْ يَرْجُمُهَا فَرَجَمَهَا بِحَجَرٍ فَوَقَعَتْ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِهَا عَلَى وَجْنَتِهِ فَسَبَّهَا، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْلًا يَا خَالِدُ!، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ»، وَأَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا فَدُفِنَتْ.

ہوا تو وہ بچے کو لے کر آ گئی اور کہنے لگی: یہ رہا وہ اس کو میں نے جنم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''واپس جا اور اس کو دودھ پلاتی کہ تو اس کا دودھ چھڑا دے۔'' وہ پھر اسے لے کر آئی جب کہ اس نے اس کا دودھ چھڑا دیا تھا' بچے کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے بچے کے متعلق حکم دیا جو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے حوالے کر دیا گیا اور آپ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے لیے گڑھا کھودا گیا اور حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ اور حضرت خالد ؓ ان لوگوں میں تھے جو اسے پتھر مار رہے تھے۔ انہوں نے اس کو ایک پتھر مارا تو اس سے خون کا ایک قطرہ ان کے رخسار پر جا لگا' اس کی وجہ سے انہوں نے اس کو برا بھلا کہا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''خالد ذرا ٹھہرو (اس کو برا بھلا مت کہو) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اس قدر توبہ کی ہے کہ اگر کوئی ظالم بھتا لینے والا بھی اس قدر توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔'' اور آپ نے اس کے متعلق حکم دیا' چنانچہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھی گئی اور پھر اسے دفن بھی کیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① فوائد اوپر کی روایت میں مذکور ہو چکے ہیں۔ مزید یہ کہ جس مسلمان کو حد لگائی جا رہی ہو اس کو برا بھلا کہنا جائز نہیں۔ ② بھتا لینا کبیرہ گناہ اور حرام ہے۔ ③ ولد الزنا بحیثیت انسانی جان کے ایک معصوم جان ہے' اس میں اس کا اپنا کوئی قصور وعیب نہیں' حکومت اسلامیہ کے ذمے ہے کہ ایسے بچے کے دودھ پلانے' پالنے پوسنے اور عمدہ تعلیم وتربیت کا معقول انتظام کرے اور اخراجات برداشت کرے۔ ④ ایسا شخص اپنے نسب کے اعتبار سے اگرچہ عام لوگوں میں عزت نہیں پاتا لیکن اگر کسی طرح منصب امامت (صغریٰ یا کبریٰ) پر آ جائے تو اس کے اعمال صحیح اور درست ہوں گے اور اس کی اقتدا بھی صحیح ہوگی۔

٤٤٤٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ عن زَكَرِيَّا أبي عِمْرَانَ قالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا يُحَدِّثُ عن ابنِ أبي بَكْرَةَ عنْ أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ رَجَمَ امْرَأَةً فَحَفَرَ لَها إلَى الثَّنْدُوَةِ.

۴۴۴۳-ابن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کو رجم کیا تو اس کے لیے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔

قالَ أبو دَاوُدَ: أفْهَمَني رَجُلٌ عنْ عُثْمانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث ایک آدمی نے سمجھائی۔ (وہ عثمان سے کماحقہ نہیں سمجھ سکے تھے۔)

قالَ أبو دَاوُدَ: قالَ الْغَسَّانِيُّ: جُهَيْنَةُ وَغَامِدُ وَبَارِقُ وَاحِدٌ.

امام ابوداود نے (مزید) کہا کہ غسانی نے کہا کہ جہینہ، غامد اور بارق تینوں ایک ہی قبیلے (کے نام) ہیں۔

٤٤٤٤- قالَ أبو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن عَبْدِ الصَّمَدِ بنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قال: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا بنُ سُلَيْمٍ بِإسْنَادِهِ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِمَّصَةِ ثُمَّ قال: «ارْمُوا وَاتَّقُوا الْوَجْهَ»، فَلَمَّا طَفِئَتْ أخْرَجَها فَصَلَّى عَلَيْهَا وقالَ في التَّوْبَةِ نَحْوَ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ.

۴۴۴۴-زکریا بن سُلیم نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور مزید کہا: پھر (نبی ﷺ نے) اسے ایک کنکری ماری جیسے کہ چنا ہو اور فرمایا: ''مارو لیکن چہرہ بچاؤ۔'' جب وہ ٹھنڈی ہو گئی تو اس کو گڑھے سے نکالا اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھی اور اس کی توبہ میں اس طرح بیان کیا جیسے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (۴۴۴۲) میں ہے۔

٤٤٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ،

۴۴۴۵-سیدنا ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ ایک نے کہا: اے اللہ کے

٤٤٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦ عن وكيع به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٧٢٠٩، وسنده ضعيف * فيه رجل مجهول، والحديث السابق يغني عنه.

٤٤٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢ عن عبدالصمد به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٧٢٠٩ * شيخ أبي داود مجهول.

٤٤٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟ ح: ٦٦٣٣، ٦٦٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٢٢، ورواه مسلم، ح: ١٦٩٨ من حديث ابن شهاب الزهري به.

عن أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ الله! اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ الله، وقالَ الآخَرُ - وَكَانَ أَفْقَهَهُمَا - أَجَلْ يَا رَسُولَ الله! فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ الله وَائْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ، قال: تَكَلَّمْ، قال: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا - وَالْعَسِيفُ: الأَجِيرُ - فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي إِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ»، وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأَمَرَ أُنَيْسًا الأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

رسول! ہم میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اور دوسرے نے کہا...... اور وہ اس سے بڑھ کر سمجھدار تھا...... ہاں اے اللہ کے رسول! ہم میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرما دیں اور مجھے اجازت دیں کہ بات کروں۔ آپ نے فرمایا: ”کہو۔“ اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا...... عسیف کے معنی ہیں، نوکر، مزدور...... تو اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے، میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور اپنی ایک لونڈی فدیہ دی ہے۔ پھر میں نے اہل علم سے معلوم کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کے لیے شہر بدری ہے اور سنگساری اس کی بیوی پر ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس ہوں گی۔“ اور اس کے لڑکے کو سو کوڑے لگائے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا اور انیس اسلمی کو فرمایا کہ دوسرے کی بیوی کے پاس جائے، اگر وہ اعتراف کر لے تو اس کو سنگسار کر دے، چنانچہ اس نے اعتراف کر لیا تو اس نے اس کو سنگسار کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ مقدمے کے فریقین میں سے کسی سے بھی مقدمہ سننے کی ابتدا کر سکتا ہے۔ ② جب کسی ادنیٰ درجے کے مفتی نے فتویٰ دیا ہو تو اس سے بڑھ کر اعلیٰ صاحب علم سے رجوع کر لینا کوئی معیوب نہیں ہے اور پہلے کا فتویٰ دینا بھی کوئی عیب نہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے سب فیصلے اور فرامین کتاب اللہ کی تفسیر ہونے کی بنا پر کتاب اللہ ہی کا حصہ ہیں، بشرطیکہ صحیح سند سے ثابت ہوں۔ ④ ہر ایسی صلح یا بیع جو غیر شرعی اصولوں پر ہوئی ہو، ٹوٹ جاتی ہے اور اس سلسلے میں لیا گیا تاوان بھی واپس کرنا ہوتا ہے۔ ⑤ غیر شادی شدہ زانی پر سو

کوڑے اور ایک سال شہر بدری ہے۔ ⑥ شادی شدہ زانی پر صرف رجم ہے' کوڑے نہیں۔ ⑦ زنا کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان فرقت نہیں آ جاتی۔ ⑧ حاکم یا قاضی کا نائب حدود کی تنفیذ کر سکتا ہے۔ (خطابی)

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ (التحفة ٢٦)

باب:۲۵-دو یہودیوں کے سنگسار کیے جانے کا قصہ

٤٤٤٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: إنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إلَى رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فقالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا تَجِدُونَ في التَّوْرَاةِ في شَأْنِ الزِّنَا؟» قالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ، فقالَ عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأَتَوْا بالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا، فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ ما قَبْلَهَا وَما بَعْدَهَا، فقالَ له عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَهَا، فإذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ، فقالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ! فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ الله ﷺ فَرُجِمَا، قالَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْني عَلَى المَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ.

۴۴۴۶- سیدنا ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ ہمارے ایک مرد اور عورت نے بدکاری کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ زنا کے سلسلے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہم انہیں بے عزت کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ بلاشبہ اس میں رجم کا حکم ہے۔ چنانچہ وہ تورات لے آئے اور اسے کھولا تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ لیا' پھر اس کے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں رجم والی آیت موجود تھی۔ تو وہ بولے: سچ ہے اے محمد! (ﷺ) اس میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت کو پتھروں سے بچانے کے لیے اس پر جھکتا تھا۔

٤٤٤٦- تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب أحكام أهل الذمة وإحصانهم إذا زنوا، ورفعوا إلى الإمام، ح:٦٨٤١، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح:١٦٩٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨١٩.

فوائد و مسائل: ① شرعی احکام کو باطل کرنا یا انہیں چھپانا یہودیوں کی صفت ہے۔ ② اہل کتاب اور دیگر کفار کے نکاح قابل اعتبار اور صحیح ہوتے ہیں ورنہ انہیں شادی شدہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ ③ رجم کا حکم سابقہ ملت موسوی میں بھی رائج تھا مگر بعد کے لوگوں نے اسے معطل کر چھوڑا تھا۔ ④ جس کو سنگ سار کیا جانا ہو اس کو باندھنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ (خطابی)

٤٤٤٧- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثنا عَبْدُالْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن الأعمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: مَرُّوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ بِيَهُودِيٍّ قَدْ حُمِّمَ وَجْهُهُ، وَهُوَ يُطَافُ بِهِ، فَنَاشَدَهُمْ: مَا حَدُّ الزَّانِي فِي كِتَابِهِمْ؟ قال: فَأَحَالُوهُ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَنَشَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ «مَا حَدُّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ؟» فقالَ: الرَّجْمُ، وَلٰكِنْ ظَهَرَ الزِّنَا فِي أَشْرَافِنَا، فَكَرِهْنَا أَنْ نَتْرُكَ الشَّرِيفَ وَيُقَامُ عَلَى مَنْ دُونَهُ، فَوَضَعْنَا هٰذَا عَنَّا، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فَرُجِمَ ثُمَّ قال: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا ما أَمَاتُوا مِنْ كِتَابِكَ».

۴۴۴۷- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کو لے کر گزرے' اس کا چہرہ کالا کیا ہوا تھا اور وہ اسے گھما پھرا رہے تھے۔ تو آپ نے انہیں قسمیں دے کر ان سے پوچھا: ''تمہاری کتاب میں زانی کی حد کیا ہے؟'' انہوں نے یہ بات اپنے ایک آدمی کی طرف تحویل کر دی۔ تو نبی ﷺ نے اس کو قسم دے کر پوچھا: ''تمہاری کتاب میں زانی کی حد کیا ہے؟'' اس نے کہا: سنگسار کرنا' لیکن جب ہمارے شرفاء میں زنا کاری عام ہو گئی' تو ہم نے نامناسب جانا کہ شریف (صاحب حیثیت) کو چھوڑ دیا جائے اور گھٹیا (غریب) پر حد قائم کی جائے' سو ہم نے اس کو ترک کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں جو تیری کتاب کے اس حکم کو زندہ کر رہا ہوں جسے انہوں نے مردہ کر چھوڑا تھا۔''

فائدہ: کسی مردہ سنت کو زندہ کرنا اور اس پر عمل کرنا کرانا بہت بڑی عزیمت کا کام ہے۔ اور اس کی فضیلت میں وارد ہے کہ بعد میں اس پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے ثواب کے برابر اس پہلے آدمی کو ثواب ملتا ہے۔ (صحیح مسلم' الزکاۃ' حدیث: ۱۰۱۷)

٤٤٤٨- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ:

۴۴۴۸- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے

٤٤٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنا، ح: ١٧٠٠ من حديث الأعمش به.

٤٤٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي معاوية الضرير به، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ مُرَّةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: مُرَّ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُودٍ، فَدَعَاهُمْ فقالَ: «هٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟» قالُوا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ قال لَهُ: «نَشَدْتُكَ باللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى، أَهٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي في كِتَابِكُم؟» فقالَ: اللَّهُمَّ! لَا، وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهٰذَا لَمْ أُخْبِرْكَ، نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي في كِتَابِنَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ في أَشْرَافِنَا، فكُنَّا إذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ وَإذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقُلْنَا: تَعالَوْا فَنَجْتَمِعَ عَلٰى شَيْءٍ نُقِيمُهُ على الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ، فاجْتَمَعْنَا على التَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ وَتَرَكْنَا الرَّجْمَ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوهُ»، فأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فأَنْزَلَ اللهُ تعالٰى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ ٱلَّذِينَ يُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْكُفْرِ﴾ - إلٰى قَوْلِهِ - ﴿يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَٱحْذَرُوا۟﴾ - إلٰى قَوْلِهِ - ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ - في الْيَهُودِ، إلٰى قَوْلِهِ - ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ - في الْيَهُودِ، إلٰى قَوْلِهِ -

ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک ایسے یہودی کا گزر ہوا جس کا منہ کالا کیا ہوا تھا اور اس کو مارا بھی جا رہا تھا‘ آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور پوچھا: ”کیا تم زانی کی حد ایسے ہی پاتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے ان کے ایک عالم کو بلایا اور اس سے فرمایا: ”میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی! کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد ایسے ہی پاتے ہو؟“ اس نے کہا: یا اللہ! نہیں۔ اگر آپ نے مجھے یہ قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم ہی پاتے ہیں‘ لیکن ہمارے شرفاء میں یہ زنا بہت بڑھ گیا تو ہم جب کسی شریف (بااثر شخص) کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے تھے اور اگر کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ پھر ہم نے کہا: آؤ کسی ایسی بات پر متفق ہو جائیں جو ہم شریف اور کمزور سب پر نافذ کر سکیں۔ چنانچہ ہم منہ کالا کرنے اور دھول دھپے پر متفق ہو گئے اور رجم کرنا چھوڑ دیا‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں وہ پہلا آدمی ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں جبکہ انہوں نے اس کو مردہ کر چھوڑا تھا۔“ پھر آپ نے اس زانی کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ کی) آیات (۴۱... تا... ۴۷) نازل فرمائیں۔ (ترجمہ) ”اے رسول! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں آپ ان کے بارے میں غم نہ کریں...... تا...... وہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے (کوڑے مارنے کا) تو قبول کر لینا۔ اگر یہ نہ ملے تو اس سے دور رہنا...... تا...... اور جو اللہ کے نازل

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ﴾ [المائدة: ٤١-٤٧].

کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ کافر ہیں...... یہ یہودیوں کے بارے میں ہے......تا......اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ ظالم ہیں۔ یہ یہودیوں کے بارے میں ہے......تا......اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ فاسق ہیں......''

قال: هِيَ في الْكُفَّارِ كُلِّها، يَعني هٰذِهِ الآيَةَ.

یہ سب آیات کفار کے متعلق ہیں۔

فائدہ: اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق عمل اور فیصلہ نہ کرنا اور صلاحیت ہوتے ہوئے معاشرے میں اس کی تنفیذ نہ کرنا' کفر ہے' ظلم ہے' اور فسق ہے۔

٤٤٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني هِشَامُ بنُ سَعْدٍ: أَنَّ زَيْدَ بنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عن ابن عُمَرَ قال: أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودَ، فَدَعَوا رَسُولَ الله ﷺ إِلَى الْقُفِّ، فأتاهُمْ في بَيْتِ المِدْرَاسِ، فقالُوا: يا أَبَا الْقَاسِمِ! إنَّ رَجُلًا مِنَّا زَنَى بامْرَأَةٍ فاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، فَوَضَعُوا لِرَسُولِ الله ﷺ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قالَ: «ائْتُونِي بالتَّوْرَاةِ»، فأُتِيَ بِهَا، فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ وَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا، وقالَ: «آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ»، ثُمَّ قال: «ائْتُونِي بأعْلَمِكُم»، فأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ نَحْوَ حَديثِ مَالِكٍ عن نَافِعٍ.

۴۴۴۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کو وادیٔ قُف میں بلا لے گئے۔ تو آپ ان کے پاس ایک گھر میں گئے جو ان کا مدرسہ تھا۔ انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے زنا کیا ہے' سو آپ ان میں فیصلہ کر دیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک تکیہ رکھ دیا' آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر فرمایا: ''تورات لے آؤ۔'' تو اسے لے آیا گیا۔ آپ نے تکیہ اپنے نیچے سے نکالا اور تورات کو اس پر رکھا۔ پھر فرمایا: ''میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور اس ذات پر بھی جس نے تجھے اتارا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اپنا بڑا عالم لے آؤ۔'' تو ایک نوجوان کو لے آیا گیا۔ پھر رجم کا قصہ بیان کیا جیسے کہ مالک عن نافع کی حدیث (۴۴۴۶) میں بیان ہوا ہے۔

٤٤٤٩_ تخريج: [إسناده حسن].

فوائد و مسائل: ① سابقہ کتب تورات، زبور، انجیل میں اگرچہ تحریف ہو چکی ہے مگر بالاجمال ان کے مُنَزَّل مِنَ اللہ ہونے پر ہمارا ایمان ہے۔ ② اور ان کا ادب و احترام بھی واجب ہے۔ اور بے حرمتی کرنا حرام ہے۔

٤٤٥٠- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: حَدَّثَنا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ قالَ: قال مُحمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنا عنْ أَبي هُرَيْرَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ وَهُوَ أَتَمُّ - قالَ: زَنَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةٌ، فقالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اذْهَبُوا بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ ﷺ فإنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بالتَّخْفِيفِ، فإنْ أفْتَانا بِفُتْيَا دُونَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِها عِنْدَ الله، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ قالَ: فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي المَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ، فقالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا، فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حتى أَتَى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فقَامَ عَلَى الْبَابِ، فقَالَ: «أَنْشُدُكُمْ بالله الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى، مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى إذَا أُحْصِنَ؟» قالُوا: يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ، - وَالتَّجْبِيهُ: أَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ

۴۴۵۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ معمر کی روایت ہے اور زیادہ کامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں میں ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں، بیشک یہ نبی ہے جو نرمی اور تخفیف کے ساتھ مبعوث ہوا ہے۔ اگر اس نے رجم کے علاوہ کوئی اور فتویٰ دیا تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور اس کو اللہ کے ہاں دلیل بنا لیں گے۔ ہم کہیں گے کہ یہ تیرے ایک نبی کا فتویٰ تھا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ مسجد میں اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ کی ایسے مرد اور عورت کے بارے میں کیا رائے ہے جنہوں نے زنا کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ان سے کوئی بات نہ کی حتی کہ آپ ان کے اس گھر میں آئے جس میں ان کا مدرسہ تھا۔ آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے، تم لوگ شادی شدہ زانی کے متعلق تورات میں کیا پاتے ہو؟“ انہوں نے کہا کہ منہ کالا کیا جائے، گدھے پر الٹا کر کے بٹھایا جائے اور مارا پیٹا جائے...... ”التَّجْبِيه“ کے معنی یہ ہیں کہ دونوں زنا کاروں کو گدھے پر یوں بٹھایا جائے کہ ان کی پشت ایک دوسرے کی طرف ہو اور انہیں پھرایا جائے...... اور ایک نوجوان ان میں خاموش رہا۔ جب نبی ﷺ نے اس کو

٤٤٥٠۔ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٤٨٨ وح: ٣٦٢٤.

عَلٰى حِمَارٍ وَيُقَابَلُ أَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافُ بِهِمَا - قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ سَكَتَ أَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ، فقالَ: اللّٰهُمَّ! إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فما أَوَّلُ ما ارْتَخَصْتُمْ أَمْرَ اللهِ؟» قالَ: زَنٰى ذُو قَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا فَأُخِّرَ عَنْهُ الرَّجْمُ، ثُمَّ زَنٰى رَجُلٌ فِي أُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ رَجْمَهُ، فَحَالَ قَوْمُهُ دُونَهُ وَقالُوا: لا يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ، فَأَصْلَحُوا عَلٰى هٰذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَإِنِّي أَحْكُمُ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا».

خاموش دیکھا تو آپ نے اس کو بڑی سخت قسم دی۔ تو اس نے کہا: اے اللہ......! جب آپ نے ہمیں قسم دے دی ہے تو (حقیقت یہ ہے کہ) ہم تورات میں رجم ہی پاتے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس بات کی ابتدا کیسے ہوئی کہ تم لوگوں نے اللہ کے حکم میں رخصت اپنالی؟“ اس نے کہا کہ ہمارے ایک بادشاہ کے قریبی نے زنا کیا تو اس نے رجم کو اس سے ٹال دیا۔ پھر ایک دوسرے قبیلے میں کسی نے زنا کیا تو اس نے اس کو رجم کرنا چاہا۔ تو اس کی قوم اس کے آڑے آ گئی اور کہنے لگی کہ جب تک تم اپنا آدمی نہ لاؤ اور اسے رجم نہ کرو ہمارے آدمی کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں اس سزا پر اتفاق کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تورات کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں‘ چنانچہ آپ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔“

قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنَا أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟﴾ [المائدة: ٤٤] كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُمْ.

زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت: ۴۴ ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَّ نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِينَ أَسْلَمُوْا﴾ انہیں کے سلسلے میں اتری تھی۔ اور نبی ﷺ انہی میں سے تھے۔ (جو اللہ کے حکم بردار اور ہدایت و نور کے مطابق فیصلہ کرنے والے تھے۔)

٤٤٥١- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثني مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ

۴۴۵۱- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا جو شادی شدہ تھے......اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تھے......اور ان یہودیوں میں تورات

٤٤٥١ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٤٧ من حديث أبي داود به.

يُحَدِّثُ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: زَنَى رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَقَدْ أُحْصِنَا - حِينَ قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ - وَقَدْ كَانَ الرَّجْمُ مَكْتُوبًا عَلَيْهِمْ في التَّوْرَاةِ، فَتَرَكُوهُ وَأَخَذُوا بالتَّجْبِيهِ يُضْرَبُ مِائَةً بِحَبْلٍ مَطْلِيٍّ بِقَارٍ، وَيُحْمَلُ عَلى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِمَّا يَلِي دُبُرَ الْحِمَارِ، فَاجْتَمَعَ أَحْبَارٌ مِنْ أَحْبَارِهِمْ، فَبَعَثُوا قَوْمًا آخَرِينَ إِلى رَسُولِ الله ﷺ فَقَالُوا: سَلُوهُ عنْ حَدِّ الزَّانِي - وَسَاقَ الْحَدِيثَ، قالَ فِيهِ: قالَ: وَلَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ دِينِهِ - فَيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ، فَخُيِّرَ في ذٰلِكَ قالَ: ﴿فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾.

کے مطابق (زانیوں پر) رجم فرض تھا' مگر انہوں نے اسے چھوڑ کر انہیں ذلیل ورسوا کرنا اختیار کر لیا تھا کہ اسے تارکول لگی رسی سے سو بار مارا جائے اور گدھے پر پچھلی جانب منہ کر کے بٹھایا جائے۔ تو ان کے کئی علماء اکٹھے ہوئے اور انہوں نے دوسرے کچھ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ سے زانی کی حد کے متعلق پوچھیں اور حدیث بیان کی۔ اس میں کہا کہ...... چونکہ وہ اہل یہود آپ کے دین پر نہ تھے کہ آپ ان کا فیصلہ کرتے' اس لیے آپ کو اس میں اختیار دیا گیا، فرمایا: ﴿ فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ﴾ ''اگر وہ آپ کے پاس آ جائیں تو ان میں فیصلہ کریں یا اعراض کر جائیں۔''

٤٤٥٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ قالَ: مُجَالِدٌ أَخْبَرَنَا عنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: جَاءَتِ الْيَهُودُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَيَا، قالَ: «ائْتُونِي بِأَعْلَمِ رَجُلَيْنِ مِنْكُم»، فَأَتَوْهُ بِابْنَي صُورِيا، فَنَشَدَهُمَا كَيْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هٰذَيْنِ في التَّوْرَاةِ؟ قالَا: نَجِدُ في التَّوْرَاةِ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ، أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ في فَرْجِهَا مِثْلَ المِيلِ في المُكْحُلَةِ رُجِمَا. قالَ: «فما يَمْنَعُكُما أَنْ

۴۴۵۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ یہودی اپنے ایک مرد اور عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دو بڑے عالموں کو لے آؤ۔'' پس وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لے آئے' آپ نے انہیں قسم دے کر پوچھا کہ تم ان کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: تورات میں ہم یہ پاتے ہیں کہ جب چار آدمی گواہی دے دیں کہ انہوں نے مرد کے ذکر کو عورت کی فرج میں ایسے دیکھا ہے جیسے سرمے دانی میں سلائی ہوتی ہے تو انہیں رجم کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمہیں ان کو

٤٤٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب شهادة أهل الكتاب بعضهم علٰى بعض، ح: ٢٣٧٤ من حديث مجالد بن سعيد به، وهو ضعيف تقدم، ح: ٢٨٥١.

تَرْجُمُوهُما؟» قالَا: ذَهَبَ سُلْطَانُنَا، فَكَرِهْنَا الْقَتْلَ، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ بِالشُّهُودِ فَجَاءُوا بِأَرْبَعَةٍ فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ في فَرْجِها مِثْلَ المِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجْمِهِمَا.

رجم کرنے میں کیا مانع ہے؟'' انہوں نے کہا: ہماری اپنی حکومت تو نہیں ہے اس لیے قتل کرنا ہمیں برا لگتا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کیے تو وہ چار گواہ لے کر آئے۔ انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے ذکر کو عورت کی فرج میں ایسے دیکھا ہے جیسے سرمے دانی میں سلائی ہو، تو نبی ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ: اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں کی آپس میں گواہیاں معتبر ہوتی ہیں۔

٤٤٥٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن هُشَيْم، عن مُغِيرَةَ، عن إبراهِيمَ والشَّعْبِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ لَمْ يَذْكُر: فَدَعَا بِالشُّهُودِ فَشَهِدُوا.

۴۴۵۳- ابراہیم اور شعبی نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا۔ مگر اس میں گواہوں کو طلب کرنے اور ان کے گواہی دینے کا بیان نہیں ہے۔

٤٤٥٤- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن هُشَيْمٍ، عن ابنِ شُبْرُمَةَ، عن الشَّعْبِيِّ بِنَحْوِ مِنْهُ.

۴۴۵۴- ابن شبرمہ نے شعبی سے اس کی مانند روایت کیا۔

٤٤٥٥- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحمَّدٍ قالَ: [حَدَّثَنا] ابنُ جُرَيْجٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بن عَبْدِ الله يَقُولُ: رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً زَنَيَا.

۴۴۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہودیوں کے ایک مرد اور عورت کو' جنہوں نے زنا کیا تھا' رجم کروایا تھا۔

فائدہ: یہودی مرد وعورت کے بارے میں' جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا' مذکورہ روایات میں بعض میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ ان کی سزا کی بابت انہوں نے آ کر پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور بعض میں ہے کہ انہوں نے انہیں اپنی طرف سے مقرر کردہ سزا دی اور سزا کے دوران میں ان کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے

٤٤٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣١ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٤٤٥٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣١ من حديث أبي داود به.

٤٤٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنا، ح: ١٧٠١ من حديث حجاج بن محمد به.

ان سے زنا کاری کی سزا پوچھی۔ اس کی توجیہہ میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ یا تو الگ الگ دو واقعے ہیں یا پہلے انہوں نے اپنے طور پر فوری سزا دے لی اور پھر بعد میں سوال جواب ہوئے' جب ان کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا۔ واللہ اعلم. (عون المعبود)

(المعجم ٢٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِحَرِيمِهِ** (التحفة ٢٧)

باب:٢٦- جو کوئی اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے؟

٤٤٥٦- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا مُطَرِّفٌ عن أبي الْجَهْمِ، عن الْبَرَاءِ بن عَازِبٍ قالَ: بَيْنَمَا أنَا أَطُوفُ عَلَى إبِلٍ لِي ضَلَّتْ، إذْ أقْبَلَ رَكْبٌ أوْ فَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ فَجَعَلَ الأعْرَابُ يُطِيفُونَ بِي؛ لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، إذَا أتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهَا رَجُلًا فَضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَسَألْتُ عَنْهُ، فَذَكَرُوا: أنَّهُ أعْرَسَ بِامْرَأةِ أبِيهِ.

۴۴۵۶- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے گم شدہ اونٹ ڈھونڈ رہا تھا کہ اونٹ سواروں یا گھوڑ سواروں کا ایک قافلہ آیا' ان کے ساتھ جھنڈا تھا۔ چونکہ مجھے نبی ﷺ کے ہاں ایک مقام حاصل تھا اس وجہ سے اعرابی لوگ میرے اردگرد پھرنے لگے۔ پھر وہ ایک قبہ پر آئے' وہاں سے انہوں نے ایک مرد کو نکالا اور اس کی گردن اڑا دی۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کیا ہے۔

فائدہ: باپ کی منکوحہ بیٹے کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ سورۃ النساء: آیت ۲۲ میں بالصراحت وارد ہے: ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ اور اس جرم کی سزا قتل ہے۔

٤٤٥٧- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بنُ قُسَيْطٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عَمْرٍو عنْ زَيْدِ ابنِ أبي أُنَيْسَةَ، عنْ عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عنْ يَزِيدَ بنِ الْبَرَاءِ، عنْ أبِيهِ قالَ: لَقِيتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ، فَقُلْتُ لَهُ: أيْنَ تُرِيدُ؟ فقَالَ:

۴۴۵۷- جناب یزید بن براء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں اپنے چچا سے ملا جب کہ ان کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے

٤٤٥٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به.

٤٤٥٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب نكاح ما نكح الآباء، ح: ٣٣٣٤ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٨١، ورواه الترمذي، ح: ١٣٦٢، وابن ماجه، ح: ٢٦٠٧، وله طرق عند ابن حبان، ح: ٥١٦، والحاكم: ٢/ ١٩١ وغيرهما.

بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

ساتھ نکاح کیا ہے' آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن ماردوں اور اس کا مال لے لوں۔

فائدہ: جس نے جانتے بوجھتے بغیر کسی اشتباہ کے اپنی کسی محرم سے نکاح کیا ہو یا بدکاری کی ہو' تو اس کی حد قتل ہے۔

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ** (التحفة ٢٨)

باب:۲۷- جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے

٤٤٥٨- **حَدَّثَنا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن خَالِدِ بن عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بن سَالِمٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حُنَيْنٍ، وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ ابنِ بَشِيرٍ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْكُوفَةِ، فقالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيكَ بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، فَوَجَدُوهُ قَدْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجَلَدَهُ مِائَةً.

قَالَ قَتَادَةُ: كَتَبْتُ إِلَى حَبِيبِ بنِ سَالِمٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ بِهٰذَا.

۴۴۵۸- حبیب بن سالم سے روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام عبدالرحمٰن بن حنین تھا اپنی بیوی کی لونڈی کے ساتھ ملوث ہو گیا۔ اس کا مقدمہ حضرت نعمان بن بشیر ؓ کے سامنے پیش کیا گیا جبکہ وہ کوفہ کے امیر تھے۔ تو انہوں نے کہا: میں تیرے بارے میں رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا۔ اگر اس (عورت) نے اس لونڈی کو تیرے لیے حلال کر دیا تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا' اگر وہ حلال نہ کرے تو پتھروں سے سنگسار کروں گا۔ چنانچہ اس عورت نے اسے اس کے لیے حلال کر دیا۔ تو حضرت نعمان ؓ نے اس کو سو کوڑے مارے۔

جناب قتادہ نے کہا: میں نے حبیب بن سالم کو لکھا تو انہوں نے مجھے یہ روایت لکھ بھیجی۔

٤٤٥٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ خَالِدِ بنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بن

۴۴۵۹- حضرت نعمان بن بشیر ؓ نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ: ''جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی کے ساتھ ملوث ہو جائے تو اگر بیوی نے اسے اس کے لیے حلال

٤٤٥٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب إحلال الفرج، ح: ٣٣٦٣ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وأعله الترمذي، ح: ١٤٥٢، وللحديث شواهد، والرواية عن الكتاب صحيحة ما لم يثبت الجرح القادح في السند.

٤٤٥٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، ح: ٣٣٦٢ عن محمد بن بشار به، وانظر الحديث السابق.

سَالِمٍ، عن النُّعْمانِ بنِ بَشِيرٍ عن النَّبيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ قالَ: «إنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جُلِدَ مِائَةً، وَإنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ».

کر دیا ہو تو اس (شوہر) کو سو کوڑے مارے جائیں اور اگر حلال نہ کرے تو میں اسے رجم کروں گا۔"

٤٤٦٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن قَبِيصَةَ بنِ حُرَيْثٍ، عن سَلَمَةَ بنِ المُحَبِّقِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى في رَجُلٍ وَقَعَ عَلى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، إنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا، وَإنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا.

۴۴۶۰- حضرت سلمہ بن محبق ؓ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے ملوث ہو گیا ہو' اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر اس شوہر نے لونڈی کو مجبور کیا ہو تو وہ لونڈی آزاد ہو گی' اور اس (شوہر) پر لازم ہو گا کہ اس کی مالکہ کو اسی جیسی لونڈی مہیا کرے۔ اور اگر لونڈی از خود راضی تھی تو یہ اسی (شوہر) کی ہوئی اور شوہر پر لازم ہو گا کہ اس کی مالکہ کو اسی جیسی لونڈی لا کر دے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ وَعَمْرُو بنُ دِينَارٍ وَمَنْصُورُ بنُ زَاذَانَ وَسَلَّامٌ، عن الْحَسَنِ هٰذَا الحديثَ بمَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرْ يُونُسُ وَمَنْصُورٌ: قَبِيصَةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یونس بن عبید' عمرو بن دینار' منصور بن زاذان اور سلام نے حسن بصری سے یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کی ہے۔ یونس اور منصور نے اپنی سند میں قبیصہ (بن حریث) کا ذکر نہیں کیا۔

٤٤٦١- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَلَمَةَ بنِ المُحَبِّقِ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ إلَّا أنَّهُ قال:

۴۴۶۱- حضرت سلمہ بن محبق ؓ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ مگر یوں کہا کہ اگر لونڈی راضی تھی تو یہ اس شوہر کی ہوئی اور اس کی قیمت کے برابر مال اس کی مالکہ کو دینا ہو گا۔

٤٤٦٠- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب إحلال الفرج، ح: ٣٣٦٥ من حديث عبدالرزاق به * والحسن صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٤٠.

٤٤٦١- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، النكاح، باب إحلال الفرج، ح: ٣٣٦٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة، وابن ماجه، ح: ٢٥٥٢ من حديث الحسن البصري به.

وإنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ لِسَيِّدَتِهَا.

فائدہ: بیوی کی مملوکہ لونڈی سے زنا کے بارے میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں۔ شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوی کی ملکیت میں شوہر کے تصرف کی وجہ سے ایک شبہ موجود ہے' اس لیے رجم نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم. (عون)

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ (التحفة ٢٩)

باب: ٢٨- لواطت کرنے والے کی سزا

٤٤٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ عَلِيٍّ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالمَفْعُولَ بِهِ».

۴۴۶۲- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا سا عمل کرتے ہیں تو فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو مِثْلَهُ، وَرَوَاهُ عَبَّادُ بنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ، وَرَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن إبراهِيمَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن بلال نے بواسطہ عمرو بن ابو عمرو اسی کی مانند روایت کیا۔ اور عباد بن منصور نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا۔ نیز ابن جریج نے بسند ابراہیم عن داود بن حصین عن عکرمۃ عن ابن عباس مرفوعاً روایت کیا۔

٤٤٦٣- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إبراهِيمَ بنِ

۴۴۶۳- جناب سعید بن جبیر اور مجاہد سیدنا ابن عباس

٤٤٦٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في حد اللوطي، ح: ١٤٥٦، وابن ماجه، ح: ٢٥٦١ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٠، والحاكم: ٤/ ٣٥٥، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ١٢/ ٢٠٤-٢٠٦ وح: ٢٢٠-٢٢٣.

٤٤٦٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به، * حديث عاصم يأتي، برقم: ٤٤٦٥.

رَاهُويَه: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني ابنُ خُثَيْمٍ قالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدًا يُحَدِّثَانِ عن ابنِ عَبَّاسٍ: في الْبِكْرِ يُوجَدُ على اللُّوطِيَّةِ؟ قال: يُرْجَمُ.

رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کنوارا اگر قوم لوط کا سا کام کرتا پایا جائے' تو اسے سنگسار کیا جائے۔

[قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاصم (بن ابی النجود) کی حدیث (جو آگے آ رہی ہے۔ ۴۴۶۵) عمرو بن ابی عمرو کی حدیث (۴۴۶۴) کو ضعیف کرتی ہے۔

فائدہ: خلاف وضع فطری عمل کرنے پر مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں دونوں ہی طرح کے فتوے دیے جاتے ہیں۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِيمَنْ أَتَى بَهِيمَةً (التحفة ٣٠)

باب:۲۹-جو کوئی چوپائے سے بدفعلی کا مرتکب ہو؟

٤٤٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ: حدَّثني عَمْرُو بنُ أبي عَمْرٍو عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوهَا مَعَهُ». قال: قُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ؟ قال: ما أُرَاهُ قالَ ذٰلِكَ إلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا، وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِكَ الْعَمَلُ.

۴۴۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کسی چوپائے سے بدفعلی کرے اس شخص کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ اس چوپائے کو بھی مار ڈالو۔'' (عکرمہ کہتے ہیں) میں نے ان (ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے کہا کہ چوپائے کے قتل کی وجہ کیا ہے؟ کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے مکروہ جانا کہ اس کا گوشت کھایا جائے جبکہ اس کے ساتھ ایسا کام کیا گیا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هٰذَا بالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت قوی نہیں ہے۔

٤٤٦٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: أَنَّ

۴۴۶۵- ابورزین' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٤٦٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء فيمن يقع على البهيمة، ح: ١٤٥٥، وابن ماجه، ح: ٢٥٦٤ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به.

٤٤٦٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ١٤٥٥ معلقًا من حديث عاصم بن بهدلة به، وأعله النسائي ◀◀

شَرِيكًا وَأَبَا الأَحْوَصِ وَأَبَا بَكْرِ بنَ عَيَّاشٍ حَدَّثُوهُمْ عن عَاصِمٍ، عن أبي رَزِينٍ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ.

کرتے ہیں کہ جو شخص چوپائے سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال عَطَاءٌ، وقال الْحَكَمُ: أَرَى أَنْ يُجْلَدَ وَلا يُبْلَغُ بِهِ الْحَدَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء نے بھی ایسے ہی کہا ہے۔ حکم کہتے ہیں کہ اس کو کوڑے لگائے جائیں مگر اس تعداد میں کہ حد کو نہ پہنچیں۔

وقال الْحَسَنُ: هُوَ بِمَنْزِلَةِ الزَّانِي.

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسا آدمی زانی کی مانند ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بنِ أَبي عَمْرٍو.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاصم کی حدیث عمرو بن ابوعمرو کی روایت (۴۴۶۴) کو ضعیف کرتی ہے۔

فائدہ: مندرجہ بالا بدفعلی کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ فاعل کو حد یا تعزیر دونوں طرح کے فتوے فقہاء سے مروی ہیں۔ اور جانور کے متعلق یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ الرَّجُلُ بِالزِّنَا وَلَمْ تُقِرَّ الْمَرْأَةُ (التحفة ٣١)

باب: ۳۰- جب مرد زنا کا اقرار کرے مگر عورت انکار کرے......؟

٤٤٦٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلامِ ابنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنا أَبُو حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ

۴۴۶۶- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کیا۔ اس نے آپ کے سامنے اس عورت کا نام بھی لیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلوایا اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا

◄◄في الكبرى، ح:٧٣٤١ بعلة غير قادحة، وهذا الأثر لا يضعف الحديث المتقدم باللفظين: ٤٤٦٢، ٤٤٦٤ لأنه محمول على من لم يحصن، والحديث محمول على من أحصن، والله أعلم.

٤٤٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح:٤٤٣٧، وأخرجه أحمد:٥/ ٣٣٩ من حديث أبي حازم، والبيهقي:٦/ ٢٢٨ من حديث أبي داود به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا.

تو عورت نے زنا سے انکار کیا۔ تو آپ نے اس شخص کو حد کے کوڑے لگائے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ اس حدیث کی روشنی میں کسی معین عورت سے زنا کا اقرار کرنے والے کو حد لگانے کا حکم دیتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حد قذف کے قائل ہیں۔

٤٤٦٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فارِسٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ هَارُونَ الْبُرْدِيُّ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن الْقَاسِمِ بنِ فَيَّاضٍ الأَبْنَاوِيُّ عن خَلَّادِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَكْرِ بنِ لَيْثٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ، أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ، أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَهُ مِائَةً وكَانَ بِكْرًا، ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ؛ فقالَتْ: كَذَبَ وَاللهِ! يَا رَسُولَ اللهِ! فَجَلَدَهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ ثَمَانِينَ.

۴۴۶۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بکر بن لیث کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس نے چار بار یہ اقرار کیا۔ تو آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے۔ اس لیے کہ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ پھر اس سے عورت پر گواہی لی تو عورت نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! یہ جھوٹ بولتا ہے۔ پھر آپ نے اس کو تہمت کی حد اسی کوڑے لگائی۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ مَا دُونَ الْجِمَاعِ فَيَتُوبُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَهُ الإِمامُ (التحفة ٣٢)

۳۱- جو شخص کسی عورت سے جماع کے علاوہ سب کچھ کرے پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لے

٤٤٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا سِمَاكٌ عن

۴۴۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: بے شک

٤٤٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٧٣٤٨ من حديث موسى بن هارون به، وقال: "منكر"، وصححه ابن الجارود، ح:٨٥١، والحاكم: ٤/ ٣٧٠، ٣٧١ ورد عليه الذهبي بقوله: "القاسم ضعيف" * أقول: القاسم بن فياض ضعيف ضعفه الجمهور.

٤٤٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب قوله تعالٰى: ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾، ح:٢٧٦٣ من حديث أبي الأحوص به، ورواه البخاري، ح:٥٢٦ من طريق آخر عن عبدالله بن مسعود به.

إبراهيمَ، عن عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ قالَا: قالَ عَبْدُ الله: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً مِنْ أَقْصَى المَدِينَةِ فَأَصَبْتُ مِنْهَا ما دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هٰذَا، فَأَقِمْ عَلَيَّ ما شِئْتَ، فقالَ عُمَرُ: قَدْ سَتَرَ الله عَلَيْكَ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا، فانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ: «﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ﴾» إِلَى آخِرِ الآيَةِ [هود: ١١٤]، فقالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ الله! أَلَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ؟ فقالَ: «لِلنَّاسِ كَافَّةً».

مدینے سے باہر میں نے ایک عورت سے بوس وکنار کیا ہے‘ مگر مجامعت نہیں کی ہے اور اب میں آپ کے سامنے حاضر ہوں تو جو چاہے مجھے سزا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی‘ اگر تو بھی اپنے آپ پر پردہ ڈالے رکھتا (تو بہتر تھا۔) تو نبی ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ تو وہ آدمی چلا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا اور اسے طلب کیا‘ پھر اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ......﴾ ”دن کے دونوں اطراف میں نماز قائم کرو اور رات کے اوقات میں بھی۔ بلاشبہ نیکیاں‘ برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں‘ یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔“ قوم میں سے ایک آدمی بولا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ اسی کے لیے خاص ہے یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”سبھی لوگوں کے لیے ہے۔“

فوائد ومسائل: ① افضل یہی ہے کہ انسان اپنے گناہ پر پردہ ڈالے اور اللہ کے حضور کثرت سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لیے محتاط رہنے کا عزم کرے۔ ② جو لوگ اللہ کے خوف سے گناہوں سے پاک ہونے کے لیے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش کریں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ③ نماز اور دیگر نیکیاں انسان کے عام گناہوں کا ازالہ کرتی رہتی ہیں جبکہ کبائر سے توبہ لازمی ہے۔

(المعجم ۳۲) - بَابٌ: فِي الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ (التحفة ۳۳)

باب:۳۲-غیر شادی شدہ لونڈی زنا کرے تو......؟

٤٤٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بن

۴۴۶۹- سیدنا ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ غیر

٤٤٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع العبد الزاني، ح: ٢١٥٣، ٢١٥٤، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنا، ح: ١٧٠٣/ ٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٢٦.

عَبْدِ اللهِ بن عُتْبَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عن الأَمَةِ إذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ. قال: «إنْ زَنَتْ فاجلِدُوهَا، ثُمَّ إنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إنْ زَنَتْ فاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ».

شادی شدہ لونڈی اگر زنا کرے تو (اس کا کیا حکم ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ ایک رسی ہی کے بدلے ہو۔''

قال ابنُ شِهَابٍ: لَا أدْرِي في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ. وَالضَّفِيرُ: الحَبْلُ.

ابن شہاب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ تیسری بار میں کہا یا چوتھی بار یہ کہا (کہ اسے بیچ ڈالو۔) اور [الضَّفِيرُ] کے معنی ہیں: ''رسی۔''

فائدہ: غلام اور لونڈی کی حد آزاد کی حد سے آدھی ہوتی ہے' یعنی پچاس کوڑے اور دُرّے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النسآء:٢٥) ''اگر یہ لونڈیاں فحش کاری کریں تو ان پر آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔''

٤٤٧٠ - حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ اللهِ: حدثني سَعِيدُ بنُ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيُّ عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُم فَلْيُحِدَّهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا، ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَإِنْ عادَتْ في الرَّابِعَةِ فَلْيَجْلِدْهَا وَلْيَبِعْهَا بِضَفِيرٍ» أَوْ «بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ».

۴۴۷۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے تو چاہیے کہ اسے حد لگائے اور عار نہ دلائے اور تین بار تک ایسا کرے' اگر چوتھی بار بھی کرے تو اسے حد لگائے اور ایک رسی کے بدلے بیچ ڈالے۔'' یا فرمایا: ''بالوں کی رسی کے عوض بیچ دے۔''

فوائد و مسائل: ① لونڈی کا مالک ہی اس بات کا مکلف ہے کہ اسے حد لگائے اور صرف زجر و توبیخ یا عار دلانے پر کفایت نہ کرے کہ حد شرعی کو موقوف کر دے۔ ② ''عار نہ دلائے'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت زیادہ عار نہ دلائے۔ کیونکہ بعض اوقات بعض طبیعتیں اس انداز سے اور زیادہ ڈھیٹ ہو جاتی ہیں اور ان کے منفی جذبات ابھر آتے ہیں اور پھر عمداً گناہ کرنے پر آمادہ ہوتی ہیں۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ ③ بدفطرت غلام نوکر کو اپنے سے دور کر دینا چاہیے۔

٤٤٧٠_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٧٠٣/ ٣١ من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق.

٤٤٧١- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بن إسْحاقَ، عنْ سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عنْ أبِيهِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ. قالَ فِي كُلِّ مَرَّةٍ: «فَلْيَضْرِبْهَا، كِتَابُ الله، وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا». وَقالَ فِي الرَّابِعَةِ: «فإنْ عادَتْ فَلْيَضْرِبها، كِتَابُ الله، ثُمَّ لِيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ».

۴۴۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔ اس پر ہر بار یوں کہا: ”اسے مارے۔ (حد لگائے) یہ اللہ کی کتاب کا حکم ہے اور عار مت دلائے (یعنی عار دلانے پر کفایت نہ کرے۔“) اور چوتھی بار فرمایا: ”اگر پھر بھی ایسا کرے تو اسے مارے‘ یہ کتاب اللہ کا حکم ہے‘ پھر اسے فروخت کر ڈالے خواہ بالوں کی رسی کے بدلے ہی ہو۔“

(المعجم ٣٣) - **بَابٌ: فِي إقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ** (التحفة ٣٤)

باب: ۳۳- مریض آدمی کو حد لگانا

٤٤٧٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الهَمْدَانيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني أبُو أُمَامَةَ ابنُ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ: أنَّهُ أخْبَرَهُ بَعْضُ أصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ مِنَ الأنْصارِ: أنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتى أُضْنِيَ فَعَادَ جِلْدَةً عَلَى عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ، فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُودُونَهُ أخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ وَقالَ: اسْتَفْتُوا لِي رَسُولَ الله ﷺ فإنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ وَقالُوا: مَا

۴۴۷۲- جناب ابوامامہ بن سہل بن حُنیف کہتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بعض انصاری صحابیوں نے بیان کیا کہ ان کا ایک آدمی بیمار ہو گیا اور اس قدر نحیف ہو گیا کہ بس ہڈیوں پر چمڑا رہ گیا۔ اس کے پاس کسی کی لونڈی آئی‘ اسے دیکھ کر اسے جوش آ گیا اور پھر اس سے جماع کر بیٹھا۔ جب اس کی قوم کے لوگ اس کی عیادت کے لیے گئے تو اس نے انہیں اپنی یہ بات بتائی اور کہا کہ میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو‘ بے شک میرے پاس ایک لونڈی آئی تھی اور میں اس سے جماع کر بیٹھا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور بتایا کہ ہم نے اس جیسا بیمار کوئی نہیں دیکھا‘ اگر ہم اسے آپ کے پاس اٹھا کر بھی

٤٤٧١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٤٤ من حديث محمد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح: ٦٨٣٩، ومسلم، ح: ١٧٠٣ من حديث سعيد بن أبي سعيد المقبري به.

٤٤٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن الجارود، ح: ٨١٧ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ لَوْ حَمَلْنَا إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ، مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

لائیں تو اس کی ہڈیاں جدا ہو جائیں گی' وہ تو بس ہڈیوں پر چمڑا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے کھجور کی ایک ایسی ڈالی حاصل کرو جس میں باریک سو شاخیں ہوں' وہ اسے ایک ہی ماردو۔''

فائدہ: اللہ کی شریعت سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کہیں راحت اور آسائش نہیں ہے' انتہائی نحیف اور مریض آدمی کے ساتھ حد جاری کرنے میں مناسب حیلہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

٤٤٧٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا إسْرائِيلُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى عَنْ أبي جَمِيلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قالَ: فَجَرَتْ جَارِيَةٌ لآلِ رَسُولِ الله ﷺ، فقَالَ: «يَا عَلِيُّ! انْطَلِقْ فأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ»، فانْطَلَقْتُ فإذَا بِهَا دَمٌ يَسِيلُ لَمْ يَنْقَطِعْ فأَتَيْتُهُ، فقَالَ: «يَا عَلِيُّ! أفَرَغْتَ؟» فَقُلْتُ: أتَيْتُهَا وَدَمُهَا يَسِيلُ، فقَالَ: «دَعْهَا حتَّى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أيْمَانُكُم».

۴۴۷۳- حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ آل رسول ﷺ کی ایک لونڈی نے بدکاری کی۔ آپ نے فرمایا: ''اے علی! جاؤ اور اس کو حد لگاؤ۔'' کہتے ہیں کہ میں چلا تو معلوم ہوا کہ اس سے خون بہہ رہا ہے جو رکتا ہی نہیں ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے پوچھا: ''اے علی! کیا فارغ ہو گئے ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں اس کے پاس گیا تھا مگر اس سے خون بہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے۔ حتی کہ اس کا خون رک جائے۔ اس کے بعد اس کو حد لگانا اور اپنے غلاموں کو بھی حد لگایا کرو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ أبُو الأحْوَصِ عنْ عَبْدِ الأعْلَى، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عنْ عَبْدِ الأعْلَى فقَالَ فيهِ: قالَ: «لَا تَضْرِبْهَا حتَّى تَضَعَ» وَالأوَّلُ أصَحُّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ابوالاحوص نے عبدالاعلیٰ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔ اور شعبہ نے عبدالاعلیٰ سے روایت کی تو اس میں کہا: ''جب تک وضع حمل نہ ہو جائے حد نہ لگانا۔'' اور پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: زنا سے حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد حد لگائی جائے۔

٤٤٧٣ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٨٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٦٨ من حديث عبدالأعلى بن عامر الثعلبي به، وهو ضعيف، وحديث مسلم: ١٧٠٥ يغني عنه.

(المعجم ٣٤) - **بَابٌ: فِي حَدِّ الْقَاذِفِ** (التحفة ٣٥)

باب:۳۴-تہمت کی حد کا بیان

٤٤٧٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ المِسْمَعِيُّ وَهٰذَا حَدِيثُهُ أَنَّ ابنَ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَهُمْ عنْ مُحمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عنْ عَبْدِ الله بن أبي بَكْرٍ، عنْ عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا - تَعْنِي الْقُرْآنَ - فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ المِنْبَرِ أَمَرَ بالرَّجُلَيْنِ وَالمَرْأَةِ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

۴۴۷۴-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میری براءت کی آیات نازل ہوئیں تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں۔ جب منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق حکم دیا اور انہیں حد لگائی گئی۔

فائدہ: سیدہ عائشہ ؓ کی براءت کا بیان سورۂ نور کی ابتدا میں آیا ہے۔

٤٤٧٥- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَائِشَةَ، قالَ: فأَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ مِمَّنْ تَكَلَّمَ بالْفَاحِشَةِ حَسَّانُ ابنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بنُ أُثَاثَةَ. قالَ النُّفَيْلِيُّ: وَيَقُولُونَ الْمَرْأَةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ.

۴۴۷۵-محمد بن اسحاق نے یہ روایت بیان کی اور اس میں سیدہ عائشہ ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کو جو اس تہمت میں شریک تھے کے متعلق (حد لگانے کا) حکم دیا۔ یعنی حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ۔ نفیلی نے کہا کہ عورتوں میں حمنہ بنت جحش کا ذکر کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① تہمت کی حد اسّی دُرّے (کوڑے) ہیں۔ ② صحابۂ کرام ؓ معصوم عن الخطانہ تھے اور ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے ہمیشہ دعا کیا کریں۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحشر:١٠)

٤٤٧٤_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة النور، ح:٣١٨١، وابن ماجه، ح:٢٥٦٧ من حديث محمد بن أبي عدي به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٥٠.

٤٤٧٥_ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٠ من حديث أبي داود به.

(المعجم ٣٥) - **بَابٌ: فِي الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ** (التحفة ٣٦)

باب:٣٥-شراب نوشی کی حد کا بیان

٤٤٧٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى وهٰذا حَدِيثُهُ قالَا: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ عن ابن جُرَيْجٍ، عَنْ مُحمَّدِ بن عَلِيِّ بنِ رُكَانَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَقِتْ في الْخَمْرِ حَدًّا.

۴۴۷۶-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کی حد متعین نہیں کی تھی۔

وَقالَ ابنُ عَبَّاسٍ: شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلُقِيَ يَمِيلُ فِي الْفَجِّ، فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا حَاذَى بِدَارِ الْعَبَّاسِ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَضَحِكَ وَقالَ أَفَعَلَهَا؟ وَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِشَيْءٍ.

ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے شراب پی لی' اس سے اسے نشہ ہو گیا اور گلی میں لہرا لہرا کے چلنے لگا۔ پھر اسے نبی ﷺ کے ہاں لے چلے۔ جب وہ حضرت عباس ؓ کے گھر کے سامنے آیا تو وہ گھوم کر ان کے گھر میں چلا گیا اور ان سے جا چمٹا۔ نبی ﷺ کو یہ بتایا گیا تو آپ ہنس پڑے اور پوچھا: ''کیا واقعی اس نے اس طرح کیا ہے؟'' اور پھر اس کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، حَدِيثُ الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ هٰذَا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حسن بن علی کی اس حدیث کی روایت میں اہل مدینہ متفرد ہیں۔

٤٤٧٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يَزِيدَ بنِ الْهَادِ، عَن مُحمَّدِ ابن إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، فقَالَ: «اضْرِبُوهُ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ:

۴۴۷۷-سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی' تو آپ نے فرمایا: ''اسے مارو۔'' حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ہم میں سے کسی نے اسے ہاتھ سے مارا' کسی نے جوتے سے مارا اور کسی نے کپڑے

٤٤٧٦ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٢٩٠ عن محمد بن المثنّى به * ابن جريج صرح بالسماع عنده، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٧٣، ووافقه الذهبي.

٤٤٧٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال، ح: ٦٧٧٧ عن قتيبة به.

فمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ والضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللهُ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَقُولُوا هٰكَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ».

سے مارا۔ جب وہ آدمی وہاں سے چلا تو قوم میں سے کسی نے کہہ دیا اللہ تجھے رسوا کرے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح مت کہو۔ اس کے خلاف شیطان کی مدومت کرو۔“

فائدہ: انسان خطا کا پتلا ہے‘ چاہیے کہ خطا کار کو احسن انداز سے نصیحت کی جائے۔ اس انداز کی ڈانٹ ڈپٹ کہ اس کے منفی جذبات کو ابھارے‘ مناسب نہیں‘ اس سے گویا شیطان کی مدد ہوتی ہے۔

٤٤٧٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بنِ أَبِي نَاجِيَةَ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَابنُ لَهِيعَةَ عن ابن الْهَادِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قالَ فِيهِ بَعْدَ الضَّرْبِ: ثُمَّ قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَصْحَابِهِ: «بَكِّتُوهُ»، فَأَقْبَلُوا عَلَيْهِ يَقُولُونَ: مَا اتَّقَيْتَ اللهَ، مَا خَشِيتَ اللهَ، وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ. وَقالَ فِي آخِرِهِ: «وَلٰكِنْ قُولُوا: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ» وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ الْكَلِمَةَ وَنَحْوَهَا.

۴۴۷۸- یحییٰ بن ایوب‘ حیوہ بن شریح اور ابن لہیعہ نے ابن ہاد سے اس کی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں مارنے کے ذکر کے بعد یوں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ”اسے ذرا شرم دلاؤ‘ تنبیہ کرو۔“ چنانچہ وہ اسے اس طرح کہنے لگے۔ تجھے اللہ کا خوف نہ آیا۔ تو اللہ سے ڈرا نہیں۔ تجھے اللہ کے رسول ﷺ سے حیا نہ آئی۔ پھر اس کو چھوڑ دیا اور روایت کے آخر میں ہے...... ”لیکن یوں کہو: اے اللہ! اس کو معاف کر دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔“ اور بعض راویوں نے اسی قسم کے الفاظ زیادہ کیے ہیں۔

فائدہ: حد شرعی لگ جانے کے بعد ایسے شخص کے لیے استغفار اور رحمت کی دعا کرنی چاہیے۔ برے انداز میں تذلیل کے الفاظ بولنا جائز نہیں‘ کیونکہ اس سے بعض اوقات منفی ردعمل کی نفسیات کو انگیخت ملتی ہے اور پھر کئی لوگ اپنی برائی سے باز آنے کی بجائے اس پر اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔ اسی مفہوم کو ”شیطان کی مدد“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

٤٤٧٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ:

۴۴۷۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٤٤٧٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٤٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب ماجاء في ضرب شارب الخمر، ح: ٦٧٧٣، ومسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح: ١٧٠٦ من حديث هشام الدستوائي به.

حَدَّثَنا هِشَامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ، المَعْنَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَدَ في الْخَمْرِ بالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ، دَعَا النَّاسَ فقَالَ لَهُمْ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ دَنَوْا مِنَ الرِّيفِ - وَقالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْقُرَى وَالرِّيفِ - فما تَرَوْنَ في حَدِّ الْخَمْرِ؟ فقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ: نَرَى أَنْ تَجْعَلَهُ كأَخَفِّ الْحُدُودِ فَجَلَدَ فِيهِ ثَمَانِينَ.

ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کی حد میں کھجور کی چھڑیوں اور جوتوں سے مارا ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس درے (کوڑے) لگائے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے صحابہ کو بلایا اور ان سے مشورہ چاہا کہ لوگ اپنے کھیتوں اور زمینوں میں چلے گئے ہیں۔ (یعنی جہاں کھجوریں اور انگور وغیرہ کی فراوانی ہے اور وہ شراب پینے لگے ہیں) مسدد کے الفاظ میں ہے کہ لوگ بستیوں اور زمینوں میں چلے گئے ہیں..... تو تم لوگ شراب کی حد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اسے سب سے ہلکی حد کی مانند کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس میں اَسّی درے (کوڑے) لگائے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ أبي عَرُوبَةَ عنْ قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ جَلَدَ بالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ أَرْبَعِينَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عنْ قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: ضَرَبَ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ أَرْبَعِينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے بواسطہ قتادہ نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے کھجور کی چھڑیوں اور جوتوں سے چالیس ضربیں لگائیں۔ جبکہ شعبہ نے قتادہ سے بواسطہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کیا تو کہا کہ آپ ﷺ نے کھجور کی دو شاخوں سے تقریباً چالیس ضربیں لگائیں۔

فائدہ: فقہاء کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل میں پہلی چالیس ضربوں کو حد اور مزید چالیس کو تعزیر پر محمول کیا گیا ہے اور علمائے حق وفقہائے عظام امور شرعیہ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے ہیں بلکہ اجتہادی امور میں اصحاب علم ورائے سے گہرا مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔

٤٤٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ وَمُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنا عَبْدُ

۴۴۸۰-حضین بن منذر رقاشی ابو ساسان کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ تو حُمران اور ایک دوسرے آدمی

٤٤٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح: ١٧٠٧ من حديث عبدالعزيز بن المختار به.

الله الدَّانَاجُ: حدَّثني حُضَيْنُ بنُ المُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ هُوَ أبُو سَاسَانَ قالَ: شَهِدْتُ عُثْمانَ بنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بالْوَليدِ بنِ عُقْبَةَ فَشَهِدَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَشَهِدَ أحَدُهُما أنَّهُ رَآهُ شَرِبَهَا يَعْني الْخَمْرَ، وَشَهِدَ الآخَرُ أنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُهَا، فقالَ عُثْمانُ: إنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْهَا حَتَّى شَرِبَهَا، فقالَ لِعَلِيٍّ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فقالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ: أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فقالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قارَّهَا، فقالَ عَلِيٌّ لِعَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ: أَقِمْ عَلَيْهِ الحدَّ، فأخَذَ السَّوْطَ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ، فَلَمَّا بَلَغَ أرْبَعينَ، قالَ: حَسْبُكَ، جَلَدَ النَّبيُّ ﷺ أرْبَعِينَ - أحْسِبُهُ قَالَ: وَجَلَدَ أبُو بَكْرٍ أرْبعِينَ - وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا أحَبُّ إلَيَّ.

نے اس پر گواہی دی۔ ایک نے کہا کہ میں نے اس کو شراب پیتے دیکھا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اس کو قے کرتے دیکھا ہے۔ تو حضرت عثمان ؓ نے کہا: اس نے شراب پی تبھی قے کی۔ پھر حضرت علی ؓ سے کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔ حضرت علی ؓ نے حضرت حسن ؓ سے کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔ تو حضرت حسن ؓ نے کہا کہ اس کی حرارت اسی کے حوالے کریں جو اس کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ (اشارہ تھا کہ حضرت عثمان ؓ ہی کو یہ کڑوا کسیلا کام کرنا چاہیے) پھر حضرت علی ؓ نے عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔ تو اس نے کوڑا لیا اور مارنے لگے اور حضرت علی ؓ گنتے جاتے تھے۔ جب چالیس کو پہنچے تو کہا کہ 'بس' کافی ہے۔ نبی ﷺ نے چالیس ضربیں ماری تھیں۔ (حضین نے کہا) میرا خیال ہے کہ یوں کہا: ابوبکر نے چالیس اور عمر نے اسی ضربیں ماریں اور سب ہی سنت ہے اور یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔

٤٤٨١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عن ابنِ أبِي عَرُوبَةَ، عن الدَّانَاجِ، عَنْ حُضَيْنِ بن المُنْذِرِ، عنْ عَلِيٍّ قالَ: جَلَدَ رَسُولُ الله ﷺ في الْخَمْرِ وَأبُو بَكْرٍ أرْبَعِينَ وَكَمَّلَهَا عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ.

۴۴۸۱- حضین بن منذر سیدنا علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ شراب کی حد میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ نے چالیس ضربیں ماریں اور حضرت عمر ؓ نے ان کو اسی (۸۰) سے پورا کیا' اور سب ہی سنت ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقالَ الأصْمَعِيُّ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا: وَلِّ شَدِيدَهَا مَنْ تَوَلَّى هَيِّنَهَا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اصمعی نے [وَلِّ حَارَّهَا ...... الخ] کا مفہوم یہ بیان کیا کہ اس معاملے کی سختی اور شدت اسی کے سپرد ہونی چاہیے جو اس کی نرمی

٤٤٨١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث سعيد بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق.

اور راحت سے مستفید ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا كَانَ سَيِّدُ قَوْمِهِ حُضَيْنُ بنُ الْمُنْذِرِ أبو سَاسَان.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضین بن منذر ابوساسان اپنی قوم کا سردار تھا۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: إِذَا تَتَابَعَ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٦- جو شخص بار بار شراب پیے

٤٤٨٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عن عَاصِمٍ، عَنْ أَبي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إنْ شَرِبُوا فاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إنْ شَرِبُوا فاقْتُلُوهُمْ».

۴۴۸۲- سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(شرابی) جب شراب پئیں تو انہیں درے لگاؤ' پھر اگر پئیں تو درے لگاؤ' پھر اگر پئیں تو درے لگاؤ پھر اگر پئیں تو قتل کر دو۔''

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کتاب العلل میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے ترک' یعنی منسوخ ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ اور اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد ''سخت مار'' ہے۔ اور اگلی حدیث (۴۴۸۵) کو اس کا ناسخ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے بحوالہ ابن حبان لکھا ہے کہ قتل کا حکم اس کے لیے ہے جو اس کی حلت کا قائل ہو اور حرمت کو قبول نہ کرتا ہو۔ (عون المعبود)

٤٤٨٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدِ بنِ يَزِيدَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ بِهٰذَا المَعْنَى، قالَ: وَأَحْسِبُهُ قالَ في

۴۴۸۳- جناب نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ پانچویں بار آپ نے فرمایا: ''اگر پیے تو اسے قتل کر دو۔''

٤٤٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه . . . الخ ح: ١٤٤٤، وابن ماجه، ح: ٢٥٧٣ من حديث عاصم بن بهدلة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥١٩، والذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٣٧٢.

٤٤٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٦ من حديث حماد بن سلمة به، وسنده ضعيف من أجل جهالة حميد بن يزيد، الصواب: "في الرابعة" بدل الخامسة.

الْخَامِسَةِ: «إِنْ شَرِبَهَا فَاقْتُلُوهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا فِي حَدِيثِ أَبِي غُطَيْفٍ: فِي الْخَامِسَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوغطیف کی روایت میں بھی پانچویں بار کا ذکر ہے۔

٤٤٨٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَن الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ».

۴۴۸۴- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ نشے سے مست ہو تو اسے درے لگاؤ' پھر اگر مست ہو تو درے لگاؤ' پھر اگر مست ہو تو درے لگاؤ' اگر چوتھی بار اعادہ کرے' تو اسے قتل کر دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمر بن ابی سلمہ کی روایت میں بھی ایسے ہی ہے جو وہ اپنے والد سے' وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''جب وہ شراب پیے تو اسے کوڑے لگاؤ' اگر چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا حَدِيثُ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنْ شَرِبُوا الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: سهيل عن ابى صالح عن ابى هريره عن النبى ﷺ کی سند سے بھی یہی مروی ہے: ''اگر چوتھی بار پییں تو انہیں قتل کر دو۔''

٤٤٨٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من شرب الخمر مرارًا، ح:٢٥٧٢، والنسائي، ح:٥٦٦٥ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وصححه ابن الجارود، ح:٨٣١، وابن حبان، ح:١٥١٧، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٧١، ووافقه الذهبي على شرط الشيخين * حديث عمر بن أبي سلمة رواه أحمد: ٢/ ٥١٩ بسند حسن، وحديث سهيل صححه الحاكم: ٤/ ٣٧١، ٣٧٢، ووافقه الذهبي، وحديث ابن أبي نعيم رواه النسائي في الكبرٰى، وحديث عبدالله بن عمرو رواه الحاكم: ٤/ ٣٧٢، وحديث الجدلي رواه أحمد: ٤/ ٩٣.

وكَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

ایسے ہی ابن ابی نعم کی روایت میں ہے جو بواسطہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے نقل ہوئی ہے۔

وكَذٰلِكَ حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ وَالشَّرِيدِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

اسی طرح عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور شرید نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وفي حَدِيثِ الْجَدْلِيِّ عن مُعَاوِيَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «فإِنْ عَادَ في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ، فَاقْتُلُوهُ».

اور جدلی (عبد بن عبد) کی روایت جو بواسطہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے منقول ہے اس میں ہے: ”اگر تیسری یا چوتھی بار پیے تو اسے قتل کردو۔“

فائدہ: ”مست ہونے“ سے مراد شراب پینا ہے۔ فی الواقع ”مست ہونا“ شرط نہیں ہے جیسے کہ دیگر بہت سی احادیث میں آتا ہے۔ صرف شراب پینا ثابت ہو جائے تو اس پر حد لگے گی علمائے احناف اس مسئلے میں منفرد ہیں بقول ان کے انگور کی شراب تھوڑی پیے یا زیادہ تو حرام اور قابل حد ہے۔ لیکن انگور کے علاوہ دیگر اشیاء کی بنی ہوئی شرابوں میں اس قدر پیے کہ ”مست ہو جائے“ تو حرام ہے اور حد لگے گی‘ البتہ ان کا اتنی مقدار میں پینا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو۔ دیگر ائمہ میں سے کسی نے ان کی تائید نہیں کی ہے۔ بلکہ نشہ آور‘ خواہ کسی نوع سے ہو‘ اس کا قلیل یا کثیر سب حرام ہے اور قابل حد ہے۔ نشے سے مست ہونا شرط نہیں۔ علاوہ ازیں احادیث میں اس کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: [مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ] ”جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔“ (سنن أبي داود‘ الأشربة‘ حديث:٣٦٨١) لہٰذا ہر نشہ آور چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو‘ وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے اور یہ کہنا یا سمجھنا کہ انگور کی ہو تو حرام ہے اور دوسری قسم سے ہو تو اسے اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو‘ فرمان رسول کے خلاف ہے۔

٤٤٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال: الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عنْ قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فإِنْ عَادَ في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ فاقْتُلُوهُ»، فأُتِيَ

۴۴۸۵- سیدنا قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب پیے تو اسے کوڑے لگاؤ‘ اگر پھر پیے تو کوڑے لگاؤ‘ اگر پھر تیسری یا چوتھی بار پیے تو اسے قتل کردو۔“ پھر آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو آپ نے اسے کوڑے لگائے۔ پھر دوبارہ لایا گیا تو کوڑے لگائے‘ پھر لایا گیا تو

٤٤٨٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه . . . الخ، تحت، ح: ١٤٤٤ من حديث الزهري به، * قبيصة صحابي صغير، له رؤية، ومراسيل الصحابة مقبولة.

بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ وَرَفَعَ الْقَتْلَ فَكَانَتْ رُخْصَةً.

کوڑے لگائے' پھر لایا گیا تو کوڑے لگائے اور قتل چھوڑ دیا تو اس طرح قتل سے رخصت مل گئی۔

قال سُفْيَانُ: حَدَّثَ الزُّهْرِيُّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ مَنْصُورُ بنُ الْمُعْتَمِرِ وَمُخَوَّلُ بنُ رَاشِدٍ فقالَ لَهُمَا: كُونَا وَافِدَيْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِهٰذا الحديثِ.

سفیان کہتے ہیں کہ زہری نے یہ روایت اس وقت بیان کی جب منصور بن معتمر اور مخول بن راشدان کے پاس بیٹھے تھے۔ زہری نے ان سے کہا کہ اہل عراق کے پاس یہ حدیث تحفہ لے جانا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الحديثَ الشَّرِيدُ بنُ سُوَيْدٍ وَشُرَحْبِيلُ بنُ أَوْسٍ وَعَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو وَعَبْدُ الله بنُ عُمَرَ وَأَبُو غُطَيْفٍ الْكِنْدِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أَبي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو شرید بن سوید' شرحبیل بن اوس' عبداللہ بن عمرو' عبداللہ بن عمر' ابوغطیف کندی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

٤٤٨٦- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن أَبي حُصَيْنٍ، عن عُمَيْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن عَلِيٍّ قال: لَا أَدِي أَوْ ما كُنْتُ أَدِي مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ حَدًّا إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ، فَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ قُلْنَاهُ نَحْنُ.

۴۴۸۶- امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں کسی پر حد قائم کروں (اور وہ مر جائے) تو کسی کی دیت نہ دوں سوائے شراب نوش کے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں کوئی حد متعین نہیں فرمائی تھی۔ یہ حد ہم نے (مشورے سے) طے کی ہے۔

فائدہ: اس مسئلے میں پچھلا باب ملاحظہ ہو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے بالاتر تھے کہ شریعت میں کوئی چیز محض اپنی رائے سے نافذ کریں۔ انہوں نے شرعی اصولوں کے تحت اجتہاد اور مشورے سے یہ حد متعین کی۔ اور یہ اصول بالکل حق ہے کہ حد لگانے میں مجرم کی صحت اور برداشت کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

٤٤٨٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ

۴۴۸۷- حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٤٨٦ـ تخريج: [صحيح] * شريك لم ينفرد به، وأصل الحديث رواه البخاري، ح: ٦٧٧٨، ومسلم، ح: ١٧٠٧ من طريق آخر عن أبي حصين به.

٤٤٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٨٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٥٢٨١ من حديث أسامة بن ◄◄

المَهْرِيُّ المِصْرِيُّ ابنُ أخِي رِشْدِينَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ ابنُ زَيْدٍ، أنَّ ابنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أزْهَرَ قال: كَأَنِّي أنْظُرُ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ الآنَ وَهُوَ فِي الرِّحَالِ يَلْتَمِسُ رَحْلَ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إذْ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فقالَ لِلنَّاسِ: «اضْرِبُوهُ» فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالنِّعَالِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالْعَصَا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالمِيتَخَةِ - قال ابنُ وَهْبٍ: الجَرِيدَةُ الرَّطْبَةُ - ثُمَّ أخَذَ رَسُولُ الله ﷺ تُرَابًا مِنَ الأرْضِ فَرَمَى بِهِ فِي وَجْهِهِ.

ہے' وہ کہتے ہیں گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں' آپ پالانوں میں کھڑے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا پالان تلاش کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے لوگوں سے کہا: ''اس کو مارو۔'' چنانچہ بعض نے اس کو جوتوں سے مارا' بعض نے لاٹھی سے اور بعض نے ''مِيتَخه'' سے۔ ابن وہب نے وضاحت کی کہ اس سے مراد کھجور کی تر و تازہ چھڑی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے زمین سے کچھ مٹی لی اور اس کے منہ پر ماری۔

٤٤٨٨- **حَدَّثَنا** ابنُ السَّرْحِ قالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عُقَيْلٍ أنَّ ابنَ شِهَابٍ أخْبَرَهُ أنَّ عَبْدَ الله بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأزْهَرِ أخْبَرَهُ عن أبِيهِ قال: أُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ فَحَثَى فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ، ثُمَّ أمَرَ أصْحَابَهُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ وَما كَانَ فِي أيْدِيهِمْ حَتَّى قالَ لَهُمْ: «ارْفَعُوا»، فَرَفَعُوا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ جَلَدَ أبُو بَكْرٍ فِي الخَمْرِ أرْبَعِينَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أرْبَعِينَ صَدْرًا مِنْ

۴۴۸۸- جناب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ازہر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا جبکہ آپ حنین میں تھے تو آپ نے اس کے منہ پر مٹی ماری۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تو انہوں نے اس کو جوتوں سے اور جو اُن کے ہاتھ میں تھا اس سے مارا' حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: ''بس کرو۔'' تو وہ رک گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے پر چالیس ضربیں لگائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ابتدائی دور میں چالیس ضربیں ہی لگائیں اور آخری دور میں اسی (۸۰) لگانے لگے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں طرح عمل

◀ زيد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٧٤، ٣٧٥، ووافقه الذهبي * الزهري صرح بالسماع.

٤٤٨٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٢٨٣ عن ابن السرح به.

إِمَارَتِهِ ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِينَ فِي آخِرِ خِلَافَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ، ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ.

کیا' اسّی بھی اور چالیس بھی۔ پھر حضرت معاویہ ؓ نے یہ حد اسّی (۸۰) دُرّوں پر پختہ کر دی۔

٤٤٨٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَزْهَرَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَدَاةَ الْفَتْحِ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، فَأُتِيَ بِشَارِبٍ فَأَمَرَهُمْ فَضَرَبُوهُ بما في أَيْدِيهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالسَّوْطِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصًا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِنَعْلِهِ، وَحَثَا رَسُولُ اللهِ ﷺ التُّرَابَ، فَلَمَّا كَانَ أَبُو بَكْرٍ، أُتِيَ بِشَارِبٍ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي ضَرَبَ، فَحَزَرُوهُ أَرْبَعِينَ فَضَرَبَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ كَتَبَ إِلَيْهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ أَنَّ النَّاسَ قَدْ انْهَمَكُوا فِي الشُّرْبِ وَتَحَاقَرُوا الحدَّ وَالْعُقُوبَةَ، قال: هُمْ عِنْدَكَ فَسَلْهُمْ - وَعِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ - فَسَأَلَهُمْ فَأَجْمَعُوا عَلَى أَنْ يَضْرِبَ ثَمَانِينَ. قالَ: وقال عَلِيٌّ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا شَرِبَ افْتَرَى فَأَرَى أَنْ يَجْعَلَهُ كَحَدِّ الْفِرْيَةِ.

۴۴۸۹- حضرت عبدالرحمٰن بن از ہر ؓ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فتح مکہ کی صبح کو دیکھا' میں اس موقع پر خوب جوان تھا' آپ لوگوں کے درمیان میں سے جا رہے تھے اور حضرت خالد بن ولید ؓ کا پڑاؤ دریافت فرما رہے تھے کہ ایک شرابی آپ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو جو اُن کے ہاتھ میں تھا' مارا۔ بعض نے کوڑا مارا' بعض نے لاٹھی ماری' بعض نے اپنا جوتا مارا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر مٹی پھینکی۔ پھر جب حضرت ابوبکر ؓ کا دور آیا تو ایک شراب نوش لایا گیا' تو انہوں نے صحابہ سے نبی ﷺ کا عمل دریافت فرمایا کہ انہوں نے کس قدر مارا تھا۔ تو انہوں نے اس کا اندازہ چالیس ضربوں کا لگایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر ؓ نے چالیس ضربیں لگائیں۔ پھر جب حضرت عمر ؓ کا دور آیا تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کو لکھا کہ لوگ شراب پینے میں منہمک ہو گئے ہیں اور اس حد اور سزا کو وہ معمولی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: صحابۂ کرام آپ کے پاس ہیں ان سے دریافت کیجیے۔ اور آپ کے پاس دور اول کے مہاجر صحابہ موجود تھے' تو آپ نے ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ ایسے لوگوں کو اسّی (۸۰) ضربیں لگائی جائیں۔ سیدنا علی ؓ نے کہا: تحقیق شرابی جب شراب پیتا ہے تو

٤٤٨٩_ تخريج : [حسن] انظر الحديث السابق.

جھوٹ بولتا اور تہمت لگاتا ہے' سو میں سمجھتا ہوں کہ اس حد کو تہمت کی حد کی مانند کر دیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَدْخَلَ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ بَيْنَ الزُّهْرِيِّ وَبَيْنَ ابن الأَزْهَرِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَبْدَ اللهِ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَزْهَرِ عنْ أَبِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عُقیل بن خالد نے اس روایت کی سند میں زہری اور عبدالرحمٰن بن ازہر کے مابین عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ازہر عن ابیہ کا اضافہ کر دیا ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٣٨)

۳۷-مسجد میں حد لگانا

٤٤٩٠- حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثنا صَدَقَةُ يَعْنِي ابنَ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الشُّعَيْثِيُّ عنْ زُفَرَ بْنِ وَثِيمَةَ، عنْ حَكِيمِ بن حِزَامٍ أَنَّهُ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الأَشْعَارُ وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الحُدُودُ.

۴۴۹۰-حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قصاص لینے' اشعار پڑھنے اور حدیں لگانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ان شواہد کی وضاحت ہمارے فاضل محقق نے تخریج وتحقیق میں کی ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ ② مساجد اس غرض سے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں نماز پڑھی جائے' تلاوت قرآن ہو اور اللہ کا ذکر کیا جائے۔قصاص یا حدود اگرچہ شرعی امور ہیں مگر ان سے مسجد کا ادب قائم نہیں رہتا ہے۔اسی طرح لغو اور بے ہودہ اشعار پڑھنا بھی ناجائز ہے۔البتہ اللہ کی حمد وثنا' رسول اللہ ﷺ کی نعت اور شرعی مضامین پر مشتمل اشعار پڑھے اور سنے جاسکتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے پڑھوائے جاتے تھے۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي ضَرْبِ الْوَجْهِ فِي الْحَدِّ (التحفة ٤٠)

۳۸-حد میں چہرے پر مارنا

حَدَّثَنا أبو كامِلٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے

٤٤٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] رواه أحمد: ٣/ ٤٣٤ من حديث الشعيثي به، موقوفًا، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٢٥٩٩ وغيره، وفي سماع زفر عن حكيم رضي الله عنه نظر.

عُمَرَ يعني ابنَ أبي سَلَمَةَ، عن أبيه، عن أبي هُريرةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذا ضَرَبَ أحدُكم فلْيَتَّقِ الْوَجْهَ». [1]

فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو مارے تو چہرے سے بچے۔“

فائدہ: کسی کو سزا دیتے ہوئے، خواہ وہ حد ہو یا غیر حد، چہرے پر مارنا ناجائز ہے، خواہ حیوان ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ...) - بَابٌ: فِي التَّعْزِيرِ (التحفة ٣٩)

باب: تعزیر کا بیان

فائدہ: مقرر و متعین سزاؤں (حدود) سے کم درجہ کی سزائیں جو مجرم کے لیے بطور ملامت، سرزنش اور تنبیہ و اصلاح کے ہوں، انہیں ”تعزیر“ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی حد مقرر نہیں، یہ قاضی اور حاکم کی رائے پر موقوف ہوتی ہے۔

٤٤٩١- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أبي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ ابنِ عَبْدِ الله بن الأشَجِّ، عَنْ سُلَيْمانَ بن يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جَابِرِ بن عَبْدِ الله، عَنْ أَبي بُرْدَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ إلَّا في حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله».

۴۴۹۱- حضرت ابو بردہ (ہانی بن دینار انصاری ؓ) سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اللہ کی متعینہ حدود کے علاوہ کسی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔“

٤٤٩٢- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو: أَنَّ بُكَيْرَ بنَ الأشَجِّ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الأنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۴۴۹۲- حضرت ابو بردہ انصاری ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا...... اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: امام ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ”حدود اللہ“ سے مراد وہ اوامر و نواہی ہیں جن کا تعلق

٤٤٩١_ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب، ح: ٦٨٤٨ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الحدود، باب قدر أسواط التعزير، ح: ١٧٠٨ من حديث بكير بن عبدالله به.

٤٤٩٢_ **تخريج:** أخرجه البخاري، ح: ٦٨٥٠، ومسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق.

(۱)۔ اس حدیث کی تخریج آگے صفحہ 426 پر حدیث 4493 کے تحت دیکھی جا سکتی ہے۔

آداب سے ہو جیسے کہ باپ اپنے بچے کی تادیب کرتا ہے۔ امام مالک، ابو یوسف اور ابوثور رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ تعزیر جرم کے مطابق ہوا کرتی ہے اور یہ کہ مجرم اسے کس حد تک برداشت کر سکتا ہے۔ اور اس میں اصل چیز مصلحت کو پیش نظر رکھنا ہوتا ہے، اس لیے معروف حدود کی مقدار سے زیادہ مارنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تیسیر العلام شرح عمدة الاحکام)

٤٤٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابنَ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ».

۴۴۹۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مارے تو چہرے پر نہ مارے۔“

فائدہ: اس حدیث کو اس باب میں دوبارہ لانے سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس طرح حد میں چہرے پر نہیں مارنا، اسی طرح تعزیری سزا میں بھی چہرہ زدوکوب سے محفوظ رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

٤٤٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن].

دیت کی مشروعیت

* دیت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: "الدية" ودیٰ فعل کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں: ''خون بہا ادا کرنا'' عرب کہتے ہیں: ودیت القتیل: أي أعطیت دیته ''میں نے مقتول کی دیت ادا کی'' دیت کو ''عقل'' بھی کہا جاتا ہے'' ''عقل'' کے معنی ''باندھنے'' کے ہیں۔ عرب کا رواج تھا کہ وہ مقتول کی دیت کے اونٹ اس کے گھر کے صحن میں باندھ دیتے تھے۔ اس لیے دیت کو ''عقل'' کہا جانے لگا۔

* اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: (الدية مال يجب بقتل آدمي حر عن دمه أو بجرحه مقدر شرعاً لا باجتهاد) ''دیت سے مراد وہ مال ہے جس کی ادائیگی کسی آزاد شخص کو قتل کرنے یا زخمی کرنے کی صورت میں واجب ہے اور اس کی مقدار شریعت میں مقرر ہے۔ یہ اجتہادی مسئلہ نہیں ہے۔

* دیت کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے جان و مال کو دوسروں پر محترم قرار دیا ہے۔ لہٰذا ان دو میں سے کسی ایک پر ظلم و زیادتی کی صورت میں ہرجانہ اور خون بہا کی صورت میں سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ﴾ (النساء:۹۲)

''اور جس نے مسلمان شخص کو غلطی سے قتل کر دیا تو مومن غلام آزاد کرے اور اولیاء (مقتول کے ورثاء) کو دیت ادا کرے۔''

رسول اکرم ﷺ نے دیت کی مشروعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

[وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ : إِمَّا يُودَى وَ إِمَّا يُقَادُ] (صحيح البخاري، الديات، باب من قتل له قتيلٌ فهو بخير النظرين، حديث:۶۸۸۰)

''جس کا کوئی شخص قتل کر دیا جائے اسے دو چیزوں کا اختیار ہے اسے دیت دی جائے یا قصاص دلایا جائے۔''

* **دیت کی ادائیگی:** دیت کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں: ① اگر قاتل نے عمداً قتل کیا ہے اور مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے دیت لینے پر راضی ہو گئے ہیں تو دیت قاتل خود ادا کرے گا۔ ② اگر قتل غلطی سے ہوا تھا یا شبہ عمد کی شکل میں تھا تو دیت قاتل کے رشتہ داروں پر ہو گی۔

* **دیت کی مقدار اور تعیین:** اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کے بلاوجہ تلف کرنے پر سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ ایک انسانی جان کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بلند ہے اس کا اندازہ اس ارشاد ربانی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (المائدۃ:۳۲)

''جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی کی جان بچائے تو اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔''

لہٰذا کسی محترم جان کو ختم کرنے کی سزا نہایت سخت رکھی گئی ہے لیکن اگر غلطی سے بھی کسی کی جان ضائع کر دی جائے یا اس کو زخمی کر دیا جائے تو اس پر سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ مثلاً:

① اگر مقتول مسلمان آزاد مرد تھا تو اس کی دیت سو اونٹ ہیں۔ اگر اونٹ میسر نہ ہوں تو ایک ہزار مثقال سونا یا بارہ ہزار درہم چاندی یا دو سو گائیں، یا دو ہزار بھیڑ بکریاں ادا کی جائیں گی۔ البتہ غلام شخص کی دیت اس کی قیمت کے برابر ہو گی۔

② بعض انسانی اعضاء ایسے ہیں کہ جن کے تلف ہونے کی صورت میں مکمل دیت ادا کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً عقل کا زائل ہو جانا' دونوں کان' دونوں آنکھیں' زبان' ناک' آلہ تناسل یا خصیتین کٹنے سے قوت جماع ختم ہو جائے' ریڑھ کی ہڈی۔ ان میں سے کسی ایک کے بے کار ہو جانے پر مکمل شخص کی دیت لاگو ہوگی۔

③ مذکورہ بالا اعضاء میں سے جو جوڑے ہیں مثلاً: دو ہاتھ' دو کان وغیرہ' ان میں سے ایک تلف ہو تو نصف دیت واجب ہوگی۔

④ اس کے علاوہ مختلف زخموں کی نوعیت کے لحاظ سے دیت کی مقدار مختلف ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٨) -كِتَابُ الدِّيَاتِ (التحفة ٣٣)

دیتوں کا بیان

(المعجم ١) - باب النَّفْسِ بِالنَّفْسِ (التحفة ١)

باب:١- جان کے بدلے جان لینے کا بیان

٤٤٩٤- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله يَعْني ابنَ مُوسٰى عنْ عَليِّ ابنِ صَالِحٍ، عنْ سِمَاكِ بن حَرْبٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ قُرَيْظَةُ والنَّضِيرُ وكان النَّضِيرُ أَشْرَفَ مِنْ قُرَيْظَةَ فكانَ إذَا قَتَلَ رجلٌ من قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِنَ النَّضِيرِ قُتِلَ بِهِ وَإذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنَ قُرَيْظَةَ فُودِيَ بِمِائَةِ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبيُّ ﷺ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ فقَالُوا: ادْفَعُوهُ إلَيْنَا نَقْتُلْهُ، فقَالُوا: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبيُّ ﷺ فَأَتَوْهُ فَنَزَلَتْ: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِٱلْقِسْطِۚ﴾ [المائدة: ٤٢] وَالْقِسْطُ: النَّفْسُ بالنَّفْسِ، ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿أَفَحُكْمَ

۴۴۹۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ قریظہ اور نضیر (یہود کے دو قبیلے تھے) اور نضیر قریظہ کی بہ نسبت زیادہ معزز تھا۔ تو جب قریظہ کا کوئی آدمی نضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے اس کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور جب نضیر کا کوئی آدمی قریظہ کے آدمی کو قتل کر دیتا تو (مقتول کے ورثاء کو) ایک سو وسق کھجور دیت دیتا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو نضیر کے آدمی نے قریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ تو قریظہ نے کہا: قاتل ہمارے حوالے کرو ہم اسے قتل کریں گے۔ نضیر نے کہا: ہمارے تمہارے درمیان نبی ﷺ قاضی اور حکم ہیں۔ تو وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِٱلْقِسْطِ﴾ ''آپ اگر فیصلہ فرمائیں تو ان میں انصاف سے فیصلہ فرمائیں۔'' اس میں [القسط] ''انصاف'' کا

٤٤٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على عكرمة في ذلك، ح: ٤٧٣٦ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٧٢ * سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم، ح: ٢٢٣٨، ولبعض الحديث شاهد ضعيف.

﴿الْجَٰهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ [المائدة: ٥٠].

مفہوم ''جان کے بدلے جان'' ہے۔ پھر دوسری آیت نازل ہوئی: ﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ ''کیا بھلا یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ جَمِيعًا مِنْ وُلْدِ هَارُونَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قریظہ اور نضیر دونوں حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

فائدہ: قصاص کا نظام بنو اسرائیل میں بھی موجود تھا۔ اور انسانی جانیں سب برابر ہیں۔ کسی قوم یا قبیلے کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسلام نے قبیلے اور برادری کی بنیاد پر برتری کے تصور کو ختم کر دیا اور ایمان وتقویٰ کو فضیلت کا معیار قرار دیا۔ نیز یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر محققین نے اسے صحیح کہا ہے۔

(المعجم ٢) - **بَابٌ: لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ أَوْ أَخِيهِ** (التحفة ٢)

باب:۲-کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی وغیرہ کے جرم میں نہیں پکڑا جا سکتا

٤٤٩٥- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ: حدثنا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي: «اَبْنُكَ هٰذَا؟» قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! قَالَ: «حَقًّا»، قَالَ: أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَاحِكًا مِنْ ثَبْتِ شَبَهِي فِي أَبِي وَمِنْ حَلْفِ أَبِي عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ»، وَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [الأنعام: ١٦٤]».

۴۴۹۵- حضرت ابو رمثہ (رفاعہ بن یثربی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے والد سے پوچھا: ''یہ تمہارا بیٹا ہے؟'' (والد نے) کہا: ہاں' رب کعبہ کی قسم! آپ نے فرمایا: ''سچ؟'' میرے باپ نے کہا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہنستے ہوئے تبسم فرمایا' کیونکہ میری مشابہت میرے باپ میں نمایاں تھی اور باپ نے میرے بارے میں قسم کھائی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''خبردار! نہ یہ تیرے کسی قصور میں پکڑا جائے گا اور نہ تو اس کے بدلے میں۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُوَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ ''کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔''

فائدہ: کوئی مجرم جرم کر کے بھاگ جائے اور حکومت اس کو پکڑ نہ سکے تو اس کے والدین یا عزیز و اقارب کو پکڑ لینا

٤٤٩٥_ **تخريج:** [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٦٥، وأخرجه النسائي، ح: ٤٨٣٦ من حديث إياد به.

صریح ظلم ہے۔ الّا یہ کہ وہ اس کے جرم میں شریک ہوں یا اسے بھگانے یا چھپانے والے ہوں۔ اور یہ بات اسلامی معاشرے اور اسلامی قانون کی ہے۔ جب لوگ شریعت کے پابند نہ ہوں تو شریعت بھی ان کی پابند نہیں ہوسکتی۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْإِمَامِ يَأْمُرُ بِالْعَفْوِ فِي الدَّمِ (التحفة ٣)

باب:۳- حاکم یا قاضی خون معاف کرنے کا کہے تو کیسا ہے؟

٤٤٩٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الحَارِثِ بنِ فُضَيْلٍ، عَنْ سُفْيَانَ بنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُصِيبَ بِقَتْلٍ أَوْ خَبْلٍ فَإِنَّهُ يَخْتَارُ إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَقْتَصَّ وَإِمَّا أَنْ يَعْفُوَ وَإِمَّا أَنْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ، فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، وَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ».

۴۴۹۶- حضرت ابوشریح خزاعی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی کا کوئی قتل ہو گیا ہو یا اس کا کوئی عضو کٹ گیا ہو تو اسے تین میں سے ایک کا اختیار ہے: یا تو قصاص (بدلہ) لے یا معاف کر دے یا دیت لے لے اور جو کوئی چوتھی بات چاہے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو اور جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

٤٤٩٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرِ بنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَطَاءِ بنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رُفِعَ إِلَيْهِ شَيْءٌ فِيهِ قِصَاصٌ إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

۴۴۹۷- حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی ایسا مقدمہ لایا جاتا جس میں قصاص ہوتا تو آپ معاف کرنے کا فرماتے۔

فائدہ: قاضی اور حاکم صاحب معاملہ کو معاف کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ از خود معاف کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اگر معاف کریں تو بہت بڑا ظلم ہے۔ جیسے کہ ہماری حکومتوں کا معمول ہے۔

٤٤٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من قتل له قتيل فهو بالخيار بين إحدى ثلاث، ح: ٢٦٢٣ من حديث محمد بن إسحاق به، * سفيان بن أبي العوجاء ضعيف (تقريب)، ولبعض الحديث شاهد حسن عند أحمد: ٤/ ٣٢.

٤٤٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب العفو في القصاص، ح: ٢٦٩٢، والنسائي، ح: ٤٧٨٧ من حديث عبدالله بن بكر به.

٤٤٩٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عنْ أبي صَالِحٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُتِلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبيِّ ﷺ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبيِّ ﷺ، فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ المَقْتُولِ، فقالَ الْقَاتِلُ: يَا رَسُولَ الله! والله! مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ. قالَ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلْوَلِيِّ: «أمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ». قالَ: فَخَلَّى سَبِيلَهُ. قالَ: وكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ، فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ، فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.

۴۴۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی قتل ہو گیا اور اس کا مقدمہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے قاتل کو مقتول کے وارث کے حوالے کر دیا۔ قاتل نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے وارث سے فرمایا: ''خبردار! اگر یہ سچا ہوا پھر تو نے اس کو قتل کر دیا تو تو جہنم میں جائے گا۔'' چنانچہ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ راوی نے بتایا کہ وہ قاتل چمڑے کی ایک لمبی پٹی سے بندھا ہوا تھا' چنانچہ وہ اپنی پٹی کو گھسیٹتا ہوا چلا گیا اور پھر اس کا نام ہی ''ذو النِسعة'' (پٹی والا) پڑ گیا۔

٤٤٩٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن عَوْفٍ: حَدَّثَنا حَمْزَةُ أَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ: حدَّثَني عَلْقَمَةُ بنُ وَائِلٍ قال: حدَّثَني وَائِلُ بنُ حُجْرٍ قال: كُنْتُ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ إذْ جِيءَ بِرَجُلٍ قَاتِلٍ في عُنُقِهِ النِّسْعَةُ، قال: فَدَعا وَلِيَّ المَقْتُولِ فقال: «أتَعْفُو؟» قال: لَا، قال: «أفَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قال: لَا، قال: «أفَتَقْتُلُ؟» قال: نَعَمْ، قال: «اذْهَبْ بِهِ»، فلَمَّا وَلَّى قال:

۴۴۹۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک قاتل لایا گیا اس کی گردن میں چمڑے کی ایک پٹی (بندھی ہوئی) تھی۔ آپ نے مقتول کے ولی کو بلایا اور اس سے کہا: ''کیا تم معاف کرتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم دیت لینا قبول کرتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا قتل کرو گے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے لے جاؤ۔'' پس جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے (پھر) پوچھا: ''کیا معاف کرتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا

٤٤٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في حكم ولي القتيل في القصاص والعفو، ح:١٤٠٧، والنسائي، ح:٤٧٢٦، وابن ماجه، ح:٢٦٩٠ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٤٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب صحة الإقرار بالقتل وتمكين ولي القتيل . . . الخ، ح:١٦٨٠ من حديث علقمة بن وائل، والنسائي، ح:٤٧٢٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

«أتَعْفُو؟» قال: لَا، قال: «أفتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قال: لَا، قال: «أفتَقْتُلُ؟» قال: نَعَمْ، قال: «اذْهَبْ بِهِ»، فلَمَّا كَانَ في الرَّابِعَةِ قال: «أمَا إنَّكَ إنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بإثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِهِ»، قال: فَعَفَا عَنْهُ، قال: فأنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ النِّسْعَةَ.

دیت لیتے ہو؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے کہا: "کیا قتل کرو گے؟" اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: "جاؤ لے جاؤ۔" پھر چوتھی بار فرمایا: "اگر تم اس کو معاف کر دو تو یہ اپنے اور اپنے مقتول دونوں کے گناہ اپنے سر لے گا۔" راوی نے کہا: چنانچہ اس نے اس کو معاف کر دیا۔ وائل کہتے ہیں کہ میں نے قاتل کو دیکھا کہ وہ اپنی پٹی گھسیٹے جا رہا تھا۔

فوائد و مسائل: ① اگر مجرم کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو باندھنا جائز ہے۔ ② مقتول کے ولی کو تین باتوں میں سے صرف ایک کا اختیار ہے کہ معاف کر دے یا دیت قبول کر لے یا قصاص لے۔ ③ حاکم اور قاضی کو جائز ہے کہ معاف کرنے کی ترغیب دے۔ ④ اگر قاتل قصاص میں قتل کیا جائے تو امید ہے کہ یہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گا۔ بصورت دیگر اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (خطابی)

٤٥٠٠- **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حدَّثني جَامِعُ بنُ مَطَرٍ قال: حدَّثني عَلْقَمَةُ بنُ وَائِلٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۴۵۰۰- جناب علقمہ بن وائل نے یہ روایت اپنی سند سے اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کی۔

٤٥٠١- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ القُدُّوسِ بنُ الْحَجَّاجِ: حَدَّثنا يَزِيدُ بنُ عَطَاءٍ الْوَاسِطِيُّ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن أبِيهِ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ بِحَبَشِيٍّ فقالَ: إنَّ هٰذَا قَتَلَ ابنَ أخِي، قال: «كَيْفَ قَتَلْتَهُ؟» قال: ضَرَبْتُ رَأْسَهُ بالْفَأْسِ وَلَمْ أُرِدْ قَتْلَهُ، قال: «هَلْ لَكَ مَالٌ تُؤَدِّي دِيَتَهُ؟» قالَ: لَا، قال:

۴۵۰۱- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ایک حبشی کو پکڑے نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اس نے میرے بھتیجے کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے پوچھا: "تو نے اس کو کس طرح قتل کیا تھا؟" اس نے بتایا کہ میں نے اس کے سر پر کلہاڑا مارا تھا' لیکن اسے میرا قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ آپ نے پوچھا: "کیا تیرے پاس مال ہے کہ تو اس کی دیت دے سکے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا اگر میں

٤٥٠٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، ح: ٥٤١٧ من حديث يحيى القطان به.

٤٥٠١ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

«أفَرَأيْتَ إنْ أرْسَلْتُكَ تَسْألُ النَّاسَ تَجْمَعُ دِيَتَهُ؟» قال: لَا، قال: «فَموالِيكَ يُعْطُونَكَ دِيَتَهُ؟» قال: لَا، قال لِلرَّجُلِ: «خُذْهُ» فَخَرَجَ بِهِ لِيَقْتُلَهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أمَا إنَّهُ إنْ قَتَلَهُ كَانَ مِثْلَهُ». فَبَلَغَ بِهِ الرَّجُلُ حَيْثُ يَسْمَعُ قَوْلَهُ فقالَ: «هُوَ ذَا فَمُرْ فِيهِ مَا شِئْتَ». فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أرْسِلْهُ - قال مَرَّةً: دَعْهُ - يَبُوءُ بِإثْمِ صَاحِبِهِ وَإثْمِهِ فَيَكُونُ مِنْ أصْحَابِ النَّارِ». قالَ: فأرْسَلَهُ.

تجھے چھوڑ دوں' اور تو لوگوں سے مانگے اور اس کی دیت جمع کر لے (تو کیا ایسے کر سکتا ہے؟'') اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تیرے مالک (یا تیری قوم والے) تجھے اس کی دیت دے سکتے ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے مقتول کے ولی سے کہا: ''اس کو پکڑ لے۔'' چنانچہ وہ اسے قتل کرنے کے لیے لے چلا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اگر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اسی کی مانند ہو جائے گا۔'' تو وہ (مقتول کا ولی) قاتل کو لے کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے اس نے آپ کی بات سنی تھی اور بولا: لیجیے! یہ رہا اور جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو' یہ اپنے اور اپنے مقتول کے گناہ اپنے سر لے کر جہنمیوں میں سے ہو گا۔'' حضرت وائل نے کہا: چنانچہ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔

فوائد و مسائل: ① قتل کی یہ نوعیت ''خطا شبہ العمد'' تھی۔ اور اس میں دیت آتی ہے' قصاص نہیں۔ ② اگر قاتل یا اس کے اولیاء دیت دینے سے قاصر ہوں تو امام (امیر) قاتل کو مقتول کے اولیاء کے حوالے کر سکتا ہے۔ ③ مسلمان کا قتل کبیرہ گناہ ہے اور اس کی سزا ابدی جہنم ہے۔ اللہ معاف فرما دے تو الگ بات ہے۔

٤٥٠٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ قال: كُنَّا مَعَ عُثْمانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ في الدَّارِ وكَانَ في الدَّارِ مَدْخَلٌ مَنْ دَخَلَهُ سَمِعَ كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، فَدَخَلَهُ عُثْمانُ فَخَرَجَ إلَيْنَا وَهُوَ

۴۵۰۲- جناب ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان ؓ کے ہاں گئے جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ گھر میں ایک ایسی جگہ تھی کہ جو وہاں داخل ہوتا مقام بلاط پر بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان ؓ اس جگہ میں گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے تو ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ

٤٥٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء لا يحل دم امريء مسلم إلا بإحدى ثلاث، ح: ٢١٥٨، والنسائي، ح: ٤٠٢٤، وابن ماجه، ح: ٢٥٣٣ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣٦.

مُتَغَيِّرٌ لَوْنُهُ فقالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونَنِي بِالْقَتْلِ آنِفًا قالَ: قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللهُ، يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قالَ: وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: كُفْرٌ بَعْدَ إِسْلَامٍ، أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ. فَوَاللهِ! مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَامٍ قَطُّ وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي».

یہ (بلوائی) اب مجھے قتل کر دینے کی دھمکیاں دینے لگے ہیں۔ ہم نے کہا: امیر المومنین! اللہ عزوجل ان کی جانب سے آپ کی کفایت کرے گا۔ انہوں نے کہا: یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں' سوائے اس کے کہ اس سے تین باتوں میں سے کوئی ایک صادر ہو: اسلام کے بعد کفر' شادی شدہ ہونے کے بعد زنا' یا قصاص کے بغیر کسی کو قتل کر دینا۔'' اور اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا نہیں کیا' جاہلیت میں نہ اسلام لانے کے بعد۔ اور جب سے اللہ نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی ہے میں نے کبھی نہیں چاہا کہ میرا اس (اسلام) کے بدلے کوئی اور دین ہوتا' اور میں نے کسی کو قتل بھی نہیں کیا ہے' تو پھر یہ میرے قتل کے درپے کیوں ہیں؟

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تَرَكَا الْخَمْرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عثمان اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما نے دور جاہلیت ہی سے شراب چھوڑ دی تھی۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما اسلام سے پہلے ہی پاک طینت تھے۔ اسلام نے ان کی صالحیت کو اور بھی صیقل کر دیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهما و ارضاهما.

٤٥٠٣- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ: فحدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ ضُمَيْرَةَ الضَّمْرِيَّ؛ ح: وحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ

۴۵۰۳- زیاد بن سعد بن ضُمیرہ سلمی سے منقول ہے اور یہ وہب بن بیان کی روایت ہے اور زیادہ کامل ہے۔ وہ (زیاد بن سعد) عروہ بن زبیر سے اپنے والد کے واسطہ سے روایت بیان کرتے ہیں...... اور موسیٰ بن اسماعیل کی سند میں ہے کہ زیاد نے اپنے والد سے اور

٤٥٠٣ـ تخريج: **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من قتل عمدًا، فرضوا بالدية، ح: ٢٦٢٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٧٧، وحسنه الحافظ في الإصابة: ٣/ ٦٤ * زياد بن ضميرة حسن الحديث على الراجح.

وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أبي الزِّنَادِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ سَعْدِ بنِ ضُمَيْرَةَ السُّلَمِيَّ - وَهٰذَا حَدِيثُ وَهْبٍ وَهُوَ أَتَمُّ - يُحَدِّثُ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ عن أَبِيهِ - قال مُوسٰى: وَجَدِّهِ وكَانَا شَهِدَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حُنَيْنًا، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى حَدِيثِ وَهْبٍ - أَنَّ مُحَلِّمَ بنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَشْجَعَ فِي الإِسْلَامِ وَذٰلِكَ أَوَّلُ غِيَرٍ قَضَى بِهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَتَكَلَّمَ عُيَيْنَةُ فِي قَتْلِ الأَشْجَعِيِّ لأَنَّهُ مِنْ غَطْفَانَ، وَتَكَلَّمَ الأَقْرَعُ بنُ حَابِسٍ دُونَ مُحَلِّمٍ لأَنَّهُ مِنْ خِنْدِفَ، فارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الْخُصُومَةُ وَاللَّغَطُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا عُيَيْنَةُ أَلَا تَقْبَلُ الْغِيَرَ؟» فقالَ عُيَيْنَةُ: لَا وَالله! حَتّٰى أُدْخِلَ عَلٰى نِسَائِهِ مِنَ الحرْبِ وَالْحَزَنِ ما أَدْخَلَ عَلٰى نِسَائِي، قال: ثُمَّ ارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الْخُصُومَةُ وَاللَّغَطُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا عُيَيْنَةُ أَلَا تَقْبَلُ الْغِيَرَ؟» فقالَ عُيَيْنَةُ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، إِلٰى أَنْ قَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ يُقَالُ لَهُ: مُكَيْتِلٌ، عَلَيْهِ شِكَّةٌ وَفِي يَدِهِ دَرَقَةٌ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي لَمْ أَجِدْ لِمَا فَعَلَ هٰذَا فِي غُرَّةِ الإِسْلَامِ مَثَلًا إِلَّا غَنَمًا وَرَدَتْ

اپنے دادا (ضمیرہ) سے روایت کیا اور یہ دونوں (سعد اور ضمیرہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معرکۂ حنین میں حاضر تھے ہم وہب بن بیان کی طرف لوٹتے ہیں کہ...... محلّم بن جثامہ لیثی نے قبول اسلام کے بعد قبیلۂ اشجع کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ اور یہ دیت کا پہلا مقدمہ تھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ عیینہ نے مقتول اشجعی کے بارے میں بات شروع کی کیونکہ اس کا تعلق قبیلۂ غطفان سے تھا اور اقرع بن حابس نے محلّم کی جانب سے بات کی کیونکہ وہ قبیلہ خندف سے تھا۔ ان لوگوں کی آوازیں اونچی ہو گئیں اور بہت شور و غل اور جھگڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عیینہ! کیا تم دیت قبول نہیں کرتے ہو؟'' عیینہ نے کہا: نہیں' اللہ کی قسم! جب تک میں اس کی عورتوں کو بھی وہی دکھ اور اذیت نہ پہنچا لوں جو اس نے میری عورتوں کو پہنچایا ہے۔ پھر آوازیں اونچی ہو گئیں' بڑا شور و غل اور جھگڑا ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عیینہ! کیا تم دیت قبول نہیں کرتے ہو؟'' تو عیینہ نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ حتیٰ کہ بنولیث کا ایک آدمی کھڑا ہوا جس کا نام مکیتل تھا۔ وہ ہتھیار بند تھا اور ڈھال اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس واقعے میں جو ابتدائے اسلام میں رونما ہوا ہے' اور کوئی مثال نہیں ملتی کہ گھاٹ پر آتی بکریوں میں پہلی کو پتھر مار دیا جائے تو آخری بھی بھاگ جاتی ہے۔ اور (دوسری مثال) آج ایک طریقہ اختیار کرو تو کل اسے بدل دو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پچاس اونٹ تو فوری طور پر ابھی ادا ہوں اور پچاس

فَرُمِيَ أَوَّلُها فَنَفَرَ آخِرُهَا، اسْنُنِ الْيَوْمَ وَغَيِّرْ غَدًا، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسُونَ في فَوْرِنَا هٰذَا، وَخَمْسُونَ إِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ»، وَذٰلِكَ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَمُحَلِّمٌ رَجُلٌ طَوِيلٌ آدَمُ وَهُوَ في طَرَفِ النَّاسِ، فَلَمْ يَزَالُوا حَتَّى تَخَلَّصَ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ، فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي بَلَغَكَ، وَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى الله، فَاسْتَغْفِرِ اللهَ لِي يَا رَسُولَ الله! فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَقَتَلْتَهُ بِسِلَاحِكَ في غُرَّةِ الإِسْلَامِ، اللَّهُمَّ لا تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ»، بِصَوْتٍ عَالٍ. زَادَ أَبُو سَلَمَةَ: فَقَامَ وَإِنَّهُ لَيَتَلَقَّى دُمُوعَهُ بِطَرْفِ رِدَائِهِ.

جب ہم مدینہ لوٹیں۔‘‘ اور یہ واقعہ آپ کے سفر کا ہے۔ (صاحب معاملہ) محلّم ایک دراز قد گندم گوں آدمی تھا' وہ لوگوں کی ایک جانب میں بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ اسی حالت پر تھے کہ وہ جگہ بناتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ بیٹھا' جبکہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے یہ کام ہو گیا جس کی آپ کو خبر ملی ہے' میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے استغفار فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تو نے اسلام لاتے ہی اپنے ہتھیار سے قتل کر ڈالا۔ اے اللہ! محلّم کی بخشش نہ فرما۔‘‘ یہ آپ نے بلند آواز سے کہا۔ ابوسلمہ نے مزید کہا: پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی چادر کے پلو سے اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔

قالَ ابنُ إِسْحَاقَ: فَزَعَمَ قَوْمُهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَغْفَرَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

ابن اسحاق کہتے ہیں: اس کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں اس کے لیے استغفار فرمایا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: الْغِيَرُ الدِّيَةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے [اَلْغِیَر] کا مفہوم ’’دیت‘‘ بتایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا مثالوں سے اپنے مخاطب کو اپنے مطلب کی بات پر لانے کے لیے برانگیختہ کرنا مطلوب تھا۔ پہلی مثال میں یہ ہے کہ اگر آج اس پہلے قاتل سے قصاص لے لیا جائے تو دوسروں کو عبرت اور نصیحت ہو جائے گی۔ اور کوئی کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اگر قصاص نہ لیا جائے تو دوسری مثال ہے کہ یہ بات حکمت کے خلاف ہوگی کہ ’’آج ایک اصول بنائیں اور کل اسے بدل دیں۔‘‘ چاہیے کہ اٹل موقف اپنایا جائے۔ اگر آج آپ نے قصاص نہ لیا اور دیت ہی پر راضی ہو گئے' تو لوگ آئندہ دیت پر راضی نہ ہوں گے' قصاص ہی لیا کریں گے۔ (علامہ سندھی' بحوالہ عون المعبود)

(المعجم ٤) - باب وَلِيِّ الْعَمْدِ يَأْخُذُ الدِّيَةَ (التحفة ٤)

باب:۴- قتل عمد میں مقتول کا وارث اگر دیت لینے پر راضی ہو' (تو درست ہے)

٤٥٠٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حدَّثني سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا شُرَيْحِ الْكَعْبِيَّ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا إِنَّكُم يَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هٰذَا الْقَتِيلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَإِنِّي عَاقِلُهُ، فَمَنْ قُتِلَ لَهُ بَعْدَ مَقَالَتِي هٰذِهِ قَتِيلٌ فأَهْلُهُ بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ: بَيْنَ أَنْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ أَوْ يَقْتُلُوا».

۴۵۰۴- جناب ابوشریح کعبی ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوخزاعہ! تم نے ہذیل کا یہ آدمی قتل کیا ہے' میں اس کی دیت ادا کرتا ہوں' میری اس بات کے بعد جس کسی کا کوئی آدمی قتل کیا گیا تو اس کے وارثوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہو گا کہ یا تو دیت لے لیں یا (قصاص میں) قتل کریں۔''

فائدہ: ایک تیسرا اختیار بھی ہے کہ ''معاف کر دیں۔'' جبکہ بعض فقہاء نے دیت لینے کو بھی معاف کرنے کی ایک صورت بیان کیا ہے۔

٤٥٠٥- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَدٍ: أخبرني أَبِي: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حدَّثني يَحْيٰى؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حدَّثني أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ ابنُ شَدَّادٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أَبِي كَثِيرٍ: حدَّثني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قامَ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُودَى، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ»، فقامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! اكْتُبْ لِي - قالَ الْعَبَّاسُ: اكْتُبُوا

۴۵۰۵- سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: ''جس کسی کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو تو اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے کہ یا تو دیت دیا جائے یا قصاص۔'' تب اہل یمن میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اس کا نام ابوشاہ تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ لکھ دیجیے۔ (عباس بن ولید کے الفاظ ہیں...... اُكْتُبُوا لِي) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوشاہ کو لکھ دو۔'' حدیث کے یہ الفاظ احمد بن ابراہیم کے ہیں۔

٤٥٠٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في حكم ولي القتيل في القصاص والعفو، ح:١٤٠٦ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وقال: "حسن صحيح".

٤٥٠٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها . . . الخ، ح:١٣٥٥، والبخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟ ح:٢٤٣٤ من حديث الأوزاعي به، ومن حديث حرب بن شداد به، أخرجه البخاري، ح:٦٨٨٠.

لِي - فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اكْتُبُوا لأَبِي شَاهٍ» وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ أحْمَدَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: اكْتُبُوا لِي يَعْنِي خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد نبی علیہ السلام کے خطبہ کا لکھنا ہے۔

فوائد ومسائل: ① قتل عمد میں قاتل سے قصاص ہوتا ہے یا پھر اگر مقتول کے وارث رضامند ہوں تو دیت بھی لے سکتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں احادیث رسول لکھی بھی گئی ہیں۔ تاہم ان کا دائرہ بہت محدود تھا۔ اور صحابۂ کرام ؓ بجا طور پر یہ سمجھتے اور عقیدہ رکھتے تھے کہ فرامین رسول ﷺ ہی ہمارے لیے معیار عمل ہیں۔

٤٥٠٦- حَدَّثَنا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ مُوسٰى عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إلٰى أَوْلِيَاءِ المَقْتُولِ فإنْ شاءُوا قَتَلُوهُ وَإنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ».

۴۵۰۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کیا جائے وہ چاہیں تو اسے (قصاص میں) قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لیں۔“

فائدہ: مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مسئلہ آگے حدیث: ۴۵۳۰ میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٥) - باب مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ (التحفة ٥)

باب: ۵- اگر کوئی دیت لینے کے بعد بھی قتل کرے تو؟

٤٥٠٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ، وَأَحْسَبُهُ: عن الْحَسَنِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا أُعْفِي

۴۵۰۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔“

٤٥٠٦_ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الكفار، ح: ١٤١٣، وابن ماجه، ح: ٢٦٥٩ من حديث عمرو بن شعيب به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

٤٥٠٧_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، * الحسن البصري عنعن، وشك الراوي في السند.

مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ».

فائدہ: یہ بات واضح ہے کہ یہ بہت بڑا جرم ہے کہ وارث پہلے دیت قبول کر لے پھر موقع پا کر قاتل کو یا کسی دوسرے کو قتل کر ڈالے۔ اور ابوداود طیالسی کی روایت مذکورہ بالا کی شاہد اور مؤید ہے کہ ایسے مجرم سے قصاص لیا جائے گا۔ (عون المعبود)

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِيمَنْ سَقَى رَجُلًا سُمًّا أَوْ أَطْعَمَهُ فَمَاتَ، أَيُقَادُ مِنْهُ (التحفة ٦)

باب: ٦- اگر کوئی شخص کسی کو زہر پلایا کھلا دے اور وہ مر جائے تو کیا اس سے قصاص لیا جائے گا؟

٤٥٠٨- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبِيبِ بنِ عَرَبِيٍّ: حَدَّثَنا خالِدُ بنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن هِشامِ بنِ زَيْدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسولَ الله ﷺ بشاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا إلى رسولِ الله ﷺ فَسَأَلَهَا عن ذٰلِكَ، فقالَتْ: أَرَدْتُ لأَقْتُلَكَ، فَقَالَ: «مَا كَانَ اللهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذٰلِكِ»، أو قالَ: «عَلَيَّ». قالَ: فقالُوا: أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قال: «لَا»، فما زِلْتُ أَعْرِفُها في لَهَوَاتِ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۵۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس زہر آلود بکری (کا گوشت) لائی تو آپ نے اس سے کھایا۔ پھر اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا' آپ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: میں نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تجھے یہ کام نہ کرنے دے گا۔'' یا فرمایا: ''اللہ تجھے مجھ پر مسلط نہ ہونے دے گا۔'' صحابہ نے کہا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس زہر کا اثر رسول اللہ ﷺ کے حلق میں کوے پر دیکھتا رہا۔

٤٥٠٩- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ؛ ح: وحَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبَّادٌ عن سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، عن الزُّهْرِيِّ،

۴۵۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے نبی ﷺ کو زہر آلود بکری ہدیہ کی۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: پھر نبی ﷺ نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

٤٥٠٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، السلام، باب السم، ح:٢١٩٠ عن يحيى بن حبيب، والبخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية من المشركين، ح:٢٦١٧ من حديث خالد بن الحارث به.

٤٥٠٩ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] * سفيان بن حسين ضعيف عن الزهري، ثقة عن غيره.

عن سَعِيدٍ وَأبي سَلَمَةَ - قالَ هَارُونُ: عن أبي هُرَيْرَةَ -: أنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُودِ أَهْدَتْ إلَى النَّبيِّ ﷺ شَاةً مَسْمُومَةً. قالَ: فما عَرَضَ لَها النَّبيُّ ﷺ.

قالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذِهِ أُخْتُ مَرْحَبٍ الْيَهُودِيَّةُ الَّتي سَمَّتِ النَّبيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ یہودی عورت مرحب کی بہن تھی جس نے نبی ﷺ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔

٤٥١٠- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: كَانَ جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله يُحَدِّثُ أَنَّ يَهُودِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُولِ الله ﷺ فَأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ الذِّرَاعَ فَأَكَلَ مِنْها وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصحَابِهِ مَعَهُ، ثُمَّ قالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «ارْفَعُوا أَيْدِيَكُم»، وَأَرْسَلَ رَسُولُ الله ﷺ إلَى الْيَهُودِيَّةِ فَدَعَاهَا فقالَ لَها: «أَسَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ؟» قَالَتِ الْيَهُودِيَّةُ: مَنْ أَخْبَرَكَ؟ قالَ: «أَخْبَرَتْني هٰذِهِ في يَدِي، الذِّرَاعُ». قالَتْ: نَعَمْ. قالَ: «فَمَا أَرَدْتِ إلَى ذٰلِكَ؟» قالَتْ: قُلْتُ: إنْ كَانَ نَبيًّا فَلَمْ يَضُرَّهُ، وَإنْ لَمْ يَكُنْ نَبيًّا اسْتَرَحْنا مِنْهُ، فَعَفَا عَنْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا، وَتُوفِّيَ بَعْضُ أَصحَابِهِ الَّذِينَ أَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ

۴۵۱۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ اہل خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بکری کو آگ پر بھون کر زہر آلود کیا اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دے دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دستی کا حصہ لیا اور کھانے لگے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابۂ کرام کی ایک جماعت بھی اس سے کھانے لگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کھینچ لو۔'' اور اس عورت کو بلوایا اور اس سے پوچھا: ''کیا تو نے اس بکری کو زہر آلود کیا ہے؟'' وہ یہودن بولی: آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس دستی نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔عورت نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تیرا اس سے کیا ارادہ تھا؟'' کہنے لگی' میں نے کہا: اگر یہ نبی ہوا تو اسے یہ ہرگز نقصان نہیں دے گی اور اگر نبی نہ ہوا تو ہم اس سے راحت پا جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا اور کوئی سزا نہ دی۔ اور آپ کے وہ صحابہ جنہوں نے اس بکری میں سے کھایا تھا ان

٤٥١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٤٦ من حديث أبي داود به * الزهري عن جابر منقطع "لم يسمع منه" (تحفة الأشراف: ٢/ ٣٥٦).

وَاحْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِي أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ؛ حَجَمَهُ أَبُو هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي بَيَاضَةَ مِنَ الأَنْصَارِ.

میں سے ایک (بشر بن براء بن معرور) وفات پا گئے اور (خود) رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھانے کی وجہ سے اپنے کندھوں کے درمیان میں پچھنے لگوائے۔ یہ پچھنے آپ کو ابو ہند نے گائے کے سینگ اور چھری کے ساتھ لگائے۔ اور ابو ہند انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کا غلام تھا۔

٤٥١١- حَدَّثَنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ نَحْوَ حَدِيثِ جَابِرٍ قالَ: فَمَاتَ بِشْرُ بنُ الْبَرَاءِ بنِ مَعْرُورٍ الأنْصَارِيُّ، فأَرْسَلَ إلَى الْيَهُودِيَّةِ: «مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ؟»، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ جَابِرٍ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَتْ. وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الْحِجَامَةِ.

۴۵۱۱- حضرت ابوسلمہ ؓ سے روایت ہے کہ خیبر میں ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنی ہوئی بکری ہدیہ کی...... اور حضرت جابر کی روایت کی مانند روایت کیا...... کہا کہ پھر حضرت بشر بن براء بن معرور انصاری (اس کی وجہ سے) فوت ہو گئے۔ تو آپ نے اس یہودن کو بلوایا (اور اس سے پوچھا:) ”تجھے اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟“...... تو حدیث جابر کی مانند ذکر کیا...... تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ اور پچھنے لگوانے کا معاملہ اس میں ذکر نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی شخص کسی کو زہر کھلا کر مار ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ ② اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیے حلال ہے اور اسی طرح ان سے ہدیہ بھی لیا جا سکتا ہے۔ ③ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ گوشت کے ایک ٹکڑے نے اپنے زہر آلود ہونے کی آپ کو خبر دے دی۔

٤٥١٢- حَدَّثَنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: كانَ رسولُ الله ﷺ يَقْبَلُ الهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

۴۵۱۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور صدقہ نہ کھایا کرتے تھے۔ حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے...... اور ابو ہریرہ ؓ کا واسطہ ذکر نہیں کیا...... کہا کہ رسول اللہ

٤٥١١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٤٦ من حديث أبي داود به، ، انظر الحديث الآتي.

٤٥١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٢٦٢ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٢/ ٣٥٩ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، مختصرًا.

وحَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ في مَوْضِعٍ آخَرَ عن خَالِدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ - وَلَمْ يَذْكُرْ أبَا هُرَيْرَةَ - قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. زَادَ: فأَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ شَاةً مَصْلِيَّةً سَمَّتْهَا، فأَكَلَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْهَا وأَكَلَ الْقَوْمُ، فقالَ: «ارْفَعُوا أيْدِيَكُم فإنَّهَا أخْبَرَتْني أنَّهَا مَسْمُومَةٌ»، فَمَاتَ بِشْرُ ابنُ الْبَرَاءِ بنِ مَعْرُورٍ الأنْصَارِيُّ، فأَرْسَلَ إلَى الْيَهُوديَّةِ: «مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ؟» قالَتْ: إنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ الَّذِي صَنَعْتُ، وإنْ كُنْتَ مَلِكًا أرَحْتُ النَّاسَ مِنْكَ، فأَمَرَ بِهَا رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَتْ، ثُمَّ قال في وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: «مَا زِلْتُ أجِدُ مِنَ الأُكْلَةِ الَّتي أكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أوَانُ قَطَعَتْ أبْهَرِيَّ».

ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے اور صدقہ نہیں کھایا کرتے تھے۔ مزید کہا کہ ایک یہودی عورت نے خیبر میں آپ کو ایک بکری ہدیہ کی جو بھونی گئی تھی اور اس نے اسے زہر آلو کر دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ لوگوں (صحابۂ کرام) نے بھی اس سے کھایا۔ آپ نے فرمایا: ’’اپنے ہاتھ کھینچ لو‘ اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔‘‘ پھر (اس کی وجہ سے) بشر بن براء بن معرور انصاری ؓ فوت ہو گئے۔ تو آپ نے اس یہودن کو بلوایا (اور پوچھا:) ’’تجھے اس کارستانی پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟‘‘ اس نے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو میرے اس کام سے آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں لوگوں کو آپ سے راحت پہنچا سکوں گی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اپنی اس تکلیف کے متعلق بتایا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی: ’’میں ان لقموں کی وجہ سے جو میں نے خیبر میں کھائے تھے ہمیشہ تکلیف میں رہا ہوں‘ اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ اس نے میری شاہ رگ کاٹ دی ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① زہر آلود بکری کھلانے والی عورت کی بابت دو طرح کی روایات اس باب میں آئی ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور بعض میں ہے کہ اسے قصاصاً قتل کر دیا گیا۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ مِنَّةُ الْمُنْعِم شرح صحيح مسلم میں اس کی بابت یوں رقم طراز ہیں کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو پہلے معاف کر دیا تھا لیکن جب آپ کے ساتھ کھانے میں شریک حضرت بشر بن براء ؓ اس زہر کی وجہ سے شہید ہو گئے تو پھر بعد میں آپ نے اس عورت کو قصاص میں قتل کر دیا۔ دیکھیے: (منة المنعم شرح صحيح مسلم: ۴۵۰/۳) ② صدقے کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگوں کے مالوں کی میل ہوتا ہے جو نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے حلال نہ تھا۔ ایسے ہی معروف مستحقین کے علاوہ اغنیاء کو بھی صدقہ لینا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت زہر خورانی کا اثر عود کر آیا تھا‘ اس طرح آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ ③ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ قطعاً غیب نہیں جانتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے صحابۂ کرام ہی کو علم غیب تھا۔ اگر ان کو یہ علم ہوتا کہ جو گوشت وہ کھا رہے ہیں زہر آلود ہے تو وہ ہرگز ہرگز اسے نہ کھاتے۔ واللہ اعلم.

٤٥١٣- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أبِيهِ: أنَّ أُمَّ مُبَشِّرٍ قالَتْ لِلنَّبيِّ ﷺ في مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: مَا يُتَّهَمُ بِكَ يَا رَسُولَ الله! فإنِّي لَا أتَّهِمُ بِابْنِي شَيْئًا إلَّا الشَّاةَ المَسْمُومَةَ الَّتي أكَلَ مَعَكَ بِخَيْبَرَ، وقالَ النَّبيُّ ﷺ: «وَأنَا لَا أتَّهِمُ بِنَفْسِي إلَّا ذٰلِكَ فَهٰذَا أوَانُ قَطْعِ أبْهَرَيَّ».

۴۵۱۳- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس بیماری میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ان دنوں میں ام مبشر (زوجۂ زید بن حارثہ) نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیا گمان کرتے ہیں؟ میں اپنے بیٹے کے متعلق یہی سمجھتی ہوں کہ وہ زہر آلود بکری جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھائی تھی وہ اسی سے متاثر ہوا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بھی اپنے متعلق اسی کا گمان ہے اور یہ وقت آ گیا ہے کہ میری شاہ رگیں کٹ رہی ہیں۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: وَرُبَّمَا حَدَّثَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الحديثِ مُرْسَلًا عن مَعْمَرٍ عن الزُّهْرِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ، وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، وَذَكَرَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أنَّ مَعْمَرًا كَانَ يُحَدِّثُهُمْ بالْحَدِيثِ مَرَّةً مُرْسَلًا فَيَكْتُبُونَهُ، وَيُحَدِّثُهُمْ مَرَّةً بِهِ فَيُسْنِدُهُ فَيَكْتُبُونَهُ، وَكُلٌّ صحيحٌ عِنْدَنا. قالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: فَلَمَّا قَدِمَ ابنُ المُبَارَكِ عَلٰى مَعْمَرٍ أسْنَدَ لَهُ مَعْمَرٌ أحَادِيثَ كَانَ يُوقِفُهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے یہ روایت کئی بار بسند معمر بواسطہ زہری، نبی ﷺ سے مرسل، اور کئی بار زہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کے واسطے سے موصول روایت کی ہے۔ عبدالرزاق نے کہا کہ معمر جب یہ روایت مرسل بیان کرتے تو ہم اسی طرح لکھ لیتے تھے اور جب مسند روایت کرتے تو ہم اسی طرح لکھ لیتے اور ہمارے نزدیک یہ سب صحیح ہیں۔ عبدالرزاق نے بتایا کہ جب ابن مبارک معمر کے ہاں گئے تو انہوں نے وہ تمام احادیث جو وہ موقوف بیان کیا کرتے تھے ابن مبارک کو مسند روایت کیں۔

٤٥١٤- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۴۵۱۴- حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ

٤٥١٣_ تخريج: [صحيح] * وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

٤٥١٤_ تخريج: [صحيح].

حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنا رَبَاحٌ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أُمِّهِ أُمِّ مُبَشِّرٍ. قال أبُو سَعِيدِ بْنُ الأَعْرَابِيِّ: كَذَا قالَ عنْ أُمِّهِ وَالصَّوَابُ عن أبِيهِ، عن أُمِّ مُبَشِّرٍ دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَى حَديثِ مَخْلَدِ بنِ خَالِدٍ نحوَ حَديثِ جَابِرٍ قالَ: فَمَاتَ بِشْرُ بنُ الْبَرَاءِ بنِ مَعْرُورٍ، فأَرْسَلَ إلَى الْيَهُودِيَّةِ فقالَ: مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ؟ فذكَرَ نحوَ حديثِ جابِرٍ، فأَمَرَ بِهَا رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَتْ: وَلَمْ يَذْكُرِ الْحِجَامَةَ.

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مخلد بن خالد (کی مذکورہ بالا روایت) کے ہم معنی بیان کیا۔ جیسے کہ حدیث جابر میں آیا ہے...... انہوں نے کہا کہ پھر حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ تجھے اس کارستانی پر کس چیز نے آمادہ کیا؟...... اور حدیث جابر کی مانند روایت کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا اور پچھنے لگوانے کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٧) - باب مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ أَوْ مَثَّلَ بِهِ، أَيُقَادُ مِنْهُ؟ (التحفة ٧)

باب: ٧- اگر کوئی اپنے غلام کو قتل کر دے یا اس کا کان' ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تو کیا اس سے قصاص لیا جائے گا؟

٤٥١٥- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ الْجَعْدِ: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۵۱۵- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم اسے قتل کریں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کاٹے گا ہم اس کی ناک کاٹیں گے۔''

٤٥١٥_ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل عبده، ح: ١٤١٤، وابن ماجه، ح: ٢٦٦٣، والنسائي، ح: ٤٧٤٠، ٤٧٤٢ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في مسند علي ابن الجعد، ح: ٩٨٤، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٣٦٧، ووافقه الذهبي * حسن عن سمرة حسن كما تقدم، ح: ٣٥٤.

٤٥١٦- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن قَتَادَةَ بإسْنَادِهِ مِثْلَهُ، قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ خَصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ» ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَحَمَّادٍ.

۴۵۱۶- جناب قتادہ ؒ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام کو خصی کیا ہم اسے خصی کر دیں گے۔“ اور پھر شعبہ اور حماد کی حدیث کی مثل روایت کیا۔ (یعنی جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عن هِشَامٍ مِثْلَ حَدِيثِ مُعَاذٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اسے ابوداود طیالسی نے بواسطہ ہشام روایت کیا اور حدیث معاذ کی طرح بیان کیا۔

فائدہ: بعض ائمہ کے نزدیک مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ اس لیے بعد کی روایات صحیح ہیں اور مسئلہ وہی ہے جو ان سے ثابت ہو رہا ہے کہ غلام کے بدلے میں مالک کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جن کے نزدیک مذکورہ روایات صحیح یا حسن ہیں ان کے نزدیک اس کا مطلب صرف زجر و توبیخ اور تنبیہ ہے نہ کہ قصاص لیا جانا یا پھر یہ روایات منسوخ ہیں۔ (عون)

٤٥١٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ عَامِرٍ عن ابنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ بإسْنَادِ شُعْبَةَ مِثْلَهُ. زَادَ: ثُمَّ إنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ هٰذَا الحديثَ فَكَانَ يَقُولُ: لَا يُقْتَلُ حُرٌّ بِعَبْدٍ.

۴۵۱۷- جناب قتادہ نے بسند شعبہ مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت کیا۔ مزید کہا کہ پھر حسن یہ حدیث بھول گئے اور کہا کرتے تھے کہ کسی آزاد کو کسی غلام کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

٤٥١٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ قال: لَا يُقَادُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ.

۴۵۱۸- ہشام نے بواسطہ قتادہ حسن سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ آزاد سے غلام کا قصاص نہیں لیا جاتا۔

٤٥١٩- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الْحَسَنِ بنِ

۴۵۱۹- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٤٥١٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٥١٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

٤٥١٨ـ تخريج: [حسن] * وله شواهد، منها الحديث السابق: ٤٥١٧.

٤٥١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من مثل بعبده فهو حر، ح: ٢٦٨٠ من حديث أبي حمزة سوار به.

تَسْنِيم الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ: أخبرنا سَوَّارٌ أبُو حَمْزَةَ: حدثنا عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: جاءَ رَجُلٌ مُسْتَصْرِخٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ فقالَ: جارِيَةٌ لَهُ يَا رَسُولَ الله! فقالَ: «وَيْحَكَ مَالَكَ؟» فقالَ: شَرٌّ أبْصَرَ لِسَيِّدِهِ جارِيَةً لَهُ فَغارَ فَجَبَّ مَذَاكِيرَهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيَّ بالرَّجُلِ»، فَطُلِبَ فلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اذْهَبْ فأنْتَ حُرٌّ»، فقالَ: يَا رَسُولَ الله! عَلَى مَنْ نُصْرَتِي؟ قالَ: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»، أوْ قالَ: «عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی چلّاتا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اس کی لونڈی تھی‘ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”افسوس تجھ پر‘ تجھے کیا ہوا ہے؟“ اس نے کہا: بہت برا ہوا ہے۔ میں نے اپنے مالک کی لونڈی کو دیکھ لیا‘ تو اسے غیرت آئی اور پھر اس نے میرا ذکر کاٹ ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔“ اسے ڈھونڈا گیا مگر نہ لا سکے۔ تو آپ نے غلام سے فرمایا: ”جاؤ تم آزاد ہو۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (اگر وہ مجھے دوبارہ غلام بنانے کی کوشش کرے تو) میری مدد کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان۔“ یا فرمایا: ”ہر مومن۔“

قالَ أبُو دَاوُدَ: الَّذِي عُتِقَ كَانَ اسْمُهُ رَوْحَ بنَ دِينَارٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ آزاد کیے جانے والے کا نام رَوح بن دینار تھا۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: الَّذِي جَبَّهُ زِنْبَاعٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: جس نے اس کا ذکر کاٹا اس کا نام زنباع تھا۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا زِنْبَاعٌ أبُو رَوْحٍ كَانَ مَوْلَى الْعَبْدِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: یہ زنباع ابوروح ہے۔ یہ اس غلام (رَوح بن دینار) کا آقا تھا۔

فائدہ: اگر کوئی مالک اپنے غلام پر ظلم کرے اور اس کے اعضاء کاٹ ڈالے تو غلام آزاد کر دیا جائے گا۔ اور مالک سے قصاص لینے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ اس کی مختصر تفصیل گزری۔

(المعجم ٨) - باب الْقَسَامَةِ (التحفة ٨)

باب:۸- قسامت کا بیان

فائدہ: ”قسامۃ“ قسم سے ماخوذ ہے اور تکرار کے ساتھ قسمیں اٹھانے کے معنی میں ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کہیں کوئی قتل ہو جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو اور نہ کوئی گواہی موجود ہو مگر مقتول کے وارث کسی شخص یا اشخاص پر قتل کا دعوی رکھتے ہوں اور اس کے کچھ قرائن بھی موجود ہوں مثلاً ان لوگوں کے مابین دشمنی ہو یا ان کے علاقے میں قتل ہوا ہو یا کسی کے پاس سے مقتول کا سامان ملے یا اس قسم کی دیگر علامات موجود ہوں تو مدعی لوگ پہلے پچاس قسمیں

کھائیں گے کہ فلاں شخص یا افراد ہمارے آدمی کے قاتل ہیں۔ اس طرح ان کا دعویٰ ثابت ہوگا۔ اگر مدعی لوگ قسمیں نہ کھائیں تو مدعا علیہ پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ اگر معاملہ واضح نہ ہو سکے تو بیت المال سے اس مقتول کی دیت ادا کی جائے گی۔

٤٥٢٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المَعْنَى قالَا: أخبرنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ، عن سَهْلِ بنِ أبي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بنِ خَدِيجٍ: أنَّ مُحَيِّصَةَ بنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ الله بنَ سَهْلٍ انْطَلَقَا قِبَلَ خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا في النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ الله بنُ سَهْلٍ فاتَّهَمُوا الْيَهُودَ، فَجَاءَ أخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ سَهْلٍ وَابْنَا عَمِّهِ: حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ في أمْرِ أخِيهِ وَهُوَ أصْغَرُهُمْ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْكُبْرَ الْكُبْرَ»، أوْ قال: «لِيَبْدَإِ الأكْبَرُ»، فتَكَلَّمَا في أمْرِ صَاحِبِهِمَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَلْيُدْفَعْ بِرُمَّتِهِ». قالُوا: أمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ؟ قال: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ». قالُوا: يَا رَسُولَ الله! قَوْمٌ كُفَّارٌ. قالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ الله ﷺ منْ قِبَلِهِ. قالَ: قالَ سَهْلٌ: دَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ يَوْمًا فَرَكَضَتْني

۴۵۲۰- حضرت سہل بن ابو حثمہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور کھجوروں کے باغات میں جدا جدا ہو گئے۔ پس عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا۔ سو انہوں نے (وہاں کے) یہودیوں پر الزام لگایا۔ پھر اس (مقتول) کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور اس کے چچازاد حُوَیّصہ اور محیصہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن اپنے بھائی کے معاملے میں بات کرنے لگا جبکہ وہ ان سب سے چھوٹا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' یا فرمایا: ''پہلے بڑا بات شروع کرے۔'' پھر ان دونوں نے اپنے بھائی کے بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمی ان کے کسی کے خلاف پچاس قسمیں کھائیں تو اس ملزم کی رسی تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔'' انہوں نے کہا: یہ ایسا معاملہ ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو ہم قسمیں کیسے کھائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں دے کر تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کافر لوگ ہیں۔ (ان کی قسموں کا کیا اعتبار؟) الغرض رسول اللہ ﷺ نے اپنی

٤٥٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين . . . الخ، باب القسامة، ح: ١٦٦٩/ ٢ عن عبيدالله بن عمر بن ميسرة، والبخاري، الأدب، باب إكرام الكبير، ويبدأ الأكبر بالكلام والسؤال، ح: ٦١٤٣ من حديث حماد بن زيد به.

نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ رَكْضَةً بِرِجْلِهَا. قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ.

طرف سے اس کی دیت ادا فرمائی۔ سہل کہتے ہیں: میں ایک دن ان کے باڑے میں چلا گیا تو ان اونٹنیوں میں سے ایک نے مجھے لات دے ماری۔ حماد بن زید نے یہی یا اس کے قریب قریب بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ وَمَالِكٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قَالَ فِيهِ: «أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دمَ صَاحِبِكُم أَوْ قَاتِلِكُمْ». وَلَمْ يَذْكُرْ بِشْرٌ: «دَمَ». وقالَ عَبْدَةُ عن يَحْيَى كَمَا قَالَ حَمَّادٌ. وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن يَحْيٰى فَبَدَأَ بِقَوْلِهِ: «تُبَرِّئُكُم يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا يَحْلِفُونَ» وَلَمْ يَذْكُرِ الاسْتِحْقَاقَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بشر بن مفضل اور مالک نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا اور کہا: ”کیا تم لوگ پچاس قسمیں کھاؤ گے کہ اپنے عزیز کے خون کے حق دار بن سکو؟ یا قاتل کے حق دار بن سکو؟“ بشر نے ”خون کے حق دار بننے“ کا ذکر نہیں کیا۔ اور عبدہ نے بواسطہ یحییٰ وہی کہا ہے جیسے کہ حماد نے کہا۔ اور ابن عیینہ کی روایت جو یحییٰ سے ہے اس میں اس نے ابتدائی طور پر یوں کہا ہے: ”یہودی پچاس قسمیں کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔“ اور ”حقدار بننے“ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا وَهْمٌ مِن ابنِ عُيَيْنَةَ.

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔

٤٥٢١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ عن أَبِي لَيْلَى بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ سَهْلٍ، عن سَهْلِ بنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَراءِ قَوْمِهِ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجا إلى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتَى يَهُودَ فقالَ: أَنْتُمْ وَالله! قَتَلْتُمُوهُ. قالُوا: وَالله! مَا قَتَلْنَاهُ. فَأَقْبَلَ

۴۵۲۱- حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے بڑوں نے خبر دی کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ لوگوں کو مالی مشکلات کا سامنا تھا تو وہ دونوں (محنت مزدوری کی تلاش میں) خیبر کی طرف نکل گئے۔ پھر محیصہ کو خبر دی گئی کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے ایک کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ تو وہ یہودیوں کے پاس گیا اور کہا: اللہ کی قسم! تم لوگوں ہی نے اس کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر وہ چلا آیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا اور ان کو سب بتایا۔ تو وہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن

٤٥٢١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٧٧، ٨٧٨.

حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ - وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ - وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ سَهْلٍ، فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ - وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ - فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» - يُرِيدُ السِّنَّ - فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُم، وَإمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ»، فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ بِذٰلِكَ، فَكَتَبُوا: إنَّا وَالله! مَا قَتَلْنَاهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُم؟» قالُوا: لَا، قالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُم يَهُودُ؟» قالُوا: لَيْسُوا مُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قال سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

بن سہل (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے۔ تو محیصہ بات کرنے لگا...... اور یہی تھا جو خیبر میں گیا تھا...... تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کا خیال کر۔'' یعنی جو عمر میں بڑا ہے۔ پھر حویصہ نے بات کی۔ پھر محیصہ نے کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ تمہارے آدمی کی یا تو دیت دیں گے ورنہ جنگ کے لیے تیار رہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ تفصیل لکھ بھیجی۔ انہوں نے جواباً لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ''کیا تم لوگ قسمیں کھاؤ گے کہ اپنے آدمی کے خون کے حق دار بن سکو۔'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تمہارے مقابلے میں یہودی قسمیں کھائیں گے۔'' ان لوگوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ (یعنی ان کی قسموں کا کیونکر اعتبار کریں؟) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا فرمائی اور سو اونٹنیاں ان کی طرف بھیج دیں حتی کہ ان کے احاطے میں داخل کر دی گئیں۔ سہل کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات دے ماری تھی۔

فوائد و مسائل: ① قتل یا دیگر امور میں تصفیہ کے لیے کفار سے بھی قسمیں لی جائیں۔ اللہ کے نام کی قسمیں۔ بشرطیکہ فریق ثانی ان کا اعتبار کرے۔ ② حکومت اسلامیہ میں کسی بھی شخص کا خون ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ ③ اگر مدعا علیہ متعین نہ ہو سکے اور معاملہ مشتبہ ہو تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ ④ کفار کے ہاں محنت مزدوری اور ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں' بشرطیکہ انسان اپنا دین اسلام محفوظ رکھ سکے۔ ⑤ مجلس میں بات پیش کرنی ہو تو چھوٹے کو چاہیے کہ بڑے کا ادب کرتے ہوئے پہلے اسے بات کرنے دے۔ ⑥ قسامت سے قتل کا دعویٰ ثابت ہو جانے کی صورت میں مدعا علیہ کو قصاص میں قتل کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ البتہ دیت لازم ہونے پر اتفاق ہے۔

٤٥٢٢- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ وكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا الْوَلِيدُ عن أبي عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ: أَنَّهُ قَتَلَ بِالْقَسَامَةِ رَجُلًا مِنْ بَني نَصْرِ بنِ مَالِكٍ بِبَحْرَةِ الرُّغَاءِ عَلَى شَطِّ لِيَّةَ الْبَحْرَةِ قال: الْقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ مِنْهُمْ. وَهٰذَا لَفْظُ مَحْمُودٍ، بِبَحْرَةٍ، أَقَامَهُ مَحْمُودٌ وَحْدَهُ: عَلَى شَطِّ لِيَّةَ.

۴۵۲۲- جناب عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونصر بن مالک کے ایک آدمی کو قسامت کے فیصلے کی بنا پر (قصاص میں) قتل کیا تھا۔ یہ قبیلہ (طائف کے مضافات میں) لِیّہ شہر کے کنارے بحرة الرُّغاء کے مقام پر سکونت پذیر تھا۔ راوی نے کہا کہ قاتل اور مقتول ان میں سے تھے۔ یہ الفاظ محمود بن خالد کے ہیں۔ جس نے وضاحت سے "بحرة الرُّغاء" اور "شط لِيّه" کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي تَرْكِ الْقَوَدِ بِالْقَسَامَةِ (التحفة ٩)

باب:۹-قسامت کی وجہ سے قصاص نہ لینے کا بیان

٤٥٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحمَّدِ بنِ الصَّبَّاحِ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنا أبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عنْ بُشَيرِ بنِ يَسَارٍ: زَعَمَ أنَّ رَجُلًا مِنَ الأنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: سَهْلُ بنُ أبي حَثْمَةَ أخْبَرَهُ أنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أحَدَهُمْ قَتِيلًا، فَقَالُوا لِلَّذِينَ وَجَدُوهُ عِنْدَهُمْ: قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا؟ فَقَالُوا: مَا قَتَلْنَاهُ وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا، فانْطَلَقْنَا إلَى نَبِيِّ الله ﷺ

۴۵۲۳- جناب سہل بن ابو حثمہ ؓ نے بیان کیا کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیبر گئے اور وہاں جا کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک کو پایا کہ اسے قتل کر دیا گیا تھا' تو انہوں نے وہاں کے لوگوں سے کہا جہاں قتل ہوا تھا کہ تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں اس کے قاتل کی خبر ہے۔ چنانچہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا: "تم لوگ اس کے قاتل کے متعلق گواہ پیش کرو۔" انہوں نے کہا:

٤٥٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٢٧ من حديث أبي داود به، * السند مرسل، انظر المراسيل لأبي داود، ح: ٢٧٠.

٤٥٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب القسامة، ح: ٦٨٩٨ عن أبي نعيم الفضل بن دكين، ومسلم، القسامة، ح: ١٦٦٩/ ٥ من حديث سعيد بن عبيد الطائي به، وتقدم طرفه، ح: ١٦٣٨.

قال: فقَالَ لَهُمْ: «تَأْتُونِي بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ هٰذَا؟»، قالُوا: مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قالَ: «فَيَحْلِفُونَ لَكُمْ؟» قالُوا: لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تب وہ تمہارے جواب میں قسمیں کھائیں گے؟“ انہوں نے کہا: ہم یہودیوں کی قسموں پر راضی نہیں ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا کہ اس مقتول کا خون ضائع جائے تو صدقہ کے اونٹوں میں سے اس کی دیت سو اونٹنیاں ادا فرما دی۔

٤٥٢٤- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيِّ بنِ رَاشِدٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنا عَبَايَةُ بنُ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ ابنِ خَدِيجٍ قالَ: أَصْبَحَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ مَقْتُولًا بِخَيْبَرَ فَانْطَلَقَ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فقَالَ: «لَكُمْ شَاهِدَانِ يَشْهَدَانِ عَلَى قَتْلِ صَاحِبِكُمْ؟» قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَمْ يَكُنْ ثَمَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّمَا هُمْ يَهُودُ وَقَدْ يَجْتَرِئُونَ عَلَى أَعْظَمَ مِنْ هٰذَا، قالَ: «فَاخْتَارُوا مِنْهُمْ خَمْسِينَ فَاسْتَحْلِفُوهُمْ» فأَبَوْا فَوَدَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

۴۵۲۴- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصاریوں کا ایک آدمی خیبر میں قتل ہو گیا۔ تو اس کے وارث نبی ﷺ کے ہاں گئے اور اس مقتول کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس دو گواہ ہیں جو تمہارے اس ساتھی کے قتل کے متعلق گواہی دیں؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہ تھا' اور وہ لوگ یہودی ہیں' وہ اس سے بھی بڑی باتوں کی جرأت کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو ان میں سے پچاس آدمیوں کو منتخب کر لو اور ان سے قسمیں لے لو۔“ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا فرمائی۔

فائدہ: صحیح اور راجح یہ ہے کہ پہلے مدعی لوگوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھا کر اپنا دعویٰ ثابت کریں گے۔ تب فریق مخالف سے قسمیں وغیرہ لی جائیں گی۔

٤٥٢٥- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ عَنْ

۴۵۲۵- حضرت عبدالرحمٰن بن بجید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! بے شک سہل کو اس حدیث (کے بیان کرنے)

٤٥٢٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٧٧، ح: ٤٤١٣ من حديث الحسن بن علي به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٤٥٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنعن.

مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ ابنِ الْحَارِثِ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ بُجَيْدٍ قالَ: إنَّ سَهْلًا - وَاللهِ! - أَوْهَمَ الحَدِيثَ إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إلَى يَهُودَ أنَّهُ قَدْ وُجِدَ بَيْنَ أظْهُرِكُمْ قَتِيلٌ فَدُوهُ، فَكَتَبُوا يَحْلِفُونَ باللهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا قَتَلْنَاهُ وَمَا عَلِمْنَا قاتِلًا قالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ.

میں وہم ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو یہ لکھا تھا کہ بلا شبہ تم میں مقتول پایا گیا ہے' لہٰذا اس کی دیت ادا کرو۔ تو انہوں نے لکھا اور (اپنی تحریر میں) اللہ کے نام کی پچاس قسمیں کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں قاتل کا کوئی علم ہے۔ انہوں نے کہا: پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت ایک سو اونٹنیاں اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

٤٥٢٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ أبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ عنْ رِجَالٍ مِنَ الأنْصَارِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِلْيَهُودِ - وَبَدَأَ بِهِمْ - «يَحْلِفُ مِنْكُم خَمْسُونَ رَجُلًا» فأبَوْا، فقالَ لِلأنْصَارِ: «اسْتَحِقُّوا»، فقَالُوا: نَحْلِفُ عَلَى الْغَيْبِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَجَعَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَةً عَلَى يَهُودَ لأنَّهُ وُجِدَ بَيْنَ أظْهُرِهِمْ.

۴۵۲۶- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار' انصار کے کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہودیوں سے کہا...... اور ان ہی سے ابتدا کی...... ''تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں۔'' مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے انصاریوں سے کہا کہ اپنا حق (قسمیں کھا کر) ثابت کرو۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اَن دیکھی بات پر کیسے قسمیں کھائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت یہودیوں پر ڈال دی کیونکہ وہ مقتول ان ہی کے ہاں پایا گیا تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس مقتول کی دیت رسول اللہ ﷺ نے بیت المال سے ادا فرمائی تھی۔ جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: يُقَادُ مِنَ الْقَاتِلِ (التحفة ١٠)

باب:۱۰- قاتل سے قصاص لینے کا بیان

فائدہ: اسلام میں اور سابقہ ملتوں میں بھی یہ امر مسلّم ہے کہ اگر کہیں کسی سے قتل عمد جیسا بڑا اور سنگین جرم سرزد ہو جائے تو اس میں قصاص یعنی بدلہ لازم آتا ہے۔ سوائے اس کے کہ مقتول کے وارث بالکل معاف کر دیں یا مال کی

٤٥٢٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٢١ من حديث أبي داود به، * الزهري عنعن.

صورت میں خون بہا لینا قبول کر لیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (المائدة:۴۵) ”جان کے بدلے جان ہے۔“ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی﴾ (البقرة:۱۷۸) ”اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔“ ﴿وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ (البقرة:۱۷۹) ”عقل مندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے۔“

٤٥٢٧- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ عنْ قَتَادَةَ، عنْ أنَسٍ: أنَّ جَارِيَةً وُجِدَتْ قَدْ رُضَّ رَأْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا؟ أفُلَانٌ؟ أفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ، فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ النَّبيُّ ﷺ أنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بالْحِجَارَةِ.

۴۵۲۷- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی پائی گئی کہ اس کا سر دو پتھروں میں رکھ کر کچل دیا گیا تھا (اور ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی) تو اس سے پوچھا گیا: یہ تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں نے؟ کیا فلاں نے؟ حتیٰ کہ ایک یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا۔ (ہاں) تو اس یہودی کو پکڑا گیا اور پھر اس نے اعتراف کر لیا تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی پتھروں سے کچلا جائے۔

٤٥٢٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنْ أيُّوبَ، عنْ أبِي قِلَابَةَ، عن أنَسٍ: أنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الأنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ أَلْقَاهَا في قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فأُتِيَ بِهِ النَّبيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ أنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ، فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ.

۴۵۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کو قتل کر دیا جو کچھ زیور پہنے ہوئے تھی' اور پھر ایک کنویں میں پھینک دیا اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا۔ پھر اسے پکڑ لیا گیا تو اسے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے سنگسار کیا جائے حتیٰ کہ مر جائے۔ چنانچہ اسے سنگسار کیا گیا' حتیٰ کہ وہ مر گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن أيُّوبَ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن جریج نے ایوب سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں رجم (سنگسار) کا مفہوم دیگر روایات کی روشنی میں یہ ہے کہ قصاص میں مجرم کا سر پتھروں

٤٥٢٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا أومأ المريض برأسه إشارة بينة تعرف، ح:٢٧٤٦، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره . . . الخ، ح: ١٦٧٢ من حديث همام به.

٤٥٢٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، ، انظر الحديث السابق.

میں رکھ کر کچلا گیا تھا۔

٤٥٢٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن شُعْبَةَ، عنْ هِشَامِ بنِ زَيْدٍ، عنْ جَدِّهِ أنَسٍ: أنَّ جارِيَةً كَانَ عَلَيْهَا أوْضَاحٌ لَهَا فَرَضَخَ رَأْسَهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فقَالَ لَهَا: «مَنْ قَتَلَكِ: فُلَانٌ قَتَلَكِ؟» فقَالَتْ: لَا، بِرَأْسِهَا. قال: «مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلَانٌ قَتَلَكِ؟» قالَتْ: لَا، بِرَأْسِهَا. قالَ: «فُلَانٌ قَتَلَكِ؟» قالَتْ: نَعَمْ بِرَأْسِهَا. فأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۴۵۲۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی اپنے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھی کہ ایک یہودی نے پتھر سے اس کا سر کچل دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس لڑکی کے پاس آئے جب کہ (ابھی) اس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا فلاں نے تجھے قتل کیا ہے؟“ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے دو پتھروں میں رکھ کر قتل کیا گیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قصاص میں قاتل ہی کو قتل کیا جائے گا' چاہے وہ کسی مرد کا قاتل ہو یا عورت کا یہاں عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا گیا' کیونکہ وہ اس عورت کا قاتل تھا۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: أيُقَادُ الْمُسْلِمُ مِنَ الْكَافِرِ؟ (التحفة ١١)

باب:۱۱-کیا مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کیا جائے گا؟

٤٥٣٠- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن قَيْسِ بنِ عُبَادٍ قالَ:

۴۵۳۰-حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے' انہوں نے کہا: میں اور اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خاص وصیت فرمائی ہے جو عام لوگوں سے نہ کہی ہو؟ انہوں نے

٤٥٢٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا قتل بحجر أو بعصًا، ح: ٦٨٧٧، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره . . . الخ، ح: ١٦٧٢ من حديث عبدالله بن إدريس به.

٤٥٣٠ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب القود بين الأحرار والمماليك في النفس، ح: ٤٧٣٨ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ١/ ١٢٢، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٦٩٩ وغيره.

انْطَلَقْتُ أَنَا وَالأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ فَقُلْنَا: هَلْ عَهِدَ إِلَيْكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً؟ فقالَ: لَا، إِلَّا مَا فِي كِتَابِي هٰذَا - قالَ مُسَدَّدٌ قالَ: فَأَخْرَجَ كِتَابًا، وقالَ أَحْمَدُ: كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ - فإذَا فِيهِ: «الْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ. أَلَا، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ، مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَى نَفْسِهِ، وَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

فرمایا: نہیں۔ سوائے اس کے جو میرے پاس اس مکتوب میں ہے..... مسدد کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے وہ تحریر نکالی۔ احمد بن حنبل نے کہا: انہوں نے اپنی تلوار کی میان میں سے وہ تحریر نکالی..... تو اس میں تھا: ”تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے علاوہ کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں (ایک دوسرے کی مدد کرنے کے پابند ہیں۔) ان کے ذمے اور امان کا ان کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی پابند ہے۔ خبردار! کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے میں اور کسی امان والے کو اس کے ایام امان میں قتل نہ کیا جائے' جس نے دین میں کوئی نیا کام کیا (بدعت ایجاد کی) تو اس کا وبال اس کی اپنی جان پر ہے' جس نے کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو جگہ دی تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔“

قال مُسَدَّدٌ عن ابنِ أبي عَرُوبَةَ: فَأَخْرَجَ كِتَابًا.

مسدد نے بواسطہ ابن ابوعروبہ (یوں) روایت کیا: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر نکالی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی خاص انفرادی وصیت نہیں کی گئی تھی' اس کی کوئی ضرورت تھی نہ اس کا کوئی ثبوت ہی ہے۔ بخلاف اس دعوی کے جس کے روافض مدعی ہیں۔ روافض کا دعوی سراسر غلط اور بے اصل ہے۔ ② کسی مسلمان عربی' عجمی یا کالے گورے کو کسی دوسرے مسلمان پر کوئی فضیلت نہیں۔ خون سب کے برابر ہیں' صرف تقوے کی بنا پر فضیلت حاصل ہے' مگر اس کا علم اور فیصلہ اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ ③ کافر کے مقابلے میں مسلمان کی مدد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے بشرطیکہ وہ حق پر ہو۔ ④ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جا سکتا' البتہ دیت ضرور دی جائے گی۔ ⑤ دین میں بدعت (نئی ایجاد) کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ دین ہر اعتبار سے کامل اور مکمل ہے۔ بدعتی آدمی اللہ کی مخلوق میں ملعون ہے۔ ایسے آدمی کو عزت دینا حرام ہے۔ معاملات کی دنیا میں مروت اور رواداری ایک الگ مسئلہ ہے۔

٤٥٣١ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ:

۴۵۳۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٤٥٣١ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٥١، أخرجه ابن ماجه، الديات، باب المسلمون تتكافأ دماؤهم، ◄◄

حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَلِيٍّ، زَادَ فِيهِ: «وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أقْصاهُمْ، وَيَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلٰى مُضْعِفِهِمْ وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلٰى قَاعِدِهِمْ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... اور مذکورہ بالا روایت علی کی مانند ذکر کیا۔ اس میں اضافہ ہے: ''ان کا (مسلمانوں کا) بعید ترین فرد بھی امان دے سکتا ہے۔ اور ان کا تنومند اور قوی رفتار اپنے ضعیف اور سست رفتار کو بھی ساتھ ملائے (مال غنیمت میں اس کو شریک کرے) اور چھوٹے دستے میں جانے والا بڑے لشکر میں رہ جانے والوں کو بھی شریک سمجھے۔''

فائدہ: آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ جہاد میں شریک ہونے والے تمام مجاہد مال غنیمت میں حصے دار ہوں گے' حتی کہ اگر ایک چھوٹا دستہ' بڑے لشکر سے الگ ہو کر کوئی جہاد معرکہ سر کرے اور وہاں سے مال غنیمت حاصل کرے' تو اس میں بڑے لشکر والے بھی' جو اپنے امیر کے ساتھ بیٹھے رہے' شریک ہوں گے۔

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِيمَنْ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟** (التحفة ١٢)

باب:١٢- اگر کوئی شخص کسی غیر کو اپنی بیوی کے پاس پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟

٤٥٣٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن سُهَيْلٍ، عن أبِيهِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ: أنَّ سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ قالَ: يَا رَسُولَ الله! الرَّجُلُ يَجِدُ مَعَ أهْلِهِ رَجُلًا أيَقْتُلُهُ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا». قالَ سَعْدٌ: بَلٰى وَالَّذِي أكْرَمَكَ بِالْحَقِّ! قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اسْمَعُوا إلٰى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُم».

٤٥٣٢- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو کیا اسے قتل کر ڈالے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے: کیوں نہیں' قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ عزت دی! نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی بات سنو' کیا کہہ رہا ہے۔''

قالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ: «إلٰى مَا يَقُولُ سَعْدٌ».

عبدالوہاب کی روایت میں ہے: ''سنو سعد کیا کہہ رہا ہے۔'' (یعنی بہت ہی غیرت مند ہیں۔)

◀◀ ح: ٢٦٨٥ من حديث عمرو بن شعيب به.

٤٥٣٢_ تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، باب: ١، ح: ١٤٩٨ عن قتيبة به.

٤٥٣٣ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ: أرَأَيْتَ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قالَ: «نَعَمْ».

۴۵۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: فرمایئے کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر آدمی کو پاؤں تو کیا اسے چھوڑ دوں حتی کہ چار گواہ لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فوائد ومسائل: ① دوسری احادیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو سعد کس قدر غیرت مند ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ سب سے بڑھ کر غیرت والا ہے۔ (صحیح البخاری' النکاح' قبل حدیث:۵۲۲۰ وصحیح مسلم' اللعان' حدیث: ۱۴۹۸) ② اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ صاحب ایمان کو اللہ کی حدود پر ٹھہرنے والا ہونا چاہیے نہ کہ ان سے تجاوز کرنے والا۔ اسلام میں انسانی جان کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس قسم کے حادثے میں بھی کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ چار گواہ ہوں یا اقرار ہو تو تب رجم ہوگا۔ اگر گواہ ہوں' نہ عورت کا اقرار بلکہ صرف خاوند کا دعویٰ ہو تو اس صورت میں رجم نہیں ہوگا' بلکہ لعان ہوگا۔

(المعجم ١٣) - بابُ الْعَامِلِ يُصَابُ عَلَى يَدَيْهِ خَطأً (التحفة ١٣)

باب:۱۳- نادانستہ طور پر اگر کسی عامل سے کوئی شخص زخمی ہو جائے تو!

٤٥٣٤ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عائشةَ أَنَّ النبيَّ ﷺ بعثَ أَبَا جَهْمِ بنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقًا فَلَاجَّهُ رَجُلٌ في صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ، فَأَتَوُا النَّبيَّ ﷺ فقالُوا: الْقَوَدَ يَا رَسُولَ الله! فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذا»، فَلَمْ يَرْضَوْا، فقالَ: «لَكُمْ كَذا

۴۵۳۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو زکوۃ کا عامل بنا کر بھیجا۔ صدقے (کے حساب) میں ان کا ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا تو ابوجہم رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا اور زخمی کر دیا۔ تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس چلے آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم بدلہ لیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم تمہیں اس اس قدر مال دیتے ہیں۔'' مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''چلو اس اس قدر لے

٤٥٣٣ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٣٧.

٤٥٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب السلطان يصاب على يده، ح: ٤٧٨٢ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٨٠٣٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٤٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٤٧٠ * الزهري عنعن.

وَكَذَا»، فَلَمْ يَرْضَوْا، فقالَ: «لَكُم كَذا وكَذا»، فَرَضُوا، فقالَ النبيُّ ﷺ: «إنِّي خاطِبٌ الْعَشِيَّةَ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ»، فقالوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ رسولُ الله ﷺ فقالَ: «إنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّينَ أتَوْني يُرِيدُونَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وكذا فَرَضُوا، أرَضِيتُمْ؟» قالُوا: لَا، فَهَمَّ المُهَاجِرُونَ بِهِمْ، فأَمَرَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ أنْ يَكُفُّوا عَنْهُمْ، فَكَفُّوا، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ فقالَ: «أرَضِيتُمْ»، فقَالُوا: نَعَمْ، فقالَ: «إنِّي خاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ»، فقالوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ رسولُ الله ﷺ فقال: «أرَضِيتُمْ؟» قالُوا: نَعَمْ.

لو۔'' وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''اس اس قدر لے لو۔'' تو وہ راضی ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آج شام میں خطبہ دوں گا اور لوگوں کو بتاؤں گا کہ تم لوگ راضی ہو گئے ہو۔'' انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''بنولیث کے یہ لوگ میرے پاس قصاص کا مطالبہ لے کر آئے تھے تو میں نے انہیں اس اس قدر مال کی پیش کش کی ہے تو وہ راضی ہو گئے ہیں۔ (پھر آپ بنولیث سے مخاطب ہوئے) کیا تم رضامند ہو؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر مہاجرین بھنا اٹھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان سے باز رکھا تو وہ رک گئے۔ آپ نے ان لوگوں کو پھر بلایا اور مزید مال کی پیش کش کی اور ان سے پوچھا: ''کیا تم راضی ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں لوگوں کو خطبہ دوں گا اور انہیں تمہاری رضامندی کا بتاؤں گا۔'' انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور (ان سے) پوچھا: ''کیا تم راضی ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں (ہم راضی ہیں۔)

ملحوظہ: بعض حضرات نے اس حدیث کی صحت تسلیم کی ہے۔ لیکن صحیح تر بات یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٤) - باب الْقَوَدِ بِغَيْرِ حَدِيدٍ (التحفة ١٤)

باب:١٤- لوہے کے ہتھیار کے علاوہ دوسری طرح سے قصاص لینا

٤٥٣٥ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أنسٍ: أنَّ جَارِيَةً وُجِدَتْ قَدْ رُضَّ رَأْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ

۴۵۳۵- سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی پائی گئی جس کا سر دو پتھروں میں رکھ کر کچل دیا گیا تھا۔ تو اس سے پوچھا گیا: تیرے ساتھ یہ کس نے کیا

٤٥٣٥_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٢٧.

لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا؟ أَفُلَانٌ؟ أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

ہے؟ کیا فلاں نے' کیا فلاں نے؟ حتی کہ ایک یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کیا (کہ ہاں۔) وہ یہودی پکڑ لیا گیا تو اس نے اقرار کرلیا۔ پھر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی پتھر سے کچلا جائے۔

فائدہ: مجرم سے قصاص لینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس انداز سے اس نے قتل کیا ہوا سی انداز سے اسے قتل کیا جائے جیسے اس واقعہ میں ہے اور عُکل اور عُرینہ کے لوگوں کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا تھا۔

(المعجم . . .) - **باب الْقَوَدِ مِنَ الضَّرْبَةِ وَقَصِّ الأَمِيرِ مِنْ نَفْسِهِ** (التحفة ١٥)

باب:...... مار پیٹ سے قصاص اور حاکم کا اپنے سے قصاص دلوانا

٤٥٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عن عَمْرٍو يَعْني ابْنَ الْحَارِثِ، عن بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن عَبِيدَةَ ابنِ مُسَافِعٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ الله ﷺ يَقْسِمُ قَسْمًا أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ رَسُولُ الله ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ فَجُرِحَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «تَعَالَ فَاسْتَقِدْ»، قَالَ: بَلْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ الله!.

۴۵۳۶- سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: ایک بار رسول اللہ ﷺ کچھ تقسیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور آپ کے اوپر جھک گیا' تو آپ نے اپنی کھجور کی لاٹھی سے جو آپ کے پاس تھی اسے کچوکا دیا' پس اس سے اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''آؤ اور اپنا بدلہ لے لو۔'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں نے معاف کیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر یہ بات بالکل صحیح ہے کہ نبی علیہ السلام اپنے آپ کو بدلہ دینے کے لیے پیش فرما دیا کرتے تھے۔ جیسے کہ آئندہ حدیث: ۵۲۲۴ میں آ رہا ہے۔

٤٥٣٧- حَدَّثَنَا أبُو صَالِحٍ: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي

۴۵۳۷- جناب ابوفراس (ربیع بن زیاد بن انس حارثی) سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

٤٥٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب القود في الطعنة، ح: ٤٧٧٧ من حديث عبدالله بن وهب به * عبيدة بن مسافع لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن المديني "مجهول، ولا أدري سمع من أبي سعيد أم لا؟".

٤٥٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب القصاص من السلاطين، ح: ٤٧٨١ من حديث الجريري به، مختصرًا، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٤٤ * أبوفراس النهدي مستور، ولم يعرفه أبوزرعة.

نَضْرَةَ، عنْ أبي فِرَاسٍ قالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ فقَالَ: إنِّي لَمْ أَبْعَثْ عُمَّالِي لِيَضْرِبُوا أبْشَارَكُمْ وَلَا لِيَأْخُذُوا أمْوَالَكُمْ، فَمَنْ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إلَيَّ أُقِصُّهُ مِنْهُ. قال عَمْرُو بنُ الْعَاصِ: لَوْ أنَّ رَجُلًا أدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ أتُقِصُّهُ مِنْهُ؟ قال: إي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إلَّا أُقِصُّهُ، وَقَدْ رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أقَصَّ مِنْ نَفْسِهِ.

نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: میں اپنے عُمّال اس لیے نہیں بھیجتا کہ تمہارے جسموں پر ماریں یا تمہارے مال تم سے چھین لیں۔ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا مقدمہ میرے پاس لائے تاکہ میں اس سے قصاص لوں۔ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کسی نے اپنی رعایا میں سے کسی کی تادیب کی ہو (اسے سزا دی ہو) تو کیا آپ اس کا بدلہ لیں گے؟ فرمایا: ہاں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے بدلہ لوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بدلہ دلواتے تھے۔

(المعجم ١٥) - باب عَفْوِ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۵- عورت بھی قصاص معاف کر سکتی ہے

٤٥٣٨- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن الأوْزَاعِيِّ، أنَّهُ سَمِعَ حِصْنًا، أنَّهُ سَمِعَ أبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «عَلَى الْمُقْتَتِلِينَ أنْ يَنْحَجِزُوا الأوَّلُ فَالأوَّلُ وَإنْ كَانَتِ امْرَأةً».

۴۵۳۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لڑائی کرنے (قصاص کا مطالبہ کرنے) والے بدلہ لینے میں حوصلے سے کام لیں۔ (جلدی نہ کریں۔) وارثوں میں سے معاف کرنے کا حق درجہ بدرجہ ہے، خواہ کوئی عورت ہی ہو۔“

قالَ أبُو دَاوُدَ: يَنْحَجِزُوا: يَكُفُّوا عنِ الْقَوَدِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: [يَنْحَجِزُوا] کے معنی ہیں: ”قصاص لینے سے رک جانا۔“

[قالَ أبُو دَاوُدَ: يَعْنِي أنَّ عَفْوَ النِّسَاءِ فِي الْقَتْلِ جَائِزٌ إذَا كَانَتْ إحْدَى الأوْلِيَاءِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أبِي عُبَيْدٍ قالَ:

مزید فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قتل کے معاملے میں وارثوں میں اگر کوئی عورت بھی ہو تو وہ بھی معاف کر سکتی ہے۔ اور [أن يَنْحَجِزُوا] کے معنی کے

٤٥٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب عفو النساء عن الدم، ح: ٤٧٩٢ من حديث الوليد بن مسلم به، * حصن مستور.

يَنْحَجِزُوا : يَكُفُّوا عنِ الْقَوَدِ].

سلسلے میں ابوعبیدہ سے مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: ''قصاص لینے سے باز رہیں۔''

(المعجم ...) - **باب مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا بَيْنَ قَوْمٍ** (التحفة ١٧)

باب:...... جو کسی بلوے میں قتل ہو جائے

٤٥٣٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ، وَهٰذَا حَدِيثُهُ عنْ عَمْرٍو، عنْ طَاوُسٍ قالَ: مَنْ قُتِلَ - وَقال ابنُ عُبَيْدٍ: قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ -: «مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا فِي رَمْيٍ يَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحِجَارَةٍ أَوْ بالسِّيَاطِ أَوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَإِ. وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ».

۴۵۳۹- جناب طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو کوئی کسی بلوے میں مارا گیا ہو۔ اور ابن عبید کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بلوے میں مارا گیا ہو (کہ اس کا قاتل دیکھا نہ گیا ہو) سنگباری ہوئی ہو یا ڈنڈے بازی یا کسی لاٹھی سے مرا ہو تو یہ قتل خطا ہے' اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی۔ البتہ جو شخص (جان بوجھ کر) عمداً قتل کیا گیا ہو تو اس میں قصاص ہے۔''

وَقالَ ابنُ عُبَيْدٍ: «قَوَدُ يَدٍ»، ثُمَّ اتَّفَقَا، «وَمَنْ حَالَ دُونَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَغَضَبُهُ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ» وَحَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ.

ابن عبید کے لفظ ہیں: [قَوَدُ يَدٍ] (قاتل کی جان سے قصاص لیا جائے گا۔) اور جو اس (قصاص لینے) میں رکاوٹ بنے تو اس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہو' اس کا کوئی نفل یا فرض مقبول نہیں۔'' سفیان کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

٤٥٤٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ أبي غَالِبٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ عنْ سُلَيْمَانَ بنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ

۴۵۴۰- جناب طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا روایت سفیان کی مانند بیان کیا۔

٤٥٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٤٥٤٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب من قتل بحجر أو سوط، ح: ٤٧٩٣ من حديث سعيد بن سليمان به.

فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ.

(المعجم ١٦) - باب الدِّيَةِ كَمْ هِيَ (التحفة ١٨)

باب:١٦- دیت کی مقدار کا بیان

فائدہ: خون بہا' یا کسی چوٹ وغیرہ کے بدلے میں دیے جانے والے مال کو ''دیت'' کہتے ہیں۔

٤٥٤١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ عنْ سُلَيْمانَ ابنِ مُوسَى، عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبيهِ، عنْ جَدِّهِ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى أنَّ مَنْ قُتِلَ خَطأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الإبِلِ: ثَلاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَثَلاثُونَ حِقَّةٌ. وَعَشْرُ بَنِي لَبُونٍ ذُكُرٌ.

۴۵۴۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص غلطی سے قتل کیا گیا ہو تو اس کی دیت ایک سو اونٹ ہے۔ تیس اونٹنیاں مؤنث ایک سالہ' تیس اونٹنیاں مؤنث دو سالہ' تیس اونٹنیاں مؤنث تین سالہ اور دس عدد اونٹ مذکر دو سالہ۔

٤٥٤٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: كَانَتْ قِيمَةُ الدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ ثَمَانَ مِائَةِ دِينَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَدِيَةُ أهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِينَ. قالَ: فَكَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فقَامَ خَطِيبًا فقالَ: ألَا إنَّ الإبِلَ قَدْ غَلَتْ.

۴۵۴۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار (سونے کے) یا آٹھ ہزار درہم (چاندی کے) تھی اور ان دنوں اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہوتی تھی۔ چنانچہ معاملہ ایسے ہی رہا حتی کہ حضرت عمر ؓ خلیفہ بنے۔ تو انہوں نے خطبہ دیا اور کہا: بلاشبہ اونٹ مہنگے ہو گئے ہیں' پھر آپ نے یہ دیت سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار دینار کر دی'

٤٥٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على خالد الحذاء، ح: ٤٨٠٥، وابن ماجه، ح: ٢٦٣٠ من حديث محمد بن راشد به.

٤٥٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٧، ١٠١ من حديث أبي داود به.

قَالَ: فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا، وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ. قَالَ: وَتَرَكَ دِيَةَ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ.

گائے والوں کے لیے دوسو گائے اور بکریوں والوں کے لیے دو ہزار بکریاں' حُلّے (خاص قسم کے کپڑے) تیار کرنے والوں کے لیے دوسو حُلّے مقرر کی' اور ذمی لوگوں کی دیت ویسے ہی رہنے دی اور اسے نہیں بڑھایا۔

فائدہ: حکومت اسلامیہ کے اصحاب حل وعقد پر لازم ہے کہ دیت جیسے شرعی واجبات میں بازار کے بھاؤ کے مطابق عوام میں اعلان عام کرتے رہا کریں تا کہ کسی پر ظلم نہ ہو۔

٤٥٤٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى فِي الدِّيَةِ عَلَى أَهْلِ الإِبِلِ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْقَمْحِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ مُحَمَّدٌ.

۴۵۴۳- جناب عطاء بن ابی رباح ؒ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے دیت کی شرح یوں مقرر فرمائی تھی کہ اونٹوں والوں پر ایک سو اونٹ' گائے والوں پر دو سو گائے' بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں' حُلّے والوں پر دوسو حُلّے اور گندم والوں پر بھی کچھ مقرر کی تھی جو محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی۔

٤٥٤٤- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: ذَكَرَ عَطَاءٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ وَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ مُوسَى

۴۵۴۴- جناب عطاء (بن ابی رباح) نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (دیت کی شرح) مقرر کی اور مذکورہ بالا حدیث موسیٰ بن اسماعیل کی مانند روایت کی۔ اور کہا کہ غلّے والوں پر بھی کچھ مقرر کی تھی جو مجھے یاد نہیں۔

٤٥٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٨ من حديث أبي داود به، * محمد بن إسحاق عنعن، والسند مرسل، وانظر الحديث الآتي.

٤٥٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٨ من حديث أبي داود به، * محمد بن إسحاق لم يصرح بالسماع.

وقال: وَعَلَى أهلِ الطَّعَامِ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ.

٤٥٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ عن زَيْدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن خِشْفِ بنِ مَالِكٍ الطَّائِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرُونَ حِقَّةً وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ ذُكُرٍ» وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ الله.

۴۵۴۵-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل خطا کی دیت بیس اونٹنیاں تین سالہ' بیس اونٹنیاں چار سالہ' بیس اونٹنیاں ایک سالہ' بیس اونٹنیاں دو سالہ اور بیس اونٹ نر ایک سالہ۔'' اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے۔

٤٥٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ، عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ قُتِلَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا.

۴۵۴۶-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عدی کا ایک آدمی قتل ہو گیا تو نبی ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار (درہم) طے فرمائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ، لَمْ يَذْكُرْ: ابنَ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن عیینہ نے بواسطہ عمرو' عکرمہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا مگر اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: [فِي دِيَةِ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ] (التحفة ١٩)

باب:۱۷-قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو' کی دیت

٤٥٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل؟ ح: ١٣٨٦، والنسائي، ح: ٤٨٠٦، وابن ماجه، ح: ٢٦٣١ من حديث الحجاج بن أرطاة به، وهو ضعيف مدلس.

٤٥٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الدراهم؟ ح: ١٣٨٨، والنسائي، ح: ٤٨٠٧، وابن ماجه، ح: ٢٦٢٩ من حديث محمد بن مسلم الطائفي به، وأعله النسائي، والصواب أنه حسن.

فائدہ: قتل خطا شبہ عمد کی دیت کا یہ باب اس مقام پر بعض نسخوں کے اعتبار سے ہے' ورنہ اکثر نسخوں میں یہ باب فیمن تطبب...... کے بعد ہے' جیسا کہ اس نسخے میں بھی دوبارہ یہ باب وہاں موجود ہے۔ قتل کی تین قسمیں ہیں۔ قتل عمد (جو قصداً جان بوجھ کر ہو) قتل خطا (جو بلا قصد و ارادہ ہو جائے) قتل خطا شبہ العمد. یعنی مارنے والے نے قصداً کوئی ایسی چیز ماری جس سے کوئی مرتا نہیں ہے' نہ اس کی نیت ہی اسے قتل کرنے کی تھی۔ مثلاً لاٹھی' کوڑا یا پتھر مارا جس سے آدمی عموماً مرتا نہیں ہے' مگر اتفاقاً مضروب مر گیا۔

٤٥٤٧- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ، عنِ الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ أَوْسٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ - قال مُسَدَّدٌ -: خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ فكَبَّرَ ثَلاثًا ثُمَّ قالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ» - إِلٰى هٰهُنَا حَفِظْتُهُ مِنْ مُسَدَّدٍ - ثُمَّ اتَّفَقَا: «أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُذْكَرُ وَتُدْعَى مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ». ثُمَّ قالَ: «أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ - مَا كَانَ بالسَّوْطِ وَالْعَصَا - مِائَةٌ مِنَ الإِبِلِ مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا» وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَتَمُّ.

۴۵۴۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور تین بار "اللہ اکبر" کہا۔ پھر فرمایا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ' صَدَقَ وَعْدَهُ' وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ] "ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد کی۔ اور اس ایک اکیلے ہی نے تمام گروہوں کو پسپا کر دیا......" یہاں تک کی روایت مجھے مسدد سے یاد ہے۔ پھر سلیمان بن حرب اور مسدد دونوں روایت کرنے میں متفق ہیں...... فرمایا: "خبردار! جاہلیت میں ذکر کیے جانے والے تمام مفاخر یا خون اور مال کے مطالبات میرے پاؤں تلے روندے جا رہے ہیں۔ (ان کی کوئی حیثیت نہیں اور کوئی مطالبہ نہیں ہوگا) سوائے اس کے جو حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت تھی یا بیت اللہ کی خدمت کا شرف تھا (وہ باقی رہے گا۔") پھر فرمایا: "خبردار! قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو' جو سانٹے یا لاٹھی کی مار سے ہوا ہو اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ ان میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔" اور مسدد کی روایت زیادہ کامل ہے۔

٤٥٤٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية شبه العمد مغلظة، ح: ٢٦٢٧ من حديث سليمان ابن حرب به، ورواه النسائي، ح: ٤٧٩٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٦، وابن الجارود، ح: ٧٧٣.

فائدہ: دیت کی اس مذکورہ قسم کو مُغَلَّظَه کہا جاتا ہے۔ یعنی بھاری اور ثقیل۔

٤٥٤٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن خَالِدٍ بِهٰذا الإسْنَادِ نَحْوَ مَعْنَاهُ.

۴۵۴۸-موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہمیں وہیب نے خالد سے حدیث بیان کی اسی اسناد سے اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٥٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: خَطَبَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ أَوْ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى دَرَجَةِ الْبَيْتِ أو الْكَعْبَةِ.

۴۵۴۹-قاسم بن ربیعہ نے بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن بیت اللہ کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذا رَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ أَيْضًا عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو مِثْلَ حَدِيثِ خَالِدٍ، وَرَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن يَعْقُوبَ السَّدُوسِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ وَقَوْلُ زَيْدٍ وَأَبِي مُوسٰى مِثْلُ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيثِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ نے بسند علی بن زید' قاسم بن ربیعہ سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ایوب سختیانی نے قاسم بن ربیعہ سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے خالد کی حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اور حماد بن سلمہ نے بسند علی بن زید' یعقوب سدوسی سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ زید اور ابوموسیٰ کا قول حدیث نبوی اور روایت عمر رضی اللہ عنہ (جو آگے آ رہی ہے) کے مطابق ہے۔

٤٥٥٠- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ قال: قَضَى عُمَرُ في شِبْهِ الْعَمْدِ ثَلاثِينَ

۴۵۵۰-مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شبہ عمد میں فیصلہ کیا تھا کہ تیس اونٹنیاں تین سالہ' تیس اونٹنیاں چار سالہ اور چالیس اونٹنیاں جو حاملہ ہوں اور ان

٤٥٤٨_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٥٤٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية شبه العمد مغلظة، ح: ٢٦٢٨، والنسائي، ح: ٤٨٠٣ من حديث علي بن زيد بن جدعان به، وهو ضعيف، وحديث ابن عيينة رواه النسائي، وابن ماجه.

٤٥٥٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] * مجاهد لم يسمع من عمر رضي الله عنه، فالسند منقطع، وفي السند علل أخرى.

حِقَّةً وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً مَا بَيْنَ ثَنِيَّةٍ إِلَى بَازِلِ عَامِهَا.

کی عمر میں دو دانتا یعنی چھٹے سے لے کر نویں سال میں شروع ہونے والی کے درمیان ہوں۔

٤٥٥١- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَاصِمِ ابنِ ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ أَنَّهُ قالَ: فِي شِبْهِ الْعَمْدِ أَثْلَاثًا ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ حِقَّةٌ وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ ثَنِيَّةً إِلَى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَةٌ.

۴۵۵۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: شبہ عمد کی دیت میں اونٹ تین قسموں کے ہوں: تینتیس اونٹنیاں تین سالہ' تینتیس اونٹنیاں چار سالہ اور چونتیس اونٹنیاں چھ سے نو سالہ کے درمیان ہوں اور (یہ آخری) سب حاملہ ہوں۔

٤٥٥٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: فِي الْخَطَإِ أَرْبَاعًا، خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ.

۴۵۵۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قتل خطا میں دیت کے اونٹ چار طرح کے ہوں: پچیس اونٹنیاں تین سالہ' پچیس اونٹنیاں چار سالہ' پچیس اونٹنیاں دو سالہ اور پچیس اونٹنیاں ایک سالہ ہوں۔

٤٥٥٣- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ: قالَ عَبْدُ اللهِ فِي شِبْهِ الْعَمْدِ: خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ.

۴۵۵۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شبہ عمد کی دیت میں اونٹوں کی تفصیل یہ ہے کہ پچیس اونٹنیاں تین سالہ' پچیس اونٹنیاں چار سالہ' پچیس اونٹنیاں دو سالہ اور پچیس اونٹنیاں ایک سالہ ہوں۔

٤٥٥١ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٦٩ من حديث أبي داود به، * أبوإسحاق السبيعي عنعن.

٤٥٥٢ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٧٧، ح: ٣٣٤١ من حديث سفيان الثوري به، ورواه البيهقي: ٨/ ٦٩ من حديث أبي داود به.

٤٥٥٣ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٤ من حديث أبي داود به،، انظر الحديث السابق: ٤٥٥١.

٤٥٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله: حدثنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ رَبِّهِ، عن أبي عِيَاضٍ، عن عُثْمانَ بْنِ عَفَّانَ وَزَيْدِ بنِ ثَابِتٍ: في المُغَلَّظَةِ أرْبَعُونَ جَذَعةً خَلِفَةً وَثَلاثُونَ حِقَّةً وَثَلاثُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ، وفي الْخَطَإِ ثَلاثُونَ حِقَّةً وَثَلاثُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ وَعِشْرونَ [بَنِي] لَبُونٍ ذُكُورٍ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ.

۴۵۵۴- حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ مغلّظ دیت کی تفصیل یہ ہے کہ چالیس اونٹنیاں چار سالہ اور حاملہ' تیس اونٹنیاں تین سالہ اور تیس اونٹنیاں دو سالہ ہوں اور قتل خطا میں تیس اونٹنیاں تین سالہ' تیس اونٹنیاں دو سالہ' بیس اونٹ مذکر دو سالہ اور بیس اونٹنیاں ایک سالہ۔

٤٥٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عنْ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ في الدِّيَةِ المُغَلَّظَةِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۴۵۵۵- جناب سعید بن مسیّب نے حضرت زید بن ثابت ؓ سے دیت مغلظ میں مذکورہ بالا کی طرح بیان کیا۔

(المعجم . . .) - باب أَسْنَانِ الإِبِلِ (التحفة . . .)

باب:...... اونٹوں کی عمروں کی تفصیل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ: إذَا دَخَلَتِ النَّاقَةُ في السَّنَةِ الرَّابِعَةِ فَهُوَ حِقٌّ وَالأُنْثَى حِقَّةٌ لأنَّهُ يَسْتَحِقُّ أنْ يُرْكَبَ عَلَيْهِ وَيُحْمَلَ، فإذَا دَخَلَتْ في الْخَامِسَةِ فَهُوَ جَذَعٌ وَجَذَعَةٌ، فإذَا دَخَلَ في السَّادِسَةِ وَألْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ وَثَنِيَّةٌ، فَإِذَا دَخَلَ في السَّابِعَةِ فَهُوَ رَبَاعٌ وَرَبَاعِيَةٌ، فإذَا دَخَلَ في الثَّامِنَةِ وَألْقَى السِّنَّ الَّذِي بَعْدَ

امام ابوداود ؒ روایت کرتے ہیں کہ ابوعبید وغیرہ نے کہا ہے کہ اونٹ جب چوتھے سال میں جا رہا ہو تو اسے [حِقّ] (حا کی زیر کے ساتھ) اور اونٹنی کو [حِقّہ] کہتے ہیں کیونکہ مذکر سواری کرنے کے اور مادہ حاملہ ہونے کے لائق ہو جاتی ہے۔ اور جب پانچویں میں داخل ہو جائے تو اسے [جَذَع] اور مادہ کو [جَذعه] کہتے ہیں۔ اور جب چھٹے میں داخل ہو جائے اور اپنے دو دانت گرا دے تو اسے [ثَنِيّ] اور [ثَنِيَّه] کہتے ہیں اور

٤٥٥٤_ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٦٩ من حديث أبي داود به، * قتادة عنعن.

٤٥٥٥_ تخريج: [ضعيف] * سعيد بن أبي عروبة وقتادة عنعنا.

الرَّبَاعِيَةِ فَهُوَ سَدِيسٌ وَسَدَسٌ، فَإِذَا دَخَلَ فِي التَّاسِعَةِ وَفَطَرَ نَابُهُ وَطَلَعَ فَهُوَ بَازِلٌ، فَإِذَا دَخَلَ فِي الْعَاشِرَةِ فَهُوَ مُخْلِفٌ ثُمَّ لَيْسَ لَهُ اسْمٌ وَلٰكِنْ يُقَالُ بَازِلُ عَامٍ وَبَازِلُ عَامَيْنِ، وَمُخْلِفُ عَامٍ وَمُخْلِفُ عَامَيْنِ إِلٰى مَا زَادَ.

جب ساتویں میں شروع ہو تو اسے [رَبَاع] اور مؤنث کو [رباعیه] کہتے ہیں۔ اور جب آٹھویں سال میں داخل ہو جائے اور اگلے چار دانتوں کے بعد والے دانت گرا دے تو اسے [سَدِيس] اور مؤنث کو [سَدَس] کہتے ہیں۔ اور جب نویں میں داخل ہو جائے اور اس کے ناب (نیش دار دانت) نکل آئیں تو اسے [بازل] کہتے ہیں۔ اور جب دسویں میں شروع ہو جائے تو اسے [مُخلِف] کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کا کوئی خاص نام نہیں۔ بس یوں کہہ دیتے بازل عام' بازل عامین اور مخلف عام' مخلف عامین (ایک سال کا بازل' دو سال کا بازل' ایک سال کا مخلف' دو سال کا مخلف) جہاں تک بھی بڑھ جائے۔

وقالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: بِنْتُ مَخَاضٍ لِسَنَةٍ وَبِنْتُ لَبُونٍ لِسَنَتَيْنِ، وَحِقَّةٌ لِثَلَاثٍ، وَجَذَعَةٌ لأَرْبَعٍ، وَثَنِيٌّ لِخَمْسٍ، وَرَبَاعٌ لِسِتٍّ، وَسَدِيسٌ لِسَبْعٍ، وَبَازِلٌ لِثَمَانٍ.

نضر بن شمیل نے کہا: ایک سال کی اونٹنی کو [بنت مخاض] دو سال والی کو [بنت لبون] تین سال والی کو [حقه] چار سال والی کو [جذعه] پانچ سال والی کو [ثنی] چھ سال والی کو [رباع] سات سال والی کو [سدیس] اور آٹھ سال والی کو [بازل] کہتے ہیں۔

(مترجم عرض کرتا ہے کہ مذکورہ بالا اقوال میں کوئی اختلاف اور تعارض نہیں' صرف الفاظ کا فرق ہے۔ مثلاً جب اونٹنی کی عمر تین سال مکمل ہو جائے اور چوتھے میں داخل ہو تو اس کو ''حقہ'' کہتے ہیں' اس طرح سب میں ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو حَاتِمٍ وَالأَصْمَعِيُّ: وَالْجَذُوعَةُ وَقْتٌ وَلَيْسَ بِسِنٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو حاتم اور اصمعی نے کہا: [الجذوعه] دراصل وقت کو کہتے ہیں نہ کہ سال کو۔

قال أَبُو حَاتِمٍ: قال بَعْضُهُمْ: فَإِذَا أَلْقَى

ابو حاتم نے کہا: کئی علماء نے کہا ہے کہ اونٹ جب

رَبَاعِيَتَهُ فَهُوَ رَبَاعٌ، وَإِذَا أَلْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ.

اپنے چار دانت گرا دے تو اسے [رباع] کہتے ہیں اور جب دو دانت گرا دے تو اسے [ثنی] کہتے ہیں۔

وقال أبو عُبَيْدٍ: إِذَا أُلْقِحَتْ فَهِيَ خَلِفَةٌ فَلَا تَزَالُ خَلِفَةً إِلَى عَشْرَةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا بَلَغَ عَشْرَةَ أَشْهُرٍ فَهِيَ عُشَرَاءُ.

ابو عبید نے کہا: جب اونٹنی حاملہ ہو جائے تو اسے [خَلِفَه] کہتے ہیں اور دس مہینے تک یہ [خَلِفَه] ہی رہتی ہے اور جب دس مہینے پورے کر لے تو اسے [عُشَرَاء] کا نام دیا جاتا ہے۔

قال أبُو حَاتِمٍ: إذا ألقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ وَإذا ألقَى رَبَاعِيَتَهُ فَهُوَ رَبَاعٌ.

ابو حاتم کہتے ہیں: اونٹ جب اپنے دو دانت گرا دے تو اسے [ثنی] اور جب چار دانت گرا دے تو اسے [رباع] کہتے ہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ دِيَاتِ الْأَعْضَاءِ (التحفة ٢٠)

باب:١٨- اعضاء کی دیت کا بیان

٤٥٥٦- **حَدَّثَنا** إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ يَعْني ابنَ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن غَالِبٍ التَّمَّارِ، عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن مَسْرُوقِ بنِ أَوْسٍ، عن أبي مُوسَى عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الأَصَابِعُ سَوَاءٌ: عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الإبِلِ».

۴۵۵۶- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں سب برابر ہیں۔ (ہر ایک کی دیت) دس دس اونٹ ہے۔''

فائدہ: انگلیاں ہاتھ کی ہوں یا پاؤں کی انگوٹھا، چھنگلیا وغیرہ سبھی برابر ہیں۔ ہر ایک میں دس دس اونٹ دیت ہیں۔

٤٥٥٧- **حَدَّثَنا** أبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن غَالِبٍ التَّمَّارِ، عن مَسْرُوقِ بنِ

۴۵۵۷- حضرت (ابو موسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''انگلیاں سب

٤٥٥٦- **تخريج:** [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٢٦٥٤، والنسائي، ح: ٤٨٤٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٩٢، وللحديث طرق أخرى، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٧.

٤٥٥٧- **تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق.

أوْسٍ، عن الأشْعَرِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «الأَصَابِعُ سَوَاءٌ». قُلْتُ: عَشْرٌ عَشْرٌ؟ قال: «نَعَمْ».

برابر ہیں۔'' (مسروق کہتے ہیں) میں نے کہا: دس دس اونٹ؟ انہوں نے کہا: ''ہاں۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن غَالِبٍ، قال: سَمِعْتُ مَسْرُوقَ بنَ أوْسٍ. وَرَوَاهُ إسْمَاعِيلُ قالَ: حدَّثني غَالِبٌ التَّمَّارُ بإسْنَادِ أَبِي الْوَلِيدِ. وَرَوَاهُ حَنْظَلَةُ بنُ أبي صَفِيَّةَ عن غَالِبٍ بإسْنَادِ إسْمَاعِيلَ.

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن جعفر نے شعبہ سے' اس نے غالب سے روایت کی تو کہا: میں نے مسروق بن اوس سے سنا۔ اور اسماعیل نے روایت کی تو کہا: مجھے غالب التمار نے ابو ولید کی سند سے بیان کی۔ اور حنظلہ بن ابو صفیہ نے غالب سے اسماعیل کی سند سے بیان کی۔

٤٥٥٨ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي؛ ح: وحَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ كُلُّهُمْ عن شُعْبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ». قال: يَعْنِي الإبْهَامَ وَالْخِنْصَرَ.

۴۵۵۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اور یہ برابر ہیں۔'' یعنی انگوٹھا اور چھنگلیا۔

٤٥٥٩ - **حَدَّثَنا** عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حدَّثني شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عبَّاسٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الأَصَابِعُ سَوَاءٌ وَالأَسْنَانُ سَوَاءٌ الثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ».

۴۵۵۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں سب برابر ہیں' دانت سب برابر ہیں' آگے کے دو دانت اور ڈاڑھیں' یہ اور یہ سب برابر ہیں۔''

٤٥٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٦٨٩٥ من حديث شعبة به.

٤٥٥٩ـ تخريج: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الأسنان، ح: ٢٦٥٠ عن عباس بن عبدالعظيم العنبري به، وانظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ عن شُعْبَةَ بِمَعْنَى عَبْدِ الصَّمَدِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت نضر بن شمیل نے شعبہ سے (مذکورہ بالا روایت) عبدالصمد کے ہم معنی بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَاهُ الدَّارِمِيُّ عن النَّضْرِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں (ابوجعفر احمد بن سعید) دارمی نے نضر (بن شمیل) سے یہ حدیث بیان کی۔

٤٥٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ: أخبرنا أَبُو حَمْزَةَ عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الأَسْنَانُ سَوَاءٌ وَالأَصَابِعُ سَوَاءٌ».

۴۵۶۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانت سب برابر ہیں اور انگلیاں (سب) برابر ہیں۔''

٤٥٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مُحمَّدِ بنِ أبَانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ أَصَابِعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً.

۴۵۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیاں' سب برابر قرار دی ہیں۔

٤٥٦٢- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ: «فِي الأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ».

۴۵۶۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا جب کہ آپ اپنی کمر کعبہ سے لگائے ہوئے تھے: ''انگلیوں میں دس دس اونٹ ہیں۔''

٤٥٦٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الأسنان، ح: ٢٦٥١ من حديث علي بن الحسن بن شقيق به، وقال الترمذي، ح: ١٣٩١ "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٨.

٤٥٦١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق * في رواية اللؤلؤي "عن حسين المعلم"، والصواب عن "يسار المعلم"، وتابعه أبوحمزة.

٤٥٦٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب عقل الأصابع، ح: ٤٨٥٥ من حديث همام؛ وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨١.

٤٥٦٣- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «في الأَسْنَانِ خَمْسٌ خَمْسٌ».

۴۵۶۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں۔''

٤٥٦٤- قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَجَدْتُ في كِتَابِي عن شَيْبَانَ - وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ - فحدَّثَنَاهُ أبُو بَكْرٍ - صَاحِبٌ لَنَا ثِقَةٌ - قالَ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ رَاشِدٍ عن سُلَيْمانَ يَعني ابنَ مُوسَى، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَوِّمُ دِيَةَ الْخَطَإِ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عَدْلَها مِنَ الْوَرِقِ وَيُقَوِّمُهَا عَلَى أَثْمَانِ الإبِلِ، فإذَا غَلَتْ رَفَعَ في قِيمَتِهَا، وَإذَا هَاجَتْ رُخْصًا نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا، وَبَلَغَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ مَا بَيْنَ أَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إلَى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عِدْلِهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ قالَ: وَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَمَنْ كَانَ دِيَةُ عَقْلِهِ في الشَّاءِ فَأَلْفَيْ شَاةٍ. قالَ: وقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ

۴۵۶۴- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قتل خطا میں دیہات والوں پر اونٹوں کی قیمت کے اعتبار سے دیت لاگو کرتے تھے' چار سو دینار یا اس کے مساوی چاندی۔ جب اونٹ مہنگے ہو جاتے تو آپ دیت کی قیمت بڑھا دیتے اور جب سستے ہو جاتے تو دیت کی قیمت کم کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک یا اس کے برابر آٹھ ہزار درہم رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے گائے والوں پر دو سو گائیں لاگو کیں اور جس کی دیت میں بکریاں آتی تھیں تو ان پر دو ہزار بکریاں مقرر کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیت مقتول کے وارثوں میں قرابت کے اعتبار سے ورثے میں تقسیم ہوگی اور جو باقی بچ رہے وہ عصبات کے لیے ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے ناک کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ جب پوری طرح کاٹ دی گئی ہو' اس میں پوری دیت ہے اور جب اس کا سرا (بانسہ) کاٹا گیا ہو تو اس میں نصف دیت پچاس اونٹ یا اس کے برابر

٤٥٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٥٤٢، أخرجه النسائي، القسامة، باب عقل الأسنان، ح: ٤٨٤٥ من حديث حسين المعلم به.

٤٥٦٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الخطأ، ح: ٢٦٣٠، والنسائي، ح: ٤٨٠٥ من حديث محمد بن راشد به.

عَلٰى قَرَابَتِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ». قَالَ: وَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الأَنْفِ إِذَا جُدِعَ الدِّيَةَ كَامِلَةً وَإِنْ جُدِعَتْ ثَنْدُوَتُهُ فَنِصْفُ الْعَقْلِ خَمْسُونَ مِنَ الإِبِلِ أَوْ عَدْلُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَو الْوَرِقِ أَوْ مِائَةُ بَقَرَةٍ أَوْ أَلْفُ شَاةٍ، وفي الْيَدِ إِذَا قُطِعَتْ نِصْفُ الْعَقْلِ، وفي الرِّجْلِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وفي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلاثٌ وَثَلاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ، وَثُلُثٌ أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَو الْوَرِقِ أَو الْبَقَرِ أَو الشَّاءِ، وَالْجَائِفَةِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَفِي الأَصَابِعِ فِي كُلِّ إِصْبَعٍ عَشْرٌ مِنَ الإِبِلِ، وَفِي الأَسْنَانِ فِي كُلِّ سِنٍّ خَمْسٌ مِنَ الإِبِلِ. وَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ عَقْلَ الْمَرْأَةِ بَيْنَ عَصَبَتِهَا مَنْ كَانُوا لَا يَرِثُونَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا، فَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهُمْ. وقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ فَوَارِثُهُ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ وَلا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا».

سونا یا چاندی یا ایک سو گائے یا ایک ہزار بکری ہے۔ اور ایک ہاتھ میں' جب وہ کاٹ دیا گیا ہو' تو اس میں آدھی دیت ہے۔ اور ایک پاؤں میں آدھی دیت ہے۔ کھوپڑی کا زخم جو دماغ تک پہنچے' اس میں تہائی دیت ہے' تینتیس اونٹ اور ایک اونٹ کا تہائی یا اس کی قیمت سونا یا چاندی یا گائیں یا بکریاں۔ اور جو زخم پیٹ میں لگے تو اس میں بھی اسی طرح سے ہے۔ (تہائی دیت۔) اور انگلیوں میں' ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں۔ اور دانتوں میں ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت (اگر کوئی جرم کرے تو اس) کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے یعنی جو اس حصہ کے وارث بنتے ہیں جو مقررہ حصوں کے بعد باقی بچ رہے (یعنی باپ' بیٹا' بھائی اور چچا وغیرہ۔) اور اگر عورت قتل ہو جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گی اور یہی لوگ قاتل سے قصاص لینے کے حق دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل کے لیے کچھ نہیں۔ اور اگر مقتول کا اور کوئی وارث نہ ہو تو سب سے قریب ترین آدمی اس کا وارث ہو گا اور قاتل کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔''

قَالَ مُحَمَّدٌ: هٰذَا كُلُّهُ حدَّثَنِي بِهِ سُلَيْمَانُ ابنُ مُوسٰى عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

محمد بن راشد نے کہا: مجھے یہ تمام روایت سلیمان بن موسیٰ نے بسند عمرو بن شعیب اپنے والد سے' اس نے اپنے دادا سے' اس نے نبی ﷺ سے بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ مِنْ أَهْلِ دِمَشْقَ، هَرَبَ إِلَى الْبَصْرَةِ مِنَ الْقَتْلِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن راشد اہل دمشق سے تھے اور قتل (کے خوف) سے بصرہ بھاگ گئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① علماء پر واجب ہے کہ مسلمانوں کو ان کے معاشرتی شرعی حقوق وحدود سے آگاہ کرتے رہا کریں۔ ② کسی بھی مسلمان کو روا نہیں کہ مغلوب الغضب ہو کر کوئی ایسی کارروائی کرے جس سے وہ خود اور اس کے اقارب طعن کا نشانہ بنیں ورنہ انہیں دیت دینے کا پابند ہونا پڑے گا۔ ③ مال کے لالچ میں اپنے مورث کو قتل کر دینا انتہائی عظیم اور قبیح جرم ہے۔ ایسے نامعقول کو دنیا وآخرت خراب ہونے کے علاوہ وراثت سے بھی کلی طور پر محروم ٹھہرایا گیا ہے۔ ④ اس حدیث سے معاشرتی زندگی اور صلہ رحمی کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے کہ انسان کو اپنے اقارب سے ربط قائم رکھنا اور اسے مضبوط بنانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر اللہ نہ کرے، کبھی کوئی قصور ہو جائے تو دیت وغیرہ کی ادائیگی میں ان سے تعاون لے دے سکے۔ بالخصوص عورت کی دیت اس کے عصبات کے ذمے آتی ہے نہ کہ شوہر کے ذمے۔ (بحوالہ حدیث: ۴۵۷۵)

٤٥٦٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارِ بنِ بِلَالٍ الْعَامِلِيُّ: أخبرنا مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ رَاشِدٍ عن سُلَيْمانَ يَعني ابنَ مُوسٰى، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «عَقْلُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ وَلا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ».

۴۵۶۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”قتل شبہ عمد کی دیت مغلظ (ثقیل اور شدید) ہوتی ہے جیسے کہ قتل عمد کی، مگر اس کا مرتکب قتل نہیں کیا جاسکتا۔“

قال: وَزَادَنَا خَلِيلٌ عن ابنِ رَاشِدٍ: «وَذٰلِكَ أنْ يَنْزُوَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ النَّاسِ فَتَكُونَ دِمَاءٌ في عِمِّيًّا في غَيْرِ ضَغِينَةٍ وَلا حَمْلِ سِلَاحٍ».

(امام ابوداود رحمہ اللہ نے) کہا کہ خلیل نے ابن راشد سے مزید کہا: ”وہ (شبہ عمد) یوں ہے کہ شیطان لوگوں میں فساد پیدا کر دے اور بلوے میں کوئی خون ہو جائے (قاتل کو کسی نے دیکھا نہ ہو) اور لڑائی کرنے والوں میں کوئی گہری عداوت بھی نہ ہو اور نہ انہوں نے اسلحہ اٹھایا ہو۔“

٤٥٦٦ - حَدَّثَنَا أبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بنُ حُسَيْنٍ أنَّ خَالِدَ بنَ الْحارِثِ حَدَّثَهُمْ قالَ:

۴۵۶۶- جناب عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں (ان کے دادا) حضرت عبداللہ بن عمرو

٤٥٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٣ من حديث محمد بن راشد به.

٤٥٦٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب المواضح، ح: ٤٨٥٦ من حديث خالد بن حارث به، وقال الترمذي، ح: ١٣٩٠ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨٥.

حَدَّثَنا حُسَيْنٌ يَعني المُعَلِّمَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «في المَوَاضِحِ خَمْسٌ».

رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے زخم جو ہڈی کھول دیں ان میں پانچ پانچ اونٹ ہیں۔''

٤٥٦٧- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ يَعني ابنَ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: حدَّثني الْعَلَاءُ بنُ الْحَارِثِ: حدَّثني عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قَضَى رَسُولُ الله ﷺ في الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا بِثُلُثِ الدِّيَةِ.

۴۵۶۷- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کی چوٹ میں فیصلہ فرمایا کہ آنکھ اگر اپنی جگہ قائم رہے (اور بینائی جاتی رہے) تو اس میں تہائی دیت ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ (التحفة ٢١)

باب:۱۹- پیٹ کے بچے کی دیت

٤٥٦٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن إبراهِيمَ، عن عُبَيْدِ بنِ نَضْلَةَ عن الْمُغِيرَةِ ابنِ شُعْبَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِعَمُودٍ فَقَتَلَتْهَا [وَجَنِينَهَا] فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: فقالَ أحَدُ الرَّجُلَيْنِ: كَيْفَ نَدِي مَنْ لا صَاحَ وَلا أكَلَ، وَلا شَرِبَ وَلا اسْتَهَلَّ، فقالَ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الأَعْرَابِ»، وَقَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ علَى عَاقِلَةِ المَرْأَةِ.

۴۵۶۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں بنو ہذیل کے ایک آدمی کی زوجیت میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کا بانس دے مارا اور اسے اور اس کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا۔ وہ لوگ اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے آئے۔ تو دونوں اطراف کے لوگوں میں سے کسی ایک نے کہا: کس طرح دیت دیں ہم اس کی جو نہ رویا نہ کھایا' نہ پیا نہ چلّایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے انداز گفتگو پر) فرمایا: ''کیا دیہاتیوں کی سی سجع ہے۔'' الغرض آپ نے فرمایا (اس بچے کی دیت) ایک غلام ہے اور اسے قاتلہ کے وارثوں کے ذمے لگایا کہ وہ ادا کریں۔

٤٥٦٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب العين العوراء السادة لمكانها إذا طمست، ح: ٤٨٤٤ من حديث الهيثم بن حميد به.

٤٥٦٨- تخريج: أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين . . . الخ، ح: ١٦٨٢ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① عورت اگر جرم کرے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے ذمے ہے۔ ② اگر پیٹ کا بچہ مار دیا گیا ہو تو اس کی دیت ایک غلام ہے۔ ③ جاہلوں کے سے انداز میں تکلف سے باتیں کرنا معیوب ہے۔ دوسری روایت میں اسے جہلاء اور کاہنوں کی سجع سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (سنن النسائي' القسامة' حديث: ۴۸۲۲' ۴۸۲۷)

٤٥٦٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ قالَ: فَجَعَلَ النَّبيُّ ﷺ دِيَةَ المَقْتُولَةِ علٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا في بَطْنِهَا.

۴۵۶۹-منصور نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ اور مزید کہا کہ نبی ﷺ نے مقتولہ عورت کی دیت قاتلہ کے وارثوں کے ذمے ڈالی اور اس کے پیٹ کے بچے کے بدلے میں ایک غلام لازم کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ الْحَكَمُ عن مُجَاهِدٍ، عن المُغِيرَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حَکَم نے بواسطہ مجاہد حضرت مغیرہ ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

٤٥٧٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ المَعنى قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن هِشَامٍ، عن عُرْوَةَ، عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ: أنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ النَّاسَ في إمْلَاصِ المَرْأَةِ، فَقالَ المُغِيرَةُ ابنُ شُعْبَةَ: شَهِدْتُ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، فَقالَ: ائتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ. قال: فَأَتَاهُ بِمُحَمَّدِ بنِ مَسْلَمَةَ. زَادَ هَارُونُ: فَشَهِدَ لَهُ يَعني: ضَرَبَ الرَّجُلُ بَطْنَ امْرَأَتِهِ.

۴۵۷۰-حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ اگر کسی عورت کے پیٹ کا بچہ ساقط کر دیا گیا ہو (تو اس میں کیا دیت ہو؟) حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ کوئی گواہ لائیے جو آپ کی تائید میں گواہی دے۔ چنانچہ وہ محمد بن مسلمہ ؓ کو لے آئے۔ ہارون نے مزید کہا: چنانچہ انہوں نے گواہی دی یعنی اگر کوئی پیٹ والی عورت کو صدمہ پہنچائے (تو اس کی دیت یہی ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَني عن أبي عُبَيْدٍ: إِنَّمَا سُمِّيَ إِمْلَاصًا لأَنَّ المَرْأَةَ تَزْلِقُهُ قَبْلَ وَقْتِ الْوِلَادَةِ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا زَلَقَ مِنَ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابوعبید سے مروی ہے کہ اسقاط کو "املاص" اس لیے کہتے ہیں کہ عورت بچے کو قبل از وقت پھسلا دیتی ہے۔ اور ہر وہ چیز جو ہاتھ

٤٥٦٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث جرير بن عبدالحميد به، انظر الحديث السابق.

٤٥٧٠ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين ... الخ، ح: ١٦٨٣ من حديث وكيع به، ولم يذكر ما زاده هارون بن عباد الأزدي شيخ أبي داود، وأبوداود لا يروي إلا عن ثقة عنده.

الْيَدِ وَغَيْرِهِ فَقَدْ مَلِصَ.

وغیرہ سے پھسل جائے اسے [مَلِص] کہتے ہیں۔

٤٥٧١- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن الْمُغِيرَةِ، عنْ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ.

۴۵۷۱- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ وَحَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ قالَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن زید اور حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا کہ بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے کہا......

٤٥٧٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ الْمِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عَمْرُو بنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عنْ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ قَضِيَّةِ النَّبيِّ ﷺ في ذٰلِكَ، فَقَامَ حَمَلُ بنُ مَالِكِ بنِ النَّابِغَةِ، فقالَ: كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ، فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِينَهَا، فَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ في جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ.

۴۵۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے اس فیصلے کے بارے میں دریافت کیا (جو پیٹ کے بچے کے بارے میں ہوا تھا) تو حَمل بن مالک بن نابغہ اٹھا اور کہا کہ میں دو عورتوں کے درمیان میں تھا (میری دو بیویاں تھیں) تو ایک نے دوسری کو خیمے کا بانس دے مارا اور اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو مار ڈالا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بچے کے بارے میں ایک غلام ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور اس عورت کو (جو قاتلہ تھی قصاص میں) قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: الْمِسْطَحُ هُوَ الصُّوْبَجُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے کہا کہ [مسطح] سے مراد وہ لکڑی ہے جس کے ذریعے سے تنور سے روٹی نکالی جاتی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الْمِسْطَحُ عُودٌ مِنْ أَعْوَادِ الْخِبَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جبکہ ابوعبید نے کہا کہ [مسطح] خیمے کی لکڑی کو کہتے ہیں۔

فائدہ: بھاری لکڑی سے مارنا قتل عمد میں شمار ہو سکتا ہے۔

٤٥٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب جنين المرأة، ح: ٦٩٠٥ عن موسى بن إسماعيل به.

٤٥٧٢ـ تخريج: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الجنين، ح: ٢٦٤١ من حديث أبي عاصم به، ورواه النسائي، ح: ٤٧٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٥.

٤٥٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَأَنْ تُقْتَلَ. زَادَ: بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: اللهُ أَكْبَرُ، لَوْ لَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا لَقَضَيْنَا بِغَيْرِ هٰذَا.

۴۵۷۳- جناب طاؤس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے...... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا مگر اس میں ''اس عورت (قاتلہ) کے قتل کیے جانے کا ذکر نہیں کیا۔'' البتہ (جنین کے بدلے میں) ایک غلام یا لونڈی دیے جانے کا بیان کیا۔ طاؤس نے کہا' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر' اگر میں یہ نہ سنتا تو اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کر بیٹھتا۔

٤٥٧٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمَّارُ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ طَلْحَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قِصَّةِ حَمَلِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَأَسْقَطَتْ غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ، مَيِّتًا وَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ فَقَضَى عَلَى الْعَاقِلَةِ الدِّيَةَ، فَقَالَ عَمُّهَا: إِنَّهَا قَدْ أَسْقَطَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ! غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ، فَقَالَ أَبُو الْقَاتِلَةِ: إِنَّهُ كَاذِبٌ، إِنَّهُ وَاللهِ! مَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ، فَمِثْلُهُ يُطَلُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعُ الْجَاهِلِيَّةِ وَكَهَانَتُهَا؟ أَدِّ فِي الصَّبِيِّ غُرَّةً».

۴۵۷۴- جناب عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَمَل بن مالک کے واقعہ میں بیان کیا کہ اس نے عورت کا بچہ ساقط کر دیا جو مردہ تھا اور اس کے بال اگ چکے تھے اور عورت بھی مر گئی۔ تو آپ ﷺ نے اس کی دیت اس قاتلہ کے وارثوں پر ڈال دی۔ مقتولہ کے چچا نے کہا: اس کا بچہ ساقط ہوا ہے' اے اللہ کے نبی! جس کے بال اگ چکے تھے۔ تو قاتلہ کے والد نے کہا: یہ جھوٹا ہے' اللہ کی قسم! بچہ نہ چیخا نہ چلایا' نہ پیا نہ کھایا' ایسا خون تو باطل ہوتا ہے۔ (اس میں قصاص ہوتا ہے نہ دیت۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا جاہلوں اور کاہنوں کی سی سجع ہے؟ بچے کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی ادا کرو۔''

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ اسْمُ إِحْدَاهُمَا مُلَيْكَةُ وَالْأُخْرَى أُمُّ غُطَيْفٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ان عورتوں میں سے ایک کا نام مُلَیکہ تھا اور دوسری کا ام غُطیف۔

٤٥٧٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۵۷۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٥٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] والحديث السابق شاهد له * طاؤس لم يسمع من عمر رضي الله عنه.

٤٥٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب صفة شبه العمد وعلى من دية الأجنة... الخ، ح: ٤٨٣٢ من حديث عمرو بن طلحة به، وسنده ضعيف * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة.

٤٥٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب عقل المرأة على عصبتها وميراثها لولدها، ◄◄

حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا مُجَالِدٌ: حدثني الشَّعْبِيُّ عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ قَتَلَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ، قالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَةَ المَقْتُولَةِ عَلَى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ، وَبَرَّأَ زَوْجَهَا وَوَلَدَهَا. قالَ: فقالَ عَاقِلَةُ المَقْتُولَةِ: مِيرَاثُهَا لَنَا؟ قالَ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا، مِيرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا».

ہے کہ قبیلۂ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو قتل کر دیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا شوہر بھی تھا اور بچہ بھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عاقلہ پر ڈالی۔ اس قاتلہ کے شوہر اور بیٹے کو اس دیت کی ادائیگی سے بری رکھا۔ تو مقتولہ کے عاقلہ کہنے لگے کہ اس کی میراث ہمارا حق ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں اس کی وراثت اس کے شوہر اور بیٹے کا حق ہے۔“

فائدہ: اس روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ [عاقلہ] سے مراد وہ لوگ ہیں جو وراثت کے متعینہ حصے دے دیے جانے کے بعد باقی مال سمیٹ لیتے ہیں۔ جیسے کہ باپ، بیٹا، بھائی اور چچا وغیرہ۔ مگر اس حدیث میں بیٹے کو ”عاقلہ“ سے خارج رکھا گیا ہے۔

٤٥٧٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَيَانٍ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا فاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ: دِيَةُ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ المَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَالَ حَمَلُ بنُ مَالِكِ بنِ النَّابِغَةِ الهُذَلِيُّ: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ أَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا

۴۵۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں تو ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جنین کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی ادا کی جائے اور مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عاقلہ کے ذمے ڈالی اور مقتولہ کی وراثت اس کے بیٹے اور اس کے ساتھ دوسرے وارثوں کو دلوائی۔ تو حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھلا اس کا جرمانہ کیونکر بھروں جس نے نہ پیا نہ کھایا، نہ بولا نہ چلایا، ایسا خون تو لغو ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو کاہنوں کا بھائی لگتا

◄◄ ح: ٢٦٤٨ من حديث عبدالواحد به، وسنده ضعيف * مجالد ضعيف.

٤٥٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب جنين المرأة وأن العقل على الوالد ... الخ، ح: ٦٩١٠، ومسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ ... الخ، ح: ١٦٨١ من حديث عبدالله بن وهب به.

أَكَلَ، وَنَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ». مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

ہے۔'' آپ نے یہ اس کی مسجع گفتگو کی وجہ سے فرمایا۔

٤٥٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا.

۴۵۷۷- جناب ابن مسیّب نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے اس قصے میں روایت کیا کہ پھر وہ عورت جس کو آپ نے غلام یا لونڈی دلوائی فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ اس کی وراثت اس کے بیٹے کو ملے اور (قاتلہ کی طرف سے) دیت اس کے عصبہ (عاقلہ) پر ڈالی۔

٤٥٧٨- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ امْرَأَةً حَذَفَتْ امْرَأَةً فَأَسْقَطَتْ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ فِي وَلَدِهَا خَمْسَ مِائَةِ شَاةٍ، وَنَهَى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْحَذْفِ.

۴۵۷۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے دوسری کو پتھر دے مارا اس سے اس کا بچہ ساقط ہوگیا۔ پس یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے بچے کے سلسلے میں پانچ سو بکریاں ذمے لگائیں اور اس دن سے پتھر مارنے سے منع فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا الْحَدِيثُ خَمْسَ مِائَةِ شَاةٍ. وَالصَّوَابُ: مِائَةُ شَاةٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں روایت تو پانچ سو بکریاں ہی ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ سو بکریاں تھیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا قَالَ عَبَّاسٌ، وَهُوَ وَهْمٌ.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ عباس (بن عبدالعظیم) کا وہم ہے۔

٤٥٧٩- حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بْنُ مُوسَى

۴۵۷۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ

٤٥٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث المرأة والزوج مع الولد وغيره، ح: ٦٧٤٠، ومسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨١ عن قتيبة به.

٤٥٧٨ـ تخريج: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، القسامة، باب دية جنين المرأة، ح: ٤٨١٧ من حديث عبيدالله ابن موسى به.

٤٥٧٩ـ تخريج: **[إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الجنين، ح: ١٤١٠، وابن ماجه، ◄◄

الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا عِيسٰى عَنْ مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ [عَمْرٍو]، عَنْ أَبي سَلَمَةَ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قَضٰى رَسُولُ الله ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ أَوْ فَرَسٍ أَوْ بَغْلٍ.

رسول اللہ ﷺ نے جنین کے سلسلے میں ایک غلام یا لونڈی یا ایک گھوڑا یا خچر ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَخَالِدُ بنُ عَبْدِ الله وَلَمْ يَذْكُرَا فَرَسًا وَلَا بَغْلًا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ اور خالد بن عبداللہ نے محمد بن عمرو سے یہ روایت نقل کی ہے مگر ان دونوں نے گھوڑے یا خچر کا ذکر نہیں کیا۔

٤٥٨٠- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ سِنَانٍ الْعَوَقِيُّ قالَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عَنْ مُغِيرَةَ، عن إبراهِيمَ وَجَابِرٍ، عن الشَّعْبِيِّ قالَ: الْغُرَّةُ خَمْسُ مِائَةٍ يَعْني [دِرْهَمًا].

۴۵۸۰- جناب شعبی سے مروی ہے کہ لونڈی غلام کی قیمت پانچ سو درہم ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ رَبِيعَةُ: الْغُرَّةُ خَمْسُونَ دِينَارًا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں ربیعہ نے کہا کہ لونڈی غلام کی قیمت پچاس دینار ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي دِيَةِ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۰- مکاتب کی دیت کا بیان

فائدہ: ایسا غلام جس نے اپنے مالک سے معاہدہ کیا ہو کہ میں اس قدر رقم دے کر آزاد ہو جاؤں گا تو وہ اس مدت میں ''مکاتَب'' کہلاتا ہے۔ (مکاتَب 'تا' کے زبر کے ساتھ۔)

٤٥٨١- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَعْلَى بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عبَّاسٍ قالَ: قَضٰى

۴۵۸۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکاتب 'جو قتل کر دیا جائے' کی دیت کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر حصہ اپنی کتابت کا ادا کر چکا ہو اس نسبت سے آزاد آدمی کی دیت دی جائے

◀◀ ح: ٢٦٣٩ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٥٨٠ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] ✽ شريك القاضي ومغيرة بن مقسم مدلسان وعنعنا.

٤٥٨١ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب دية المكاتب، ح: ٤٨١٤ من حديث يعلى بن عبيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٨٢ ✽ يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ يُودَى مَاأَدَّى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْمَمْلُوكِ.

اور جس قدر باقی ہو اس میں غلام کی دیت دی جائے۔

٤٥٨٢- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إذَا أَصَابَ المُكَاتَبُ حَدًّا أَوْ وَرِثَ مِيرَاثًا يَرِثُ عَلَى قَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ».

۴۵۸۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکاتب پر جب کوئی حد لازم آ رہی ہو یا کسی کا وارث بن رہا ہو تو جس نسبت سے آزاد ہو چکا ہو اسی حساب سے حد لاگو ہو گی یا وراثت کا حصہ پائے گا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَأَرْسَلَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَإِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَجَعَلَهُ إِسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ قَوْلَ عِكْرِمَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں اس روایت کو وہیب نے بسند ایوب' عکرمہ سے انہوں نے حضرت علی ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور حماد بن زید اور اسماعیل نے بواسطہ ایوب' عکرمہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے جبکہ اسماعیل بن عُلَیَّہ نے اسے عکرمہ کا قول بنایا ہے۔

فائدہ: اسلام نے جس انداز سے غلاموں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے کسی اور ملت میں نہیں ہے۔ غلام اگر آدھا آزاد ہو چکا ہو اور آدھا غلام ہو تو آدھی دیت آزاد کی اور باقی غلام کی ادا کی جائے گی۔ اسی طرح باقی امور میں بھی ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي دِيَةِ الذِّمِّيِّ (التحفة ٢٣)

باب:۲۱- ذمی کی دیت کا بیان

فائدہ: ایسا غیر مسلم' جو مملکت اسلامی کی رعیت میں شامل ہو' ذمّی کہلاتا ہے۔

٤٥٨٣- حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بنِ

۴۵۸۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٤٥٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في المكاتب إذا كان عنده مايؤدي، ح: ١٢٥٩ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن"، ورواه النسائي، ح: ٤٨١٥.

٤٥٨٣- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٧ من حديث محمد بن إسحاق، والترمذي، ح: ١٤١٣، والنسائي، ح: ٤٨١٠، ٤٨١١، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٤ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٥٢، حديث أسامة بن زيد رواه الترمذي، والنسائي، ح: ٤٨١١، وحديث عبدالرحمٰن بن الحارث رواه ابن ماجه.

مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ عنْ مُحَمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «دِيَةُ المُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عہد والے (ذمی) کی دیت آزاد سے آدھی ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو اسامہ بن زید لیثی اور عبدالرحمٰن بن حارث نے عمرو بن شعیب سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُقَاتِلُ الرَّجُلَ فَيَدْفَعُهُ عَنْ نَفْسِهِ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۲- اپنا دفاع کرتے ہوئے اگر حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جائے یا اسے ضرب لگ جائے تو......؟

٤٥٨٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بنِ يَعْلَى، عَنْ أبِيهِ قالَ: قَاتَلَ أجِيرٌ لِي رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَهَا فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ فَأَتَى النَّبيَّ ﷺ فَأَهْدَرَهَا، وَقالَ: «أتُرِيدُ أنْ يَضَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ؟» قالَ: وَأخبرني ابنُ أبِي مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ أنَّ أبَا بَكْرٍ أهْدَرَهَا، وَقالَ: بَعِدَتْ سِنُّهُ.

۴۵۸۴- حضرت صفوان اپنے والد یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میرے نوکر کی ایک شخص سے لڑائی ہو گئی تو دوسرے نے اس کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹ لیا تو اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس سے اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس چلا گیا تو آپ نے اس (کے اس نقصان) کو ضائع قرار دیا۔ اور فرمایا: ''کیا تو چاہتا تھا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیے رہتا اور تو اسے اونٹ کی طرح چبا ڈالتا؟'' (عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے) کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے ضائع قرار دیا اور کہا: دور ہو (ضائع ہے) اس کا دانت۔

فائدہ: حملہ آور کے مقابلے میں اپنا دفاع کرنا حق واجب ہے اور اس صورت میں حملہ آور کو اگر کوئی چوٹ لگ جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو اس کا کوئی معاوضہ نہیں۔

٤٥٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٣، ومسلم، القسامة، باب الصائل على نفس الإنسان أو عضوه . . . الخ، ح: ١٦٧٤ من حديث ابن جريج به .

٤٥٨٥ - حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ وَعَبْدُ المَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى بنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا، زَادَ: ثُمَّ قالَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، لِلْعَاضِّ: «إنْ شِئْتَ أنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ يَدِكَ فَيَعَضُّهَا ثُمَّ تَنْزِعَهَا مِنْ فِيهِ»، وَأَبْطَلَ دِيَةَ أسْنَانِهِ.

۴۵۸۵- حضرت یعلی بن امیہ نے یہ روایت بیان کی اور مزید کہا کہ پھر نبی ﷺ نے دانت سے کاٹنے والے سے کہا: ”اگر چاہو تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دو وہ بھی اسی طرح کاٹے جیسے کہ تم نے کاٹا تھا اور تم بھی اپنا ہاتھ کھینچ لینا۔“ الغرض آپ نے اس کے دانتوں کی دیت ضائع قرار دی۔

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: فِيمَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَأَعْنَتَ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۳- جو کوئی بلا علم طبیب بن کر لوگوں کا علاج کرے اور ضرر پہنچائے تو......؟

٤٥٨٦- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ الأنْطَاكِيُّ وَمُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ أنَّ الْوَلِيدَ بنَ مُسْلِمٍ أخْبَرَهُمْ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ».

۴۵۸۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ایسے ہی طبیب بن کر علاج کرے اور طبابت اور علاج معالجے میں مشہور نہ ہو تو وہ ذمہ دار ہے۔“

قالَ نَصْرٌ: قال: حدَّثني ابنُ جُرَيْجٍ.

نصر بن عاصم نے اپنی سند میں کہا: [حَدَّثَنِي ابنُ جُرَيْجٍ]

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لَمْ يَرْوِهِ إلَّا الْوَلِيدُ، لَا نَدْرِي أصَحِيحٌ هُوَ أمْ لَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ صرف ولید بن مسلم کی روایت ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں۔

فائدہ: بعض محققین کے نزدیک مذکورہ روایت حسن ہے' ان کے نزدیک عطائی قسم کے غیر معروف طبیب اور معالج اگر اپنے علاج سے کسی کا نقصان کر دیں تو وہ اس کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ اور لوگوں کو بھی ایسے عطائیوں سے محتاط رہنا چاہیے۔

٤٥٨٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٥٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من تطبب ولم يعلم منه طب، ح: ٣٤٦٦، والنسائي، ح: ٤٨٣٤ من حديث الوليد بن مسلم به * ابن جريج عنعن، وللحديث شاهد ضعيف.

٤٥٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حدَّثني بَعْضُ الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى أَبِي، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا طَبِيبٍ تَطَبَّبَ عَلَى قَوْمٍ لا يُعْرَفُ لَهُ تَطَبُّبٌ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَعْنَتَ فَهُوَ ضَامِنٌ». قال عَبْدُ الْعَزِيزِ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بِالنَّعْتِ إِنَّمَا هُوَ قَطْعُ الْعُرُوقِ وَالْبَطُّ وَالْكَيُّ.

۴۵۸۷- جناب عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ ایک وفد کے لوگ جو میرے والد کے پاس آئے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو معالج کسی قوم میں طبیب بنا پھرتا ہو جب کہ اس سے پہلے وہ علم طب میں معروف نہ ہو اور کسی کا نقصان کر دے تو وہ ذمہ دار ہے۔“ عبدالعزیز نے کہا: یہ ضمانت دوا بتانے میں نہیں بلکہ یہ رگ کاٹنے‘ چیرا دینے یا داغ دینے کی صورت میں ہے۔

فائدہ: لوگ بالعموم سنے سنائے نسخے بیان کرتے ہیں‘ اس صورت میں بتانے والے کا قصور نہیں سمجھا جاتا‘ بلکہ ایسی دوا استعمال کرنے والے کو خود دانا ہونا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی اناڑی فصد کھولے یا داغ وغیرہ دے اور نقصان ہو جائے تو ذمہ دار ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ نو آموز ڈاکٹروں اور معالجین کے لیے پرانے ماہر طبیبوں کی زیر نگرانی طویل تربیت لازمی سمجھی جاتی ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي دِيَةِ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۴- قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو‘ کی دیت

٤٥٨٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى قَالَا: حدثنا حَمَّادٌ عَن خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ ابنِ أَوْسٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ - قَالَ مُسَدَّدٌ: خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ ثُمَّ اتَّفَقَا - فقالَ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ دَمٍ أَوْ مالٍ تُذْكَرُ وَتُدْعَى تَحْتَ قَدَمَيَّ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ»، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا إِنَّ

۴۵۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے -- بقول مسدد فتح والے دن خطبہ ارشاد فرمایا پھر سلیمان بن حرب اور مسدد دونوں اپنے بیان میں متفق ہیں...... آپ نے فرمایا: ”خبردار! تحقیق جاہلیت کے دور کی فخر کی ہر بات خون سے متعلق ہو یا مال سے‘ جس کا ذکر کیا جاتا ہو یا دعویٰ کیا جاتا ہو‘ وہ میرے قدموں تلے (روندی جا رہی) ہے سوائے حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کے عمل کے۔“ (وہ حسب سابق بحال ہے۔) پھر فرمایا: ”خبردار! قتل

٤٥٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] بعض الوفد مجهول، وانظر الحديث السابق.

٤٥٨٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٤٧.

دِيَةَ الْخَطإِ شِبْهِ الْعَمْدِ - مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا - مِائَةٌ مِنَ الْإِبلِ مِنْها أَرْبَعُونَ في بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

خطا جو عمد کے مشابہ ہو سانٹے یا لاٹھی وغیرہ سے جیسے بھی ہو' اس کی دیت سو اونٹ ہے' ان میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔"

٤٥٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا وُهَيْبٌ عن خَالِدٍ بِهٰذا الإسْنادِ نَحْوَ مَعْنَاهُ.

۴۵۸۹- وہیب نے خالد سے اسی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

(المعجم ٢٥) - **بَابُ جِنَايَةِ الْعَبْدِ يَكُونُ لِلفُقَرَاءِ** (التحفة ٢٧)

باب:۲۵- فقیر لوگوں کا غلام کسی قابل دیت جرم کا ارتکاب کر بیٹھے تو......؟

٤٥٩٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ غُلَامًا لأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لأُنَاسٍ أغْنِيَاءَ، فأَتَى أَهْلُهُ النَّبيَّ ﷺ فقالُوا: يَا رَسُولَ الله! إنَّا نَاسٌ فُقَرَاءُ، فلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا.

۴۵۹۰- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقیر لوگوں کا ایک غلام تھا' اس نے امیر لوگوں کے ایک غلام کا کان کاٹ دیا یہ (امیر) لوگ نبی ﷺ کے پاس مقدمہ لے آئے تو دوسروں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم لوگ فقیر ہیں' تو آپ نے ان پر کوئی چیز نہ ڈالی۔

فوائد ومسائل: ① بعض محققین کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ ② اس حدیث میں "غلام" کا ایک ترجمہ معروف معنی میں ہے کہ وہ عبد مملوک تھے۔ چونکہ یہ معاملہ مملوکوں کے مابین تھا اور قصوروار کے مالک فقیر بھی تھے اس لیے ان پر کچھ نہ ڈالا گیا۔ اور دوسرا ترجمہ "نوعمر لڑکے" بھی کیا گیا ہے یعنی وہ آزاد تھے۔ مگر ان کے لڑکپن' خطا اور قصوروار کے ولی فقیر ہونے کی وجہ سے ان پر کچھ نہ ڈالا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار' ابواب الدیات/ العاقلة وما تحمله)

(المعجم ٢٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ قُتِلَ في عِمِّيًّا بَيْنَ قَوْمٍ** (التحفة ٢٨)

باب:۲۶- جو شخص کسی اندھا دھند بلوے میں قتل ہو جائے

٤٥٨٩ـ **تخريج**: [**صحيح**] تقدم، ح: ٤٥٤٨، وانظر الحديث السابق.

٤٥٩٠ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، القسامة، باب سقوط القود بين المماليك فيما دون النفس، ح: ٤٧٥٥ من حديث معاذ بن هشام به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٤٣٨ * قتادة عنعن.

٤٥٩١ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن سَعِيدِ بنِ سُلَيْمَانَ، عن سُلَيْمَانَ بنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا أَوْ رِمِّيًّا تَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحَجَرٍ أَوْ بِسَوْطٍ فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَإٍ، وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَقَوَدُ يَدَيْهِ، فَمنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

۴۵۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بلوے میں مارا جائے (اور قاتل دیکھا نہ گیا ہو) کہ ان کی آپس میں سنگباری ہوئی ہو یا سانٹے ڈنڈے بازی تو اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی۔ اور جو عمداً جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہو تو اس میں قاتل کی جان سے قصاص ہے اور جو کوئی اس (قصاص لینے) میں آڑے آئے تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

فائدہ: گزشتہ حدیث: ۴۵۳۹ ملاحظہ ہو۔

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الدَّابَّةِ تَنْفَحُ بِرِجْلِهَا** (التحفة ٢٩)

باب: ۲۷- کسی کو اگر جانور لات مار دے تو......؟

٤٥٩٢ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قَالَ: «الرِّجْلُ جُبَارٌ [وَالمَعْدِنُ جُبَارٌ]».

۴۵۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جانور کا) لات مار دینا ضائع ہے۔ اور معدنی کان (کا نقصان) ضائع ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الدَّابَّةُ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا وَهُوَ رَاكِبٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جانور کا مالک اس پر سوار ہو اور وہ لات مار دے (تو ضائع ہے۔)

(المعجم ٢٨) - **بابُ الْعَجْمَاءِ وَالْمَعْدِنِ وَالْبِئْرِ جُبَارٌ** (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸- جانور لات مارے یا معدنی کان میں کوئی حادثہ ہو جائے

٤٥٩٣ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ

۴۵۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے

٤٥٩١ـ **تخريج**: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٤٠.

٤٥٩٢ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٧٨٨ من حديث سفيان بن حسين به، وهو ضعيف عن الزهري، تقدم، ح: ٢٥٧٩.

٤٥٩٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث سفيان ◄◄

عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبي سَلَمَةَ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «الْعَجْماءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا: ''جانور کا زخمی کر دینا' معدنی کان میں حادثہ ہو جانا یا کنویں میں گر پڑنا سب ضائع ہیں اور اگر کسی کو کوئی دفینہ ملے تو اس میں خمس ہے۔'' (پانچواں حصہ ادا کرنا شرعی حق ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَجْمَاءُ الْمُنْفَلِتَةُ الَّتي لا يَكُونُ مَعَهَا أَحَدٌ وَتَكُونُ بالنَّهَارِ لا تَكُونُ باللَّيْلِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں جانور جب بھاگ گیا ہو اور اس کے ساتھ کوئی نہ ہو اور یہ حادثہ دن کے وقت ہوا ہو رات میں نہ ہوا ہو۔

فائدہ: ① جانور بے شعور اور ناسمجھ مخلوق ہے اس کے کاٹ کھانے یا لات مار دینے میں اس کے مالک کا قصور نہیں' الا یہ کہ جب وہ اس کے قریب ہو اور اس کو ضبط رکھنے پر قادر ہو' یا یقین ہو کہ یہ لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور پھر بھی وہ اسے کھلا چھوڑ دے۔ امام ابوداود ؒ کے قول کا یہی مفہوم ہے۔ ② مزدور کو جب معلوم ہو کہ اس نے معدنی کان میں کام کرنا ہے...... یا اسی طرح کسی اور پر خطر جگہ پر چڑھنا ہے اور وہ اپنی رضامندی سے کام کرے تو اتفاقی حادثہ کی وجہ سے مالک قصوروار نہیں ہوگا۔ ③ اپنی زمین میں کسی نے کنواں کھودا ہو اور کوئی اس میں جا گرے تو مالک کا کوئی قصور نہیں سمجھا جائے گا' بخلاف اس کے کہ کسی عام گزرگاہ پر کھودے اور پھر اس پر باڑ وغیرہ نہ لگائے۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي النَّارِ تَعدَّى (التحفة ٣١)

باب:۲۹- آگ جو پھیل جائے

٤٥٩٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وحَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ الصَّنْعَانِيُّ كِلَاهُمَا عن مَعْمَرٍ، عن هَمَّام ابنِ مُنَبِّهٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ

۴۵۹۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ (سے ہونے والا نقصان) ضائع ہے۔''

ابن عيينة، والبخاري، الزكوة، باب: في الركاز الخمس، ح:١٤٩٩ من حديث الزهري به.

٤٥٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب الجبار، ح:٢٦٧٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح:١٣٨.

الله ﷺ: «النَّارُ جُبَارٌ».

فائدہ: اگر کسی نے اپنی زمین یا گھر وغیرہ میں آگ جلائی اور پھر وہ پھیل گئی یا کوئی چنگاری اڑ کر دوسرے کا نقصان کر گئی تو آگ جلانے والا اس کا ذمہ دار نہ سمجھا جائے گا الا یہ کہ کوئی واضح قصور ہو مثلاً اپنا کام کر کے اسے ویسے ہی چھوڑ دیا اور بجھایا یا دبایا نہ ہو۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْقِصَاصِ مِنَ السِّنِّ (التحفة ٣٢)

باب:۳۰- دانتوں کے قصاص کا بیان

٤٥٩٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ أُخْتُ أَنَسِ بنِ النَّضْرِ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَضَى بِكِتَابِ الله الْقِصَاصَ، فقال أَنَسُ بنُ النَّضْرِ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ! لا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا الْيَوْمَ، قالَ: «يَا أَنَسُ! كِتَابُ الله الْقِصَاصُ» فَرَضُوا بأَرْشٍ أَخَذُوهُ. فَعَجِبَ نَبِيُّ الله ﷺ وقالَ: «إنَّ مِنْ عِبَادِ الله مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى الله لأَبَرَّهُ».

۴۵۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن رُبیع (را پر پیش، با پر زبر اور یا مشدد کے نیچے زیر) نے ایک عورت کا دانت توڑ دیا تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ پس آپ نے اللہ کی کتاب کے مطابق قصاص کا فیصلہ فرمایا۔ انس بن نضر کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! آج اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''انس! کتاب اللہ کا فیصلہ قصاص ہے۔'' چنانچہ دوسرے لوگ دیت قبول کر لینے پر راضی ہو گئے (اور بدلہ نہیں لیا) تو نبی ﷺ کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا: ''اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ پوری فرما دیتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ قِيلَ لَهُ: كَيْفَ يُقْتَصُّ مِنَ السِّنِّ؟ قالَ: تُبْرَدُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' ان سے پوچھا گیا کہ دانت کا قصاص کیسے لیا جائے؟ تو انہوں نے کہا: ''اسے رگڑ دیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا انکار' رسول اللہ ﷺ پر رد یا شریعت کا انکار نہ تھا' بلکہ یہ اس طبعی عار اور اذیت کا اظہار تھا جو دانت توڑے جانے کی صورت میں ایک خاتون اور اس کے قبیلے کو لاحق ہونے والی تھی اور ان کا مقصود یہ تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور حل نکالا جائے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک انسان روزہ رکھنے کا

٤٥٩٥- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح في الدية، ح: ٢٧٠٣ من حديث حميد الطويل به.

شائق ہے مگر اس کے نتیجے میں بھوک پیاس سے اذیت بھی محسوس کرتا ہے۔ تو اس طبعی اذیت کا اظہار کوئی معیوب نہیں ہے۔ ② حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب بندے تھے کہ اللہ نے ان کی قسم پوری کر دی ...... رضی اللہ عنہ ...... ③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ کہ دانت رگڑ دیا جائے اسی وقت صحیح ہوگا جب دانت اوپر سے ٹوٹا ہو۔ (بذل المجهود)

سنت کی اہمیت وفضیلت

عربی لغت میں سنت طریق کو کہتے ہیں۔ محدثین اور علمائے اصول کے نزدیک سنت سے مراد: ''رسول اللہ ﷺ کے اقوال' اعمال' تقریرات اور جو کچھ آپ نے کرنے کا ارادہ فرمایا نیز وہ سب کچھ بھی شامل ہے جو آپ ﷺ کی طرف سے (امت تک) پہنچا۔'' (فتح الباری' کتاب الاعتصام بالسنة)

''کتاب السنة'' ایک جامع باب ہے جس میں عقائد اور اعمال دونوں میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے بعد عقائد واعمال میں جو بھی انحراف سامنے آیا تھا اس کی تفصیلات اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے اختیار کردہ طریق کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔ اس کتاب کے موضوعات میں سنت اور اس کی پیروی' دعوت الی السنۃ اور اس کا اجر' امت کا اتفاق واتحاد اور وہ فتنے جن سے یہ اتفاق انتشار میں بدلا شامل ہیں۔ عقائد ونظریات میں جو انحراف آیا اس کے اسباب کا بھی اچھی طرح جائزہ لیا گیا اور منحرف نظریات کے معاملے میں صحیح عقائد کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ نظریاتی انحراف صحابہ کے درمیان تفضیل' مسئلۂ خلافت کے حوالے سے اختلافات' حکمرانوں کی

آمریت اور سرکشی سے پیدا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ فتنہ پردازوں نے ایمان' تقدیر' صفاتِ باری تعالیٰ' حشر ونشر' میزان' شفاعت' جنت' دوزخ حتی کہ قرآن کے حوالے سے لوگوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے اس حصے میں ان تمام موضوعات کے حوالے سے صحیح عقائد اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو پیش کیا۔ان فتنوں کے استیصال کا کام محدثین ہی کا کارنامہ ہے۔محدثین کے علاوہ دوسرے علماء وفقہاء نے اس میدان میں اس انداز سے کام نہیں کیا بلکہ مختلف فقہی مکاتبِ فکر کے لوگ خصوصاً اپنی رائے اور عقل پر اعتماد کرنے والے حضرات خود ان فتنوں کا شکار ہو گئے

ابوداود کی "کتاب السنۃ" اور دیگر محدثین کے متعلقہ ابواب کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جامعیت کے ساتھ محدثین نے ہر میدان میں کس طرح رہنمائی مہیا کی' اور اہل یہود کے حملوں سے اسلام کا دفاع کیا۔انہوں نے محض شرعی اور فقہی امور تک اپنی توجہ محدود نہیں رکھی بلکہ اسلام کے ہر پہلو اور دفاع عن الاسلام کے ہر میدان میں کمر بستہ رہے۔فجزاهم الله عن جميع المسلمين خير جزاءٍ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٩) - كِتَابُ السُّنَّةِ (التحفة ٣٤)

سنتوں کا بیان

(المعجم ١) - بَابُ شَرْحِ السُّنَّةِ (التحفة ١)

باب:۱-سنت کی تشریح وتوضیح کا بیان

٤٥٩٦ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلٰى إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارَى عَلٰى إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً».

۴۵۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔''

فائدہ: علامہ ابومنصور عبدالقاہر تمیمی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد ان فقہاء کا اختلاف نہیں ہے کہ جن کے اجتہاد کی بنیاد فہم سنت پر ہے وہ اپنے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر اشیاء کے حلال یا حرام ہونے کی رائے دیتے ہیں بلکہ اس تفرقہ سے مراد وہ اصولی اختلافات ہیں جو توحید تقدیر شروط نبوت ورسالت محبت حدیث اور صحابہ کے ساتھ محبت وموالاۃ وغیرہ کے مسائل میں ظاہر ہوئے اور ان مسائل میں ایک دوسرے کو کافر کہا گیا۔ جبکہ فقہی نوعیت کے مسائل میں کبھی کسی نے کسی کو کافر نہیں کہا۔ (عون المعبود)

٤٥٩٧ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ

۴۵۹۷- ابوعامر ہوزنی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ

٤٥٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في افتراق هذه الأمة، ح: ٢٦٤٠، وابن ماجه، ح: ٣٩٩١ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٢٨، ووافقه الذهبي.

٤٥٩٧ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٤/ ١٠٢.

وَمُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حدثنا بَقِيَّةُ: حدَّثني صَفْوَانُ نَحْوَهُ، قالَ: حدَّثني أَزْهَرُ بنُ عَبْدِ الله الْحَرَازِيُّ عنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ قامَ فِينَا فقَالَ: أَلَا إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَامَ فِينَا فقَالَ: «أَلَا إنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افترَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإنَّ هٰذِهِ المِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وهي الْجَمَاعَةُ» - زَادَ ابنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو فِي حَدِيثِهِمَا - «وَإنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الأَهْوَاءُ كَما يَتَجَارَى الْكَلَبُ لِصَاحِبِهِ».
وَقالَ عَمْرٌو: «الْكَلَبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مفْصلٌ إلَّا دَخَلَهُ».

بن ابوسفیان ؓ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: خبردار! تحقیق رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور یہ ملت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ بہتر (۷۲) آگ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور یہی ''الجماعۃ'' ہوگا۔'' ابن یحییٰ اور عمرو نے اپنی روایتوں میں مزید کہا: ''بلاشبہ میری امت میں سے کچھ قومیں نکلیں گی ان میں یہ اہواء (من پسند نظریات اور اعمال کو دین میں داخل کرنا) ایسے سرایت کر جائیں گی جیسے کہ باؤلے پن کی بیماری اپنے بیمار میں سرایت کر جاتی ہے۔'' عمرو نے کہا: ''باؤلے پن کے بیمار کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں اس بیماری کا اثر نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ان احادیث میں صحابۂ کرام ؓ اور امت کے افراد کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی رسی یعنی کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑیں اور آپس میں تقسیم نہ ہوں' مگر اس انتباہ کے باوجود مسلمان اہواء کے فتنوں میں پھنس کر تقسیم ہوئے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ ② ''الجماعۃ'' بمعنی اجتماع دراصل اسم مصدر ہے اور ایسی قوم کے لیے بولا گیا ہے جو آپس میں ہر طرح اکٹھے اور مجتمع ہوں۔ ''اهل السنة والجماعة'' کا نام بھی اسی معنی میں ہے کہ یہ لوگ کتاب وسنت پر مجتمع ہیں اور ان میں ایسا افتراق نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے پھریں۔ شیخ جیلانی ؒ نے الجماعۃ سے مراد ''جماعت صحابہ کے متبع لوگ'' بیان کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کے زمانے میں صرف اور صرف کتاب وسنت پر سب اکٹھے تھے۔ اہواء اور بدعات تو ایک طرف کسی فقہی مکتب فکر کا وجود بھی نہیں تھا۔ ③ ''اهل السنة والجماعة'' وہی ایک فرقہ ہے جو بزبان رسالت نجات یافتہ ہے۔ جب لوگ تفرقے کے اسباب سے باز آ جائیں تو ان میں اتفاق واتحاد آ جاتا ہے اور پھر وہ ''الجماعۃ'' بنتے ہیں۔ تفرقہ کا بنیادی سبب قرآن اور سنت صحیحہ کو چھوڑ کر بدعات کی پیروی کرنا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ وَاتِّبَاعِ الْمُتَشَابِهِ مِنَ الْقُرْآنِ (التحفة ٢)

باب:٢-آپس میں جھگڑنا یا قرآن کریم کے متشابہات کے پیچھے پڑنا منع ہے

٤٥٩٨- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابنُ إبراهِيمَ التَّسْتُرِيُّ عن عبدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَرَأَ رَسُولُ الله ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ﴾ إلٰى ﴿أُوْلُواْ ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فَإِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّى اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ».

٤٥٩٨-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ الَّذِیُ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ ......تا......أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ ”(اللہ) وہ ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی، جس میں بعض آیتیں محکم (واضح) ہیں جو اس کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور کچھ دوسری آیتیں متشابہات (غیر واضح) ہیں، تو جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان میں سے انہی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ (غیر واضح) ہیں، ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے، حالانکہ اللہ کے سوا کوئی بھی ان کی تاویل نہیں جانتا، اور جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان (متشابہات) پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ پکڑتے ہیں جو عقل والے ہیں۔“ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہوں تو یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿فَاحْذَرُوهُمْ﴾ ”ان سے ڈرتے اور بچتے رہو۔“

فوائد و مسائل: ① قرآنی آیات کے ”محکم اور متشابہ“ ہونے کے کئی معانی ہیں۔ مثلاً وہ آیات جو دوسری آیات کے لیے ناسخ ہیں۔ یا جن میں حلال و حرام کا بیان آیا ہے۔ یا وہ آیات جن کے معانی واضح اور بندے ان سے آگاہ

٤٥٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، تفسير سورة آل عمران، باب: ﴿منه آيات محكمات﴾، ح: ٤٥٤٧، ومسلم، العلم، باب النهي عن اتباع متشابه القرآن . . . الخ، ح: ٢٦٦٥ عن القعنبي به.

ہیں۔یا جن کی کوئی تاویل نہیں" وہ محکم کہلاتی ہیں اور "متشابہ" سے مراد وہ آیات ہیں جو منسوخ ہو چکی ہیں مگر تلاوت بھی ہو رہی ہے۔یا جو حق وصدق میں ایک دوسری کے مشابہ ہیں انہیں متشابہ کہا گیا ہے۔یا ایسی آیات جن کے معانی و مفاہیم سے صرف اللہ عزوجل ہی آگاہ ہے۔یا جن کے مفاہیم کئی پہلو رکھتے ہیں "وہ متشابہات" کہلاتی ہیں۔ ② جدال (لڑائی کرنا) بظاہر کوئی قابل تعریف نہیں سمجھا جاتا مگر اظہار حق اور ابطال باطل کے لیے از حد ضروری اور قابل تعریف ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے "علم وحکمت" کو شرط قرار دیا ہے۔ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ﴾ (النحل:۱۲۵) محض ریا وسمعہ (شہرت) اور لوگوں کی توجہات حاصل کرنے کی کوشش میں یا باطل کی تائید میں جدال کرنا حرام ہے۔ ③ اہل اہواء (اہل بدعت) اور متشابہات کے درپے ہونے والوں سے دور رہنا چاہیے تاکہ انہیں تقویت اور شہرت نہ ملے اور کہیں کسی فتنے میں مبتلا نہ کر دیں البتہ راسخ علماء کا فریضہ ہے کہ حق کا اظہار و بیان کریں اور عوام کو باطل سے متنبہ اور آگاہ کرتے رہیں۔ ④ اور ایسے لوگ مختلف ناموں سے ہر دور میں اور ہر جگہ موجود رہے ہیں۔

(المعجم . . .) - **بَابُ مُجَانَبَةِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَبُغْضِهِمْ** (التحفة ٣)

باب:...... اہل بدعت سے دور رہنے اور ان سے بغض رکھنے کا بیان

٤٥٩٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ».

۴۵۹۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اعمال میں سے افضل عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اسی کے لیے بغض رکھنا ہے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس موضوع پر دیگر صحیح روایات موجود ہیں [اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ] اور [اَلْبُغْضُ فِی اللّٰهِ] کا مفہوم یہ ہے کہ کسی سے محبت کے بہت سے اسباب موجود ہوں لیکن وہ اللہ کے دین میں بگاڑ کا شکار ہو تو اللہ کے لیے اس سے محبت نہ کی جائے اسی سے محبت کی جائے جو اللہ کی راہ پر چلیں اور صرف اسی غرض سے کی جائے کہ اللہ راضی ہو اور اسی طرح بغض بھی اللہ کے دین سے ہٹنے والے کے ساتھ اور اللہ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کی نافرمانی پر صرف بغض رکھنا کافی نہیں۔اہل علم کے لیے واجب ہے کہ حق کی دعوت دینے میں کبھی بھی غفلت نہ کریں۔

٤٥٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٦ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف مدلس مختلط، و "رجل" مجهول، لم نعرف اسمه.

٤٦٠٠ - حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بْنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ عبدَ اللهِ بْنَ كَعبِ بنِ مالكٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ - وَذَكَرَ ابنُ السَّرْحِ قِصَّةَ تَخَلُّفِهِ عنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ - قالَ: وَنَهَى رَسُولُ الله ﷺ المُسْلِمِينَ عنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ حَتَّى إذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابنُ عَمِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَالله! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ثُمَّ سَاقَ خَبَرَ تَنْزِيلِ تَوْبَتِهِ.

۴۶۰۰- جناب عبداللہ اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے قائد ہوا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا...... اور ابن سرح نے ان کے غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا قصہ بیان کیا...... کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات چیت سے منع فرما دیا۔ حتی کہ جب یہ صورت حال مجھ پر بہت طویل (اور گراں) ہو گئی تو میں نے ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر اس سے بات کی، وہ میرے چچا کا بیٹا تھا، میں نے سلام کیا تو اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر (ابن سرح نے) ان کی توبہ نازل ہونے کی خبر بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① شخصی احوال میں اپنے کسی مسلمان بھائی سے ناراضی ہو جائے تو تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑ دینا جائز نہیں۔ لیکن اگر دینی اور شرعی سبب ہو تو یہ مقاطعہ طویل کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص اہل بدعت سے دینی حق کی بنا پر دائمی مقاطعہ (قطع تعلقی) مطلوب ہے۔ ② حضرت کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضوان اللہ علیہم کا غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ معروف ہے۔ تفسیر وسیرت اور احادیث کی کتب میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ ان حضرات کی توبہ پچاس دن کے بعد قبول ہوئی تھی۔ اس دوران میں تادیب وتنبیہ کے لیے مسلمانوں کو ان سے بات چیت سے منع کر دیا گیا تھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۴۱۸ وصحیح مسلم، التوبة، حدیث: ۲۷۶۹)

(المعجم ٣) - بَابُ تَرْكِ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الأَهْوَاءِ (التحفة ٤)

باب: ۳- بدعتیوں سے سلام چھوڑ دینے کا بیان

٤٦٠١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۴۶۰۱- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٤٦٠٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ٢٧٦٩ عن ابن السرح به، واختصره البخاري، ح: ٤٦٧٦ من حديث ابن وهب، وتقدم، ح: ٢٢٠٢ وح: ٢٧٧٣.

٤٦٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٢٥ وح: ٤١٧٦.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَطَاءٌ الخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عَنْ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ قالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ، فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَقالَ: «اذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ».

کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا اور حالت یہ تھی کہ میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ تو انہوں نے مجھے (میرے ہاتھوں پر) زعفران لگا دیا۔ صبح کے وقت میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے مجھے جواب نہ دیا اور فرمایا: ''جاؤ اسے دھو ڈالو۔''

فائدہ: نبی ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کو اس کے عمل کے حوالے سے انہیں ناپسندیدگی کا احساس دلایا۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مقاطعہ کے دوران میں اصلاح احوال کے لیے بات سمجھانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ ضروری ہے۔

٤٦٠٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ شُمَيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهُ اعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِزَيْنَبَ: «أَعْطِيهَا بَعِيرًا»، فقَالَتْ: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ، فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ.

۴۶۰۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المومنین صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد سواری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: ''اونٹ اسے دے دو۔'' تو انہوں نے کہا: بھلا میں اس یہودن کو دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے اور ذوالحجہ، محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک ان سے بات چیت نہ کی۔

فوائد و مسائل: ① آپ کا یہ مقاطعہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اسلامی آداب کو ملحوظ نہ رکھا تھا۔ ② کسی مسلمان کو اس کے گزشتہ دین کی بنیاد پر یہودی یا کافر وغیرہ کہنا حرام ہے۔ ③ بلاوجہ عار دلانا بھی بہت بڑا عیب اور گناہ ہے۔ ④ بلا عذر ضرورت کی چیز اپنے مسلمان بھائی کو نہ دینا بداخلاقی ہے، سورۃ الماعون میں یہ مسئلہ خصوصیت سے بیان ہوا ہے۔ ⑤ شرعی بنیاد پر مقاطعہ کیا جائے تو تین دن سے زائد عرصہ کے لیے بھی جائز ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ فِي الْقُرْآنِ (التحفة ٥)

باب:۴- قرآن میں جھگڑا کرنا منع ہے

٤٦٠٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۴۶۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی

٤٦٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٨ من حديث حماد بن سلمة به.

٤٦٠٣ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٢/ ٥٠٣، وصححه ابن حبان، ح:٧٣، والحاكم:

حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قالَ: أخبرنا مُحمَّدُ ابنُ عَمْرٍو عنْ أَبِي سَلَمَةَ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «المِرَاءُ في الْقُرْآنِ كُفْرٌ».

ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① [اَلْمِرَاء] سے مراد جھگڑنا اور شک کا اظہار کرنا ہے۔ لہٰذا قرآنی آیات میں ایسا مباحثہ اور جھگڑا کرنا کہ کسی حصے کی تکذیب لازم آئے یا شک و شبہ پیدا ہو' حرام اور کفر ہے۔ ② قابل حل مقامات کے لیے ثقہ اور راسخ علماء کی طرف رجوع کر کے صحیح معنی و مفہوم معلوم کرنا چاہیے۔ متشابہات کے درپے ہونے سے بچنا ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے شکوک و شبہات اور فتنہ پیدا کرنے والے لوگوں کو واضح دلائل سے قائل کیا جائے اور عوام کو ان سے دور رکھا جائے۔ ③ مذکورہ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جان بوجھ کر لوگوں میں فتنہ انگیزی کرنے والے امت کے لیے کتنے خطرناک ہیں۔ اس فتنہ انگیزی کو روکنے کے طریقے یہ ہیں: ❀ اہل اہواء سے مقاطعہ۔ ❀ ان کی تمام باتوں میں آ کر اوٹ پٹانگ معاملات میں الجھنے سے پرہیز۔ ❀ معاشرے میں نفرت پھیلانے والے کاموں سے اجتناب۔ ❀ جو فتنہ برپا کرنے والے نہ ہوں' غلطیوں پر ان کی پر حکمت تفہیم۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي لُزُومِ السُّنَّةِ (التحفة ٦)

باب:۵- سنت کا اتباع واجب ہے

٤٦٠٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا أبو عَمْرِو بنُ كَثِيرِ بنِ دِينَارٍ عنْ حَرِيزِ بنِ عُثْمانَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عَوْفٍ، عنِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِ يكَرِبَ عنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قالَ: «أَلَا، إنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ. أَلَا، لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ

۴۶۰۴- حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ عنقریب ایسے ہو گا کہ ایک پیٹ بھرا (آسودہ حال) آدمی اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا کہے گا کہ اسی قرآن کو اختیار کر لو' جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔ خبردار! تمہارے لیے پالتو گدھے' نیش دار درندے اور کسی ذمی (کافر) کا گرا پڑا مال اٹھا لینا حلال نہیں' الا یہ کہ اس کا مالک اس سے بے پروا ہو۔ اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے تو ان پر

◄◄ ٢٢٣/٢، ووافقه الذهبي.

٤٦٠٤- تخريج: [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٨٠٤، وأخرجه أحمد: ٤/ ١٣٠ من حديث حريز بن عثمان به.

الأَهْلِيِّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ».

واجب ہے کہ اس کی مہمانی کریں' اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اسے حق حاصل ہے کہ اپنی مہمانی کے مثل ان سے بذریعہ طاقت حاصل کرلے۔''

٤٦٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بن حَنْبَلٍ وَعَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن أبي النَّضْرِ، عنْ عُبَيْدِ الله بنِ أبي رَافِعٍ، عنْ أَبِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ: لَا نَدْرِي مَا وَجَدْنَا في كِتَابِ الله اتَّبَعْنَاهُ».

۴۶۰۵- جناب عبیداللہ اپنے والد حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو پاؤں کہ وہ اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے' ہم تو کتاب اللہ میں جو پائیں گے' اسی پر عمل کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں میں اریکہ کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد لکڑی کا بنا ہوا تخت یا دیوان ہے جس پر لوگ گھروں میں بیٹھتے تھے یا جائے نماز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کے ساتھ اسی جیسی دی گئی چیز ''حدیث اور سنت'' ہے۔ قرآن کو وحی جلی اور وحی متلو کہا جاتا ہے۔ یعنی جس کی تلاوت ہوتی ہے۔ جبکہ حدیث اور سنت کو وحی خفی اور وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ یعنی جس کی تلاوت نہیں ہوتی' لیکن وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ قرآن کریم بسبب تلاوت عامہ و کثیرہ اول دن سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ جبکہ احادیث کے اثبات کے لیے اسانید (خبر دینے والوں کے سلسلے) کی صحت اوّلین شرط ہے۔ علمائے راسخین اور ماہرین فن حدیث کی تنقیح و تحقیق کے بعد جن احادیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ثابت ہو ان کا اتباع اسی طرح واجب ہے جیسے قرآن مجید کا اور قرآن مجید کی متعدد آیات اس امر کی تصریح کرتی ہیں اور قول فیصل ہیں۔ جیسے ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) ''ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی طرف نازل کردہ کی خوب وضاحت کر دیں۔'' اور بلاشبہ آپ ﷺ کی وضاحت قول و فعل اور توثیق سے ہوئی ہے اور صحابۂ کرام نے اس کو خوب محفوظ رکھا اور آگے نقل کیا ہے۔ سورۃ النساء میں ہے: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ

٤٦٠٥- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما نهي عنه أن يقال عند حديث رسول الله ﷺ، ح: ٢٦٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٠٨، ١٠٩، ووافقه الذهبي، وهو في مسند أحمد، (أطراف المسند: ٦/ ٢١٨).

اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا﴾ (النساء:۸۰) ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا ہے۔'' سورۃ النور میں ہے: ﴿قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ (النور:۵۴) ''کہہ دیجیے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو' اگر تم اس سے منہ پھیر لو گے تو رسول پر وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا ہے اور تم سے صرف اس کی جوابدہی ہوگی جو تمہارے ذمے ہے' اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر رہو گے اور رسول کے ذمے صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔'' علاوہ ازیں فرمایا: ﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (النور:۶۳) ''ان لوگوں کو جو رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آلے یا کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔''

سورۃ الحشر میں فرمایا: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷) ''اللہ کے رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔'' علاوہ ازیں اور بھی متعدد آیات حجیت حدیث کی واضح دلیل ہیں۔ ③ ایسے تمام گروہ' فرقے یا افراد جو محض قرآن کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن صحیح احادیث سے اعراض کرتے ہیں' مندرجہ بالا حدیث اور آیات میں ان کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے۔ ④ یہ احادیث نبیٔ کریم ﷺ کی صداقت و حقانیت کی بہت بڑی دلیل ہیں کہ جو بھی غیب کی خبریں آپ نے دی ہیں وہ بالکل سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ظاہر ہونے والا فرقہ ''اہل قرآن'' اور ان کا سردار عبداللہ چکڑالوی بالخصوص اس حدیث کا مصداق ثابت ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے مولوی محمد ابراہیم کو اپنے مال سے بغیر کسی قصور کے محروم کر دیا۔ وہ آئے اور والد کے سامنے کھڑے ہو کر بات کی اور یہ حدیث سنائی: ''جو کوئی اپنے ایک بیٹے کو محروم کرے گا قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ مرا ہوا ہوگا۔'' حدیث سن کر باپ نے کہا ہم نہیں جانتے ہم اللہ کی کتاب میں جو پائیں گے اسی پر عمل کریں گے۔ مولوی ابراہیم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے عبداللہ چکڑالوی لکڑی کے دیوان پر سہارا لے کر بیٹھے ہوئے یہ فقرہ کہہ رہا تھا۔ ان کے سامنے یہ منظر واضح طور پر آ گیا جو اس حدیث میں دکھایا گیا ہے۔ وہ حیرت و دہشت میں ڈوب گئے اور آپ تو وہی ہیں' آپ تو وہی ہیں کہتے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہو گئے اور باپ کے شہر سے بہت دور ایک گاؤں میں جا بسے اور زندگی بھر اپنے حصے کا مطالبہ نہیں کیا کہ ایسے باپ کی دولت سے مجھے کوئی حصہ نہیں چاہیے جو انکار حدیث کے سرغنہ کے طور پر رسول اللہ ﷺ کو پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا۔ ⑤ صحیح احادیث حتمی طور پر واجب العمل ہیں۔ یہ ایک حیلہ ہے کہ احادیث صحیحہ کو پہلے قرآن پر پیش کیا جائے اور پھر عمل کا فیصلہ کیا جائے۔ احادیث قرآن سے ٹکراتی ہی نہیں' بلکہ خود قرآن کی رو سے قرآن کی وضاحت اور تفسیر ہیں۔ ان کی روشنی میں قرآن کا مفہوم متعین ہوتا ہے' کوئی صحیح حدیث قرآن سے ٹکراتی ہی نہیں' بلکہ یہ بھی اللہ کی طرف

سے ہیں۔ سورۃ القیامۃ میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَإِذَا قَرَأْنَـٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْءَانَهُۥ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُۥ﴾ (القيامة: ١٨، ١٩) ''جب ہم اس کو پڑھ لیں تب آپ اس کی قراءت کریں' پھر اس کی وضاحت ہمارے ذمے ہے۔''

٤٦٠٦ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ».

۴۶۰۶- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس معاملے (دین) میں کوئی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود اور باطل ہے۔''

قَالَ ابْنُ عِيسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَنَعَ أَمْرًا عَلَى غَيْرِ أَمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ».

ابن عیسیٰ نے یوں روایت کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے طریقے کے خلاف کوئی کام کیا تو وہ مردود اور باطل ہے۔''

فائدہ: ① اس حدیث میں دین کے لیے لفظ [أمرنا] استعمال کیا گیا ہے کیونکہ ہدایت کا سرچشمہ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں' اس لیے آپ کے ارشاد کے بغیر کوئی کام بھی اللہ کے ہاں عبادت یا تقرب کا درجہ نہیں پا سکتا۔ ② [فَهُوَ رَدٌّ] ''وہ مردود ہے'' کے دو مفہوم ہیں' یعنی وہ کام باطل اور مردود ہے' نیز وہ آدمی جو اس کا مرتکب ہو وہ بھی مردود اور قابل نفرین ہے۔

٤٦٠٧ - **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ وَحُجْرُ بْنُ

۴۶۰۷- جناب عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کا بیان ہے کہ ہم حضرت عرباض بن ساریہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ......﴾ ''ان

٤٦٠٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ح:١٧١٨ عن محمد بن الصباح، والبخاري، الصلح، باب: إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ح:٢٦٩٧ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤٦٠٧ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ح:٢٦٧٦ من حديث خالد بن معدان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند أحمد: ٤/ ١٢٦، ١٢٧، وصححه ابن حبان، ح:١٠٢، والحاكم: ١/ ٩٥، ٩٦، ووافقه الذهبي.

حُجْرٍ قالَا : أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بنَ سَارِيَةَ ، وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ : ﴿وَلَا عَلَى ٱلَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ [التوبة : ٩٢] فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا : أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ : صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ ، فَقَالَ قَائِلٌ : يَا رَسُولَ الله ! كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فقَالَ : «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى الله وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا ، فَعَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» .

لوگوں پر کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری دیں' آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں' تو وہ اس حال میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھیں' اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انہیں کچھ میسر نہیں جسے وہ خرچ کریں۔'' ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا: ہم آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اور یہ کہ آپ کی عیادت ہو جائے اور کوئی علمی فائدہ بھی حاصل کر لیں' تو حضرت عرباض ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی' پھر ہماری طرف منہ کر لیا اور وعظ فرمایا' بڑا ہی بلیغ اور جامع وعظ' ایسا کہ اس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا الوداعی وعظ تھا' تو آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقوی اختیار کیے رہنا اور اپنے حکام کے احکام سننا اور ماننا' خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا' چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت اپنائے رکھنا' خلفاء جو اصحاب رشد و ہدایت ہیں' سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا' بلکہ ڈاڑھوں سے پکڑے رہنا' نئی نئی بدعات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا' بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ایک بڑے کام میں ضمنی کئی نیتیں کر لی جائیں تو جائز ہے۔ اجر و ثواب نیتوں ہی کے مطابق ملتا ہے۔ چنانچہ زیارت علماء' عیادت مریض اور علمی استفادہ سب خیر کے کام ہیں' لہٰذا موقع محل اور حالات کی مناسبت

سے یہ تمام کام کرنے چاہییں۔ ② رسول اللہ ﷺ حسب ضرورت نمازوں کے بعد بھی درس دیا کرتے تھے۔ کتاب وسنت کا وعظ سن کر رونا جائز ہے۔ ③ اختلاف امت کو مٹانے اور نجات وفلاح کی کلید صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین ؓ کی سنت ہے۔ خیال رہے کہ یہ کوئی دو سنتیں نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک ہی سنت ہے۔ اگر بالفرض واقعتاً کہیں کوئی اختلاف محسوس ہو تو حجت صرف رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ قول وفعل ہی ہے۔ ④ مسلمانوں کے امام یعنی جس کو شوریٰ کے ذریعے سے اپنا قائد چن لیا گیا ہو اس کی اطاعت واجب ہے بغیر اس کے کہ اس کا نام ونسب یا رنگ وروپ دیکھا جائے بشرطیکہ وہ قیادت میں شریعت کا پیرو ہو۔ ⑤ دین میں بدعات سراسر گمراہی اور امت میں افتراق وفتنہ کا باعث ہیں۔ جبکہ سنت وحدت واتفاق کی باعث اور نجات کی ضامن ہے۔

٤٦٠٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ: حدَّثني سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ عَتِيقٍ عنْ طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ، عنِ الأحْنَفِ ابنِ قَيْسٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «ألَا هَلَكَ المُتَنَطِّعونَ»، ثَلاثَ مَرَّاتٍ.

۴۶۰۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! غلو کرنے والے، حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوئے۔“ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

فائدہ: قرآن وحدیث کے عام فہم معنی پر عمل کرنا واجب ہے۔ بال کی کھال اتارنا اور دور دراز کی کوڑیاں لانا اور لایعنی تکلفات میں پڑنا یا دوسروں کو اس میں مبتلا کرنا دین نہیں ہے۔

(المعجم ٦) - **بابُ مَنْ دَعَا إلَى السُّنَّةِ** (التحفة ٧)

باب:٦- اتباع سنت کی دعوت دینے (کی اہمیت) کا بیان

٤٦٠٩- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعْني ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني الْعَلَاءُ يَعْني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عنْ أبِيهِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ دَعَا إلى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ

۴۶۰۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو راہ حق کی دعوت دے اسے اس قدر ثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے والوں کو ہوگا۔ ان اتباع کرنے والوں میں سے کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اسے اس قدر گناہ ہوگا جس قدر اس کی

٤٦٠٨_ **تخريج**: أخرجه مسلم، العلم، باب هلك المتنطعون، ح: ٢٦٧٠ من حديث يحيى القطان به.
٤٦٠٩_ **تخريج**: أخرجه مسلم، العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة . . . الخ، ح: ٢٦٧٤ عن يحيى بن أيوب به.

شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا».

پیروی کرنے والوں کو ہوگا۔ اس وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔"

فائدہ: دعوت دینے کا مفہوم بالعموم زبانی دعوت دینا سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک خاموش دعوت بھی ہوتی ہے کہ لوگ دوسروں کو دیکھ کر بہت سے کام شروع کر دیتے ہیں لہٰذا انسان کو متنبہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ماحول میں کیا کردار ادا کر رہا ہے۔ کیا وہ اپنے لیے نیکیاں جمع کر رہا ہے یا لوگوں کی برائیاں اس کے کھاتے میں پڑ رہی ہیں۔ اس حدیث میں اصحاب خیر کے لیے بشارت اور بدعمل اور بدکردار لوگوں کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے۔

٤٦١٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عَن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَعْظَمَ المُسْلِمِينَ في المُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ».

۴۶۱۰- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں میں جرم کے اعتبار سے سب سے بڑا (مجرم) وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی بات کے بارے میں سوال کیا جو پہلے حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کرنے کے باعث حرام کر دی گئی۔"

فائدہ: دین کے احکام جس طرح ایک عام آدمی کی سمجھ میں آ سکتے ہیں اسی طرح ان پر عمل کرنا چاہیے اطاعت کے لیے یہ کافی ہے۔ خود ان احکام کے اندر مختلف پہلوؤں کو نکال نکال کر سوال کرنے میں کئی قباحتیں ہیں۔ بغیر ضرورت بال کی کھال اتارنے سے اپنے اور دوسروں کے لیے سخت دشواریاں پیدا ہوتی ہیں ان سے احتراز کرتے ہوئے صدق نیت سے آیات واحادیث کے سہل اور عام مفہوم پر عمل کرنا کافی ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ یہودیوں کو گائے ذبح کرنے کا حکم ملا۔ انہوں نے کیسی کس رنگ کی کس طرح کی گائے کے حوالے سے سوال پوچھنے شروع کر دیے۔ ہر سوال سے گائے کی تخصیص ہوتی گئی اور اس طرح کی گائے ڈھونڈ کر ذبح کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریق کار کو یہود کے غلط طریق پر محمول فرمایا۔ حکم ملتے ہی اگر وہ حسن نیت سے کوئی ایک گائے ذبح کر دیتے تو اپنے فرض سے بہ آسانی سبکدوش ہو جاتے۔ بہت زیادہ سوالات کرنا کبھی بھی اچھا نہیں سمجھا گیا بالخصوص ایسے سوالات جن کا عملی زندگی سے واسطہ نہ ہو۔ یا محض فرضی مسائل ہوں۔ اب اگرچہ حلت و حرمت کا دور تو نہیں مگر علماء سے بھی لازمی اور ضروری سوالات ہی کرنے چاہییں جن کا تعلق حقیقت واقعہ سے ہو۔

٤٦١٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ، وترك إكثار سؤاله عما لا ضرورة إليه ... الخ، ح: ٢٣٥٨ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال ومن تكلف ما لا يعنيه، ح: ٧٢٨٩ من حديث الزهري به.

فرضی صورتیں سوچ سوچ کر ان کے جواب مانگنا یا تلاش کرنا غیر صحت مند رویہ ہے جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔

٤٦١١ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ أنَّ أبَا إدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ عَائِذَ الله أخْبَرَهُ أنَّ يَزِيدَ ابنَ عَمِيرَةَ - وكَانَ مِنْ أصْحَابِ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ - أخْبَرَهُ قال: كَانَ لَا يَجْلِسُ مَجْلِسًا لِلذِّكْرِ حِينَ يَجْلِسُ إلَّا قال: اللهُ حَكَمٌ قِسْطٌ هَلَكَ الْمُرْتَابُونَ، فقالَ مُعَاذُ بنُ جَبَلٍ يَوْمًا: إنَّ مِنْ وَرَائِكُم فِتَنًا يَكْثُرُ فيهَا المَالُ وَيُفْتَحُ فيهَا الْقُرْآنُ حَتَّى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ وَالرَّجُلُ وَالْمَرأَةُ وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالْعَبْدُ وَالْحُرُّ، فَيُوشِكُ قَائِلٌ أنْ يَقُولَ: مَا لِلنَّاسِ لَا يَتَّبِعُونِي وَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ، مَا هُمْ بِمُتَّبِعِيَّ حَتَّى أَبْتَدِعَ لَهُمْ غَيْرَهُ، فإيَّاكُم وَمَا ابْتَدعَ، فإنَّ ما ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ، وَأُحَذِّرُكُم زَيْغَةَ الْحَكِيمِ فإنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ عَلَى لِسَانِ الْحَكِيمِ، وَقَدْ يَقُولُ الْمُنَافِقُ كَلِمَةَ الْحَقِّ. قالَ: قُلْتُ لِمُعَاذٍ: مَا يُدْرِينِي رَحِمَكَ الله! أنَّ الْحَكِيمَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ وأَنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الْحَقِّ. قالَ: بَلَى اجْتَنِبْ مِنْ كَلَامِ

۴۶۱۱- یزید بن عمیرہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب بھی ذکر کی مجلس میں بیٹھتے تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے: اللہ عزوجل خوب عادل اور فیصلہ کرنے والا ہے' شک کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا: تمہارے بعد بڑے فتنے ہوں گے۔ مال بہت بڑھ جائے گا اور قرآن کھول (عام کر) دیا جائے گا حتی کہ مومن' منافق' مرد' عورتیں' چھوٹا' بڑا' غلام اور آزاد سبھی اسے حاصل کریں گے اور ایسا ہوگا کہ کہنے والا کہے گا: لوگوں کو کیا ہوا میری پیروی نہیں کرتے' حالانکہ میں نے قرآن پڑھا ہے؟ (وہ کہے گا) یہ لوگ اس وقت تک میری پیروی نہیں کریں گے حتی کہ میں ان کے لیے اس کے علاوہ کوئی نئی اختراع کروں۔ چنانچہ تم اپنے آپ کو اس کی بدعت سے بچائے رکھنا' اس کی بدعت ضلالت اور گمراہی ہوگی۔ اور میں تمہیں دانا بندے کی ٹھوکر سے بھی ڈراتا ہوں۔ شیطان کبھی دانا بندے کی زبان سے گمراہی کا کوئی کلمہ نکلوا دیتا ہے اور کبھی منافق بھی حق بات کہہ دیتا ہے۔ (یزید کہتے ہیں) میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! مجھے کیسے معلوم ہو کہ دانا آدمی گمراہی کا کلمہ کہہ جاتا ہے اور منافق حق کی بات کہہ دیتا ہے؟ کہا کہ ہاں۔ دانا کی ایسی باتوں سے بچنا جو مشہور ہو جاتی ہیں' جن کے بارے میں

٤٦١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٧٠ من حديث الليث بن سعد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

الْحَكِيمِ الْمُشْتَهِرَاتِ الَّتِي يُقَالُ لَهَا: مَا هٰذِهِ وَلَا يُثْنِيَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْهُ فَإِنَّهُ لَعَلَّهُ أَنْ يُرَاجِعَ وَتَلَقَّ الْحَقَّ إِذَا سَمِعْتَهُ فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُورًا.

کہا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ مگر یہ بات تمہارا اس سے رخ موڑ لینے کا باعث نہ بنے' ایسا (بھی تو) ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے رجوع کر لے' اور حق جس کسی سے بھی سنو قبول کر لو' بلاشبہ حق پر نور ہوتا ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الحدِيثِ: وَلَا يُنْبِئَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْهُ مَكَانَ يَثْنِيَنَّكَ. وقَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عن الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الحدِيثِ: بِالْمُشْتَبِهَاتِ مَكَانَ «الْمُشْتَهِرَاتِ»، وقال: «لا يُثْنِيَنَّكَ» كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ وقالَ ابنُ إِسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ: قَالَ: بَلٰى مَا تَشَابَهَ عَلَيْكَ مِنْ قَوْلِ الْحَكِيمِ حَتَّى تَقُولَ ما أَرَادَ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ معمر نے بواسطہ زہری اس روایت میں [يُثْنِيَنَّكَ] کی بجائے [وَلَا يُنْبِئَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْه] "یہ بات تجھے اس سے بے رخ نہ بنا دے۔" کے لفظ روایت کیے ہیں۔ صالح بن کیسان نے زہری سے روایت کرتے ہوئے [مُشْتَهِرَات] کی بجائے [اَلْمُشْتَبِهَات] کا لفظ روایت کیا اور ایسے ہی [لَا يُثْنِيَنَّكَ] کا لفظ روایت کیا جیسے کہ عقیل نے روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا: ہاں دانا کی جو بات تمہارے لیے شبہے کا باعث ہو حتی کہ تم کہنے لگو نا معلوم اس نے اس کلمہ سے کیا مراد لیا ہے؟

فوائد ومسائل: ① بعض اوقات دانا لوگ بھی کسی چیز کے فہم میں صحیح اور اعتدال کی راہ سے دور ہو سکتے ہیں۔ ان کے ایسے اقوال امت کے لیے تعجب انگیز ہوتے ہیں۔ ایسے اقوال کو چھوڑ دیں لیکن ان کی صحیح باتوں کو مسترد کرنا شروع نہ کریں۔ ② داعیٔ حق کو چاہیے ہمیشہ حکمت و دانائی کے ساتھ خالص قرآن اور صحیح سنت کا پیغام پہنچانے ہی کو اپنا مطمح نظر بنائے۔ جب اس کی بات کتاب وسنت کے مطابق ہو تو بغیر اس فکر کے کہ لوگ اسے قبول کرتے ہیں یا نہیں' یا کس قدر کرتے ہیں' اپنا فرض ادا کرے۔ اللہ عزوجل علیم وخبیر ہے اور مخلوقات کے دل اس کے ہاتھ میں ہیں۔ بدعات سے ہر ایک کو بہت دور بھاگنا چاہیے۔ ان کا انجام ضلالت اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ ③ نبی ﷺ کے بعد کوئی کتنا ہی دانا کیوں نہ ہو وہ فی ذاتہ کسی طرح شرعی حجت اور دلیل نہیں۔ اس کی بات قرآن وسنت کی کسوٹی پر جانچ کر ہی قابل قبول ہو سکتی ہے۔

٤٦١٢- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ:

۴۶۱۲- ابورجاء نے **ابوصلت** سے روایت کیا کہ

٤٦١٢ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٩ب، ٩٠الف) من حديث أبي داود به
* أبوالصلت، وأبورجاء مجهولان، لم يثبت تعيينهما بدليل قوي، والثوري مدلس، وعنعن عن النضر بن عربي.

أخبرنا سُفْيَانُ قالَ: كَتَبَ رَجُلٌ إلىٰ عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُهُ عن الْقَدَرِ؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ الْمُؤَذِّنُ قالَ: حَدَّثَنا أَسَدُ بنُ مُوسىٰ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ دُلَيْلٍ قالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُنا عن النَّضْرِ؛ ح: وحَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن قَبِيصَةَ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو رَجَاءٍ عن أبي الصَّلْتِ - وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ ابنِ كَثِيرٍ وَمَعْنَاهُمْ - قالَ: كَتَبَ رَجُلٌ إلىٰ عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُهُ عن الْقَدَرِ، فكَتَبَ: أَمَّا بَعْدُ، أُوصِيكَ بِتَقْوَى الله وَالاقْتِصَادِ في أَمْرِهِ وَاتِّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ وَتَرْكِ ما أَحْدَثَ الْمُحْدِثُونَ بَعْدَ ما جَرَتْ بِهِ سُنَّتُهُ وَكُفُوا مُؤْنَتَهُ فَعَلَيْكَ بِلُزُومِ السُّنَّةِ فإِنَّهَا لَكَ - بِإِذْنِ الله - عِصْمَةٌ، ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَدِعِ النَّاسُ بِدْعَةً إِلَّا قَدْ مَضَى قَبْلَهَا ما هُوَ دَلِيلٌ عَلَيْهَا أَوْ عِبْرَةٌ فيها فإِنَّ السُّنَّةَ إِنَّما سَنَّهَا مَنْ قَدْ عَلِمَ ما في خِلَافِهَا - وَلَمْ يَقُلِ ابنُ كَثِيرٍ: مَنْ قَدْ عَلِمَ - من الْخَطَإِ وَالزَّلَلِ وَالْحُمْقِ وَالتَّعَمُّقِ، فَارْضَ لِنَفْسِكَ ما رَضِيَ بِهِ الْقَوْمُ لأَنْفُسِهِمْ فإِنَّهُمْ عَلىٰ عِلْمٍ وَقَفُوا، وَبِبَصَرٍ نَافِذٍ كَفُّوا، وَلَهُمْ عَلىٰ كَشْفِ الأُمُورِ كَانُوا أَقْوَى، وَبِفَضْلِ ما كَانُوا فِيهِ أَوْلىٰ، فإِنْ كَانَ الْهُدَى ما أَنْتُمْ عَلَيْهِ لَقَدْ سَبَقْتُمُوهُمْ إِلَيْهِ، وَلَئِنْ قُلْتُمْ: إِنَّ ما حَدَثَ بَعْدَهُمْ ما

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خط لکھا۔ جس میں اس نے ان سے تقدیر کا مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے جواب لکھا: حمد و صلاۃ کے بعد' میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رہو اور اللہ کے امر میں اعتدال سے کام لو۔ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کا اتباع کرو اور بدعتیوں کی بدعات سے دور رہو بالخصوص جب امر دین میں آپ ﷺ کی سنت جاری ہو چکی اور اس میں لوگوں کی ضرورت پوری ہو چکی۔ سنت کو لازم پکڑو' یقیناً یہی چیز باذن اللہ تمہارے لیے (گمراہی سے) بچنے کا سبب ہو گی۔ یاد رکھو! لوگوں نے جس قدر بھی بدعات نکالی ہیں' ان سے پہلے وہ رہنمائی آ چکی جو ان (بدعات) کے خلاف دلیل ہے۔ یا اس میں کوئی نہ کوئی عبرت ہے۔ بلاشبہ سنت اس مقدس ذات نے عطا فرمائی جنہیں علم تھا کہ اس کی مخالفت میں کیا...... راوی محمد بن کثیر نے [من قد علم] کے لفظ روایت نہیں کیے...... خطا ٹھوکر اور حماقت اور (ہلاکت کی) کھائی ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو اس چیز پر راضی اور مطمئن رکھو جس پر قوم (صحابہ) راضی رہے ہیں' بلاشبہ وہ لوگ علم سے بہرہ ور تھے۔ (جن باتوں سے انہوں نے منع کیا) گہری بصیرت کی بنا پر منع کیا اور ان حقائق کی آ گہی پر (جن سے تم بزعم خویش آ گاہ ہوئے ہو) وہ لوگ زیادہ قادر تھے اور اپنے فضائل کی بنا پر اس کے زیادہ حق دار تھے۔ اگر حق و ہدایت یہی ہو جسے تم نے سمجھا ہے تو تم گویا ان سے سبقت لے گئے۔ اگر تم یہ کہو کہ یہ امور ان (صحابہ) کے بعد نئے ایجاد ہوئے ہیں تو ان کے ایجاد کرنے والے ان

أَحْدَثَهُ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِهِمْ وَرَغِبَ بِنَفْسِهِ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ هُمُ السَّابِقُونَ فَقَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ بِمَا يَكْفِي وَوَصَفُوا مِنْهُ ما يَشْفِي، فَمَا دُونَهُمْ مِنْ مَقْصَرٍ وَما فَوْقَهُمْ مِنْ مَحْسَرٍ، وَقَدْ قَصَّرَ قَوْمٌ دُونَهُمْ فَجَفَوْا، وَطَمَحَ عَنْهُمْ أَقْوَامٌ فَغَلَوْا، وَإِنَّهُمْ بَيْنَ ذٰلِكَ لَعَلٰى هُدًى مُسْتَقِيمٍ.

(صحابہ) کی راہ پر نہیں ہیں' بلکہ ان سے اعراض کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ وہ صحابہ ہی (حق اور نیکی میں) سبقت لے جانے والے تھے۔ انہوں نے ان امور میں جو بات کی وہی کافی ہے۔ جو بیان کیا اسی میں شفا ہے۔ چنانچہ ان سے کم تر پر رکنا کوتاہی (تفریط) ہے اور ان سے بڑھ کر توضیح کرنا زیادتی یا تھکاوٹ (افراط) ہے (ان کے طرز عمل سے کمی کرنا جائز ہے' نہ ان سے بڑھنا جائز) جنہوں نے کمی کی انہوں نے ظلم کیا اور جو آگے بڑھے انہوں نے غلو کیا۔ جبکہ وہ (صحابہ) ان کے بین بین (اصل) ہدایت اور راہ مستقیم پر تھے۔

كَتَبْتَ تَسْأَلُ عن الإِقْرَارِ بِالْقَدَرِ فَعَلَى الْخَبِيرِ - بِإِذْنِ اللهِ - وَقَعْتَ، ما أَعْلَمُ ما أَحْدَثَ النَّاسُ مِنْ مُحْدَثَةٍ، وَلَا ابْتَدَعُوا مِنْ بِدْعَةٍ هِيَ أَبْيَنُ أَثَرًا وَلا أَثْبَتُ أَمْرًا مِنَ الإِقْرَارِ بِالْقَدَرِ، لَقَدْ كَانَ ذَكَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ الْجُهَلَاءُ يَتَكَلَّمُونَ بِهِ فِي كَلَامِهِمْ وفِي شِعْرِهِمْ يُعَزُّونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ عَلٰى ما فَاتَهُمْ، ثُمَّ لَمْ يَزِدْهُ الإِسْلَامُ بَعْدُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَقَدْ ذَكَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ وَلا حَدِيثَيْنِ، وَقَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ الْمُسْلِمُونَ فَتَكَلَّمُوا بِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ يَقِينًا وَتَسْلِيمًا لِرَبِّهِمْ وَتَضْعِيفًا لأَنْفُسِهِمْ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ لَمْ يُحِطْ بِهِ عِلْمُهُ وَلَمْ يُحْصِهِ كِتَابُهُ وَلَمْ يَمْضِ فِيهِ قَدَرُهُ وَإِنَّهُ

تم نے تقدیر کے اقرار کے متعلق لکھ کر پوچھا ہے تو اللہ کے فضل سے تم نے ایک صاحب علم وخبر سے پوچھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ لوگوں نے جتنی بھی نئی باتیں گھڑی ہیں اور جتنی بھی بدعات ایجاد کی ہیں ان میں تقدیر کے مسئلے سے بڑھ کر بھی کوئی مسئلہ واضح اور دلائل کی رو سے قوی تر ہو' اس کا ذکر تو قدیم ترین ایام جاہلیت میں بھی ہوتا تھا' لوگ اپنی گفتگو اور اپنے اشعار میں اس کا ذکر کرتے تھے' جو چیز انہیں حاصل نہ ہو پاتی تھی' تقدیر کا ذکر کر کے اس سے تسلی پاتے تھے۔ پھر اسلام نے ان کے بعد میں عقیدۂ تقدیر کو مزید (واضح اور) مستحکم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دو نہیں' متعدد احادیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں نے آپ سے سن کر آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد بھی اس کے بارے میں گفتگو کی۔ جس میں اللہ رب العزت کے سامنے تسلیم ورضا اور اپنے عجز کا اعتراف کیا کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس

مَعَ ذٰلِكَ لَفِي مُحْكَمِ كِتابِهِ مِنْهُ اقْتَبَسُوهُ وَمِنْهُ تَعَلَّمُوهُ. ولِئِنْ قُلْتُمْ لِمَ أَنْزَلَ اللهُ آيَةَ كَذا ولِمَ قالَ كذَا، لقَدْ قَرَأُوا مِنْهُ ما قَرَأْتُمْ، وَعَلِمُوا مِنْ تَأْوِيلِهِ ما جَهِلْتُمْ وَقَالُوا بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهِ بِكِتَابٍ وَقَدَرٍ، وَكُتِبَتِ الشَّقَاوَةُ، وَمَا يُقْدَرُ يَكُنْ وَمَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا نَمْلِكُ لأَنْفُسِنَا نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ثُمَّ رَغِبُوا بَعْدَ ذٰلِكَ وَرَهِبُوا.

پر اللہ کا علم محیط نہ ہو' یا کتاب تقدیر میں اس کا شمار نہ ہو' یا اس میں اس کی تقدیر جاری نہ ہوئی ہو۔ ساتھ ہی یہ بات اس کی محکم کتاب (قرآن حکیم) میں بھی ہے۔ صحابۂ کرام نے اس مسئلہ کو اسی سے اخذ کیا تھا اور یہیں سے وہ اس سے باخبر ہوئے۔ اگر تم کہو اللہ نے فلاں آیت کیوں نازل کی اور اس طرح کیوں کہا؟ تو (ذرا سوچو کہ) انہوں (یعنی صحابہ) نے بھی تو یہی آیات پڑھیں جو تم نے پڑھیں۔ البتہ وہ اس کی تفسیر وتاویل پا گئے جس سے تم جاہل رہے۔ اس کے بعد ان کا قول یہ ہے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے لکھا ہوا اور اس کی تقدیر سے ہے۔ شقاوت اور بدبختی بھی لکھی ہوئی ہے۔ جو کچھ مقدر ہے' ہو جاتا ہے۔ اللہ جو بھی چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ ہم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ پھر (اسی اصل پر) وہ اللہ کی طرف راغب رہے اور اسی سے ڈرتے رہے۔

٤٦١٣ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ قالَ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ يَعْنِي ابنَ أبي أَيُّوبَ قالَ: أخبرني أَبُو صَخْرٍ عنْ نَافِعٍ قالَ: كَانَ لابْنِ عُمَرَ صَدِيقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَكَلَّمْتَ في شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فَإِنِّي

۴۶۱۳- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ شام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوست تھا' جس کی ان سے خط کتابت رہتی تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے تقدیر کے بارے میں کوئی باتیں کی ہیں۔ (تو تقدیر کو جھٹلاتا ہے) لہٰذا آئندہ کے لیے مجھے کوئی خط نہ لکھنا۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''تحقیق میری امت

٤٦١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القدر، باب ماجاء في المكذبين بالقدر من الوعيد، ح: ٢١٥٢، وابن ماجه، ح: ٤٠٦١ من حديث أبي صخر حميد بن زياد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٩٠.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُونَ بِالْقَدَرِ».

میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔"

فائدہ: حضرت عبداللہ ؓ کا یہ مقاطعہ (اعلان لاتعلقی) بغض فی اللہ کا اظہار تھا اور بلاشبہ اہل ایمان کی دوستی اور ناراضی اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وابستہ رہنے کی بنیاد ہی پر ہوتی ہے۔

٤٦١٤- **حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بنُ الْجَرَّاحِ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! أَخْبِرْنِي عنْ آدَمَ أَلِلسَّمَاءِ خُلِقَ أَمْ لِلأَرْضِ؟ قالَ: لَا، بَلْ لِلأَرْضِ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ لَوِ اعْتَصَمَ فَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الشَّجَرَةِ؟ قالَ: لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْهُ بُدٌّ، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَٰتِنِينَ ○ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ ٱلْجَحِيمِ﴾ [الصافات: ١٦٢، ١٦٣] قالَ: إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا يَفْتِنُونَ بِضَلَالَتِهِمْ إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَحِيمَ.

۴۶۱۴- جناب خالد الحذاء ؒ کہتے ہیں کہ میں نے جناب حسن بصری ؒ سے کہا: ابوسعید! مجھے یہ بتائیں کہ حضرت آدم ؑ آسمان کے لیے پیدا کیے گئے تھے یا زمین کے لیے؟ انہوں نے کہا: زمین کے لیے۔ میں نے کہا: کیا خیال ہے اگر وہ گناہ سے بچ جاتے اور درخت سے نہ کھاتے تو......؟ کہا: یہ ان کے لیے ممکن ہی نہ تھا (کیونکہ یہی مقدر تھا۔) میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مفہوم ہے: (جو جنات اور شیاطین کے متعلق فرمایا:) ﴿مَا اَنتُم عَلَيهِ بِفَاتِنِينَ ○ اِلَّا مَن هُوَ صَالِ الجَحِيمِ﴾ "تم کسی کو اللہ کی طرف سے نہیں پھیر (بہکا) سکتے ہو' مگر اسے ہی جو جہنم میں پڑنے والا ہو۔" کہا کہ شیاطین اپنی گمراہی سے صرف انہی کو گمراہ کرتے ہیں جن پر اللہ نے جہنم میں گرنا واجب کیا ہو۔

فوائد و مسائل: ① انکار تقدیر کا فتنہ سب سے پہلے بصرے میں شروع ہوا تھا اور حضرت حسن بصری ؒ معروف تابعی ہیں' ان کے متعلق کئی لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید وہ بھی تقدیر کے انکاری ہیں۔ مگر ایسی کوئی بات نہ تھی۔ امام ابوداود ؒ نے اگلی روایات میں ان پر سے اسی تہمت کا رد کیا ہے کہ وہ تقدیر پر پوری طرح ایمان رکھتے تھے۔ ② جہنم میں جانا واجب اس طرح کہ اللہ کو پہلے سے علم ہے کہ کس نے ہر صورت جہنم میں جانا ہے۔ اس یقینی علم کو وجوب کہا گیا ہے۔

٤٦١٥- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ الحَذَّاءُ عن

۴۶۱۵- جناب حسن بصری ؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُم﴾

٤٦١٤ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦الف) من حديث حماد بن زيد به.

٤٦١٥ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦ب) من حديث حماد بن سلمة به.

الْحَسَن في قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ [هود: ١١٩] قَالَ: خَلَقَ هٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ وَهٰؤُلَاءِ لِهٰذِه.

''اللہ نے ان کو اسی لیے پیدا کیا (کہ حق سے اختلاف کرتے رہیں۔'') کی تفسیر میں فرمایا کہ ان لوگوں کو اس (جہنم) کیلئے پیدا کیا اور دوسروں کو اس (جنت) کیلئے۔

فائدہ: ''اس کے لیے پیدا کیا'' کا مطلب بھی یہی ہے کہ پیدائش یا اس سے بھی پہلے اللہ کو علم ہے۔ آخرت کا معاملہ صرف اور صرف اللہ عزوجل کے علم اور تقدیر ہی پر منحصر ہے۔

٤٦١٦- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ ﴿مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَٰتِنِينَ ○ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ﴾ [الصافات: ١٦٢، ١٦٣] قَالَ: إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ الله تَعَالَى عَلَيْهِ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ.

۴۶۱۶- خالد الحذاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کریمہ: ﴿مَا أَنتُم عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ. إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ﴾ (کی تفسیر) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے لیے لازم کیا ہے جو جہنم میں جلنے والا ہوا۔ (یہ مذکورہ بالا روایت ۴۶۱۴ کی مانند ہے۔)

٤٦١٧- حَدَّثَنا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قَالَ: أخبرني حُمَيْدٌ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: لأَنْ يُسْقَطَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَقُولَ: الأَمْرُ بِيَدِي.

۴۶۱۷- جناب حمید سے منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ آسمان سے زمین پر گر پڑنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں یوں کہوں کہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ تقدیر کا انکار مجھے ہرگز ہرگز گوارا نہیں۔)

٤٦١٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا الْحَسَنُ مَكَّةَ، فَكَلَّمَنِي فُقَهَاءُ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ أُكَلِّمَهُ فِي أَنْ يَجْلِسَ لَهُمْ يَوْمًا يَعِظُهُمْ فِيهِ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَاجْتَمَعُوا فَخَطَبَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَخْطَبَ مِنْهُ، فَقَالَ

۴۶۱۸- جناب حمید نے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ مکہ آئے تو وہاں کے علماء وفقہاء نے مجھ سے کہا کہ میں ان سے یہ کہوں کہ وہ ایک دن ہمیں وعظ سنائیں۔ تو انہوں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ وہ جمع ہو گئے اور حسن بصری رحمہ اللہ نے درس دیا تو میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو خطیب نہ پایا۔ ایک آدمی نے پوچھا: ابوسعید!

٤٦١٦_ تخريج: [إسناده صحيح].
٤٦١٧_ تخريج: [إسناده صحيح].
٤٦١٨_ تخريج: [إسناده صحيح].

رَجُلٌ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! مَنْ خَلَقَ الشَّيْطَانَ؟ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ! هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ، خَلَقَ اللهُ الشَّيْطَانَ وَخَلَقَ الْخَيْرَ وَخَلَقَ الشَّرَّ، قَالَ الرَّجُلُ: قَاتَلَهُمُ اللهُ كَيْفَ يَكْذِبُونَ عَلٰى هٰذَا الشَّيْخِ.

شیطان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ کہنے لگے سبحان اللہ! بھلا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے؟ اللہ ہی نے شیطان کو پیدا کیا ہے۔ خیر اور شر کا خالق وہی ہے۔ تو وہ آدمی کہنے لگا: اللہ ان کو ہلاک کرے (نامعلوم) کس بنا پر وہ اس شیخ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

فائدہ: خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر چیز اس نے پیدا کی۔ اندھیرا نہ ہو تو نور کی پہچان ممکن نہیں۔ شر نہ ہو تو خیر کی خوبی کیسے معلوم ہو۔

٤٦١٩- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن الْحَسَنِ ﴿كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُۥ فِى قُلُوبِ ٱلْمُجْرِمِينَ﴾ [الحجر: ١٢] قَالَ: الشِّرْكُ.

۴۶۱۹- جناب حمید الطّویل نے حضرت حسن بصری ؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کریمہ: ﴿كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ﴾ ''ایسے ہی ہم یہ بات مجرموں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔'' کی تفسیر میں کہا: اس سے مراد ''شرک'' ہے۔

٤٦٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ غَيْرُ ابنِ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدٍ الصِّيدِ، عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ [سبأ: ٥٤] قَالَ: بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الإِيمَانِ.

۴۶۲۰- عبید الصِّید حضرت حسن بصری ؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت کریمہ ﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَايَشْتَهُونَ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ ان کے اور ان کے ایمان لانے کی خواہش میں رکاوٹ کر دی جائے گی۔

فائدہ: آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ آخرت میں کفار چاہیں گے کہ ان کا ایمان قبول کر لیا جائے اور عذاب سے ان کی نجات ہو جائے' لیکن ان کے اور ان کی اس خواہش کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔ یعنی اس خواہش کو رد کر دیا جائے گا۔ (تفسیر احسن البیان)

٤٦١٩- تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦ب) من حديث أبي داود به، * سفيان، وحميد الطويل عنعنا.

٤٦٢٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦ب) من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٤٦٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمٌ عن ابنِ عَوْنٍ قالَ: كُنْتُ أَسِيرُ بالشَّام فَنَادَانِي رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا رَجَاءُ بنُ حَيْوَةَ فقالَ: يَا أَبَا عَوْنٍ! مَا هٰذَا الَّذِي يَذْكُرُونَ عَنِ الْحَسَنِ؟ قالَ: قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَكْذِبُونَ عَلَى الحَسَنِ كَثِيرًا.

۴۶۲۱-جناب ابن عون کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا کہ پیچھے سے کسی نے مجھ کو آواز دی۔ میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ جناب رجاء بن حیوہ تھے۔ انہوں نے کہا: ابو عون! یہ کیا باتیں ہیں جو لوگ حسن بصری کے متعلق کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا: یہ لوگ حسن پر بہت جھوٹ بول رہے ہیں۔

٤٦٢٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يَقُولُ: كَذَبَ عَلَى الْحَسَنِ ضَرْبَانِ مِنَ النَّاسِ: قَوْمٌ الْقَدَرُ رَأْيُهُمْ، وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُنَفِّقُوا بِذٰلِكَ رَأْيَهُمْ، وَقَوْمٌ لَهُ فِي قُلُوبِهِمْ شَنَآنٌ وَبُغْضٌ يَقُولُونَ: أَلَيْسَ مِنْ قَوْلِهِ كَذَا أَلَيْسَ مِنْ قَوْلِهِ كَذَا؟.

۴۶۲۲-ایوب نے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولنے والے دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو تقدیر کے منکر ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اس طرح سے اپنی بات اور رائے کو شہرت دے لیں اور عام کر دیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جن کے دلوں میں بغض اور عداوت ہے (اور اس طرح باتیں کرتے ہیں) کیا یہ اس کا قول نہیں؟ کیا اس نے اس طرح نہیں کہا ہے؟ وغیرہ۔

فائدہ: اہل ہوا کا دستور ہے کہ وہ اپنے نظریات کو پھیلانے کے لیے ان لوگوں کی طرف اپنی غلط باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا لوگ احترام کرتے ہیں اور جن پر اعتماد کرتے ہیں۔

٤٦٢٣- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى أَنَّ يَحْيَى ابنَ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيَّ حَدَّثَهُمْ قالَ: كَانَ قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ يَقُولُ لَنَا: يَا فِتْيَانُ لَا تُغْلَبُوا عَلَى الْحَسَنِ فَإِنَّهُ كانَ رَأْيُهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ.

۴۶۲۳-جناب قُرہ بن خالد ہم سے کہا کرتے تھے اے جوانو! حسن بصری کے بارے میں مغلوب نہ ہو جانا۔ بلاشبہ ان کی رائے سنت کے مطابق اور حق و صواب (کے تابع) تھی۔

٤٦٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٧ب) من حديث أبي داود به، وعنده "سليمان" بدل "سليم" وهو ابن أخضر أو ابن حيان الأحمر * سليمان بن حبان، مدلس وعنعن.

٤٦٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه اللالكائي في شرح السنة: ٤/ ٦٨١، ح: ١٢٥٣ من حديث أبي داود، والبيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٧ب) من حديث حماد بن زيد به.

٤٦٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦٢٤ - حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى وَابنُ بَشَّارٍ قالَا: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنِ ابنِ عَوْنٍ قالَ: لَوْ عَلِمْنَا أنَّ كَلِمَةَ الْحَسَنِ تَبْلُغُ مَا بَلَغَتْ لَكَتَبْنَا بِرُجُوعِهِ كِتَابًا وَأشْهَدْنَا عَلَيْهِ شُهُودًا وَلٰكِنَّا قُلْنَا: كَلِمَةٌ خَرَجَتْ لَا تُحْمَلُ.

۴۶۲۴-ابن عون نے کہا: اگر ہمیں یہ علم ہوتا کہ حسن بصری کی کہی ہوئی بات اس حد تک پہنچ جائے گی جہاں تک کہ پہنچی تو ہم ان کے رجوع کے متعلق ایک کتاب لکھتے اور اس پر گواہیاں قائم کرتے۔ لیکن ہم سمجھے کہ ایک بات تھی جو ہوگئی سو ہوگئی، مشہور نہ ہوگی۔

٤٦٢٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ أيُّوبَ قالَ: قالَ لِي الْحَسَنُ: مَا أنَا بِعَائِدٍ إلَى شَيْءٍ مِنْهُ أبَدًا.

۴۶۲۵-ایوب کہتے ہیں کہ جناب حسن بصری ؒ نے مجھ سے کہا: میں آئندہ کبھی ایسی بات نہیں کہوں گا۔ (جس میں تقدیر کے انکار کا شبہ ہو۔)

٤٦٢٦ - حَدَّثَنَا هِلَالُ بنُ بِشْرٍ قالَ: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ عُثْمانَ عنْ عُثْمانَ الْبَتِّيِّ قالَ: مَا فَسَّرَ الْحَسَنُ آيَةً قَطُّ إلَّا عَلَى الْإثْبَاتِ.

۴۶۲۶-عثمان البتی بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری ؒ نے جب بھی (قرآن کریم کی) کسی آیت کی تفسیر کی تو اس میں تقدیر کے اثبات (اور اس پر ایمان) ہی کا ذکر کیا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت حسن بن ابوالحسن (یسار) انصار کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسی نسبت وَلاء سے ''انصاری'' کہلاتے تھے۔ مشہور صاحب علم و فضل، فقیہ اور ثقہ محدث ہیں۔ روایت حدیث میں قابل اعتماد ہیں۔ محدثین میں تابعین کے تیسرے طبقے کے رئیس شمار ہوتے ہیں۔ تقریباً نوے سال عمر پائی اور ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ② بعض لوگ اصحاب علم کی بعض باتوں سے غلط مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں۔ جب کسی اہل علم کے ساتھ ایسا ہو تو اسے الفاظ کو دیکھنا چاہیے کہ اگر لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے تو اپنے الفاظ بدل لیں بلکہ واپس لے لیں۔ جناب حسن بصری ؒ نے یہی طرز عمل اختیار فرمایا۔ ③ علمائے حق پر وارد کیے جانے والے اتہامات کا ازالہ کرنا اور ان کی عزت و کرامت کا دفاع کرنا اخلاقی، شرعی اور اسلامی حق ہے۔ ان کا دفاع کرنے سے حق کا دفاع ہوتا ہے۔ اگر اہل بدعت اہل حق کی شہرت کو مجروح

٤٦٢٤ـ تخريج: [حسن] * مؤمل بن إسماعيل صحيح الحديث عن الثوري وحسن الحديث عن غيره، وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد معنوية.

٤٦٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه اللالكائي في شرح السنة: ٤/ ٦٨١، ح: ١٢٥٢ من حديث سليمان بن حرب به.

٤٦٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن].

کر دیں تو حق کی اشاعت میں بہت بڑی رکاوٹ آ جاتی ہے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي التَّفْضِيلِ (التحفة ٨)

باب:۷-(صحابۂ کرام میں) تفضیل کا بیان

٤٦٢٧- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي سَلَمَةَ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كُنَّا نَقُولُ في زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ: لا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ، لا تَفَاضُلَ بَيْنَهُمْ.

۴۶۲۷-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہ کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کا درجہ سمجھتے تھے) پھر نبی ﷺ کے اصحاب میں کوئی تفضیل نہ سمجھتے تھے (بلکہ سب کو مساوی سمجھتے تھے۔)

٤٦٢٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا عَنْبَسَةُ: حدثنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: قالَ سَالِمُ بنُ عَبْدِ الله أنَّ ابنَ عُمَرَ قال: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ الله ﷺ حَيٌّ: أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَهُ أبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمانُ رَضِيَ الله عَنْهُمْ.

۴۶۲۸-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کہا کرتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ حیات تھے: نبی ﷺ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں' پھر عمر اور پھر عثمان۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔

٤٦٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حدثنا سُفْيَانُ: حدثنا جامِعُ بنُ أبي رَاشِدٍ: حدثنا أبُو يَعْلَى عن مُحَمَّدِ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ قالَ: قُلْتُ لأبِي: أيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ الله ﷺ؟ قال: أبُو بَكْرٍ، قال:

۴۶۲۹-(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند) جناب محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے

٤٦٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه، ح: ٣٦٩٨ من حديث أسود بن عامر شاذان به.

٤٦٢٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١١٤٠ بسند صحيح عن سالم به، نحو المعنى.

٤٦٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ "لو كنت متخذًا خليلاً"، ح: ٣٦٧١ عن محمد بن كثير العبدي به.

قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قال: ثُمَّ عُمَرُ، قال: ثُمَّ خَشِيتُ أَنْ أَقُولَ ثُمَّ مَنْ، فَيَقُولَ عُثْمانُ، فَقُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ يَا أَبَةِ، قال: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے پوچھ لیا کہ ان کے بعد کون ہے تو وہ کہیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ تو میں نے از خود کہہ دیا: پھر تو آپ ہوں گے ابا جان! وہ کہنے لگے: میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔

فوائد و مسائل: ① اہل بیت کے افراد بھی اپنے طور پر حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی افضلیت اور مسلمانوں میں ان کی شہرت سے بخوبی آگاہ تھے اور اقراری بھی' جیسے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صراحت سے فرمایا۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک متواضع شخصیت تھے۔ ان میں تکبر اور تعلّی نہیں تھی۔ ③ تفضیل صحابہ کے حوالے سے فطری طور پر لوگوں میں ایک احساس موجود تھا۔ لیکن اس پر کوئی جھگڑا موجود نہ تھا۔ بعد میں فتنہ پردازوں نے اپنے مقاصد کے حصول اور مسلمانوں میں تفرقہ اور جدال پیدا کرنے کے لیے اس کو عقائد سے تعلق رکھنے والا ایک اہم اور نزاعی موضوع بنالیا۔

٤٦٣٠ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِسْكِينٍ: حدثنا مُحَمَّدٌ يَعني الْفِرْيَابِيَّ، قالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ أَحَقَّ بالْوِلَايَةِ مِنْهُمَا فَقَدْ خَطَّأَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارَ رَضِيَ اللهُ عَنْ جَمِيعِهِمْ وَمَا أُرَاهُ يَرْتَفِعُ لَهُ مَعَ هٰذَا عَمَلٌ إِلَى السَّمَاءِ.

۴۶۳۰- جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: جس شخص کا یہ گمان ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی نسبت خلافت کے زیادہ حق دار تھے تو اس نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو غلطی پر سمجھا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف اٹھتا ہو۔

فائدہ: مہاجرین و انصار اور کل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تمام طبقات انسانی میں وہ محترم طبقہ ہیں جن کو اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت کے لیے منتخب فرمایا۔ تو ان سب کی اجتماعی رائے کو باطل کس طرح قرار دیا جا سکتا۔ بلاشبہ نبی ﷺ کے بعد کوئی معصوم نہیں مگر کیا وہ اس قدر ہی گئے گزرے تھے کہ اپنے اجتماعی معاملات کو راہِ حق وصواب پر چلانے سے قاصر تھے۔ حاشا و کلاّ! وہ یقیناً علم و فضل کی طرح فہم و فراست میں بھی سب سے افضل و اعلیٰ تھے اور انہی فضائل کی بنا پر اللہ عزوجل نے ان کی قرآن مجید میں مدح فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنی شوریٰ سے جن کو اپنا قائد بنایا وہ صحیح معنی میں افضل ترین لوگ تھے۔

٤٦٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦٣١ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا قَبِيصَةُ: حدثنا عَبَّادٌ السَّمَّاكُ قال: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: الْخُلَفَاءُ خَمْسَةٌ: أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ وَعَلِيٌّ وَعُمَرُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ الله عَنْهُمْ.

۴۶۳۱- جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ خلفاء پانچ ہیں۔ یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم عمومی رائے یہی ہے کہ منہاج النبوۃ پر صحیح معنوں میں قائم خلفاء یہ پانچ تھے، دیگر خلافتوں میں کچھ نہ کچھ انحراف آ گیا تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ خلفائے اربعہ کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جو تابعی تھے، لیکن اہل السنۃ والجماعۃ عمومی طور پر ان کو بھی خلیفۂ راشد سمجھتی ہے کیونکہ سلیمان بن الملک کی طرف سے نامزدگی کو انہوں نے قبول نہ کیا اور لوگوں کو اپنی شوریٰ کے ذریعے سے اپنا حکمران منتخب کرنے کا اختیار دیا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے انہی کو امیر المومنین منتخب کیا۔ پھر انہوں نے دیگر خلفائے راشدین کی طرح معاملاتِ حکومت بالکل قرآن وسنت کے مطابق چلائے اس لیے وہ بھی بجا طور پر خلیفۂ راشد ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سات مہینے تک خلیفہ رہے۔ ان کا یہ دور پہلی خلافتِ راشدہ کا حصہ ہے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْخُلَفَاءِ (التحفة ٩)

باب:۸- خلفاء کا بیان

٤٦٣٢ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ - قالَ مُحَمَّدٌ: كَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ - قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَرَى سَبَبًا وَاصِلًا

۴۶۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک بادل سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی ہتھیلیاں پھیلائے ہوئے تھے، تو کچھ نے ان سے خوب خوب لیا اور کچھ نے کم لیا۔ اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے، اے اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس کو پکڑا ہے اور اوپر چڑھ گئے ہیں۔ پھر ایک

٤٦٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * عباد السماك مجهول (تقريب).

٤٦٣٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٦٨، وأخرجه مسلم، الرؤيا، باب في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، التعبير، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به.

مِنَ السَّماءِ إِلَى الأَرْضِ فَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَعَلَا بِهِ. قال أَبُو بَكْرٍ: بِأَبِي وَأُمِّي لَتَدَعَنِّي فَلَأَعْبُرَنَّهَا، فقَالَ: «اعْبُرْهَا»، فقال: أما الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الإِسْلَامِ، وأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ، وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، أي رَسُولَ اللهِ ﷺ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ فقَالَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، فقَالَ: أَقْسَمْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! لَتُحَدِّثَنِّي ما الَّذِي أَخْطَأْتُ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لا تُقْسِمْ».

دوسرے آدمی نے اسے پکڑا وہ بھی اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور آدمی نے اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور آدمی نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی۔ پھر جوڑ دی گئی تو وہ اوپر چڑھ گیا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی تعبیر عرض کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی تعبیر بیان کرو۔“ تو انھوں نے کہا: وہ بادل اسلام کا سایہ ہے اور اس سے ٹپکنے والا گھی اور شہد قرآن کی ملائمت اور شیرینی ہے۔ زیادہ یا کم لینے والے تو وہ وہی ہیں جو قرآن سے اپنا حصہ زیادہ لے رہے ہیں یا کم۔ اور آسمان سے لٹکنے والی رسی وہی حق ہے جس پر آپ علیہ السلام ہیں۔ آپ نے اسے پکڑا ہے تو اللہ آپ کو بلند فرمائے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک آدمی پکڑے گا اور اس کے ذریعے سے اوپر چڑھ جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا آدمی پکڑے گا تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا۔ پھر تیسرا آدمی پکڑے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی پھر اسے اس کی خاطر جوڑ دیا جائے گا تو پھر وہ اوپر چڑھ جائے گا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ضرور بتائیں کہ میں نے درست کہا ہے یا غلط؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے کچھ درست کہا ہے اور کچھ میں غلطی کی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں مجھے ضرور بتائیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”قسم مت دو۔“

فوائد و مسائل: ① سچے اور عمدہ خواب مومن کے لیے نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے بندے کو بعض امور کی اطلاع یا بعض امور سے متنبہ کیا جاتا ہے۔ ② مذکورہ بالا خواب میں خلافت نبوت

کی طرف اشارہ تھا۔ جسے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بجا طور پر سمجھ گئے تھے۔ اس میں غلطی کیا تھی؟ تو اس کے درپے ہونا قطعاً روا نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صراحت نہیں فرمائی تو کسی اور کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ظن و تخمین سے کوئی بات کہے۔ ③ کسی کو لفظ قسم کے ساتھ قسم دینے سے اس کی تعمیل واجب نہیں ہو جاتی۔ ④ کسی تلمیذ یا ادنیٰ کو جائز ہے کہ اپنے شیخ یا بڑے کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت سے کسی سوال کا جواب دے یا اس پر بحث کرے۔ یہ خلاف ادب شمار نہیں ہوگا۔ بلا اجازت بولنا البتہ بے ادبی ہوگی۔

٤٦٣٣ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حدثنا سُلَيْمانُ بنُ كَثِيرٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: فَأَبَى أنْ يُخْبِرَهُ.

۴۶۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے یہ مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ کہا کہ آپ ﷺ نے (غلطی کی وضاحت کرنے سے) انکار فرما دیا۔

٤٦٣٤ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الأنْصَارِيُّ: حدثنا الأشْعَثُ عن الْحَسَنِ، عن أبي بَكْرَةَ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ ذَاتَ يَوْمٍ: «مَنْ رَأى مِنْكُم رُؤْيَا؟» فقَالَ رَجُلٌ: أنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أنْتَ وَأبُو بَكْرٍ، فَرُجِحْتَ أنْتَ بِأبي بَكْرٍ، وَوُزِنَ أبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجِحَ أبُو بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمانُ فَرَجِحَ عُمَرُ، ثُمَّ رُفِعَ المِيزَانُ فَرَأيْنَا الْكَرَاهِيَةَ في وَجْهِ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۶۳۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن دریافت فرمایا: ”تم میں سے خواب کس نے دیکھا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں نے۔ میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری ہے تو آپ کا اور حضرت ابوبکر کا وزن کیا گیا تو آپ حضرت ابوبکر سے بھاری ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا وزن کیا گیا تو ابوبکر بھاری ہو گئے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر بھاری ہو گئے' پھر وہ ترازو اٹھا لی گئی۔ تو (اس بات پر) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔“

فوائد و مسائل: ① وزن کیا جانا خواب میں ایک تمثیل تھی جس کے معنی واضح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ساری

٤٦٣٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٦٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الرؤيا، باب ماجاء في رؤيا النبي ﷺ في الميزان والدلو، ح: ٢٢٨٧ من حديث محمد بن عبدالله الأنصاري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٧١، وللحديث شواهد * الحسن البصري مدلس وعنعن، والحديث الآتي شاهد له.

امت کے مقابلے میں افضل واعلیٰ اور بھاری ہیں' بلکہ سابقہ امتیں بھی ہیچ ہیں۔ اسی طرح جلیل القدر صحابہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ اگرچہ یہ اور دیگر صحابہ اپنے اپنے انفرادی فضائل ومناقب میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں مگر مجموعی اعتبار سے یہی نتیجہ ہے جو بیان ہوا اور امت کا یہی عقیدہ ہے۔ ② ترازو اٹھائے جانے پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا بدل جانا' غالباً اس وجہ سے تھا کہ اس کے بعد فتنے سر اٹھانے والے تھے۔ جیسے کہ فی الواقع واقعات نے ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم. بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔

٤٦٣٥ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أبي بَكْرَةَ، عن أبِيهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ ذَاتَ يَوْم: «أيُّكُم رَأَى رُؤْيَا؟»، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَرَاهِيَةَ قال: فاسْتَاءَ لَها رَسُولُ الله ﷺ يَعني فَسَاءَهُ ذٰلِكَ، فقالَ: «خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ، ثُمَّ يُؤْتِي الله المُلْكَ مَنْ يَشاءُ».

۴۶۳۵- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن دریافت فرمایا: ''تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' تو مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ مگر اس روایت میں ''کراهية'' کا ذکر نہیں۔ بلکہ [فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ] یعنی آپ ﷺ کو یہ (کیفیت) پسند نہ آئی۔ پھر فرمایا: ''یہ نبوت کی خلافت ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا اپنا ملک عنایت فرمادے گا۔''

٤٦٣٦ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ عن الزُّبَيْدِيِّ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَمْرِو بنِ أبَانَ بنِ عُثْمانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِالله أنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أنَّ أبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ الله ﷺ وَنِيطَ عُمَرُ بِأبِي بَكْرٍ وَنِيطَ عُثْمانُ

۴۶۳۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات ایک نیک بندے کو خواب دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور حضرت عثمان کو حضرت عمر کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ

٤٦٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق * علي بن زيد ضعيف، تقدم.

٤٦٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٥ من حديث محمد بن حرب به، وصححه الحاكم: ٣/ ٧١، ٧٢، ووافقه الذهبي * الزهري عنعن، وله شاهد ضعيف، تقدم، ح: ٤٦٣٤.

بِعُمَرَ». قَالَ جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْنَا: أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ هٰذَا الأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ.

کے ہاں سے اٹھے تو ہم نے کہا: "صالح آدمی" تو وہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کا ایک دوسرے کے ساتھ معلق کرنا' اس لیے کہ یہی لوگ اس امر کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ وَشُعَيْبٌ لَمْ يَذْكُرَا عَمْرًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو یونس اور شعیب نے روایت کیا ہے۔ مگر ان دونوں نے سند میں عمرو (بن ابان) کا ذکر نہیں کیا۔

٤٦٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن أَشْعَثَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيفًا، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَانْتَشَطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ.

۴۶۳۷- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے جیسے ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اس کو اس کے دونوں طرف کے کناروں سے پکڑ لیا اور اس سے پانی پیا' مگر کمزوری کے ساتھ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کو اس کے دونوں کناروں سے پکڑا اور پیا اور خوب سیر ہو کر پیٹ بھر کر پیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے اس کے دونوں کناروں سے پکڑا اور پیا حتی کہ پیٹ بھر کر پیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے اس کے دونوں کناروں سے پکڑا تو وہ ہلا اور اس سے کچھ پانی ان پر گر گیا۔

٤٦٣٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

۴۶۳۸- جناب مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: ضرور ایسا ہو گا کہ رومی لوگ چالیس دن تک

٤٦٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١ من حديث حماد بن سلمة به، * عبدالرحمٰن أبو أشعث وثقه ابن حبان، والهيثمي (مجمع الزوائد: ٧/ ١٨٠)، وجاء في تحرير تقريب التهذيب: (٤٠٥٠): "ثقة، وثقه ابن معين".

٤٦٣٨ـ تخريج: [ضعيف] * الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع المسلسل.

عَبْدِ الْعَزِيزِ عن مَكْحُولٍ قال: «لَتَمْخُرَنَّ الرُّومُ الشَّامَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا لا يَمْتَنِعُ مِنْهَا إِلَّا دِمَشْقَ وَعَمَّانَ».

شامیوں کے گھروں میں گھسے رہیں گے۔ اس (فتنے) سے سوائے دمشق اور عمان کے کوئی شہر نہ بچے گا۔

٤٦٣٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ عَامِرٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابنُ الْعَلَاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الأَعْيَسِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَلْمَانَ يَقُولُ: سَيَأْتِي مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ الْعَجَمِ يَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ.

۴۶۳۹- جناب ابواعیس عبدالرحمٰن بن سلمان ؒ بیان کرتے تھے کہ ایک عجمی بادشاہ سارے شہروں پر غالب آ جائے گا اور صرف دمشق محفوظ رہے گا۔

٤٦٤٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا بُرْدٌ أَبُو الْعَلَاءِ عن مَكْحُولٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَلَاحِمِ أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوطَةُ».

۴۶۴۰- جناب مکحول ؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگوں (اور فتنوں) کے دنوں میں مسلمان ایک ایسی جگہ خیمہ زن ہوں گے جسے غُوطہ کہتے ہوں گے۔''

فائدہ: ''غوطہ'' دمشق کے اردگرد باغات کا نام ہے۔ نیز دیکھیے گزشتہ حدیث: ۴۲۹۸۔

٤٦٤١- حَدَّثَنَا أبو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عن عَوْفٍ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ مَثَلَ عُثْمَانَ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ عِيسَى ابنِ مَرْيَمَ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ يَقْرَؤُهَا وَيُفَسِّرُهَا: ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

۴۶۴۱- عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) نے بیان کیا' انہوں نے کہا: میں نے حجاج (بن یوسف) کو خطبہ دیتے ہوئے سنا' وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت عثمان ؓ کی مثال اللہ کے ہاں عیسیٰ ابن مریم ؑ کی طرح ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

٤٦٣٩ـ تخريج: [ضعيف] * عبدالعزيز بن العلاء لم أجد له ترجمة، ولعله عبدالله بن العلاء بن زبر فالسند صحيح وإلا فضعيف.

٤٦٤٠ـ تخريج: [صحيح] * حماد هو ابن سلمة، والسند ضعيف للإرسال، وله شاهد، تقدم، ح: ٤٢٩٨.

٤٦٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] * عبدالسلام هو ابن مطهر، وجعفر هو ابن سليمان الضبعي.

مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [آل عمران: ٥٥] يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ وَإِلَى أَهْلِ الشَّامِ.

''جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تمہیں (اس جہان سے) پورا پورا لے جانے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں اور ان کافروں کی صحبت سے تمہیں پاک کرنے والا ہوں۔'' وہ یہ آیت پڑھتا جاتا تھا اور اس کی شرح کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اور اہل شام کی طرف اشارے کرتا جاتا تھا۔

فائدہ: مفہوم کلام یہ تھا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے کافروں پر غلبہ دیا' اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متبعین ہیں جو شام میں پورے ملک پر حکومت کر رہے ہیں دوسرے جو ان کے مخالف ہیں مغلوب ہیں۔

٤٦٤٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن المُغِيرَةِ، عن الرَّبِيعِ بنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ فقالَ في خُطْبَتِهِ: رَسُولُ أَحَدِكُمْ في حَاجَتِهِ أَكْرَمُ عَلَيْهِ أَمْ خَلِيفَتُهُ في أَهْلِهِ؟ فَقُلْتُ في نَفْسِي: للهِ عَلَيَّ أَلَّا أُصَلِّيَ خَلْفَكَ صَلَاةً أَبَدًا وإِنْ وَجَدْتُ قَوْمًا يُجَاهِدُونَكَ لأُجَاهِدَنَّكَ مَعَهُمْ. زَادَ إِسْحَاقُ في حَدِيثِهِ قال: فَقَاتَلَ في الْجَمَاجِمِ حَتَّى قُتِلَ.

۴۶۴۲- ربیع بن خالد ضبی نے بیان کیا کہ میں نے حجاج (بن یوسف) کو خطبہ دیتے ہوئے سنا' اس نے اپنے خطبے میں کہا: ہم میں سے کسی کا قاصد جو اس کے کسی کام میں مشغول ہو' وہ اس کے لیے زیادہ محترم ہوتا ہے یا اس کا وہ نائب جو اس کے اہل میں ٹھہرا ہوا ہو؟ پس میں نے اپنے دل میں کہا: مجھ پر اللہ کے لیے یہ نذر ہے کہ اب تیرے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھوں گا' اور اگر مجھے کچھ لوگ مل گئے جو تیرے خلاف جہاد کرتے ہوں تو میں ان کے ساتھ مل کر بالضرور جہاد کروں گا۔ اسحاق نے اپنی روایت میں مزید کہا: چنانچہ اس نے (ربیع بن خالد نے حجاج کے خلاف دیر) جماجم کے قتال میں حصہ لیا حتی کہ قتل ہو گیا۔

فائدہ: حجاج کی طرف منسوب اس کلام کا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح کسی کا نائب اور جو اس کے اہل میں رہ کر ان کی خدمت کر رہا ہو اس کے قاصد کی نسبت زیادہ افضل ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیاء جو فقط اللہ عزوجل کے احکام پہنچانے والے تھے نعوذ باللہ ان کی نسبت امراء بنو امیہ جو اس زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں' بہتر ہیں اور یہ کہ خلیفہ

٤٦٤٢ـ تخريج: [ضعيف] * المغيرة بن مقسم عنعن.

قاصد سے افضل ہوا کرتا ہے۔ یہ کلام اور مفہوم اگر درست ہو تو صریح کفر ہے۔ مگر یہ روایت ضعیف ہے۔

٤٦٤٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلاءِ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ عن عَاصِمٍ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: اتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ لَيْسَ فيهَا مَثْنَوِيَّةٌ، وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا لَيْسَ فيهَا مَثْنَوِيَّةٌ لأَمِيرِ المُؤْمِنِينَ عَبْدِ المَلِكِ وَاللهِ! لَوْ أَمَرْتُ النَّاسَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنْ بَابٍ مِنَ المَسْجِدِ فَخَرَجُوا مِنْ بَابٍ آخَرَ لَحَلَّتْ لِي دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ، وَاللهِ! لَوْ أَخَذْتُ رَبِيعَةَ بِمُضَرَ لَكَانَ ذٰلِكَ لِي مِنَ اللهِ حَلَالٌ وَيَا عَذِيرِي مِنْ عَبْدِ هُذَيْلٍ يَزْعُمُ أَنَّ قِرَاءَتَهُ مِنْ عِنْدِ اللهِ، وَاللهِ! ما هِيَ إِلَّا رَجَزٌ مِنْ رَجَزِ الأَعْرَابِ، ما أَنْزَلَها اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَعَذِيرِي مِنْ هٰذِهِ الْحَمْرَاءِ يَزْعُمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَرْمِي بِالْحَجَرِ فَيَقُولُ إِلَى أَنْ يَقَعَ الْحَجَرُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، فَوَاللهِ! لأَدَعَنَّهُمْ كَالأَمْسِ الدَّابِرِ. قال: فَذَكَرْتُهُ لِلأَعْمَشِ فقالَ: أَنَا وَاللهِ! سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

۴۶۴۳- عاصم سے مروی ہے کہ میں نے حجاج سے سنا' وہ برسر منبر کہہ رہا تھا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جہاں تک ہمت پاؤ' اس میں کوئی استثنا نہیں۔ امیر المومنین عبدالملک (بن مروان) کی بات سنو اور اطاعت کرو' اس میں کوئی استثنا نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں لوگوں کو حکم دوں کہ مسجد کے فلاں دروازے سے باہر جاؤ اور وہ دوسرے کسی دروازے سے باہر نکلیں تو میرے لیے ان کے خون اور مال حلال ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اگر میں مضر کے بدلے قبیلۂ ربیعہ کی گرفت کروں تو یہ میرے لیے اللہ کی طرف سے حلال ہے۔ اور کون ہے جو مجھے ہذیل کے غلام (اشارہ ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی طرف سے معذور جانے' اس کا خیال ہے کہ اس کی قراءت اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ (اس کی قراءت) تو بدویوں کے رجز (چھوٹے چھوٹے شعروں) کی مانند ہے۔ اللہ نے اسے اپنے نبی ﷺ پر نازل نہیں کیا ہے۔ اور کون ہے جو مجھے ان عجمیوں سے معذور جانے' ان میں سے کوئی پتھر پھینک دیتا ہے (فتنے کی بات کر دیتا ہے) پھر کہتا ہے دیکھو یہ کہاں تک جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں انہیں کل ماضی کی مانند کر کے رکھ دوں گا (نیست و نابود کر دوں گا۔) راوی نے کہا کہ میں نے یہ واقعہ اعمش کو بیان کیا تو اس نے کہا: میں نے بھی اللہ کی قسم! اسے اس سے سنا ہے۔

٤٦٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي الدنيا في الإشراف في مناقب الأشراف، ح: ٦٣ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو ضعيف.

٤٦٤٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن الأعمَشِ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: هٰذِهِ الْحَمْرَاءُ هَبْرٌ هَبْرٌ، أمَا وَالله! لَوْ قَدْ قَرَعْتُ عَصًا بِعَصًا لأذَرَنَّهُمْ كَالأمْسِ الذَّاهِبِ يَعْني المَوَالِيَ.

۴۶۴۴- ابن ادریس نے اعمش سے روایت کیا' کہا کہ میں نے حجاج سے سنا وہ منبر پر کھڑا کہہ رہا تھا: یہ عجمی کاٹ ڈالے جانے کے لائق ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اگر لاٹھی کو لاٹھی پر مارا تو ان لوگوں کو ماضی کی مانند کر چھوڑوں گا (نیست و نابود کر دوں گا۔) اس کا اشارہ غیر عرب لوگوں کی طرف تھا۔

فائدہ: ''لاٹھی کو لاٹھی پر مارا'' یعنی ان کا قلع قمع کرنے کا ارادہ کیا تو...... اس سے پتا چلتا ہے کہ دین کی بجائے عربوں کی قومی عصبیت پر اس کا ایمان تھا۔

٤٦٤٥- حَدَّثَنا قَطَنُ بنُ نُسَيْرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ يَعْني ابنَ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ سُلَيْمانَ عن شَرِيكٍ، عن سُلَيْمانَ الأعمَشِ قال: جَمَّعْتُ مَعَ الْحَجَّاجِ فَخَطَبَ فَذَكَرَ حَدِيثَ أبي بَكْرِ بنِ عَيَّاشٍ قال فيهَا: فاسْمَعُوا وَأطِيعُوا لِخَلِيفَةِ الله وَصَفِيِّهِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ مَرْوَانَ وَسَاقَ الحديثَ قال: وَلَوْ أخَذْتُ رَبِيعَةَ بِمُضَرَ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْحَمْرَاءِ.

۴۶۴۵- شریک نے سلیمان اعمش سے روایت کیا' کہا کہ میں نے حجاج کے ساتھ جمعہ پڑھا تو اس نے خطبہ دیا...... اور ابوبکر بن عیاش والی (مذکورہ بالا) حدیث (۴۶۴۳) بیان کی۔ اس نے کہا: اللہ کے خلیفہ اور اس کے منتخب عبدالملک بن مروان کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اور حدیث بیان کی۔ مزید کہا: اور اگر میں مُضَر کے بدلے ربیعہ کی گرفت کروں...... اور عجمیوں کا ذکر نہیں کیا۔

٤٦٤٦- حَدَّثَنا سَوَّارُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي

۴۶۴۶- (رسول اللہ ﷺ کے غلام) حضرت سفینہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہے گا عنایت فرما دے گا۔''

٤٦٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * شريك القاضي عنعن.

٤٦٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ما جاء في الخلافة، ح: ٢٢٢٦ من حديث سعيد بن جمهان به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٣٤، ١٥٣٥.

اللهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ».

قال سَعِيدٌ: قال لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرَ عَشْرًا، وَعُثْمانَ اثْنَيْ عَشَر. وَعَلِيٌّ كَذَا، قال سَعِيدٌ. قُلْتُ لِسَفِينَةَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ، قال: كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ؛ ح:

سعید بن جمهان نے کہا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: حساب لگا لو' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دو سال' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دس سال' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سال اور اسی طرح کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ بنو مروان سمجھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے تو انہوں نے کہا: بنی زرقاء کے پچھلے حصوں نے جھوٹ بولا ہے۔

فوائد و مسائل: ① بنو زرقاء سے مراد بنو مروان ہیں' زرقاء ان کے نسب میں آتی ہے جس کی یہ اولاد ہیں۔ ② ''پچھلے حصوں نے جھوٹ بولا'' ایک محاورہ ہے جو اپنے مفاد کے لیے غلط من گھڑت بات پھیلانے والوں کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ ③ مذکورہ بالا مدت خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہم کے دور خلافت کو محیط ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال' تین مہینے اور دس دن' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال' چھ مہینے اور آٹھ دن' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گیارہ سال' گیارہ مہینے اور نو دن' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چار سال نو مہینے اور سات دن اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریباً سات مہینے ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خود ہی خلافت سے دست برداری اختیار کر کے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور یوں وہ اختلافات ختم ہو گئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد قصاصِ عثمان کے مسئلے پر شروع ہوئے تھے' جو بڑھتے بڑھتے باہمی جنگ اور خون ریزی تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۰ سال تک خلیفہ رہے' انہوں نے اندرونی شورش اور بدامنی کو بھی ختم کیا اور بیرونی طور پر ان جہادی سرگرمیوں کا بھی پھر سے آغاز کیا جن کا سلسلہ آپس کے اختلافات کی وجہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ۲۰ سالہ دور خلافت بھی اسلامی تاریخ کا ایک عہد زرّیں ہے۔ حدیث میں جو خلافت نبوت کا دور صرف ۳۰ سال بتلایا گیا ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنے عرصے تک خلافت میں دنیوی اغراض و مقاصد اور شاہانہ شان و شوکت شامل نہیں ہو گی' لیکن اس کے بعد ان چیزوں کی کچھ آمیزش ہو جائے گی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سرے سے خلافت یا اسلامی نظام حکومت ہی کا خاتمہ ہو جائے گا اور صرف ملوکیت یا مطلق العنانیت ہی باقی رہ جائے گی۔ ایسا الحمد للہ نہیں ہوا' بلکہ خلافت' کچھ جزوی خرابیوں کے ساتھ' باقی رہی۔ اور یہ تسلسل کم و بیش کے کچھ فرق کے ساتھ صدیوں تک قائم رہا' تا آنکہ ۱۹۲۴ میں ترکی کے مصطفیٰ کمال پاشا نے ادارۂ خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ بعض لوگ اس حدیث کی بنیاد پر یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ اسلام کا سیاسی نظام صرف ۳۰ سال چلا اور پھر ختم ہو گیا۔ یہ دعویٰ نہایت سطحی بھی ہے اور حقائق و واقعات کے خلاف بھی۔

اسلام کے سیاسی نظام یعنی ادارۂ خلافت نے صدیوں تک دنیا میں حکمرانی کی ہے اور اس کے ذریعے سے اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کا سکہ منوایا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم (حافظ صلاح الدین یوسف ﷾) کی کتاب ''خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت'') اس میں اسلام کے سیاسی نظام یعنی خلافت کے خدوخال بھی واضح کیے گئے ہیں اور مسلمان خلفاء و سلاطین کی بابت غلط پروپیگنڈے کی دبیز تہوں کو بھی صاف کیا گیا ہے۔

٤٦٤٧- وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن الْعَوَّامِ بنِ حَوْشَبٍ المَعْنَى جَمِيعًا عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ، أوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ».

۴۶۴۷- حضرت سفینہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت کی خلافت تیس سال تک رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہے گا دے دے گا۔''

٤٦٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ عن ابنِ إدْرِيسَ: أخبرنا حُصَيْنٌ عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن عَبْدِ الله بنِ ظَالِمٍ المَازِنِيِّ، وَسُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن عَبْدِ الله بنِ ظالم المَازِنِيِّ قالَ: ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ الله بنِ ظَالِمٍ المَازِنِيِّ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابنَ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ قال: لَمَّا قَدِمَ فُلَانٌ إلَى الْكُوفَةِ أقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ فقالَ: ألَا تَرَى إلَى هٰذَا الظَّالِمِ فأشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أنَّهُمْ في الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ أيْثَمْ -

۴۶۴۸- جناب عبداللہ بن ظالم مازنی سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے سنا' انہوں نے کہا جب فلاں کوفے میں آیا اور اس نے فلاں کو خطبے کے لیے کھڑا کیا (عبداللہ نے کہا) تو سعید بن زید ؓ نے میرے ہاتھ دبائے اور کہا: کیا تم اس ظالم (خطیب) کو نہیں دیکھتے ہو' (غالباً وہ خطیب حضرت علی ؓ کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔) میں نو افراد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں' اگر دسویں کے بارے میں بھی کہوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا...... ابن ادریس نے کہا: عرب لوگ [آثَمُ] کا لفظ بولتے ہیں (جبکہ حضرت سعید نے [لَمْ أيْثَمْ] کہا۔)...... عبداللہ کہتے ہیں' میں نے پوچھا: وہ نو افراد

٤٦٤٧- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٦٤٨- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي الأعور واسمه سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل رضي الله عنه، ح: ٣٧٥٧، وابن ماجه، ح: ١٣٤ من حديث حصين به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

قال ابنُ إدْرِيسَ: وَالْعَرَبُ تَقُولُ آثَمْ - قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ: «اثْبُتْ حِرَاءُ! إنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إلَّا نَبِيٌّ أوْ صِدِّيقٌ أوْ شَهِيدٌ»، قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قال: رَسُولُ الله ﷺ وَأبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بنُ أبي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً ثُمَّ قال: أنَا.

کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ حراء پر کھڑے ہوئے تھے: ''اے حرا ٹھہر جا! تجھ پر سوائے نبی کے یا صدیق کے یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔'' میں نے کہا اور وہ نو کون کون ہیں؟ کہا: رسول اللہ ﷺ' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص (مالک) اور عبدالرحمٰن بن عوف ؓ۔ میں نے پوچھا اور دسواں کون ہے؟ تو وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹکے پھر کہا: میں۔

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الأشْجَعِيُّ عن سُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن ابنِ حَيَّانَ، عن عَبْدِ الله ابنِ ظَالِمٍ بإسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اشجعی نے سفیان سے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے ہلال بن یساف سے' انہوں نے ابن حیان سے انہوں نے عبداللہ بن ظالم سے اسی کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ خطیب نے اشارے کنائے میں حضرت علی ؓ کے بارے میں نامناسب انداز اختیار کیا' تو حضرت سعید بن زید نے عشرۂ مبشرہ کی فضیلت بیان کر کے' جن میں سے ایک حضرت علی ؓ بھی تھے' اس خطیب کی تردید کی۔ اگلی روایات میں اس بات کی مزید صراحت ہے۔

٤٦٤٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحُرِّ بنِ الصَّيَّاحِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأخْنَسِ: أنَّهُ كَانَ في الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ رَجُلٌ عَلِيًّا فَقَامَ سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ فَقَالَ: أشْهَدُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ: «عَشَرَةٌ في الْجَنَّةِ: النَّبِيُّ ﷺ في

۴۶۴۹- جناب عبدالرحمٰن بن الاخنس سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ایک شخص نے حضرت علی ؓ کا ذکر کیا تو حضرت سعید بن زید ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''دس اشخاص جنتی ہیں۔ نبی ﷺ جنت میں ہیں' ابوبکر جنت

٤٦٤٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي الأعور واسمه سعيد بن زيد بن عمرو ابن نفيل رضي الله عنه، ح: ٣٧٥٧ من حديث شعبة به، وقال: "حسن".

الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ»، وَلَوْ شِئْتَ لَسَمَّيْتُ الْعَاشِرَ. قال: فقالُوا: مَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ. قال: فقالُوا: مَنْ هُوَ؟ قال: هُوَ سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ.

میں ہیں' عمر جنت میں ہیں' عثان جنت میں ہیں' علی جنت میں ہیں' طلحہ جنت میں ہیں' زبیر بن عوام جنت میں ہیں' سعد بن مالک جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔'' اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے؟ تو وہ خاموش ہو رہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے تو انہوں نے کہا: وہ سعید بن زید ہے۔

فائدہ: ان روایات کے علاوہ بھی اس مضمون میں بہت سی روایات کتب سنت میں موجود ہیں جبکہ کتاب اللہ میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح وستائش بصراحت آئی ہے۔ مثلاً: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ (التوبة:١٠٠) ''وہ مہاجرین وانصار جنہوں نے (سب سے پہلے ایمان لانے میں) سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے احسن انداز میں ان کا اتباع کیا' اللہ ان (سب) سے راضی ہوا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' اور ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ (التوبة:٨٨'٨٩) ''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے' انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعے سے جہاد کیا' انہی لوگوں کے لیے ساری بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' جن میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' اور سورۃ الفتح میں ہے: ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا﴾ (الفتح:١٨) ''تحقیق اللہ راضی ہو گیا مومنوں سے جب کہ وہ آپ سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے' پس اس نے اس (خلوص) کو جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا' اس نے ان پر اطمینان نازل کیا اور بدلے میں انہیں جلد ہی فتح دے دی۔'' بعد کے دور میں صحابہ کے مابین جو چپقلش ہوئی ہے وہ بشری تقاضوں کے تحت ان کے اجتہادات کی بنا پر ہوئی۔ اللہ انہیں معاف کرنے والا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ قطعاً جائز نہیں سمجھتے کہ ان امور کو سر عام موضوع بحث بنایا جائے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ.

٤٦٥٠ - حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ: حدَّثني جَدِّي رِيَاحُ بنُ الحارِثِ قالَ: كُنْتُ قاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ في مَسْجِدِ الْكُوفةِ وَعِنْدَهُ أهْلُ الْكُوفةِ فَجاءَ سَعِيدُ بنُ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَأقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجاءَ رَجُلٌ مِنْ أهْلِ الْكُوفةِ يُقَالُ لَهُ: قَيْسُ بنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فقالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هٰذَا الرَّجُلُ؟ قال: يَسُبُّ عَلِيًّا. قال: لا أرَى أصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ ثُمَّ لا تُنْكِرُ وَلا تُغَيِّرُ أنَا سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ- وَإنِّي لَغَنِيٌّ أنْ أقُولَ عَلَيْهِ ما لَمْ يَقُلْ فَيَسْألُني عَنْهُ غَدًا إذَا لَقِيتُهُ -: «أبُو بَكْرٍ في الْجَنَّةِ وَعُمَرُ في الْجَنَّةِ»، وَسَاقَ مَعْنَاهُ، ثُمَّ قال: لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.

۴۶۵۰-ریاح بن حارث کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں فلاں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ (اشارہ ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کی طرف) اور ان کے پاس اہل کوفہ کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ تشریف لائے۔ پس انہوں (مغیرہ) نے ان کو مرحبا اور خوش آمدید کہا اور پھر انہیں اپنی چارپائی کی پائنتی کی طرف بٹھا لیا۔ پھر اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ انہوں نے اس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اس نے بدگوئی کی اور بدگوئی کی۔ سعید نے پوچھا یہ کسے گالیاں دے رہا ہے؟ کہا: حضرت علی کو۔ ؓ۔ تو سعید نے کہا: (تعجب ہے) میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ ہیں کہ اسے ٹوکتے ہی نہیں اور نہ سمجھاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے...... اور مجھے کوئی ایسی نہیں پڑی کہ آپ علیہ السلام پر کوئی ایسی بات کہہ دوں جو آپ نے نہ کہی ہو پھر کل جب آپ سے میری ملاقات ہو اور وہ مجھ سے پوچھ لیں...... "ابوبکر جنت میں ہے' عمر جنت میں ہے۔" اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پھر کہا: ان میں سے کسی ایک کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) حاضر رہنا اور اس کے چہرے کا غبار آلود ہو جانا تمہاری ساری زندگی کے اعمال سے کہیں بہتر ہے خواہ تمہیں حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی ہی کیوں نہ مل جائے۔

٤٦٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، (٨/ ١١) فضائل العشرة رضي الله عنهم، ح: ١٣٣ من حديث صدقة بن المثنى به، وأورده الضياء في المختارة: ٣/ ٢٨٢-٢٨٥، ح: ١٠٨٣، ١٠٨٤.

٤٦٥١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ ابنُ زُرَيْعٍ ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى المَعْنَى قالَا: أخبرنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ أنَّ أنَسَ بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أنَّ نَبيَّ الله ﷺ صَعِدَ أُحُدًا فَتَبِعَهُ أبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ نَبيُّ الله ﷺ بِرِجْلِهِ وَقال: «اثْبُتْ أُحُدُ! نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ».

۴۶۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے چلے گئے، پس پہاڑ نے حرکت کی۔ تو نبی ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''احد! ٹھہر جا! (تیرے اوپر) ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

٤٦٥٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُحمَّدٍ المحَارِبِيِّ، عن عَبْدِ السَّلَامِ بنِ حَرْبٍ، عن أبي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن أبي خَالِدٍ مَوْلَى آلِ جَعْدَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَتَانِي جِبْرَائِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَ بِيَدِي فأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي»، فَقَالَ أبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ الله! وَدِدْتُ أنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا إنَّكَ يا أبَا بَكْرٍ! أَوَّلُ مَنْ يَدْخلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي».

۴۶۵۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی۔'' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پسند کرتا ہوں کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا حتی کہ اسے دیکھ لیتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اے ابوبکر! یقیناً میری امت کے وہ فرد ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔''

٤٦٥٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ

۴۶۵۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بلاشبہ

٤٦٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه، ح: ٣٦٩٧ عن مسدد به.

٤٦٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في فضائل الصحابة: ١/ ٢٢١، ٢٢٢، ح: ٢٥٨ من حديث عبدالرحمٰن بن محمد المحاربي به، * أبوخالد مولى آل جعدة مجهول(تقريب).

٤٦٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل من بايع تحت الشجرة، ح: ٣٨٦٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

ابنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جابِرٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «لَا يَدْخُلُ النَّارَ أحدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“

فائدہ: سن ٦ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کیے جانے کی افواہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو بیعت لی گئی تھی وہ کیکر کے ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ نے خود اس درخت کا ذکر فرما کر بیعت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ اس لیے اسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں صحابہ کی تعداد چودہ پندرہ سو تھی۔ (صحيح البخاري، المغازي، حديث:٤١٥٣)

٤٦٥٤ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن عَاصِمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: - قال مُوسَى: «فَلَعَلَّ الله» وقال ابنُ سِنَانٍ -: «اطَّلَعَ الله عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ».

۴۶۵۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہے اور کہا ہے کہ جو چاہے عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① جب دین کی سربلندی کے لیے یہ لوگ خود کو قربان کرنے پر تل گئے تو ان کو اخلاص اور ایمان کا اعلیٰ ترین معیار حاصل ہو گیا۔ اس لیے ان کو ایسی عظیم خوش خبری دی گئی۔ ان کا یہ عظیم عمل ان کے باقی تمام اعمال سے چاہے وہ مثبت ہوں یا منفی بہت بڑا تھا۔ ② حدیث میں مذکور فرمان کا یہ مفہوم ہرگز نہیں تھا کہ وہ شرعی اور اخلاقی حدود و قیود سے مبرا ہو گئے تھے۔ نہیں بلکہ اس بیان میں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر صادق ہے کہ یہ لوگ تا حیات دین و شریعت کے تقاضے پورے کرتے رہیں گے اور ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوگا جو ان کے لیے اللہ عزوجل کی ناراضی یا جہنم میں جانے کا باعث ہو۔ اس میں ان کے معصوم عن الخطا ہونے کا مفہوم نہیں ہے بلکہ بشارت ہے کہ ان کی تمام تقصیرات معاف کر دی جائیں گی۔ ﷺ۔ تو حیف ہے ان لوگوں پر جو ان کی اجتہادی

٤٦٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٥، ٢٩٦ عن يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٢٠، والحاكم: ٤/ ٧٧، ٧٨، ووافقه الذهبي.

خطاؤں کو نمایاں کرتے اور ان پر طعن و تشنیع کرنا اسلام اور تاریخ کی خدمت سمجھتے ہیں۔فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

٤٦٥٥ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ أنَّ مُحمَّدَ بنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن المِسْوَرِ ابنِ مَخْرَمَةَ قال: خَرَجَ النَّبيُّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَذَكَرَ الحديثَ قال: فأَتَاهُ يَعني عُرْوَةَ بنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبيَّ ﷺ فكلَّمَا كَلَّمَهُ أخَذ بِلِحْيَتِهِ والمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ قائِمٌ عَلٰى رَأْسِ النَّبيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ المِغْفَرُ فَضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقال: أَخِّرْ يَدَكَ عن لِحْيَتِهِ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فقالُوا: المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ.

۴۶۵۵-حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حدیبیہ کے دنوں میں روانہ ہوئے ......اور حدیث بیان کی...... کہا کہ...... پھر (مشرکین کی طرف سے) عروہ بن مسعود آیا اور نبی ﷺ سے بات کرنے لگا اور اس اثنا میں وہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کو بھی ہاتھ لگا تا تھا۔ جبکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سر پر کھڑے ہوئے تھے' ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھی۔ تو انہوں نے اپنی تلوار کے دستے سے عروہ کے ہاتھ کو ٹھوکا دیا اور کہا: آپ کی ڈاڑھی مبارک سے اپنا ہاتھ دور رکھ۔ عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا: یہ کون ہے؟ صحابہ نے کہا: یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ہیں۔(رضی اللہ تعالٰی عنہ)

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ اوپر کی احادیث میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جو سیاسی حمایت کی ہے وہ ان کے شرف صحابیت اور اللہ کے ہاں ان کے مقام کے منافی نہیں ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ دیگر کتنے ہی صحابہ تھے جو اپنی اپنی سوچ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی یا مخالف تھے اور یہ سب ان کے اجتہادات تھے۔ اس لیے ہم کسی کو بھی صراحت سے غلط کہنے کے مجاز نہیں۔ اگر کوئی بات تاریخ کی روایات میں ایسی ہو جو صحابۂ کرام کے مجموعی شرف و وقار کے خلاف ہو تو ان کے شرف صحابیت' رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کی وفا شعاری اور ان بشارتوں کے پیش نظر جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمائی ہیں صَرف نظر کرنا اور ان کے افعال کی تاویل کرنا واجب ہے۔ رضی اللہ تعالٰی عنهم و ارضاهم.

٤٦٥٦ - حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ أبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ أنَّ سَعِيدَ بنَ إيَاسٍ الْجُرَيْرِيَّ أخبرَهُمْ عن عَبْدِ

۴۶۵۶-سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلا لایا۔ حضرت

٤٦٥٥ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٦٥، ٢٧٦٦.

٤٦٥٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] * الأقرع ثقة، وحماد بن سلمة سمع من الجريري قبل اختلاطه.

اللهِ بنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ، عن الأَقْرَعِ مُؤَذِّنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: بَعَثَنِي عُمَرُ إلَى الأُسْقُفِّ فَدَعَوْتُهُ فقالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي فِي الْكِتابِ؟ قالَ: نَعَمْ. قالَ: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قالَ: أَجِدُكَ قَرْنًا. قالَ: فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ. فقالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فقالَ: قَرْنٌ حَدِيدٌ أَمِينٌ شَدِيدٌ. قالَ: كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ مِنْ بَعْدِي؟ فقالَ: أَجِدُهُ خَلِيفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ، فقالَ عُمَرُ: يَرْحَمُ اللهُ عُثْمانَ ثَلَاثًا، فقالَ: كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ؟ قالَ: أَجِدُهُ صَدَاءَ حَدِيدٍ. قالَ: فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ فقالَ: يا دَفْرَاهُ! يا دَفْرَاهُ!. فقالَ: يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّهُ خَلِيفَةٌ صَالِحٌ وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِينَ يُسْتَخْلَفُ وَالسَّيْفُ مَسْلُولٌ وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ.

عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: کیسے؟ کہا: میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا: ''قرن'' سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت سخت فولادی قلعہ' انتہائی امین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا' صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے' تین بار کہا۔ پھر پوچھا: ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہو گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور کہا: اے بدبودار! اے بدبودار! (کیا کہہ رہے ہو؟) تو اس نے کہا: امیر المومنین! یہ صالح خلیفہ ہوگا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالدَّفْرُ: النَّتْنُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ [الدفر] کے معنی ہیں: ''بدبو''۔

فائدہ: مسلمانوں میں اہل کتاب کی اس قسم کی روایات کی بصراحت تصدیق یا تکذیب نہیں کی جاتی صرف روایت کی اجازت ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي فَضْلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٠)

باب:٩-اصحاب نبی ﷺ کی فضیلت

٤٦٥٧- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ:

۴۶۵۷-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٤٦٥٧ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٥ من حديث أبي عوانة به، ورواه البخاري، ح: ٢٦٥١ من طريق آخر عن عمران بن حصين به.

أخبرنا ؛ ح : وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثنا أبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ بنِ أوْفَى، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قال : قال رَسُولُ الله ﷺ : «خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» - وَالله أعْلَمُ أذَكَرَ الثَّالِثَ أمْ لَا - «ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ ولا يُوفُونَ، وَيَخُونُونَ وَلا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ».

ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا بہترین زمانہ یہی ہے جس میں میں مبعوث کیا گیا ہوں' پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے' اور پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے ...... واللہ اعلم آپ نے یہ تیسری بار فرمایا کہ نہیں...... پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی مانگی نہ گئی ہوگی' نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ خیانتیں کریں گے اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور ان میں موٹاپا بھی عام ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① اس صحیح حدیث میں صحابۂ کرام' تابعین عظام اور تبع تابعین کے ادوار کے متعلق اجمالی اور مجموعی طور پر بھلائی کی خبر دی گئی ہے۔ ② ان کے بعد وقار میں کمی ہوگی۔ دینداری میں ضعف آ جائے گا اور آخرت کی فکر کم ہو جائے گی۔ ③ اطباء کے قول کے مطابق آدمی کے جسم میں موٹاپا عام طور پر خوش خوراکی کے علاوہ بے فکری اور بے خوفی کی بنا پر آتا ہے۔

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ** (التحفة ١١)

باب: ١٠- رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو سب وشتم کرنا حرام ہے

فائدہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم بنی نوع انسان اور امت محمدیہ کا بہترین اور افضل ترین طبقہ ہیں۔ انہوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے دین وایمان حاصل کیا۔ نبی ﷺ کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کیا گیا' ان کی قربانی اور جاں نثاری سے اسلامی حکومت مستحکم ہوئی اور پھر انہوں نے دین کی عظیم امانت اگلی نسلوں کو منتقل کی۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ یہ طبقہ من حیث المجموع انتہائی عادل اور معتمد علیہ ہے۔ دین میں ان کا فہم حجت ہے اور ان کے شرف وکرامت کی حفاظت امت پر واجب ہے۔ اہل اہواء کی یاوہ گوئی کے مطابق بفرض محال اگر اس اولین طبقہ ہی کو مجروح اور ناقابل اعتماد باور کر لیا جائے تو کوئی ایسی قابل اعتماد بنیاد باقی نہیں رہ جاتی جس سے انسان دین وایمان کی معرفت حاصل کر سکے۔

٤٦٥٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو

۴۶۵۸- حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ نے بیان

٤٦٥٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ: "لو كنت متخذًا ◀◀

مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أبي صَالح، عن أَبِي سَعِيدٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ» [قال أبو سعيدٍ: حَدَّثَنا العُطَارِدِيُّ: أخبَرَنا أبو معاوية وذكر الحديث].

کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کی بدگوئی مت کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو وہ ان کے ایک مُد یا آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

[حضرت ابوسعید ؓ نے کہا: ہمیں عطاردی نے حدیث بیان کی' اس نے کہا: ہمیں ابومعاویہ نے بیان کیا اور حدیث بیان کی۔]

٤٦٥٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زَائِدَةُ بنُ قُدَامَةَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ عن عَمْرِو بنِ أبي قُرَّةَ قال: كَانَ حُذَيْفَةُ بالمَدَائِنِ فَكَانَ يَذْكُرُ أَشْيَاءَ قالَها رَسُولُ الله ﷺ لِأُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ في الْغَضَبِ، فَيَنْطَلِقُ نَاسٌ مِمَّنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ حُذَيْفَةَ فَيَأْتُونَ سَلْمَانَ وَيَذْكُرُونَ لَهُ قَوْلَ حُذَيْفَةَ، فَيَقُولُ سَلْمَانُ: حُذَيْفَةُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُ، فَيَرْجِعُونَ إِلَى حُذَيْفَةَ فَيَقُولُونَ لَهُ: قَدْ ذَكَرْنَا قَوْلَكَ لِسَلْمَانَ فَمَا صَدَّقَكَ وَلَا كَذَّبَكَ، فَأَتَى حُذَيْفَةُ سَلْمَانَ وَهُوَ فِي مَبْقَلَةٍ فقالَ: يَا سَلْمَانُ! مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَدِّقَنِي بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ؟ فقالَ

۴۶۵۹-عمرو بن ابوقرہ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ ؓ مدائن میں تھے اور ایسی باتیں بیان کر دیا کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ سے ناراضی کی حالت میں کہی تھیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے حضرت حذیفہ ؓ سے یہ باتیں سنی ہوتیں وہ حضرت سلمان ؓ کو آ کر بتاتے۔ تو حضرت سلمان ؓ کہتے: حضرت حذیفہ ؓ جو کہتے ہیں انہیں ہی ان کا زیادہ پتا ہوگا۔ لوگ حضرت حذیفہ ؓ کے پاس آتے اور کہتے کہ ہم نے آپ کی بات حضرت سلمان ؓ کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے آپ کی تصدیق کی نہ تکذیب۔ چنانچہ حضرت حذیفہ ؓ حضرت سلمان ؓ کے پاس آئے جبکہ وہ سبزی کے ایک کھیت میں تھے۔ انہوں نے کہا: سلمان! آپ کو کیا مانع ہے کہ جو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں آپ ان میں میری تصدیق نہیں کرتے ہیں؟ حضرت

◀◀ خليلاً"، ح: ٣٦٧٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم، ح: ٢٥٤١ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٤٦٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٧ من حديث زائدة به.

سَلْمَانُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُولُ فِي الْغَضَبِ لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَيَرْضَى فَيَقُولُ فِي الرِّضَا لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: أَمَا تَنْتَهِي حَتَّى تُوَرِّثَ رِجَالًا حُبَّ رِجَالٍ، وَرِجَالًا بُغْضَ رِجَالٍ وَحَتَّى تُوقِعَ اخْتِلَافًا وَفُرْقَةً، وَلَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَاللهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ أَوْ لَأَكْتُبَنَّ إِلَى عُمَرَ [فَتَحَمَّلَ عَلَيْهِ بِرِجَالٍ فَكَفَّرَ يَمِينَهُ وَلَمْ يَكْتُبْ إِلَى عُمَرَ وَكَفَّرَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ناراض بھی ہو جایا کرتے تھے اور اس حالت میں اپنے صحابہ سے کچھ کہہ بھی دیا کرتے تھے اور خوش بھی ہوتے تھے اور اس حالت میں بھی اپنے صحابہ سے کچھ کہتے تھے، تو کیا آپ اپنے اس انداز سے باز نہیں آسکتے۔ کیا آپ لوگوں کے دلوں میں کچھ کی محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کچھ کے متعلق بغض ڈال دینا چاہتے ہیں؟ اس طرح تو آپ ان لوگوں میں اختلاف وافتراق پیدا کر دیں گے، حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا تھا: ''(اے اللہ!) اپنی امت کے جس کسی کو میں نے کبھی کوئی برا بھلا کہا ہو یا ناراضی کی حالت میں لعنت کی ہو تو میں بھی آدم زاد ہوں، جس طرح وہ غصے میں آجاتے ہیں میں بھی آجاتا ہوں اور مجھے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (یا اللہ! میری ان باتوں کو) ان کے لیے قیامت کے روز رحمت بنا دے۔'' (اے حذیفہ!) اللہ کی قسم! تم باز آجاؤ یا میں عمر کو لکھ بھیجوں گا۔ پھر کچھ لوگوں نے ان سے سفارش کی تو انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ لکھا۔ اور کفارہ بھی قسم توڑنے سے پہلے دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَبْلُ وَبَعْدُ كُلُّهُ جَائِزٌ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: قسم کا کفارہ، قسم توڑنے سے پہلے ادا کرنا یا بعد میں ادا کرنا سب جائز ہے۔

فائدہ: کسی بھی شخص کو خواہ وہ ذاتی طور پر کتنا بھی خیر وصلاح کے درجے پر فائز ہو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ عوام میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی تقصیرات کی اشاعت کرے کہ ان میں سے کچھ کے متعلق محبت اور کچھ کے متعلق بغض کے جذبات پیدا ہو جائیں اور لوگ اس قدسی جماعت کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوں اور ان میں تفرقہ پیدا ہو جائے۔ تاہم ایک محدود وخاص علمی حلقے میں قابل اعتماد اصحاب علم وفضل کے سامنے ان امور کا تذکرہ بطور افہام وتفہیم جائز ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي اسْتِخْلَافِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢)

باب:١١-سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

٤٦٦٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: حدَّثني الزُّهْرِيُّ قال: حدَّثني عَبْدُ المَلِكِ بنُ أبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ عن أبِيهِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ زَمْعَةَ قال: لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنا عِنْدَهُ في نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ دَعَاهُ بِلَالٌ إلَى الصَّلَاةِ فقَالَ: «مُرُوا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ»، فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بنُ زَمْعَةَ فإذَا عُمَرُ في النَّاسِ، وكَانَ أبو بَكْرٍ غَائِبًا، فقُلْتُ: يَا عُمَرُ! قُمْ فَصَلِّ بالنَّاسِ، فَتَقَدَّمَ فكَبَّرَ، فلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَهُ - وكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا - قال: «فَأَيْنَ أبو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمونَ، يَأْبَى اللهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمونَ» فَبَعَثَ إلَى أبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بالنَّاسِ.

۴۶۶۰- جناب عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بہت بڑھ گئی اور میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ آپ نے فرمایا: ”کسی سے کہہ دو وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔“ عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے۔ میں نے کہا: اے عمر! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور تکبیر کہی۔ (ادھر) جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی...... اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے...... تو فرمایا: ”ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔ اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔“ پس آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تو وہ آ گئے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا چکے تھے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وہی نماز پڑھائی۔

٤٦٦١- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ

۴۶۶۱- جناب عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر بیان کی کہ جب نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو

٤٦٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٢ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به.

٤٦٦١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

يَعْقُوبَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إسْحَاقَ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ أنَّ عَبْدَ الله بنَ زَمْعَةَ أخْبَرَهُ بِهٰذَا الْخَبَرِ قال: لَمَّا سَمِعَ النَّبيُّ ﷺ صَوْتَ عُمَرَ، قال ابنُ زَمْعَةَ: خَرَجَ النَّبيُّ ﷺ حَتَّى أطْلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهِ ثُمَّ قال: «لَا، لَا، لَا، لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابنُ أبي قُحَافَةَ»، يَقُولُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا.

آپ تشریف لائے' اپنا سر مبارک حجرے سے نکالا اور فرمایا: ''نہیں۔نہیں۔نہیں۔ ابن ابی قحافہ (ابوبکر ؓ) لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' آپ نے یہ بات ناراضی کی کیفیت میں فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی آخری بیماری کے ایام میں پہلی نماز حضرت عمر ؓ نے پڑھائی' بعد ازاں سیدنا ابوبکر ؓ پڑھاتے رہے اور نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی پڑھائی ہوئی نمازوں کی تعداد سترہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر ؓ کے لیے اصرار خصوصاً یہ لفظ کہ (اس سے اللہ انکار فرماتا ہے اور مسلمان انکار کرتے ہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھائے) ان کے خلیفہ ہونے کا واضح اشارہ بلکہ اس بات کی شہادت تھی کہ وہ مسلمانوں کا فطری انتخاب ہیں۔ ③ اس واقعہ میں حضرت عمر ؓ کی کوئی تنقیص نہیں ہوئی بلکہ یہ حضرت ابوبکر ؓ کا وہ شرف تھا جسے حضرت عمر ؓ اور تمام صحابۂ کرام ؓ اس سے پہلے بھی تسلیم کرتے تھے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا يَدُلُّ عَلٰى تَرْكِ الْكَلَامِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١٣)

باب:١٢- فتنے کے دنوں میں ان باتوں کو عام موضوع بحث نہیں بنانا چاہیے

٤٦٦٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عَنْ أبِي بَكْرَةَ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الله الأنْصارِيُّ قالَ: حَدَّثَنا الأشْعَثُ عنِ الْحَسَنِ، عَنْ أبِي بَكْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلْحَسَنِ بنِ

۴۶۶۲- حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی ؓ کے متعلق فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے میری امت کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔'' حماد کی روایت کے الفاظ ہیں: ''اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔''

٤٦٦٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب [إن ابني هذا سيد . . .]، ح: ٣٧٧٣ من حديث محمد بن عبدالله الأنصاري به، ورواه البخاري، ح: ٣٦٢٩ من حديث الحسن البصري به.

عَلِيٍّ: «إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُصْلِحَ اللهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنْ أُمَّتِي». وَقَالَ عَنْ حَمَّادٍ: «وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ».

فوائد و مسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنا پر مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دونوں ہی اپنی اپنی ترجیحات میں برحق تھے، تاہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف اقرب الی الحق تھا۔ ② سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سے دست بردار ہو کر ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا اور اس کی وجہ سے ان کے شرف ''سیادت'' میں اور اضافہ ہو گیا۔ مگر کچھ لوگوں کو اب تک ان کا یہ عمل ناپسند ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے دونوں اطراف کے لوگوں کو ''اپنی امت کے مسلمان'' قرار دیا ہے اور کسی کو بھی گمراہ یا باطل نہیں فرمایا۔ ④ صحابۂ کرام یا پھر فقہاء وائمہ کی اجتہادی غلطیوں کی اشاعت کرنا بہت بڑا اور برا فتنہ ہے۔ صرف خاص محدود علمی حلقہ میں ان کے مسائل کی علمی تفہیم جائز ہے۔

٤٦٦٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أخبرنا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ إِلَّا مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ».

۴۶۶۳- جناب محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اسے کوئی فتنہ درپیش ہو (اور وہ اس سے محفوظ رہے) مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے گا، سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ (انہیں) فرما رہے تھے: ''تجھے فتنہ نقصان نہیں دے گا۔''

فائدہ: اس کی واحد وجہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بعد ان کا ان فتنوں سے الگ تھلگ رہ کر تنہائی اختیار کر لینا تھا جیسے کہ درج ذیل روایت میں آ رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ مفہوم بھی نہیں کہ انسان لوگوں پر موثر ہو سکتا ہو، اس کی بات سنی جاتی ہو تو بھی وہ خاموش تماشائی بنا رہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہ دے بلکہ یہ اس صورت میں ہے جب آدمی کوئی اہم کردار ادا کرنے کی حالت میں نہ ہو، تو اس وقت الگ تھلگ رہنے ہی میں عافیت ہوتی ہے۔

٤٦٦٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٥٠ عن يزيد بن هارون به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

٤٦٦٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الأشْعَثِ بن سُلَيْمٍ، عَنْ أبي بُرْدَةَ، عن ثَعْلَبَةَ بنِ ضُبَيْعَةَ قالَ: دَخَلْنَا عَلَى حُذَيْفَةَ فَقالَ: إنِّي لأَعْرِفُ رَجُلًا لَا تَضُرُّهُ الْفِتَنُ شَيْئًا، قالَ: فَخَرَجْنَا فَإِذَا فُسْطَاطٌ مَضْرُوبٌ، فَدَخَلْنَا فَإِذَا فِيهِ مُحمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فَسَأَلْنَاهُ عنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أنْ يَشْتَمِلَ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ أمْصَارِكُمْ حَتَّى تَنْجَلِيَ عَمَّا انْجَلَتْ.

۴۶۶۴-جناب ثعلبہ بن ضُبَیعہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے تو انہوں نے کہا: میں یقیناً اس آدمی کو جانتا ہوں جسے فتنے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کہا کہ پھر ہم ان کے ہاں سے نکلے تو ہمیں ایک خیمہ نظر آیا' ہم اس میں چلے گئے' تو دیکھا کہ اس میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم نے ان سے اس (تنہائی اور گوشہ گیری) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ تمہارے شہروں کا کوئی فتنہ مجھے اپنی لپیٹ میں لے لے حتی کہ یہ صورت حال صاف ہو جائے۔ (فتنے ختم ہو جائیں۔)

٤٦٦٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عنْ أشْعَثَ بنِ سُلَيْمٍ، عنْ أبي بُرْدَةَ، عنْ ضُبَيْعَةَ بنِ حُصَيْنٍ الثَّعْلَبِيِّ بِمَعْنَاهُ.

۴۶۶۵-ابو بردہ نے بیان کیا کہ ضُبَیعہ بن حصین ثعلبی نے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٦٦٦- حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ عُلَيَّةَ عنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عنْ قَيْسِ بنِ عُبَادٍ قالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: أَخْبِرْنَا عنْ مَسِيرِكَ هٰذَا أَعَهْدٌ عَهِدَهُ إلَيْكَ رَسُولُ الله ﷺ أمْ رَأْيٌ رَأَيْتَهُ؟ قال: ما عَهِدَ إليَّ رسولُ الله ﷺ بِشَيْءٍ، لكِنَّهُ رأْيٌ رَأَيْتُهُ.

۴۶۶۶-جناب قیس بن عُباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کا (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں) نکلنا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی بنا پر ہے یا یہ آپ کی اپنی ذاتی رائے ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا تھا' بلکہ یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے۔

٤٦٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٤٣٣، ٤٣٤ من حديث شعبة به، * ثعلبة بن ضبيعة وثقه ابن حبان وحده.

٤٦٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ٣/ ٤٤٤، ٤٤٥ عن أبي عوانة به، ودلسه الثوري عند الحاكم: ٣/ ٤٣٤، وصححه، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف.

٤٦٦٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٠، وللحديث شواهد.

فائدہ: صحابۂ کرام ؓ کے تنازعات ان کی اپنی اجتہادی آراء تھیں۔ جن میں سے ایک فریق برحق اور دوسرا اس کے برخلاف تھا۔ مگر بوجہ اخلاص اور حسن نیت دونوں ہی ماجور تھے اور حضرت معاویہ ؓ کے مقابلے میں حضرت علی ؓ اقرب الی الحق تھے۔

٤٦٦٧ - **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا الْقَاسِمُ بنُ الْفَضْلِ عنْ أَبِي نَضْرَةَ، عنْ أبِي سَعِيدٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ المُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطائِفَتَيْنِ بالْحَقِّ».

۴۶۶۷- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں افتراق کے وقت ایک فتنہ انگیز جماعت نکلے گی جسے مسلمانوں کا وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں میں مختلف آراء کے حامل افراد یا جماعتوں کا وجود ہو سکتا ہے جن میں سے یقیناً ایک ہی حق پر ہوگا اور دوسرا اس سے بعید۔ مگر جب تک کوئی واضح صریح باطل فکر و عمل سامنے نہ آئے ان کی ضلالت کا حکم نہ لگایا جائے۔ بلکہ علم و حکمت سے تفہیم ہونی چاہیے اور حتی الامکان ان کی اشاعت اور تشہیر سے خاموشی اختیار کی جائے' اسی سے وہ فتنہ دب سکے گا۔ ② اس حدیث میں خوارج کے ظہور کی پیشین گوئی کا بیان ہے۔ یہ حدیث نبی ﷺ کی صداقت کی ایک دلیل ہے' کیونکہ خوارج کا جس وقت ظہور ہوا' وہ اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ یہ ۳۶' ۳۷ ہجری کا واقعہ ہے جب حضرت علی اور حضرت معاویہ ؓ کے درمیان لڑائی جاری تھی۔ اس وقت نہروان سے فرقۂ خوارج کا ظہور ہوا اور حضرت علی ؓ نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست فاش دی۔ اسی قسم کی احادیث کی بنا پر حضرت علی ؓ کو حضرت معاویہ ؓ کے مقابلے میں' اقرب الی الحق کہا جاتا ہے۔ ③ اس میں باہم لڑنے والے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا گیا ہے' اس لیے حضرت علی اور حضرت معاویہ ؓ' دونوں اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں طعن و تشنیع کی بجائے کف لسان (خاموشی) ضروری ہے' کیونکہ دونوں ہی مسلمان اور حق پر تھے' گو ایک احق (زیادہ صحیح) تھا۔ ④ فتنہ انگیز یا دین سے نکل جانے والا گروہ خوارج کا تھا' نہ کہ حضرت علی یا حضرت معاویہ ؓ کا گروہ' وہ دونوں تو مسلمانوں کے عظیم گروہ تھے۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ:** فِي التَّخْيِيرِ بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ عَلَيهِمُ السَّلَامُ (التحفة ١٤)

باب: ۱۳- انبیائے کرام ؑ میں فضیلت دینے کا مسئلہ

فائدہ: انبیائے کرام ؑ کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے بھی امت میں افتراق کا فتنہ پیدا ہونا ممکن ہے۔ ایک کسی نبی کو افضل کہے گا تو دوسرا کسی اور کو۔ جس نبی کو کسی نے مفضول قرار دیا ہوگا اس کے ماننے والے خواہ مخواہ

٤٦٦٧ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح: ١٠٦٥ من حديث القاسم بن الفضل به.

دوسرے انبیاء کے بارے میں ناروا باتیں کریں گے۔ یہ سارا معاملہ فتنہ انگیز ہے' اس لیے نبی اکرم ﷺ نے کسی نبی کو دوسرے پر فضیلت دینے کا سلسلہ ہی بند کر دیا۔

٤٦٦٨ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا عَمْرٌو يَعْني ابنَ يَحْيَى، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ».

۴۶۶۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت وترجیح مت دیا کرو۔''

فائدہ: بلاشبہ انبیاء ورسل ؑ میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور قرآن مجید نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ (البقرة: ۲۵۳) مگر ان کے فضائل کا اس انداز سے تقابلی بیان کہ دوسروں کی تنقیص لازم آئے' حرام ہے۔

٤٦٦٩ - حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَبي الْعَالِيَةِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بنِ مَتَّى».

۴۶۶۹- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کو لائق نہیں کہ وہ یوں کہے کہ میں (محمد ﷺ) حضرت یونس بن متی ؑ سے بہتر ہوں۔''

فائدہ: ''کسی بندے کو لائق نہیں'' ان الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کو اس طرح کہنا جائز نہیں اور اگر نبی ﷺ خود بھی اس میں شامل ہوں جیسے کہ درج ذیل روایت میں ہے تو اس میں آپ کی از حد تواضع کا اظہار ہے۔

٤٦٧٠ - حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبي

۴۶۷۰- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''کسی نبی کو لائق نہیں کہ یوں کہے کہ میں حضرت یونس بن متی ؑ سے

٤٦٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الأشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١٢ عن موسى بن إسماعيل، ومسلم، الفضائل، باب من فضائل موسى ﷺ، ح: ٢٣٧٤ من حديث عمرو بن يحيى المازني به.

٤٦٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وإن يونس لمن المرسلين ...﴾ الخ، ح: ٣٤١٣ عن حفص بن عمر، ومسلم، الفضائل، باب في ذكر يونس عليه السلام... الخ، ح: ٢٣٧٧ من حديث شعبة به.

٤٦٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٥ من حديث محمد بن سلمة به * محمد بن إسحاق عنعن.

حَكِيمٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى».

بہتر ہوں۔"

فائدہ: حضرت یونس کا نام اس لیے لیا کہ انہی کے بارے میں وضاحت آتی ہے کہ وہ بغیر اجازت بستی چھوڑ کے چلے گئے، اس پر وہ مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیے گئے اور ﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ "تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔" (الانبیاء: ۸۷) کا ورد کرتے رہے، اس کے نتیجے میں انہیں نجات مل گئی اور کسی نبی کے بارے میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے یہ بھی گوارا نہیں فرمایا کہ ان سے آپ کا تقابل کر کے آپ کی فضیلت کا اظہار کیا جائے۔

٤٦٧١- **حَدَّثَنَا** حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ فِي جَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مِمَّنْ صعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ

۴۶۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو منتخب فرمایا، تو ایک مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ وہ یہودی نبی ﷺ کے پاس چلا آیا اور آپ کو بتایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو۔ بلاشبہ (قیامت برپا ہونے پر) جب لوگ بے ہوش کیے جائیں گے تو میں ہی ہوں گا جو سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔ معلوم نہیں وہ بے ہوش ہوئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں گے یا یہ ان افراد میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہوگا۔"

٤٦٧١_ **تخريج:** أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسى ﷺ، ح: ٢٣٧٣ من حديث يعقوب بن إبراهيم ابن سعد، والبخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الأشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١١ من حديث إبراهيم بن سعد به.

اسْتَثْنَى اللهُ تَعَالَى».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ ابنِ يَحْيَى أَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن یحییٰ کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

٤٦٧٢ - حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إِدْرِيسَ عن مُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ يَذْكُرُ عن أَنَسٍ قال: قالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَاخَيْرَ الْبَرِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ذَاكَ إِبراهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

۴۶۷۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یوں خطاب کیا [يَا خَيْرَ الْبَرِيَّة] ''اے مخلوق میں سب سے افضل شخصیت!'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔''

فائدہ: اس میں بھی کسی نبی سے آپ کا تقابل نہیں۔ ساری مخلوق میں آپ کے مرتبے کا ذکر ہے۔

٤٦٧٣ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عنِ الأوْزَاعِيِّ، عنْ أَبي عَمَّارٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ فَرُّوخَ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأرْضُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وأَوَّلُ مُشَفَّعٍ».

۴۶۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی' میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور میری سفارش ہی سب سے پہلے قبول ہوگی۔''

فائدہ: آپ ﷺ نے حقائق بیان فرمائے لیکن ایسا انداز ہرگز اختیار نہیں فرمایا جس میں دوسرے انبیاء کی تنقیص ہو یا کوئی تقابل ہی سامنے آئے۔

٤٦٧٤ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ،

۴۶۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''[تُبَّع] کے متعلق مجھے نہیں

٤٦٧٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل إبراهيم الخليل ﷺ، ح: ٢٣٦٩ من حديث عبدالله بن إدريس به.

٤٦٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب تفضيل نبينا ﷺ على جميع الخلائق، ح: ٢٢٧٨ من حديث الأوزاعي به.

٤٦٧٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٥٣ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤، ووافقه الذهبي.

المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَدْرِي أَتُبَّعٌ لَعِينٌ هُوَ أَمْ لَا، وَما أَدْرِي أعُزَيْرٌ نَبِيٌّ هُوَ أَمْ لَا».

معلوم وہ لعین تھا یا نہیں۔ اور عزیر کے متعلق خبر نہیں کہ وہ نبی تھا یا نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① قوم سبا کا قبیلہ "حمیر" اپنے بادشاہ کو "تُبَّع" کہتا تھا۔ یہ قوم تکذیب انبیاء اور شرک کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھی جیسے کہ سورۂ دخان میں ان کا ذکر آیا ہے: ﴿اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ﴾ (الدخان:٣٧) "کیا یہ (مشرکین مکہ) بہترین ہیں یا قوم تُبع اور جو ان سے بھی پہلے تھے؟ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا' کیونکہ وہ مجرم تھے۔" اور سورۂ ق میں ہے: ﴿وَ اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيۡدِ﴾ (ق:١٤) "ایکہ (بستی) والوں نے اور قوم تُبع نے' (ان) سب نے (ہمارے) رسولوں کی تکذیب کی (ان سب) پر میری وعید ثابت ہوگئی۔" رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن عنداللہ اچھائی یا برائی میں کون کس درجے کا ہوگا' اس پر کچھ نہیں کہا جا سکتا' نیز یہ کہ جن اشخاص کے بارے میں قرآن میں وضاحت نہیں ان کو اپنی طرف سے نبی قرار دینے کی کسی کو اجازت نہیں۔ ایک تُبع کے متعلق آتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اسے برا نہ کہا جائے۔ ② مستدرک حاکم اور ابن عساکر وغیرہ کی روایات میں عزیر کی بجائے ذوالقرنین کا ذکر ہے' نہیں معلوم وہ نبی تھا یا نہیں۔ حضرت عزیر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نبی تھے۔ واللہ اعلم.

٤٦٧٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني يُونُسُ: أخبرني ابنُ شِهَابٍ أنَّ أَبَا سَلَمَةَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابنِ مَرْيَمَ، الأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ».

۴۶۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: "میں ابن مریم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور انبیاء گویا ایک باپ کی اولاد ہیں (جن کی مائیں الگ الگ ہوں) میرے اور ابن مریم علیہ السلام کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔"

٤٦٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب فضائل عيسى عليه السلام، ح:٢٣٦٥ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب مريم ...﴾ الخ، ح:٣٤٤٢ من حديث ابن شهاب الزهري به.

فائدہ: انبیاء ﷺ کا علاتی بھائی (باپ کی طرف سے بھائی) ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی دعوت کے اصول ایک ہیں، یعنی توحید، نبوت اور بعثت قیامت، البتہ دیگر مسائل شرعیہ میں اختلاف رہا ہے۔ آپ نے خود انبیاء کو اخی (یوسف) کہہ کر یاد فرمایا، انبیاء کا تذکرہ بہت محبت سے اور خوبصورت انداز سے فرمایا۔ پھر امت کے لیے کیسے روا ہو سکتا ہے کہ وہ تفصیل دینے کے انداز میں ان کا تذکرہ کرے یا کسی کو افضل اور کسی کو مفضول قرار دے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي رَدِّ الإِرْجَاءِ (التحفة ١٥)

باب:۱۴- مرجئہ کی تردید

فائدہ: مرجئہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نظریہ یہ رہا ہے کہ اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اور کلمۂ توحید و رسالت ادا کر لینے کے بعد کسی گناہ کا کوئی نقصان نہیں اور مرتکب کبیرہ کا معاملہ آخرت تک مؤخر ہے۔ دنیا میں ان کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ایمان کم و بیش نہیں ہوتا۔ اور کچھ نے کہا کہ ایمان بڑھتا ہے لیکن کم نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا کہ اللہ عزوجل انسانی صورت پر ہے اور تقدیر کا خیر و شر ہونا بندے کی طرف سے ہے۔ (الملل و النحل از شهرستانی)

٤٦٧٦ - حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عن عَبْدِالله بْنِ دِينَارٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الإيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ، أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عن الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإيمَانِ».

۴۶۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی ستر اور کچھ شاخیں ہیں۔ سب سے افضل ”لا الہ الا اللہ“ کہنا ہے اور سب سے نیچے یہ ہے کہ کوئی راستے میں پڑی ہڈی دور کر دے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

فوائد و مسائل: ① سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کے نزدیک ایمان زبان کے قول، دل کی حقیقی تصدیق اور اعضاء کے اعمال کا نام ہے۔ شیخ محی الدین کا قول ہے: یہ بات واضح اور راجح ہے کہ زیادہ سے زیادہ غور و فکر اور واضح سے واضح تر دلیل کی وجہ سے تصدیق قلب میں زیادتی ہوتی ہے۔ جب مقام صدیقیت حاصل ہو تو اس کا ایمان دوسروں سے زیادہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ تصدیق قلب کا عمل ہے۔ باقی اعضاء کے عمل بھی زیادہ کم ہوں گے تو یہ ایمان کی کمی یا اضافے کا سبب ہوں گے، کیونکہ عمل ایمان کے کمال میں شامل ہے۔ سلف صالحین کے نزدیک دیگر اعضاء

٤٦٧٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها أدناها ... الخ، ح: ٣٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به، ورواه البخاري، ح: ٩ من طريق آخر عن عبدالله بن دينار به.

(اعضائے ظاہری) کے عمل کمال ایمان کی شرط ہیں' البتہ معتزلہ کے نزدیک یہ اعمال ایمان کی صحت کی شرط ہیں۔ (فتح الباری' کتاب الإیمان) ② سو جو کوئی جس قدر شرعی اعمال بجالائے گا اسی قدر اس کا ایمان کامل ہوتا جائے گا' ورنہ اسی قدر ناقص رہے گا۔ جب آپ نے ایمان کے مدارج بیان فرمائے ہیں تو مرجئہ کا یہ قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ ایمان کم و بیش نہیں ہوتا۔ ③ سب سے افضل اور اعلیٰ عمل لا الہ الا اللہ (توحید) کا اقرار ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار اس کا لازمی حصہ ہے' کیونکہ توحید وہی معتبر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے' لہٰذا جو شخص رسالت کا منکر ہو اس کی توحید بھی معتبر نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں وضاحت آ رہی ہے۔

٤٦٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن شُعْبَةَ: حدَّثني أبُو جَمْرَةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ قال: إنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أَمَرَهُمْ بالإيمانِ بالله، قالَ: «أَتَدْرُونَ مَا الإيمَانُ بالله؟» قالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أعْلَمُ. قال: «شَهَادَةُ أنْ لَا إلٰهَ إلَّا اللهُ وأنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وأنْ تُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ المَغْنَمِ».

۴۶۷۷- ابو جمرہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سنا' انہوں نے فرمایا: جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے انہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ آپ نے ان سے پوچھا: ''کیا جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''صرف ایک اللہ کے معبود حقیقی ہونے اور محمد کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دینا' نماز قائم کرنا' زکوۃ دینا' رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔''

فائدہ: ''ایمان'' صرف زبانی اقرار نہیں اور نہ محض دل کی تصدیق کا نام ہے' بلکہ زبان کے اقرار' دل کی تصدیق اور اعضاء سے عمل کے مجموعے کو ایمان کہا گیا ہے۔ اس قصے میں حج کا ذکر اس لیے نہیں کہ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔

٤٦٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِي الزُّبَيْرِ،

۴۶۷۸- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز

٤٦٧٧ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٣٦٩٢، أخرجه البخاري، الإيمان، باب أداء الخمس من الإيمان، ح:٥٣، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالٰى ورسوله ﷺ ... الخ، ح:١٧ من حديث شعبة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٢٨.

٤٦٧٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلٰوة، ح: ٢٦٢٠ من حديث وكيع به، ورواه مسلم، ح: ٨٢ من حديث أبي الزبير به.

عن جَابِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ». ... چھوڑ دینا ہے۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔ علامہ خطابی ؒ نے لکھا ہے کہ نماز چھوڑنے کی تین صورتیں ہیں: ۞ مطلقاً نماز کا انکار کرنا' یعنی یہ سمجھنا کہ یہ دین کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ عقیدہ اجماعی طور پر صریح کفر ہے بلکہ اس طرح سے دین میں ثابت کسی بھی چیز کا انکار کفر ہے۔ ۞ غفلت اور بھول سے نماز چھوڑ دینا' ایسا آدمی بہ اجماع امت کافر نہیں ہے۔ ۞ عمداً نماز چھوڑے رہنا مگر انکار بھی نہ کرنا' ایسے شخص کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ابراہیم نخعی' ابن مبارک' احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ بلا عذر عمداً تارک صلاۃ حتی کہ اس کا وقت نکل جائے' کافر ہے۔ امام احمد کا کہنا ہے کہ ہم تارک صلاۃ کے سوا کسی کو کسی گناہ پر کافر نہیں کہتے۔ زیادہ سخت موقف امام مکحول اور امام شافعی کا ہے کہ تارک صلاۃ کو اسی طرح قتل کیا جائے جیسے کافر کو کیا جاتا ہے لیکن اس سبب سے وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوگا۔ اس کے اہل اس کے وارث ہوں گے۔ امام شافعی ؒ کے کئی اصحاب نے کہا کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب کا کہنا ہے کہ تارک صلاۃ کو قید کیا جائے اور جسمانی سزا دی جائے حتی کہ وہ نماز پڑھنے لگے۔

٤٦٧٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن بَكْرِ بنِ مُضَرَ، عن ابنِ الْهَادِ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَلَا دِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ». قالَتْ: وَما نُقْصَانُ الْعَقْلِ والدِّينِ؟ قال: «أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَأَمَّا نُقْصَانُ الدِّينِ فإنَّ إحْدَاكُنَّ تُفْطِرُ رَمَضَانَ وَتُقِيمُ أَيَّامًا لا تُصَلِّي».

۴۶۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: "میں نے کسی ناقص عقل اور ناقص دین والی کو نہیں پایا جو تم سے بڑھ کر عقل مند بندے کو بے عقل بنا دینے والی ہو۔" ایک عورت بولی: عقل اور دین میں کمی اور نقص کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: "عقل کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے اور دین میں کمی یوں ہے کہ بلاشبہ عورت رمضان کے دوران میں روزے چھوڑ دیتی ہے اور کئی کئی دن نماز نہیں پڑھتی۔"

فوائد ومسائل: ① عورت کا نماز اور روزے چھوڑ دینا اگرچہ شرعی' معقول ومقبول عذر ہے مگر مجموعی لحاظ سے اس

٤٦٧٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بنقص الطاعات ... الخ، ح: ٧٩ من حديث عبدالله بن وهب به.

کے اعمال بندگی پر اس کا اثر بھی ضرور مرتب ہوتا ہے کہ کجا ایک مرد بلا توقف مسلسل عمل کرتا رہتا ہے جب کہ عورت کے اعمال میں تسلسل نہیں رہتا اور یہی اس کے نقصان دین اور مرد کے کمال دین کی علامت ہے۔ ② نبی ﷺ نے عورت کی گواہی کو آدھی گواہی اس لیے قرار دیا ہے کہ ان کی یادداشت اور حافظہ کمزور ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى﴾ (البقرۃ: ۲۸۲) ''ایک عورت اگر بھول جائے تو ان میں سے دوسری اسے یاد دلائے۔'' یہ بھول جانا ہی ان کا نقصانِ عقل ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا تجدد پسند چاہے انکار کرتے رہیں لیکن ان کے آقایانِ مغرب کے بہت سے مفکرین نے بھی اس کو تسلیم کیا اور اس کا برملا اظہار کیا ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ (التحفة ۱٦)

باب: ۱۵- ایمان کے کم وبیش ہونے کے دلائل

٤٦٨٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا تَوَجَّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قالُوا: يَا رَسُولَ الله! فَكَيْفَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ؟ فأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَٰنَكُمْ﴾ [البقرة: ١٤٣].

۴۶۸۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (تحویل قبلہ کے موقع پر) جب نبی ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر لیا تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں کا کیا ہوگا جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کر دے۔''

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے ایک عمل' نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال ایمان کا جز ہیں۔ اور اعمال کے کمال سے ایمان کامل ہوتا ہے ورنہ کمی آ جاتی ہے۔

٤٦٨١- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْبِ بنِ شَابُورٍ عن يَحْيَى بنِ الْحارِثِ، عن الْقَاسِمِ، عن أبي

۴۶۸۱- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی خاطر محبت کی' اللہ کی خاطر غصہ کیا' اللہ کے لیے دیا' اور اللہ کی رضا

٤٦٨٠_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٦٤ من حديث سماك به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد وهو بها حسن.

٤٦٨١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٢٠٨، ح: ٧٧٣٧ من حديث يحيى بن الحارث به.

أُمَامَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِلهِ، وَأَبْغَضَ لله، وأَعْطَى لله، وَمَنَعَ لله فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ».

منذی کے پیش نظر نہ دیا تو اس نے ایمان کو کامل کرلیا۔"

فائدہ: محبت کرنا یا بغض رکھنا دل کے اعمال ہیں اور کسی کو کوئی چیز دینا یا نہ دینا ہاتھ کے اعمال ہیں اور یہ سب ایمان کے مکمل کرنے یا ناقص رکھنے کے اسباب ہیں۔

٤٦٨٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَكْمَلُ المُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا».

۴۶۸۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اہل ایمان میں سب سے بڑھ کر کامل ایمان والا وہی ہے جو اخلاق میں سب سے بڑھ کر ہو۔"

فائدہ: [اَخلاق' خُلُق] کی جمع ہے۔"خا" اور "لام" کے پیش کے ساتھ۔ اور اس سے مراد انسان کی عادات اور اعمال ہیں۔ عمدہ عادات کو ایمان کا کمال کہا گیا ہے۔ جس شخص کی عادات اور دوسروں کے ساتھ معاملات غلط ہوں وہ اتنا ہی ایمان میں ناقص ہوتا ہے۔

٤٦٨٣ - حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحمَّد بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ قال: وَأَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: أَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ رِجالًا وَلَمْ يُعْطِ رَجُلًا مِنْهُمْ شَيْئًا، فَقالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ الله! أَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلانًا وَلَمْ تُعْطِ فُلَانًا شَيْئًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ؟

۴۶۸۳-جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے بعض لوگوں کو کچھ عنایت فرمایا اور ایک آدمی کو کچھ نہ دیا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں کو عنایت فرمایا ہے اور فلاں کو کچھ نہیں دیا حالانکہ وہ مومن ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یا مسلم ہے۔" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین

٤٦٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق المرأة علٰى زوجها، ح: ١١٦٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢٦، والحاكم: ١/ ٣، ووافقه الذهبي، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٤٧٢.

٤٦٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة . . . الخ، ح: ٢٧، ومسلم، الإيمان، باب تألف قلب من يخاف علٰى إيمانه لضعفه . . . الخ، ح: ١٥٠ من حديث الزهري به.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ مُسْلِمٌ»، حَتَّى أَعَادَهَا سَعْدٌ ثَلَاثًا، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَوْ مُسْلِمٌ»، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا وَأَدَعُ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُمْ لَا أُعْطِيهِ شَيْئًا مَخَافَةَ أَنْ يُكَبُّوا فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ».

بار کہی اور نبی ﷺ یا مسلم ہے، مسلم ہے فرماتے رہے اور پھر کہا: ''میں بعض آدمیوں کو دیتا ہوں اور بعض کو چھوڑ دیتا ہوں حالانکہ وہ مجھے ان کی نسبت زیادہ محبوب ہوتے ہیں اس اندیشے سے کہ کہیں وہ اپنے مونہوں کے بل آگ میں نہ ڈال دیے جائیں۔''

فوائد ومسائل: ① ایمان اور اسلام اگرچہ آپس میں لازم وملزوم ہیں، مگر ایمان اعضائے باطن وظاہر کے اعمال (تصدیق عمل قلب ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال صالحہ اعضائے ظاہر کے عمل ہیں) کا نام ہے جبکہ اسلام کا تعلق ظاہری افعال سے ہے۔ اس لیے ہم ظاہری اعمال کی روشنی میں کسی کو صاحب اسلام تو کہہ سکتے ہیں لیکن صاحب ایمان ہونے کا دعویٰ درست نہیں۔ یہ بات اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اعضائے ظاہری کے ان اعمال کے ساتھ تصدیق بالقلب کی حالت کیا ہے۔ ② اسلام قبول کرنے والے نومسلم لوگوں کو اسلام میں راسخ اور مطمئن کرنے کے لیے مادی تعاون دینا ضروری ہے تاکہ اسلامی معاشرے کے شرعی اعمال ان کی روح میں اتر جائیں۔ ایسے لوگوں کو اصطلاحاً [مؤلفة القلوب] کہا جاتا ہے۔

٤٦٨٤ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: وَقَالَ الزُّهْرِيُّ ﴿قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ [الحجرات: ١٤] قَالَ: نَرَى أَنَّ الْإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ، وَالْإِيمَانَ الْعَمَلُ.

۴۶۸۴- جناب ابن شہاب زہری ؒ نے آیت کریمہ ﴿قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ ''کہہ دیجیے! (اے بدویو!) تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا ہے۔'' کی تفسیر میں بیان کیا کہ ہم سمجھتے ہیں اسلام سے مراد زبانی اقرار ہے اور ایمان سے مراد عمل ہے۔

فائدہ: یہ امام زہری ؒ کی تعبیر ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اعضائے باطنی اور اعضائے ظاہری جن میں زبان بھی شامل ہے کے اعمال کا نام ایمان ہے۔ اگر صرف زبان نے اقرار کیا ہے تو ہم اسے اسلام کہہ سکتے ہیں ایمان نہیں۔

٤٦٨٥ - **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۴۶۸۵- جناب عامر اپنے والد حضرت سعد (بن

٤٦٨٤_ تخريج: [إسناده صحيح]

٤٦٨٥_ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٤٦٨٣، وهو في مسند أحمد: ١/ ١٧٦.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وحَدَّثَنا إبراهِيمُ ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ الْمَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قَسَمَ بَيْنَ النَّاسِ قَسْمًا فَقُلْتُ: أعْطِ فُلَانًا فإنَّهُ مُؤْمِنٌ، قال: «أوْ مُسْلِمٌ، إنِّي لأُعْطِي الرَّجُلَ الْعَطَاءَ وَغَيْرُهُ أحَبُّ إلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أنْ يُكَبَّ عَلَى وَجْهِهِ».

ابی وقاص) ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں میں کچھ مال تقسیم کیا تو میں نے عرض کیا: فلاں کو بھی دیجیے بلاشبہ وہ مومن ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یا مسلم ہے' بے شک میں کسی شخص کو کوئی عطیہ دیتا ہوں حالانکہ اس کے بجائے کوئی دوسرا مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے' (اسے کچھ نہیں دیتا) میں اس اندیشے سے اسے دیتا ہوں کہ کہیں اوندھے منہ نہ گرا دیا جائے۔''

٤٦٨٦- حَدَّثَنا أبو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ قالَ: وَاقِدُ بنُ عَبْدِ الله أخبرني عن أبِيهِ، أنَّهُ سَمِعَ ابنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عنِ النَّبيِّ ﷺ، أنَّهُ قالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۶۸۶- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے تھے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہیں میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

فائدہ: اعمال سیئہ سے ایمان میں کمی آتی ہے۔ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا بدترین اعمال میں سے ہے' یہ ایمان کی کمی کی دلیل ہے جسے کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن اس وجہ سے انسان ملت سے خارج نہیں ہوتا ہے۔

٤٦٨٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بن أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ فُضَيْلِ بنِ غَزْوَانَ، عنْ نَافِعٍ، عنِ ابنِ عُمَرَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أكْفَرَ رَجُلًا مُسْلِمًا،

۴۶۸۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا' تو اگر وہ (فی الواقع) کافر ہوا تو فبہا' ورنہ کہنے والا ہی کافر ہے۔''

٤٦٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب: ﴿ومن أحياها﴾، ح: ٦٨٦٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض"، ح: ٦٦ عن أبي الوليد الطيالسي به.

٤٦٨٧ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣ من حديث فضيل بن غزوان به، ورواه مسلم، ح: ٦٠ من حديث نافع به * جرير هو ابن عبدالحميد الضبي.

فَإِنْ كان كَافِرًا وَإِلَّا كَانَ هُوَ الْكَافِرُ».

فائدہ: زبان کا بول بے کار نہیں جاتا' کسی بھی مسلمان کو بغیر کسی واضح شرعی دلیل کے کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر مخاطب فی الواقع اس کا مستحق نہ ہو تو کہنے والا ضرور اس سے متاثر ہوتا ہے۔ مگر یہ کفر' کفر اکبر سے کم درجے کا ہے۔ کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے مرتکب کو اسی معنی میں کافر قرار دیا گیا ہے جس معنی میں اوپر کی حدیث میں کہا گیا ہے۔

٤٦٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ خَالِصٌ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ».

۴۶۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوتی ہے حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ یعنی جب بات کرے تو جھوٹ بولے' وعدہ کرے تو خلاف کرے' عہد معاہدہ کرے تو دھوکہ دے اور اگر جھگڑا ہو جائے تو بدزبانی (گالی گلوچ) پر اتر آئے۔“

فائدہ: نفاق بنیادی طور پر قول وعمل کے شدید تضاد کا نام ہے۔ اگر کسی نے اقرار باللسان کیا لیکن اس کے اعمال اس کے برعکس ہیں تو اس کا اقرار غیر حقیقی یا انتہائی کمزور ہے۔ آپ ﷺ نے جن چیزوں کو علاماتِ نفاق قرار دیا ہے وہ اعمال شنیعہ ہی ہیں۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اعمال سے ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اگرچہ کسی پر مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا حکم اس کے دعویٰ اور اعمال کے مطابق لگایا جاسکتا ہے لیکن بعض بنیادی عمل ایسے ہیں کہ صرف زبانی اقرار والے عموماً ان کا اہتمام نہیں کر سکتے۔ چاہے وہ بڑے بڑے اعمال جیسے نماز وغیرہ کا اہتمام کرتے بھی ہوں۔ جہاں ہر نیکی ایمان میں اضافے اور ترقی کا باعث بنتی ہے تو وہاں ہر ہر گناہ اور برائی ایمان میں کمی لاتی ہے اور کسی مسلمان میں نفاق کی علامتوں کا پایا جانا بہت ہی قبیح اور بڑا عیب ہے۔

٤٦٨٩ - حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الأَنْطَاكِيُّ:

۴۶۸۹- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول

٤٦٨٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإيمان، باب خصال المنافق، ح:٥٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له:٨/ ٤٠٥، ٤٠٦، ورواه البخاري، ح: ٣٤ من حديث الأعمش به.

٤٦٨٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحدود، باب إثم الزناة وقول الله تعالى: ﴿ولا يزنون﴾، ح: ٦٨١٠، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي . . . الخ، ح: ٥٧/ ١٠٤ من حديث الأعمش به.

حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ الفَزَارِيُّ عن الأعمَشِ، عنْ أبي صَالِحٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدکار زانی جس وقت زنا کر رہا ہو' ایماندار نہیں ہوتا۔ چور جس وقت چوری کر رہا ہو' ایمان والا نہیں ہوتا' اور شرابی جب شراب پی رہا ہو' مومن نہیں ہوتا' اس کے بعد توبہ اس کے سامنے ہے۔“

٤٦٩٠ - **حَدَّثَنا** إسْحَاقُ بنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أخبرنا نَافِعٌ يَعْني ابنَ يَزِيدَ: حدَّثني ابنُ الْهَادِ أنَّ سَعِيدَ بنَ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ أنَّهُ سَمِعَ أبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فإذَا انْقَلَعَ رَجَعَ إلَيْهِ الْإِيمَانُ».

۴۶۹۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے اوپر چھتری کی مانند ہو جاتا ہے۔ پس جب وہ اپنی بدکاری سے نکل آتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس آ جاتا ہے۔“

فائدہ: ان احادیث میں مذکورہ افعال بد کی شناعت اور برائی اور ان کے مرتکب کی بدبختی کا بیان ہے جو کسی بھی ایماندار کے شایان شان نہیں۔ بالفرض ایسا آدمی اگر اسی حالت میں مر جائے تو غور کریں وہ کس حال میں مرا۔ فرقۂ خوارج نے اس کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ ایسا آدمی ایمان سے خارج اور حتمی طور پر کافر ہو جاتا ہے۔ مگر ان احادیث میں اس انتہا پسندانہ موقف اور غلو کی تردید ہوتی ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ اعمال کفریہ ہیں مگر قطعی طور پر ملت سے اخراج کا سبب نہیں بنتے جس وقت کوئی ایسے اعمال میں مبتلا نہیں ہوتا اس وقت وہ کافر نہیں ہوتا' بلکہ اگر وہ توبہ کر لے تو ایمان کی کمی یا عارضی طور پر ایمان کی نفی کی کیفیت سے نکل آتا ہے۔ جیسے کہ [كفر دون كفر] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی بڑے کفر سے چھوٹا کفر۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْقَدَرِ (التحفة ١٧)

باب:۱۶- تقدیر کا بیان

فائدہ: اللہ عزوجل کے اپنی مخلوق کے بارے میں تمام تر تفصیلی اور جزوی ازلی علم کو ”تقدیر“ کہتے ہیں۔ اس بنا پر کچھ لوگوں نے انسان کو مجبور محض سمجھا ہے اور وہ تاریخ مذاہب میں جبریہ کہلاتے ہیں۔ اور کچھ نے تقدیر کا انکار

٤٦٩٠ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه ابن منده في الإيمان، ح:٥١٩ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢، ووافقه الذهبي.

کرتے ہوئے انسان کو کلی مختار سمجھا ہے' ایسے لوگوں کو قدریہ کہا جاتا ہے۔ اور حقیقت ان دونوں کے بین بین ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے نہ مختار کل' وہ اللہ کے علم اور فیصلوں سے باہر نہیں۔ بندہ جو کچھ کرتا ہے اپنے اس اختیار سے کرتا ہے جو اللہ عزوجل کا دیا ہوا ہے' اس سے نیکی صادر ہو تو یہ اللہ کا فضل ہوتا ہے' اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس پر ثابت قدم رہا جائے۔ اور اگر برائی ہو تو یہ بھی اللہ عزوجل کے ارادے اور مشیت کے بغیر نہیں ہوتی' مگر یہ انسان کا اپنا فعل اور شیطان کا حملہ ہوتا ہے۔ چاہیے کہ اس سے توبہ کی جائے اور باز رہا جائے۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم اور نازک ہے۔ اس کی تفصیلات کے لیے امام ابن ابی العز حنفی ؒ کی شرح عقیدہ طحاویہ اور امام ابن تیمیہ اور ابن القیم ؒ کی کتب کا تفصیل سے مطالعہ کرنا چاہیے۔

٤٦٩١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: حدثني بِمِنًى عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هٰذِهِ الأُمَّةِ، إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ».

۴۶۹۱- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے) اس امت کے مجوسی ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کو مت جاؤ اور اگر مر جائیں تو جنازے میں شریک نہ ہو۔"

فوائد و مسائل: ① مجوسی دو الٰھوں کے قائل ہیں۔ ایک خالق خیر جسے وہ "یزداں" کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر جسے وہ "اہرمن" کا نام دیتے ہیں۔ اسی طرح تقدیر کے منکر خیر کو اللہ کی اور شر کو غیر اللہ کی خلق سمجھتے ہیں' حالانکہ خلق اور ایجاد میں اللہ عزوجل کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے' نہ کوئی اس پر غالب ہے۔ اس نے اپنی حکمت کے تحت شر اور شیطان کو پیدا کیا ہے۔ اور انسان اللہ عزوجل کی مشیت اور ارادے ہی سے سب کچھ کرتا ہے۔ مشیت اور ارادے کے معنی ہمیشہ رضامندی نہیں ہوتے' اس لیے کہ مشیت اور رضامندی الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ یقیناً مشیت الٰہی ہی سے ہوتا ہے' اس کے بغیر' اچھا یا برا' کوئی کام بھی نہیں ہوتا' لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کو تو صرف وہی کام پسند ہیں جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ باقی کام ناپسندیدہ ہیں' گو ہوتے وہ بھی اس کی مشیت ہی سے ہیں۔ ② اسلامی معاشرے میں شرعی اقدار کا تحفظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ملحد اور بدعقیدہ لوگوں سے مقاطعہ کیا جائے تاکہ صاحب ایمان کی غیرت کا اظہار ہو اور انہیں مومنین سے جدا ہونے کا احساس رہے۔ مگر اہل علم پر لازم ہے کہ ان کے سامنے حق کا اظہار اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی کریں۔ ③ بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحہ' حدیث: ۲۷۴۸)

٤٦٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٨٥ من حديث موسى بن إسماعيل به، والسند منقطع، وللحديث شواهد ضعيفة.

٤٦٩٢ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ عُمَرَ بنِ مُحمَّدٍ، عنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ، عنْ رَجُلٍ مِنَ الأنْصارِ، عنْ حُذَيْفَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسٌ وَمَجُوسُ هٰذِهِ الأُمَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ. مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُودُوهُمْ وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَحَقٌّ عَلَى الله أنْ يُلْحِقَهُمْ بالدَّجَّالِ».

۴۶۹۲-حضرت حذیفہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کے مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کے منکر ہیں۔ ان میں سے جو مر جائے اس کے جنازے میں مت جاؤ اور جو بیمار ہو اس کی عیادت کے لیے مت جاؤ۔ یہی لوگ دجال کے حامی ہوں گے اور اللہ پر حق ہے کہ انہیں دجال کے ساتھ ملائے۔''

٤٦٩٣ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ أنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ وَيَحْيَى بنَ سَعِيدٍ حَدَّثَاهُمْ قالَا: حَدَّثَنا عَوْفٌ: حَدَّثَنا قَسَامَةُ بنُ زُهَيْرٍ: حَدَّثَنا أبُو مُوسَى الأشْعَرِيُّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله خَلقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الأرْضِ فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الأرْضِ جَاءَ مِنْهُمُ الأحْمَرُ وَالأبْيَضُ وَالأسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ» زَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى: «وَبَيْنَ ذٰلِكَ» وَالْإِخْبَارُ في حَدِيثِ يَزِيدَ.

۴۶۹۳-حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا ہے جسے اس نے تمام روئے زمین سے جمع فرمایا تھا۔ چنانچہ آدم کی اولاد اس مٹی کے لحاظ سے ہوئی ہے' کئی سرخ ہیں اور کئی سفید' کئی سیاہ ہیں اور کئی ان کے بین بین۔ کئی نرم خو ہیں اور کئی سخت طبیعت۔ کئی بری طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور کئی اچھی اور عمدہ طبیعت والے۔'' یحییٰ بن سعید کی روایت میں اضافہ ہے: ''اور کئی ان کے درمیان درمیان ہیں۔'' یزید (بن زریع) کی روایت میں [اخبرنا] کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

562

فائدہ: اس حدیث میں مجبور اور صاحب اختیار ہونے کا مسئلہ حل فرمایا گیا ہے۔ انسان کا گورا یا کالا ہونا' اس کی

٤٦٩٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٦، ٤٠٧، ح: ٢٣٨٤٩ من حديث سفيان الثوري عن عمر ابن محمد به، * رجل مجهول، لم نعرف اسمه.

٤٦٩٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٥٥ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٦١، ٢٦٢، ووافقه الذهبي.

طبیعت کا سخت یا نرم ہونا۔ ایسا معاملہ ہے جس میں اس کا اپنا کوئی اختیار نہیں' اس میں وہ مجبور محض ہے۔ مگر اسے اختیار ہے کہ اپنی طبیعت کی نرمی کو اہل ایمان کے لیے اور سختی کو کفار کے مقابلے میں استعمال کرے۔ اسی طرح جس میں خیر اور بھلائی کا عنصر ہے اسے اپنے خالق کا بہت زیادہ شکر کرتے ہوئے اپنی اس خیر اور بھلائی کی حفاظت کرنی چاہیے اور جس میں دوسری کیفیت ہو' اسے چاہیے کہ رب ذوالجلال کی طرف رجوع کرے اور توفیق طلب کرے کہ وہ اس کی اس حالت کو بدل دے۔ مگر اپنی غلط عادات پر ڈٹے رہنا اور تقدیر کو مورد الزام ٹھہرانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اگر تقدیر کے معنی جبر ہی ہوں تو یہ لوگ اپنی بدقماشیوں میں کیوں محنت کرتے ہیں؟ یہ محنت اور کوشش نیکی اور خیر کے لیے بھی تو ہو سکتی ہے! وہ بدقماشی یا مادی فائدہ اپنی محنت کے ثمرات سمجھتے ہیں تو ان کے ذمہ دار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی' صحت' عافیت' فہم و فراست اور صلاحیت اور اچھائی سے فطری محبت جیسی تمام نعمتوں سے ہر انسان کو نیکی کی توفیق دی ہوئی ہے۔ نیکی ہی کے راستے پر ہر ایک کو آگے بڑھنا چاہیے۔

٤٦٩٤ - حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا المُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورَ بنَ المُعْتَمِرِ يُحَدِّثُ عنْ سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ حَبِيبٍ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عنْ عَلِيٍّ قالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِيهَا رَسُولُ الله ﷺ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَجَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فَجَلَسَ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بالمِخْصَرَةِ فِي الأرْضِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فقَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أحَدٍ ما مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إلَّا قَدْ كَتَبَ اللهُ مَكَانَهَا مِنَ النَّارِ أوْ مِنَ الْجَنَّةِ إلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أوْ سَعِيدَةً». قالَ: فقالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ الله! أفَلَا نَمْكُثُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كانَ مِنْ أهْلِ السَّعَادَةِ

۴۶۹۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ ہم بقیع غرقد کے قبرستان میں ایک جنازے میں تھے جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے' آپ کے ہاتھ میں کھونٹی تھی۔ آپ ﷺ اس سے زمین کریدنے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ہر جان کا مقام جہنم یا جنت میں لکھ دیا ہے اور اس کے بارے میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا سعادت مند۔'' تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو کیا پھر ہم اپنے اس لکھے ہوئے پر نہ رک جائیں اور عمل چھوڑ دیں۔ جو اہل سعادت میں سے ہوگا اپنی سعادت کو پا لے گا اور جو بدبخت ہوگا اپنی بدبختی کو پالے گا۔ آپ نے فرمایا: ''عمل کیے جاؤ۔ ہر ایک کو توفیق دیا گیا ہے۔ نیک بختوں کو سعادت کے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے اور

٤٦٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر وقعود أصحابه حوله، ح: ١٣٦٢، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . الخ، ح: ٢٦٤٧ من حديث منصور بن المعتمر به.

لَيَكُونَنَّ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى الشِّقْوَةِ فَقَالَ: «اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلسَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشِّقْوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلشِّقْوَةِ»، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ ○ وَصَدَّقَ بِٱلْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلْيُسْرَىٰ ○ وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسْتَغْنَىٰ ○ وَكَذَّبَ بِٱلْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلْعُسْرَىٰ﴾» [الليل: ٥-١٠]

بدبختوں کو بدبختوں والے اعمال کی توفیق ملتی ہے۔'' پھر اللہ کے نبی ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی...... فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی﴾ ''اور جس نے (اللہ کے لیے مال) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی تصدیق کی' ہم اسے آسان منزل کی توفیق دیتے ہیں۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا اور نیکی کو جھٹلایا' تو ہم اسے تنگی والی منزل کی توفیق دیتے ہیں۔''

فائدہ: ''تقدیر'' اللہ عزوجل کے ازلی و ابدی علم کا نام ہے۔ اور ہر ایک شخص کے بارے میں ریکارڈ ہو چکا ہے کہ کون کہاں جانے والا ہے' جنت میں یا دوزخ میں۔ اور اللہ عزوجل کا یہ علم ازلی غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ علیم وخبیر ہے۔ اس کے علم میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں۔ مگر کوئی اس مستقبل کے ریکارڈ کو اپنے لیے عذر بنا لے...... حالانکہ اس کو خبر نہیں کہ کیا لکھا ہے تو یہ لغو محض ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ شرعی تکلیفات میں تقدیر کو بہانہ بناتے ہیں مگر اپنی ہوا وہوس کے معاملات میں سرتوڑ محنت اور کوشش کرتے ہیں اور ان سے باز نہیں رہتے۔ آخرت کے انجام کے سلسلے میں اس دنیا میں ایک علامت ضرور رکھ دی گئی ہے کہ نیکی کا عزم رکھنے والے اور اس میں محنت کرنے والے کو نیکی کے احوال وظروف کی تائید ملتی رہتی ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں امید کرنی چاہیے کہ اس کی عاقبت بھی بفضل اللہ عمدہ ہو گی۔ اور جو شخص بدعملی میں ملوث اور اس کے لیے سرگرداں ہو' اسے انہی مقاصد کے لیے احوال وظروف کی تائید مہیا ہو جاتی ہے۔ باوجودیکہ سب کچھ پہلے سے ریکارڈ کر لیا گیا ہے لیکن انسان خود اس کے متعلق بالکل بے خبر ہے وہ اپنی مرضی سے اپنی راہ خود چنتا ہے اور خود اس پر چلتا ہے۔ اب یہ اس کا اپنا فیصلہ اور اختیار ہے کہ وہ کونسی راہ اپناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا﴾ (الدھر:۳) ''ہم نے انسان کو رستے کی رہنمائی کر دی ہے خواہ شکر گزار بن جائے یا ناشکرا۔'' اور فرمایا: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی﴾ (النساء: ۱۱۵) ''ہم انسان کو ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا وہ رخ کرتا ہے۔''

٤٦٩٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ،

۴۶۹۵- یحییٰ بن یعمر ؒ نے بیان کیا کہ (مسلمانوں میں) سب سے پہلے جس نے تقدیر کا انکار کیا وہ بصرے

٤٦٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان ... الخ، ح:٨ من حديث كهمس به.

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا: لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ، فَوَفَّقَ اللهُ تَعَالٰى لَنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ دَاخِلًا فِي الْمَسْجِدِ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي، فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ، وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ وَالْأَمْرُ أُنُفٌ؟ فَقَالَ: إِذَا لَقِيتَ أُولٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَهُ اللهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا نَعْرِفُهُ، حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ،

کا معبد جہنی تھا۔ چنانچہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرے کے لیے روانہ ہوئے تو ہم نے کہا: کاش رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی سے ہماری ملاقات ہو جائے جس سے ہم ان لوگوں کے بارے میں پوچھ سکیں جو تقدیر میں کلام کرتے ہیں۔ (انکار کرتے ہیں۔) تو اللہ کا کرنا ایسے ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے۔ چنانچہ میرے ساتھی اور میں نے ان کو اپنے پہلوؤں میں لے لیا اور مجھے خیال ہوا کہ میرا ساتھی مجھے بات کرنے دے گا۔ چنانچہ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! (عبداللہ بن عمر!) ہمارے اردگرد کچھ ایسے لوگ نمودار ہوئے ہیں جو قرآن پڑھ کر علم کی باریکیاں نکالتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ تقدیر کچھ نہیں ہے اور معاملات ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: تم جب ان سے ملو تو انہیں بتا دینا کہ میں (عبداللہ بن عمر) ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ قسم ہے اس ذات عالی کی جس کی عبداللہ بن عمر قسم اٹھایا کرتا ہے! (اللہ تعالیٰ کی!) ان میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو اللہ اسے قبول نہیں کرے گا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔ پھر کہا: مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آ گیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال نہایت کالے تھے' اس پر سفر کے کوئی آثار دکھائی نہ دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گھٹنے

وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا». قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِيمَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ». قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ».

آپ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے اور اپنی ہتھیلیاں بھی آپ کی رانوں پر رکھ دیں اور کہنے لگا: اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتلایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔“ کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا: ہمیں اس پر بہت تعجب ہوا کہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر کہنے لگا: آپ مجھے ایمان کے متعلق بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ”(ایمان یہ ہے) کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ اور تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر بھی ایمان لاؤ۔“ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر بولا: مجھے احسان کے متعلق بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو یہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ اس نے کہا کہ مجھے قیامت کے متعلق بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس کی بابت جس سے پوچھ رہے ہو، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ تب اس نے کہا: اچھا مجھے اس کی علامات بتا دیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے اور تم دیکھو کہ پاؤں اور جسم سے ننگے، فقیر اور بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے لگ جائیں۔“ پھر وہ چلا گیا۔ پھر میں (عمر بن خطاب) تین دن رکا رہا تو آپ نے فرمایا: ”اے عمر! کیا

تمہیں خبر ہے وہ سائل کون تھا؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "بے شک وہ جبریل تھا جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔"

فوائد ومسائل: ① بالخصوص فتنوں کے دنوں میں ضروری ہے کہ انسان علمائے راسخین سے رابطے میں رہے۔ ان سے استفادہ کر کے ہی وہ اپنے ایمان وعمل کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس سلسلے کی اولین کڑی ہیں۔ ② "الولاء والبراء" ایک اہم ترین مسئلہ ہے، ہر مومن کے لیے اس سے آگاہی اور اس پر عمل ضروری ہے، یعنی اہل ایمان سے محبت اور اہل کفر اور ملحدین سے بغض اور اعراض۔ ③ ایمانیات کی تمام تر جزئیات تسلیم اور قبول کیے بغیر کوئی نیکی درجۂ قبول نہیں پا سکتی، ان میں سے ایک اہم مسئلہ تقدیر بھی ہے۔ ④ لازمی ہے کہ علم شریعت قوت اور شباب (جوانی) کے دنوں میں حاصل کیا جائے۔ طالب علم کا لباس انتہائی صاف ستھرا ہو اور وہ اپنے مشائخ سے ازحد تواضع کا معاملہ رکھے۔ ⑤ ایمان اعضائے باطنی اور اعضائے ظاہری دونوں کے عمل یعنی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان واعمال صالحہ کا نام ہے، جبکہ اسلام اعضائے ظاہری کے اعمال یعنی اقرار باللسان واعمال صالحہ کا نام ہے۔ ایمان میں اسلام بھی شامل ہے۔ مگر جہاں ان کی الگ الگ پہچان کرنا مقصود ہو وہاں اسلام کا اطلاق ظاہری اعمال پر اور ایمان کا اطلاق باطنی امور پر ہوتا ہے جن کو ظاہری اعمال خود بخود مستلزم ہوتے ہیں۔ ⑥ "صفت احسان" یعنی بندے کا یہ تصور ہو کہ وہ اپنے اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، ایمان اور اسلام کے کمال کی نشانی ہے۔ ⑦ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ ⑧ اولادوں کا نافرمان ہونا اور بلند سے بلند تر عمارتوں کی تعمیر میں مقابلہ بالخصوص قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ ⑨ فرامین رسول ﷺ یعنی حدیث وسنت شرعی حجت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی انسان خواہ کتنا ہی صاحب عظمت ہو، شریعت میں اس کے قول وفعل کی کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ الصادق والمصدوق ﷺ کی توثیق نہ ہو۔ جس طرح کہ جبریل امین علیہ السلام نے دین کی سب تفصیلات رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ادا کروائیں۔ براہ راست کچھ نہیں کہا...... اور اگر بالفرض وہ کہہ بھی دیتے تو امت کے لیے یہ حجت نہ ہوتا۔ ⑩ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو آنے والے کی شخصیت کا پتہ نہ تھا، اس کا مطلب ہے کہ اولیاء اللہ غیب نہیں جانتے۔ ⑪ لفظ "دین" شریعت کے تمام ظاہری اور باطنی امور کو محیط ہے۔

٤٦٩٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: لَقِينَا عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ

۴۶۹۶- جناب یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے اور ان سے تقدیر اور دیگر مسائل جو وہ لوگ بولتے تھے، دریافت کیے...... تو مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیے اور

٤٦٩٦_تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٧ب) من حديث أبي داود به.

فَذَكَرْنَا لَهُ الْقَدَرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ. زَادَ قَالَ: وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فِيمَا نَعْمَلُ؟ أَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضَى أَوْ فِي شَيْءٍ يُسْتَأْنَفُ الآنَ؟ قَالَ: «فِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا وَمَضَى»، فَقَالَ الرَّجُلُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ: فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ مُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ مُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ».

مزید کہا: مزینہ یا جہینہ کے آدمی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ہم عمل کس بنا پر کریں؟ کیا یہ جان کر کہ سب کچھ طے ہو چکا ہے یا یہ سمجھ کر کہ معاملہ نیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ سمجھ کر کہ سب کچھ طے ہو چکا ہے۔“ تو قوم میں سے ایک نے کہا: تو پھر عمل کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ جنتی اہل جنت کے عملوں کی توفیق دیے جاتے ہیں اور دوزخی اہل جہنم کے عملوں کی توفیق دیے جاتے ہیں۔“

فائدہ: مسلسل عمل کرنا انسانی فطرت کا لازمی حصہ ہے۔ تو جو کوئی اپنے اعمال میں خیر پائے اسے اللہ کا شکر کرتے ہوئے ثابت قدم رہنا چاہیے اور مزید محنت کرنی چاہیے اور جس کے اعمال غلط ہوں تو وہ توبہ کرے اور اپنے اعمال بدل کر خیر اپنائے۔ اللہ عزوجل توبہ قبول کرنے والا اور نیکی کی توفیق دینے والا ہے۔ غلط سے صحیح کی یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی معلوم ہے۔

٤٦٩٧- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عَنِ ابنِ يَعْمَرَ بِهٰذَا الحَدِيثِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ: قَالَ: فَمَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: «إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ والاغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ».

۴۶۹۷- جناب سلیمان بن بریدہ نے ابن یعمر سے یہ روایت نقل کی جس میں کچھ کمی بیشی ہے (اس کے الفاظ میں۔) کہا: اسلام کیا ہے؟ فرمایا: ”نماز قائم کرنا‘ زکوٰۃ دینا‘ بیت اللہ کا حج کرنا‘ ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور جنابت سے غسل کرنا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَلْقَمَةُ مُرْجِيءٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ علقمہ (بن مرثد) کا تعلق فرقہ مرجئہ سے تھا۔

فوائد ومسائل: ① اسلام اللہ کی رضا کے لیے ظاہری اعضاء کے صالح اعمال کا نام ہے۔ ② جنابت سے غسل

٤٦٩٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

فرض ہے فرمایا: ﴿وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ (المائدة:٦) ''اگر تم جنابت سے ہو تو غسل کر لیا کرو۔'' ③ اعمال ایمان اور اسلام کا لازمی حصہ ہیں۔ ④ بدعقیدہ لوگ اگر روایات کی نقل میں سچے ہوں اور اپنی بدعت کے داعی نہ ہوں تو ان کی روایات مقبول ہوتی ہیں' بلکہ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو حدیث علقمہ کو پہنچی وہ اس کے عقائد کے برعکس تھی تو بھی اس نے من وعن بیان کر دی۔ سچا ہونے کی وجہ سے اس راوی کی روایت بلند پایہ محدثین نے قبول کی۔

٤٦٩٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ أبي فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ، عنْ أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بن جَرِيرٍ، عنْ أبِي ذَرٍّ وَأَبي هُرَيْرَةَ قالَا: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَيْ أصْحَابِهِ فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلا يَدْرِي أيُّهُمْ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ، فَطَلَبْنَا إلى رَسُولِ الله ﷺ أنْ نَجْعَلَ لَهُ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيبُ إذَا أتاهُ. قالَ: فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِنْ طِينٍ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَكُنَّا نَجْلِسُ بِجَنْبَتَيْهِ وَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ. فَأَقْبَلَ رَجُلٌ - وَذَكَرَ هَيْئَتَهُ - حَتَّى سَلَّمَ مِنْ طَرَفِ السِّماطِ فقالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! قالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

۴۶۹۸- حضرت ابوذر اور حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی نو وارد آتا تو وہ آپ کو پہچان نہ پاتا تھا حتی کہ آپ کے متعلق پوچھتا (کہ رسول اللہ کون ہیں؟) تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کے لیے خاص جگہ بنا دیں تاکہ نو وارد جب آئے تو آپ کو پہچان لیا کرے۔ چنانچہ ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ سا بنا دیا اور آپ اس پر بیٹھنے لگے اور ہم اس کے اطراف میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا خبر (حدیث) کی مانند بیان کیا۔ چنانچہ ایک آدمی آیا اور اس کی شکل وصورت بیان کی' حتی کہ اس نے جماعت کی ایک جانب سے سلام کیا اور کہا: السلام علیک یا محمد! نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: حسب ضرورت اور مصلحت رئیس مجلس اور شیخ یا استاذ کو دوسروں کی نسبت نمایاں یا بلند جگہ پر بیٹھنا جائز ہے' بشرطیکہ تکبر کا اظہار نہ ہو۔

٤٦٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۴۶۹۹- جناب (عبداللہ بن فیروز) ابن دیلمی نے

٤٦٩٨_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان، باب صفة الإيمان والإسلام، ح: ٤٩٩٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وأصله عند مسلم، ح: ٩.

٤٦٩٩_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في القدر، ح: ٧٧ من حديث أبي سنان سعيد ابن سنان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨١٧ * سفيان الثوري صرح بالسماع.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ وَهْبِ ابن خَالِدٍ الْحِمْصِيِّ، عن ابنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أُبَيَّ بنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ لَهُ: وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللهَ تَعَالَى أَن يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي، فَقَالَ: لَوْ أَنَّ الله تَعَالَى عذَّبَ أَهْلَ سَمٰواتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ. وَلَوْ أَنْفقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ الله تَعَالَى مَا قَبِلَهُ الله تَعَالَى مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ. قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ. قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ. قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ.

کہا: میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ شبہ سا ہے۔ مجھے کوئی حدیث بیان کیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے یہ وسوسہ دور کر دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام آسمان والوں اور اپنے تمام زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہت بہتر ہے۔ اور اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالو تو جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ گے اللہ تعالیٰ اسے تم سے قبول نہیں کرے گا اور (جب تک) یہ نہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے وہ کسی صورت فوت نہیں ہو سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر تم اس عقیدے کے سوا کسی اور پر مر گئے تو جہنم میں جاؤ گے۔ (ابن دیلمی) کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی ایسے ہی کہا۔ انہوں نے کہا: پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انہوں نے بھی ایسے ہی کہا۔ پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انہوں نے بھی مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل بیان کیا۔

فائدہ: دین و ایمان کے مسائل میں حق الیقین حاصل کرنے کے لیے مختلف علمائے راسخین سے رجوع کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شفا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں ہے وہ اور کہیں نہیں۔

٤٧٠٠ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ

۴۷۰۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے

٤٧٠٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٠٤ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند أبي يعلى، ح: ٢٣٢٩.

الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ رَبَاحٍ عن إبراهِيمَ بنِ أَبِي عَبْلَةَ، عن أبي حَفْصَةَ قال: قالَ عُبَادَةُ بنُ الصَّامِتِ لابْنِهِ: يَا بُنَيَّ! إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الإيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَما أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ تَعالَى الْقَلَمَ فقال لَه: اكْتُبْ، فقَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قال: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ»، يَا بُنَيَّ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا فَلَيْسَ مِنِّي».

بیٹے سے کہا: میرے بیٹے! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو چکا ہے یہ تم سے رہ نہیں سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا ہے وہ مل نہیں سکتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''سب سے پہلی چیز جو اللہ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھی۔ پھر اس سے فرمایا کہ لکھو' اس نے کہا: اے میرے رب! کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت قائم ہونے تک ہر ہر چیز کی تقدیر لکھ۔'' اے میرے بیٹے! بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''جو شخص اس کے سوا (کسی اور عقیدے) پر مر گیا وہ مجھ سے نہیں۔''

٤٧٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ المَعْنَى قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فقالَ مُوسَى: يا آدَمُ! أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، فقالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى اصْطَفَاكَ اللهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى».

۴۷۰۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ نے بیان فرمایا: ''حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام میں بحث ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے آدم! آپ ہمارے والد ہیں' آپ نے ہمیں بہت گھاٹا دیا اور جنت سے نکال دیا۔ آدم نے کہا: تم موسیٰ ہو' اللہ نے تمہیں اپنے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف بخشا اور تمہارے لیے اپنے ہاتھ سے تورات لکھی۔ تم مجھے ایک ایسی بات (تقدیر) پر ملامت کر رہے ہو جو اس نے میرے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے ہی میرے لیے مقدر کر دی تھی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

٤٧٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: تحاج آدم وموسى عند الله، ح: ٦٦١٤، ومسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسى ﷺ، ح: ٢٦٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: عن عَمْرٍو عن طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

احمد بن صالح نے سندیوں بیان کی...... عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه.

٤٧٠٢ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ مُوسٰى قالَ: يَا رَبِّ! أَرِنَا آدَمَ الَّذِي أَخْرَجَنَا وَنَفْسَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأَرَاهُ الله آدَمَ فقالَ: أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ؟ فقالَ لَهُ آدَمُ: نَعَمْ. قال: أَنْتَ الَّذِي نَفَخَ الله فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَعَلَّمَكَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَأَمَرَ المَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ؟ فقالَ: نَعَمْ. قال: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ أَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قالَ لَهُ آدَمُ: وَمَنْ أَنْتَ؟ قال: أَنَا مُوسٰى. قال: أَنْتَ نَبِيُّ بَنِي إِسْرَائِيلَ الَّذِي كَلَّمَكَ الله مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ رَسُولًا مِنْ خَلْقِهِ؟ قال: نَعَمْ. قال: أَفَمَا وَجَدْتَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ في كِتَابِ الله قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟ قال: نَعَمْ. قال: فِيمَ تَلُومُنِي فِي شَيْءٍ سَبَقَ مِنَ الله تَعَالٰى فِيهِ الْقَضَاءُ قَبْلِي». قالَ رَسُولُ الله ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، عَلَيْهِمَا السَّلَامُ».

۴۷۰۲ - حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے میرے رب! ہمیں آدم علیہ السلام دکھلا' جنھوں نے ہمیں اور اپنے آپ کو بھی جنت سے نکال دیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آدم علیہ السلام دکھلا دیے' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہمارے باپ آدم ہیں؟ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہی وہ ہیں جس میں اللہ نے اپنی روح پھونکی تھی اور تمام چیزوں کے نام تعلیم فرمائے تھے اور تمام فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا؟ کہا: ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کو کس چیز نے آمادہ کیا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال باہر کیا؟ آدم علیہ السلام نے ان سے کہا: اور تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ کہا: تم ہی بنی اسرائیل کے وہ نبی ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے کلام فرمایا تھا اور اپنے اور تمہارے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو واسطہ نہیں بنایا تھا؟ کہا: ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا: کیا تم نے نہیں پایا کہ یہ سب کچھ میرے پیدا کیے جانے سے پہلے ہی کتاب اللہ میں (ایسے ہی) تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا: تو پھر تم مجھے کس چیز پر ملامت کرتے ہو' حالانکہ وہ مجھ سے پہلے ہی اللہ کے فیصلے میں تھی۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آ گئے۔''

٤٧٠٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٤٣، ١٤٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

فائدہ: ''تقدیر'' یعنی اللہ عزوجل کا ازلی اور ابدی علم عین برحق ہے۔ کہیں بھی اس سے ذرہ برابر کچھ مختلف نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ علم بندوں کو مجبور نہیں کرتا۔ انسانوں کے لیے جائز نہیں کہ اپنے آئندہ کے امور میں تقدیر کو بطور عذر اور بہانہ پیش کریں' کیونکہ ہر ایک کو صحیح راہ اختیار کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا مکلّف بنایا گیا ہے' لیکن ماضی کے حقائق میں تقدیر کا بیان بطور عذر' مباح ہے۔

٤٧٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أبي أُنَيْسَةَ أنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زَيْدٍ أخْبَرَهُ عن مُسْلِمِ بنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ: أنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عن هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ﴾ [الأعراف: ١٧٢] - قالَ: قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ الآيَةَ - فقالَ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ عَنْهَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فقالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فقالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أهْلِ النارِ يَعْمَلُونَ» فقالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ الله! فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله تَعَالَى إذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَىٰ عَمَلٍ مِنْ أعْمَالِ أهْلِ

٤٧٠٣- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ......﴾ الخ ''اور جب تیرے رب نے بنو آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور انہیں خود انہی پر گواہ ٹھہرایا' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں' ہم اقرار کرتے ہیں۔'' کی تفسیر پوچھی گئی تو حضرت عمر ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے آدم ؑ کو پیدا کیا' پھر اپنا داہنا ہاتھ اس کی پشت پر پھیرا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور فرمایا: ان کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں والے عمل کریں گے۔ پھر اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور فرمایا: ان کو میں نے دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخیوں والے عمل کریں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کیونکر ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے جب بندے کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے تو اس سے اہل جنت والے عمل کرواتا ہے حتی کہ وہ اہل جنت کے

٤٧٠٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأعراف، ح: ٣٠٧٥ من حديث مالك به، وقال: "حسن، ومسلم بن يسار لم يسمع من عمر" وهو في الموطأ: ٢/ ٨٩٨، ٨٩٩، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٢٧ و٢/ ٥٤٤، ٥٤٥، ووافقه الذهبي، وقال في الرواية الأخيرة "فيه إرسال"، فالسند ضعيف * مسلم بن يسار سمعه من نعيم بن ربيعة وهو رجل مجهول، وثقه ابن حبان وحده عن عمر.

الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ النَّارَ».

عمل کرتا ہوا مر جائے گا تو اللہ انہی اعمال کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دے گا اور جب کسی بندے کو آگ کے لیے پیدا کیا ہے تو اس سے دوزخیوں والے عمل کرواتا ہے حتی کہ وہ دوزخیوں والے عمل کرتا ہوا مر جائے گا تو اللہ اسی کے سبب سے اسے آگ میں ڈال دے گا۔"

فائدہ: اولاد آدم کے ایک طبقے کا جنت کے لیے اور دوسرے کا جہنم کے لیے پیدا کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم کے مطابق ایک گروہ اچھے عمل کرتے کرتے جنت میں اور دوسرا برے عمل کرتے کرتے جہنم میں جائے گا۔ جس طرح اللہ کا علم ہے' یقینی اور حتمی طور پر ایسا ہی ہوگا۔ اس بات کو اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ایک گروہ جنت کے لیے اور دوسرا جہنم کے لیے پیدا کیا گیا۔ مگر اس سے یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ انسان مجبور محض ہے' کیونکہ انسان کو پورا اختیار اور عمل کی تمام تر صلاحیتیں دے کر پیدا کیا گیا ہے۔ انسان جو کچھ کرتا ہے' وہ یقیناً اللہ کی مشیت کے دائرے کے اندر رہ کر کرتا ہے' لیکن اپنے اس اختیار سے کرتا ہے جو اسے ودیعت کیا گیا ہے اور اسی پر جزا و سزا مرتب ہونے والی ہے۔ بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٤٧٠٤ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حدَّثني عُمَرُ بنُ جُعْثُم الْقُرَشِيُّ: حدَّثني زَيْدُ بنُ أبي أُنَيْسَةَ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن مُسْلِم ابنِ يَسَارٍ، عن نُعَيْم بنِ رَبِيعَةَ قال: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ مَالِكٍ أَتَمُّ.

۴۷۰۴- جناب نعیم بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا...... اور حدیث روایت کی۔ اور (مذکورہ بالا) حدیث مالک زیادہ مکمل ہے۔

٤٧٠٥ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن أَبِيهِ، عن رَقَبَةَ بنِ مَصْقَلَةَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن

۴۷۰۵- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ لڑکا جسے خضر نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا کیا گیا تھا۔ اگر زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو

٤٧٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٧٠٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦١ عن القعنبي به.

ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْغُلَامُ الّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لأرْهَقَ أبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَكُفْرًا».

سرکشی اور کفر پر مجبور کر دیتا۔''

فوائد ومسائل: ① ''وہ کافر پیدا کیا گیا تھا'' کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ اختیار سے کام لیتے ہوئے کفر ہی کرنا تھا اور یہ بات اللہ کو پہلے سے معلوم تھی۔ ② حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ؑ کا دلچسپ واقعہ سورۂ کہف (۶۰ تا ۸۲) میں اور اس کی تفصیلات صحیحین میں موجود ہیں۔ (صحیح البخاری' التفسیر' حدیث: ۴۷۲۵ وصحیح مسلم' الفضائل' حدیث: ۲۳۸۰) ③ حضرت خضر اللہ کی طرف سے عطا کردہ خاص علم کے حامل اور کچھ کاموں کے مکلّف تھے' اس لیے اس پر کوئی قیاس نہیں ہو سکتا۔

٤٧٠٦ - **حَدَّثَنا** مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن إسْرَائِيلَ: حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: حَدَّثَنا أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَأَمَّا الْغُلَٰمُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ [الكهف: ٨٠] «وكَانَ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا».

۴۷۰۶- حضرت ابی بن کعب ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ ''اور اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے۔'' کی تفسیر میں فرما رہے تھے: ''وہ لڑکا جس دن پیدا کیا گیا' کافر پیدا کیا گیا تھا۔''

فوائد ومسائل: ① وہ اس کے مطابق ہی پیدا ہوا جو اس کے لیے اللہ کے علم میں تھا کہ وہ کفر کرے گا۔ ② ہر مسلمان کو اپنی عاقبت کے بارے میں فکرمند رہنا چاہیے۔ ہمیشہ برے انجام سے پناہ اور خیر وسعادت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ [اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الآخِرَةِ] (مسند احمد: ۱۸۱/۴) ''اے اللہ! تمام امور میں ہمارا انجام بہترین بنا اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں بچا لے۔''

٤٧٠٧ - **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ مِهْرَانَ

۴۷۰۷- حضرت ابی بن کعب ؓ نے بیان کیا'

٤٧٠٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٠ الف) من حديث أبي داود به.

٤٧٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب ما يستحب للعالم إذا سئل: أي الناس أعلم؟ فيكل العلم إلى الله، ح: ١٢٢، ومسلم، الفضائل، باب: من فضائل الخضر ؑ، ح: ٢٣٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، مطولاً.

الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قالَ: قالَ ابنُ عَبَّاسٍ حدَّثني أُبيُّ بنُ كَعْبٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «أبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَتَنَاوَلَ رَأْسَهُ فَقَلَعَهُ، فَقَالَ مُوسٰى: (أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً) الآيَة.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ تو انہوں نے اس کا سر پکڑ کر مروڑ دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام بولے: ''آپ نے ایک پاک جان کو قتل کر ڈالا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت کے پابند تھے' بظاہر ایک برائی کو دیکھ کر اس کی مخالفت کرنا ان کا فرض تھا' مگر معاملہ درحقیقت اور تھا جس سے وہ آگاہ نہ تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام آگاہ تھے۔ ② اللہ ہی کے پاس ہر غیب کا علم ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کسی کے پاس بھی غیب کا علم نہیں ہے' خواہ کوئی رسول اور نبی ہو یا صالح بزرگ اور ولی' سوائے اس کے جس پر اللہ نے اپنے انبیاء و رسل کو مطلع کر دیا۔ قرآن مقدس کا یہ مقام اس بات کی مکمل صراحت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کو ایک بات کی خبر دے دی تو وہ ان کو معلوم ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر' نبوت و رسالت کے ساتھ ساتھ ''کلیم اللہ'' جیسے اونچے مقام کے حامل انسان کو اس کی خبر نہیں دی تو انہیں اس کا کچھ بھی علم نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

٤٧٠٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبَرَنَا سُفْيَانُ - المَعْنَى وَاحِدٌ، وَالإِخْبَارُ في حَدِيثِ سُفْيَانَ - عن الأعْمَشِ قالَ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْعُودٍ قالَ: حَدَّثَنا رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ: «أنَّ خَلْقَ أحَدِكُمْ يُجْمَعُ في بَطْنِ أُمِّهِ أرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ الله إلَيْهِ

۴۷۰۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا' اور آپ صادق اور مصدوق ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے ملائکہ' انبیاء و رسل اور مومنین کی جانب سے آپ کی تصدیق کی گئی ہے:) ''تمہاری پیدائش کے مراحل میں نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک مجتمع رہتا ہے' پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون (لوتھڑا) بن جاتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں کے لیے گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ اس کا رزق' اجل (عمر یا

٤٧٠٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: ١، ح: ٦٥٩٤، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . الخ، ح: ٢٦٤٣ من حديث شعبة به.

مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ، ثُمَّ يَكْتُبُ شَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ - أَوْ قِيدُ ذِرَاعٍ - فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ - أَوْ قِيدُ ذِرَاعٍ - فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا».

موت) عمل اور یہ کہ وہ خوش بخت ہوگا یا بد بخت' یہ سب لکھ دیتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ چنانچہ یقیناً تم میں سے کوئی اہل جنت والے عمل کرتا ہے حتی کہ اس کے اور اس (جنت) کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے' مگر اس سے پہلے جس طرح لکھا ہوا ہے اس کے مطابق دوزخیوں والے عمل شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں جا پڑتا ہے۔ اور بے شک تم میں سے کوئی دوزخیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے' لیکن اس سے پہلے جو لکھا ہے اس کے مطابق وہ جنتیوں والا عمل کر لیتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بظاہر اگر کوئی انسان ایک راہ پر جا رہا ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ اسی راہ پر چلتا رہے گا۔ اس نے اگر آخر میں جا کر بھی راستہ بدل لینا ہے تو یہ سب پہلے سے اللہ کے علم کے مطابق لکھا ہوا ہے۔ ② تقدیر کا معاملہ سراسر غیب کا معاملہ ہے۔ انسان کو خود بھی خیر کے عمل کر کے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے کہ بس بخشا گیا' یا غلط ہونے کی وجہ سے بالکل ہی مایوس نہیں ہو جانا چاہیے کہ بس مارا گیا' بلکہ ہمیشہ اللہ الرحمٰن الرحیم سے بھلائی کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے اور غلط کیشی سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور یہ دعا بھی کرنی چاہیے: [يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ ......] (جامع الترمذي' الدعوات' باب [دعاء: ((يامقلب القلوب))]' حديث:٣٥٢٢) [اَللّٰهُمَّ! مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قَلْبِي عَلٰى طَاعَتِكَ] (صحيح مسلم' القدر' باب تصريف الله تعالىٰ القلوب كيف يشاء' حديث:٢٦٥٤) ''اے دلوں کے بدلنے والے! مجھے اپنے دین کی اطاعت پر ثابت قدم رکھ...... اور اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

٤٧٠٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ

۴۷۰۹- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا دوزخیوں کے مقابلے میں جنتیوں کو جانا جا چکا ہے؟

٤٧٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . الخ، ح:٢٦٤٩ من حديث حماد ابن زيد، والبخاري، القدر، باب جف القلم على علم الله، ح:٦٥٩٦ من حديث يزيد الرشك به.

ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَعُلِمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَفِيمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: «كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' کہا گیا: تو پھر عمل کرنے والے کیونکر عمل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں تقدیر کو صراحتاً (اللہ کا) علم قرار دیا گیا ہے۔ اس معنی کی احادیث میں اہل خیر کو ایک حد تک خیر کی بشارت اور امید دلائی گئی ہے۔ اور دوسروں کے لیے تنبیہ اور توبہ کی دعوت ہے۔

٤٧١٠ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حدَّثني سَعِيدُ بنُ أَبِي أَيُّوبَ: حدَّثني عَطَاءُ ابنُ دِينَارٍ عن حَكِيمِ بنِ شَرِيكٍ الْهُذَلِيِّ، عَنْ يَحْيَى بنِ مَيْمُونٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ».

۴۷۱۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''منکرین تقدیر کے ساتھ مت بیٹھا کرو اور نہ ان سے بات چیت (یا مناظرے) کی ابتدا کیا کرو۔''

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي ذَرَارِي الْمُشْرِكِينَ (التحفة ١٨)

باب: ۱۷- مشرکوں کی اولاد کا بیان

٤٧١١ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عَن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ: «اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۴۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا (جو بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں) تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرنے والے تھے۔''

٤٧١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٢٥ * حكيم بن شريك مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

٤٧١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة ... الخ، ح: ٢٦٦٠ من حديث أبي عوانة، والبخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٣ من حديث أبي بشر به.

٤٧١٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ المَذْحِجِيُّ قالَا: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ المَعْنَى، عنْ مُحمَّدِ بنِ زِيَادٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ أبِي قَيْسٍ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! ذَرَارِيُّ المُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! بِلَا عَمَلٍ؟ قالَ: «الله أعْلَمُ بِما كَانُوا عَامِلِينَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! فَذَرَارِيُّ المُشْرِكِينَ؟ قالَ: «مِنْ آبائِهِمْ»، قُلْتُ: بِلَا عَمَلٍ؟ قالَ: «الله أعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۴۷۱۲-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مومنوں کی اولادوں کا کیا انجام ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء میں سے ہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عمل کے بغیر ہی؟ فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مشرکوں کی اولادوں کا انجام کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء میں سے ہیں'' میں نے کہا: عمل کے بغیر ہی؟ فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔''

فائدہ: بچوں کا انجام کیا ہوگا؟ یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے۔ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں چاہے مسلمان کے گھر پیدا ہوں چاہے کافر کے۔ (صحیح البخاری' کتاب التفسیر' سورة الروم' باب: ﴿لاَتَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ حدیث: ۴۷۷۵) کفار اپنے بچوں کو اپنے دین کے مطابق ڈھال کر کافر بنا لیتے ہیں۔ اس باب کی احادیث: ۴۷۱۴ اور ۴۷۱۶ سے یہ حقیقت واضح ہے۔ غیر مسلموں اور مشرکوں کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والدین کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا' انہیں نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا' نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفن ہی کیا جائے گا' کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ] (صحیح البخاری' القدر' باب: الله اعلم بما كانوا عاملين' حدیث: ۶۵۹۷) ''اللہ تعالیٰ ان کی بابت زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟'' ان کے بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں کوئی حکم دے کر ان کی آزمائش کرے گا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کر دے گا اور اگر وہ نافرمانی کریں گے تو پھر

٤٧١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق١٠٣ب) من حديث أبي داود به * بقية صرح بالسماع المسلسل عند الآجري في الشريعة، ص: ١٩٥، وتابعه محمد بن حرب، وله طريق آخر عند أحمد: ٤/ ٨٦.

اللہ تعالیٰ انہیں جہنم رسید کر دے گا۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترہ (جن کے پاس انبیاء کی دعوت نہ پہنچی ہو گی۔) کا قیامت کے دن امتحان ہو گا' اہل فترہ کی بابت سب سے زیادہ صحیح اور راجح قول یہی ہے' جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم' فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین اور فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز رحمہم اللہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً مشرکوں کے بچے' ان کا بھی امتحان ہو گا' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵) ''اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔'' (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' سنن ابو داود' کتاب الجہاد' حدیث: ۲۵۲۱)

٤٧١٣ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤمِنِينَ قالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِصَبِيٍّ مِنَ الأَنْصَارِ يُصَلِّي عَلَيْهِ، قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله طُوبَى لِهٰذَا، لَمْ يَعْمَلْ شَرًّا وَلَمْ يَدْرِ بِهِ فقالَ: «أَوَ غَيْرُ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ؟ إنَّ الله خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَها أَهْلًا وَخَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ في أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَها أَهْلًا، وَخَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ في أَصْلَابِ آبَائِهِمْ».

۴۷۱۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا' انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس انصاریوں کا ایک بچہ لایا گیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مبارک ہو اسے! اس نے کوئی برا عمل نہیں کیا' نہ برے عملوں کی اسے کوئی خبر ہی ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یا پھر اس سے مختلف؟ بے شک اللہ عزوجل نے جنت پیدا فرمائی تو اس کے لیے مخلوق بھی پیدا کر دی اور اس جنت کو انہی کے لیے بنایا جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں۔ اور آگ (جہنم) پیدا کی تو اس کے لیے مخلوق بھی پیدا کر دی اور اس جہنم کو ان ہی لوگوں کے لیے بنایا جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں۔''

٤٧١٤ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ

۴۷۱۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے (دین حق' اسلام اور توحید کا حامل ہوتا ہے۔) پھر اس

٤٧١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنىٰ كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦٢ من حديث سفيان به.

٤٧١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنىٰ كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٥٩ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤١، ومن طريقه رواه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٣.

عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تَنَاتَجُ الإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ مِنْ جَدْعَاءَ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: «اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

کے ماں باپ اسے یہودی اور عیسائی بنا دیتے ہیں' جیسے اونٹ کا بچہ صحیح سالم جنم لیتا ہے' کیا تم کسی کو کان کٹا پاتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے متعلق فرمائیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرتے۔''

فائدہ: بچہ بنیادی طور پر دین فطرت' یعنی معرفت اللہ سے آگاہ ہوتا ہے' یعنی اگر وہ والدین' اساتذہ اور ماحول سے متاثر نہ ہو تو دین حق ہی پر پروان چڑھے۔ مگر برے ماحول اور غلط تربیت کے زیر اثر وہ دین حق سے دور ہو جاتا ہے۔

٤٧١٥- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكَ يُوسُفُ بْنُ عَمْرٍو قال: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: سَمِعْتُ مَالِكًا قِيلَ لَهُ: إِنَّ أَهْلَ الأَهْوَاءِ يَحْتَجُّونَ عَلَيْنَا بِهذَا الْحَدِيثِ. قَالَ مَالِكٌ: احْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِآخِرِهِ. قَالُوا: أَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: «اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۴۷۱۵- امام مالک رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ اہل اہواء' یعنی بدعتی لوگ یہ مذکورہ حدیث ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں (انکار تقدیر اور اثبات جبر میں۔) امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: تم اسی حدیث کے آخری حصے کو ان پر الٹا دیا کرو۔ (جس میں ہے کہ) لوگوں نے کہا: اس بچے کے متعلق فرمائیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرتے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے جواب سے واضح ہوا کہ ان کا فیصلہ ان کے اس عمل اور امتحان پر ہوگا جو محشر میں ہوگا' اور اس میں جبر کی مکمل طور پر نفی ہے۔

٤٧١٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ المِنْهَالِ قَالَ: سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ يُفَسِّرُ حَدِيثَ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ» قَالَ: هٰذَا عِنْدَنَا حَيْثُ أَخَذَ اللهُ الْعَهْدَ عَلَيْهِمْ فِي

۴۷۱۶- جناب حماد بن سلمہ نے حدیث: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔'' کی تشریح میں کہا: اس کا مفہوم' ہمارے نزدیک یہ ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ عزوجل نے روحوں سے عہد لیا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے' اس وقت کہا تھا ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ ''کیا میں تمہارا

٤٧١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٣ من حديث أبي داود به.

٤٧١٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٣ من حديث أبي داود به.

أَصْلَابِ آبَائِهِمْ حَيْثُ قال: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ [الأعراف: ١٧٢] قالُوا: بَلَى.

رب نہیں ہوں؟'' تو سب نے کہا: کیوں نہیں۔

٤٧١٧- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ: حدَّثني أَبِي عن عَامِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْوَائِدَةُ وَالمَوءُودَةُ في النَّارِ».

۴۷۱۷- جناب عامر شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچے کو زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی (دونوں) آگ میں ہیں۔''

قال يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا: قال أَبِي: فحدَّثَني أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ بِذٰلِكَ عن عَلْقَمَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

یحییٰ بن زکریا نے کہا: میرے والد نے کہا کہ مجھے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ عامر نے اس کو یہ حدیث بواسطہ علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کی تھی۔

فائدہ: جس کو کم سنی میں ظلماً دفن کر دیا گیا وہ جہنم کی مستحق نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت سے کہا ہے کہ یہ موؤدہ کے جہنمی ہونے کا نظریہ درست نہیں۔ انہوں نے فرمایا آیت: ﴿مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل:۱۵) کے مطابق عاقل و بالغ کو اگر اسے دعوت نہ پہنچی ہو' عذاب نہیں دیا جاسکتا تو غیر عاقل کو کیسے دیا جاسکتا ہے۔ (ابن کثیر: ۳۵۷/۸) پہلے یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ مشرکین کی اولاد کو بھی عذاب نہ ہوگا۔ حدیث: ۴۷۱۷ ایک طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ اصل حدیث میں تفصیل ہے کہ سلمہ بن یزید جعفی اور ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہماری والدہ ملیکہ (جو جاہلیت میں مرگئیں) اچھی خاتون تھیں' صلہ رحمی اور مہمان نوازی کرنے والی تھیں' کیا ان باتوں کا ان کی والدہ کو فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے پوچھا ہماری ماں نے ہماری ایک بہن کو زندہ دفن کر دیا تھا' کیا اسے کوئی فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''(یہ) زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی دونوں آگ میں ہیں۔ گویا آپ کا جواب ایک خاص موؤدہ کے بارے میں تھا۔ یہ عام حکم نہ تھا۔ غالباً یہ موؤدہ کفر کے عالم میں ہی بالغ ہو چکی تھی۔ (هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة' تحقيق الألباني' كتاب الإيمان: تعليق حديث:۱۰۸)

٤٧١٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۴۷۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص

٤٧١٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ١١٤، ح: ١٠٠٥٩ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وللحديث شواهد، انظر تفسير ابن كثير: ٤/ ٥٠٩.

٤٧١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن من مات على الكفر فهو في النار . . . الخ، ح: ٢٠٣ من حديث حماد بن سلمة به.

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قال: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيْنَ أَبِي؟ قال: «أَبُوكَ فِي النَّارِ»، فَلَمَّا قَفَّى قال: «إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ».

نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ آگ میں ہے۔'' جب اس نے گردن پھیری تو آپ نے فرمایا: ''میرا باپ اور تیرا باپ جہنم میں ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ایمان و اعمال کے بغیر محض نسب اور قرابت داری کسی کے لیے باعث نجات نہیں۔ ② ایسی تمام روایات جن میں رسول اللہ ﷺ کے والدین کو دوبارہ زندہ کیے جانے اور ان کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے ضعیف اور نا قابل حجت ہیں۔ ③ اس بارے میں بحث و گفتگو کی بجائے سکوت (خاموشی) بہتر ہے۔

٤٧١٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ».

۴۷۱۹- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان ابن آدم کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جیسے خون۔''

فائدہ: انسان کے جسم میں شیطان کی گردش کا نتیجہ اوہام' وساوس اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس کے فتنوں سے بچنے کا واحد ذریعہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ساتھ کثرت ذکر ہے' ورنہ اس کے حملوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اور یہ سب اللہ عزوجل کی تقدیر اور مشیت سے ہے۔

٤٧٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: أخبرنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابنُ لَهِيعَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ شَرِيكٍ الْهُذَلِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ

۴۷۲۰- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منکرین تقدیر کی صحبت سے بچو اور ان سے بات چیت (اور مناظرے) میں ابتدا نہ کیا کرو۔''

٤٧١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رُئي خاليًا بامرأة . . . الخ، ح: ٢١٧٤ من حديث حماد بن سلمة به.

٤٧٢٠ـ تخريج: [**ضعيف**] تقدم، ح: ٤٧١٠، وأخرجه أحمد: ١/ ٣٠ من حديث سعيد بن أبي أيوب، والبيهقي في القضاء والقدر، (ق١١ الف) من حديث أبي داود به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ» الحديث.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الْجَهْمِيَّةِ (التحفة ١٩)

باب:١٨-جہمیہ کا بیان

فائدہ: یہ فرقہ جہم بن صفوان سمرقندی کی طرف منسوب ہے۔ان کے گمراہ کن عقائد مختصراً اس طرح ہیں: یہ لوگ اللہ عزوجل کی صفات ازلیہ کا انکار کرتے ہیں۔وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی ایسی صفت نہیں ہوسکتی جو مخلوق کی بھی صفت ہو۔اسے' جنت میں جانے کے بعد بھی دیکھا نہیں جائے گا۔کلام الٰہی (قرآن) مخلوق ہے۔اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال سے اس وقت تک باخبر نہیں ہوتا جب تک بندے کام کر نہ لیں۔انسان اپنے افعال میں مجبور ہے۔اسی طرح ثواب وعقاب بھی جبر ہے۔ایمان ایک بسیط شے ہے (صرف معرفت کا نام ایمان ہے اور زبانی اقرار اور اعمال ایمان میں سے نہیں ہیں۔) ایمان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔انبیاء اور امت کا ایمان ایک سا ہوتا ہے' ایک بار ایمان ثابت ہو جائے تو پھر انکار سے زائل نہیں ہوتا۔جنت دوزخ فنا ہونے والی ہیں۔اور اسی طرح اہل جنت اور اہل نار بھی ختم ہو جائیں گے۔(الملل والنحل- از شہرستانی) امام ابوداود ؒ نے اس باب میں سب سے پہلے دو ایسی حدیثیں بیان کی ہیں جو عقل کے ذریعے سے ان امور میں بحث سے منع کرتی ہیں جو امور عقل سے ماوراء ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔اس کے بعد کے ابواب میں عقائد باطلہ کے حوالے سے الگ موضوعات بنا کر احادیث بیان کی ہیں تاکہ ان کے ہر عقیدۂ باطل کی تردید ہو جائے۔

٤٧٢١ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ هٰذَا: خَلَقَ اللهُ الخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ».

۴۷۲۱-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ سوالات کرتے رہیں گے حتی کہ کہا جائے گا: یہ مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ سو جو کوئی اس قسم کی بات کرے (یا وہم پائے) تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: ''میں اللہ پر ایمان لایا۔''

٤٧٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو:

۴۷۲۲-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' ر

٤٧٢١_ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الوسوسة في الإيمان وما يقوله من وجدها، ح: ١٣٤ عن هارون بن معروف به، ورواه البخاري، ح: ٣٢٧٦ من طريق آخر عن عروة أبي هشام به.

٤٧٢٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٩٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ٦٦١ من حديث سلمة بن الفضل به.

حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ: حدَّثني مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ إِسْحَاقَ: حدَّثني عُتْبَةُ بنُ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَيْمٍ عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قال: «فإِذَا قالُوا ذٰلِكَ فقولُوا: اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَم يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، ثُمَّ لْيَتْفُلْ عن يَسَارِهِ ثَلاثًا وَلْيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانِ».

کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' کہتے تھے...... اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا۔ کہا: ''جب وہ لوگ یہ کہیں تو تم کہو: اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی نہیں جو اس کی برابری کر سکے۔ پھر چاہیے کہ بائیں جانب کچھ لعاب تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔''

٤٧٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ أَبِي ثَوْرٍ عن سِمَاكٍ، عن عَبْدِالله بنِ عَمِيرَةَ، عن الأَحْنَفِ بنِ قَيْسٍ، عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قالَ: كُنْتُ في الْبَطْحَاءِ في عِصَابَةٍ فِيهِمْ رَسُولُ الله ﷺ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهَا فقالَ: «ما تُسَمُّونَ هٰذِهِ؟» قالُوا: السَّحَابَ. قال: «وَالْمُزْنَ؟» قالُوا: وَالْمُزْنَ. قال: «وَالْعَنَانَ؟» قالُوا: وَالْعَنَانَ.

۴۷۲۳- سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں وادئ بطحاء میں ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے' وہاں سے بادل کا ایک ٹکڑا گزرا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا: ''تم لوگ اسے کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''سحاب'' آپ نے فرمایا: ''اور ''مُزن'' بھی؟'' انہوں نے کہا: ہاں ''مُزن'' بھی۔ آپ نے فرمایا: ''اور ''عَنَان'' بھی؟'' انہوں نے کہا: ہاں ''عنان'' بھی کہتے ہیں۔

- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ أُتْقِنِ الْعَنَانَ جَيِّدًا
- قال: «هَلْ تَدْرُونَ مَا بُعْدُ ما بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ؟» قالُوا: لا نَدْرِي: قال: «إِنَّ

...... امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے [العنان] کا ذکر کوئی زیادہ اچھی طرح یاد نہیں ہے...... آپ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو آسمان اور زمین میں کتنا فاصلہ ہے؟''

٤٧٢٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٩٣ عن محمد بن الصباح به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٣٢٠ ☼ سماك اختلط، وعبدالله بن عميرة لا يعرف له السماع من الأحنف قاله البخاري.

بُعْدَ ما بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ أَوْ ثِنْتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً ثُمَّ السَّمَاءُ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ» حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ «ثُمَّ فَوْقَ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ ما بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِمْ وَرُكَبِهِمْ مِثْلُ ما بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُورِهِمُ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ ما بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللهُ تَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ».

انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کے درمیان اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کا فاصلہ ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے آسمان کا بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔'' حتی کہ آپ نے سات آسمان شمار کیے۔ پھر فرمایا: ''ساتویں کے اوپر سمندر ہے جس کی گہرائی اور اونچائی اس قدر ہے جیسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک' پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں جن کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جیسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک' پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے' جس کی تہہ اور اونچائی میں اتنا ہی فاصلہ ہے جیسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک۔ پھر اس سے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔''

٤٧٢٤ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي سُرَيْجٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بن سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ سَعِيدٍ قالَا: أخبرنا عَمْرُو بنُ أَبي قَيْسٍ عن سِمَاكٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۴۷۲۴- جناب عمرو بن ابوقیس نے بواسطہ سماک اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٧٢٥ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَفْصٍ: حدَّثني أَبي: حدثنا إِبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن سِمَاكٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ.

۴۷۲۵- جناب ابراہیم بن طہمان نے بواسطہ سماک اس کی سند سے مذکورہ بالا طویل حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٤٧٢٦ - حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ

۴۷۲۶- جناب جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد محمد سے وہ دادا جبیر بن مطعم ؓ سے روایت کرتے ہیں

٤٧٢٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٧٢٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

٤٧٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٠٣ عن محمد بن بشار به * محمد بن إسحاق لم أجد تصريح سماعه، وجبير بن محمد مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الرَّبَاطِيُّ قالُوا: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ، - قالَ أَحْمَدُ: كَتَبْنَاهُ من نُسْخَتِهِ وَهٰذَا لَفْظُهُ - قالَ: حَدَّثَنا أَبِي قالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ، عن جُبَيْرِ بنِ مُحَمَّدِ ابنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: أَتَى رَسُولَ الله ﷺ أَعْرَابِيٌّ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! جُهِدَتِ الأَنْفُسُ وَضَاعَتِ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الأَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ الله لَنَا فإنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى الله وَنَسْتَشْفِعُ بالله عَلَيْكَ. قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا تَقُولُ؟» وَسَبَّحَ رَسُولُ الله ﷺ، فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذٰلِكَ في وُجُوهِ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قالَ: «وَيْحَكَ إنَّهُ لا يُسْتَشْفَعُ بالله عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ شَأْنُ الله أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ، وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا الله؟ إنَّ عَرْشَهُ عَلَى سَمٰوَاتِهِ لَهٰكَذَا»، وَقالَ بأَصَابِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ، وَ«إنَّهُ لَيَئِطُّ بِهِ أَطِيطَ الرَّحْلِ بالرَّاكِبِ». قال ابنُ بَشَّارٍ في حَدِيثِهِ: «إنَّ الله فَوْقَ عَرْشِهِ، وَعَرْشُهُ فَوْقَ سَمٰوَاتِهِ». وَسَاقَ الْحَدِيثَ. وقالَ عَبْدُ الأعْلَى وَابنُ الْمُثَنَّى وَابنُ بَشَّارٍ عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ وَجُبَيْرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جانوں پہ بن آئی ہے' بال بچے ہلاک ہو رہے ہیں' مال ختم ہو گئے ہیں اور مویشی مر رہے ہیں' اللہ سے ہمارے لیے بارش طلب کیجیے۔ ہم اللہ کے حضور آپ کی سفارش پیش کرتے ہیں اور اللہ کو آپ کے حضور سفارشی لاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر! کیا جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' اور رسول اللہ ﷺ مسلسل تسبیح (سبحان اللہ) کہتے رہے حتی کہ اس (خوف کے اثر) کو آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں میں محسوس کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر! اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق میں سے کسی کے ہاں سفارشی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے کہیں زیادہ باعظمت (اور برتر) ہے۔ افسوس تجھ پر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی کیا شان ہے؟ بلاشبہ اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے۔'' اور آپ نے اپنی انگلیوں سے قبے کی سی شکل بنائی۔ اور فرمایا: ''وہ عرش اس طرح سے چرچرا رہا ہے جیسے پالان اپنے سوار کے ساتھ چرچراتا ہے۔'' ابن بشار نے اپنی روایت میں کہا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے اوپر ہے۔ اور اس کا عرش اس کے آسمانوں سے اوپر ہے۔'' ...... بواسطہ یعقوب بن عتبہ اور جبیر بن محمد بن جبیر' اس نے اپنے والد سے اس نے دادا سے روایت کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: والْحَدِيثُ بِإسْنَادِ أَحْمَدَ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اور حدیث احمد بن سعید کی

ابنِ سَعِيدٍ هُوَ الصَّحِيحُ وَوَافَقَهُ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَعَلِيُّ بنُ المَدِينِيِّ. وَرَوَاهُ جَمَاعَةٌ عن ابنِ إِسْحَاقَ كَمَا قَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا، وكَانَ سَمَاعُ عَبْدِ الأَعْلَى وَابنِ الْمُثَنَّى وَابنِ بَشَّارٍ مِنْ نُسْخَةٍ وَاحِدَةٍ فِيمَا بَلَغَنِي.

سند سے ہی صحیح ہے۔ اور جماعت محدثین نے اس کی موافقت کی ہے جن میں یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی بھی ہیں۔ اور ایک جماعت نے ابن اسحاق سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے احمد نے کہا اور جیسے کہ مجھے روایت پہنچی ہے عبدالاعلیٰ' ابن مثنیٰ اور ابن بشار کا سماع ایک ہی نسخے سے ہے۔

٤٧٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَفْصِ بنِ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَني إِبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن مُحَمَّدِ ابنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عن مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ الله تَعَالَى مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ، إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِمَائَةِ عَامٍ».

۴۷۲۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ میں تمہیں حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے متعلق بتاؤں۔ بلاشبہ اس کے کانوں کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کے سفر کے برابر ہے۔''

فائدہ: جب اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے ایک فرشتے کی بڑائی کا یہ حال ہے تو اللہ عزوجل کی عظمت و کبریائی اور بڑائی کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ جو بلاشبہ ہمارے لیے ناقابل تصور ہے اور وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ جل جلالہ

٤٧٢٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ نَصْرٍ وَمُحَمَّدُ ابنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنا حَرْمَلَةُ يَعْنِي ابنَ عِمْرَانَ: حَدَّثَني أَبُو يُونُسَ سُلَيْمُ

۴۷۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا...... سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ ''بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو پہنچا دو اور جب لوگوں

٤٧٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٢/ ٤٢٥، ح: ١٧٣٠ و٥/ ٢١٢، ح: ٤٤١٨ من حديث أحمد بن حفص به، وقال: "تفرد به أحمد بن حفص" وهذا في مشيخة إبراهيم بن طهمان: ٢١، وصححه الذهبي في العلو، ص: ٧٨.

٤٧٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ٤٢، ٤٣، ح: ٤٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٣٢، والحاكم: ١/ ٢٤، ووافقه الذهبي.

ابنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَـٰنَـٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿سَمِيعًۢا بَصِيرًا﴾ [النساء:٥٨] قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَضَعُ إِبْهَامَهُ عَلَى أُذُنِهِ وَالَّتِي تَلِيهَا عَلَى عَيْنِهِ، قال أَبُو هُرَيْرَةَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُهَا وَيَضَعُ إِصْبَعَيْهِ. قال ابنُ يُونُسَ: قال الْمُقْرِئُ: يَعْنِي أَنَّ اللهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ يَعْنِي أَنَّ لِلّٰهِ سَمْعًا وَبَصَرًا.

کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے، بلاشبہ اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔" کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنا انگوٹھا اپنے کان پر اور ساتھ والی انگلی اپنی آنکھ پر رکھ رہے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس آیت کو پڑھتے ہوئے اپنی انگلیاں (کان اور آنکھ پر) رکھ رہے تھے۔ ابن یونس نے روایت کیا کہ عبداللہ بن یزید مقری نے کہا: مقصد یہ ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ خوب سنتا اور خوب دیکھتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا رَدٌّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں جہمیہ کی تردید ہے (اللہ عزوجل ان صفات سے فی الواقع متصف ہے۔)

فائدہ: یہ اور اس معنی کی دیگر احادیث میں نبی علیہ السلام کا کان اور آنکھ کی طرف اشارہ کرنا تشبیہ کے لیے نہیں، بلکہ صفت "سمع اور بصر" کے اثبات اور سامعین کے لیے تقریب معنی کے لیے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم میں بصراحت وارد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:١١) "اس کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔"

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي الرُّؤْيَةِ (التحفة ٢٠)

باب:١٩- دیدارالٰہی کا بیان

٤٧٢٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبِي خَالِدٍ، عن قَيْسِ بنِ أَبِي حَازِمٍ، عن جَرِيرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: كُنَّا مَعَ

۴۷۲۹- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جبکہ رات چودھویں کی تھی اور چاند خوب چمک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "تم

٤٧٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة ق، باب قوله: ﴿وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب﴾، ح:٤٨٥١ من حديث جرير بن عبدالحميد، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح:٦٣٣ من حديث وكيع وأبي أسامة به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ جُلُوسًا فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ، فَقَالَ: «إِنَّكُم سَتَرَوْنَ رَبَّكُم كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا» ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: «﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾» [طه: ١٣٠].

اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس کو دیکھ رہے ہو‘ اس کے دیکھنے میں کوئی جمگھٹا نہیں ہوگا‘ چنانچہ اگر کر سکتے ہو تو یہ کرو کہ سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے کی نمازوں میں مغلوب نہ ہو جاؤ‘ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ ”پس اپنے رب کی حمد بیان کر‘ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔“

فوائد ومسائل: ① قیامت میں اور جنت میں رب ذوالجلال کا دیدار عین حق ہے اور یہ شرف اہل ایمان کو انتہائی آسانی کے ساتھ اور بغیر کسی دھکم پیل کے حاصل ہوگا۔ مگر وہی ایمان دار اس سے بہرہ ور ہوں گے جو نمازوں کی پابندی کرنے والے ہوں گے۔ ② جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے فجر اور غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی پابندی کر لے وہ دیگر نمازوں سے بھی غافل نہیں رہ سکتا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا چاند کی طرف دیکھ کر یہ مسئلہ بیان کرنا نظر کو نظر سے تشبیہ دینے کے لیے تھا۔ ورنہ اللہ عزوجل کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔

٤٧٣٠ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ نَاسٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَرَى رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِي سَحَابَةٍ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِي سَحَابَةٍ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا».

۴۷۳۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے روز ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا عین دوپہر کے وقت‘ جب فضا میں کوئی بادل وغیرہ نہ ہو‘ تمہیں سورج کے دیکھنے میں کوئی الجھن یا مشکل ہوتی ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں چودھویں کی رات میں‘ جب کوئی بادل وغیرہ نہ ہو‘ چاند کے دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی دقت اور مشکل نہیں ہوگی مگر اتنی ہی جتنی چاند یا سورج

٤٧٣٠_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٨ من حديث سفيان به.

کے دیکھنے میں ہوتی ہے۔" (کوئی مشکل نہیں ہوگی۔)

فائدہ: سورج کے دیکھنے سے مراد محض دیکھنا ہے ٹکٹکی لگا کر مسلسل اسی کی طرف دیکھتے ہی رہنا نہیں۔

٤٧٣١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ المَعْنى، عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ عن وَكِيعٍ - قال مُوسَى: ابْنِ حُدُسٍ، عن أَبي رَزِينٍ - قال مُوسَى الْعُقَيْلِيُّ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أَكُلُّنَا يَرَى رَبَّهُ؟ قال ابنُ مُعَاذٍ: مُخْلِيًا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ في خَلْقِهِ؟ قالَ: «يَا أَبَا رَزِينٍ! أَلَيْسَ كُلُّكُم يَرَى الْقَمَرَ؟» قالَ ابنُ مُعَاذٍ: «لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهِ» ثُمَّ اتَّفَقَا - قُلْتُ: بَلٰى. قال: «فالله أَعْظَمُ». قال ابنُ مُعَاذٍ قال: «فإِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ الله، فَالله أَجَلُّ وَأَعْظَمُ».

۴۷۳۱- حضرت ابورزین (لقیط بن عامر) ﷜ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم سب اپنے رب کو دیکھیں گے؟ عبیداللہ بن معاذ کے الفاظ ہیں: کیا ہم سب قیامت کے روز اسے الگ الگ دیکھیں گے؟ تو مخلوق میں اس کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا: "اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر کوئی چاند کو نہیں دیکھتا ہے؟" ابن معاذ کے الفاظ ہیں: "کیا چودھویں کی رات کو ہر کوئی اسے اکیلے اکیلے نہیں دیکھتا ہے؟"..... پھر دونوں راویوں کا اتفاق ہے..... میں نے کہا: کیوں نہیں (اس کو دیکھنے میں دقت یا ازدحام نہیں ہوتا۔) آپ نے فرمایا: "تو اللہ کی شان بہت بلند ہے۔" ابن معاذ کے الفاظ ہیں' آپ نے فرمایا: "یہ تو اللہ کی ایک مخلوق کا حال ہے اور اللہ کی شان بے انتہا بلند ہے۔"

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ (التحفة ٢١)

باب:---- جہمیہ کی تردید

فائدہ: اس باب میں اللہ کے ہاتھ اور اس کے نزول' اس کے ندا دینے کے حوالے سے احادیث ہیں۔ ان صفات کا جہمیہ انکار کرتے ہیں۔

٤٧٣٢- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ

۴۷۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

٤٧٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٨٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٦٠، ووافقه الذهبي.

٤٧٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ٢٧٨٨ من حديث أبي أسامة به، وعلقه البخاري، ح: ٧٤١٣ من حديث عمر بن حمزة به.

عن عُمَرَ بنِ حَمْزَةَ قال: قالَ سَالِمٌ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَطْوِي اللهُ تَعَالَى السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الأَرَضِينَ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ». قال ابنُ الْعَلَاءِ: «بِيَدِهِ الأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟».

آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا اور کہے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ پھر زمینوں کو لپیٹ لے گا اور انہیں پکڑے گا۔ ابن العلاء نے کہا: انہیں دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟“

فائدہ: ① اللہ عزوجل کی صفات میں وارد الفاظ واضح اور صریح ہیں۔ ہم انہیں اپنے رب تعالیٰ کے حق میں بلا جھجک استعمال کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت کا ہمیں کوئی ادراک نہیں کیونکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:۱۱) ② اللہ کے دو ہاتھ ہیں اور دونوں ہی داہنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کلام کرنے سے موصوف ہے۔ ③ حقیقی بادشاہ تو اب بھی اللہ عزوجل ہی ہے' مگر دنیا میں نام کے بادشاہ موجود ہیں اور ان میں جبار اور متکبر بھی ہیں۔ لیکن محشر میں کسی کا کوئی وجود نہیں ہوگا اور بادشاہت صرف ایک اکیلے اللہ کی ہوگی۔

٤٧٣٣ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعنْ أبي عَبْدِ الله الأَغَرِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ».

۴۷۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر رات جب اس کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو ہمارا رب تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف اترتا ہے اور ندا دیتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے' میں اس کی سنوں اور قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں؟“

فوائد و مسائل: ① اللہ عزوجل کا آسمان دنیا پر تشریف لانا حق ہے۔ اس کا ندا دینا بھی حق ہے اور اس کی ان صفات کی حقیقت ویسی ہی ہے جو اس کی شان عظمت وجلال کے لائق ہے۔ ان پر ایمان رکھنا واجب' ان کا انکار کفر

٤٧٣٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٣١٥.

ان کی تاویل حرام اوران صفات کی حقیقت کی ٹوہ لگانا یا اس کا سوال کرنا بدعت ہے۔ ④ فرض نمازوں کے بعد نوافل کے لیے رات کا آخری پہر اللہ سے لولگانے اور دعا کی قبولیت کا انتہائی شاندار وقت ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي الْقُرْآنِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۰-قرآن مجید کا بیان

٤٧٣٤ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن سَالِمٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بالمَوْقِفِ فقالَ: «أَلا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ فإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي».

۴۷۳۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ (ابتدائے بعثت کے دنوں میں) رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور کہتے تھے: ”سنو! کوئی مجھے اپنی قوم کی طرف لے جائے‘ بلاشبہ قریش نے مجھے اپنے رب کا کلام پہنچانے سے روک دیا ہے۔“

فائدہ: ① اللہ عزوجل صفت ”کلام“ سے موصوف ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولین دعوت میں اظہار فرمایا اور لوگوں نے بھی اس کے ظاہری معنی ہی سمجھے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے‘ مگر کلام کرنے کی کیفیت سے ہم آگاہ نہیں اور قرآن مجید بھی اسی کا کلام ہے‘ جو جبرئیل امین علیہ السلام لے کر آئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سینے میں اتارا‘ مسلمان اسے پڑھتے‘ یاد کرتے اور مصحف کے اوراق میں لکھتے ہیں۔ ② اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح قدیم ہے‘ اسی طرح اس کی تمام صفات بھی قدیم ہیں۔ بنابریں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے‘ تو یہ بھی اس کی قدیم اور غیر حادث صفت ہوئی۔ اسی لیے امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین رحمہم اللہ اسے غیر مخلوق کہتے تھے اور معتزلہ اسے مخلوق قرار دیتے تھے۔ اس مسئلے میں امام احمد رحمہ اللہ کی استقامت اور اس کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا‘ مشہور معروف ہے۔ رحمه الله رحمة واسعة. ③ عالم اسباب میں رسول اللہ ﷺ کو بھی افراد کے تعاون کی ضرورت تھی جو اس تبلیغ حق میں آپ ﷺ کے معاون بنتے جو بالآخر مہاجرین وانصار کی صورت میں آپ کو مل گئے۔ اسی طرح ہر داعی کی بھی یہی ضرورت ہے۔ سو سعادت مند ہیں وہ عظیم لوگ جو داعیان حق کے دست و بازو بنتے ہیں۔ ④ ظاہری اسباب کے مطابق ایک دوسرے سے مدد مانگنا‘ نہ صرف جائز ہے بلکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی

٤٧٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب: ألا رجل يحملني إلى قومه لأبلغ كلام ربي"، باب: ٢٤، ح: ٢٩٢٥ عن محمد بن كثير به، وقال: "حسن صحيح غريب" ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠١ من حديث إسرائيل به.

مدد کرنا فرض ہے۔ اسی لیے نبیٔ کریم ﷺ سمیت انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی تبلیغ و دعوت کے کام میں لوگوں سے تعاون طلب کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تعاون کیا۔ البتہ ماورائے اسباب طریقے سے کسی سے مدد طلب کرنا شرک ہے کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے۔

٤٧٣٥ - حَدَّثَنا سُلَيْمان بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُس بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ الله بنُ عَبْدِ الله عن حَدِيثِ عَائِشَةَ، وكُلٌّ حدَّثني طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قالَتْ: وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى.

۴۷۳۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ میں اپنے آپ کو اس بات سے بہت ہیچ سمجھتی تھی کہ اللہ عزوجل میری براءت کے سلسلے میں کوئی ایسا کلام فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔

فوائد ومسائل: ① غزوۂ بنی مصطلق ۵ یا ۶ ہجری میں منافقین نے سیدہ عائشہ ؓ پر بہتان کا ایک بہت بڑا پہاڑ توڑ دیا تھا جو خود سیدہ کے لیے رسول اللہ ﷺ اور دیگر تمام اہل ایمان کے لیے انتہائی کرب و اذیت کا باعث بنا۔ مگر اس کا انجام اس اعتبار سے بہت ہی مسرت افزا رہا کہ ان کی براءت میں سولہ آیتیں نازل ہوئیں (سورۃ النور: آیت ۱۱ سے ۲۶ تک) جو ان کی مدح و ستائش میں قیامت تک تلاوت ہوتی رہیں گی۔ ② اس واقعہ اور روایت میں اللہ عزوجل کی صفت کلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ ③ مذکورہ واقعہ ایک حادثہ تھا مگر کلام اللہ حادث نہیں ہے۔

٤٧٣٦ - حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عُمَرَ: أخبرنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ عن مُجَالِدٍ، عن عَامِرٍ يَعْنِي الشَّعْبِيَّ، عن عَامِرِ بنِ شَهْرٍ قال: كُنْتُ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ فَقَرَأَ ابْنٌ لَهُ آيَةً مِنَ الإنْجِيلِ فَضَحِكْتُ

۴۷۳۶- جناب عامر بن شہر ؓ نے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نجاشی کے دربار میں تھا کہ اس کے بیٹے نے انجیل کی ایک آیت پڑھی، میں ہنس پڑا۔ تو اس نے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہنستے ہو؟

٤٧٣٥ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه اللالكائي في شرح السنة: ٢/ ٣٣٥، ح: ٥٥٠ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٧٥٠٠، ومسلم، ح: ٢٧٧٠ من حديث يونس بن يزيد به، مطولاً.

٤٧٣٦ـ **تخريج**: [ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٢٧، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٠ من حديث مجالد بن سعيد به، وهو ضعيف.

فقالَ: أَتَضْحَكُ مِنْ كَلَامِ اللهِ تَعَالَى.

فائدہ: عیسائیوں کے نزدیک بھی اللہ عزوجل صفت کلام سے موصوف ہے۔ بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٤٧٣٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ والْحُسَيْنَ: «أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ». ثُمَّ يَقُولُ: «كَانَ أَبُوكُم يُعَوِّذُ بِهِمَا إِسْمَاعِيلَ وإِسْحَاقَ».

۴۷۳۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرات حسن اور حسین ؓ کو ان الفاظ سے دم کیا کرتے تھے: [أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] ”میں تم دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں کہ ہر شیطان، ہر موذی اور ہر بدنظر کے شر سے محفوظ رہو۔“ پھر فرماتے: ”تمہارے ابا (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) حضرت اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو ان کے ذریعے سے پناہ دیا کرتے تھے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْقُرْآنَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ دلیل ہے کہ قرآن کریم مخلوق نہیں۔

فوائد و مسائل: ① کیونکہ سیدنا خلیل الرحمٰن یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی مخلوق کی پناہ حاصل کریں۔ ② جب انبیاء علیہم السلام کی صالح اولاد اللہ کی امان اور پناہ سے مستغنی نہیں تو دوسرے لوگوں کو تو اس کی احتیاج اور بھی زیادہ ہے۔ ③ مستحب ہے کہ بچوں کو ان مبارک کلمات سے ہمیشہ دم کیا جائے۔

٤٧٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ وَعَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ قالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: أخبرنا الأَعْمَشُ عن مُسْلِمٍ، عن مَسْرُوقٍ عن عَبْدِ اللهِ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۴۷۳۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ عزوجل کسی وحی کا کلام فرماتا ہے تو آسمان والے آسمان میں ایک آواز سنتے ہیں جیسے پتھر پر زنجیر گھسیٹی جا رہی ہو، اس سے وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں اور پھر اسی کیفیت میں رہتے ہیں حتی

٤٧٣٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ١٠، ح: ٣٣٧١ عن عثمان بن أبي شيبة به.

٤٧٣٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٤٥ عن علي بن الحسين به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٧٤٨١ وغيره.

«إِذَا تَكَلَّمَ اللهُ تَعالَى بالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّماءِ لِلسَّماءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا فَيُصْعَقُونَ فَلَا يَزَالُونَ كَذٰلِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيلُ حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ جِبْرِيلُ فُزِّعَ عن قُلُوبِهِمْ، قال: فَيَقُولُونَ: يَا جِبْرِيلُ! مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُولُ: الْحَقَّ، فَيَقُولُونَ: الْحَقَّ الْحَقَّ».

کہ ان کے پاس جبریل آتے ہیں' ان کے آنے سے ان کے دلوں سے یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے اور وہ جبریل سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: حق فرمایا۔ تو وہ بھی کہتے ہیں: حق فرمایا' حق فرمایا۔''

فائدہ: وحی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ عزوجل کے کلام میں ''آواز'' بھی ہے۔ جسے جبرئیل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے سنتے ہیں۔ کئی لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ کا کلام آواز سے معرّٰی ہے' درست نہیں' حالانکہ کلام آواز ہی سے سنا جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا: ﴿فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (القصص: ۳۰) ''پس جب وہاں پہنچے تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے پر درخت میں سے آواز دیے گئے: اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار۔'' ﴿وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۰۴) ''اور ہم نے اس کو آواز دی: اے ابراہیم!'' اور اللہ کی یہ آواز بے مثل و بے مثال تھی اور ہے۔

(المعجم ۲۰، ۲۱) - **بَابٌ: فِي الشَّفَاعَةِ** (التحفة ۲۳)

باب: ۲۰' ۲۱- شفاعت کا بیان

٤٧٣٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا بِسْطَامُ بنُ حُرَيْثٍ عن أَشْعَثَ الْحُدَّانِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «شَفَاعَتِي لأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي».

۴۷۳۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری سفارش میری امت کے ان لوگوں کے لیے ہو گی جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① گناہ گاروں کو امید رکھنی چاہیے کہ ان کی سفارش ہو گی اور انہیں معاف کر دیا جائے گا مگر ساتھ ہی شدید خوف بھی چاہیے کیونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کس گناہ گار کی شفاعت ہو گی اور کون اس سے محروم رہے گا یا کس کے بارے میں شفاعت قبول ہو گی؟ کیونکہ یہ معاملہ سارے کا سارا اللہ رب العالمین کی اپنی مشیت پر ہے۔

٤٧٣٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۲۱۳ عن سليمان بن حرب به، وللحديث طرق عند الترمذي، ح: ۲٤۳٥ وغيره.

اگر مشیت ہوئی تو فبہا ورنہ شدید عقاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء:۴۸) ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' اور ارشاد ہے: ﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى﴾ (النجم:۲۶) ''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں، جن کی سفارش کچھ نفع نہیں دے سکتی، مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے تو اجازت دے دے۔'' ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾ (طٰہٰ:۱۰۹) ''اس دن سفارش کچھ کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمٰن اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔'' اور یہ لوگ صرف اہل توحید ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دے گا۔ (نیز دیکھیے سورۂ انبیاء:۲۸، سورۂ سبا:۲۳، سورۂ نباء:۳۸ اور آیت الکرسی وغیرہ۔) ⑦ اس خوشخبری کا مطلب یہ نہیں کہ انسان گناہوں کے ارتکاب میں جری ہو جائے۔ بلکہ خوف کے پہلو کو غالب رکھنا چاہیے کیونکر میدان حشر کی تکلیف ہی ناقابل برداشت ہوگی جہنم تو اس سے بہت زیادہ سخت ہے۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ شفاعت قبول ہوتے ہوتے کتنی مدت لگ جائے۔ والعیاذ باللہ. (اگلی حدیث پر مزید غور کیا جائے۔)

٤٧٤٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن الْحَسَنِ بنِ ذَكْوَانَ قال: حَدَّثَنا أَبُو رَجاءٍ قالَ: حدَّثني عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ».

۴۷۴۰- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک گروہ جہنم میں سے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت سے نکلے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا نام ''جَهَنَّمِيِّين'' ہوگا۔''

فائدہ: یہ لقب جنت میں ان کے لیے اذیت کا باعث نہیں ہوگا۔ اس نام سے محض یہ پتہ چلے گا کہ یہ لوگ جہنم سے آزاد شدہ ہیں۔

٤٧٤١ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أَبي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

۴۷۴۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بلاشبہ اہل جنت، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔''

٤٧٤٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٦٦ عن مسدد به.

٤٧٤١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب: في صفات الجنة وأهلها وتسبيحهم فيها بكرةً وعشيًا، ح: ٢٨٣٥ عن عثمان بن أبي شيبة به.

الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ».

فائدہ: آخرت میں جنت کی نعمتیں یا دوزخ کا عذاب کوئی وہمی باتیں نہیں ہیں بلکہ حقیقی امور ہیں۔ البتہ انہیں اس دنیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم . . .) - بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ وَالصُّورِ (التحفة ٢٤)

باب:...... فنا کے بعد جی اٹھنے اور صور پھونکے جانے کا بیان

٤٧٤٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قال: سَمِعْتُ أَبِي قال: حَدَّثَنَا أَسْلَمُ عن بِشْرِ بنِ شَغَافٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ».

۴۷۴۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صور ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔''

فائدہ: حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے منہ میں صور لیے امر الٰہی کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب حکم ہوگا تو وہ اس میں پھونک ماریں گے اور ساری دنیا فنا ہو جائے گی۔ پھر اللہ کے حکم سے دوبارہ پھونکیں گے تو سب جی اٹھیں گے۔

٤٧٤٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كُلَّ ابنِ آدَمَ تَأْكُلُ الأَرْضُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، مِنْهُ خُلِقَ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ».

۴۷۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے سارے جسم کو مٹی کھا جائے گی مگر دم کی جڑ کا آخری حصہ بچ رہے گا۔ اسی سے پیدائش کی ابتدا ہوتی ہے اور اسی سے دوبارہ جسم مرکب ہوں گے۔''

فائدہ: صحیح احادیث کے مطابق انبیاء و رسل علیہم السلام کے جسم مٹی کے کھائے جانے سے محفوظ رہتے ہیں۔
(مسند احمد: ۸/۴ و سنن ابو داود' الصلاۃ' حدیث: ۱۰۴۷)

٤٧٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الزمر، ح: ٣٢٤٤ من حديث سليمان التيمي أبي المعتمر به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٧٠، والحاكم: ٢/٥٠٦ و٤/٥٦٠، ووافقه الذهبي.

٤٧٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب أرواح المؤمنين، ح: ٢٠٧٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/٢٣٩، ورواه مسلم، ح: ٢٩٥٥ من حديث أبي الزناد، والبخاري، ح: ٤٨١٤ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

(المعجم ٢١، ٢٢) - بَابٌ: فِي خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۱'۲۲-جنت اوردوزخ کے پیدا کیے جانے کا بیان

٤٧٤٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ قالَ لِجِبْرِيل: اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنظَرَ إلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ! لا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بالمَكَارِهِ. ثُمَّ قال: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ - إلَيْهَا، ثُمَّ جاءَ فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ». قالَ: «فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ تَعَالَى النَّارَ قال: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ! لا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا، فَحَفَّهَا بالشَّهَوَاتِ. ثُمَّ قال: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لا يَبْقَى أَحَدٌ إلَّا دَخَلَهَا».

۴۷۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ عزوجل نے جنت کو پیدا کیا تو جبریل امین سے کہا: جاؤ اور اسے دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے اور اسے دیکھا' پھر آئے تو کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو کوئی بھی سنے گا اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ پھر اللہ نے اس کو مکروہات کے گھیرے میں دے دیا۔“ (اس میں آنے والوں کو جو عمل کرنے ہوں گے اور جن شرعی پابندیوں کو قبول کرنا ہوگا' عمومی طور پر ان کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی یا حق کی راہ پر جمے رہنے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھانی ہوں گی۔) پھر فرمایا: جبریل! جاؤ اور اسے دیکھ کر آ ؤ۔ پس وہ گئے اور اس کو دیکھا۔ پھر آئے اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جب دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل سے کہا: جاؤ اور دوزخ کو دیکھ کر آ ؤ۔ وہ گئے اور دیکھ کر آئے۔ واپس آ کر کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی نہیں جو اس کے متعلق سنے اور پھر اس میں داخل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نفسانی خواہشات اور مرغوبات کے گھیرے میں دے دیا۔ پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ اور اسے دیکھ کر آ ؤ۔ وہ گئے اور اسے دیکھا۔

٤٧٤٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب الحلف بعزة الله تعالٰى، ح: ٣٧٩٤، والترمذي، ح: ٢٥٦٠ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم علٰى شرط البخاري: ١/ ٢٦، ٢٧، ووافقه الذهبي.

پھر آئے اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔"

فوائد ومسائل: ① جنت اور اس کی نعمتیں، دوزخ اور اس کا عذاب فی الواقع پیدا کیے جا چکے ہیں۔ ② جنت کا داخلہ شرعی پابندیوں پر عمل کرنے ہی سے ممکن ہے۔ اور ان کے بالمقابل نفسانی خواہشات کی پیروی اور شرعی پابندیوں سے آزادی جہنم میں جانے کا باعث ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کی پیروی سے دور رہے۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي الْحَوْضِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۲، ۲۳-حوض کا بیان

٤٧٤٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ».

۴۷۴۵-حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ تمہارے آگے (محشر میں) ایک حوض ہے۔ اس کے کنارے اس قدر لمبے ہیں جیسے جرباء اور اذرح کے مابین فاصلہ ہے۔ (یہ علاقۂ شام کے دو مقام ہیں ان کے درمیان پرانے زمانے میں تین راتوں کے سفر کا فاصلہ تھا۔)

٤٧٤٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أَبي حَمْزَةَ، عن زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا قالَ: «ما أَنْتُمْ جُزْءٌ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ». قالَ: قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قالَ: سَبْعَمِائَةٍ أَوْ ثَمَانَمِائَةٍ.

۴۷۴۶-حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو آپ نے فرمایا: "تم لوگ میرے پاس حوض پر آنے والے لوگوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہو۔ ابوحمزہ کہتے ہیں، میں نے پوچھا: اس دن آپ لوگوں کی تعداد کیا تھی؟ کہا: سات آٹھ سو۔

٤٧٤٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ، ح: ٢٢٩٩ من حديث حماد بن زيد به، وأصله عند البخاري، ح: ٦٥٧٧ من حديث نافع به.

٤٧٤٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٩ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٧٦، ٧٧.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی امت گنتی میں سب امتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اہل ایمان وتوحید ہی اس حوض کے پانی سے مستفید ہوں گے۔ یعنی وہ خوش بخت عظماء اور اچھے نصیبے والے لوگ جو شرک و بدعات سے محفوظ رہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ.

٤٧٤٧- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن الْمُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَغْفَى رَسُولُ الله ﷺ إِغْفَاءَةً، فَرَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا، فإِمَّا قالَ لَهُمْ وَإِمَّا قالُوا لَهُ: يَا رَسُولَ الله! لِمَ ضَحِكْتَ؟ فقَالَ: «إِنَّهُ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، فَلَمَّا قَرَأَهَا قال: «هَلْ تَدْرُونَ ما الْكَوْثَرُ؟» قالُوا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «فإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ وَعَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، عَلَيْهِ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ الْكَوَاكِبِ».

۴۷۴۷- حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آ گئی۔ پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔ آپ نے صحابہ سے کہا' یا صحابہ نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ فرمایا: ''مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔'' تو آپ نے پڑھا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ...... اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ......﴾ آخر تک۔ جب آپ نے اسے پڑھ لیا تو فرمایا: ''کیا جانتے ہو کوثر کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ایک نہر ہے جو میرے رب عزوجل نے مجھے جنت میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس پر خیر کثیر ہوگی' اس پر ایک حوض ہوگا جس پر قیامت کے روز میری امت کے لوگ آئیں گے' اس کے پینے کے برتن (پیالے) ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① میدان حشر کا حوض' نہر کوثر کا ایک حصہ ہوگا۔ ② اس حدیث میں دلیل ہے کہ [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم] ہر سورت کا جزو اور اس کی ایک آیت ہوتی ہے۔ مگر دوسرا فریق دوسرے دلائل سے اس کو مرجوح کہتا ہے۔ ایک تیسرا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ صرف سورۂ فاتحہ کی آیت ہے۔ دوسری سورتوں میں اس کو تبرک اور فصل کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں اسے سورۂ فاتحہ کی ایک آیت قرار دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (الصحیحۃ: ۱۷۹/۳' رقم: ۱۱۸۳)

٤٧٤٨- حَدَّثَنا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ:

۴۷۴۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٤٧٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٤٠٠ و ح: ٢٣٠٤ من حديث محمد بن فضيل به، تقدم، ح: ٧٨٤.

٤٧٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة: ﴿إنا أعطينٰك الكوثر﴾، ح: ٤٩٦٤، والترمذي، ح: ٣٣٥٩ ◀◀

حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أَبي قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: لَمَّا عُرِجَ نَبِيُّ الله ﷺ في الْجَنَّةِ - أَو كَمَا قالَ - عُرِضَ لَهُ نَهْرٌ حَافَتَاهُ الْيَاقُوتُ الْمُجَيَّبُ - أَو قالَ الْمُجَوَّفُ - فَضَرَبَ الْمَلَكُ الَّذِي مَعَهُ يَدَهُ فاسْتَخْرَجَ مِسْكًا فقالَ مُحَمَّدٌ ﷺ لِلْمَلَكِ الَّذِي مَعَهُ: «مَا هٰذَا؟» قال: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ الله عَزَّ وَجَلَّ.

ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ کو معراج کے موقع پر جنت میں لے جایا گیا تو آپ کو ایک نہر دکھلائی گئی جس کے کنارے ایسے یاقوت کے تھے جو خول دار تھے۔ تو وہ فرشتہ جو آپ کے ساتھ تھا اس نے (اس کی تہہ میں) ہاتھ مارا اور کستوری نکالی۔ تو حضرت محمد ﷺ نے اس فرشتے سے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو دی ہے۔

٤٧٤٩- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلامِ بنُ أَبي حَازِمٍ أَبُو طَالُوتَ قالَ: شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ الله بنِ زِيَادٍ، فَحدَّثَني فُلَانٌ - بِاسْمِهِ سَمَّاهُ مُسْلِمٌ - وَكَانَ في السِّمَاطِ، قال: فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ الله قالَ: إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هٰذَا الدَّحْدَاحُ، فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ فقال: ما كُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقَى في قَوْمٍ يُعَيِّرُونِي بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فقالَ لَهُ عُبَيْدُ الله: إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ، ثُمَّ قالَ: إِنَّما بَعَثْتُ إِلَيْكَ لأَسْأَلَكَ عن الْحَوْضِ، سَمِعْتَ رَسُولَ الله يَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا؟ قال أَبُو بَرْزَةَ: نَعَمْ لامَرَّةً وَلا ثِنْتَينِ وَلا ثَلاثًا وَلا أَرْبَعًا وَلا خَمْسًا، فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلا سَقَاهُ

۴۷۴۹- مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالسلام بن ابوحازم ابوطالوت نے بیان کیا اور کہا کہ میں نے ابوبرزہ ؓ کو دیکھا کہ وہ (یزید بن معاویہ کی جانب سے کوفہ کے امیر) عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے۔ عبدالسلام نے کہا: مجھے ایک شخص نے بیان کیا جو اس مجلس میں شریک تھا۔ (ابوداود کہتے ہیں) مسلم بن ابراہیم نے اس کا نام بھی لیا تھا۔ عبیداللہ نے جب حضرت ابوبرزہ ؓ کو دیکھا تو بولا: اپنے اس موٹے ٹھگنے محمدی کو دیکھو۔ شیخ اس کی بات سمجھ گئے (کہ اس نے طعنہ دیا ہے) تو انہوں نے کہا: مجھے یہ امید نہیں تھی کہ میں اس قوم میں باقی رہوں گا جو مجھے حضرت محمد ﷺ کی صحابیت پر طعنہ دے گی۔ تو عبیداللہ نے ان سے کہا: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ کی صحبت تمہارے لیے باعث عزت ہے۔ اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ پھر کہا: میں نے آپ کو

◀ من حديث قتادة به، مختصرًا.

٤٧٤٩ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢١ من حديث أبي طالوت به، وله طريق آخر عنده: ٤/ ٤٢٤، وللحديث شواهد عنده: ٤/ ٤١٩، ٤٢٥، ٤٢٦.

الله مِنْهُ ، ثُمَّ خَرَجَ مُغْضَبًا .

اس لیے بلا بھیجا ہے کہ آپ سے حوض کے متعلق دریافت کروں۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں کچھ کہتے سنا ہے؟ تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ کوئی ایک' دو' تین' چار یا پانچ بار نہیں (بلکہ بار ہا سنا ہے) تو جو اس کو جھٹلائے اللہ اس کو اس سے نہ پلوائے' پھر غصے سے باہر نکل آئے۔

فائدہ: میدان حشر میں حوض کوثر کا وجود صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے' اس کا انکار کفر ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (صحیح البخاری' الرقاق' حدیث:٦٥٨٢' ٦٥٨٣ وغیرہ' و صحیح مسلم' الفضائل' حدیث : ٢٣٠٣' ٢٣٠٤ وغیرہ)

(المعجم ٢٣، ٢٤) - بَابُ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (التحفة ٢٧)

باب: ٢٣' ٢٤- قبر میں سوال جواب اور عذاب کا بیان

٤٧٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سَعْدِ ابنِ عُبَيْدَةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ فَشَهِدَ أَن لا إِلَهَ إِلَّا الله وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، فَذٰلِكَ قَوْلُ الله تَعالَى: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾». [إبراهيم: ٢٧].

٤٧٥٠- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ شہادت دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہی مصداق ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو پختہ بات کے ساتھ دنیا میں ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا۔''

فائدہ: قبر کے سوال و جواب کا مسئلہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں بیان ہوا ہے اور متعدد صحیح احادیث میں وارد ہے۔ اس لیے اس کا انکار کفر ہے۔ (صحیح البخاری' التفسیر' حدیث :٤٦٩٩)

٤٧٥٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة إبراهيم عليه الصلاة والسلام، باب: ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾، ح: ٤٦٩٩ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٧١ من حديث شعبة به.

٤٧٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهّابِ بنُ عَطَاءِ الْخَفَّافُ، أَبُو نَصْرٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ: أَنّ رَسُولَ الله ﷺ دَخَلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فقالَ: «مَنْ أَصْحَابُ هٰذِهِ الْقُبُورِ؟» قالُوا: يا رَسُولَ الله! نَاسٌ مَاتُوا في الْجَاهِلِيَّةِ فقالَ: «تَعَوَّذُوا بالله مِنْ عَذَابِ النّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجّالِ». قالُوا: وَمِمَّ ذَاكَ يَا رَسُولَ الله؟ قال: «إنَّ الْمُؤْمِنَ إذَا وُضِعَ في قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ لَهُ: ما كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فإنِ الله تَعالَى هَدَاهُ، قال: كُنْتُ أَعْبُدُ الله، فَيُقَالُ: ما كُنْتَ تَقُولُ في هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: هُوَ عَبْدُ الله وَرَسُولُهُ، فَمَا يُسْأَلُ عن شَيْءٍ غَيْرِهَا فَيُنطَلَقُ بِهِ إلى بَيْتٍ كَانَ لَهُ في النّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ في النّارِ، وَلٰكِنَّ الله عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا في الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: دَعُونِي حَتَّى أَذْهَبَ فأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ: اسْكُنْ. وَإِنَّ الْكَافِرِ إِذَا وُضِعَ في قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ، فَيَقُولُ لَهُ: ما كُنْتَ تَعْبُدُ: فَيَقُولُ: لا أَدْرِي، فَيُقَالُ لَهُ: لا دَرَيْتَ وَلا تَلَيْتَ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ في هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ أَقولُ ما يَقُولُ النَّاسُ، فَيَضْرِبُهُ

۴۷۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنو نجار کے ایک نخلستان میں داخل ہوئے۔ آپ نے ایک آواز سنی اور گھبرا گئے اور پوچھا: یہ قبروں والے کون ہیں؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ تھے جو دور جاہلیت میں مر گئے تھے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے آگ کے عذاب اور دجال کے فتنے سے امان مانگو۔'' انہوں نے کہا: اور یہ کیسے ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ مومن آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے' وہ اس سے پوچھتا ہے تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ تو اگر اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے' تو وہ کہتا ہے: میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے' تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں پوچھا جاتا۔ چنانچہ اسے ایک گھر کی طرف لے جایا جاتا ہے جو اس کے لیے دوزخ میں مقرر تھا اور اس سے کہا جاتا ہے: (دیکھ) دوزخ میں یہ تیرا گھر تھا لیکن اللہ نے تجھ کو بچا لیا ہے اور تجھ پر رحم کیا ہے اور اس کے بدلے تجھے جنت میں گھر دے دیا ہے۔ تو وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو کہ جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دے آؤں' تو اسے کہا جاتا ہے آرام کرو۔ اور کافر آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس کو جھڑکتا ہے اور پوچھتا ہے: تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: نہ تو نے

٤٧٥١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣١.

بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

جانا اور نہ پڑھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ تو وہ فرشتہ لوہے کے ایک بھاری بھرکم ہتھوڑے (گرز) کے ساتھ اس کے کانوں کے درمیان مارتا ہے تو وہ اس سے اس قدر چیختا چلاّتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کے علاوہ ساری مخلوق اس کی آواز سنتی ہے۔"

٤٧٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بِمِثْلِ هٰذَا الإسْنَادِ نَحْوَهُ قالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ أَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَقُولَانِ لَهُ»، فَذَكَرَ قَرِيبًا مِنْ [حَدِيثِهِ] الأَوَّلِ قالَ فِيهِ: «وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُولَانِ لَهُ»، زَادَ «الْمُنَافِقَ» وَقَالَ: يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

۴۷۵۲-محمد بن سلیمان نے عبدالوہاب سے اسی اسناد سے اس حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا: "جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس آنے لگتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں......" اور پہلی حدیث کے قریب قریب بیان کیا۔ اس میں کہا: "کافر اور منافق کہتے ہیں......" اس میں "منافق" کا لفظ زیادہ ہے۔ نیز یہ کہا: "اس کی چیخ کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ قریب قریب کی سب مخلوق سنتی ہے۔"

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ بظاہر جو اختلاف نظر آتا ہے مختلف افراد کے احوال کی بنا پر ہے۔ صالح بندے کے پاس ایک ہی فرشتہ آتا ہے اور نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرے کے پاس دو آتے ہیں اور یہ فرشتے کبھی لوگوں کے جانے سے پہلے آجاتے ہیں اور دونوں ہی سوال کرتے ہیں تاکہ قبر کے سوالات اور وہاں کے امتحان کی ہیبت اور شدت میں سختی کا اظہار ہو۔ (عون' التذكرة للقرطبي)

٤٧٥٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۷۵۳-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٧٥٢_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣١.

٤٧٥٣_ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٢١٢، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٧ عن أبي معاوية الضرير به، ورواه النسائي، ح: ٢٠٠٣، وابن ماجه، ح: ١٥٤٨، ١٥٤٩، وهو في الزهد لهناد بن السري: ١/ ٢٠٥_٢٠٧، ح: ٣٣٩، ورواه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٢٠ (بتحقيقي) من حديث أبي داود به، وصححه في شعب الإيمان، ح: ٣٩٥ وغيره.

حَدَّثَنا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعاوِيَةَ - وَهٰذا لَفْظُ هَنَّادٍ: عن الأعمَشِ - عن المِنْهالِ، عن زاذانَ، عَنِ الْبَراءِ بنِ عَازِبٍ قالَ: خَرَجْنا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في جَنازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأنْصارِ فانْتَهَيْنا إلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ الله ﷺ وَجَلَسْنا حَوْلَهُ كَأَنَّما عَلٰى رُؤُوسِنا الطَّيْرُ وفي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ في الأرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فقالَ: «اسْتَعِيذُوا باللهِ مِنْ عذابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ أو ثَلاثًا. زادَ في حَدِيثِ جَرِيرٍ هٰهُنا، وقالَ: «وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقالُ لَهُ: يا هٰذا مَنْ رَبُّكَ؟ وَما دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ». قالَ هَنَّادٌ: قالَ: «وَيأْتِيهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسانِهِ فَيَقُولانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيقُولُ: رَبِّيَ الله، فَيَقُولانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيقُولُ: دِينِيَ الإسْلامُ، فَيَقُولانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ قالَ: فَيقُولُ: هُوَ رَسُولُ الله ﷺ، فَيَقُولانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَيقُولُ: قَرَأْتُ كِتابَ الله فآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ». زادَ في حَدِيثِ جَرِيرٍ: «فَذٰلِكَ قَوْلُ الله تَعالٰى: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾» [إبراهيم: ٢٧] الآيَةَ - ثُمَّ اتَّفَقا - قالَ: «فَيُنادِي مُنادٍ مِنَ السَّماءِ أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ

ہے انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں (نہایت پرسکون اور خاموشی سے بیٹھے تھے۔) آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ اس سے زمین کرید رہے تھے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''اللہ سے قبر کے عذاب کی امان مانگو۔'' آپ نے یہ دو یا تین بار فرمایا۔ جریر کی روایت میں یہاں یہ اضافہ ہے...... ''جب لوگ واپس جاتے ہیں تو میت ان کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے جبکہ اس سے یہ پوچھا جا رہا ہوتا ہے: اے فلاں! تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟'' ہناد نے کہا: فرمایا: ''اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں --- ﷺ --- پھر وہ کہتے ہیں: تجھے کیسے علم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔'' جریر کی روایت میں مزید ہے: ''یہی (سوال جواب ہی) مصداق ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ پھر وہ دونوں روایت کرنے میں متفق ہیں۔ فرمایا: ''پھر آسمان سے منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے: تحقیق میرے بندے نے سچ کہا ہے اسے جنت

مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ». قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوحِهَا وَطِيبِهَا». قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ». قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرَ»، فَذَكَرَ مَوْتَهُ. قَالَ: «وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَادِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي؟ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ» قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا». قَالَ: «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمَ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا». قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا». قَالَ: «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ».

کا بستر بچھا دو، اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو، اور اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو۔" فرمایا: "جنت کی طرف سے وہاں کی ہوائیں، راحتیں اور خوشبو آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر کو انتہائے نظر تک وسیع کر دیا جاتا ہے۔" پھر کافر اور اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور وہ اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! مجھے خبر نہیں۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! مجھے خبر نہیں۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! مجھے خبر نہیں۔ تو منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا، اسے آگ کا بستر بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ فرمایا کہ پھر اس جہنم کی طرف سے اس کی تپش اور سخت گرم ہوا آنے لگتی ہے اور اس پر قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے حتی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔" جریر کی روایت میں مزید ہے: "پھر اس پر ایک اندھا گونگا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، جس کے پاس بھاری گرز ہوتا ہے۔ اگر اسے پہاڑ پر مارا جائے تو وہ (پہاڑ) مٹی مٹی ہو جائے۔ پھر وہ اسے اس کے ساتھ ایسی چوٹ مارتا ہے جس کی آواز جنوں اور انسانوں کے علاوہ مشرق و مغرب کے درمیان ساری مخلوق سنتی ہے۔ اور پھر وہ مٹی (ریزہ ریزہ) ہو جاتا ہے۔" فرمایا: پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔"

٤٧٥٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا

۴۷۵۴- ابو عمر زاذان نے کہا کہ میں نے حضرت

٤٧٥٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٢٤ (بتحقيقي) من ◀◀

عَبْدُ اللهِ بنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنا الأعمَشُ : حَدَّثَنا المِنْهَالُ عن أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - بَابٌ: فِي ذِكْرِ الْمِيزَانِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۴، ۲۵-ترازو کا بیان

فائدہ: قیامت میں اعمال کا تولا جانا حق ہے۔ اس کے لیے ترازو قائم کی جائے گی اور اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ درج ذیل آیات میں اس کی صراحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَابِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾ (الانبیاء:۴۷) ”قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے، کسی جان پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی، اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوا تو ہم اسے لے آئیں گے اور حساب لینے کو ہم کافی ہیں۔“ ﴿وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ﴾ (الاعراف:۹،۸) ”اس دن وزن کیا جانا حق ہے تو جس کے تول بھاری ہو گئے وہی کامیاب ہیں اور جن کے تول ہلکے رہے تو یہ وہی ہیں جنھوں نے ہماری آیتوں کی حق تلفی کی اور اپنے آپ کو گھاٹا دیا۔“ ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ (القارعة: ٦-٩) ”جس کے تول بھاری رہے تو وہ پسندیدہ زندگی میں ہو گا اور جس کے تول ہلکے رہے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ (جہنم) ہو گا۔“

٤٧٥٥ - حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَحُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ إبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ قالَ : أخْبَرَنَا يونُسُ عن الْحَسَنِ، عن عَائِشَةَ : أَنَّها ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ ، فقَال رَسُولُ الله ﷺ: «ما يُبْكِيكِ؟» قالَتْ : ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ ، فَهَلْ تَذْكُرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ : «أَمَّا في

۴۷۵۵-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جہنم کا ذکر کیا اور رونے لگیں، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟“ کہنے لگیں: مجھے جہنم یاد آئی ہے تو رونے لگی ہوں۔ تو کیا بھلا آپ قیامت کے روز اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا: ”تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: ترازو کے پاس حتی

◀◀ حديث أبي داود به .

٤٧٥٥ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الاعتقاد، ص: ٢١٠ من حديث أبي داود، وأحمد: ٦/ ١٠١ من حديث الحسن البصري به، وعنعن.

ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا، عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ، وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوا كِتَٰبِيَهْ﴾ [الحاقة:١٩] حَتَّى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ، أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ».

کہ اسے پتا چل جائے کہ اس کا تول ہلکا ہوا یا بھاری' نامۂ اعمال ملنے کے وقت' جب کہا جائے گا ﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَه﴾ ''آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو۔'' حتی کہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں میں یا کمر کے پیچھے سے' اور (تیسرا مقام) پل صراط ہے جب اسے جہنم پر عین وسط میں ٹکایا جائے گا۔''

قَالَ يَعْقُوبُ عن يُونُسَ، وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ.

یعقوب نے عن یونس کے الفاظ سے روایت کی اور یہ حدیث اسی کے الفاظ میں ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ محشر کے سارے ہی مراحل دہشت ناک ہیں مگر یہ مذکورہ احوال زیادہ سخت ہوں گے۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - بَابٌ: فِي الدَّجَّالِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۵'۲۶- دجال کا بیان

فائدہ: دجال کا لفظ دجل سے اسم مبالغہ ہے اور معنی ہیں: ''انتہائی فریبی۔'' قیامت سے پہلے ایک شخص ظاہر ہوگا جو مختلف شعبدہ بازیوں سے لوگوں کے ایمان پر حملہ آور ہوگا اور اپنی الوہیت کا دعوٰی کرے گا۔ اس کا یہ فتنہ سب فتنوں سے بڑھ کر ہوگا۔ اس کی ظاہر علامات اور اس کے اعمال کا بیان احادیث کی سب کتب میں موجود ہے۔ آخر میں اس کا قتل سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے ہوگا۔

٤٧٥٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عن أَبِي عُبَيْدَةَ بنِ الْجَرَّاحِ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ»،

۴۷۵۶- حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تحقیق نوح علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی علامات بیان فرمائیں اور کہا: ''ممکن ہے کہ اسے وہ آدمی پالے جس نے مجھے

٤٧٥٦_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الدجال، ح: ٢٢٣٤ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٩٥، والحاكم: ٤/ ٥٤٢، ٥٤٣، ووافقه الذهبي.

فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ مَنْ قَدْ رَآنِي وَسَمِعَ كَلَامِي». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ، أَمِثْلَها الْيَوْمَ. قَالَ: «أَوْ خَيْرٌ».

دیکھا ہے اور میری باتیں سنی ہیں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان دنوں ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ کیا بھلا ایسے ہی ہوں گے جیسے کہ آج ہیں؟ فرمایا: ''یا اس سے بہتر۔''

٤٧٥٧ - حَدَّثَنا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: «إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلٰكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ».

۴۷۵۷- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی جو اس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''میں تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور جو بھی نبی آیا ہے اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ یقیناً نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا' لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ عزوجل قطعاً کانا نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''دجال'' کا سب سے بڑا دجل اور فتنہ مختلف شعبدے دکھا کر اپنی الوہیت کا اقرار کرانا ہوگا۔ ② اللہ عزوجل صفت عین (آنکھ) سے موصوف ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہیں اور دجال کا عیب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ وصف باری تعالیٰ کی بابت قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ (الطور: ۴۸) ''اللہ کے حکم کے مطابق صبر کیجیے۔ بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔'' اللہ عزوجل کی تمام صفات پر ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا ایمان ہے۔ ہم ان کی کوئی تاویل نہیں کرتے۔ ہم نہ ان کو معطل سمجھتے ہیں نہ انکار کرتے ہیں اور نہ تشبیہ دیتے ہیں' بلکہ یہ ویسی ہی ہیں جیسی اس کی ذات والاشان کے لائق ہیں۔ ان کی حقیقت کی ٹوہ میں لگنا اور ان کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ اس لیے کہ ہماری عقل اور ادراک اس کو پا ہی نہیں سکتے۔ ٹوہ لگانے سے محض پریشان خیالی پیدا ہوگی۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - بَابٌ: فِي الْخَوَارِجِ (التحفة ٣٠)

باب:۲۶-خوارج کا بیان

٤٧٥٧ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٢٩.

فائدہ: [خوارج' خارجة] کی جمع ہے۔اس طائفہ کی ابتدا اس وقت ہوئی جب کچھ لوگوں نے سیدنا علی ؓ کی اطاعت سے سرکشی کرتے ہوئے خروج (بغاوت) کیا اور معاملہ تحکیم کے تحت ان پر الزام یہ لگایا کہ آپ نے کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے لوگوں کو فیصل بنایا ہے۔اور بہانہ یہ بنایا کہ [إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ] "فیصلہ صرف اللہ کا ہے۔" یہ الفاظ برحق مگر ان کا مقصود باطل تھا۔اللہ کے فرمان (قرآن) کے مطابق فیصلہ بہر حال کوئی قاضی یا حاکم کرے گا قرآن میں ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدة:۴۴) "جنہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں۔" اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے مطابق فیصلہ انسانوں ہی نے کرنا ہے۔ان لوگوں کے متعدد فرقے ہیں جب کہ ان کے بنیادی نظریات یہ ہیں: ٭ سیدنا عثمان اور سیدنا علی ؓ سے براءت کا اظہار۔ ٭ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے۔ ٭ اور امام المسلمین جب سنت کے خلاف کرے تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا واجب ہے۔(الملل والنحل' از شهرستانی)

٤٧٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ عَيَّاشٍ وَمَنْدَلٌ عن مُطَرِّفٍ، عن أَبي جَهْمٍ، عن خَالِدِ بنِ وَهْبَانَ، عن أَبي ذَرٍّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ فَارَقَ الجَماعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ».

۴۷۵۸- حضرت ابوذر ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی' اس نے اسلام کی رسی کو اپنے گلے سے اتار پھینکا۔"

فوائد و مسائل: ① جماعة سے مراد "اہل السنة والجماعة" ہیں جو عقیدۂ توحید اور تمسک بالسنہ کو دین کی بنیاد مانتے ہیں۔اسی پر آپس میں متحد و متفق ہیں۔ ② مسلمانوں کے حاکم سے کوئی گناہ اور غلطی ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ "صریح کفر" کا مرتکب ہو یا جب وہ نفاذ دین کے راستے سے انحراف کریں۔

٤٧٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا مُطَرِّفُ بنُ طَرِيفٍ عن أَبي الْجَهْمِ، عن خَالِدِ بنِ وَهْبَانَ، عن أَبي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَيْفَ

۴۷۵۹- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تمہارا کیا حال ہو گا جبکہ امام (خلیفہ) اس مالِ فے اور غنیمت کو ذاتی مال سمجھیں گے۔" (یعنی شرعی تقاضوں کے مطابق خرچ اور

٤٧٥٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٠ من حديث زهير به، ورواه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٠٥٣ بإسناد صحيح عن زهير بلفظ: "من فارق الجماعة والإسلام فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه".

٤٧٥٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٩ من حديث زهير به.

أَنْتُمْ وَأَئِمَّةٌ مِنْ بَعْدِي يَسْتَأْثِرُونَ بِهٰذَا الْفَيْءِ» قُلْتُ: أَمَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! أَضَعُ سَيْفِي عَلَى عَاتِقِي ثُمَّ أَضْرِبُ بِهِ حَتَّى أَلْقَاكَ - أَوْ أَلْحَقَكَ - قَالَ: «أَوَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ تَصْبِرُ حَتَّى تَلْقَانِي».

تقسیم نہیں کریں گے۔) میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ (سچا پیغمبر بنا کے) بھیجا' تب تو میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں گا اور اس سے ماروں گا حتی کہ آپ سے آملوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ صبر کرنا حتی کہ مجھ سے آملو۔

٤٧٦٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ أَنْكَرَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ هِشَامٌ: «بِلِسَانِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ» فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَفَلَا نَقْتُلُهُمْ؟ قَالَ: «لَا، مَا صَلَّوْا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟.

٤٧٦٠- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ایسے امام (امیر) مقرر ہوں گے جن کی کچھ باتیں تمہیں بھلی لگیں گی اور کچھ بری بھی جانو گے۔ تو جس نے انکار کیا...... بالفاظ ہشام...... اپنی زبان سے انکار کیا' تو وہ بری ہوا' اور جس نے دل سے انکار کیا وہ محفوظ رہا' لیکن جو راضی رہا اور ان کا متبع بنا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! تو کیا ہم ان کو قتل نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔'' امام ابوداود ؒ نے کہا: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟

فوائد ومسائل: ① نماز ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی پابندی انسان کے لیے بڑے سے بڑے گناہ سے بھی قتل و قتال سے رکاوٹ بن جاتی ہے' سوائے اس کے کہ معروف حدود کا ارتکاب کرے۔ ② اور ایسے امراء جو نماز پڑھتے ہوں ان کے خلاف خروج (بغاوت) جائز نہیں۔ نماز ترک کر دیں تو مسئلہ اختلافی ہے۔ ③ شرعی منکرات اور رعیت پر ظلم کو آدمی قوت سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے یا کم از کم دل سے ان کو برا کہنا اور جاننا فرض ہے ورنہ ایمان نہیں۔ ④ ظالموں کے ظلم پر راضی رہنا اور ان کا معاون بننا دنیا اور آخرت کی ہلاکت کا باعث ہے۔

٤٧٦١- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

٤٧٦١- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے نبی ﷺ

٤٧٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف الشرع ... الخ، ح: ١٨٥٤ عن سليمان بن داود أبي الربيع العتكي به.

٤٧٦١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ١٥٨ من حديث أبي داود به.

مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن قَتَادَةَ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ عن ضَبَّةَ بنِ مِحْصَنٍ الْعَنَزِيِّ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: «فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ». قَالَ قَتَادَةُ: يَعْنِي مَنْ أَنْكَرَ بِقَلْبِهِ وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ.

سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے دل سے ناپسند جانا اور مکروہ سمجھا وہ بری ہوا اور جس نے انکار کیا وہ محفوظ رہا۔'' قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: مقصد یہ ہے کہ دل سے انکار کیا اور دل سے برا جانا۔

فائدہ: ''دل سے برا جاننے'' کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے آدمی کو عزم رکھنا چاہیے کہ آج تو نہیں کل کلاں جب ممکن ہوا اس برائی کا قلع قمع کر کے رہوں گا۔

٤٧٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ، عن عَرْفَجَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ فِي أُمَّتِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ جمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ».

۴۷۶۲- حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت میں فتنے ہوں گے' فتنے اور فتنے۔ چنانچہ جس نے چاہا کہ مسلمانوں کے معاملے میں تفرقہ ڈال دے جبکہ وہ متحد و متفق ہوں تو ایسے کو تلوار سے قتل کر دینا' خواہ کوئی بھی ہو۔''

فائدہ: یہ فتنہ سب سے پہلے انہی لوگوں نے ڈالا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی جو متفق علیہ خلیفۂ راشد تھے۔ بعد میں انہی لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج (بغاوت) کیا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - بَابٌ: فِي قِتَالِ الْخَوارِجِ (التحفة ٣١)

باب: ۲۷'۲۸- خوارج سے قتال کا بیان

٤٧٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عَنْ

۴۷۶۳- جناب عبیدہ سلمانی نے روایت کیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک ہاتھ چھوٹا ہوگا یا اس میں نقص

٤٧٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع، ح: ١٨٥٢ من حديث شعبة به.

٤٧٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ١٠٦٦ من حديث حماد بن زيد به.

عَبِيدَةَ: أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ فَقَالَ: فِيهِمْ رَجُلٌ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ: لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَنَبَّأْتُكُم مَا وَعَدَ اللهُ الَّذِين يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ قال: قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْهُ؟ قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!.

ہوگا یا ایسے ہوگا جیسے عورت کا پستان' اگر مجھے اندیشہ نہ ہو کہ تم لوگ خوشی میں آ کر بہت آگے بڑھ جاؤ گے تو میں تمہیں وہ ضرور بتا دیتا جو اللہ عزوجل نے حضرت محمد ﷺ کی زبانی ان سے قتال کرنے والے کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے۔ عَبِیدہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ فرمان آپ نے نبی ﷺ سے سنا تھا؟ فرمایا: ہاں' رب کعبہ کی قسم!

٤٧٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن كَثِيرٍ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِيهِ، عنِ ابنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَّمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ بَيْنَ الأَقْرَعِ بنِ حَابِسٍ الحَنْظَلِيِّ ثُمَّ المُجَاشِعِيِّ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، قالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ وَقَالَتْ: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا، فَقالَ: «إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ» قالَ: فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِىءُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ قالَ: اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ: «مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ؟

۴۷۶۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جو ابھی صاف نہیں کیا گیا تھا۔ آپ نے اسے اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی' عیینہ بن بدر فزاری' بنو نبہان کے زید الخیل الطائی اور بنو کلاب کے علقمہ بن عُلاثہ عامری چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ تو قریشیوں اور انصاریوں کو اس پر غصہ آیا اور انہوں نے کہا: اہل نجد کے بڑوں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو ان کی تالیف قلب کرنا چاہتا ہوں (تاکہ اسلام میں ان کا دل جم جائے۔'') تو اس اثنا میں ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں گہری (اندر کو دھنسی ہوئی) تھیں رخسار ابھرے ہوئے' پیشانی اوپر کو اٹھی ہوئی' ڈاڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا' کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اللہ عزوجل تو مجھے زمین والوں کے لیے امین بنائے اور تم

٤٧٦٤_ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿وإلى عاد أخاهم هودًا﴾ ح: ٣٣٤٤ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الزكوة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح: ١٠٦٤/ ١٤٣ من حديث سعيد بن مسروق أبي سفيان به.

ولا تَأْمَنُونِي؟» قال: فَسَأَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ - أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيد - قالَ: فَمَنَعَهُ قالَ: فَلَمَّا وَلَّى، قالَ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِىءِ هٰذَا» أَوْ «فِي عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا وَالله! أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عادٍ».

مجھے امین نہیں سمجھتے ہو؟'' راوی نے کہا: اس پر ایک شخص نے پوچھا: کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ میرا خیال ہے وہ خالد بن ولید تھے۔ مگر آپ ﷺ نے اسے روک دیا۔ پھر جب وہ کمر پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص کی نسل میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا' اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے' اللہ کی قسم! اگر میں نے ان کو پایا تو انہیں قوم عاد کی مانند قتل کروں گا۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ انتہائی حلیم و متحمل مزاج تھے اور بے ادب و گستاخ لوگوں سے بھی صرف نظر کر جاتے تھے۔ چنانچہ حکام' قضاۃ اور اصحاب منصب کو بھی چاہیے کہ پہلے جاہلوں کی اصلاح کی کوشش کریں لیکن اگر وہ علانیہ فساد پھیلانے لگیں تو ان کا قلع قمع کریں۔

٤٧٦٥ - حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ وَمُبَشِّرٌ يَعْنِي ابنَ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيَّ، بِإِسْنَادِهِ عنْ أَبِي عَمْرٍو، قالَ: يَعْنِي الْوَلِيدَ: حدثنا أَبُو عَمْرٍو قالَ: حدثني قَتَادَةُ عنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ ابنِ مالِكٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ

۴۷۶۵-حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں اختلاف و افتراق آ جائے گا۔ ایک قوم باتیں بہت اچھی اچھی کرے گی مگر کام ان کے بہت برے ہوں گے۔ قرآن پڑھتے ہوں گے مگر وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے ہدف (شکار) سے نکل جاتا ہے۔ ان کا حق کی طرف لوٹنا ایسے ہی محال ہوگا جیسے تیر کا اپنی کمان پر واپس آنا۔ وہ انسانوں میں اور مخلوقات میں سب سے برے ہوں گے۔ مبارک ہو ایسے شخص کو جو

٤٧٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٤ من حديث أبي عمرو الأوزاعي به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٧، ١٤٨، ووافقه الذهبي * قتادة عنعن.

عَلٰى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللهِ تَعَالَى مِنْهُمْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا سِيمَاهُمْ قَالَ: «التَّحْلِيقُ».

انہیں قتل کرے اور وہ اسے قتل کریں۔ (شہادت پا جائے۔) وہ بظاہر اللہ کی کتاب کی طرف بلائیں گے مگر ان کا کوئی تعلق اس کتاب سے نہیں ہوگا۔ جو ان سے قتال کرے گا وہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوگا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی علامت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''سر منڈانا۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ دیگر محققین اس کو صحیح قرار دیتے ہیں اور انہی کی رائے اقرب الی الصواب محسوس ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، مسند امام احمد: ۲۱/۵۱، ۵۲، حدیث: ۱۳۳۳۸) ② انسان کے قول وفعل میں تضاد ہونا ایسی قبیح بات ہے جو اللہ عزوجل کے انتہائی غضب اور اس کی ناراضی کا باعث ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف: ۳) ''اللہ عزوجل کے نزدیک انتہائی ناپسند ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔'' ③ دین کی من مانی تعبیر، فسق وفجور اور بدعات اور ان میں غلو کی نحوست یہ ہے کہ انسان توبہ اور حق کی طرف لوٹنے کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّیْ. ④ دین کا وہی فہم اور وہی تعبیر مقبول ومعتبر ہے جو جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے۔ ⑤ خلیفۃ المسلمین کا فرض ہے کہ دین اور مسلمانوں میں فتنہ اور انتشار پیدا کرنے والوں کا قلع قمع کرے اور ان سے قتال کرنے والے یا اس میں شہید ہو جانے والے لوگ افضل لوگ ہوتے ہیں۔ ⑥ سر کے بال بڑھا کر رکھنا منڈانے کی نسبت زیادہ افضل ہے تاکہ ایسے لوگوں سے مشابہت نہ رہے۔ ویسے منڈانا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا، البتہ خوارج اس کا التزام کرتے تھے اور یہ ان کی پہچان بن گئی تھی۔

٤٧٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ، قَالَ: «سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ وَ[التَّسْبِيدُ] فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ».

۴۷۶۶- جناب قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اس روایت میں ہے: ''ان (خوارج) کی علامت سر منڈانا اور بال دور کرنا ہے۔ جب تم انہیں پاؤ تو انہیں سلا (قتل کر) دینا۔''

٤٧٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في ذكر الخوارج، ح: ١٧٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٦٦٩ مرسل، لم يذكر أنسًا، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، انظر الحديث السابق: ٤٧٦٥ * قتادة عنعن.

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: التَّسْبِيدُ: اسْتِئْصَالُ الشَّعْرِ].

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: حدیث میں وارد لفظ [اَلتَّسْبِيد] کے معنی ہیں: [اِسْتِئْصَالُ الشَّعْر] ''بالوں کو جڑوں سے اکھیڑنا یا جڑوں سے مونڈنا۔''

٤٧٦٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عن خَيْثَمَةَ، عنْ سُوَيْدِ بنِ غَفَلَةَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: إذَا حَدَّثْتُكمْ عنْ رَسُولِ الله ﷺ حَدِيثًا فَلأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّماءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُم فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُم فَإِنَّمَا الْحَرْبُ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «يَأْتِي في آخِرِ الزَّمانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الأسْنانِ سُفَهاءُ الأحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإسْلَامِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمانُهُمْ حَناجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيامَةِ».

٤٧٦٧- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں (تو اس میں کوئی خِفا نہیں ہوتا' بالکل حق اور صاف ہوتی ہے) مجھے آسمان سے گرنا' رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی نسبت بہت زیادہ پسند ہے اور جب میں تم سے آپس کی کوئی بات کرتا ہوں تو (یاد رکھو) لڑائی چال کا نام ہے (بہت سی مصلحتیں ملحوظ رکھنی ضروری ہیں اس لیے ان باتوں کو عام نہیں کرنا چاہیے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''آخری زمانے میں لوگ آئیں گے جو عمروں میں نوجوان ہوں گے مگر بے عقل۔ مخلوق میں سب سے افضل ترین شخصیت (رسول اللہ ﷺ) کی باتیں کرتے ہوں گے مگر دین سے ایسے گزر جائیں گے جیسے کہ تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا ہوگا۔ تم ان سے جہاں بھی ملو انہیں قتل کر دینا۔ بلاشبہ ان کے قتل میں ان کے قاتل کے لیے قیامت کے روز بہت بڑا اجر ہوگا۔''

٤٧٦٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمانَ عنْ سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ قال: أخبرني

٤٧٦٨- زید بن وہب جہنی نے بیان کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس لشکر میں شریک تھا جو خارجیوں کی طرف گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو!

٤٧٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦١١ عن محمد بن كثير، ومسلم، الزكوة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ١٠٦٦ من حديث سفيان به.

٤٧٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في المصنف، ح: ١٨٦٥٠.

زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانوا مَعَ عَلِيٍّ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فقَالَ عَلِيٌّ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتي يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَيْسَتْ قِرَاءَتُكُم إِلٰى قِرَاءَتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صَلَاتُكُم إِلٰى صَلَاتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صِيامُكُم إِلٰى صِيَامِهِمْ شَيْئًا، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، يَحْسَبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الإسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ»، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوا عَلَى الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَتْ لَهُ ذِرَاعٌ عَلٰى عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، أَفَتَذْهَبُونَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُم إِلٰى ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ؟ وَاللهِ! إِني لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا في سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلٰى اسْمِ اللهِ، قَالَ سَلَمَةُ ابنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا مَنْزِلًا حَتَّى مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ. قَالَ: فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ، فقَالَ لَهُمْ: أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھتے ہوں گے۔ تمہاری قراءت ان کی قراءت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوگی' نہ تمہاری نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلے میں کچھ ہوں گی نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں کچھ حیثیت رکھتے ہوں گے' وہ قرآن پڑھتے ہوں گے اور سمجھیں گے کہ یہ ان کے حق میں دلیل اور تائید ہے' حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا۔ ان کی نمازیں ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھیں گی۔ اسلام سے ایسے گزر جائیں گے جیسے تیر اپنے شکار میں سے نکل جاتا ہے۔'' اگر اس لشکر کو جوان (خارجیوں) کو قتل کرے گا ان فضائل کا علم ہو جائے جو اللہ نے ان کے نبی ﷺ کی زبانی ان کے لیے مقدر فرمائے ہیں تو وہ اسی پر تکیہ کر لیں اور ان (خارجیوں) کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کی کہنی سے اوپر کا بازو تو ہوگا' کہنی سے نیچے کلائی نہیں ہوگی۔ اوپر کے بازو کا آخر پستان کی بھٹنی کی طرح ہوگا۔ اس پر سفید بال ہوں گے۔ کیا بھلا تم لوگ معاویہ اور اہل شام کی طرف جانا چاہتے ہو اور ان (خارجیوں) کو اپنی اولادوں اور مال و اسباب میں پیچھے چھوڑ دینا چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ (جن کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی) انہوں نے حرام خون بہایا اور لوگوں کے محفوظ علاقے (جان' عزت' مال) لوٹی۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر (ان کے مقابلے میں) چلو۔ سلمہ بن کہیل نے کہا کہ زید بن وہب مجھے منزل بمنزل لے کر چلتے گئے حتی کہ ہم

السُّيُوفَ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ. قَالَ: فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَاسْتَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ. قَالَ: وَقَتَلُوا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، قَالَ: وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ، فَلَمْ يَجِدُوا، قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ حَتّٰى أَتٰى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ: أَخْرِجُوهُم، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ، فَكَبَّرَ وَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! آللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: إِي وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! حَتّٰى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ.

ایک پل سے گزرے' پھر بتایا کہ جب ہم ان کے مقابل ہوئے اور خارجیوں کا سردار عبداللہ بن وہب راسبی تھا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا: نیزے پھینک دو اور تلواریں اپنی میانوں سے نکال لو۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ تم سے اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے حروراء والے دن کیا تھا۔ کہا: چنانچہ ان لوگوں نے اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں کھینچ لیں تو لوگوں نے ان کو اپنے نیزوں سے چھلنی کرنا شروع کر دیا اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر قتل کیا۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے صرف دو آدمی شہید ہوئے۔ تو حضرت علی نے کہا: تلاش کرو' ان میں ایک لُنجا ہوگا' مگر انہیں نہ ملا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے حتی کہ ان میتوں کے پاس آئے جو ایک دوسرے پر قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: انہیں نکالو۔ چنانچہ انہوں نے اسے پا لیا جو کہ سب سے نیچے زمین پر پڑا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر پکارا اور کہا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے پہنچا دیا۔ پس جناب عبیدہ سلمانی ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المومنین! قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا یہ بیان آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حتی کہ انہوں نے تین بار قسم دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تین بار قسم سے جواب دیا۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: ذُلٌّ لِلْعِلْمِ أَنْ يُجِيبَ الْعَالِمُ كُلَّ مَنْ سَأَلَهُ].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا: یہ علم کی اہانت ہے کہ عالم ہر پوچھنے والے کا جواب دینے لگے۔

فوائد ومسائل: ① جو اعمال ایمان واخلاص اور تقویٰ وسنت کے مطابق نہ ہوں' وہ مقدار میں خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں' اللہ کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں۔ ② عام سیاسی مخالف اور دینی دشمن مقابلے میں ہوں تو مسلمان کو اپنی نظر دینی دشمن پر رکھنی چاہیے۔ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ خلیفۂ راشد تھے جنہوں نے خارجیوں کا قلع قمع کرنے میں سرتوڑ کوشش فرمائی۔ ④ امام مالک کے قول کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے ایک حقیقت واضح کرنے کے لیے بار بار قسم کے ساتھ جواب دیا' یہ ضرورت کے مطابق تھا لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ کسی عام سی بات کو اس طرح کوئی پوچھے تو جواب دینا ضروری ہے۔

٤٧٦٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن جَمِيلِ بنِ مُرَّةَ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو الْوَضِيءِ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: اطْلُبُوا الْمُخْدَجَ فذكَرَ الْحَدِيثَ، فاسْتَخْرَجُوهُ مِنْ تَحْتِ الْقَتْلَى فِي طِينٍ، قال أَبُو الْوَضِيءِ: فكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَبَشِيٌّ عَلَيْهِ قُرَيْطَقٌ لَهُ، إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهَا شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ شُعَيْرَاتِ الَّتِي تَكُونُ عَلَى ذَنَبِ الْيَرْبُوعِ.

۴۷۶۹- ابو وضیؒ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لنجے کو تلاش کرو۔ اور حدیث بیان کی۔ چنانچہ اسے مقتولین کے نیچے سے نکال لیا گیا جو کیچڑ میں لت پت پڑا تھا۔ ابو وضیؒ نے کہا: میں گویا اسے دیکھ رہا ہوں' حبشی آدمی تھا' اس پر قبا تھی' اس کا ایک ہاتھ ایسے تھا جیسے عورت کے پستان پر بھٹنی۔ اس پر چند بال تھے جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں۔

٤٧٧٠- **حَدَّثَنا** بِشْرُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا شَبَابَةُ بنُ سَوَّارٍ عن نُعَيْمِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِي مَرْيَمَ قال: إِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْمُخْدَجَ لَمَعَنَا يَوْمَئِذٍ فِي الْمَسْجِدِ، يُجَالِسُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وكَانَ فَقِيرًا وَرَأَيْتُهُ مَعَ الْمَسَاكِينِ يَشْهَدُ طَعَامَ عَلِيٍّ مَعَ النَّاسِ وَقَدْ كَسَوْتُهُ بُرْنُسًا لِي، قالَ أَبُو مَرْيَمَ: وكَانَ الْمُخْدَجُ يُسَمَّى نَافِعًا ذَا الثُّدَيَّةِ، وكَانَ فِي يَدِهِ مِثْلَ

۴۷۷۰- ابو مریم نے کہا: تحقیق یہ لنجا آدمی ان دنوں ہمارے ساتھ مسجد میں ہوتا تھا۔ دن رات ہم اس کے ساتھ بیٹھتے تھے' فقیر آدمی تھا۔ میں نے اسے مسکینوں کے ساتھ دیکھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طعام میں شریک ہوتا تھا' جو وہ لوگوں کے ساتھ تناول کرتے تھے۔ اور میں نے اس کو اپنا اوورکوٹ بھی دیا تھا۔ ابو مریم نے کہا: اس لنجے کو نافع ذو الثدیة (پستان والا) کہا جاتا تھا۔ اس کے بازو پر عورت کے پستان کی طرح پستان سا تھا اور

٤٧٦٩ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٣٩ من حديث حماد بن زيد به.

٤٧٧٠ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] * أبومريم الثقفي ثقة، ونعيم بن حكيم حسن الحديث على الراجح.

ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَى رَأْسِهِ حَلَمَةٌ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ سِبَالَةِ السِّنَّوْرِ.

اس کے سرے پر بھٹنی بھی تھی۔ اور اس پر بلی کی مونچھوں کی طرح کچھ بال تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عِنْدَ النَّاسِ اسْمُهُ حَرْقُوسُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں میں اس کا نام حرقوس معروف ہے۔

(المعجم ٢٨، ٢٩) - **بَابٌ: فِي قِتَالِ اللُّصُوصِ** (التحفة ٣٢)

باب: ۲۸، ۲۹- چوراچکوں سے قتال کا بیان

٤٧٧١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ حَسَنٍ قال: حدَّثني عَمِّي إبْرَاهِيمُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ طَلْحَةَ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۷۷۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کا مال ناحق طور پر چھیننے کی کوشش کی گئی اور پھر اس نے قتال کیا اور اس میں وہ قتل ہو گیا' تو وہ شہید ہے۔''

٤٧٧٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَسُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ يَعني أَبَا أَيُّوبَ الْهَاشِمِيَّ عن إبْرَاهِيمَ ابنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي عُبَيْدَةَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَوْفٍ، عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ، أَوْ دُونَ دَمِهِ، أَوْ دُونَ دِينِهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۷۷۲- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت یا خون یا دین کے دفاع میں قتل ہو جائے' وہ شہید ہے۔''

٤٧٧١ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب من قتل دون ماله، ح: ٤٠٩٣ من حديث يحيى القطان، والترمذي، ح: ١٤١٩، ١٤٢٠ من حديث عبدالله بن الحسن به، وقال: "حسن صحيح".

٤٧٧٢ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب من قاتل دون أهله، ح: ٤٠٩٩، ٤١٠٠ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٣٣٣، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٨٠، والترمذي، ح: ١٤٢١، وقال: "حسن صحيح".

فائدہ: چوڑا چکے اور ڈاکو جو انسان کے محض مال' جان یا آبرو لوٹنے کے درپے ہوں تو ان سے دفاع حق ہے۔ اگر قتل ہو جائے تو شہید ہے اور حملہ آور آگ میں ہے۔ جان اور عزت و آبرو کے معاملے میں تو کبھی پسپائی اختیار نہیں کی جا سکتی' البتہ مال کے معاملے میں' جب موثر نظام تحفظ اور انصاف موجود نہ ہو تو جائز ہے کہ انسان مال سے دست بردار ہو کر اپنی جان اور آبرو محفوظ کر لے۔ اور اگر حملہ آور محض فتنہ پرور ہوں کہ مال یا آبرو نہ چاہتے ہوں' ان کا مقصد مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا اور اس کی حمایت اور تائید چاہنا ہو' اور اپنے کسی فریق یا حاکم کی تائید یا کسی کی مخالفت کا مطالبہ کرتے ہوں تو اس صورت میں یہ راستہ ہے کہ انسان کسی مسلمان کے خلاف تلوار نہ اٹھائے بلکہ اسے کند کر لے اور خود کسی گروہ کے ساتھ شامل ہو کر فتنے میں اضافے کا سبب نہ بنے اور اس طرح اگر جان بھی چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب.

حدثنا أَبُو دَاوُدَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ قُرَيْشٍ الْبُخَارِيُّ قالَ: سَمِعْتُ نُعَيْمَ بنَ حَمَّادٍ يَقُولُ: الْمُعْتَزِلَةُ تَرُدُّونَ أَلفَيْ حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ نَحْوَ أَلْفَيْ حَدِيثٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن قریش بخاری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے نُعیم بن حماد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ فرقہ معتزلہ کے لوگ نبی ﷺ کی تقریباً دو ہزار احادیث رد کرتے ہیں۔

فائدہ: معتزلہ اور جہمیہ معروف گمراہ فرقے ہیں۔ اسمائے الٰہیہ اور صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں ان کا مسلک اعتدال اور اہل السنۃ والجماعۃ سے مختلف ہے۔ جہمیہ اسماء وصفات کے منکر ہیں۔ معتزلہ اسماء کا اقرار' لیکن صفات کا انکار کرتے ہیں۔ یا اپنی اپنی عقل کو معیار مقرر کر کے باطل تاویلات کرتے ہیں۔ اس طرح آیات قرآنیہ کے علاوہ تقریباً دو ہزار احادیث کے منکر ہیں۔ (ان کے عقائد ونظریات سے آگاہی کیلئے مراجعہ ہو: فتاویٰ ابن تیمیہ اور مقالات الاسلامیین للشیخ ابی الحسن اشعری) اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ منکر حدیث ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ سب احادیث کا انکار کرے' بلکہ منکر حدیث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس حدیث کو چاہے' قبول کر لے اور جسے چاہے ردّ کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی حدیث کا منکر علی الاطلاق حدیث کا انکار نہیں کرتا' بلکہ سب حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں' لیکن جس حدیث کو چاہتے ہیں' اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ نقد وتحقیق کے محدثانہ اصول کی بجائے اپنے من مانے طریقے سے احادیث کا ردّ وقبول' اسی کا نام انکار حدیث ہے۔ سرسید سے لے کر امین احسن اصلاحی اور غامدی تک' سب اسی معنی کے اعتبار سے حدیث کے منکر ہیں اور وہ بجا طور پر اس لقب کے مستحق ہیں۔

حَدَّثَنا أَبُو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ عن عَوْفٍ قالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ

جناب عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: میں نے حجاج (بن یوسف) کو سنا' وہ خطبہ دیتے

يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ مَثَلَ عُثْمانَ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ عِيسَى ابنِ مَرْيَمَ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ يَقْرَؤُها وَيُفَسِّرُها: ﴿إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟﴾ [آل عمران: ٥٥] يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ وإِلٰى أَهْلِ الشَّامِ».

ہوئے کہہ رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال اللہ کے ہاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مانند ہے۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسىٰ ...... الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ”اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے پورا (جسم و جان سمیت) اپنے پاس لانے والا ہوں‘ تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔“ پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ سے ہماری اور اہل شام کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جناب عوف بن مالک بن نضلہ رحمہ اللہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں جن کو خوارج نے حجاج کے ولایت عراق کے زمانے میں قتل کیا تھا۔ ② حجاج نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت میں انتہائی غلو سے کام لیتے ہوئے انہیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی جو کسی طرح جائز نہیں۔ اس طرح اس نے غالباً اہل شام کو کنایتاً کافر کہا اور یہ بھی انتہائی ناجائز بات تھی۔ واللہ اعلم۔

حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو ابنِ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أَخِيهِ، عن مُعَاوِيَةَ: اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا فإِنِّي لأُرِيدُ الْأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتُؤْجَرُوا، فإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا».

جناب وہب بن منبہ اپنے بھائی ہمام بن منبہ کے واسطے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ سفارش کرو اجر پاؤ گے‘ بلاشبہ میں کسی معاملے کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے ٹالتا رہتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور ثواب کے مستحق بنو۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”سفارش کیا کرو اجر پاؤ گے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن بُرَيْدٍ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسٰى عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

جناب ابو معمر اپنی سند سے بواسطہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس کے مثل روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: انسان کو اللہ تعالیٰ نے ”صاحب ارادہ“ بنایا ہے۔ مگر انسان مخلوق ہے تو اس کا ارادہ بھی مخلوق ہے۔ اسی طرح اس کے سب اعمال مخلوق‘ حادث‘ فانی اور عارضی ہیں۔ انسان اپنے اعمال کا محض کمانے والا (مرتکب) ہوتا ہے۔ ان کا خالق اللہ عزوجل ہے۔ اللہ عزوجل کے کچھ اسماء و صفات میں سے بعض الفاظ بندوں کے لیے بھی مستعمل

ہیں جو صرف لغوی لحاظ سے مشترک استعمال ہوتے ہیں، وہ حقیقی معانی کے اعتبار سے اللہ عزوجل کے اسماء وصفات ہیں: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ:١١) اور انسان اور ان کے سبھی اعمال مخلوق، حادث، فانی اور عارضی ہیں۔ ہر صاحب ایمان کو اس فرق سے آگاہ رہنا چاہیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: قَالَ عَفَّانُ: كَانَ يَحْيَى لَا يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے: عفان بن مسلم نے کہا کہ یحییٰ بن سعید القطان، ہمام بن یحییٰ سے روایت نہیں کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ عَفَّانُ: فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ وَافَقَ هَمَّامًا فِي أَحَادِيثَ كَانَ يَحْيَى رُبَّمَا قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ: كَيْفَ قَالَ هَمَّامٌ فِي هٰذَا؟

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: عفان (بن مسلم) نے بتایا کہ جب معاذ بن ہشام (دستوائی) نے اور احادیث بیان کیں، جن سے ہمام کی مرویات کی تائید ہوئی (تو یحییٰ بن سعید نے ان کے بارے میں اپنی رائے بدل لی) چنانچہ اس کے بعد یحییٰ یوں پوچھا کرتے تھے: ہمام نے اس بارے میں کیا کہا ہے؟

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: سَمَاعُ هٰؤُلَاءِ عَفَّانَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ هَمَّامٍ أَصْلَحُ مِنْ سَمَاعِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَتَعَاهَدُ كُتُبَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ عفان اور ان کے ساتھیوں کا ہمام سے سماع عبدالرحمٰن بن مہدی کے (ہمام سے) سماع سے بہت بہتر ہے۔ (اور عفان سماع کے بعد) کتابوں کا مراجعہ کرتے رہتے تھے۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى قَالَ: قَالَ لِي هَمَّامٌ: كُنْتُ أُخطِىءُ وَلَا أَرْجِعُ وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالٰى.

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عفان نے ان شاء اللہ ہمیں بتایا کہ مجھے ہمام بن یحییٰ نے کہا: میں غلطی کرتا رہا کہ مراجعہ نہیں کرتا تھا اور اس بات پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: أَعْلَمُهُمْ بِإِعَادَةِ مَا يَسْمَعُ مِمَّا لَمْ يَسْمَعْ شُعْبَةُ وَأَرْوَاهُمْ هِشَامٌ وَأَحْفَظُهُمْ

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن عبداللہ (المدینی) سے سنا، وہ کہتے تھے: اپنی سماع کردہ احادیث سے بخوبی آگاہ ہونے اور ان کے مراجعہ میں شعبہ سب

سَعِيدُ بنُ أَبي عَرُوبَةَ .

سے بڑھ کر ہیں اور روایت کرنے میں سب سے عمدہ ہشام (دستوائی) اور حفظ میں سعید بن ابی عروبہ سب سے بڑھ کر ہیں۔

فائدہ: مراجعہ کا مطلب ہے' لکھے ہوئے رجسٹروں کو دیکھنا' یعنی راویانِ حدیث اساتذہ سے حدیثیں سن کر انہیں لکھ لیا کرتے تھے' پھر جن کا حافظہ قوی ہوتا تھا' وہ بغیر دیکھے بھی اپنے حافظے کی بنیاد ہی پر احادیث بیان کر دیتے تھے' لیکن جو حفظ وضبط میں کمزور ہوتے' تو وہ مراجعہ کر کے یعنی لکھی ہوئی حدیثوں کو دوبارہ دیکھنے کے بعد بیان کرتے تھے' تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لأَحْمَدَ فقَالَ: سَعِيدُ بنُ أَبي عَرُوبَةَ في قِصَّةِ هِشَام: هٰذَا كُلُّهُ يَحْكُونَهُ عن مُعَاذِ بنِ هِشَامٍ، أَيْنَ كَانَ يَقعُ هِشَامٌ مِنْ سَعِيدٍ لَوْ بَرَزَ لَهُ .

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے کہا کہ سعید بن ابی عروبہ نے ہشام (دستوائی) کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ سب (اس کے بیٹے) معاذ بن ہشام سے بیان کرتے ہیں۔ اور ہشام کا سعید سے کیا مقابلہ' اگر وہ اس سے موازنہ کیا بھی جائے!

فائدہ: ان رجال کے متعلق تفصیلات مطوّلات میں ملاحظہ ہوں۔ تهذيب التهذيب اور سير اعلام النبلاء وغیرہ۔ بالجملہ یہ سبھی حضرات انتہائی ثقہ اور ثبت تھے' البتہ ہر ایک صاحبِ کمال سے زیادہ با کمال بھی کوئی ہوتا ہے ......رحمهم الله تعالىٰ ......
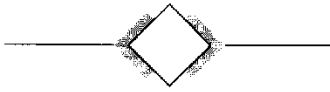
اسلامی آداب کی اہمیت وفضیلت

* ادب کے لغوی اور اصطلاحی معنی: لغت میں "أدب" سے مراد ہیں اخلاق، اچھا طریقہ، شائستگی سلیقہ شعاری اور تہذیب۔ اصطلاح میں ادب کی تعریف یوں کی گئی ہے: (اَلْأَدَبُ : هُوَ اسْتِعْمَالُ مَا يُحْمَدُ قَوْلًا وَّ فِعْلًا) "قابل ستائش قول وفعل کو اپنانا ادب ہے۔"

اسلامی تعلیمات کے روشن ابواب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام ادب وتربیت نہایت شاندار ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب یا تہذیب اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبے میں سلیقہ شعاری اور مہذب انداز اپنانے کے لیے خوبصورت آداب کی تعلیم دی ہے۔ ان آداب کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنا کر ہی مسلمان دنیا وآخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی دین سے وابستگی کے ساتھ ممکن ہے اور دین حنیف سراپا ادب ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اَلْأَدَبُ هُوَ الدِّيْنُ كُلُّهُ) "دین (محمدی) سراپا ادب ہے۔" (مدارج

السالکین:۲/۳۶۳)

۞ اسلامی آداب کی اہمیت کے پیش نظر امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (نَحْنُ اِلٰی قَلِیْلٍ مِّنَ الْأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلٰی کَثِیْرٍ مِّنَ الْعِلْمِ) ''ہمیں بہت زیادہ علم کی بجائے تھوڑے سے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔'' (مدارج السالکین:۲/۳۵۶)

۞ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگ سے بچنے اور اپنی اولاد کو بچانے کا حکم دیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰٓأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْٓا أَنْفُسَکُمْ وَ أَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ (التحریم:٦) ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

۞ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (أَدِّبُوْھُمْ وَعَلِّمُوْھُمْ) ''اپنے گھر والوں کو اسلامی آداب سکھاؤ اور اسلامی تعلیمات دو۔'' (تفسیر ابن کثیر' تفسیر سورۂ تحریم' آیت:٦)

۞ ادب کی اہمیت واضح کرتے ہوئے جناب یوسف بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ادب ہی کے ساتھ علم کی فہم وفراست ملتی ہے اور علم ہی کے ساتھ اعمال درست ہوتے ہیں اور حکمت کا حصول اعمال پر منحصر ہے' جبکہ زہد وتقویٰ کی بنیاد بھی حکمت ہی پر ہے' دنیا سے بے رغبتی زہد وتقویٰ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی آخرت میں دلچسپی کی چابی ہے اور آخرت کی سعادت کے ذوق وشوق ہی سے اللہ تعالیٰ کے ہاں رتبے ملتے ہیں۔

الغرض آداب مسلمان کی زندگی کا لازمی جز ہیں اور یہ اس کی زندگی کی تمام سرگرمیوں پر حاوی ہیں' مثلاً: آدابِ الٰہی ۞ آدابِ رسول مقبول ﷺ ۞ آدابِ قرآن حکیم ۞ آدابِ حقوق العباد ۞ آدابِ سفر وحضر ۞ آدابِ تجارت ۞ آدابِ تعلیم وتعلم ۞ آدابِ طعام وشراب ۞ آدابِ مجلس ومحفل ۞ آدابِ لباس ۞ آدابِ نیند ۞ آدابِ مہمان نوازی ۞ آدابِ والدین واساتذہ ۞ آدابِ سیاست وحکمرانی وغیرہ۔ ان آدابِ زندگی کو اپنانا دنیا وآخرت کی سعادت کا باعث ہے' جبکہ ان آداب سے تہی دامنی درحقیقت اصل محرومی اور بدنصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی آداب اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٠) - كِتَابُ الْأَدَبِ (التحفة ٣٥)

آداب واخلاق کا بیان

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي الْحِلْمِ وَأَخْلَاقِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١)

باب:۱- نبی ﷺ کے حلم اور اخلاق کا بیان

٤٧٧٣- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ: حدثنا [عُمَرُ] بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعني ابنَ عَمَّارٍ: حدَّثني إسْحَاقُ يَعني ابنَ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ قالَ: قالَ أنَسٌ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، فأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ، فقُلْتُ: وَالله! لا أَذْهَبُ، وَفي نَفْسي أنْ أذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ الله ﷺ، قالَ: فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ في السُّوقِ فإذَا رَسُولُ الله ﷺ قَابِضٌ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فقالَ: «يا أُنَيْسُ! اذْهَبْ حَيْثُ أَمَرْتُكَ». قُلْتُ: نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ الله! قالَ أَنَسٌ: وَالله! لَقَدْ خَدَمْتُهُ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ مَا عَلِمْتُ، قالَ لِشَيْءٍ

۴۷۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ آپ نے ایک روز مجھے کسی کام کے لیے بھیجا' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جو بھی فرمایا ہے میں اس کے لیے جاؤں گا۔ کہتے ہیں: پس میں نکلا حتی کہ بچوں کے پاس سے میرا گزر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ تو اچانک (کیا دیکھتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ مجھے میرے پیچھے سے میری گدی پکڑے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ فرمایا: ''اُنیس! ادھر جاؤ جہاں کا میں نے تمہیں کہا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! جا رہا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے سات سال آپ کی خدمت کی ہے یا نو سال' مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے مجھے کسی کام پر جو میں نے کیا ہو' کبھی

٤٧٧٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب حسن خلقه ﷺ، ح: ٢٣١٠ من حديث عمر بن يونس به.

صَنَعْتُ : لِمَ فَعَلْتَ كَذا وكَذا وَلا لِشَيْءٍ تَرَكْتُ : هَلّا فَعَلْتَ كَذا وكَذا .

یوں کہا ہو: ''تو نے ایسے کیوں کیا؟'' یا کوئی کام جو میں نے چھوڑ دیا ہو' تو کہا ہو کہ ''ایسے ایسے کیوں نہیں کیا؟''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ حلم اور اخلاق حسنہ کی شاندار تصویر تھے اور بچوں کی نفسیات سے خوب آگاہ تھے۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی کبھی نبی اکرم ﷺ کو کوئی ایسا موقع نہیں دیا تھا جو آپ کے ذوق اور مزاج کے لیے گرانی کا باعث بنتا۔

٤٧٧٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ يَعني ابنَ المُغِيرَةِ، عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ : خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ بالمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ، مَا قَالَ لِي فِيهَا أُفٍّ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِي لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا ، أَمْ أَلَّا فَعَلْتَ هٰذَا .

۴۷۷۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی مدینہ منورہ میں دس سال تک خدمت کی جبکہ میں ایک نوخیز لڑکا تھا۔ میرے سب کام اس معیار کے نہیں ہوتے تھے جیسے میرے حبیب ﷺ کی خواہش ہوتی تھی۔ (اس کے باوجود) آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ یوں کہا: تو نے یہ کیوں کیا؟ اور اس طرح کیوں نہیں کیا؟

فائدہ: بعض نوخیز بچے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ان کے کاموں میں حوصلہ اور اعتماد دیا جائے تو اس طرح ان کی عملی زندگی انتہائی کامیاب رہتی ہے۔ تاہم سارے بچے اس طرح ذہین ہی ہوتے ہیں' نہ زیادہ سمجھ دار ہی' ان کو آداب سکھانے کے لیے کچھ نہ کچھ سرزنش بھی کرنی پڑتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اوّل الذکر قسم کے بچے تھے' وہ بچہ ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو شکایت کا موقع نہیں دیتے تھے اور نبی کریم ﷺ تو تھے ہی سراپا شفقت اور مجسم رحمت۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ شفقت و پیار والا معاملہ ہی کیا۔

٤٧٧٥ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ هِلَالٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ قالَ : قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْلِسُ مَعَنَا في المَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا ، فإذَا قَامَ قُمْنَا

۴۷۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اور باتیں کرتے رہتے تھے۔ جب آپ اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے' حتی کہ ہم دیکھتے کہ آپ اپنی کسی اہلیہ کے گھر میں داخل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپ ایک دن

٤٧٧٤ـ تخريج : [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٥ من حديث سليمان بن المغيرة به، وأصله عند البخاري، ح: ٦٠٣٨، ومسلم، ح: ٢٣٠٩ من حديث ثابت البناني به .

٤٧٧٥ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب القود من الجبذة، ح: ٤٧٨٠ من حديث محمد ابن هلال به * وأبوه مستور، لم يوثقه من المتقدمين أحد غير ابن حبان، وقال الذهبي: لا يعرف .

قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوتِ أَزْوَاجِهِ، فَحَدَّثَنَا يَوْمًا فَقُمْنَا حِينَ قَامَ، فَنَظَرْنَا إِلَى أَعْرَابِيٍّ قَدْ أَدْرَكَهُ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَكَانَ رِدَاءً خَشِنًا، فَالْتَفَتَ، فَقَالَ لَهُ الأَعْرَابِيُّ: احْمِلْ لِي عَلَى بَعِيرَيَّ هٰذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، لَا أَحْمِلُكَ حَتَّى تُقِيدَنِي مِنْ جَبْذَتِكَ الَّتِي جَبَذْتَنِي». فَكُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَهُ الأَعْرَابِيُّ: وَاللهِ لَا أُقِيدُكَهَا، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: ثُمَّ دَعَا رَجُلًا فَقَالَ لَهُ: «احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيرَيْهِ هٰذَيْنِ، عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا وَعَلَى الآخَرِ تَمْرًا»، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «انْصَرِفُوا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ».

ہمارے ساتھ باتیں کرتے رہے جب آپ اٹھے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایک بدوی نے آپ کو جالیا اور آپ کی چادر پکڑ کر کھینچنے لگا حتی کہ آپ کی گردن سرخ ہوگئی۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ چادر بھی بڑی کھردری تھی۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس اعرابی نے آپ سے کہا: مجھے میرے یہ دو اونٹ لاد دیں۔ بلاشبہ آپ مجھے کوئی اپنے ذاتی مال سے نہیں دیں گے اور نہ اپنے باپ کے مال سے دیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ نہیں، میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ نہیں، میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور میں تجھے اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک مجھے چھوڑ نہ دو جو یہ تم نے مجھے پکڑا ہوا ہے۔“ اور وہ بدوی ہر بار آپ سے یہی کہتا تھا: اللہ کی قسم! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ اور راوی نے پوری حدیث ذکر کی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو بلایا اور اس سے کہا: ”اس کو اس کے یہ دونوں اونٹ لاد دو، ایک پر جو اور ایک پر کھجور۔“ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم لوگ جاؤ، تم پر اللہ کی برکتیں ہوں۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر حضرت انس ؓ سے صحیحین میں اس سے قریب قریب ایک دوسرا واقعہ روایت کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الأدب، باب التبسم والضحك، حدیث:٦٠٨٨) اس قسم کے واقعات میں رسول اللہ ﷺ کے متحمل مزاج ہونے اور درشت طبیعت لوگوں سے بھی نرم انداز میں معاملہ کرنے کا بیان ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْوَقَارِ (التحفة ٢)

باب:۲- باعزت ہوکر رہنے کا بیان

٤٧٧٦- حَدَّثنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا قَابُوسُ بنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قالَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قالَ: «إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

۴۷۷۶-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک چلن' عمدہ کردار اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔''

فائدہ: یہ وہ عظیم اور اہم عمل ہیں جن سے انبیاء ؑ موصوف رہے ہیں اور اپنی امتوں کو ان کے اختیار کرنے کی دعوت دیتے رہے ہیں۔

(المعجم ٣) - باب مَنْ كَظَمَ غَيْظًا (التحفة ٣)

باب:۳-غصہ پی جانے کا بیان

٤٧٧٧- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سَعِيدٍ يَعْني ابنَ أَبِي أَيُّوبَ، عن أَبِي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ الْحُورِ الْعِينِ شَاءَ».

۴۷۷۷-جناب سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصہ پی جائے جبکہ وہ اس پر عمل درآمد کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ اسے قیامت کے دن برسر مخلوق بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی حورعین میں سے جسے چاہے منتخب کرلے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَيْمُونٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی ابومرحوم کا نام عبدالرحمٰن بن میمون ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾ (آل عمران:۱۳۴) کے الفاظ سے غصہ پی جانے کو اہل ایمان کی اہم صفات میں سے شمار کیا ہے۔

٤٧٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٦ من حديث زهير به، وسنده ضعيف، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٠١٠ وقال: "حسن غريب".

٤٧٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الحلم، ح: ٤١٨٦ من حديث عبدالله بن وهب، والترمذي، ح: ٢٠٢١ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وقال: "حسن غريب".

٤٧٧٨- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْني ابنَ مَهْدِيٍّ عن بِشْرٍ يَعْني ابنَ مَنْصُورٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن سُوَيْدِ بن وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصحابِ النَّبيِّ ﷺ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ، نَحْوَهُ قالَ: «مَلأَهُ اللهُ أَمْنًا وَإِيمانًا» لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ: «دَعَاهُ الله». زَادَ: «وَمَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ» - قالَ بِشْرٌ: أَحْسِبُهُ قالَ: «تَوَاضُعًا، كَسَاهُ اللهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ، وَمَنْ زَوَّجَ لله تَوَّجَهُ اللهُ تَاجَ الْمُلْكِ».

۴۷۷۸- اصحابِ نبی ﷺ میں سے کسی کے بیٹے نے اپنے والد سے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مندرجہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ کہا: ''اللہ اسے امن اور ایمان سے بھر دے گا۔'' مگر اس میں یہ نہیں: ''اللہ اسے بلائے گا۔'' مزید کہا: ''جس شخص نے زینت اور جمال والا لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو......'' بشر بن منصور نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا:...... ''وہ اس نے تواضع کی وجہ سے چھوڑا ہو تو اللہ اسے عزت اور کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ اور جس نے اللہ کی رضا کے لیے نکاح کر دیا ہو تو اللہ اسے تاج شاہی پہنائے گا۔''

٤٧٧٩- حَدَّثَنا أَبو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن إبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن الْحارِثِ بنِ سُوَيْدٍ، عن عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُم؟» قالُوا: الَّذي لا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ. قالَ: «لَا، وَلٰكِنَّهُ الَّذي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ».

۴۷۷۹- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ زبردست پہلوان (بہت زیادہ پچھاڑنے والا) کسے کہتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔''

(المعجم . . .) - باب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ (التحفة ٤)

باب:...... غصہ آئے تو کیا کہا جائے؟

٤٧٨٠- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى:

۴۷۸۰- حضرت معاذ بن جبل ؓ کا بیان ہے کہ

٤٧٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٣٠٤ من حديث أبي داود به * سويد بن وهب مجهول، ومحمد بن عجلان عنعن.

٤٧٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب . . . الخ، ح: ٢٦٠٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٤٤.

٤٧٨٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول عند الغضب، ح: ٣٤٥٢ من حديث◄◄

حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عَبْدِ المَلِك بنِ عُمَيْرٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَن بنِ أبي لَيْلٰى، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ، فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِيدًا حَتّٰى خُيِّلَ إلَيَّ أنَّ أنْفَهُ يَتَمَزَّعُ مِنْ شِدَّةِ غَضَبِهِ! فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنِّي لأعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَها لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنَ الْغَضَبِ»، فقالَ: مَا هِيَ يَا رَسُولَ الله؟ قالَ: «يَقُولُ: اللّٰهُمَّ! إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» قالَ: فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ فأبَى وَمَحِكَ وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا.

دو آدمی نبی ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے۔ ان میں ایک اس قدر غضبناک ہو گیا کہ میں نے سمجھا کہ انتہائی غصے سے اس کی ناک ہی چر جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ کہہ لے تو اس کا یہ غصہ دور ہو جائے۔“ (معاذ ؓ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یوں کہہ لے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] ”اے اللہ! میں شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ چنانچہ حضرت معاذ ؓ اس شخص سے کہنے لگے کہ یہ کلمہ پڑھ لے مگر اس نے انکار کر دیا بلکہ اور لڑنے لگا اور غصے ہونے لگا۔

٤٧٨١ - حَدَّثَنا أبو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ صُرَدٍ قالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ فَجَعَلَ أحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَتَنْتَفِخُ أوْدَاجُهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنِّي لأعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَها هٰذَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذي يَجِدُ: أعُوذُ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»، فقالَ الرَّجُلُ: هَلْ تَرَى بِي مِنْ جُنُونٍ؟!.

۴۷۸۱- جناب سلیمان بن صُرد ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے حتی کہ ایک کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور گلے کی رگیں پھول گئیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ لے تو اس سے یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ (اور وہ کلمہ یہ ہے:) [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ] ”میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“ مگر وہ آدمی کہنے لگا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مجنون ہوں؟

فوائد ومسائل: ① شرعی غیرت کے علاوہ بے انتہا غصہ شیطانی اثر ہوتا ہے اور اس کا علاج تعوذ ہے۔ بشرطیکہ

◀◀ عبدالملك بن عمير به، وقال: "وهذا حديث مرسل، ابن أبي ليلى لم يسمع من معاذ بن جبل"، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٢٣، وسنده صحيح.

٤٧٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب . . . الخ، ح: ٢٦١٠ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٨٢ من حديث الأعمش به.

بندہ اس حقیقت کا ادراک رکھتا ہو۔ ④ غیر شرعی غصے کی ایک نحوست یہ بھی ہے کہ انسان حق قبول نہیں کرتا ہے۔

٤٧٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن أَبِي حَرْبِ بنِ أَبِي الأَسْوَدِ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لَنَا: «إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ».

۴۷۸۲- حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے' کہا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہوا ہو' تو بیٹھ جائے' اس طرح اگر اس کا غصہ فرو ہو جائے (تو بہتر) ورنہ لیٹ جائے۔''

٤٧٨٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن دَاوُدَ، عن بَكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَبَا ذَرٍّ بِهٰذَا الحدِيثِ.

۴۷۸۳- جناب بکر (بن عبداللہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوذر ؓ کو (کسی کام سے) بھیجا اور یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ الحدِيثَيْنِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث (باوجود یکہ مرسل ہے) صحیح تر ہے۔

فائدہ: غصہ آجانے کی صورت میں آدمی کو چاہیے کہ ہر طرح سے پرسکون رہنے کی کوشش کرے اور اپنی ہیئت کو بدل لے۔ اور وضو کر لینا بہترین حل ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔

٤٧٨٤- حَدَّثَنا بَكْرُ بنُ خَلَفٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو وَائِلٍ الْقَاصُّ قَالَ: دخَلْنَا عَلَى عُرْوَةَ بنِ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيِّ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ فَأَغْضَبَهُ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ

۴۷۸۴- ابووائل القاص (واعظ) کہتے ہیں کہ ہم جناب عروہ بن محمد سعدی ؒ کے ہاں گئے۔ ایک آدمی نے ان سے کوئی بات کی تو انہیں غصہ آ گیا' تو وہ اٹھے اور وضو کیا پھر (وضو کر کے) واپس آئے اور بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا عطیہ ؓ سے روایت کیا کہ

٤٧٨٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٢٨٤، والبغوي في شرح السنة، ح: ٣٥٨٤ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ١٥٢، وأطراف المسند: ٦/ ١٩٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٧٣.

٤٧٨٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٢٨٤ من حديث أبي داود به.

٤٧٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٦ من حديث إبراهيم بن خالد به، * عروة وأبوه وثقهما ابن حبان، والحاكم، والذهبي: ٤/ ٣٢٧، ٣٢٨ وغيرهما، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن.

ثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ تَوَضَّأَ فقالَ: حدَّثني أَبِي عن جَدِّي عَطِيَّةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بالمَاءِ، فإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُم فَلْيَتَوَضَّأْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ سو جب تم میں سے کسی کو غصہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کر لے۔“

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي التَّجَاوُزِ فِي الأَمْرِ (التحفة ٥)

باب:۴-عفو ودرگزر کا بیان

٤٧٨٥ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ في أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا ما لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمُ للهِ بِهَا.

۴۷۸۵-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان ہی کو اختیار فرمایا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ سب سے بڑھ کر اس سے دور ہونے والے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی ہو، تو اس میں اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① معاملات دین کے ہوں یا دنیا کے، بندے کو چاہیے کہ آسان جانب اختیار کرے اور پھر اخلاص اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے۔ یہ اس سے زیادہ افضل ہے کہ پُر مشقت عمل ایک دو بار کر کے چھوڑ دیا جائے۔ ② انسان اپنی ذات کے لیے انتقام سے بالاتر ہو جائے تو اس میں بڑی فضیلت ہے۔ ③ اللہ کی حرمتوں کی پامالی پر اللہ کے لیے غضبناک ہونا ایمان کا حصہ ہے۔

٤٧٨٦ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ

۴۷۸۶-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ

٤٧٨٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب قول النبي ﷺ: "يسروا ولا تعسروا"، ح: ٦١٢٦ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح أسهله . . . الخ، ح: ٢٣٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٢، ٩٠٣.

٤٧٨٦ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٢ من حديث معمر به، وأصله عند مسلم، ح: ٢٣٢٨ من حديث عروة به.

ابنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً قَطُّ.

رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم یا عورت کو نہیں مارا۔

فائدہ: افضلیت اس میں ہے کہ اپنے زیردست کو جسمانی سزا نہ دی جائے اور جہاں تک ہو سکے زبانی فہمائش سے کام لیا جائے۔ تاہم اگر کوئی زبانی نصیحت یا رویے کو نہ سمجھتا ہو تو مناسب سزا دینی جائز ہے۔ جیسے بدخو بیوی کے سلسلہ میں قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ﴾ (النساء:٣٤) ''اور جن کی بدخوئی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ' بستروں سے علیحدہ کر دو اور مارو۔''

٤٧٨٧ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ اللهِ يَعني ابنَ الزُّبَيْرِ، في قَوْلِهِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ [الأعراف: ١٩٩] قالَ: أُمِرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ أنْ يَأْخُذَ العَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ.

۴۷۸۷- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے۔ اللہ کے فرمان: ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ ''معاف کرنا اپنائیے'' کی تفسیر میں انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں کی عادات و معاملات میں ان کے ساتھ معافی کا رویہ اختیار کریں۔

فائدہ: ''معافی اور درگزر'' انتہائی عزیمت کا عمل ہے کہ انسان دل سے دوسرے کو معاف کر دے اور معاملے کو بھول جائے۔ کمزور ایمان و عمل کے آدمی سے ایسے ہونا بہت نادر ہوتا ہے' اس لیے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کا خاص حکم ارشاد فرمایا۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي حُسْنِ الْعِشْرَةِ (التحفة ٦)

باب:۵- باہمی امور میں حسن اخلاق کا بیان

٤٧٨٨ - حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعني الْحِمَّانِيَّ: حَدَّثَنَا الأعْمَشُ عن مُسْلِمٍ،

۴۷۸۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب کسی کے متعلق کوئی (نامناسب) خبر ملتی تو یوں نہ کہتے: فلاں کو کیا ہوا ہے کہ یوں کہتا ہے یا

٤٧٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأعراف، باب: ﴿خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين﴾، ح: ٤٦٤٤ من حديث هشام بن عروة به.

٤٧٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب من لم يواجه الناس بالعتاب، ح: ٦١٠١، ومسلم، الفضائل، باب علمه ﷺ بالله تعالى وشدة خشيته، ح: ٢٣٥٦ من حديث الأعمش به، مطولاً.

عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَلَغَهُ عن الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ: مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ وَلٰكِنْ يَقُولُ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذا وكَذا؟».

کرتا ہے؟ بلکہ یوں فرماتے: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسے ایسے کہتے ہیں یا کرتے ہیں۔''

فائدہ: نصیحت کا پہلا اور عمدہ ترین ادب یہی ہے کہ اشارے اور کنائے سے بات ہو اور ایسے ہی خطیب کو بھی کسی فرد کی بصراحت نشاندہی سے بچنا چاہیے۔

٤٧٨٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عن أَنسٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ وعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، وكَانَ رَسُولُ الله ﷺ قَلَّ مَا يُوَاجِهُ رَجُلًا في وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قالَ: «لَوْ أَمَرْتُمْ هَذا أَنْ يَغْسِلَ ذَا عَنْهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَلْمٌ لَيْسَ هُوَ عَلَوِياً كانَ يُبْصِرُ في النُّجُومِ وَشَهِدَ عِنْدَ عَدِيِّ بنِ أَرْطَاةَ عَلَى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ فَلَمْ يُجِزْ شَهَادَتَهُ.

۴۷۸۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جبکہ اس پر زرد رنگ کا کچھ نشان تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کسی شخص کو اس کے منہ پر بہت کم ایسی بات کہتے تھے جو اس کو ناگوار ہو۔ (یعنی اس کی غلطی پر اس کو نہ ٹوکتے تھے۔) جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم ہی اس کو کہہ دو کہ اس (رنگ) کو دھوڈالے (تو بہتر ہو۔'')

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا راوی ''سلم علوی'' حقیقت میں اولادِ علی میں سے نہیں (یہ دوسرا شخص ہے۔ اس کا نام سلم بن قیس ہے اور یہ بصری ہے چونکہ ستارے اوپر ہوتے ہیں) ستاروں پر نظر رکھنے کی وجہ سے اسے علوی کہا جانے لگا۔ اس نے حضرت عدی بن ارطاۃ کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو انہوں نے قبول نہ کی۔

٤٧٩٠- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ:

۴۷۹۰- نصر بن علی اور محمد بن متوکل عسقلانی دونوں

٤٧٨٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٤١٨٢.

٤٧٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في البخل، ح: ١٩٦٤ من حديث عبدالرزاق به، وسنده ضعيف * رجل هو يحيى بن أبي كثير، مشكل الآثار: ٤/ ٢٠٢، و"الغر" في كلام العرب: هو الذي لا غائلة معه ولا باطن له يخالف ظاهره، والفاجر ظاهره خلاف باطنه، قاله الطحاوي * رجل مجهول، و يحيى ◄◄

أخبرني أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الْحَجَّاجِ بنِ فُرافِصَةَ، عن رَجُلٍ، عن أَبي سَلَمةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ رَافِعٍ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن أَبِي سَلَمةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ - رَفَعَاهُ جَمِيعًا - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ، وَالْفاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے اور فاجر آدمی فریبی اور بخیل ہوتا ہے۔''

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٧٩١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ المُنْكَدِرِ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «بِئْسَ ابنُ الْعَشِيرَةِ»، أَوْ «بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ»، ثُمَّ قالَ: «ائْذَنُوا لَهُ»، فَلَمَّا دَخَلَ أَلانَ لَهُ القَوْلَ، فقالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ الله! أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ وَقَدْ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ، قالَ: «إنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ - أَوْ تَرَكَهُ - النَّاسُ لاتِّقاءِ فُحْشِهِ».

۴۷۹۱-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''کنبے کا بہت برا آدمی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اسے اجازت دے دو (بلالو'')'' جب وہ اندر آ گیا تو آپ نے اس کے ساتھ نہایت نرمی کے ساتھ باتیں کیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (کہتی ہیں میں) نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی کے ساتھ باتیں کی ہیں' حالانکہ آپ نے اس کے متعلق ایسے ایسے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے بُرا وہ آدمی ہوگا جسے لوگوں نے اس کی بدکلامی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو۔''

ابن أبي كثير مدلس، وبشر بن رافع ضعيف.

٤٧٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب، ح: ٦٠٥٤، ومسلم، البر والصلة، باب مداراة من يتقى فحشه، ح: ٢٥٩١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في جزئه، ح: ٢.

٤٧٩٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إِلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ وكَلَّمَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! لَمَّا اسْتَأْذَنَ قُلْتَ: «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطْتَّ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ الله لا يُحِبُّ الفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ».

۴۷۹۲- سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' ایک شخص نے نبی ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''کنبے کا بہت برا آدمی ہے۔'' پھر جب وہ آپ کے پاس آ گیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی فراخدلی کے ساتھ باتیں کیں۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب اس نے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: ''کنبے کا برا آدمی ہے۔'' جب وہ آ گیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی فراخدلی کے ساتھ باتیں کی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی بدگو' تکلف سے بدگوئی کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔''

[سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عن مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، فقَالَ: ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً].

امام ابوداود ؒ سے نبی ﷺ کے فرمان [بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ] کے معنی کی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① قاضی عیاض ؒ کہتے ہیں کہ یہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسلمان ہوا تھا مگر دور ابوبکر صدیق ؓ میں مرتدین سے جا ملا اور پھر اسے قیدی بنا کر لایا گیا تھا۔ ② علامہ قرطبی ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص علی الاعلان فسق وفجور اور ظلم کا مرتکب ہوتا ہے یا کسی بدعت کا داعی ہو' اس کی غیبت کرنا جائز ہے۔ اور اس قسم کے لوگوں کے شر سے بچنے کے لیے ان کے ساتھ مدارات' یعنی رواداری کا معاملہ کرنا مباح ہے بشرطیکہ دین میں ''مُداہنت'' لازم نہ آتی ہو۔ ③ ''مدارات'' اور ''مُداہنت'' میں فرق یہ ہے کہ دینی یا دنیاوی فوائد کے لیے کسی کے ساتھ اپنے شخصی اور دنیاوی حقوق نظر انداز کر دینا ''مدارات'' ہوتی ہے۔ یہ ایک جائز امر ہے' بلکہ بعض دفعہ مستحب ہے۔ جبکہ مُداہنت یہ ہے کہ انسان کسی کے ساتھ محض دنیاوی مفادات کے لیے دین کے تقاضوں کو نظر انداز کر دے۔ یہ کسی صورت میں جائز نہیں۔

٤٧٩٣ - حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ:

۴۷۹۳- سیدہ عائشہ ؓ نے اس قصے میں بیان کیا

٤٧٩٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٥٥ عن موسى بن إسماعيل به، وله شاهد حسن عند أحمد: ٦/ ٢٥٨.

٤٧٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١١١ عن أسود بن عامر به، * شريك القاضي وسليمان ◀◀

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن الأَعْمَشِ، عن مُجَاهِدٍ، عن عَائِشَةَ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَتْ: فقالَ تَعني النَّبِيَّ ﷺ: «يَاعَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِينَ يُكْرَمُونَ اتِّقَاءَ أَلْسِنَتِهِمْ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بدترین ہیں وہ لوگ جن کی زبان کے شر سے بچنے کے لیے عزت کی جائے۔''

٤٧٩٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ: أَخْبَرَنَا مُبَارَكٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا الْتَقَمَ أُذُنَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ، وَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ.

۴۷۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے نبی ﷺ کے کان میں سرگوشی کرنا چاہی ہو تو آپ نے اس سے اپنا سر دور کر لیا ہو' حتی کہ وہ آدمی خود ہی آپ سے اپنا سر دور کرتا تھا۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہو' تو آپ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا ہو' حتی کہ وہ از خود آپ کا ہاتھ چھوڑتا تھا۔

فائدہ: یہ روایت بعض محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے' تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' حدیث: ۲۴۸۵)

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي الْحَيَاءِ (التحفة ٧)

باب:٦- صفت حیا کا بیان

فائدہ: ''حیا'' ایک خاص طبعی کیفیت کا نام ہے جو دین و دنیا کے بعض معروف اور غیر معروف کام کرنے کی صورت میں دل میں گھٹن کی وجہ سے محسوس اور نمایاں ہوتی ہے جو سراسر خیر ہے اور بعض اوقات لوگ کسی نیک کام اور عمدہ خصلت کا مظاہرہ نہ کر سکنے کو بھی ''حیا'' کا نام دے دیتے ہیں۔ مگر در حقیقت یہ ''حیا'' نہیں بزدلی اور عدم جرأت کی کیفیت ہوتی ہے۔

٤٧٩٥- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۴۷۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

◀◀ الأعمش عنعنا.

٤٧٩٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ١/ ٣٢٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٤٠١ * مبارك بن فضالة لم يصرح بالسماع المسلسل، وكان يدلس تدليس التسوية، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند ابن ماجه، ح: ٣٧١٦ من غير ذكر الأذن.

٤٧٩٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الحياء من الإيمان، ح: ٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٥، ورواه مسلم، ح: ٣٦ من حديث ابن شهاب الزهري به.

عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيمانِ».

کہ نبی ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں وعظ کر رہا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ بلاشبہ ''حیا'' ایمان سے ہے۔''

فائدہ: ''حیا'' اگرچہ ایک طبعی اور فطری عمل ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود شرعی امور میں اور شرعی طور پر اس کے اظہار و استعمال کے لیے قصد' کسب اور علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے ایمان میں سے شمار کیا گیا ہے۔

٤٧٩٦ - **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن إسْحَاقَ بنِ سُوَيْدٍ، عن أَبِي قَتَادَةَ قالَ: كُنَّا مَعَ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ وَثَمَّ بُشَيْرُ بنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَ عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ» - أَوْ قالَ: «الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ» - فقَالَ بُشَيْرُ بنُ كَعْبٍ: إِنَّا نَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا وَمِنْهُ ضَعْفًا فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ، فَأَعَادَ بُشَيْرٌ الْكَلَامَ، قالَ: فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وقالَ: أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عن كُتُبِكَ، قالَ: قُلْنَا: يَا أَبَا نُجَيْدٍ! إِيهْ إِيهْ.

۴۷۹۶- جناب ابوقتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ہم حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جبکہ وہاں بُشیر بن کعب بھی تھے (با کے ضمہ کے ساتھ) حضرت عمران بن حصین نے حدیث بیان کی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا سراسر خیر ہے۔'' بُشیر بن کعب نے کہا: ہمیں کئی کتابوں میں ملتا ہے کہ بعض حیا اطمینان اور وقار کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض حیا کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تو حضرت عمران نے حدیث رسول دوبارہ دہرائی اور پھر بُشیر نے بھی اپنی بات دہرادی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ اس قدر غصے میں آ گئے کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور بولے: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو مجھے اپنی کتابوں سے بتائے جا رہا ہے۔ ہم نے کہا: اے ابونُجید! بس کیجیے۔ بس کیجیے۔ (اسے یہی تنبیہ کافی ہے۔)

فوائد و مسائل: ① ابونجید' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے۔ ② حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان اپنے ظاہر معانی میں جامع و مانع ہے' لہٰذا کسی صاحب ایمان کو کسی طرح روا نہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان کی بے مقصد

٤٧٩٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها، ح: ٣٧ من حديث حماد بن زيد به، وأصله عند البخاري، ح: ٦١١٧ من حديث عمران به.

تاویل کرے۔ ③ صاحب ایمان کو نصیحت کرتے ہوئے مناسب حد تک غصہ کرنا چاہیے۔ حد سے زیادہ غصے کی وجہ سے بعض اوقات غلط نتائج نکلتے ہیں۔

٤٧٩٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن أَبي مَسْعُودٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الأُولٰى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فاصْنَعْ مَا شِئْتَ».

۴۷۹۷- حضرت ابومسعود ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گزشتہ انبیاء کی تعلیمات میں سے جو بات لوگوں کے پاس محفوظ رہی ہے وہ یہی ہے کہ جب حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔“ (بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔)

[سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ: أَعِنْدَ الْقَعْنَبِيِّ عن شُعْبَةَ غَيْرُ هٰذَا الحدِيثِ؟ قالَ: لَا].

امام ابوداود ؒ سے پوچھا گیا: کیا قعنبی کے پاس شعبہ کے واسطے سے اس حدیث کے سوا کوئی اور حدیث بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: اس کلام میں وعید اور تہدید کے معنی یہ ہیں کہ ”حیا کرو ورنہ عتاب ہوگا۔“ یا ترغیب کا مفہوم ہے کہ اقدام سے پہلے سوچ لو کہ اگر کام بے حیائی کا ہے تو باز رہو۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (التحفة ٨)

باب: ۷- حسن اخلاق کا بیان

فائدہ: اخلاق ”خلق“ کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں ”عادات۔“

٤٧٩٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعْني الإسكَنْدَرَانِيَّ عن عَمْرٍو، عن المُطَّلِبِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «إِنَّ المُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ».

۴۷۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ مومن اپنے حسن اخلاق (عمدہ عادات) کی بنا پر روزہ دار، شب زندہ دار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“

فائدہ: ”حسن خلق“ سے مراد وہی عادات ہیں جن کا اعتبار شریعت اسلامیہ نے کیا ہے اور عرف میں ان کو عمدہ سمجھا

٤٧٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب، بعد باب حديث الغار، ح: ٣٤٨٤ من حديث شعبة به.

٤٧٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٢ من حديث يعقوب الإسكندراني به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢٧، والحاكم: ١/ ٦٠، ووافقه الذهبي.

جاتا ہے۔اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ایسا حسن خلق جو حقوق اللہ کی ادائیگی سے عاری ہو معتبر نہیں۔ یا اگر کوئی حقوق اللہ تو ادا کرتا ہو مگر حقوق العباد میں افراط و تفریط کا شکار ہو تو بھی کسی طرح مقبول و ممدوح نہیں۔

٤٧٩٩- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَا: حَدَّثَنا [شُعْبَةُ]؛ ح: وحَدَّثَنا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنا شُعْبَةُ عن الْقَاسِمِ ابنِ أَبي بَزَّةَ، عن عَطَاءٍ الْكَيْخَارَانيِّ، عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَا مِنْ شَيءٍ أَثْقَلُ في المِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ»

۴۷۹۹- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر اور کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی۔“

قال أَبُو الْوَلِيدِ: قال سَمِعْتُ عَطَاءً الْكَيْخَارَانيَّ.

ابوولید طیالسی کہتے ہیں (قاسم بن ابی بزہ کی سند میں تصریح ہے کہ) میں نے عطاء کیخارانی سے سنا ہے۔

قَالَ أَبو دَاوُدَ: وَهُوَ عَطَاءُ بنُ يَعْقُوبَ، وَهُو خَالُ إِبْرَاهِيمَ بنِ نَافِعٍ يُقَالُ: كَيْخَارَانيٌّ وكَوْخَارَانيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عطاء بن یعقوب ہیں اور ابراہیم بن نافع کے ماموں ہیں۔ان کی نسبت ”کیخارانی اور کوخارانی“ دونوں طرح بیان کی جاتی ہے۔

٤٨٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو الْجَماهِرِ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو كَعْبٍ أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيُّ: حدَّثني سُلَيْمَانُ بنُ حَبِيبٍ المُحَارِبيُّ عن أَبي أُمَامَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ في رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ المِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ في وَسَطِ

۴۸۰۰- سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ذمہ دار ہوں ایک محل کا جنت کی ایک جانب میں اس شخص کے لیے جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو۔ اور ایک محل کا جنت کے درمیان میں اس شخص کے لیے جو جھوٹ چھوڑ دے اگرچہ مزاح ہی میں ہو اور جنت کی اعلیٰ منازل میں ایک محل کا اس شخص کے لیے جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنا لے۔“

٤٧٩٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق، ح: ٢٠٠٣ من حديث عطاء الكيخاراني به، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢١، وللحديث شواهد.

٤٨٠٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٤٩ من حديث أبي داود به.

الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ».

فوائد ومسائل: ① حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دینا انتہائی عزیمت کا عمل ہے اور اس کا اجر جنت میں شاندار محل کی صورت میں حاصل ہوگا۔ ② مومن کے لیے جھوٹ بولنا کسی طرح روا نہیں۔ سوائے اس کے کہ زوجین میں یا دو مسلمان بھائیوں میں صلح صفائی کی غرض سے کوئی مناسب بات بنالی جائے۔

٤٨٠١ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، قالا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عن حَارِثَةَ بنِ وَهْبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ».

قالَ: وَالْجَوَّاظُ: الْغَلِيظُ الْفَظُّ.

۴۸۰۱- حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ترش رو بد مزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔“

اور ”جوّاظ“ کا مفہوم ہے سخت مزاج، بدخلق۔

فائدہ: لفظ [جَعظَرِی] کے کئی معانی آتے ہیں مثلاً: موٹا، تکبرانہ چال چلنے والا، پیٹو، جسے سردرد نہ ہوتا ہو، خود آراء، پلے کچھ نہ ہو مگر باتیں بہت بنائے اور پستہ قد ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الرِّفْعَةِ فِي الأُمُورِ (التحفة ٩)

باب:۸- ڈینگیں مارنے اور برتری کے اظہار کی ممانعت کا بیان

٤٨٠٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَابَقَهَا فَسَبَقَهَا الأَعْرَابِيُّ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ شَقَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ

۴۸۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی) عضباء ہمیشہ سب سے آگے رہتی تھی کوئی اس سے آگے نہ بڑھتا تھا۔ ایک بدوی اپنے ایک جوان اونٹ پر آیا اور اس اونٹنی سے مقابلہ کیا اور اس سے آگے بڑھ گیا۔ اس سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو گویا ناگواری

٤٨٠١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح:١٤٧٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٢٨، وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٦٠، ٦١ وغيره.

٤٨٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن حجر في تغليق التعليق: ٣/ ٤٠٠ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري في صحيحه، الجهاد، باب ناقة النبي ﷺ، ح: ٢٨٧٢ عن موسى بن إسماعيل به.

فقالَ: «حقٌّ عَلَى الله أَنْ لا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنيا إلَّا وَضَعَهُ».

ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر یہ حق ہے کہ جو کوئی بھی دنیا میں اونچا ہوتا ہے تو وہ اسے نیچا دکھا دیتا ہے۔“

٤٨٠٣ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ عن أَنسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إنَّ حَقًّا عَلَى الله تَعالَى أَنْ لا [يَرْفَعَ شَيْئًا] مِنَ الدُّنْيَا إلَّا وَضَعَهُ».

۴۸۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ مروی ہے۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی سر اونچا اٹھاتی ہے تو وہ اسے نیچا دکھا دیتا ہے۔“

فائدہ: تواضع اور انکسار میں ہمیشہ خیر اور برکت ہوتی ہے۔ البتہ اثنائے جہاد میں کفار کے مقابلے میں اسلام اور مسلمانوں کی رفعت کا اظہار کرنے کے لیے اترانا اور بڑائی کا اظہار کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ التَّمَادُحِ (التحفة ١٠)

باب:۹- ایک دوسرے کی مدح سرائی کی کراہت کا بیان

٤٨٠٤ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عنْ مَنْصُورٍ، عنْ إبْرَاهِيمَ، عنْ هَمَّامٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى عُثْمانَ فِي وَجْهِهِ، فَأَخَذَ المِقْدَادُ بنُ الْأَسْوَدِ تُرَابًا فَحَثَا فِي وَجْهِهِ، وَقالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا لَقِيتُمُ المَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ».

۴۸۰۴- جناب ہمام (بن حارث رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ان کی تعریف شروع کر دی۔ تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر دے ماری اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تمہارا سامنا ایسے لوگوں سے ہو جو مدح سرائی اور خوشامد کرنے والے ہوں تو ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔“

فائدہ: یہ مذمت اور یہ معاملہ ایسے لوگوں کے لیے معلوم ہوتا ہے جن کا وتیرہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے لوگوں کی خوشامد اور مدح سرائی کر کے مال کھاتے اور اپنے کام نکالتے ہیں، لیکن اگر کسی کی حوصلہ افزائی اور ترغیب وتشویق کے لیے اس کے اعمال خیر کی مناسب حد تک مدح کر دی جائے تو ان شاء اللہ مباح ہے، بہرحال حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرمانِ رسول ﷺ کے ظاہری معنی ہی لیتے تھے۔ جو بلاشبہ حق اور سچ ہے۔

٤٨٠٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب التواضع، ح: ٦٥٠١ من حديث زهير به.

٤٨٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط . . . الخ، ح: ٣٠٠٢ من حديث سفيان الثوري به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/٨.

٤٨٠٥- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أَبُو شِهابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَثْنى عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ لَهُ: «قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ»، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «إِذَا مَدَحَ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: إِنِّي أَحْسِبُهُ كما يُرِيدُ أَنْ يقُولَ وَلَا أُزَكِّيهِ عَلَى الله تَعالَى».

۴۸۰۵- جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی موجودگی میں دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے اس سے فرمایا: ”تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔“ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا: ”اگر کوئی اپنے کسی ساتھی کی مدح کرنا ہی چاہتا ہو تو چاہیے کہ یوں کہے: ”میں اسے یوں سمجھتا ہوں...... کہ وہ ایسے ایسے ہے...... اور اللہ کے علم کے مقابلے میں، میں اس کی صفائی نہیں دیتا۔“

٤٨٠٦- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعْنِي ابنَ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا أَبُو [مَسْلَمَةَ] سَعِيدُ بنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عن مُطَرِّفٍ قالَ: قالَ أَبِي: انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقُلْنا: أَنْتَ سَيِّدُنا فقَالَ: «السَّيِّدُ اللهُ» قُلْنا: وَأَفْضَلُنا فَضْلًا وَأَعْظَمُنا طَوْلًا فَقَالَ: «قُولُوا بِقَوْلِكُم أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ».

۴۸۰۶- جناب مطرف ؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (عبداللہ بن شخیر ؓ) نے کہا کہ میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ہم نے کہا: آپ ہمارے (سیّد) سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”سید (اور حقیقی سردار) اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔“ ہم نے کہا: آپ ہمارے صاحب فضل و فضیلت اور صاحب جود وسخا ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو۔ مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنا لے۔ (کہ کوئی ایسی بات کہہ گزرو جو میری شان کے مطابق نہ ہو۔“)

فائدہ: لفظ ”السیّد“ اپنے حقیقی معانی میں اللہ عزوجل ہی کے لیے زیبا ہے، تاہم مجازی طور پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے استعمال فرمایا ہے اور خبر دی ہے: [أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخرَ] (سنن ابن ماجه، الزهد، حديث: ۴۳۰۸) ”میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی ناز نہیں۔“ اسی طرح حضرت عمر ؓ نے کہا: ”حضرت ابوبکر ؓ ہمارے سید ہیں اور انہوں نے ہمارے سید حضرت بلال ؓ کو آزاد کیا۔“ (صحيح البخاري، فضائل اصحاب النبي ﷺ، حديث: ۳۷۵۴) معلوم ہوا اصحاب علم و فضل کے لیے مجازاً یہ لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔ خیال

٤٨٠٥_ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره في التمادح، ح: ٦٠٦١، ومسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط . . . الخ، ح: ٣٠٠٠ من حديث خالد الحذاء به.

٤٨٠٦_ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١١ عن مسدد به.

رہے کہ درود شریف کے الفاظ میں "سیدنا" کا لفظ کسی صحیح روایت میں ثابت نہیں ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الرِّفْقِ (التحفة ١١)

باب:١٠- نرم خوئی کا بیان

٤٨٠٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ وَحُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إنَّ الله رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مالا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ».

۴۸۰۷- حضرت عبداللہ بن مُغفّل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل رفیق اور نرمی سے موصوف ہے اسے نرمی اور نرم خوئی پسند ہے۔ وہ اس پر وہ کچھ عنایت فرماتا ہے جو ترشی اور کرختگی پر نہیں دیتا۔"

٤٨٠٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قالُوا: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن الْمِقْدَامِ بن شُرَيْحٍ، عنْ أَبِيهِ قالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن الْبَدَاوَةِ فقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَبْدُو إلى هٰذِهِ التِّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فقَالَ لِي: «يَا عَائِشَةُ! ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ».

۴۸۰۸- جناب مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جنگل میں جانا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان ٹیلوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بار ارادہ کیا کہ جنگل میں جائیں تو آپ نے میرے پاس صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر ابھی سواری نہیں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! نرمی اختیار کیا کرو' بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہو وہ اسے مزین اور خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔"

قالَ ابنُ الصَّبَّاحِ فِي حَدِيثِهِ: مُحَرَّمَةٌ يَعْنِي لَمْ تُرْكَبْ.

ابن صباح نے اپنی حدیث میں واضح کیا کہ [مُحَرَّمَة] سے مراد ایسی اونٹنی ہے جس پر باقاعدہ سواری نہ ہوئی ہو۔

٤٨٠٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ٤٧٢ عن موسى بن إسماعيل به، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٥٩٣.

٤٨٠٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٧٨، أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٥٨٠ عن محمد بن الصباح به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٨/ ٣٢٢، ٣٢٣.

فوائد و مسائل: ① تدبر فی الانفس والآفاق کی نیت سے آدمی کسی وقت عزلت اختیار کرے تو مفید ہے جس کی مشروع صورت اعتکاف ہے نہ کہ صوفیاء کی سیاحت۔ ② حیوانات کے ساتھ نرم خوئی ممدوح اور مطلوب ہے تو انسانوں کے ساتھ یہ معاملہ اور بھی زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔

٤٨٠٩ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عن الأَعمَشِ، عنْ تَمِيمِ بنِ سَلَمَةَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ هِلَالٍ، عنْ جَرِيرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الخَيْرَ كُلَّهُ».

۴۸۰۹- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نرم خوئی سے محروم ہوا وہ سب بھلائیوں سے محروم ہوا۔“

٤٨١٠ - حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا عَفَّانُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ الأعمَشُ عنْ مَالِكِ بنِ الْحَارِثِ، قالَ الأعمَشُ: وَقَدْ سَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ عنْ مُصْعَبِ بنِ سَعْدٍ عنْ أَبِيهِ قالَ الأعمَشُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إلَّا عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «التُّؤَدَةُ في كُلِّ شَيْءٍ إلَّا في عَمَلِ الآخِرَةِ».

۴۸۱۰- جناب مصعب اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔ اعمش کہتے ہیں اور مجھے ایسے ہی معلوم ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا' آپ نے فرمایا: ”کسی کام میں جلد بازی نہیں چاہیے سوائے اس کے کہ آخرت کا کام ہو۔“

فائدہ: ایسے تمام اعمال جو اللہ کی رضامندی کے حصول کا ذریعہ ہوں' حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ان کی انجام دہی میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ دنیاوی کاموں میں سوچ بچار اور مشورے سے اقدام کرنا چاہیے۔ یہ حدیث بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:١٧٩٤)

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي شُكْرِ الْمَعْرُوفِ (التحفة ١٢)

باب:۱۱- احسان اور کارِ خیر پر شکریہ ادا کرنے کا بیان

٤٨٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق، ح:٢٥٩٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ٨/ ٣٢٢.

٤٨١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٩٤ من حديث عفان به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٦٣، ٦٤، ووافقه الذهبي * سليمان الأعمش لم يصرح بالسماع عن ثقة.

٤٨١١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ».

۴۸۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا' وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔''

فائدہ: لوگوں کے اچھے معاملے اور احسان پر شکریے کا اظہار انسان کے صاحب خلق ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ عزوجل کا شکر عبادت اور عبودیت کا حصہ ہے۔ لوگ جو آپ کے ساتھ کوئی احسان کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ عزوجل کے تصرف ہی سے کرتے ہیں' لہٰذا حقیقی شکر گزاری تو رب تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ تاہم بالتبع لوگوں سے احسان مندی کا اظہار بھی لازمی طور پر مشروع اور مسنون ہے۔

٤٨١٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَهَبَتِ الْأَنْصَارُ بِالْأَجْرِ كُلِّهِ قَالَ: «لَا، مَا دَعَوْتُمُ اللهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ».

۴۸۱۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! سارا اجر تو انصار لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک تم اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعائیں کرتے رہو گے اور ان سے احسان مندی کا اظہار کرو گے۔'' (اس طرح ان کو اجر ملنے کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی ملے گا۔)

فائدہ: زبانی اور عملی احسان مندی اور شکریے کے ساتھ ساتھ اہم عمل یہ ہے کہ انسان اپنے محسن کے لیے اللہ سے دعائیں کیا کرے۔ یعنی محض زبان سے ''شکریہ'' کا لفظ نہ کہے بلکہ یہ دعائیہ کلمات کہے: جَزَاكَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ ''اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔'' اس کے علاوہ اپنے محسنوں کے لیے غائبانہ طور پر خصوصی دعائیں بھی کرتا رہے۔

٤٨١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ:

۴۸۱۳- جناب عمارہ بن غزیہ نے بیان کیا کہ میری

٤٨١١_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في الشكر لمن أحسن إليك، ح: ١٩٥٤ من حديث الربيع بن مسلم به، وقال: "صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧٠.

٤٨١٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١٧ عن موسى بن إسماعيل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٣، ووافقه الذهبي.

٤٨١٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ٢١٣٧ من حديث بشر بن المفضل به، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٢٠٣٤، وأحمد: ٦/ ٩٠ وغيرهما * حديث يحيى بن أيوب، رواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١٥ * فيه شرحبيل بن سعد ضعفه الجمهور، انظر مجمع الزوائد: ٤/ ١١٥ وغيره.

حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ: حدَّثني رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ، فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ».

قوم کے ایک آدمی نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کیا' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کوئی عطیہ اور ہدیہ دیا جائے تو اگر ہمت ہو اور میسر ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر نہ پائے تو اس کی مدح وثنا کرے۔ جس نے اپنے محسن کی مدح کی اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جس نے اس (کے احسان) کو چھپایا اس نے اس کی ناشکری کی۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن شُرَحْبِيلَ، عن جَابِرٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یحییٰ بن ایوب نے بواسطہ عمارہ بن غزیہ' شرحبیل سے اور اس نے حضرت جابر ؓ سے روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ شُرَحْبِيلُ، يَعْني رَجُلًا مِن قوْمِي، كَأَنَّهُمْ كَرِهُوهُ فَلَمْ يُسَمُّوهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ سند میں عمارہ بن غزیہ نے جس آدمی کا نام لیا اور یوں کہا ہے کہ ''میری قوم کے ایک آدمی نے مجھ سے بیان کیا'' وہ شرحبیل ہی ہے۔ گویا انہوں نے اس کا نام ذکر کرنا پسند نہیں کیا۔

فائدہ: یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔

٤٨١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عَنْ أَبي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فقَدْ كَفَرَهُ».

۴۸۱۴- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی پر کوئی احسان کیا پھر اس دوسرے نے اس کا ذکر کیا تو یہ اس کا شکریہ ادا کرنا ہے اور اگر اس (دوسرے) نے اسے چھپایا تو یہ اس کی ناشکری اور ناقدری کی۔''

فائدہ: مناسب مقام اور مناسب انداز سے منعم اور محسن کے احسان کا ذکر خیر کرنا حق ہے اور قدر دانی میں شمار ہے۔ اس سے الفت بڑھتی ہے۔ اور اس کے برخلاف میں کبیدگی آتی ہے۔ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث : ٦١٨)

٤٨١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في أخبار أصبهان: ١/ ٢٥٩ من حديث جرير به، * الأعمش عنعن، وله شاهد ضعيف عند ابن عساكر.

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي الْجُلُوسِ بِالطُّرُقَاتِ** (التحفة ١٣)

باب:١٢- راستوں پر بیٹھنا (ناپسندیدہ ہے)

٤٨١٥- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابنَ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عَنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِيَّاكُمْ وَالجلُوسَ بالطُّرُقَاتِ» فقَالُوا: يَا رَسُولَ الله! مَا بُدٌّ لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فيهَا، فقَال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ»، قالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَارَسُولَ الله؟ قالَ: «غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالأَمْرُ بالمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عنِ المُنْكَرِ».

۴۸۱۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے احتراز کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں تو اس سے چارہ نہیں ہے' ہم نے آپس میں بات چیت کرنی ہوتی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس سے انکار کرتے ہو تو پھر راستے کے حق کا خیال رکھو۔'' انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نظر نیچی رکھنا' تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا' سلام کا جواب دینا' بھلی بات کہنا اور برائی سے روکنا۔''

فائدہ: راستوں اور چوکوں پر بلاوجہ معقول دھرنا مار کے بیٹھے رہنا شرفاء کا کام نہیں۔ضرورت اور مجبوری کی کیفیت الگ چیز ہے۔اس سے پردہ دار خواتین کو بالخصوص اذیت ہوتی ہے۔اصحاب مجلس اگر دین وتقویٰ سے موصوف نہ ہوں تو راہ گزرنے والوں پر بے جا تبصرے بھی ہوتے ہیں جو مسلمانوں کو کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی بطور مہمان آیا ہو تو اس کے ساتھ سر راہ ہی مجلس لگا لینا اس کا اکرام نہیں ہے۔بہر حال سر راہ بیٹھنے کی صورت میں مندرجہ بالا شرعی ہدایات کا پاس رکھنا لازم ہے۔

٤٨١٦- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعْنِي ابنَ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ إسْحَاقَ عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبي

۴۸۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس قصے (حدیث) میں بیان کیا' آپ نے فرمایا: ''راہ گیر کی رہنمائی کرنا (بھی راستے کے حق میں شامل ہے۔'')

٤٨١٥_ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن الجلوس في الطرق، وإعطاء الطريق حقه، ح: ٢١٢١ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، والبخاري، المظالم، باب أفنية الدور والجلوس فيها . . . الخ، ح: ٢٤٦٥ من حديث زيد بن أسلم به.

٤٨١٦_ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠١٤ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق المدني به.

هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: «وَ إِرْشَادُ السَّبيلِ».

٤٨١٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عِيسَى النَّيْسَابورِيُّ: أخْبَرَنا ابنُ المُبارَكِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن إسْحَاقَ بنِ سُوَيْدٍ، عَنِ ابنِ حُجَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ عن النَّبيِّ ﷺ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: «وَتُغِيثُوا المَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ».

۴۸۱۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس قصے (حدیث) میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پریشان حال کی مدد کرو اور رستہ بھول جانے والے کی رہنمائی کرو۔''

فائدہ: ان صفات وخصائل کو معمولی اور اضافی صفات نہیں سمجھنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صفات ایمان واسلام کو کامل کرتی ہیں۔ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

٤٨١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: قالَ ابنُ عِيسَى: قالَ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ عن أنَسٍ قالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي إلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ لَهَا: «يَا أُمَّ فُلانٍ! اجْلِسِي فِي أيِّ نَوَاحِي السِّكَكِ شِئْتِ حتى أجْلِسَ إلَيْكِ» قالَ: فَجَلَسَ النَّبيُّ ﷺ حَتَّى قَضَتْ حَاجَتَهَا لم يذكُرِ ابنُ عيسٰى: حتىٰ قَضَتْ حاجَتَها وَقالَ كَثِيرٌ: عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ.

۴۸۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''اے ام فلاں! کسی گلی کے کونے پر بیٹھ جاؤ میں تیرے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں (تیری بات سن سکتا ہوں۔'') چنانچہ وہ بیٹھ گئی اور نبی ﷺ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے حتیٰ کہ اس نے اپنا مقصد پالیا۔ ابن عیسیٰ نے [حَتّٰی قَضَتْ حَاجَتَهَا] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ اور کثیر (بن عبید) نے اپنی سند میں (عنعنہ سے روایت کرتے ہوئے) عن حمید عن انس کہا۔

٤٨١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البزار في البحر الزخار: ١/ ٤٧٢ من حديث عبدالله بن المبارك به * ابن حجير مستور (تقريب).

٤٨١٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٩ عن مروان بن معاوية الفزاري به، ورواه الترمذي في الشمائل، ح: ٣٣٠ (بتحقيقي) من حديث حميد الطويل به، والحديث الآتي شاهد له.

٤٨١٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عنْ ثَابِتٍ، عنْ أَنَسٍ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ بِمَعْنَاهُ.

۴۸۱۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس عورت کی عقل میں کوئی کمی تھی۔اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① کسی ضرورت کی بنا پر کہیں سر راہ بیٹھنا پڑ جائے تو کوئی معیوب نہیں۔اس حدیث کا یہ مفہوم بھی لیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے سر راہ بیٹھنے کی بجائے کسی ایک طرف الگ ہو کر بیٹھنے کا کہا تھا۔② سادہ لوح اور بے عقل قسم کے لوگوں کی دلداری کرنا بھی شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے۔اس طرح یہ لوگ کافی حد تک خوش اور پرسکون ہو جاتے ہیں۔ورنہ پریشان ہونے کی وجہ سے کئی طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ایسے لوگوں سے استہزا کرنا اور انہیں مسخرہ بنانا قطعاً روا نہیں۔ایسا عمل ان پر بہت بڑا ظلم ہے اور ایسا کرنے والے بہت بڑے ظالم ہوتے ہیں۔اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔③ "قضاء الحاجة" ایک عام ترکیب اور جملہ ہے جیسے اس روایت میں آیا ہے اور اس کے معنی بھی واضح ہیں کہ وہ جو بات کرنا چاہتی تھی وہ اس نے کر لی۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي سَعَةِ الْمَجْلِسِ (التحفة ١٤)

باب:...... مجلس کو وسیع بنا لینے کا بیان

٤٨٢٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي الْمَوَالِ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا».

۴۸۲۰-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بہترین مجلس وہ ہے جو وسیع اور کھلی ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَمْرِو بنِ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ کا صحیح نسب یوں ہے: ''عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابوعمرہ الانصاری۔''

٤٨١٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الفضائل، باب قربه ﷺ من الناس وتبركهم به، وتواضعه لهم، ح: ٢٣٢٦ من حديث يزيد بن هارون به.

٤٨٢٠ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٩٨١ عن القعنبي به، ورواه أحمد: ٣/ ١٨، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٢٦٩.

فائدہ: مجلس میں اگر افراد زیادہ ہوں تو حسن ادب اور وقار کا تقاضا ہے کہ حلقہ وسیع کر لیا جائے۔ اور اس قسم کے اعمال میں اتباع فرمان رسول ﷺ کی نیت شامل ہو تو مزید ثواب ملتا ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الشَّمْسِ وَالظِّلِّ** (التحفة ١٥)

باب:۱۳- دھوپ اور چھاؤں میں بیٹھنے کا بیان

٤٨٢١- **حَدَّثَنا** ابنُ السَّرْحِ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ قالَ: حدَّثني مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُم في الشَّمْسِ - وقالَ مَخْلَدٌ: في الْفَيْءِ - فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ في الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ في الظِّلِّ فَلْيَقُمْ.

۴۸۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدنا ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص دھوپ میں بیٹھا ہو...... مخلد کے الفاظ ہیں اگر کوئی سائے میں بیٹھا ہو...... اور پھر اس سے سایہ ٹل جائے اور وہ کچھ دھوپ میں آ جائے اور کچھ سائے میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔''

٤٨٢٢- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إِسْمَاعِيلَ قالَ: حدَّثني قَيْسٌ عن أَبِيهِ أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُولُ الله ﷺ يَخْطُبُ فَقَامَ في الشَّمْسِ، فَأَمَرَ بِهِ فَحُوِّلَ إِلَى الظِّلِّ.

۴۸۲۲- جناب قیس (بن ابوحازم) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو یہ دھوپ میں کھڑے ہو گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا تو سائے میں چلے گئے۔

فائدہ: اطباء بھی یہی کہتے ہیں کہ انسان سارے کا سارا دھوپ میں ہو یا سارا ہی سائے میں ہو۔ آدھا دھوپ میں اور آدھا سائے میں ہونا طبی طور پر نقصان دہ ہے۔ خاص طور پر شدید گرمی والے علاقوں میں۔

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: فِي التَّحَلُّقِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۴- مختلف حلقے بنا کر بیٹھنے کا بیان

٤٨٢٣- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۴۸۲۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٤٨٢١ـ تخريج: [**حسن**] سنده ضعيف، وللحديث شاهد عند ابن ماجه، ح: ٣٧٢٢، وسنده حسن، وللحديث ألوان أخرى عند الحميدي، ح: ١١٤٥ (بتحقيقي)، وأحمد: ٢/ ٣٨٣ وغيرهما.

٤٨٢٢ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٣/٤٢٦ عن يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٥٣، وانظر، ح: ٣٠٤٥.

٤٨٢٣ـ تخريج: [**صحيح**] تقدم طرفه، ح: ٦٦١، وح: ٩١٢، ورواه مسلم من حديث الأعمش، والبيهقي في الآداب، ح: ٣٣٣ من حديث أبي داود به.

عن الأعمَشِ: حدَّثني المُسَيَّبُ بنُ رَافِعٍ عن تَمِيمِ بنِ طَرَفَةَ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ المَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فقَالَ: «مَالِي أَرَاكُم عِزِينَ؟!».

کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے جب کہ صحابہ ٹولیاں بنائے بیٹھے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم ٹولیوں میں جدا جدا بیٹھے ہو؟''

٤٨٢٤- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأعْلٰى عن ابنِ فُضَيْلٍ، عن الأعمَشِ بِهٰذَا قالَ: كَأَنَّهُ يُحِبُّ الْجَمَاعَةَ.

۴۸۲۴- جناب اعمش ؒ نے یہ روایت بیان کی اور کہا: گویا آپ ﷺ نے اجتماعیت کو پسند فرمایا۔

فائدہ: اگر اہل اجتماع کا موضوع ایک ہو تو افضل اور مستحب یہی ہے کہ ایک حلقے میں بیٹھیں۔ لیکن اگر موضوعات مختلف ہوں تو حلقے بنالینا جائز ہے جیسے کہ طلبۂ علم یا اصحاب ذوق میں ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ نماز کی جماعت کے انتظار میں حلقے بنا کر بیٹھنا معیوب ہے چاہیے کہ ترتیب سے صف میں جگہ بنا کر بیٹھا جائے۔

٤٨٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الْوَرْكَانِيُّ وَهَنَّادٌ أَنَّ شَرِيكًا أخبرهم عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي.

۴۸۲۵- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی ﷺ کی مجلس میں آتے تھے تو جہاں مجلس پہنچی ہوتی وہیں (آخر میں) بیٹھ جایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ بات انتہائی معیوب ہوتی ہے کہ آدمی دیر سے آئے اور پھر پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے جگہ لینے کی کوشش کرے۔ ہاں اگر پہلے آنے والوں نے مجلس کا ادب ملحوظ نہ رکھا ہو کہ آگے جگہ خالی چھوڑ دی ہو اور راستے میں بیٹھ گئے ہوں تو گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے از خود اپنا وقار ضائع کیا ہوتا ہے۔ ② یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق و تخریج میں اس بات کی وضاحت کی ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

٤٨٢٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٨٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب في الثلاثة الذين أقبلوا في مجلس النبي ﷺ وحديث جلوسهم في المجلس حيث انتهوا، ح: ٢٧٢٥ من حديث شريك القاضي به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وللحديث شواهد * شريك عنعن، ولم أجد رواية زهير بن معاوية، وللحديث شاهد ضعيف في المعجم الكبير: ٧/ ٣٠٠، ٣٠١، ح: ٧١٩٧، وحديث البخاري، ح: ٦٦، ومسلم، ح: ٢١٧٦ يغني عنه.

(المعجم . . .) - **باب الْجُلُوسِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ** (التحفة ١٧)

باب:...... حلقے کے بیچ میں بیٹھنے کا بیان

٤٨٢٦- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنِي أَبُو مِجْلَزٍ عن حُذَيْفَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ.

۴۸۲۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے ایسے آدمی پر جو حلقے کے درمیان میں بیٹھتا ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُومُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۵- اگر کوئی کسی دوسرے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ جائے تو؟

٤٨٢٧- **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حدثنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ رَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي عَبْدِ الله مَوْلًى لآلِ أَبِي بُرْدَةَ عن سَعِيدِ ابنِ أَبِي الْحَسَنِ قالَ: جَاءَنَا أَبُو بَكْرَةَ في شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ فِيهِ وقالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ذَا، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهُ.

۴۸۲۷- جناب سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ایک گواہی کے سلسلے میں ہمارے ہاں تشریف لائے تو مجلس میں سے ایک آدمی ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو انہوں نے اس جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا اور کہا: تحقیق نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور نبی ﷺ نے اس سے بھی روکا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے کپڑے سے جو اس نے اسے نہ پہنایا ہوا اپنا ہاتھ پونچھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس میں بیان کردہ باتیں دیگر احادیث سے ثابت ہیں۔ ② پہلے سے بیٹھا ہوا شخص ہی زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے۔ دیگر احادیث کی روشنی میں اگر اٹھنے والا دلی خوشی سے ایسا کرے تو مباح بھی ہے جیسے کہ کتاب الصلوٰۃ میں گزرا ہے کہ کسی کی عزت کی جگہ پر بیٹھنا جائز نہیں اِلا یہ کہ وہ ازخود اجازت دے۔ ③ دوسرے کے کپڑے سے بلا اجازت ہاتھ پونچھنا کسی طرح روا نہیں کہ یہ دوسرے کے مال

٤٨٢٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية القعود وسط الحلقة، ح:٢٧٥٣ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح" * أبومجلز متهم بالتدليس، وقال شعبة: لم يدرك حذيفة، جامع التحصيل، ص:٢٩٦.

٤٨٢٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤ من حديث شعبة به، * أبوعبدالله مولى آل أبي بردة مجهول (تقريب).

میں تصرف ہے۔ سوائے اس کے کہ دوسرا زیر تولیت ہو مثلاً اپنا بیٹا' غلام یا بیوی۔ کیونکہ ان کا کپڑا اور مال ولی کا مال ہی ہوتا ہے۔

٤٨٢٨- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عن شُعْبَةَ، عن عَقِيلِ بنِ طَلْحَةَ، قالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْخَصِيبِ عن ابنِ عُمَرَ، قالَ: جاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبيِّ ﷺ فقامَ لَهُ رَجُلٌ عنْ مَجْلِسِهِ فَذَهَبَ لِيَجْلِسَ فِيهِ، فَنَهَاهُ النَّبيُّ ﷺ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْخَصِيبِ اسْمُهُ زِيَادُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

۴۸۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا تو ایک آدمی اس کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا' وہ (آنے والا) وہاں بیٹھنے لگا تو نبی ﷺ نے اس کو منع فرما دیا۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوخصیب کا نام زیاد بن عبدالرحمٰن ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ ممانعت بھی احتیاط کے طور پر ہے' تاکہ لوگ ایک دوسرے کی جگہ پر نہ بیٹھیں۔ ورنہ اگر کوئی شخص احتراماً کسی دوسرے کو اپنی جگہ بیٹھنے کی پیشکش کرتا ہے' تو دیگر دلائل کی رُو سے اس کا جواز ہے۔ ② یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر صحیح ہے جیسا کہ خود انہوں نے اپنی تحقیق میں بخاری ومسلم کی روایات کا حوالہ درج کرنے کے بعد "يغني عنه" یعنی بخاری ومسلم کی روایات کفایت کرتی ہیں' کہا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:۲۲۸)

(المعجم ١٦) - باب مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالِسَ (التحفة ١٩)

باب:۱۶- کیسے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے؟

٤٨٢٩- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

۴۸۲۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ اور وہ خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ اور مومن جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ عمدہ

٤٨٢٨ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٢/ ٨٤ عن محمد بن جعفر به، وسنده ضعيف * أبوالخصيب وثقه ابن حبان وحده، وحديث البخاري، ح: ٦٢٦٩، ومسلم: ٢٩/ ٢١٧٧، والحاكم: ٤/ ٢٧٢، ح: ٧٧١٣ يغني عنه.

٤٨٢٩ـ **تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديث الآتي.

مَثَلُ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ المِسْكِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِيحِهِ، وَمَثَلُ جَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْكِيرِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْ سَوَادِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ».

ہوتا ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور فاجر آدمی جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان (نازبو) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور فاجر آدمی جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل (اندرائن۔ کوڑتمہ) کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا اور خوشبو کوئی نہیں ہوتی۔ اور نیک اور صالح ساتھی کی مثال کستوری والے کی مانند ہے اگر تجھے اس سے نہ بھی ملی تو اس کی خوشبو تو (ضرور) پہنچے گی اور برے ساتھی کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے' اگر تجھے اس کی کالک نہ لگی تو دھواں تو ضرور آئے گا۔

فوائد ومسائل: ① صالح' متقی اور صاحب عمل مومن کی صحبت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے۔ ② فاسق وفاجر لوگوں سے دور رہنا چاہیے کہ ان کی صحبت میں خسارا ہی خسارا ہے۔ ③ استاذ اور خطیب کو عمدہ مثالوں سے اپنی بات واضح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

٤٨٣٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى المَعْنَى؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ مُعاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ، عن أَبِي مُوسَى عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الكَلَامِ الأَوَّلِ إِلٰى قَوْلِهِ: «وَطَعْمُهَا مُرٌّ». وَزَادَ ابنُ مُعَاذٍ: قالَ: قالَ أَنَسٌ: وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ مَثَلَ جَلِيسِ الصَّالِحِ، وَسَاقَ بَقِيَّةَ الحدِيثِ.

۴۸۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کا پہلا حصہ "اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔" تک بیان کیا۔ اور ابن معاذ نے مزید کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ صالح ساتھی کی مثال...... اور بقیہ حدیث بیان کی۔

٤٨٣١- **حَدَّثَنا** عَبْدُ اللهِ بنُ الصَّبَّاحِ

۴۸۳۱- شُبیل بن عزرہ نے حضرت انس بن مالک

٤٨٣٠ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب إثم من راءى بقراءة القرآن ... الخ، ح: ٥٠٥٩ عن مسدد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن، ح: ٧٩٧ من حديث يحيى القطان به.

٤٨٣١ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٠ من حديث سعيد بن عامر به، وصححه، ووافقه◄◄

الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عن شُبَيْلِ بنِ عَزْرَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ؓ سے روایت کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صالح ساتھی کی مثال.....'' اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

٤٨٣٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرَنَا ابنُ المُبَارَكِ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن سَالِمِ بنِ غَيْلَانَ، عن الوَلِيدِ بنِ قَيْسٍ، عن أَبي سَعِيدٍ، - أَوْ عن أَبي الْهَيْثَمِ، عن أَبي سَعِيدٍ - رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ».

۴۸۳۲- حضرت ابوسعید ؓ روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صرف مومن آدمی کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا بھی کوئی متقی ہی کھائے۔''

فوائد ومسائل: ① فارسی میں کہتے ہیں: صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند۔ صحبت اور مجلس سے انسان اپنے ساتھی کی عادات اور رنگ ڈھنگ اختیار کر لیتا ہے اور دھیرے دھیرے اس کی محبت بھی دل میں گھر کر جاتی ہے اور معاملہ دین وعقیدے تک جا پہنچتا ہے' اس لیے صاحب ایمان کے علاوہ فاسق وفاجر کی صحبت سے گریز کرنا واجب ہے۔ ② صدقات وہدایات میں اولیت اہل ایمان اور اہل تقویٰ کو حاصل ہے دیگر لوگ دوسرے درجے پر ہیں اور ان سے احسان کرنے میں بھی اجر ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّ يَتِيمًا وَّ أَسِيرًا﴾ (الدھر:۸) ''اہل ایمان اللہ کی محبت کی بنا پر مسکینوں' یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔'' اور قیدی ہر طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ مسلمان' فاسق' فاجر اور کافر۔ اسی طرح یتامیٰ اور مساکین کا معاملہ ہے۔

٤٨٣٣- حَدَّثَنَا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قالَا: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ: حدَّثني مُوسَى بنُ وَرْدَانَ عن

۴۸۳۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''انسان اپنے محبوب ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ تو تمہیں چاہیے کہ غور کرو کس سے دوستی کر رہے ہو۔''

◀◀ الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

٤٨٣٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في صحبة المؤمن، ح: ٢٣٩٥ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٩، ٢٠٥٠، والحاكم: ٤/ ١٢٨، ووافقه الذهبي.

٤٨٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب [حديث "الرجل على دين خليله . . ."]، ح: ٢٣٧٨ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد.

أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «الرَّجُلُ عَلٰى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ».

٤٨٣٤ - **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ زَيْدِ بْنِ أَبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ يَعْني ابنَ بُرْقَانَ عن يَزِيدَ يَعني ابنَ الأَصَمِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قالَ: «الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ».

۴۸۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً (نبی ﷺ سے) بیان کرتے ہیں: ''روحیں (ازل میں) مجتمع لشکر تھیں' جن کا (وہاں) آپس میں تعارف ہو گیا (دنیا میں) ان کے اندر الفت ہو جاتی ہے اور جن کی (وہاں) آپس میں ناواقفی رہی ہو وہ (اس دنیا میں بھی) ایک دوسرے سے جدا جدا رہتی ہیں۔''

فائدہ: اگر کسی کو صالحین کی صحبت میسر ہو اور ان کے ساتھ انس بھی ہو تو یہ اللہ کی نعمت ہے۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس تعلق کو اور زیادہ مضبوط بنانا چاہیے۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو صاحب ایمان ہونے کے ناتے چاہیے کہ بندہ اپنے عمل اور مزاج میں تبدیلی لائے۔

(المعجم ١٧) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْمِرَاءِ** (التحفة ٢٠)

باب: ۱۷- جھگڑے فساد کی کراہت کا بیان

٤٨٣٥ - **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنا بُرَيْدُ بنُ عَبْدِ الله عن جَدِّهِ أَبي بُرْدَةَ، عن أَبي مُوسٰى قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصحَابِهِ في بَعْضِ أَمْرِهِ قالَ: «بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا، وَلَا تُعَسِّرُوا».

۴۸۳۵- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو جب اپنے کسی کام کیلئے بھیجا کرتے تھے تو انہیں فرماتے: ''خوشخبری دینے والے بننا' نفرت نہ دلانا' آسانی کرنا اور تنگی اور مشقت نہ ڈالنا۔''

فائدہ: قائد اور صاحب منصب کے لیے خاص نبوی ہدایت یہ ہے کہ اپنے ماتحت افراد کے لیے نرمی اور آسانی کرنے والا بنے۔ بے مقصد سختی مخالفت کا باعث بنتی ہے۔ جو نفرت لاتی ہے اور کسی بھی نظم اور اجتماعیت کے لیے سم قاتل ہے۔

٤٨٣٤_ **تخريج**: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب: الأرواح جنود مجندة، ح: ٢٦٣٨ من حديث جعفر بن برقان به.

٤٨٣٥_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب في الأمر بالتيسير وترك التنفير، ح: ١٧٣٢ من حديث أبي أسامة به.

٤٨٣٦ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني إبْرَاهِيمُ بنُ المُهَاجِرِ عن مُجَاهِدٍ، عن قَائِدِ السَّائِبِ، عن السَّائِبِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيَّ وَيَذْكُرُونِّي، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا أَعْلَمُكُمْ» - يَعْنِي بِهِ - قُلْتُ: صَدَقْتَ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي: كُنْتَ شَرِيكِي فَنِعْمَ الشَّرِيكُ، كُنْتَ لا تُدَارِي وَلا تُمَارِي.

۴۸۳۶- حضرت سائب ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگ میری مدح اور میرے اعمال کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: آپ نے بجا فرمایا' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ میرے شراکت دار تھے اور بہت ہی خوب شراکت دار تھے۔ آپ میں مخالفت کرنے یا لڑنے جھگڑنے والی کوئی بات نہیں تھی۔

فائدہ: نبی ﷺ کے انہی خصائل حمیدہ کی وجہ سے آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (یونس:١٦) ''بلاشبہ میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر گزار چکا ہوں۔ کیا پس تم عقل نہیں کرتے ہو؟'' اور اللہ عزوجل نے آپ کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی ہے' فرمایا: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر:٧٢) ''تیری عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں تھے۔'' یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن معناً صحیح ہے جیسا کہ شیخ البانی ؒ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٨) - بابُ الْهَدْيِ فِي الْكَلَامِ (التحفة ٢١)

باب:۱۸- رسول اللہ ﷺ کا اسلوب گفتگو

٤٨٣٧ - حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حدَّثني مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ، عن عُمَرَ بن عَبْدِ العَزِيزِ، عن يُوسُفَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ، عن أَبِيهِ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إلَى السَّمَاءِ.

۴۸۳۷- جناب یوسف ؒ اپنے والد حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے تو آپ کی نظر اکثر آسمان کی طرف ہوتی تھی۔

٤٨٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الشركة والمضاربة، ح: ٢٢٨٧ من حديث سفيان الثوري به * قائد السائب لم أجد له ترجمةً، وفي السند اضطراب كما في تقريب التهذيب وغيره.

٤٨٣٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الباغندي في مسند عمر بن عبدالعزيز، ح: ٣ من حديث محمد بن سلمة به، * محمد بن إسحاق عنعن هاهنا، وصرح بالسماع في رواية سفيان بن وكيع، وهو ضعيف.

٤٨٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ عن مِسْعَرٍ قالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا في الْمَسْجِدِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: كَانَ في كَلَامِ رَسُولِ الله ﷺ تَرْتِيلٌ أَوْ: تَرْسِيلٌ.

۴۸۳۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں انتہائی ٹھہراؤ ہوتا تھا۔

٤٨٣٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن أُسَامَةَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُولِ الله ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ.

۴۸۳۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو اس قدر واضح ہوا کرتی تھی کہ ہر سننے والا اسے سمجھ لیتا تھا۔

فائدہ: جلدی اور تیز تیز گفتگو کرنا باوقار لوگوں کے ہاں ہمیشہ معیوب سمجھا گیا ہے۔ اور از حد تیز بولنے والا خطیب بھی کامیاب خطیب نہیں سمجھا جاتا۔

٤٨٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قالَ: زَعَمَ الْوَلِيدُ عن الأَوْزَاعِيِّ عن قُرَّةَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ كَلَامٍ لا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ الله فَهُوَ أَجْذَمُ».

۴۸۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر گفتگو جس کی ابتدا اللہ کی حمد و ثنا سے نہ ہو وہ بے برکت ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ وَعُقَيْلٌ وَشُعَيْبٌ وَسَعِيدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ عن الزُّهْرِيِّ، عن النَّبيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یونس، عقیل، شعیب اور سعید بن عبدالعزیز نے بواسطہ زہری نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

٤٨٣٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٧ من حديث أبي داود به، * شيخ مجهول.

٤٨٣٩- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٦٥٤، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٩/ ١٥ * سفيان الثوري تابعه حميد بن الأسود، تقدم طرفه الصحيح، ح: ٣٦٣٤.

٤٨٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب خطبة النكاح، ح: ١٨٩٤ من حديث الأوزاعي به * الزهري عنعن، وقرة متكلم فيه، خالفه الجبال الثقات، وروايتهم هي الراجحة.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس کے بعد آنے والی صحیح روایت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اس سے مراد عام گفتگو نہیں بلکہ اہم گفتگو اور خطبہ و تقریر وغیرہ ہے' لہٰذا خطبے کی ابتدا میں حمد وثنا کرنا تاکیدی امر ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٢٢)

باب:١٩-خطبہ دینے کا بیان

٤٨٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كالْيَدِ الْجَذْمَاءِ».

۴۸۴۱- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ جس میں تشہد (اللہ کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ذکر) نہ ہو ایسے ہے جیسے جذام زدہ (ناقص اور عیب دار) ہاتھ۔''

فائدہ: اہم خطبہ' تقریر اور درس کی ابتدا میں تشہد پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي تَنْزِيلِ النَّاسِ مَنَازِلَهُمْ (التحفة ٢٣)

باب:٢٠-ہر آدمی کے مقام و مرتبے کا خیال رکھنے کا بیان

٤٨٤٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ إسْمَاعِيلَ وابنُ أبِي خَلَفٍ أنَّ يَحْيَى بنَ الْيَمَانِ أَخْبَرَهُمْ عن سُفْيَانَ، عن حَبِيبِ بنِ أبِي ثَابِتٍ، عن مَيْمُونِ بنِ أبِي شَبِيبٍ: أنَّ عائِشَةَ مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَأَقْعَدَتْهُ فأكَلَ، فَقِيلَ لَهَا فِي ذٰلِكَ، فقالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ».

۴۸۴۲- میمون بن ابوشبیب سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کے پاس سے ایک سائل گزرا۔ تو آپ نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ پھر ایک دوسرا آدمی گزرا جس نے (اچھے) کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کی حالت عمدہ تھی تو انہوں نے اس کو بٹھلا کر کھلایا۔ ان سے اس فرق کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھو۔''

٤٨٤١_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في خطبة النكاح، ح: ١١٠٦ من حديث عاصم بن كليب به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩٤، وح: ٥٧٩.

٤٨٤٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الآداب، ح: ٣٢٢ من حديث أبي داود به، * حبيب بن أبي ثابت عنعن، وأشار مسلم إلى ضعف الحديث في أول المقدمة من صحيحه، ص: ٧.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ يَحْيَى مُخْتَصَرٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ کی حدیث مختصر ہے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَيْمُونٌ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میمون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم معنی صحیح ہے۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے مقام و مرتبے کی رعایت سے معاملہ کرنا چاہیے۔

٤٨٤٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عَنْ أَبِي كِنَانَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ».

۴۸۴۳- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بوڑھے مسلمان اور صاحب قرآن کی عزت کرنا جو اس میں غلو اور تقصیر سے بچتا ہو اور (اسی طرح) حاکم عادل کی عزت کرنا' اللہ عزوجل کی عزت کرنے کا حصہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس شخص کی جوانی اسلام پر گزری ہو اور اب بڑھاپا آ گیا ہو تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مکرم اور باعزت ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں انہیں وقار دیا جانا لازمی ہے۔ ② صاحب قرآن' یعنی حافظ' قاری' مدرس' مفسر اور داعی اسلام جو فی الواقع شرعی حدود کے پابند ہوں' تجاوز کریں نہ تقصیر کریں' ان کا احترام بھی لازمی ہے۔ ③ حدود اللہ نافذ کرنے والے منصف حاکم کا بھی یہی حق ہے کہ اس کا اعزاز و اکرام کیا جائے۔ ان حضرات کی اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ عزوجل نے ان کے اعزاز و اکرام کو اپنے اعزاز کا حصہ قرار دیا ہے۔ اور یہ بیان بطور تمثیل و مبالغہ کے ہے۔ ④ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے۔ دیکھیے: (صحیح الجامع' حدیث:۲۱۹۵)

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا (التحفة ٢٤)

باب:۲۱- بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

٤٨٤٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٦٣ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ٣٥٥، وابن حجر في التلخيص الحبير: ٢/ ١١٨ * أبوكنانة مجهول ومع ذلك حسنه النووي، وهذا شيء عجيب.

٤٨٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا عَامِرٌ الأَحْوَلُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ قال ابنُ عَبْدَةَ: عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لا يُجْلَسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا».

۴۸۴۴- جناب عمرو بن شعیب' اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کے درمیان گھس کر مت بیٹھا جائے سوائے اس کے کہ وہ اجازت دے دیں۔''

٤٨٤٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «لا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا».

۴۸۴۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کیلئے حلال نہیں کہ دو آدمیوں کو جدا جدا کر دے (جو مل کر بیٹھے ہوئے ہوں تو ان میں گھس بیٹھے) الا یہ کہ ان دونوں کی اجازت ہو۔''

فائدہ: دو مسلمانوں کے درمیان جو پہلے سے اکٹھے بیٹھے ہوئے ہوں' زور سے گھس بیٹھنا اور ان کے درمیان تفریق کر دینا جائز نہیں ہے۔ دو بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈال دینا' تو اور بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي جُلُوسِ الرَّجُلِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۲- آدمی کے بیٹھنے کی بابت احکام ومسائل

٤٨٤٦- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ إِبْرَاهِيمَ: حدَّثني إِسْحَاقُ ابنُ مُحَمَّدٍ الأَنْصَارِيُّ عن رُبَيْحِ بنِ عَبْدِ

۴۸۴۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو اپنے گھٹنوں کو سینے سے ملا کر اپنے ہاتھ ان کے گرد لپیٹ لیا کرتے تھے۔

٤٨٤٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب/الاستئذان، باب ماجاء في كراهية الجلوس بين الرجلين بغير إذنهما، ح: ٢٧٥٢ من حديث عامر الأحول به، وانظر الحديث الآتي.

٤٨٤٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية الجلوس بين الرجلين بغير إذنهما، ح: ٢٧٥٢ من حديث أسامة بن زيد به، وقال: "حسن صحيح".

٤٨٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٢٨ عن سلمة بن شبيب به، وحديث البخاري، ح: ٦٢٧٢ يغني عنه.

الرَّحْمَنِ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ احْتَبَى بِيَدِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ اللهِ بنُ إِبْرَاهِيمَ شَيْخٌ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور عبداللہ بن ابراہیم شیخ منکر الحدیث ہے۔

٤٨٤٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ، قال: حَدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ، - قال مُوسَى: بِنْتِ حَرْمَلَةَ - وكَانَتَا رَبِيبَتَي قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وكانَتْ جَدَّةَ أَبِيهِمَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا: أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْمُخْتَشِعَ - وقال مُوسَى: الْمُتَخَشِّعَ - فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ.

۴۸۴۷- حضرت قَیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ "قُرفُصاء" کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے (کہ ان کے گھٹنے سینے سے ملے ہوئے اور ہاتھ ان کے گرد لپٹے ہوئے تھے) میں نے جب رسول اللہ ﷺ کو خشوع اور انکسار کی اس کیفیت میں دیکھا تو خوف سے لرز اٹھی۔

فوائد ومسائل: ① "احتباء اور قرفصاء" یہاں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے' یہ بیٹھنے کا ایک انداز ہے جس کی وضاحت ترجمے میں موجود ہے' آدمی اس طرح سے کبھی مجلس میں بھی بیٹھ جاتا ہے۔ اس میں تواضع' انکسار اور خشوع کا اظہار ہوتا ہے' مگر خطبۂ جمعہ میں اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔ دیکھیے: (سنن ابی داود' الصلاۃ' حدیث:۱۱۱۰) ② حضرت قَیلہ رضی اللہ عنہا کا لرزہ براندام ہونا اس تأثر کی وجہ سے تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم ہستی کا ظاہری بیٹھنا اس قدر خشوع اور انکسار کا مظہر ہے تو باطنی طور پر آپ ﷺ کی کیا کیفیت ہوگی اور ہم عام لوگ کس قدر بے پروا ہیں۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود تواضع اور خشوع کے انتہائی بارعب اور ہیبت و دبدبہ والے تھے۔ اور یہ سب للّٰہیت اور خشیت کا نتیجہ تھا۔ ④ ہر صاحب ایمان کو اپنی نشست و برخاست میں تواضع کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اس سے وقار میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہی ہوتا ہے۔ ⑤ مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں' لیکن دیگر شواہد کی بنا پر صحیح یا حسن درجے تک پہنچ جاتی ہیں جیسا کہ خود ہمارے فاضل محقق نے ۴۸۴۶ نمبر حدیث کی

٤٨٤٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٧٠.

تحقیق میں صحیح بخاری کا حوالہ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ "يغني عنه" یعنی بخاری کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے پہلی روایت کو صحیح اور دوسری کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
(الصحيحة' حديث : ٨٢٧ و الترمذي' حديث ٢٩٧٩)

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي الْجِلْسَةِ الْمَكْرُوهَةِ** (التحفة ٢٦)

باب: ...... بیٹھنے کا ایک ناپسندیدہ اور مکروہ انداز

٤٨٤٨- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مَيْسَرَةَ، عن عَمْرِو بنِ الشَّرِيدِ، عن أَبِيهِ الشَّرِيدِ بنِ سُوَيْدٍ قال: مَرَّ بِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا جَالِسٌ هٰكذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي واتَّكَأْتُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي، فقَالَ: «أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ».

۴۸۴۸- حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں اپنا بایاں ہاتھ کمر کے پیچھے کر کے انگوٹھے کی جگہ پر دباؤ ڈال کر بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: "کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے۔"

فائدہ: کمر کے پیچھے زمین پر ہاتھ کی ٹیک لگا کر بیٹھنا مکروہ ہے۔ اس روایت کو بعض نے صحیح کہا ہے، دیکھیے: (حجاب المرأة للالبانی' ۲/۱۰۰)

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۳- عشاء کے بعد بے مقصد باتوں میں مشغول رہنے کا بیان

٤٨٤٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عَوْفٍ قال: حَدَّثَني أَبُو المِنْهَالِ عن أَبِي بَرْزَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَنْهَى عن النَّوْمِ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا.

۴۸۴۹- حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ منع فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کی نماز سے پہلے سویا جائے یا اس کے بعد باتوں میں مشغول رہا جائے۔

فائدہ: عشاء کی نماز سے پہلے سو جانے سے اندیشہ ہے کہ عشاء کی نماز یا جماعت فوت ہو جائے' اور ایسے ہی عشاء

٤٨٤٨ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٨ عن علي بن بحر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٦، والحاكم: ٤/ ٢٦٩، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن هاهنا، ولم يصرح بالسماع في السند المتصل، والله أعلم.
٤٨٤٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ح: ٥٩٩ عن مسدد به.

کی نماز کے بعد بے مقصد باتوں میں مشغول رہنے سے فجر کی نماز یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی اہم مقصد ہو تو مشغول ہونا جائز ہے۔ جیسے کہ طلباء کا رات گئے تک مطالعہ و مذاکرہ کرنا یا دیگر اہم ذمہ داریوں کی ادائیگی کی غرض سے جاگنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی جماعت ضائع نہ ہو۔

(المعجم ٢٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ مُتَرَبِّعًا** (التحفة ٢٨)

باب:۲۶- آدمی کا آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کا بیان

٤٨٥٠- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ.

۴۸۵۰- سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھا لیتے تو اپنی جگہ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے رہتے' حتی کہ سورج خوب چڑھ آتا۔

فوائد ومسائل: ① عام حالت میں آلتی پالتی کی کیفیت میں بیٹھنا جائز ہے' حتی کہ مریض اس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر کھانے کے لیے بعض علماء نے اس طرح بیٹھنے کو مکروہ جانا ہے اور اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا' ٹیک لگانے کے ضمن میں آسکتا ہے اور ٹیک لگا کر کھانا ممنوع ہے۔ ② مستحب ہے کہ انسان نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھے اور ذکر و تسبیح اور قراءتِ قرآن وغیرہ میں مشغول رہے۔

(المعجم ٢٤) - **بَابٌ: فِي التَّنَاجِي** (التحفة ٢٩)

باب:۲۴- سرگوشیاں کرنے کا بیان

٤٨٥١- **حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن شَقِيقٍ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن

۴۸۵۱- سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں' اس سے وہ رنجیدہ ہوگا۔''

٤٨٥٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح: ٦٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

٤٨٥١- **تخريج**: أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه، ح: ٢١٨٤/ ٣٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يَنْتَجِي اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ».

٤٨٥٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأعمَشُ عن أبي صَالحٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ.

۴۸۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا۔

قَالَ أَبُو صَالِحٍ: فَقُلْتُ لابنِ عُمَرَ: فَأَرْبَعَةٌ؟ قَالَ: لا يَضُرُّكَ.

ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا' اگر چار افراد ہوں تو؟ کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: چار آدمیوں میں دو دو آدمی آپس میں کوئی خاص بات کریں تو یہ کیفیت گوارا ہو سکتی ہے۔ مگر تین میں دو کا تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی کرنا یا کسی ایسی زبان میں بات کرنا جو اس کی سمجھ میں نہ آتی ہو اس کے لیے ازحد کلفت کا باعث ہوگی اور یہ صورت اس تیسرے کی عزت وکرامت کے خلاف بھی ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ (التحفة ٣٠)

باب: ۲۵- جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا ہو اور پھر واپس آ جائے

٤٨٥٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَالِسًا وَعِنْدَهُ غُلَامٌ، فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ فَحَدَّثَ أَبِي عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

۴۸۵۳- جناب سہیل بن ابی صالح کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ان کے پاس ایک غلام بھی تھا۔ تو وہ اٹھ کر گیا اور پھر واپس آ گیا تو میرے والد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے اور پھر واپس لوٹ آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔''

فائدہ: یہ حکم ان علمی اور خاص حلقات کا معلوم ہوتا ہے جہاں لوگ اہتمام سے باقاعدہ بیٹھتے ہوں۔ عام اجتماعات

٤٨٥٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١٨/٢ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٦٩.

٤٨٥٣_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: إذا قام من مجلسه ثم عاد، فهو أحق به، ح: ٢١٧٩ من حديث سهيل ابن أبي صالح به.

میں اگر کوئی جا کر واپس آنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی جگہ پر اپنی کوئی علامت چھوڑ جائے۔ جیسے کہ درج ذیل روایت میں آ رہا ہے۔

٤٨٥٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عن تَمَّام بنِ نَجِيحٍ، عن كَعْبٍ الإيَادِيِّ قال: كُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَامَ فَأَرَادَ الرُّجُوعَ نَزَعَ نَعْلَيْهِ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُونُ عَلَيْهِ، فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ.

۴۸۵۴- جناب کعب ایادی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔ تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (کسی جگہ) تشریف فرما ہوتے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ جاتے، تو اگر آپ اٹھ کر جاتے اور واپس آنے کا ارادہ رکھتے تو اپنا جوتا یا جو کچھ آپ پر (کپڑا وغیرہ) ہوتا' وہاں چھوڑ جاتے' اس سے صحابۂ کرام آپ کے واپس آنے کے متعلق جان جاتے اور بیٹھے رہتے۔

(المعجم . . .) - باب كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلَا يَذْكُرُ اللهَ (التحفة ٣١)

باب:...... مجلس میں اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جانے کی کراہت کا بیان

٤٨٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلِ ابنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لا يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ! وكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً».

۴۸۵۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس سے اٹھیں اور انہوں نے اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو' تو وہ ایسے ہیں گویا کسی مردار گدھے پر سے اٹھے ہوں اور (آخرت میں) یہ مجلس ان کے لیے حسرت کا باعث ہوگی۔'' (تمنا کریں گے کاش کہ ہم نے اس میں اللہ کا ذکر کر لیا ہوتا۔)

٤٨٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۴۸۵۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں'

٤٨٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥١ (على تصحيف في المطبوع) من حديث أبي داود به ٭ تمام بن نجيح ضعيف، وكعب الإيادي فيه لين (تقريب).

٤٨٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٤١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤٠٨ من حديث سهيل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٩٢، ووافقه الذهبي.

٤٨٥٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٣٧ و١٠٦٥٤، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤٠٤ و٨١٨ عن قتيبة به، ورواه الحميدي، ح: ١١٥٨، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ٨١٩ ٭ ابن عجلان ◀◀

اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لا يَذْكُرُ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی جگہ یا مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہو گی۔ اور جو کوئی کسی جگہ لیٹا ہوا اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہو گی۔“

فائدہ: مومنین مخلصین کا خاص وصف یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا وَّعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ (آل عمران: ۱۹۱) ”جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی خلقت میں تفکر و تدبر کرتے رہتے ہیں۔“ اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ بندہ اپنے لازمی واجبات سے پہلو تہی کر کے بس تسبیح لیے بیٹھا رہے بلکہ سنت نبوی کے مطابق موقع بموقع مسنون دعائیں پڑھتے رہنا ہی ”ذکر کثیر“ ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ (التحفة ٣٢)

باب: ۲۷- کفارۂ مجلس کی دعا

٤٨٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو أَنَّ سَعِيدَ ابنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ سَعِيدَ بنَ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قال: كَلِمَاتٌ لا يَتَكَلَّمُ بِهِنَّ أَحَدٌ فِي مَجْلِسِهِ عِنْدَ قِيَامِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا كُفِّرَ بِهِنَّ عَنْهُ، وَلا يَقُولُهُنَّ فِي مَجْلِسِ خَيْرٍ وَمَجْلِسِ ذِكْرٍ إِلَّا خُتِمَ لَهُ بِهِنَّ عَلَيْهِ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيفَةِ:

۴۸۵۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: چند کلمات ہیں جو کوئی انہیں اپنی مجلس سے اٹھتے ہوئے تین بار پڑھ لے تو یہ اس کے لیے کفارہ بن جائیں گے اور جو کوئی انہیں اپنی اس مجلس کے دوران میں پڑھ لے وہ مجلس خیر کی ہو یا ذکر کی تو یہ اس کے لیے ایسے ہوں گے جیسے کسی تحریر کو مہر بند کر دیا گیا ہو (اس کے لیے اس کا اجر اور گناہوں کا کفارہ ہونا محفوظ ہو گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:) [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ] ”اے اللہ!

◀◀ تابعه عبدالرحمٰن بن إسحاق المدني عند الحاكم: ١/ ٤٩٢.

٤٨٥٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] * سعيد بن أبي هلال لم يثبت أنه اختلط، ونقل الساجي عن أحمد لا يصح لانقطاعه.

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.

تو اپنی تعریفوں سمیت پاک ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور میں تیری ہی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔''

فائدہ: اس روایت میں مذکورہ دعا کو ''تین بار'' پڑھنے کی شرط صحیح نہیں ہے (علامہ البانی رحمہ اللہ) بلکہ ایک ہی بار پڑھنے سے مذکورہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے۔

٤٨٥٨- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: قالَ عَمْرٌو: وَحدَّثني بِنَحْوِ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبي عَمْرٍو عن المَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَ ذٰلِكَ.

۴۸۵۸-عبدالرحمٰن بن ابوعمرو نے بواسطہ مقبری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

٤٨٥٩- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ وَعُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ، المَعْنَى، أَنَّ عَبْدَةَ بنَ سُلَيْمانَ أَخْبَرَهُمْ عن الْحَجَّاجِ بنِ دِينَارٍ، عن أَبي هَاشِمٍ، عن أَبي الْعَالِيَةِ، عن أَبي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ المَجْلِسِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». فقالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى؟. قال: «كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ في المَجْلِسِ».

۴۸۵۹-حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے آخری ایام میں جب کسی مجلس سے اٹھتے تو یہ کلمات کہتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ] ایک آدمی نے آپ سے پوچھ لیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: ''یہ اس چیز کے کفارے کے لیے ہے جو مجلس میں ہوجاتی ہے۔''

٤٨٥٨_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٨٥٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٥٩، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤٢٦، والدارمي، ح: ٢٦٦١ من حديث حجاج بن دينار به، وللحديث طرق كثيرة * أبوهاشم هو يحيى ابن دينار الرماني.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ تو بے مقصد گفتگو سے مبرا تھے' آپ کا یہ عمل امت کے لیے تعلیم تھا' لہٰذا ہر مسلمان کو اس مبارک ورد کا عامل ہونا چاہیے۔ نیز اپنی مجالس کو لغویات سے پاک رکھنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ان میں غیبت' تہمت' جھوٹ' قیل وقال اور قہقہے نہ ہوں۔ اور یہ سمجھ کر کہ میں آخر میں دعائے کفارۂ مجلس پڑھ لوں گا جو جی چاہے کہتا اور کرتا رہے ناجائز ہے' نہ معلوم دعا کا موقع ملے نہ ملے اور پھر قبول ہو یا نہ۔

(المعجم ٢٨) - **بَابٌ: فِي رَفْعِ الْحَدِيثِ مِنَ الْمَجْلِسِ** (التحفة ٣٣)

باب: ۲۸- شکایتیں کرنا بہت برا عمل ہے

٤٨٦٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن إِسْرَائِيلَ، عن الْوَلِيدِ - وَنَسَبَهُ لَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ، عن حُسَيْنِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن إِسْرَائِيلَ في هٰذَا الحدِيثِ قال: الْوَلِيدُ بنُ أَبِي هِشَامٍ - عن زَيْدِ بنِ زَائِدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يُبَلِّغْنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُم وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ».

۴۸۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کی بابت کوئی بات نہ پہنچائے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آؤں' تو میرا سینہ صاف ہو (کسی کے متعلق میرے دل میں کدورت نہ ہو۔)''

فائدہ: انسان کو جب کسی اپنے پرائے کی کوئی غلط بات پہنچتی ہے تو وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ زبان یا عمل سے' خواہ اس کا اظہار نہ بھی کرے مگر دل میں ضرور اس کا اثر ہوتا ہے۔ اس لیے بلاوجہ معقول کسی کی غلط بات دوسرے کے سامنے نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں اگر شرعی ضرورت ہو۔ مثلاً کسی واسطے سے اس کی نصیحت اور اصلاح مقصود ہو یا کسی کو متنبہ رکھنا مطلوب ہو تو جائز ہے۔ یا وہ از حد فاسق فاجر اور ظالم ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (النسآء:۱۴۸) ''برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے۔'' علمائے اخلاق لکھتے ہیں کہ جو آدمی آپ کے سامنے دوسروں پر تبصرے کرتا اور ان کی باتیں نقل کرتا ہے غالب گمان ہے کہ وہ آپ کے متعلق بھی دوسروں کے ہاں باتیں کرتا ہوگا' اس لیے ایسے آدمی کی اس عادت کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔

٤٨٦٠- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ح: ٣٨٩٦ عن محمد ابن يحيى الذهلي به، وقال: "غريب" * الوليد بن أبي هشام مستور، وزيد بن زائد لم يوثقه غير ابن حبان.

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الْحَذَرِ مِنَ النَّاسِ (التحفة ٣٤)

٤٨٦١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا نُوحُ بنُ يَزِيدَ بنِ سَيَّارٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ قال: حَدَّثَنِيهِ ابنُ إِسْحَاقَ عن عِيسَى بنِ مَعْمَرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْفَغْوَاءِ الْخُزَاعِيِّ، عن أبِيهِ قالَ: دَعَانِي رَسُولُ الله ﷺ - وَقَدْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ إِلٰى أَبِي سُفْيَانَ يَقْسِمُهُ فِي قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ - فَقَال: الْتَمِسْ صَاحِبًا، قالَ: فَجَاءَنِي عَمْرُو بنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ فقَال: بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ الْخُرُوجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِبًا، قال: قُلْتُ: أَجَلْ، قال: فَأَنا لَكَ صاحِبٌ قال: فَجِئْتُ رَسُولَ الله ﷺ قُلْتُ: قَدْ وَجَدْتُ صَاحِبًا، قالَ: فقَالَ: «مَنْ؟» قُلْتُ: عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ، قال: إِذَا هَبَطْتَ بِلَادَ قَوْمِهِ فاحْذَرْهُ فإِنَّهُ قَدْ قَالَ الْقَائِلُ: «أَخُوكَ الْبِكْرِيُّ فَلَا تَأْمَنْهُ». فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنْتُ بالأَبْوَاءِ قال: إِنِّي أُرِيدُ حَاجَةً إِلٰى قَوْمِي بِوَدَّانَ فَتَلْبَثُ لِي؟ قُلْتُ: رَاشِدًا، فَلَمَّا وَلّٰى ذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَدَدْتُ عَلٰى بَعِيرِي حَتَّى خَرَجْتُ أُوضِعُهُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بالأَصَافِرِ إِذَا هُوَ

باب:٢٩-لوگوں سے ہوشیار رہنے کا بیان
(ہر کوئی قابل بھروسا نہیں ہوتا)

۴۸۶۱-جناب عبداللہ بن عمرو بن فغواء خزاعی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا...... جب کہ آپ ﷺ مجھے کچھ مال دے کر مکہ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجنا چاہ رہے تھے جو وہ اہل قریش میں تقسیم کر دیتا اور یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے...... آپ نے مجھے فرمایا: ”کوئی رفیق سفر ڈھونڈ لو۔“ چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری میرے پاس آیا اور کہا سنا ہے کہ تم مکے جانا چاہتے ہو اور رفیق سفر کی تلاش میں ہو۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے رفیق سفر ڈھونڈ لیا ہے۔ آپ نے پوچھا: ”کون؟“ میں نے بتایا کہ عمرو بن امیہ ضمری۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم اس کی قوم کے علاقے میں اترو تو ہوشیار رہنا۔“ کہنے والے نے کہا ہے کہ بکری (با کے زیر کے ساتھ) تیرا بھائی ہے مگر اس پر اعتماد نہ کرنا۔ چنانچہ ہم نکل پڑے۔ حتیٰ کہ جب میں ابواء مقام پر پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے ایک کام ہے میں وَدّان جا رہا ہوں تم یہاں رک کر میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا: خیر سلامتی سے جاؤ۔ جب وہ روانہ ہوا تو مجھے نبی ﷺ کا فرمان یاد آیا تو میں اپنے اونٹ پر سوار ہو لیا اور اسے بھگاتا ہوا اصافر تک جا پہنچا۔ تو اچانک

٤٨٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٩ من حديث نوح بن يزيد به، * عبدالله بن عمرو بن الفغواء مستور (تقريب).

يُعَارِضُنِي فِي رَهْطٍ، قال: وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ، فَلَمَّا رَأَى أَنْ قَدْ فُتُّهُ انْصَرَفُوا وَجَاءَنِي فَقَالَ: كَانَتْ لِي إِلَى قَوْمِي حَاجَةٌ، قال: قُلْتُ: أَجَلْ، وَمَضَيْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ.

دیکھتا ہوں کہ امیہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ میرے آڑے آ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنا اونٹ اور تیز بھگایا حتی کہ ان سے آگے نکل گیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہوں تو وہ واپس ہو گئے۔ پھر وہ (اکیلا) میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اپنی قوم کے ہاں ایک کام تھا۔ میں نے کہا: ہو گا۔ حتی کہ ہم مکہ آ گئے اور میں نے وہ مال حضرت ابو سفیان ؓ کے حوالے کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس میں بیان کردہ کئی باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ مثلاً سفر میں ساتھی ضرور ہونا چاہیے۔ اکیلے سفر کرنا خطرات سے خالی نہیں۔ ② مخلص ساتھی کے سوا ہر کسی کو اپنا راز دینا اور اس پر کلی بھروسا کر لینا بھی روا نہیں۔ ③ صدقات اور بیت المال سے نئے مسلمانوں کی تالیف قلب ہوتی رہنی چاہیے تاکہ وہ اسلام میں راسخ ہو جائیں۔ ④ مصلحت کے پیش نظر ایک شہر کے صدقات دوسرے شہروں میں منتقل کرنا جائز ہے۔

٤٨٦٢ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ ابنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «لا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ».

۴۸۶۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔''

فائدہ: آزمائے ہوئے کو آزمانا بہت بڑی غلطی ہوتی ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي هَدْيِ الرَّجُلِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۰- پیدل آدمی کی چال کا بیان

٤٨٦٣ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنا

۴۸۶۳- سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

٤٨٦٢_ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٦١٣٣، ومسلم، الزهد، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٢٩٩٨ عن قتيبة به.

٤٨٦٣_ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه أبوالشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٩٣ من حديث وهب بن بقية به، ورواه الترمذي، ح: ١٧٥٤ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ٤/ ٢٨٠، ٢٨١، وصححه◄◄

خَالِدٌ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَشَى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ.

جب چلتے تو ایسے لگتا جیسے آگے کو جھکے جاتے ہوں۔

فائدہ: یعنی متواضعانہ انداز سے چلتے' بخلاف متکبر لوگوں کی چال کے' کہ وہ سینہ نکال کر اکڑ کر چلتے ہیں۔

٤٨٦٤ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذِ بنِ خُلَيْفٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي الطُّفَيْلِ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قال: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا، إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَهْوِي فِي صَبُوبٍ.

۴۸۶۴- حضرت ابوطفیل (عامر بن واثلہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ سعید جریری نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ان کو کیونکر دیکھا؟ انہوں نے کہا: آپ سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت تھے اور جب چلتے تھے تو لگتا تھا کہ اوپر سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔

فائدہ: طاقت ور' صحت مند اور چاق چوبند آدمیوں کی چال بالعموم ایسے ہی ہوا کرتی ہے۔ تواضع کے نام سے ایسی ڈھیلی ڈھیلی چال چلنا گویا کوئی مریض جا رہا ہو' ممدوح (پسندیدہ) نہیں ہے۔

(المعجم ٣١) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى** (التحفة ٣٦)

باب: ۳۱- لیٹے ہوئے ٹانگ پرٹانگ رکھ لینے کا بیان

٤٨٦٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَضَعَ - وقالَ قُتَيْبَةُ: يَرْفَعَ - الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى. زَادَ قُتَيْبَةُ: وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ.

۴۸۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنی ٹانگ پرٹانگ رکھے۔ قتیبہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ جب وہ چت لیٹا ہوا ہو۔

◀◀ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

٤٨٦٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الفضائل، باب: كان النبي ﷺ أبيض، مليح الوجه، ح: ٢٣٤٠ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به.

٤٨٦٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب: في النهي عن اشتمال الصماء والاحتباء في ثوب واحد . . . الخ، ح: ٢٠٩٩/ ٧٢ من حديث قتيبة به.

فائدہ: کیونکہ اس میں بے پردگی کا اندیشہ ہوتا ہے اور مجلس میں دوسروں کے سامنے ایسا عمل ویسے ہی برا لگتا ہے۔ تاہم اس کا جواز بھی ہے' بالخصوص جب بے پردگی کا اندیشہ نہ ہو جیسے کہ درج ذیل روایات میں آ رہا ہے۔

٤٨٦٦- **حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مَالِكٌ؛ ح: وحَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ، عن عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ الله ﷺ مُسْتَلْقِيًا، قال الْقَعْنَبِيُّ: فِي المَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى.

۴۸۶۶- جناب عباد بن تمیم اپنے چچا (عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ چت لیٹے ہوئے تھے۔ قعنبی نے کہا: مسجد میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ اپنی ایک ٹانگ دوسری پر رکھے ہوئے تھے۔

٤٨٦٧- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمانَ بنَ عَفَّانَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۴۸۶۷- جناب سعید بن مسیب ؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ اور حضرت عثمان بن عفان ؓ ایسے کر لیا کرتے تھے (لیٹنے کی حالت میں اپنی ایک ٹانگ پر دوسری رکھ لیا کرتے تھے۔)

(المعجم ٣٢) - **بَابٌ: فِي نَقْلِ الْحَدِيثِ** (التحفة ٣٧)

باب: ۳۲- بات اڑا دینا (بہت برا ہے)

٤٨٦٨- **حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَطَاءٍ، عن عَبْدِ المَلِكِ ابنِ جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا حَدَّثَ

۴۸۶۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم سے بات کرتے ہوئے اِدھر اُدھر سے چوکنا ہو رہا ہو (کہ کہیں کوئی سنتا تو نہیں) تو یہ بات امانت ہے۔''

٤٨٦٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل، ح: ٤٧٥ عن القعنبي به، ومسلم، اللباس والزينة، باب: في إباحة الاستلقاء ووضع إحدى الرجلين على الأخرى، ح: ٢١٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ١/ ١٧٢.

٤٨٦٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل، ح: ٤٧٥ عن القعنبي به، وهو في الموطأ: ١/ ١٧٢.

٤٨٦٨ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المجالس بالأمانة، ح: ١٩٥٩ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وقال: "حسن"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٠٢.

الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ».

فائدہ: مسلمان کو راز دان ہونا چاہیے۔ جب آپ کا بھائی آپ سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہو تو یہ اشارہ ہوتا ہے کہ یہ خاص بات ہے جس کی آپ نے حفاظت کرنی ہے اور یہ امانت ہے، اسے آگے نقل نہیں ہونا چاہیے۔

٤٨٦٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بنِ نَافِعٍ قَالَ: أَخبرني ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن ابنِ أَخِي جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «المَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ، أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ، أَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ».

۴۸۶۹- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجالس امانت کے ساتھ ہیں۔ سوائے تین مجلسوں کے جن میں ناحق خون بہانے، یا ناحق فحش کاری، یا ناحق مال مارنے کی بات ہو۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ مگر حکمت و اخلاق اور دوسرے دلائل کا تقاضا یہی ہے کہ مجلس مشاورت میں ہونے والی گفتگو راز اور امانت ہوتی ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اصحاب مجلس پر لازم ہے الا یہ کہ کسی کی جان و مال یا عزت لوٹنے کی بات ہو تو ایسے رازوں کو راز رکھنا حرام ہے۔

٤٨٧٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وإِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن عُمَرَ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: هُوَ عُمَرُ بنُ حَمْزَةَ بنِ عَبْدِ اللهِ الْعُمَرِيُّ - عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۴۸۷۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک قیامت کے روز امانت میں یہ بات بہت بڑی خیانت شمار ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے اور بیوی اپنے شوہر کے قریب ہو اور پھر اس کے راز کو افشا کر دے۔“

٤٨٦٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٢ من حديث عبدالله بن نافع به * ابن أخي جابر مجهول، لم أجد له ترجمة.

٤٨٧٠- تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم إفشاء سر المرأة، ح: ١٤٣٧ عن أبي كريب محمد بن العلاء به، وهو حديث صحيح.

«إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا».

فائدہ: اللہ عزوجل نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس بنایا ہے تو ان کا آپس کے رازوں کو دوسروں کے سامنے افشا کر دینا بہت قبیح عمل ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی شرعی ضرورت کے تحت قاضی وغیرہ کے سامنے کوئی بات کہنی پڑے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي الْقَتَّاتِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٣- چغل خور کا بیان

٤٨٧١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ».

۴۸۷۱- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① لوگوں میں فساد ڈالنے کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں ادھر ادھر نقل کرنا بدترین خصلت ہے۔ لوگوں کے نزدیک بھی اور اللہ کے ہاں بھی۔ ② اس طرح کی احادیث عموماً ایسے ہی بیان کرنی چاہییں' تاہم نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جنت صرف مشرک پر حرام ہے لیکن بطور سزا کے مسلمان بھی جہنم کا عذاب بھگتیں گے۔ اس لیے بعض اعمال کی بابت جو آتا ہے کہ اس کا مرتکب ''جنت میں نہیں جائے گا۔'' تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ سزا وعتاب کے بعد جنت میں جائے گا۔ ③ عربی زبان میں [قَتَّات] اور [نَمَّام] میں فرق یہ کیا جاتا ہے کہ [نَمَّام] مجلس میں حاضر رہ کر وہاں کی باتیں دوسروں کو جاتا ہے۔ جبکہ [قَتَّات] چوری چھپے سن کر نقل کرتا ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٤- دورُخے آدمی کا بیان

٤٨٧٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۴۸۷۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی

٤٨٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، ح: ١٠٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة، وهذا في المصنف له: ٩/ ٩١، والبخاري، الأدب، باب ما يكره من النميمة، ح: ٦٠٥٦ من حديث إبراهيم النخعي به.

٤٨٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٥، والحميدي، ح: ١١٣٩ (بتحقيقي) عن سفيان بن ◀◀

عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''بدترین ہے وہ آدمی جو دورُخا ہو کہ ان کے پاس جائے تو ایک منہ ہو' دوسروں کے پاس جائے تو دوسرا منہ۔''

٤٨٧٣- حَدَّثَنا أبو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن الرُّكَيْنِ بنِ الرَّبِيعِ، عن نُعَيْمِ بنِ حَنْظَلَةَ، عن عَمَّارٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ».

۴۸۷۳- حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دنیا میں دو منہ ہوئے (جو آدمی دورخا ہوا) قیامت کے روز اس کی دو زبانیں ہوں گی جو آگ کی ہوں گے۔''

فائدہ: ایسے لوگ اپنی سمجھ میں بڑے دانا بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مصلحت کیش باور کراتے ہیں' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ انتہائی بزدل اور اخلاقی پستی میں گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کو ''ابن الوقت اور منافق'' کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی ابتدا میں کفار کی مذمت میں صرف دو آیتیں (البقرۃ:۶'۷) ہیں مگر مصلحت کیش منافقین کی مذمت میں تیرہ آیتیں مذکور ہیں۔ دیکھیے: (البقرۃ: از آیت نمبر:۸ تا ۲۰)

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الْغِيبَةِ (التحفة ٤٠)

باب:۳۵- غیبت کے احکام ومسائل

٤٨٧٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عن أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قِيلَ: يَارَسُولَ الله! مَا الْغِيبَةُ؟

۴۸۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! غیبت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' کہا گیا: جو

◀◀ عيينة به، وصرح بالسماع، ورواه مسلم، ح: ٢٥٢٦ من حديث أبي الزناد به.

٤٨٧٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٣١٠، والدارمي، ح: ٢٧٦٧ من حديث شريك القاضي به، وصرح بالسماع عند ابن أبي الدنيا في كتاب الصمت، ح: ٢٧٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٧٩، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٧٠، وللحديث شواهد.

٤٨٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الغيبة، ح: ٢٥٨٩ من حديث العلاء بن عبدالرحمن بن يعقوب به، ورواه الترمذي، ح: ١٩٣٤ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به.

قال: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ»، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قال: «فَإِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ».

بات میں کہہ رہا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں (فی الواقع) ہو؟ (تو بھی وہ غیبت ہوگی؟) آپ نے فرمایا: ''اگر اس میں وہ بات موجود ہو اور تم کہو' تب ہی تو غیبت ہے۔ اگر تم کوئی ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو' تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔''

٤٨٧٥ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ الأَقْمَرِ عن أَبِي حُذَيْفَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا - قال غَيْرُ مُسَدَّدٍ: تَعْنِي قَصِيرَةً - فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ»، قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا، فقالَ: «مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنَّ لِي كَذَا وكَذَا».

۴۸۷۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا: آپ کو حضرت صفیہ ؓ میں یہی کافی ہے کہ وہ ایسے ایسے ہے...... مسدد کے علاوہ دوسرے نے وضاحت کی کہ اس سے ان کی مراد حضرت صفیہ ؓ کا پستہ قد ہونا تھا...... تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا: ''میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا' خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔''

فائدہ: کسی کی فطری خلقت پر عیب لگانا اور تمسخر اور ٹھٹھا کرنا حرام ہے۔ یہ گویا اللہ عزوجل پر عیب لگانا اور اپنی بڑائی کا اظہار ہے۔ جب فطری امور پر عیب لگانا حرام ہے تو اعمال پر تبصرہ بھی جائز نہیں' الا یہ کہ کوئی معصیت کا عمل ہو تا کہ عبرت ہو۔ اگر اس نے توبہ کر لی ہو تو ذکر کرنا بالاولی جائز نہیں۔ البتہ اعمال خیر کا ذکر جائز ہے۔

٤٨٧٦ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ أَبِي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنَا نَوْفَلُ بنُ

۴۸۷۶- حضرت سعید بن زید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا سود (سب سے بڑی زیادتی) یہ ہے کہ انسان ناحق کسی کی عزت سے کھیلے۔''

٤٨٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب [حديث: لو مزج بها ماء البحر ... الخ]، ح: ٢٥٠٢ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح".

٤٨٧٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٠ عن أبي اليمان به * عبدالله هو ابن عبدالرحمٰن بن أبي حسين.

مُسَاحِقٍ عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الاسْتِطَالَةَ في عِرْضِ المُسْلِمِ بِغَيْرِ حقٍّ».

فائدہ: جس طرح معاملات تجارت میں سود حرام ہے اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی اور بے ادبی کرنا بھی حرام ہے۔

٤٨٧٧- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ أَبي سَلَمَةَ قالَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اسْتِطَالَةَ المَرْءِ في عِرْضِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَمِنَ الْكَبَائِرِ السَّبَّتَانِ بالسَّبَّةِ».

۴۸۷۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کی ناحق ہتک اور توہین کردے۔ کبیرہ گناہوں میں یہ بھی ہے کہ کوئی ایک کے بدلے دو گالیاں دے۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم یہ افعال باعتبار شریعت اور اخلاق ہر طرح سے مذموم ہیں۔

٤٨٧٨- حَدَّثَنا ابنُ المُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ وَأَبُو المُغِيرَةِ قالَا: حدثنا صَفْوَانُ قالَ: حَدَّثَني رَاشِدُ بنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ جُبَيْرٍ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قال: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ في أَعْرَاضِهِمْ».

۴۸۷۸- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔“

٤٨٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] حسنه الحافظ ابن حجر في فتح الباري: ١٠/ ٤١١، وروي عن أحمد أنه قال في عمرو بن أبي سلمة التنيسي: "روى عن زهير أحاديث بواطيل" (تهذيب).

٤٨٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٤ عن أبي المغيرة به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بنُ عُثْمانَ عن بَقِيَّةَ، لَيْسَ فِيهِ أَنَسٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کو یحییٰ بن عثمان نے بقیہ سے روایت کیا مگر اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں (مرسل روایت کیا۔)

فائدہ: مسلمان کی غیبت کرنا یا چھوٹی سطح کے مسلمانوں کی عزت وتوقیر کو ملحوظ نہ رکھنا' سخت خطرناک ہے۔

٤٨٧٩ - حَدَّثَنا عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى السَّيْلَحِينِيُّ عن أَبِي الْمُغِيرَةِ كَمَا قَالَ ابنُ الْمُصَفَّى.

۴۸۷۹- عیسیٰ بن ابی عیسیٰ السیلحینی نے ابومغیرہ سے اسی طرح روایت کیا جیسے کہ (مذکورہ بالا حدیث میں) ابن مصفیٰ نے کہا۔

٤٨٨٠ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عن الأعْمَشِ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ جُرَيْجٍ، عن أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الإيمَانُ قَلْبَهُ: لا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ».

۴۸۸۰- حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے وہ لوگو جو اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہو مگر ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا ہے! مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو اور نہ ان کے عیبوں کے درپے ہوا کرو' بلاشبہ جو ان کے عیبوں کے درپے ہوگا اللہ بھی اس کے عیبوں کے درپے ہوگا۔ اور اللہ جس کے عیبوں کے درپے ہوگیا تو اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کردے گا۔''

فائدہ: یہ ضروری نہیں کہ انسان باہر ہی جائے تو رسوا ہو' گھر کے اندر رہتے ہوئے بھی ذلیل ورسوا ہوسکتا ہے۔

٤٨٨١ - حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْمِصْرِيُّ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عن ابنِ

۴۸۸۱- حضرت مستورد (بن شداد رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کی

٤٨٧٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٨٨٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٠ عن أسود بن عامر به، وسنده ضعيف، وله شاهد حسن عند الترمذي، ح: ٢٠٣٢.

٤٨٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٤٠ من حديث حيوة به، * بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، ورواه أحمد: ٤/ ٢٢٩، والحاكم: ٤/ ١٢٧، ١٢٨ بسند ضعيف عن وقاص بن ربيعة به، وفيه ابن جريج لم يصرح بالسماع في رواية الثقات عنه.

ثَوْبَانَ، عن أَبِيهِ، عن مَكْحُولٍ، عن وَقَّاصِ بنِ رَبِيعَةَ، عن المُسْتَوْرِدِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أُكْلَةً فإِنَّ الله يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فإِنَّ الله يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فإِنَّ الله يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

وجہ سے ایک بھی لقمہ کھایا ہوگا (اس کی غیبت یا چغلی وغیرہ کر کے کسی سے کوئی عوض لیا ہوگا) تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا لقمہ کھلائے گا۔ اور جسے کسی مسلمان کی وجہ سے کوئی کپڑا پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا کپڑا پہنائے گا۔ اور جس نے کسی کی تشہیر کی اور اسے دکھلاوے کے مقام پر پہنچایا ہو (اس کا چرچا کیا ہو) تو اللہ قیامت کے روز اس کی تشہیر کرے گا اور دکھلاوے کے مقام پر کھڑا کرے گا۔" (ایسا عذاب دے گا یا ایسی جگہ عذاب دے گا کہ اس کا سب لوگوں میں چرچا ہوگا۔)

فائدہ: یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة: ۹۳۴)

٤٨٨٢- حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ بنُ مُحَمَّدٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ المُسْلِمِ عَلَى المُسْلِمِ حَرَامٌ: مَالُهُ وَعِرْضُهُ وَدَمُهُ، حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ المُسْلِمَ».

۴۸۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا مال' عزت اور خون حرام ہے۔ بندے کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔"

فائدہ: جہاں مسلمان بھائی کی دوسروں کے ہاں بدگوئی کرنا یا توہین کرنا یا اس کا مال مار لینا حرام ہے' وہاں اپنے جی میں اسے حقیر جاننا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

(المعجم ٣٦) - بابُ الرَّجُلِ يَذُبُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ (التحفة ٤١)

باب: ۳۶- کسی مسلمان کی (عدم موجودگی میں اس کی) عزت کا دفاع کرنا

٤٨٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم، ح: ١٩٢٧ من حديث أسباط بن محمد به، وقال: "حسن غريب"، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٥٦٤، فالحديث صحيح.

٤٨٨٣ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَسْمَاءَ بنِ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن عَبْدِ الله بنِ سُلَيْمانَ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ يَحْيَى المَعَافِرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عن أَبِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ، أُرَاهُ قال: بَعَثَ اللهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قالَ».

۴۸۸۳- جناب سہل بن معاذ بن انس جُہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کا کسی منافق سے بچاؤ کیا...... راوی کہتا ہے میرا خیال آپ نے یوں کہا: اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان پر کسی چیز کی تہمت لگائی کہ اس کے ذریعے سے اس نے اس پر عیب لگانا چاہا تو اللہ اسے جہنم کے پل صراط پر روک کے رکھے گا' حتی کہ اس کے کہے کی سزا پوری ہو جائے۔''

فائدہ: مسلمان صاحب ایمان کی عزت کا دفاع کرنا' اس کے سامنے ہو یا اس کی غیر موجودگی میں' بہت بڑی عزیمت اور فضیلت کا کام ہے' اس سے ایک صالح معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور شریر طبیعت افراد کو پنپنے کا موقع نہیں ملتا۔ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۳/ ۳۰۲' ۳۰۳ ومشکوٰۃ' التحقیق الثانی للالبانی' حدیث: ۴۹۸۶)

٤٨٨٤ - حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أخبرنا اللَّيْثُ: حَدَّثني يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ إسْمَاعِيلَ ابنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله وَأَبَا طَلْحَةَ بنَ سَهْلٍ الأَنْصَارِيَّ يَقُولَانِ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِن امْرِىءٍ يَخْذُلُ امْرَءًا مُسْلِمًا في مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ

۴۸۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ اور ابوطلحہ بن سہل انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو کہیں بے یار و مددگار چھوڑا جہاں کہ وہ بے عزت کیا جا رہا تھا تو اللہ اسے ایسی جگہ بے یار و مددگار چھوڑے گا جہاں وہ چاہے گا کہ (کاش) اس کی مدد کی جائے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی مدد کی (اور اس کا دفاع کیا) جہاں اسے بے عزت اور ذلیل کیا جا رہا

٤٨٨٣ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤١ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الزهد له، ح: ٦٨٦ * إسماعيل بن يحيى مجهول، لم يوثقه غير ابن حبان.

٤٨٨٤ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٠ من حديث الليث بن سعد به، * يحيى بن سليم، وإسماعيل بن بشير مجهولان (راجع التقريب وغيره).

وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ».

تھا تو اللہ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔"

قال يَحْيٰى: وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَعُقْبَةُ بْنُ شَدَّادٍ.

یحیٰی کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اور عقبہ بن شداد نے بھی روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هٰذَا هُوَ ابْنُ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ، وإِسْمَاعِيلُ بْنُ بَشِيرٍ مَوْلَى بَنِي مَغَالَةَ، وَقد قِيلَ: عُتْبَةُ بْنُ شَدَّادٍ، مَوْضِعَ عُقْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ یحیٰی بن سلیم، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں جو نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسماعیل بن بشیر بنو مغالہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور عقبہ بن شداد کی بجائے عتبہ بھی کہا گیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم صحیح حدیث میں ہے: "جب تک بندہ اپنے بھائی کی نصرت اور مدد میں رہے اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے۔" (صحیح مسلم، الذكر والدعاء، حدیث:٢٦٩٩)

(المعجم . . .) - باب مَنْ لَيْسَتْ لَهُ غِيبَةٌ (التحفة ٤٢)

باب:...... ایسے لوگ جن کی برائی کرنا غیبت شمار نہیں ہوتا

٤٨٨٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ مِنْ كِتَابِهِ قال: حدَّثني أَبِي قال: حَدَّثَنا الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجُشَمِيِّ قال: حَدَّثَنا جُنْدُبٌ قال: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۴۸۸۵- حضرت جندب (بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا، اس نے اپنی سواری بٹھائی، اس کا گھٹنا باندھا پھر مسجد کے اندر آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو وہ اپنی سواری کے پاس آیا، اسے کھولا، اس پر سوار ہوا پھر اونچی آواز میں بولا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد (ﷺ) پر رحم کر اور ہماری اس رحمت میں کسی اور

٤٨٨٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٢ عن عبدالصمد به، وانظر، ح: ٣٨٠ لقصة الأعرابي * أبوعبدالله الجشمي مجهول.

أَتَى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى: اللَّهُمَّ! ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُه، أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلٰى ما قالَ؟» قالُوا: بَلٰى.

کو شریک نہ کر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کیا سمجھتے ہو یہ زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ۔ کیا تم نے سنا نہیں جو وہ کہہ رہا ہے؟“ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں۔

فائدہ: اس روایت کا پہلا حصہ [اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي......] ”اے اللہ مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد (ﷺ) پر رحم کر اور ہماری اس رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔“ صحیح ہے جو پہلے حدیث نمبر: ۳۸۰ میں بھی گزر چکا ہے جبکہ دوسرا حصہ صحیح نہیں ہے۔ بہر حال بطور نصیحت وعبرت جاہلوں کی جاہلیت کا ذکر جائز ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ الرَّجُلَ قَدِ اغْتَابَهُ (التحفة ٤٣)

باب: ...... جو کوئی اپنی غیبت کرنے والوں کو معاف کر دے

٤٨٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن قَتَادَةَ قال: «أَيَعْجَزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَيْغَمٍ» - أَوْ ضَمْضَمٍ، شَكَّ ابْنُ عُبَيْدٍ - «كَانَ إِذَا أَصْبَحَ قال: اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِعِرْضِي عَلٰى عِبَادِكَ».

۴۸۸۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: کیا تم سے ممکن نہیں کہ ابو ضیغم یا ابو ضمضم کی طرح ہو جاؤ۔ نام میں محمد بن عبید کو شبہ ہوا ہے۔ جب صبح ہوتی تو وہ کہا کرتا تھا: اے اللہ! میں نے اپنی عزت تیرے بندوں کے لیے صدقہ کر دی ہے۔ (جنہوں نے میری کوئی بے عزتی کی ہو میں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔)

٤٨٨٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ عَجْلَانَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيَعْجَزُ أَحَدُكُم أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَمْضَمٍ؟» قالُوا: وَمَنْ أَبُو ضَمْضَمٍ؟

۴۸۸۷- جناب عبدالرحمٰن بن عجلان سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ ابو ضمضم کی طرح ہو جائے؟“ صحابہ نے کہا: ابو ضمضم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی ہو گزرا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان

٤٨٨٦- تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة لم يدرك أبا ضيغم قطعًا، فالخبر منقطع، والسند صحيح إلى قتادة.

٤٨٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب في الموضح: ١/ ٢٧ من حديث حماد بن سلمة به * عبدالرحمٰن بن عجلان مجهول الحال، والسند مرسل، ومحمد بن عبدالله العمي لين الحديث.

قال: «رَجُلٌ فِيمَنْ كانَ قَبْلَكُمْ بِمَعْنَاهُ قال: عِرْضِي لِمَنْ شَتَمَنِي».

کیا۔ کہا: جس نے مجھے برا بھلا کہا ہو میری عزت اس کے لیے (صدقہ) ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ، قال: عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله الْعَمِّيِّ، عن ثَابِتٍ قال: حَدَّثَنا أَنَسٌ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کو ہاشم بن قاسم نے روایت کیا تو کہا: عن محمد بن عبداللہ العمی عن ثابت قال حدثنا أنس عن النبی ﷺ. مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي التَّجَسُّسِ (التحفة ٤٤)

باب: ۳۷- ٹوہ لگانے کا بیان

٤٨٨٨- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ وَابنُ عَوْفٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - قالَا: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن سُفْيَانَ، عن ثَوْرٍ، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن مُعَاوِيَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ» أو «كِدتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ»، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ سَمِعَهَا مُعَاوِيَةُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ نَفَعَهُ اللهُ بِهَا.

۴۸۸۸- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "اگر تو لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑ گیا تو تو انہیں بگاڑ دے گا"...... یا...... "قریب ہے کہ تو انہیں بگاڑ دے۔" تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بات جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اللہ نے انہیں اس سے بہت فائدہ دیا۔

فوائد و مسائل: ① عین ممکن ہے کہ لوگ عیب کھل جانے کی وجہ سے مزید جری ہو جائیں اور علی الاعلان غلط کام کرنے لگیں۔ تاہم امام عادل نصیحت اور اصلاح احوال کے لیے ان کی خبریں معلوم کرے تو جائز ہوگا۔ ② جس طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فرمان نبوی سے فائدہ ہوا کہ وہ ایک کامیاب امیر رہے اسی طرح امت کے سب افراد ان کی اتباع کر کے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

٤٨٨٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/٣٧٩ من حديث الفريابي به، وسنده ضعيف، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٩٥، وله شاهد حسن عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٤٨.

٤٨٨٩ - حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَمْرٍو [الْحَضْرَمِيُّ]: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنا ضَمْضَمُ بنُ زُرْعَةَ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ وكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بنِ الأَسْوَدِ وَالمِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ وَأَبي أُمَامَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إنَّ الأمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ في النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ».

۴۸۸۹- جناب جبیر بن نفیر' کثیر بن مُرہ' عمرو بن اسود ﷬' حضرت مقدام بن معد یکرب اور حضرت ابوامامہ ﷢ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''امیر (حاکم وقت) اگر تہمت اور شبہے کی بنا پر لوگوں کے درپے ہوگا تو ان کو بگاڑ دے گا۔''

فائدہ: حاکم وقت کو عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے اور خوردہ گیری سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ حدود کے نفاذ میں اسے کسی قسم کی رُو رعایت نہیں کرنی چاہیے۔

٤٨٩٠ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن زَيْدِ ابنِ وَهْبٍ قال: أُتِيَ ابنُ مَسْعُودٍ فَقِيلَ: هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا، فقال عَبْدُ الله: إنَّا قَدْ نُهِينَا عن التَّجَسُّسِ وَلٰكِنْ إنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذْ بِهِ.

۴۸۹۰- جناب زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ فلاں آدمی ہے اور اس کی ڈاڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ تو عبداللہ نے کہا: ہمیں ٹوہ لگانے سے منع کیا گیا ہے' ہاں اگر کوئی بات واضح ظاہر ہو تو ہم اس کا مواخذہ کریں گے۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ (التحفة ٤٥)

باب: ۳۸- مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کا بیان

٤٨٩١ - حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ عن إبْرَاهِيمَ بنِ

۴۸۹۱- حضرت عقبہ بن عامر ﷜ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی کوئی برائی دیکھی اور

٤٨٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤ عن سعيد بن عمرو به.

٤٨٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالرزاق، ح: ١٨٩٤٥ من حديث الأعمش، وابن عبدالبر في التمهيد: ١٨/ ٢١، ٢٢ من حديث أبي داود به، * الأعمش مدلس وعنعن.

٤٨٩١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٥٨ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٩٣، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٧٢٨٢ من حديث إبراهيم بن نشيط به، * أبوالهيثم وثقه ابن حبان، وصحح له الحاكم: ٤/ ٣٨٤، والذهبي، وقال ابن يونس المصري 'حديثه معلول" فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد.

نَشِيطٍ، عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن أَبِي الْهَيْثَمِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً».

پھر اس پر پردہ ڈال دیا تو اس نے گویا قبر میں گاڑی گئی لڑکی کو زندہ کر دیا۔"

فائدہ: مسلمان جس سے کبھی کوئی غلطی ہوگئی ہو' تو اس کے راز کو فاش کرنا کسی طرح کی نیکی نہیں' نصیحت ضرور کرنی چاہیے۔ ہاں اگر کوئی عادی مجرم اور فاسق فاجر ہو تو اس کی پردہ پوشی مناسب نہیں' کیونکہ اس سے اس کے فسق و فجور میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ اس لیے اس کی شکایت حاکم اور قاضی تک ضرور پہنچنی چاہیے تا کہ اس کی اصلاح ہو۔

٤٨٩٢- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى: حدثنا ابنُ أَبِي مَرْيَمَ: أخبرنا اللَّيْثُ قال: حدَّثني إِبْرَاهِيمُ بنُ نَشِيطٍ عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْهَيْثَمِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ دُخَيْنًا كَاتِبَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: كانَ لَنَا جِيرَانٌ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَنَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا، فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ: إِنَّ جِيرَانَنَا هٰؤُلَاءِ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَإِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا وَأَنَا دَاعٍ لَهُم الشُّرَطَ، فقالَ: دَعْهُمْ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلى عُقْبَةَ مَرَّةً أُخْرَى فَقُلْتُ: إِنَّ جِيرَانَنَا قَدْ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عن شُرْبِ الْخَمْرِ وَأَنَا دَاعٍ لَهُم الشُّرَطَ. قال: وَيْحَكَ، دَعْهُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسْلِمٍ.

۴۸۹۲- جناب دُخَین جو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے' نے بیان کیا کہ ہمارے کچھ ہمسائے تھے جو شراب پیتے تھے۔ میں نے ان کو منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ میں نے حضرت عقبہ سے کہا: ہمارے یہ ہمسائے شراب پیتے ہیں' میں نے ان کو منع کیا ہے مگر یہ باز نہیں آئے۔ میں پولیس کو بلاتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: دفع کر انہیں چھوڑ دے۔ میں پھر دوبارہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ ہمارے ان ہمسایوں نے شراب چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے اور میں پولیس کو بلاتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: افسوس تجھ پر! انہیں چھوڑ دے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ اور (مذکورہ بالا) حدیث مسلم (بن ابراہیم) کے ہم معنی بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ عن لَيْثٍ في هٰذَا الْحَدِيثِ قال: لَا

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہاشم بن قاسم نے جناب لیث سے اس روایت میں بیان کیا کہ ایسے مت کرو' بلکہ

٤٨٩٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٤/ ١٥٣، والنسائي في الكبرى، ح: ٧٢٨٣ من حديث الليث بن سعد به.

تَفْعَلْ وَلٰكِنْ عِظْهُمْ وَتَهَدَّدْهُمْ.

انہیں نصیحت کرو اور دھمکی دو۔

(المعجم . . .) - بَابُ الْمُؤَاخَاةِ
(التحفة ٤٦)

باب:...... بھائی چارے کا بیان

٤٨٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لا يَظْلِمُهُ وَلا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ في حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ في حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عن مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۸۹۳- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور نہ اسے اس کے حالات پر چھوڑ دیتا ہے (کہ اس کی کوئی پرواہی نہ کرے) جو شخص اپنے بھائی کے کام میں ہوگا (اس کی کوئی ضرورت پوری کرے گا) تو اللہ اس کے کام میں ہوگا (اللہ تعالیٰ بھی اس کی کوئی ضرورت پوری کر دے گا۔) اور جس نے کسی مسلمان کا ایک دکھ دور کیا اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا ایک دکھ دور کرے گا' اور جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا' اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کے عیب چھپائے گا۔

فائدہ: دوسرے مسلمان بھائیوں' عزیزوں' رشتہ داروں' ہمسایوں اور احباب کے احوال کی خبر رکھنی چاہیے اور جہاں تک ہو سکے ان کی معاونت کرنی چاہیے۔ بالخصوص مشکلات میں ان سے بے پروا ہو جانا اور انہیں ان کے احوال پر چھوڑ دینا خلافِ شریعت اور بہت بری خصلت ہے۔

(المعجم ٣٩) - بَابُ الْمُسْتَبَّانِ
(التحفة ٤٧)

باب:۳۹- گالی گلوچ کرنے والے

٤٨٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۴۸۹۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں گالی گلوچ کرنے والے جو بھی کہیں' اس کا گناہ ابتدا کرنے والے ہی پر

٤٨٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم، ح: ٢٥٨٠ عن قتيبة، والبخاري، المظالم، باب: لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، ح: ٢٤٤٢ من حديث الليث بن سعد به.

٤٨٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن السباب، ح: ٢٥٨٧ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن به.

رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «المُسْتَبَّانِ مَا قَالَا، فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ».

ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

فائدہ: جو شخص کسی گناہ کا سبب بنے تو مقابل کے گناہ کا وبال بھی ابتدا کرنے والے ہی کے سر ہوتا ہے۔ الا یہ کہ مقابل زیادتی کر جائے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي التَّوَاضُعِ (التحفة ٤٨)

باب:۴۰- تواضع اور انکسار کا بیان

٤٨٩٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَفْصٍ: حدَّثني أبي: حدَّثني إبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن الْحَجَّاجِ، عن قَتَادَةَ، عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله، عن عِيَاضِ بنِ حِمَارٍ أَنَّهُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله أَوْحَى إلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لا يَبْغِي أَحَدٌ إلٰى أَحَدٍ وَلا يَفْخَرْ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ».

۴۸۹۵- حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تواضع اور انکسار اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔''

693

فائدہ: سبھی احادیث نبویہ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کا حصہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۳'۴) ''آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر سب وحی ہوتا ہے۔'' تو بعض فرامین میں اس قسم کے جملوں کا اضافہ کہ ''اللہ نے مجھے وحی کی ہے'' وہ اس مضمون کی اہمیت اور تاکید کے پیش نظر ہوتا ہے اور ایسی احادیث کو ''احادیث قدسیہ'' کہا جاتا ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي الانْتِصَارِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۱- بدلہ لینے کا بیان

فائدہ: بعض لوگ اس قدر غبی ہوتے ہیں کہ تواضع' انکسار اور عفو و درگزر کے معنی غلط سمجھ لیتے ہیں اور اپنے بالمقابل کو بالکل ہیچ سمجھتے ہوئے ہر کسی پر زیادتی کرنے میں دلیر ہو جاتے ہیں۔ اگر تجربے سے محسوس ہو کہ زیادتی کرنے والا اپنے مقابل کے حق و حیثیت اور اپنی غلطی کو نہیں سمجھ رہا' تو جائز ہے کہ ایسے ظالم کے ہاتھ اور زبان پر بند باندھا جائے تاکہ وہ مزید دلیر نہ ہو اور کمزوروں پر ناحق ظلم نہ کرے۔ سورۃ الشوریٰ میں یہ مضمون یوں بیان ہوا ہے:

٤٨٩٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ٦٦٧٢ من حديث أبي داود به، ورواه مسلم، ح: ٢٨٦٥/ ٦٤ من طريق آخر عن عياض بن حمار به.

﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الشوریٰ:٣٩،٤٠) ''اور وہ لوگ جب ان پر ظلم و زیادتی ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں' اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔''

٤٨٩٦- حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن بَشِيرِ بنِ الْمُحَرَّرِ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قال: بَيْنَمَا رَسُولُ الله ﷺ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَعَ رجُلٌ بِأَبي بَكْرٍ فآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فقَامَ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ فقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَجَدْتَّ عَلَيَّ يَا رَسُولَ الله؟ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّماءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ».

۴۸۹۶- جناب سعید بن مسیّب ؒ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی تھے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر ؓ کو برا بھلا کہا اور انہیں اذیت دی' تو ابوبکر ؓ خاموش رہے۔ اس نے پھر دوسری بار اذیت دی تو ابوبکر ؓ خاموش رہے۔ اس نے پھر تیسری بار اذیت دی تو ابوبکر ؓ نے اسے بدلے میں کچھ کہا۔ جب حضرت ابوبکر ؓ نے اس سے بدلہ لیا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے' تو ابوبکر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کو اس کے کہے پر جھٹلا رہا تھا۔ جب تم نے اس سے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا۔ اور جب شیطان آ گیا تو میں نہیں بیٹھ سکتا۔''

٤٨٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۴۸۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر ؓ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

٤٨٩٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في الآداب، ح: ١٧٠ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وله شاهد حسن، انظر الحديث الآتي: ٤٨٩٧.

٤٨٩٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٦ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ صَفْوَانُ بنُ عِيسَى عن ابنِ عَجْلَانَ، كَمَا قَالَ سُفْيَانُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صفوان بن عیسیٰ نے ابن عجلان سے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے سفیان نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: مسلمان بھائی اگر کسی وقت تلخی میں آ جائے تو حتی الامکان صبر وحلم سے برداشت کرنا چاہیے۔ غلط باتوں کا جواب دینے کے لیے اللہ کے فرشتے مقرر ہیں۔ جب انسان از خود بدلہ لینے پر آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ختم ہو جاتی ہے۔

٤٨٩٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبي؛ ح: وحدثنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ ابنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ: حَدَّثَنا ابنُ عَوْنٍ قال: كُنْتُ أَسْأَلُ عن الانْتِصَارِ ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ﴾ [الشورى: ٤١] فحدَّثني عَلِيُّ بنُ زَيْدِ بنِ جُدْعَانَ عن أُمِّ مُحَمَّدٍ، امْرَأَةِ أَبِيهِ، قال ابنُ عَوْنٍ: وَزَعَمُوا أَنَّهَا كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: [قالت:] قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَجَعَلَ يَصْنَعُ شَيْئًا بِيَدِهِ فَقُلْتُ بِيَدِهِ حَتَّى فَطَّنْتُهُ لَهَا، فَأَمْسَكَ وَأَقْبَلَتْ زَيْنَبُ تَقَحَّمُ لِعَائِشَةَ، فَنَهَاهَا، فَأَبَتْ أَنْ تَنْتَهِيَ فقالَ لِعَائِشَةَ: «سُبِّيهَا» فَسَبَّتْهَا فَغَلَبَتْهَا، فانْطَلَقَتْ زَيْنَبُ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ: إِنَّ عَائِشَةَ وَقَعَتْ بِكُم

۴۸۹۸- جناب (عبداللہ) ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں آیت کریمہ ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ﴾ میں وارد [انتصار] کے معنی پوچھتا تھا کہ مجھے علی بن زید بن جدعان نے اپنی سوتیلی والدہ ام محمد سے روایت کیا اور ابن عون نے کہا: ان لوگوں کا خیال تھا کہ ام محمد ام المومنین (سیدہ عائشہ) رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا جایا کرتی تھی۔ ام محمد نے کہا: ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ (ام المومنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ہاں تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ہاتھ سے چھیڑا (جیسے میاں بیوی میں ہوتا ہے) تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ کو اشارے سے سمجھایا کہ وہ (زینب بھی) ہمارے ہاں موجود ہیں۔ تو آپ رک گئے۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بولنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو منع کیا مگر وہ نہ رکیں تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اسے جواب دو، چنانچہ انہوں نے اسی انداز سے جواب دیا اور

٤٨٩٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٠ من حديث ابن عون به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، وأم محمد مجهولة.

وَفَعَلَتْ! فَجَاءَتْ فاطِمَةُ، فقَالَ لَهَا: «إِنَّها حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!» فَانْصَرَفَتْ فقَالَتْ لَهُمْ: إِنِّي قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا، فقَالَ لِي كَذَا وَكَذَا. قَالَ وَجَاءَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَلَّمَهُ في ذٰلِكَ.

(سیدہ زینب پر) غالب آ گئیں۔ تو سیدہ زینب ﷞ حضرت علی ﷜ کے ہاں گئیں اور کہا کہ سیدہ عائشہ ﷞ تم لوگوں (بنو ہاشم) کے بارے میں ایسے ایسے باتیں کرتی ہے اور ایسے ایسے کیا ہے۔ تو سیدہ فاطمہ ﷞ (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں کہا: ”رب کعبہ کی قسم! یہ تمہارے ابا کی چہیتی ہے۔“ چنانچہ حضرت فاطمہ ﷞ واپس چلی گئیں اور آ کر انہیں (حضرت علی اور زینب ﷞ کو) بتایا کہ میں نے آپ کو ایسے ایسے کہا ہے تو آپ نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ چنانچہ حضرت علی ﷜ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس بارے میں بات کی۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ سَبِّ الْمَوْتٰى (التحفة ٥٠)

باب:۴۲-فوت شدگان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

٤٨٩٩- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا مَاتَ صَاحِبُكُم فَدَعُوهُ وَلَا تَقَعُوا فِيهِ».

۴۸۹۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہارا کوئی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو اور اس کی عیب چینی مت کرو۔“

٤٩٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عنْ عِمْرَانَ بنِ أَنسٍ المَكيِّ، عنْ عَطَاءٍ، عن ابن عُمَرَ

۴۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر ﷞ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے مرنے والوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔“

٤٨٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ح: ٣٨٩٥ من حديث هشام به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٣.

٤٩٠٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب آخر [في الأمر بذكر محاسن الموتى والكف عن مساويهم]، ح: ١٠١٩ عن محمد بن العلاء أبي كريب به، وقال: "غريب، وسمعت محمدًا البخاري يقول: عمران بن أنس المكي منكر الحديث".

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُم وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ».

فائدہ: مرنے والا اپنے کیے ہوئے اعمال کی جزا وسزا پانے کے لیے اگلے جہان جا چکا ہے اب اس کا برا تذکرہ اس کے وارثوں کے لیے اذیت کے علاوہ تمہارے آپس کے درمیان بغض کا باعث بنے گا۔ ہاں شرعی ضرورت کے تحت کسی کا کفر شرک بدعت واضح کرنا ضروری ہو تو بیان کیا جائے تاکہ لوگ متنبہ رہیں جیسے بعض لوگ فاسد عقیدے کی اشاعت کا باعث بنے ہوں یا روایت حدیث میں ضعیف رہے ہوں تو ان کا تذکرہ دین کا حصہ ہے نہ کہ کوئی ذاتی غرض۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ (التحفة ٥١)

باب:۴۳- حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٩٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ ثَابِتٍ عن عِكْرِمَةَ ابنِ عَمَّارٍ قالَ: حدَّثني ضَمْضَمُ بنُ جَوْسٍ قالَ: قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كَانَ رَجُلَانِ في بَني إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ، فكانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالآخَرُ مُجْتَهِدٌ في الْعِبَادَةِ، فكانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ: أَقْصِرْ، فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فقَالَ لَهُ: أَقْصِرْ، فقَالَ: خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا؟ فقَالَ: واللهِ! لَا يَغْفِرُ اللهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ، فَقُبِضَ أَرْوَاحُهُمَا، فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فقَالَ لِهٰذَا الْمُجْتَهِدِ: أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَافي يَدِي قَادِرًا، وَقالَ لِلْمُذْنِبِ: اذْهَبْ

۴۹۰۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بنو اسرائیل میں دو آدمی آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ ایک گناہوں میں ملوث تھا جب کہ دوسرا عبادت میں کوشاں رہتا تھا۔ عبادت میں راغب جب بھی دوسرے کو گناہ میں دیکھتا تو اسے کہتا کہ باز آجا۔ آخر ایک دن اس نے دوسرے کو گناہ میں پایا تو اسے کہا کہ باز آجا۔ اس نے کہا: مجھے رہنے دے' میرا معاملہ میرے رب کے ساتھ ہے۔ کیا تو مجھ پر کوئی چوکیدار بنا کر بھیجا گیا ہے؟ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا یا تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ دونوں فوت ہو گئے اور رب العالمین کے ہاں جمع ہوئے' تو اللہ نے عبادت میں کوشش کرنے والے سے فرمایا: کیا تو میرے متعلق (زیادہ) جاننے والا تھا یا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھے اس پر قدرت حاصل تھی؟ اور پھر گناہ گار سے فرمایا:

٤٩٠١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٣ من حديث عكرمة بن عمار به.

فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي، وَقَالَ لِلآخَرِ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ.

جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے کے متعلق فرمایا: اسے جہنم میں لے جاؤ۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے ایسی بات کہہ دی جس نے اس کی دنیا اور آخرت تباہ کر کے رکھ دی۔

فوائد و مسائل: ① نیکی، خیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مبارک اعمال میں مشغول افراد کو حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ نیز انہیں اپنے اعمال خیر پر کسی طرح دھوکا نہیں کھانا چاہیے کہ وہ یقیناً جنت میں چلے جائیں گے اور گناہ گار مسلمانوں کے متعلق یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا یا وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ اللہ عزوجل کا میزان عدل بڑا دقیق اور عجیب ہے۔ اللہ عزوجل نے جو بھی فیصلے فرمائے، اور جو فرمائے گا، وہ عدل ہی پر مبنی ہیں اور کوئی نہیں جو اس سے پوچھ سکے اور وہ ہر ایک سے پوچھ سکتا ہے۔ ارشادِ گرامی ہے: ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳) ② جنت سراسر اللہ عزوجل کا فضل اور اس کی عنایت ہے، نیکیوں کا بدل یا قیمت نہیں۔ نیکیاں صرف بندگی کا اظہار ہیں۔ بندہ اظہار بندگی میں جس قدر آگے بڑھے گا امید کرنی چاہیے کہ اسی قدر زیادہ فضل و عنایت کا مستحق ٹھہرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ڈرتے بھی رہنا چاہیے کہ کہیں یہ سب کچھ نامقبول نہ ہو جائے۔ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

٤٩٠٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنِ عُلَيَّةَ عَنْ عُيَيْنَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ».

۴۹۰۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی جلدی دے دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے جیسے کہ ظلم و زیادتی اور قطع رحمی ہے۔"

٤٩٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب: [في عظم الوعيد على البغي وقطيعة الرحم]، ح: ٢٥١١، وابن ماجه: ٤٢١١ من حديث إسماعيل ابن علية به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٩، ٢٠٤٠، والحاكم: ٢/ ٣٥٦ و٤/ ١٦٢، ١٦٣، ووافقه الذهبي.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بغي وعدوان (ظلم وزیادتی) اور قطع رحمی' یہ دونوں جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اخروی سزا کے علاوہ دنیا میں بھی عام طور پر جلد ہی ان کی سزا دے دیتا ہے۔ اس لیے قطع رحمی سے بھی بچنا چاہیے اور ظلم وعدوان سے بھی۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي الْحَسَدِ (التحفة ٥٢)

باب:۴۴- حسد کے احکام ومسائل

٤٩٠٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ».

۴۹۰۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حسد (دوسروں پر جلنے اور کڑھنے) سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ بلاشبہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو...... یا فرمایا...... گھاس پھوس کو کھا جاتی ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم حسد کے برا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ حسد دراصل عقیدۂ رضا بالقضا (اللہ کے فیصلوں اور اس کی تقسیم پر راضی رہنے) میں کمی کمزوری کی وجہ سے آتا ہے' اس لیے انسان کسی کے پاس کوئی نعمت اور خیر دیکھے تو اس پر جلنے کڑھنے کی بجائے اللہ سے دعا کیا کرے کہ اے اللہ! مجھے بھی یہ یا اس سے عمدہ عنایت فرما۔ یہ کیفیت رشک اور غِبطَه کہلاتی ہے جو ایک ممدوح صفت ہے۔

٤٩٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الْعَمْيَاءِ أَنَّ سَهْلَ ابْنَ أَبِي أُمَامَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَأَبُوهُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِالْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَإِذَا هُوَ

۴۹۰۴- جناب سہل بن ابو امامہ ؒ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا والد مدینہ میں حضرت انس بن مالک ؓ کے ہاں گئے۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے دور کی بات ہے' جبکہ وہ مدینہ کے گورنر تھے۔ ہم حضرت انس ؓ کے ہاں پہنچے تو وہ بڑی ہلکی پھلکی نماز پڑھ رہے تھے' گویا کہ مسافر کی نماز ہو یا اس کے قریب۔ جب انہوں

٤٩٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٤٣٠ عن أبي عامر به، * جد إبراهيم لا يعرف (تقريب)، وقال البخاري في هذا الحديث: "لا يصح".

٤٩٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى: ٦/ ٣٦٥، ح: ٣٦٩٤ من حديث ابن وهب به * سعيد بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان وحده، ولبعض الحديث شاهد عند البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٩٧، وسنده حسن.

يُصَلِّي صَلَاةً خَفِيفَةً دَقِيقَةً كَأَنَّهَا صَلَاةُ مُسَافِرٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَبِي: يَرْحَمُكَ اللهُ! أَرَأَيْتَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ أَوْ شَيْءٌ تَنَفَّلْتَهُ؟! قَالَ: إِنَّهَا الْمَكْتُوبَةُ وَإِنَّهَا لَصَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أَخْطَأْتُ إِلَّا شَيْئًا سَهَوْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا تُشَدِّدُوا عَلٰى أَنْفُسِكُم فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُم، فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللهُ عَلَيْهِمْ، فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ»، ثُمَّ غَدَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: أَلَا تَرْكَبُ لِتَنْظُرَ وَلِتَعْتَبِرَ قَالَ: نَعَمْ فَرَكِبُوا جَمِيعًا فَإِذَا هُمْ بِدِيَارٍ بَادَ أَهْلُهَا وَانْقَضَوْا وَفَنُوا خَاوِيَةً عَلٰى عُرُوشِهَا، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ هٰذِهِ الدِّيَارَ؟ فَقَالَ: مَا أَعْرَفَنِي بِهَا وَبِأَهْلِهَا، هٰذِهِ دِيَارُ قَوْمٍ أَهْلَكَهُمُ الْبَغْيُ وَالْحَسَدُ، إِنَّ الْحَسَدَ يُطْفِيءُ نُورَ الْحَسَنَاتِ، وَالبَغْيُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ، وَالْعَيْنُ تَزْنِي وَالْكَفُّ وَالْقَدَمُ وَالْجَسَدُ وَاللِّسَانُ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ.

نے سلام پھیرا تو میرے والد نے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! یہ بتائیں کہ یہ فرض نماز تھی یا آپ نے کوئی نفل پڑھے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ فرض نماز تھی اور رسول اللہ ﷺ کی نماز ایسے ہی ہوتی تھی۔ میں نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی سوائے اس کے جو کوئی میں بھول گیا ہوں (تو وہ الگ بات ہے۔) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اپنی جانوں پر سختی مت کرو ورنہ تم پر سختی کی جائے گی۔ بلاشبہ کئی قوموں نے اپنی جانوں پر سختیاں کیں تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ جنگلوں میں معبدوں کے اندر اور گرجا گھروں میں انہی لوگوں کے بقایا لوگ ہیں (جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔) ان لوگوں نے رہبانیت اختیار کر لی' انہوں نے یہ بدعت نکالی' ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔'' (الحدید:٢٧) پھر ہم اگلے دن صبح کے وقت ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: کیا تم سوار نہیں ہو جاتے کہ کچھ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ والد نے کہا: ہاں چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم سب سوار ہو لیے۔ تو انہوں نے کچھ بستیاں دکھائیں کہ ان کے لوگ ہلاک ہو گئے تھے' مرکھپ گئے تھے اور انہیں برباد کر دیا گیا تھا اور ان کی بستیاں اپنی چھتوں پر گری پڑی تھیں۔ انہوں نے کہا: کیا تم ان بستیوں کو پہچانتے ہو؟ والد نے کہا: نہیں' مجھے ان بستیوں کا اور ان لوگوں کا کوئی علم نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ اس قوم کی بستیاں ہیں جن کو بغاوت اور حسد نے ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ بلاشبہ حسد سے نیکیوں کا نور بجھ جاتا ہے اور بغاوت اس کی تصدیق کرتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی

ہے۔ آنکھ زنا کرتی ہے اور پھر ہاتھ' پاؤں' جسم' زبان اور شرم گاہ اس کی تصدیق کر دیتے ہیں یا تکذیب۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حسد اور بغاوت کی وجہ سے افراد' خاندان اور قومیں دنیا کے اندر ہی تباہ وبرباد ہو کر رہ جاتی ہیں۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي اللَّعْنِ (التحفة ٥٣)

باب:۴۵-لعنت کرنے کا بیان

٤٩٠٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ رَبَاحٍ قالَ: سَمِعْتُ نِمْرَانَ يَذْكُرُ عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ قالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الْعَبْدَ إذَا لَعَنَ شَيْئًا صُعِدَتِ اللَّعْنَةُ إلَى السَّماءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّماءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إلَى الأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فإذَا لَم تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إلَى الَّذِي لُعِنَ فإنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا وَإلَّا رَجَعَتْ إلٰى قائِلِهَا».

۴۹۰۵- حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی جانب چڑھتی ہے تو اس کے آگے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے آگے اس کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں اور بائیں جاتی ہے۔ اگر کوئی جگہ نہ پائے تو جس پر لعنت کی گئی ہو اس پر واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ چیز اس کی حقدار ہو ورنہ اس کے کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ مَرْوَانُ بنُ مُحَمَّدٍ: هُوَ رَبَاحُ بنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ مِنْهُ وَذَكَرَ أَنَّ يَحْيَى ابنَ حَسَّانَ وَهِمَ فِيهِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مروان بن محمد نے کہا: (سند میں مذکور راوی ولید بن رباح دراصل) رباح بن ولید ہے۔ یحییٰ بن حسان کو اس میں وہم ہوا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک ضعیف ہے۔ لیکن معناً صحیح ہے' یعنی لعنت کرنا بہت برا عمل ہے۔ اگر لعنت کردہ چیز اس کی مستحق نہ ہو تو لعنت کرنے والا خود ملعون ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:١٢٦٩) لعنت کے لغوی معنی ہیں: ''اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔''

٤٩٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٦٤ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند أحمد: ١/ ٤٠٨، وسنده ضعيف * نمران روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان وحده.

٤٩٠٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ الله وَلَا بِغَضَبِ الله وَلَا بالنَّارِ».

۴۹۰۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت سے لعنت مت کیا کرو اور اللہ کے غضب اور دوزخ کی بددعا مت دیا کرو۔''

فائدہ: اس روایت کو بھی بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔

٤٩٠٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أبي الزَّرْقاءِ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن أبي حَازِمٍ وَزَيْدِ بنِ أَسْلَمَ أَنَّ أُمَّ الدَّرْدَاءِ قالَتْ: سَمِعْتُ أبَا الدَّرْدَاءِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ».

۴۹۰۷- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو بہت زیادہ لعنت کرنے والے ہوئے وہ (کسی کے) سفارشی یا گواہ نہیں بن سکیں گے۔''

فائدہ: یہ کس قدر بڑی محرومی ہے کہ کسی بندے کو اس فضیلت سے محروم کر دیا جائے۔ حالانکہ اہل ایمان اپنے عزیزوں اور دوسروں کی سفارش کر سکیں گے اور ان کے لیے گواہ بھی بنیں گے۔

٤٩٠٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أبَانٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا أبَانُ ابنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عنْ أبِي الْعَالِيَةِ - قال زَيْدٌ: عنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ - وَقال مُسْلِمٌ: إنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبيِّ ﷺ

۴۹۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ہوا کو لعنت کی۔ اور مسلم (بن ابراہیم) کے الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا سے ایک شخص کی چادر اڑ گئی تو اس نے اسے لعنت کر دی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے لعنت مت کرو، بلاشبہ یہ (اللہ کے حکم کی) پابند ہے۔ اور بلاشبہ جس نے کسی چیز کو لعنت کی جب کہ وہ اس کی حق دار نہ ہو تو یہ لعنت کرنے والے

٤٩٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة، ح: ١٩٧٦ من حديث هشام به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ١/ ٤٨، ووافقه الذهبي * قتادة عنعن، وللحديث شاهد ضعيف.

٤٩٠٧- تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: ٢٥٩٨ من حديث هشام بن سعد به.

٤٩٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة، ح: ١٩٧٨ عن زيد بن أخزم به، وقال: "حسن غريب" * قتادة عنعن، وله شاهد ضعيف تقدم، ح: ٤٩٠٥.

فَلَعَنَهَا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَلْعَنْهَا فإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ».

پرلوٹ آتی ہے۔“

فائدہ: اس روایت کو بھی بعض نے صحیح کہا ہے‘ لہٰذا اللہ کی مخلوق پر لعنت کرنا قطعاً جائز نہیں سوائے ان کے جن پر اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے۔ مثلاً کافرین‘ ظالمین‘ کاذبین وغیرہ۔ جیسے کہ دعائے قنوت نازلہ میں ہے: [اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَ كَ] ”اے اللہ! اُن کافروں پر لعنت فرما جو تیرے راستے سے روکتے ہیں‘ تیرے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔“

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِيمَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ (التحفة ٥٤)

باب: ۴۶- جو کوئی اپنے ظالم کو بد دعا کرے

٤٩٠٩- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن حَبِيبٍ، عن عَطَاءٍ، عن عائِشَةَ قالَتْ: سُرِقَ لَهَا شَيْءٌ فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَيْهِ، فقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ».

۴۹۰۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ان کی کوئی چیز چوری ہوگئی تو وہ (چور کو) بد دعا دینے لگیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس کی سزا کو اس سے ہلکا مت کرو۔“

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي هِجْرَةِ الرَّجُلِ أَخَاهُ (التحفة ٥٥)

باب: ۴۷- مسلمان بھائی سے میل جول چھوڑ دینے کا بیان

٤٩١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا - عِبَادَ الله

۴۹۱۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غصہ مت کیا کرو۔ ایک دوسرے سے حسد مت کیا کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ مت دیا کرو (کہ میل جول چھوڑ دو) بلکہ اللہ کے

٤٩٠٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٤٩٧، وأخرجه أحمد: ٦/ ١٣٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٩ من حديث سفيان الثوري به.

٤٩١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الهجرة، ح: ٦٠٧٥، ومسلم، البر والصلة، باب تحريم التحاسد والتباغض والتدابر، ح: ٢٥٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٧.

- إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ».

بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے۔"

فائدہ: تین دن رات سے زیادہ قطع تعلق کرنا اور میل جول چھوڑ دینا اس صورت میں ناجائز اور حرام ہے جب محض اپنی ذات کے لیے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو یہ مشروع، محبوب اور ممدوح ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے حدیث:۴۹۱۶ کے آخر میں اصل مسئلے کی وضاحت کر دی ہے۔

٤٩١١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ».

۴۹۱۱- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے کہ جب دونوں کی ملاقات ہو تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی۔ اور ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں ابتدا کرے۔"

فائدہ: اگر کہیں شکر رنجی ہو جائے تو تعلقات کو بالکل ہی منقطع کر لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر مزید روابط بڑھانا خلاف مصلحت ہوں تو سلام دعا سے بخیل نہیں ہو جانا چاہیے۔ اس حدیث اور اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنا اور اس کا جواب دینا، مقاطعے کے گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔

٤٩١٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ [الرِّبَاطِيُّ] أَنَّ أَبَا عَامِرٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي

۴۹۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی صاحب ایمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ کرے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو چاہیے کہ اس سے ملے اور اس کو سلام

٤٩١١- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الهجرة، ح: ٦٠٧٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، البر والصلة، باب تحريم الهجر فوق ثلاثة أيام ..... الخ، ح: ٢٥٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحي): ٢/ ٩٠٦، ٩٠٧.

٤٩١٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤١٤، والتاريخ الكبير: ١/ ٢٥٧ من حديث محمد بن هلال به * هلال مستور كما تقدم، ح: ٤٧٧٥.

عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «لا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلاثٍ، فإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلاثٌ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا في الأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ». زَادَ أَحْمَدُ: «وَخَرَجَ المُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ».

کہے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو اجر و ثواب میں دونوں شریک ہو گئے۔ اگر وہ جواب نہ دے تو اس کا گناہ اسی دوسرے کے ذمے ہے۔" احمد (بن سعید سرخسی) نے مزید کہا: "سلام کرنے والا مقاطعے کے گناہ سے نکل گیا۔"

٤٩١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُنِيبِ يَعْني المَدَنِيَّ قالَ: أخبرني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا يَكُونُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلاثَةٍ، فإِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلاثَ مِرَارٍ كُلُّ ذٰلِكَ لا يَرُدُّ عَلَيْهِ، فَقَدْ بَاءَ بِإِثْمِهِ».

۴۹۱۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کو روا نہیں کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ رکھے۔ چنانچہ (چاہیے کہ) جب اس سے ملے تو اسے سلام کہے تین بار، اگر کسی بار بھی جواب نہ دے تو وہی گناہ گار رہا۔"

٤٩١٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن مَنْصُورٍ، عن أَبي حَازِمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاثٍ، فَمنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ».

۴۹۱۴- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے۔ جس نے تین دن سے زیادہ مقاطعہ کیا اور مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا۔"

٤٩١٥- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حدثنا

۴۹۱۵- حضرت ابوخراش سلمی ؓ کہتے ہیں کہ میں

٤٩١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى: ٨/ ٦٠، ح: ٤٥٨٣ عن محمد بن المثنى به.

٤٩١٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٢، والنسائي في الكبرى، ح: ٩١٦١ من حديث منصور به.

٤٩١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٠ من حديث حيوة بن شريح به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٦٣، ووافقه الذهبي.

ابنُ وَهْبٍ عن حَيْوَةَ، عن أَبِي عُثْمانَ الْوَلِيدِ ابنِ أَبِي الوَلِيدِ، عن عِمْرَانَ بنِ أَبِي أَنَسٍ، عن أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ».

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے روابط توڑے رکھے تو وہ ایسے ہے جیسے اس کا خون بہایا ہو۔“

٤٩١٦ - حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيُغْفَرُ في ذٰلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لا يُشْرِكُ بالله شَيْئًا إِلَّا مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا».

۴۹۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو ہر وہ بندہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان بغض اور ناراضی ہو۔ تو کہا جاتا ہے: انہیں مہلت دو حتی کہ صلح کر لیں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: النَّبِيُّ ﷺ هَجَرَ بَعْضَ نِسَائِهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَابنُ عُمَرَ هَجَرَ ابْنًا لَهُ إِلَى أَنْ مَاتَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے چالیس دن تک میل جول چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرنے تک اپنے ایک بیٹے سے مقاطعہ کیے رکھا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كَانَتِ الْهِجْرَةُ لله فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا بِشَيْءٍ، وَإِنَّ عُمَرَ بنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَطَّى وَجْهَهُ عَنْ رَجُلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: الغرض یہ مقاطعہ اور میل جول چھوڑنا اگر اللہ کے لیے ہو تو اس پر یہ وعیدیں نہیں ہیں۔ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي الظَّنِّ (التحفة ٥٦)

باب: ۴۸- ظن اور گمان کا بیان

٤٩١٧ - حَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۴۹۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤٩١٦_ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن الشحناء، ح: ٢٥٦٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٤٩١٧_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: ﴿يأيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرًا من الظن...﴾ الخ " ◄◄

مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلا تَحَسَّسُوا وَلا تَجَسَّسُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ' بلاشبہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے' اور نہ ٹوہ لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو۔''

فائدہ: ''ظن'' کا لفظ کئی معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے' ظن بمعنی گمان' ظن بمعنی علم و یقین۔ لیکن یہاں ظن سے مراد وہ غلط اور برے گمان ہیں جو کسی کے متعلق دل میں جگہ پا جاتے ہیں اور فی الواقع ان کی کوئی دلیل نہیں ہوتی اور شریعت اس کی تائید نہیں کرتی۔ ''ظن'' کی بحث کے لیے مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی کتاب ''حجیت حدیث'' ایک اہم اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي النَّصِيحَةِ وَالْحِيَاطَةِ (التحفة ٥٧)

باب:۴۹-(مسلمان بھائی کی) خیر خواہی اور حفاظت کا بیان

٤٩١٨ - حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ المُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمانَ يَعْنِي ابنَ بِلَالٍ، عن كَثِيرِ بنِ زَيْدٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ رَبَاحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ».

۴۹۱۸-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مومن کا آئینہ ہے' اور مومن مومن کا بھائی ہے' اس کے مال کا (نقصان ہوتا ہو تو) بچاؤ کرتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی (عزت کی) حفاظت کرتا ہے۔''

فائدہ: مسلمان بھائی کے عیوب کی تشہیر کرنا جائز نہیں' البتہ خاموشی کے ساتھ مناسب انداز میں فہمائش ضرور کر دے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لے۔ نیز اس کی حاضری یا غیر حاضری میں ہر طرح سے اس کی خیر خواہی کرنا واجب ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ (التحفة ٥٨)

باب:۵۰-آپس کے روابط بہتر بنانے کی فضیلت کا بیان

ح: ٦٠٦٦، ومسلم، البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها، ح: ٢٥٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٧، ٩٠٨.

٤٩١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٣٩ من حديث كثير بن زيد به.

٤٩١٩ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمٍ، عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكم بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ»: قالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ الله! قالَ: «إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ».

۴۹۱۹- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں روزے' نماز اور صدقے سے بڑھ کر افضل درجات کے اعمال نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے کہا: کیوں نہیں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا۔ (اور اس کے برعکس) آپس کے میل جول اور روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) مونڈا دینے والی خصلت ہے۔''

فوائدومسائل: ① فاضل محقق اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ یہی متن سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے قول کے حوالے سے موطأ امام مالک میں مروی ہے اور یہ سنداً صحیح ہے' جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ روایت ہی کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ ② حقوق اللہ میں بنیادی اہم فرائض کے فضائل و درجات کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان معاشرتی زندگی میں پسندیدہ مسلمان ہو۔ اگر کوئی شخص حقوق اللہ کی ادائیگی میں سرگرم ہو مگر حقوق العباد میں ناکام ہو تو محض حقوق اللہ کی ادائیگی سے کما حقہ مطلوبہ فضائل و درجات حاصل نہیں ہوں گے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ حسنات بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

٤٩٢٠ - حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ شَبُّويَه المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أُمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۴۹۲۰- جناب حُمید بن عبدالرحمٰن اپنی والدہ (ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دو آدمیوں میں صلح کرانے کی خاطر بات بنا کر کہی ہو' اس نے جھوٹ نہیں بولا۔'' احمد بن محمد اور مسدد کی روایت کے الفاظ ہیں: ''جس نے لوگوں میں صلح کرانے کے لیے بھلی بات کہی یا پہنچائی وہ

٤٩١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب: في فضل صلاح ذات البين، ح: ٢٥٠٩ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "صحيح" * الأعمش عنعن، وله شواهد ضعيفة عند عبدالله بن المبارك، الزهد، ح: ٤٩١٩، ومالك في الموطأ: ٢/ ٩٠٤، ح: ١٧٤١ وغيرهما، ورواه مالك: ٢/ ٩٠٤، ح: ١٧٤١ بسند صحيح عن سعيد بن المسيب من قوله، وهو الصواب.

٤٩٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه، ح: ٢٦٠٥ من حديث معمر، والبخاري، الصلح، باب: ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس، ح: ٢٦٩٢ من حديث الزهري به.

قال: «لَمْ يَكْذِبْ مَنْ نَمَى بَيْنَ اثْنَيْنِ لِيُصْلِحَ» وقالَ أحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ ومُسَدَّدٌ: «لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَى خَيْرًا».

جھوٹا نہیں ہے۔"

٤٩٢١- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ الْجِيزِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو الأَسْوَدِ عن نَافِعٍ يَعْني ابنَ يَزِيدَ، عن ابنِ الْهَادِ أَنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ بنَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن حُمَيْدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُوم بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُرَخِّصُ في شَيْءٍ مِنَ الْكَذِبِ إِلَّا في ثَلَاثٍ، كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «لا أَعُدُّهُ كَاذِبًا الرَّجُلَ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، يَقُولُ الْقَوْلَ وَلا يُرِيدُ بِهِ إِلَّا الإصْلَاحَ، وَالرَّجُلَ في الْحَرْبِ، وَالرَّجُلَ يُحَدِّثُ امْرَأَتَهُ وَالمَرْأَةَ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا».

۴۹۲۱-حضرت ام کلثوم بنت عقبہ ؓ سے روایت ہے کہتی ہیں: میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کی کہیں اجازت دی ہو مگر تین مواقع پر۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "میں ایسے آدمی کو جھوٹا شمار نہیں کرتا جو لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے کوئی بات بناتا ہو اور اس کا مقصد سوائے صلح اور اصلاح کے کچھ نہ ہو' اور جو شخص لڑائی میں کوئی بات بنائے اور شوہر جو اپنی بیوی سے یا بیوی اپنے شوہر کے سامنے کوئی بات بنائے۔"

فوائد ومسائل: ① مسلمان بھائیوں میں صلح اور اصلاح کے لیے اگر کہیں کوئی بات بنانی پڑ جائے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ جھوٹ معیوب نہیں ہوتا۔ ② میاں بیوی اگر کسی ناراضی کو دور کرنے کے لیے یا لفظی طور پر ایک دوسرے کو محبت جتلانے کے لیے کوئی بات کہیں تو جائز ہے تاکہ ان کی عائلی زندگی مسرت بھری رہے۔ ③ دشمن کو دھوکا دینا بھی جائز ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي الْغِنَاءِ (التحفة ٥٩)

باب:۵۱- گانے کا بیان

٤٩٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ

۴۹۲۲-حضرت رُبَیِّع بنت معوذ بن عفراء ؓ بیان

٤٩٢١_تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٢٤ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به.

٤٩٢٢_تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة، ح: ٥١٤٧ عن مسدد به.

عن خَالِدِ بن ذَكْوَانَ، عنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ قالَتْ: جَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فَدَخَلَ عَلَيَّ صَبِيحَةَ بُنِيَ بِي فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِدُفٍّ لَهُنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى أَنْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فقَالَ: «دَعِي هٰذَا وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ».

کرتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی اس صبح رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر اسی طرح تشریف فرما ہوئے تھے جیسے تم (خالد بن ذکوان) میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ تو (انصار کی) چھوٹی بچیاں اپنے اپنے دف بجانے لگیں اور میرے ان آباء کا ذکر کرنے لگیں جو بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ حتی کہ ان میں سے ایک بچی نے کہا: اور ہم میں ایسا نبی ہے جو کل آئندہ کی بات جانتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس بات کو چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔“

فوائد ومسائل: ① بچیوں کو ان کی خانہ آبادی پر مبارک باد دینے جانا مستحب عمل ہے۔ ② ایسی خوشیوں کے مواقع پر چھوٹی نابالغ بچیوں کا دف بجانا جائز اور مستحب ہے تاکہ نکاح اور شادی کا اعلان ہو۔ ③ آلات موسیقی میں سے صرف دف ہی ایک ایسا آلہ ہے جو شریعت میں جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ خود ساختہ سادہ سی ڈھولک ہوتی ہے جس کی ایک جانب کھلی ہوتی ہے۔ ④ اسلاف مسلمین کے کارناموں کا ذکر کرنا ممدوح ہے۔ ⑤ شادمانی کا موقع ہو یا کسی غمی کا کوئی ایسی بات کہنا یا کرنا جو شرعی اصول وقواعد کے خلاف ہو ناجائز ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ کہ آپ علم غیب جانتے تھے 'غلط عقیدہ ہے' نبی ﷺ نے اس کی تصدیق وتائید نہیں فرمائی۔

٤٩٢٣ - حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعمَرٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُومِهِ فَرَحًا بِذٰلِكَ لَعِبُوا بِحِرَابِهِمْ.

۴۹۲۳- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حبشی لوگوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں اپنے نیزوں کے ساتھ (جنگی فن کا) مظاہرہ کیا تھا۔

فائدہ: عید اور دیگر شادمانی کے مواقع پر جنگی کرتبوں وغیرہ کا اظہار کرنا اور اشعار پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ شرعی حدود میں ہوں۔

(المعجم ٥٢) - باب كَرَاهِيَةِ الْغِنَاءِ وَالزَّمْرِ (التحفة ٦٠)

باب: ۵۲- گانے اور آلات موسیقی کی کراہت کا بیان

٤٩٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٩٧٢٣.

٤٩٢٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عُبَيْدِاللهِ الْغُدَانِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عنْ سُلَيْمانَ بنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ قالَ: سَمِعَ ابنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قالَ: فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلٰى أُذُنَيْهِ وَنَأٰى عَنِ الطَّرِيقِ وَقالَ لِي: يَا نَافِعُ! هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قالَ: فَقُلْتُ: لَا، قالَ: فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا.

۴۹۲۴- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھ لیں اور راستے سے دور چلے گئے۔ اور پھر مجھ سے پوچھا: اے نافع! کیا بھلا کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے اٹھا لیں اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس طرح کی آواز سنی تو آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے۔

فائدہ: امام ابوداود کا قول صحیح نہیں ہے، یہ روایت حسن اور بقول علامہ البانی ؒ صحیح ہے اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ [لَهْوَ الْحَدِيْث] سے مراد آلات موسیقی ہیں جن کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور بالخصوص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام کو طبلے کی تھاپ پر بجانا ان کی انتہائی توہین ہے اور موسیقی کی تمام لغویات حرام ہیں سوائے دَف کے۔

٤٩٢٥- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: أخبرنا أَبِي: حَدَّثَنا مُطْعِمُ بنُ المِقْدَامِ قالَ: حَدَّثَنا نَافِعٌ قالَ: كُنْتُ رِدْفَ ابنِ عُمَرَ، إِذْ مَرَّ بِرَاعٍ يُزَمِّرُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۴۹۲۵- (مذکورہ بالا روایت کے سلسلے میں) جناب نافع ؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا گزر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا جو بانسری بجا رہا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أُدْخِلَ بَيْنَ مُطْعِمٍ وَنَافِعٍ: سُلَيْمانُ بنُ مُوسٰى.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: مطعم (بن مقدام) اور نافع کے درمیان سلیمان بن موسیٰ کا واسطہ بڑھا دیا گیا ہے۔

٤٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨ عن الوليد بن مسلم به، وتابعه مخلد بن يزيد عنده، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠١٣، وانظر الحديث الآتي.

٤٩٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير: ١/ ١٣ من حديث محمود بن خالد به.

٤٩٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبْرَاهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قالَ: حَدَّثَنا أبُو المَلِيحِ عنْ مَيْمُونٍ، عنْ نَافِعٍ قالَ: كُنَّا مَعَ ابنِ عُمَرَ، فَسَمِعَ صَوْتَ زَامِرٍ، فذكر نَحوَهُ.

۴۹۲۶- جناب میمون بن مہران' نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے کہ انہوں نے ایک بانسری والے کی آواز سنی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أنْكَرُهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت سب سے زیادہ منکر (ضعیف) ہے۔

٤٩٢٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا سَلَّامُ بنُ مِسْكِينٍ عن شَيْخٍ شَهِدَ أَبَا وَائِلٍ في وَلِيمَةٍ، فَجَعَلُوا يَلْعَبُونَ، يَتَلَعَّبُونَ يُغَنُّونَ فَحَلَّ أَبُو وَائِلٍ حُبْوَتَهُ، وَقالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقولُ: «إنَّ الْغِنَاءَ يُنْبِتُ النِّفَاقَ في الْقَلْبِ».

۴۹۲۷- سلام بن مسکین ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں جو جناب ابووائل رحمہ اللہ کے ساتھ ایک ولیمے میں حاضر تھا۔ پس وہ لوگ آپس میں کھیلنے کھلانے اور گانے لگے تو جناب ابووائل رحمہ اللہ نے اپنی کمر سے اپنا کپڑا کھولا اور کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول (موقوف) صحیح ہے۔ انہوں نے کہا: ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔'' (فوائد امام ابن القیم رحمہ اللہ۔ اغاثة اللهفان)

(المعجم ٥٣) - باب الْحُكْمِ في الْمُخَنَّثِينَ (التحفة ٦١)

باب:۵۳- ہیجڑوں سے متعلق احکام ومسائل

٤٩٢٨- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله

۴۹۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

٤٩٢٦ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢٢ من حديث أبي داود به * ميمون هو ابن مهران، وأبوالمليح هو الحسن بن عمر الرقي.

٤٩٢٧ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢٣ من حديث سلام بن مسكين به، * شيخ مجهول.

٤٩٢٨ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٥٤، ٥٥ من حديث أبي أسامة به، وقال: "أبوهاشم وأبويسار مجهولان، ولا يثبت الحديث" (علل ابن الجوزي، ح: ١٢٥٧)، وقال الذهبي في الميزان "إسناد مظلم لمتن منكر" وأما النهي عن قتل المصلين فصحيح، انظر المشكوة، ح: ٣٣٦٥ (بتحقيقي).

وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ عن مُفَضَّلِ بنِ يُونُسَ، عنِ الأَوْزَاعِيِّ، عن أَبِي يَسَارٍ الْقُرَشِيِّ، عن أَبِي هَاشِمٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بالْحِنَّاءِ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا بَالُ هٰذَا؟» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ الله! يَتَشَبَّهُ بالنِّسَاءِ، فَأُمِرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيعِ، قالُوا: يَا رَسُولَ الله! أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: «إِنِّي نُهِيتُ عنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ».

ﷺ کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا: ''اسے کیا ہے؟'' بتایا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے۔ تو آپ نے حکم دیا اور اسے مقام نقیع کی طرف نکال باہر کر دیا گیا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔''

قالَ أَبو أُسَامَةَ: وَالنَّقِيعُ نَاحِيَةٌ عن المَدِينَةِ وَلَيْسَ بالْبَقِيعِ.

ابواسامہ کہتے ہیں کہ نقیع (نون کے ساتھ) مدینہ سے ایک جانب ایک جگہ کا نام ہے جو بقیع سے الگ ہے۔

فائدہ: اس روایت کی صحت وضعف میں اختلاف ہے۔ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا اس قابل نہیں کہ مدینہ منورہ کے اندر رہ سکے۔ صحابہ نے اس وجہ سے اجازت چاہی تھی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی۔ اور مسلمانوں اور مومنوں کو نمازی کے لقب سے ذکر کیا کہ یہی ان کا امتیازی وصف ہے۔ اور ہیجڑے بھی اسلام اور احکام اسلام کے اسی طرح مکلف ہیں جس طرح دوسرے مرد اور عورتیں۔

٤٩٢٩- **حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أَبِيهِ، عنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا مُخَنَّثٌ وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ الله أَخِيهَا: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَخْرِجُوهُمْ

۴۹۲۹- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور دیکھا کہ ان کے ہاں ایک ہیجڑا ہے اور وہ ان (ام سلمہ ؓ) کے بھائی عبداللہ سے کہہ رہا ہے کہ اگر کل اللہ تمہیں طائف فتح کرا دے تو میں تمہیں ایک عورت کے متعلق بتاؤں گا جو چار سے آتی اور آٹھ سے لوٹتی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔''

٤٩٢٩۔ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: ٢١٨٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة، وهذا في المصنف: ٩/ ٦٣، والبخاري، النكاح، باب ما ينهٰى من دخول المتشبهين بالنساء على المرأة، ح: ٥٢٣٥ من حديث هشام بن عروة به.

مِنْ بُيُوتِكُمْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْمَرْأَةُ كَانَ لَهَا أَرْبَعُ عُكَنٍ فِي بَطْنِهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ تھا کہ عورت کے پیٹ پر (فربہ اندام ہونے کی وجہ سے) چار بل پڑتے ہیں۔ (عورت کے پیٹ پر سامنے کی جانب سے چار بل اور جب پشت پھیرے تو پہلوؤں کی جانب سے یہی بل چار چار ہوکر آٹھ بن جاتے ہیں تو عرب میں عورت کا اس انداز سے فربہ اندام ہونا حسن سمجھا جاتا ہے۔)

فائدہ: فسادی مزاج افراد کو گھروں میں آنے جانے کا موقع دینا معاشرے میں فساد بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اپنے گھروں کو ان سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے۔ تو موجودہ دور کے ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل، نیز عریاں تصاویر والے اخبارات، رسالے سبھی اسی ضمن میں آتے ہیں اور فی الواقع ان چیزوں کے ناگفتہ بہ اثرات بھی ہمارے گھروں اور ماحول میں نمایاں ہیں۔ والی اللہ المشتکی. ان سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے۔

٤٩٣٠ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ: «وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرِجُوا فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْنِي الْمُخَنَّثِينَ».

۴۹۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہیجڑے بننے والے مردوں اور مردانہ انداز اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: ”انہیں اپنے گھروں سے نکال باہر کرو اور فلاں فلاں ہیجڑے کو باہر نکال دو۔“

(المعجم ٥٤) - بَابُ اللَّعِبِ بِالْبَنَاتِ (التحفة ٦٢)

باب: ۵۴- گڑیوں سے کھیلنے کا بیان

٤٩٣١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ

۴۹۳۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ تو بسا اوقات

٤٩٣٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب نفي أهل المعاصي والمخنثين، ح: ٦٨٣٤ عن مسلم بن إبراهيم به.

٤٩٣١_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح: ٦١٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٠ من حديث هشام بن عروة به.

قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فَرُبَّمَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي الْجَوَارِي فَإِذَا دَخَلَ خَرَجْنَ وَإِذَا خَرَجَ دَخَلْنَ.

رسول اللہ ﷺ تشریف لے آتے اور میرے ہاں (محلے کی) بچیاں ہوتیں۔ جب آپ تشریف لاتے تو وہ چلی جاتیں اور جب آپ چلے جاتے تو وہ آ جایا کرتی تھیں۔

٤٩٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أخبرنا يَحْيَى ابنُ أَيُّوبَ قالَ: حدَّثني عُمَارَةُ بنُ غَزِيَّةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ، فَهَبَّتِ الرِّيحُ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ، فقَالَ: «مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟» قالَتْ: بَنَاتِي، وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ، فقَالَ: «مَا هٰذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ؟» قَالَتْ: فَرَسٌ، قَالَ: «ومَا هٰذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟» قُلْتُ: جَنَاحَانِ، قَالَ: «فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ؟» قَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ؟! قَالَتْ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ.

۴۹۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک یا خیبر سے واپس تشریف لائے تو میرے طاقچے کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو اس نے پردے کی ایک جانب اٹھا دی تب سامنے میرے کھلونے اور گڑیاں نظر آئے۔ آپ نے پوچھا: ”عائشہ یہ کیا ہے؟“ میں نے کہا: یہ میری گڑیاں ہیں۔ آپ نے ان میں کپڑے کا ایک گھوڑا بھی دیکھا جس کے دو پر تھے۔ آپ نے پوچھا: ”میں ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟“ میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے۔ آپ نے پوچھا: ”اور اس کے اوپر کیا ہے؟“ میں نے کہا: اس کے دو پر ہیں۔ آپ نے کہا: ”کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟“ عائشہ ؓ نے کہا: آپ نے سنا نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے؟ کہتی ہیں: چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔

فوائد ومسائل: ① بچوں اور بچیوں کو نہ صرف اجازت ہے بلکہ ان کا فطری حق ہے کہ انہیں کھیلنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ مگر واجب ہے کہ ان کی تفریحات شرعی مزاج سے ہم آہنگ ہوں۔ ② بچیاں اگر اپنے طور پر ہاتھ سے گڑیاں گڈے وغیرہ بنائیں تو جائز ہیں۔ اور یہ ان ممنوعہ تصاویر میں شامل نہیں جن کا بنانا یا رکھنا ناجائز ہو۔ تاہم خیال رہے کہ موجودہ دور میں ان کھلونوں کی جو ترقی یافتہ جدید صورت ہے کہ پلاسٹک' کپڑے اور پتھر وغیرہ سے بنے بالکل

٤٩٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٩٥٠ من حديث سعيد بن أبي مريم به.

نقل مطابق اصل ہوتے ہیں۔ان کے بارے میں راجح یہی ہے کہ یہ جائز نہیں۔ جبکہ کچھ گھروں میں ان کو بطور آرائش نمایاں کر کے رکھا جاتا ہے جس کی کسی طرح اجازت نہیں دی جا سکتی۔

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي الْأُرْجُوحَةِ (التحفة ٦٣)

باب:۵۵-جھولے کا بیان

٤٩٣٣ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا بِشْرُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قالَا: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ تَزَوَّجَنِي وَأَنا بِنْتُ سَبْعٍ أوْ سِتٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ أَتَيْنَ نِسْوَةٌ - وَقالَ بِشْرٌ: فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ - وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ فَذَهَبْنَ بِي وَهَيَّأْنَنِي وَصَنَّعْنَنِي فَأُتِيَ بِي رَسُولُ الله ﷺ فَبَنَى بِي وَأَنا ابْنَةُ تِسْعٍ فَوَقَفَتْ بِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ: هِيهْ هِيهْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيْ تَنَفَّسْتُ، فَأُدْخِلْتُ بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، دَخَلَ حديثُ أَحَدِهِما في الآخَرِ.

۴۹۳۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو میری عمر سات سال یا چھ سال تھی۔ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو چند عورتیں آئیں...... بشر بن خالد کے الفاظ ہیں: (میری والدہ) ام رومان آئیں...... جبکہ میں ایک جھولے پر تھی اور وہ مجھے لے گئیں۔ مجھے تیار کیا' بنایا سنوارا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں بھیج دیا گیا۔ میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی۔ (میری والدہ نے) مجھے دروازے پر کھڑا کر دیا تو میں نے کہا: [هِيه' هِيه] یعنی انکار کرنے کی آواز۔

امام ابوداود ؒ اس کی وضاحت میں کہتے ہیں: یعنی میں نے لمبا (ٹھنڈا) سانس لیا اور مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا گیا تو وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں۔ انہوں نے دعائے خیر و برکت کے ساتھ میرا استقبال کیا۔ حماد اور ابواسامہ کی روایت ایک دوسرے میں مل گئی ہے۔

٤٩٣٤ - حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ مِثْلَهُ قالَ: عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ،

۴۹۳۴- جناب ابواسامہ نے مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا اور کہا: اللہ کرے تیری قسمت اچھی

٤٩٣٣ ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢ من حديث أبي أسامة، والبخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح: ٣٨٩٤ من حديث هشام بن عروة به.

٤٩٣٤ ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

فَسَلَّمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ.

ہو۔ اور مجھے ان عورتوں کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے میرا سر دھویا اور مجھے بنایا سنوارا۔ اور میں اس وقت ڈر سی گئی جب دن چڑھے رسول اللہ ﷺ میرے سامنے ہوئے تو انہوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا۔

٤٩٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: فَلَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ جَاءَنِي نِسْوَةٌ وَأَنَا أَلْعَبُ عَلَى أُرْجُوحَةٍ، وَأَنَا مُجَمَّمَةٌ فَذَهَبْنَ بِي فَهَيَّأْنَنِي وَصَنَّعْنَنِي ثُمَّ أَتَيْنَ بِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

۴۹۳۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم مدینے آئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں جبکہ میں ایک جھولے پر کھیل رہی تھی۔ اور میرے بال کانوں سے نیچے اتر رہے تھے۔ تو وہ مجھے لے گئیں اور مجھے تیار کیا' بنایا سنوارا۔ پھر وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئیں۔ میری (رسول اللہ ﷺ کے گھر) رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی۔

٤٩٣٦- حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ بِإِسْنَادِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قالَتْ: وَأَنَا عَلَى الأُرْجُوحَةِ وَمَعِيَ صَوَاحِبَاتِي، فَأَدْخَلْنَنِي بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ.

۴۹۳۶- جناب ہشام بن عروہ نے اپنی سند سے اس روایت میں بیان کیا کہ سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی' تو انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا۔ وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں' تو انہوں نے خیر و برکت کی دعا کے ساتھ میرا استقبال کیا۔

٤٩٣٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو عن يَحْيَى يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ حَاطِبٍ، قالَ: قالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بنِ

۴۹۳۷- یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: ہم مدینے آئے اور بنو حارث بن خزرج کے ہاں ہمارا قیام ہوا۔ کہتی ہیں' اللہ کی قسم! میں کھجور کی دو لکڑیوں میں لگے ایک جھولے پر تھی کہ میری والدہ آئیں' تو انہوں نے مجھے

٤٩٣٥_تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٤٩٣٦_تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢١٢١، وانظر، ح: ٤٩٣٣ والحديثين اللذين بعده.

٤٩٣٧_تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢١٠ من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: فَوَاللهِ! إِنِّي لَعَلَى أُرْجُوحَةٍ بَيْنَ عَذْقَيْنِ فَجَاءَتْنِي أُمِّي فَأَنْزَلَتْنِي وَلِي جُمَيْمَةٌ، وَسَاقَ الحدِيثَ.

اس سے اتارا' اور میرے بال چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور پوری حدیث بیان کی۔

فائدہ: آج کل کے بعض جدید مفکرین اور بزعم خویش نفیس مزاج مجددین کو ان احادیث اور صغرسنی (چھوٹی عمر) کے اس نکاح اور شادی پر بہت اعتراض ہے۔ وہ مختلف انداز سے اس کا انکار کرتے ہیں' حالانکہ اس انکار کی کوئی حقیقی وجہ نہیں ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ طبی' معاشرتی' علاقائی' اور جغرافیائی احوال و ظروف کا دقیق نظری سے مطالعہ کریں تو واضح ہوگا کہ بعض احوال اور بعض علاقوں میں اس عمر کی لڑکیوں کا بالغ ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے اور پھر عائلی زندگی کے فطری مراحل سے گزرنا ان کے لیے کوئی انہونی بات نہیں ہوتی۔ اس واقعہ میں بالخصوص یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں مزید قربت و شرف دینے کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ تاکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاں وقت بے وقت آنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ربط و ضبط مزید گہرا ہو جائے۔ اور پھر اس نکاح کی بنیاد وہ خواب تھے جو تواتر کے ساتھ نبی ﷺ کو دکھلائے گئے تھے۔ یہ خواب اس بات کی طرف اشارہ تھے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی ﷺ کے ساتھ مقدر کر دیا گیا ہے۔ یہ احادیث صحیح اور یہ واقعہ تاریخی' شرعی اور فقہی اعتبار سے بالکل صحیح اور عین حق ہے اس کا انکار درحقیقت انکارِ حدیث کا زینہ ہے۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ (التحفة ٦٤)

باب:۵۶-نرد (چوسر) کھیلنا ناجائز ہے

٤٩٣٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن مُوسَى بنِ مَيْسَرَةَ، عن سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عن أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ لَعِبَ بالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ».

۴۹۳۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چوسر کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

فوائد و مسائل: ① [نرد] کا ترجمہ [لُعْبَةُ الطَّاوِلَة] کیا گیا ہے' یعنی لکڑی کے تختے پر کھیل' جس سے چوسر' کیرم بورڈ' اور لڈو وغیرہ کی قسم کے کھیل مراد ہو سکتے ہیں۔ ② ہمارے فاضل محقق مذکورہ روایت کی تحقیق کرتے

٤٩٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب اللعب بالنرد، ح: ٣٧٦٢ من حديث سعيد بن أبي هند به، وهو ثقة أرسل عن أبي موسى فالسند ضعيف، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٥٨، وحديث مسلم، ح: ٢٢٦٠ يغني عنه.

ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن صحیح مسلم کی حدیث نمبر: ۲۲۶۰ اس روایت سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت معناً قابل حجت ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ بالا روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٩٣٩ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عن عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عن سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ لَعِبَ بالنَّرْدَشِيرِ فكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ في لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ».

۴۹۳۹- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نرد شیر (چوسر) کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ سوٴر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔''

فوائد ومسائل: ① ایسے کھیل جو وقت اور سرمائے کے ضیاع کا باعث ہوں قطعاً ناجائز ہیں۔ کھیل کا اصل مقصد ذہنی راحت اور جسمانی ورزش ہوتا ہے۔ اگر جائز کھیلوں میں بھی وقت ضائع ہوتا ہو تو وہ ناجائز ہو جائیں گے۔ ② ان صحیح احادیث اور مذکورہ اصول کی رو سے کرکٹ جیسے کھیل کی قطعاً کوئی اجازت نہیں۔ اور شرعاً یہ ناجائز کھیل ہے' کیونکہ اس کھیل میں جس طرح ''بے دردی'' سے بے شمار لوگوں کا وقت ضائع ہوتا اور کیا جاتا ہے اس کی مثال کسی اور کھیل میں نہیں ملتی۔ مزید براں کرکٹ وغیرہ جیسے کھیل میں نماز' روزے کی کوئی پروا ہوتی ہے نہ کسی اور دینی و دنیوی کام کا خیال۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کھیل بین الاقوامی سطح پر جوئے جیسی بدترین لعنت اور کبیرہ گناہ کا بہت بڑا سبب اور ذریعہ بن چکا ہے۔ قومی اور ملکی سطح پر اس کے نقصانات اور مضر اثرات بے پناہ ہیں اور ان کے مقابلے میں فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ایسا کھیل کھیلنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا تو دور کی بات' ایک بندۂ رحمٰن کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایسے لغو اور بے فائدہ ''کام'' کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوتا بلکہ وہاں سے شرافت سے گزر جاتا ہے۔ قرآن مقدس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ (الفرقان: ۷۲) ''رحمٰن کے بندے جب کسی لغو (دینی اور دنیوی اعتبار سے بے فائدہ) چیز سے گزرتے ہیں تو باعزت طور پر گزر جاتے ہیں۔'' ایسی خوبصورت اور حساس شریعت اور ایسا پاکیزہ دین جس میں ''چوسر'' کھیلنے کی اجازت نہیں ہے' اس دین فطرت میں کرکٹ جیسے کھیل کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ فتفكروا و تدبروا يا اولى الألباب۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ (التحفة ٦٥)

باب: ۵۷- کبوتر بازی کا بیان

٤٩٤٠ - **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۴۹۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٩٣٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، ح: ٢٢٦٠ من حديث سفيان الثوري به.

٤٩٤٠_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب اللعب بالحمام، ح: ٣٧٦٥ من حديث حماد بن سلمة به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بن عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً».

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ کبوتری کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''شیطان' شیطانی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔''

فائدہ: کبوتر بازی' بٹیر بازی' مرغ لڑانا وغیرہ سب ناجائز مشاغل ہیں' ہاں اگر بطور تجارت یا زینت گھر میں رکھے ہوں تو جائز ہے۔

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: فِي الرَّحْمَةِ (التحفة ٦٦)

باب:۵۸- رحمت وشفقت کرنے کا بیان

٤٩٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عمْرٍو، عَنْ أَبِي قَابُوسَ مَوْلًى لِعَبْدِ الله ابْنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، ارْحَمُوا أَهْلَ الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّماءِ» لَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ: مَوْلًى عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو، وقالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ.

۴۹۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرمائے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔'' مسدد نے (سند میں وارد ''ابوقابوس'' کے متعلق) یہ نہیں کہا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا مولیٰ تھا۔ نیز بوضاحت کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

٤٩٤٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَ: حَدَّثَنا؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا شُعْبَةُ قال: كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ - قالَ ابنُ كَثِيرٍ في حَدِيثِهِ: وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: أَقُولُهُ

۴۹۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس حجرے والے یعنی حضرت ابوالقاسم صادق ومصدوق ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''کسی بدبخت سے ہی رحمت چھینی جاتی ہے۔''

٤٩٤١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، ح:١٩٢٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٣٨، وصححه الحاكم: ٤/ ١٥٩، ووافقه الذهبي.

٤٩٤٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، ح:١٩٢٣ من حديث شعبة به.

حدَّثني مَنْصُورٌ؟ فقَالَ: إذَا قَرَأْتَهُ عَلَيَّ فَقَدْ حَدَّثْتُكَ بِهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا -: عن أَبِي عُثْمانَ مَوْلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ الصَّادِقَ المَصْدُوقَ صَاحِبَ هٰذِهِ الْحُجْرَةِ يقُولُ: «لاتُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ».

فائدہ: ① رسول اللہ ﷺ کا وصف ''صادق ومصدوق'' یوں ہے کہ آپ اپنے قول وفعل اور خبر میں صادق (سچے) تھے۔ اور اللہ اس کے فرشتوں اور مومنین نے آپ ﷺ کے نبی ورسول ہونے کی تصدیق کی ہے' تو اس اعتبار سے آپ ''مصدوق'' ہوئے۔ ② آپ ﷺ کے رحم کا دائرہ اپنے' پرائے' چھوٹے' بڑے' زیردست ملازمین اور حیوانوں تک کو وسیع ہے۔ صاحب ایمان کو کسی بھی موقع پر کسی کے ساتھ ظلم کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے۔

٤٩٤٣- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ، عن ابنِ عَامِرٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو يَرْوِيهِ - قالَ ابنُ السَّرْحِ -: عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۹۴۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي النَّصِيحَةِ (التحفة ٦٧)

باب: ۵۹- خیرخواہی کا بیان

٤٩٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حدثنا سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالحٍ عَنْ عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الدِّينَ

۴۹۴۴- حضرت تمیم داری ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین نصیحت (خلوص وخیرخواہی) کا نام ہے۔ دین نصیحت کا نام ہے۔ دین نصیحت کا نام ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس کے

٤٩٤٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٢، والحميدي، ح: ٥٨٦ (بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ١٩٢٠ وغيره.

٤٩٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ»، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لله وَكِتَابِهِ وَرَسُولِهِ وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَامَّتِهِمْ، أَوأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

لیے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' اہل ایمان کے ائمہ و حکام اور عام مسلمانوں کے لیے۔ یا کہا کہ مسلمانوں کے ائمہ و حکام اور عام لوگوں کے لیے۔''

فائدہ: اللہ کے لیے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی عبودیت میں سرشار رہے۔ اس کی توحید کا اقرار و اظہار کرے اور شرک سے بیزار اور دور رہے۔ رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس کی رسالت کا اقرار و اظہار اور بے میل اطاعت کرے' بدعات سے بیزار اور دور رہے۔ کتاب اللہ کو اپنا دستور زندگی بنائے اور تمام مسائل اس کی روشنی میں سرانجام دینے کے لیے کوشاں رہے۔ حکام وقت کے لیے نصیحت یہ ہے کہ خیر وخوبی کے کاموں میں ان کی اطاعت کرے اور ان کا معاون بنے۔ ظلم و تعدی کی صورت میں انہیں باز رکھنے کی کوشش کرے اور ان کا معاون نہ بنے۔ لوگوں کے اندر بلا وجہ ان کی مخالفت کے جذبات نہ ابھارے اور عام مسلمانوں میں حسب مراتب' دین و دنیا کے معاملات میں بھلائی سے پیش آئے' یہی ان کے لیے نصیحت ہے۔

٤٩٤٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن يُونُسَ، عن عَمْرِو بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ الله ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا بَاعَ الشَّيْءَ أَوِ اشْتَرَاهُ قَالَ: «أَمَا إِنَّ الَّذِي أَخَذْنَا مِنْكَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا أَعْطَيْنَاكَ فَاخْتَرْ».

۴۹۴۵- حضرت جریر (بن عبداللہ بجلی) ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے اور ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کرنے پر بیعت کر رکھی ہے۔ راوی نے کہا: چنانچہ وہ (حضرت جریر ؓ) جب کوئی چیز فروخت کرتے یا خرید کرتے تو کہتے: تحقیق جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ ہمیں اپنی چیز سے جو ہم نے تمہیں دی ہے' زیادہ پیاری ہے' چنانچہ تمہیں اختیار ہے (اپنی چیز یا مال واپس لینا چاہو تو لے سکتے ہو۔)

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي الْمَعُونَةِ لِلْمُسْلِمِ (التحفة ٦٨)

باب: ۶۰- مسلمان کی مدد کرنے کا بیان

٤٩٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمانُ ابْنَا

۴۹۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی

٤٩٤٥_ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيعة، باب البيعة على النصح لكل مسلم، ح: ٤١٦٢ من حديث يونس بن عبيد به.

٤٩٤٦_ **تخريج:** أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ ◀◀

أَبِي شَيْبَةَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قالَ عُثْمانُ: وَجَرِيرٌ الرَّازِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأعْلَى: أخبرنا أَسْبَاطُ عن الأعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ - وَقالَ وَاصِلٌ قال: حُدِّثْتُ عن أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا - عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيا نَفَّسَ الله عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ الله عَلَيْهِ في الدُّنْيا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَ الله عَلَيْهِ في الدُّنْيا وَالآخِرَةِ، وَالله في عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ في عَوْنِ أَخِيهِ».

ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کسی مسلمان سے دنیا کا ایک دکھ دور کیا اللہ عزوجل اس سے قیامت کے روز کا ایک دکھ دور کرے گا۔ اور جس نے کسی مشکل میں پڑے شخص کے لیے آسانی کی' اللہ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ داری کی اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ داری کرے گا اور اللہ عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے۔‘‘

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ عُثْمانُ عن أَبِي مُعَاوِيَةَ «وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ».

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ عثمان (بن ابی شیبہ) نے ابومعاویہ سے یہ جملہ روایت نہیں کیا: ’’جس نے کسی مشکل میں پڑے شخص کے لیے آسانی کی......‘‘

فائدہ: اس حدیث سے وہ معروف ضابطہ ثابت ہوتا ہے کہ بندے کو جزا ہمیشہ اسی طرح کی ملتی ہے جیسا اس نے عمل کیا ہو یعنی ’’جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔‘‘

٤٩٤٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن حُذَيْفَةَ قالَ: قالَ نَبِيُّكُم ﷺ: «كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ».

۴۹۴۷- حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا کہ تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ’’ہر نیکی صدقہ ہے۔‘‘

من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٩/ ٨٥، ورواه الترمذي، ح: ١٩٣٠ من حديث أسباط بن محمد به.

٤٩٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح: ١٠٠٥ من حديث أبي مالك به.

فائدہ: صدقے کا مفہوم صرف مال ہی سے متعلق نہیں بلکہ ہر چھوٹی بڑی نیکی صدقہ ہے۔

(المعجم ٦١) - بَابٌ: فِي تَغْيِيرِ الأَسْمَاءِ (التحفة ٦٩)

باب:٦١-(غلط) نام بدل دینے کا بیان

٤٩٤٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن دَاوُدَ بنِ عمْرٍو، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي زَكَرِيَّا، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّكُم تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُم وَأَسْمَاءِ آبَائِكُم فأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُم».

۴۹۴۸- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ قیامت کے دن اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ چنانچہ اپنے نام اچھے رکھا کرو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ أَبِي زَكَرِيَّا لَمْ يُدْرِكْ أَبَا الدَّرْدَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابو زکریا نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

٤٩٤٩- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ زِيَادٍ سَبَلَانُ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى الله عَزَّوَجَلَّ عَبْدُ الله وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ».

۴۹۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ عزوجل کو بہت ہی پیارے ہیں۔“

٤٩٥٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُهَاجِرِ الأَنْصَارِيُّ قالَ: حدَّثني

۴۹۵۰- حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ...... اور انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے...... وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انبیاء کے نام رکھا

٤٩٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح:٢١٣ عن عمرو بن عون، وأحمد:٥/ ١٩٤ من حديث هشيم به، والعلة ظاهرة.

٤٩٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم . . . الخ، ح:٢١٣٢ عن إبراهيم بن زياد به.

٤٩٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح:٢٥٤٣، ٢٥٤٤، ٢٥٥٣، وأخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شية الخيل، ح:٣٥٩٥ من حديث هشام بن سعيد به، ولبعض الحديث شواهد.

عَقِيلُ بْنُ شَبِيبٍ عن أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ - وكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَسَمَّوا بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى الله عَبْدُ الله وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ، وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ».

کرو اور اللہ کو سب ناموں میں زیادہ محبوب عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ سب سے بڑھ کر واقعیت سے قریب یہ نام ہیں' حارث (کھیتی باڑی کرنے والا) اور ہمام (رنج و فکر میں پڑا ہوا) اور یہ نام سب سے برے ہیں' حرب (لڑاکا) اور مُرّہ (کڑوا")

فوائد و مسائل: ① "عبداللہ اور عبدالرحمٰن" جیسے ناموں میں اللہ عزوجل کی طرف بندگی کی نسبت اور اس کا اظہار ہے' تو سعادت ہے اس بندے کے لیے جسے اٹھتے بیٹھتے موقع بموقع اس عالی نسبت سے پکارا جائے۔ اس کے بالمقابل انسانوں میں کون ہوگا جسے اسباب رزق کی فکر نہ ہو یا کسی طرح کے رنج والم سے محفوظ ہو؟ اس لیے "حارث اور ہمام" ایسے نام ہیں جو حقیقت سے قریب تر ہیں۔ نیز بقول بعض' نام کا اپنے مسمی پر کچھ معنوی اثر بھی ہوتا ہے اس لیے اچھے نام رکھنے چاہییں۔ حرب (لڑاکا) اور مرّہ (کڑوا) بہت برے نام ہیں' لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔ ② مذکورہ روایت کی' تحقیق کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کے شواہد ہیں۔ لیکن ان شواہد کی تفصیل ذکر نہیں کی وہ شواہد کس درجے کے ہیں.... مذکورہ بالا روایت کے الفاظ: [احب الاسماء.... عبدالله وعبدالرحمن] صحیح مسلم (حدیث:۲۱۳۲) اور سنن ابوداود (حدیث:۴۹۴۹) میں صحیح سند سے مروی ہیں جنہیں خود انہوں نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ نیز روایت کے باقی الفاظ: [أصدقها حارث وهمام......] کے بھی شواہد ملتے ہیں' جنہیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے' تو معلوم ہوا کہ یہ روایت [تَسَمَّوا بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ] کے الفاظ کے سوا صحیح ہے' جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حدیث:۹۰۴)

٤٩٥١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ بِعَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ في عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ، قَالَ: «هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ فَأَلْقَاهُنَّ في فِيهِ فَلَاكَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَ فَاهُ

۴۹۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب (میرے سوتیلے بھائی) عبداللہ بن ابوطلحہ کی ولادت ہوئی تو میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ جب کہ نبی ﷺ ایک عباء پہنے اپنے اونٹ کو گندھک لگا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: "کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟" میں نے عرض کیا' جی ہاں۔ اور میں نے آپ کو کئی کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے انہیں اپنے منہ میں ڈال کر چبایا' پھر

٤٩٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته . . . الخ، ح:٢١٤٤/ ٢٢ من حديث حماد بن سلمة به.

فأوجَرْهُنَّ إِيَّاهُ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُبُّ الأَنْصَارِ التَّمْرَ» وَسَمَّاهُ عَبْدَ الله.

بچے کا منہ کھول کر انہیں اس کے منہ میں ڈال دیا تو وہ اپنی زبان چلانے لگا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''انصاریوں کی کھجور سے محبت! (یعنی دیکھو نومولود بھی کس چاہت سے کھا رہا ہے۔'') اور آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔

فوائد و مسائل: ① نومولود کو صالح افراد سے گھٹی دلوانے کا اہتمام کرنا مستحب ہے اور اس کے لیے کھجور ایک اچھی شے ہے۔ ② ساتویں دن سے پہلے بھی نام رکھا جا سکتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ اپنا کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔

(المعجم ٦٢) - بَابٌ: فِي تَغْيِيرِ الاسْمِ الْقَبِيحِ (التحفة ٧٠)

باب: ٦١ - غلط اور برے نام بدل دینے کا بیان

٤٩٥٢ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وقَالَ: «أَنْتِ جَمِيلَةُ».

۴۹۵۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''عاصیہ'' نام بدل دیا اور فرمایا: ''تو جمیلہ (خوبصورت) ہے۔''

فائدہ: عرب لوگ ''عاص اور عاصیہ'' نام رکھتے تھے۔ ان کی مراد ہوتی تھی ظلم و زیادتی اور برائی سے انکار کرنے والا' کرنے والی۔ مگر اس میں ''عصیان'' (نافرمانی) کا مفہوم بھی ہے۔ اس لیے اس نام کو بدل دیا گیا۔

٤٩٥٣ - حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ سَأَلَتْهُ: مَا سَمَّيْتَ ابْنَتَكَ؟ قالَ: سَمَّيْتُهَا بَرَّةَ، فقالَتْ:

۴۹۵۳- جناب محمد بن عمرو بن عطاء ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنی بچی کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ ''برہ'' (نیک صالحہ) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے۔ میرا نام ''برہ'' رکھا گیا تھا

٤٩٥٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن . . . الخ، ح: ٢١٣٩ عن أحمد به، وهو في المسند: ٢/ ١٨.

٤٩٥٣ـ تخريج: [صحيح] * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٢١، وتابعه الوليد بن كثير عند مسلم، ح: ٢١٤٢، ورواه من حديث الليث بن سعد به، ولم يذكر محمد بن إسحاق في نسخنا من صحيح مسلم، ولعله سقط كما يدل عليه تصريح المزي في الأطراف، ح: ١٥٨٨٤، والله أعلم.

إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ هٰذَا الاسْمِ، سُمِّيتُ بَرَّةَ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُم، اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُم»، فقَالَ: ما نُسَمِّيهَا؟ قالَ: «سَمُّوهَا زَيْنَبَ».

تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو اپنے منہ سے نیک اور صالح نہ کہلواؤ۔ اللہ تم میں سے نیک اور صالح لوگوں کو خوب جانتا ہے۔'' پوچھا گیا: ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ''زینب نام رکھو۔''

فوائد و مسائل: ① اپنے منہ میاں مٹھو بننا' یعنی خود ہی اپنی مدح سرائی کرنا بہت برا ہے۔ اور اس میں ایسے نام بھی شامل ہیں جن میں مبالغہ پایا جاتا ہو۔ ② زینب کے معانی میں بیان کیا جاتا ہے کہ ''موٹے خرگوش یا حسین منظر یا اچھی خوشبو والے درخت کو زینب کہتے ہیں۔'' یا بعض نے اسے [زين أب] ''باپ کے لیے زینت'' سے مرکب بتایا ہے۔ (عون المعبود)

٤٩٥٤ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ: حدَّثني بَشِيرُ بنُ مَيْمُونٍ عَنْ عَمِّهِ أُسَامَةَ بنِ أَخْدَرِيٍّ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا اسْمُكَ؟» قالَ: أَنَا أَصْرَمُ، قالَ. «بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ».

۴۹۵۴- حضرت اسامہ بن اخدری ؓ سے روایت ہے کہ ''اصرم'' نامی ایک شخص اس وفد میں شامل تھا جو نبی ﷺ کے ہاں آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا ''میں اصرم (کاٹنے والا) ہوں'' آپ نے فرمایا: ''بلکہ تم زُرعہ ہو'' (بمعنی بونے اور کاشت کرنے والا)

٤٩٥٥ - **حَدَّثَنا** الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ عن يَزِيدَ يَعني ابنَ المِقْدَامِ بنِ شُرَيْحٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ شُرَيْحٍ، عن أَبِيهِ هَانِيءٍ: أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يُكَنُّونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فقَالَ: «إِنَّ اللهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تُكَنَّى أَبَا الْحَكَمِ؟» فقَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا في

۴۹۵۵- حضرت ہانی بن یزید ؓ سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کا وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سنا وہ اسے ''ابوالحکم'' کی کنیت سے پکارتے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''حَکَم'' (فیصلہ کرنے والا) اللہ ہی ہے (یہ اسی کا نام ہے) اور تمام فیصلے اسی کی طرف ہیں۔ تمہیں یہ کنیت ''ابوالحکم'' کیونکر دی گئی ہے؟''

٤٩٥٤ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ١٩٦، ح: ٥٢٣ من حديث مسدد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٧٤، ووافقه الذهبي.

٤٩٥٥ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، آداب القضاة، باب: إذا حكموا رجلاً فقضى بينهم، ح: ٥٣٨٩ من حديث يزيد بن المقدام به، ورواه الحاكم: ١/ ٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٣٧.

شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا! فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟» قَالَ: لِي شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللهِ. قَالَ: «فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟» قَالَ: قُلْتُ: شُرَيْحٌ قَالَ: «فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ».

اس نے عرض کیا: بے شک میری قوم والے جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو میرے پاس آ جاتے ہیں اور میں ان میں فیصلہ کر دیتا ہوں اور پھر دونوں راضی ہو جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تیرے بیٹے کون ہیں؟'' میں نے کہا: شریح' مسلم اور عبداللہ۔ آپ نے پوچھا: ''ان میں بڑا کون ہے؟'' میں نے کہا: شریح۔ آپ نے فرمایا: ''تو تم ''ابوشریح'' ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُرَيْحٌ هٰذَا هُوَ الَّذِي كَسَرَ السِّلْسِلَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ دَخَلَ تُسْتَرَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّ شُرَيْحًا كَسَرَ بَابَ تُسْتَرَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ سِرْبٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ شریح وہی ہیں جنہوں نے قلعہ تُستر کی زنجیر توڑی اور اس میں داخل ہوئے تھے۔ اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے تُستر کا دروازہ توڑا تھا اور سرنگ میں سے اس کے اندر گھسے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مبالغہ آمیز نام اور کنیتیں رکھنا درست نہیں ہے اور چاہیے کہ غلط نام بدل دیے جائیں۔ ② بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے بڑے بیٹے کے نام پر اپنی کنیت رکھے۔ ③ تُستر ایران میں علاقہ خوزستان میں ایک شہر کا نام ہے اُسے یا شُستر بھی کہتے ہیں۔

٤٩٥٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «مَا اسْمُكَ؟» قَالَ: حَزْنٌ، قَالَ: «أَنْتَ سَهْلٌ»، قَالَ: لَا، السَّهْلُ يُوطَأُ وَيُمْتَهَنُ، قَالَ سَعِيدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيبُنَا بَعْدَهُ حُزُونَةٌ.

۴۹۵۶- جناب سعید بن مسیّب اپنے والد سے وہ دادا (حزن) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تمہارا کیا نام ہے؟'' کہا: حزن۔ (بمعنی سخت اور دشوار گزار زمین) آپ نے فرمایا: ''تم ''سہل'' ہو۔ (بمعنی نرم اور آسان۔'') اس نے کہا: نہیں ''سہل'' کو تو روندا جاتا اور حقیر جانا جاتا ہے۔ سعید کہتے ہیں: مجھے یقین رہا کہ ہمیں ان کے بعد کوئی سختی اور غمی لاحق ہونے والی ہے۔

٤٩٥٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب اسم الحزن، ح: ٦١٩٠ من حديث عبدالرزاق به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وغيَّرَ النَّبيُّ ﷺ اسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَم وَغُرَابٍ وحُبابٍ وَشِهَابٍ فَسَمَّاهُ هِشَامًا، وَسَمَّى حَرْبًا: سِلْمًا وَسَمَّى الْمُضْطَجِعَ: الْمُنْبَعِثَ، وَأَرْضًا تُسَمَّى عَفِرَةَ سَمَّاها خَضِرةَ، وشِعْبَ الضَّلالَةِ سَمَّاهُ شِعْبَ الْهُدى وبنو الزِّنْيَةِ سَمّاهُمْ بَني الرِّشْدَةِ، وَسَمَّى بَني مُغْوِيَةَ: بَني رِشْدَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عاص' عزیز' عَتَلہ' شیطان' حَکَم' غراب' حُباب اور شہاب کے نام بدلے ہیں۔ اور شہاب کا نام ہشام رکھا۔ اور حرب کا سِلم۔ مُضطجع کا مُنبعث۔ ایک علاقے کا نام عَفِرہ سے بدل کر خضرہ کر دیا۔ شعب الضلالۃ کا شعب الھدی' بنوالزنیہ کا بنوالرشدہ اور بنومغویہ کا بنورِشدہ کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَرَكْتُ أَسَانِيدَهَا لِلاخْتِصَارِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی سندیں اختصار کی وجہ سے چھوڑ دی ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا ناموں کے معانی یہ ہیں: "عاص" نافرمانی کرنے والا' قبول نہ کرنے والا۔ "عزیز" عزت اور غلبے والا' یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ "عتلہ" سخت طبیعت۔ "حکم" عمدہ فیصلے کرنے والا۔ یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ "غراب" کوے کو کہتے ہیں اور اس میں دوری اور فراق کے معنی بھی ہیں۔ کوا نجاستیں بھی کھاتا ہے۔ "حباب" شیطان کا نام ہے یا سانپ کا یا اس کی ایک قسم بھی ہے۔ "شہاب" آگ کے شعلے کو کہتے ہیں۔ "حرب" لڑائی یا بہت زیادہ لڑنے والا۔ "سلم" سلامتی اور صلح والا۔ "مُضطجع" لیٹنے اور سونے والا۔ "المُنبعث" جاگنے اور اٹھنے والا۔ "عفرہ" بنجر زمین۔ "خَضِرہ" سرسبز و شاداب زمین۔ "شِعب الضلالہ" بھٹکا دینے والی گھاٹی۔ "شِعب الهُدی" سیدھی راہ والی گھاٹی۔ "بنو الزنیہ" بدکاروں کی اولاد۔ "بنو الرِّشدہ" ہدایت یافتہ لوگوں کی اولاد۔ "بنو مغویہ" گمراہوں کی اولاد۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: "حزن" نے کہا: نہیں' میرے باپ نے جو نام رکھ دیا ہے وہ میں نہیں بدلتا۔ ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں' چنانچہ اس وجہ سے (کہ رسول اللہ ﷺ کی بات قبول نہیں کی گئی) ہم پر غمگینی کے اثرات نمایاں رہے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. دیکھیے: (صحیح البخاری' الأدب' باب اسم الحزن' حدیث: ٦١٩٠)

٤٩٥٧ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ يَعْني ابنَ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنا

۴۹۵۷- جناب مسروق سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا' تو انہوں

٤٩٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ما يكره من الأسماء، ح: ٣٧٣١ عن أبي بكر ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٧٧ * مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ٢٨٥١.

أَبُو عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن مَسْرُوقٍ قال: لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فقالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مَسْرُوقُ ابنُ الأَجْدَعِ، فقالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الأَجْدَعُ شَيْطَانٌ».

نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ مسروق بن اجدع۔ تو عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''اجدع' شیطان ہے۔''

٤٩٥٨ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عن هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عن رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ، عن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلا رَبَاحًا وَلا نَجِيحًا وَلا أَفْلَحَ، فإِنَّكَ تَقُولُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَيَقُولُ: لا»، إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ فَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ.

۴۹۵۸- حضرت سمرہ بن جندب ؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچے یا غلام کا نام [یسار] ''مبارک' آسان'' [رباح] ''نفع آور'' [نجیح] ''کامیاب'' [افلح] ''کامیاب'' ہرگز نہ رکھنا۔ تم پوچھو گے کیا وہ یہاں ہے؟ تو جواب ملے گا نہیں۔'' (مقصد یہ ہے کہ اس طرح بدفالی ہوگی) (حضرت سمرہ ؓ نے کہا) یہ بس چار نام ہیں' مزید میرے ذمے نہ لگا دینا۔

٤٩٥٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ، عن سَمُرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ: أَفْلَحَ وَيَسَارًا وَنَافِعًا وَرَبَاحًا.

۴۹۵۹- حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم اپنے غلاموں کے نام یہ رکھیں۔ افلح' یسار' نافع اور رباح (نفع والا۔)

٤٩٦٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۹۶۰- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ

٤٩٥٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٧ من حديث زهير بن معاوية به.

٤٩٥٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٦ من حديث المعتمر به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ١٢.

٤٩٦٠ـ تخريج: **[إسناده صحيح]** أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٠١٩ عن محمد بن عبيد به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٧٨، ٤٧٩، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٣٣ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع عنده، وحديث أبي الزبير رواه مسلم، ح: ٢١٣٨.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن الأعمَشِ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنْ عِشْتُ إنْ شَاءَ الله تَعالَى أَنْهَى أُمَّتِي أَنْ يُسَمُّوا نَافِعًا وَأَفْلَحَ وَبَرَكَةَ». قال الأعمَشُ: وَلا أَدْرِي أَذَكَرَ نَافِعًا أَمْ لَا، «فإنَّ الرَّجُلَ يَقُولُ إذَا جَاءَ: أَثَمَّ بَرَكَةُ، فَيَقُولُونَ: لَا».

ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ نے چاہا میں زندہ رہا تو میں اپنی امت کو اس سے منع کروں گا کہ وہ ”نافع“ افلح اور برکت“ نام رکھیں۔“ اعمش کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں شیخ (ابوسفیان) نے نافع کا ذکر کیا یا نہیں۔ دراصل آدمی جب آتا ہے اور پوچھتا ہے ”کیا برکت ہے؟“ تو جواب ملتا ہے نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ: بَرَكَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوزبیر نے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا ہے مگر اس میں ”برکت“ کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا ناموں سے بالخصوص پرہیز کرنا چاہیے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ ”آپ ﷺ بعد میں ان سے خاموش ہو رہے۔“ (صحيح مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة، وبنافع و نحوه، حديث:٢١٣٨)

٤٩٦١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ الله يَوْمَ القِيامَةِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِمَلِكِ الأَمْلاكِ».

۴۹۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”قیامت کے روز سب سے برا نام اس شخص کا ہوگا جس نے اپنا نام ”ملک الاملاک“ (شہنشاہ مہاراج) رکھا۔“

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ عن أَبِي الزِّنَادِ بإسناده قال: أَخْنَى اسْمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعیب بن ابوحمزہ نے بواسطہ ابوزناد اس کی سند سے یہ روایت بیان کی تو اس میں (أَخْنَعُ اسْمٍ کی بجائے) ”أَخْنَى اسْمٍ“ (مبغوض ترین نام) کہا۔

٤٩٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب تحريم التسمي بملك الأملاك أو بملك الملوك، ح:٢١٤٣ عن أحمد، وهو في المسند:٢/ ٢٤٤، والبخاري، الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله، ح:٦٢٠٦ من حديث سفيان ابن عيينة به.

فائدہ: علمائے کرام نے مندرجہ بالا ترکیب سے ''قاضی القضاۃ'' کہنے کہلانے کو بھی ناجائز کہا ہے۔

(المعجم ٦٣) - **بَابٌ: فِي الْأَلْقَابِ** (التحفة ٧١)

باب: ۶۳- برے القاب سے پکارنے کا بیان

٤٩٦٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن دَاوُدَ، عن عَامِرٍ قال: حدَّثني أَبُو جُبَيْرَةَ بنُ الضَّحَّاكِ قال: فِينا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ، في بَنِي سَلِمَةَ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَـٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَـٰنِ ۚ﴾ [الحجرات: ١١] قال: قَدِمَ عَلَيْنا رَسُولُ الله ﷺ وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «يافُلَانُ!» فيَقولُونَ: مَهْ يا رَسُولَ الله! إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا الاسْمِ، فأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَـٰبِ ۖ﴾.

۴۹۶۲- جناب ابوجبیرہ بن ضحاک بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الإِيمَانِ﴾ ''برے برے ناموں اور لقبوں سے مت پکارو' ایمان لے آنے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے۔'' یہ ہم' بنوسلمہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف لائے تو ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کے دو یا تین نام نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کسی کو بلاتے ''ارے فلاں!'' تو لوگ کہتے: اے اللہ کے رسول! رکیے۔ تحقیق یہ آدمی اس نام سے ناراض ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ......﴾ اتری۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ برے برے لقب یا نام رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔

(المعجم ٦٤) - **بَابٌ: فِيمَنْ يَتَكَنَّى بِأَبِي عِيسٰى** (التحفة ٧٢)

باب: ۶۴- ''ابوعیسیٰ'' کنیت رکھنا کیسا ہے؟

٤٩٦٣- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ يُكْنَى أَبا عِيسٰى،

۴۹۶۳- جناب زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو' جس نے اپنی کنیت ''ابوعیسیٰ'' رکھ لی تھی' سزا دی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تو حضرت

٤٩٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الألقاب، ح: ٣٧٤١، والترمذي، ح: ٣٢٦٨ من حديث داود بن أبي هند به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٦٣ و٤/ ١٨١، ١٨٢.

٤٩٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١٠ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن كثير في مسند الفاروق: ١/ ٣٣٤.

وَأَنَّ الْمُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ تَكَنَّى بِأَبِي عِيسٰى، فقالَ لَهُ عُمَرُ: أَمَا يَكْفِيكَ أَنْ تُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ الله، فقالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَنَّانِي، فقالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَد غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَما تأَخَّرَ وَإِنَّا فِي جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكْنَى بِأَبِي عَبْدِ الله حَتَّى هَلَكَ.

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ اپنی کنیت ''ابوعبداللہ'' رکھ لو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے میری یہ کنیت رکھی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ نے بخش دیے ہوئے ہیں اور ہم تو ایک دوسرے جیسے لوگ ہیں۔ (ہم میں کوئی بھی دوسرے سے افضل و اعلیٰ نہیں) چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک ابوعبداللہ ہی کہلاتے رہے۔

فائدہ: ابوعیسیٰ کنیت رکھ لینا جائز ہے' تاہم اس سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شرف لفظی طور پر بھی محفوظ رہے اور کسی کو شبہ نہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی باپ تھے۔

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِابْنِ غَيْرِهِ: يَابُنَيَّ (التحفة ٧٣)

باب: ۶۵- کسی دوسرے کے بچے کو ''میرے بیٹے'' کہہ کر پکارنا

٤٩٦٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ قالُوا: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن أَبِي عُثْمانَ، - وَسَمَّاهُ ابنُ مَحْبُوبٍ الْجَعْدَ - عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهُ: «يَا بُنَيَّ».

۴۹۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو پکارا' تو فرمایا: ''اے میرے بیٹے!''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِينٍ يُثْنِي عَلَى مُحَمَّدِ بنِ مَحْبُوبٍ وَيَقُولُ: كَثِيرُ الحدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے سنا' وہ محمد بن محبوب کی مدح کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ یہ بہت زیادہ صاحب حدیث تھے۔

فائدہ: کسی اور کے بچے کو پیار سے ''بیٹے یا میرے بیٹے'' کہہ کر پکار لینے میں کوئی حرج نہیں۔ سورۂ احزاب میں جو حکم ہے کہ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ (الأحزاب: ۵) ''انہیں ان کے باپوں سے پکارو'' یہ لے پالک بچوں کے متعلق ہے کہ ان کے اصل نسب کی شہرت ختم نہ کرو۔ ورنہ پیار سے اور مجازاً اس طرح کہنا جائز ہے۔

٤٩٦٤- تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب جواز قوله لغير ابنه: يا بني، واستحبابه للملاطفة، ح: ٢١٥١ من حديث أبي عوانة به.

(المعجم ٦٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى بِأَبِي الْقَاسِمِ** (التحفة ٧٤)

باب:٦٦-''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا کیسا ہے؟

٤٩٦٥- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

۴۹۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام رکھ سکتے ہو مگر میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُو صَالحٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ، وكَذٰلِكَ رِوَايَةُ أَبِي سُفْيَانَ عن جَابِرٍ وَسَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ عن جَابِرٍ وَسُلَيْمانَ الْيَشْكُرِيِّ عن جَابِرٍ وَابنِ الْمُنْكَدِرِ عن جَابِرٍ نَحْوَهُمْ وَأَنَسِ بنِ مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ نیز ابوسفیان' سالم بن ابوجعد' سلیمان یشکری اور ابن منکدر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ کنیت اختیار کرنا جائز نہیں تھا مگر آپ کے بعد علماء نے اجازت دے دی ہے کہ آپ ﷺ کا نام اور کنیت دونوں رکھے جاسکتے ہیں۔ زندگی میں ممانعت کی وجہ یہ واقعہ تھا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے ''ابوالقاسم'' کہہ کر آواز دی' آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا' تو آواز دینے والے نے کہا کہ میں نے آپ کو آواز نہیں دی' میں نے تو فلاں شخص کو آواز دی ہے۔ اس واقعے کے بعد آپ نے یہ کنیت رکھنے سے روک دیا۔ (فتح الباری' الادب' حدیث:٦١٨٨۔ مزید تفصیل کے لیے فتح الباری ملاحظہ ہو۔) جواز کے دلائل اگلے ابواب میں آرہے ہیں۔

(المعجم ٦٧) - **بَابٌ: فِيمَنْ رَأَى أَنْ لَا يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا** (التحفة ٧٥)

باب:٦٧-ان حضرات کی دلیل جو (نبی ﷺ کے) نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز نہیں جانتے

٤٩٦٦- **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ:

۴۹۶۶- جناب ابوزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٩٦٥_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم . . . الخ، ح: ٢١٣٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة، وهذا في المصنف: ٨/ ٤٨٣، والبخاري، الأدب، باب قول النبي ﷺ: "سموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي"، ح: ٦١٨٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٩٦٦_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٣ من حديث هشام به، ورواه الترمذي، ح: ٢٨٤٢ من◄◄

حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يُكْنَى بِكُنْيَتِي، وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّى بِاسْمِي».

کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میرا نام رکھے وہ میری کنیت اختیار نہ کرے۔ اور جس نے میری کنیت رکھی ہو وہ میرا نام نہ رکھے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى بِهٰذَا المَعْنَى ابنُ عَجْلَانَ عن أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرُوِيَ عن أَبِي زُرْعَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ مُخْتَلِفًا عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ، وكَذٰلِكَ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عَمْرَةَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ اخْتُلِفَ فِيهِ، رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَابنُ جُرَيْجٍ عَلٰى ما قالَ أَبُو الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ مَعْقِلُ بنُ عُبَيْدِ الله عَلٰى ما قالَ ابنُ سِيرِينَ، وَاخْتُلِفَ فِيهِ عَلٰى مُوسَى بنِ يَسَارٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَلَى القَوْلَيْنِ، اخْتَلَفَ فِيهِ حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ وَابنُ أَبِي فُدَيْكٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابن عجلان نے بواسطہ اپنے والد حضرت ابوہریرہ ؓ سے اسی روایت (روایت جابر) کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ (نام یا کنیت میں سے ایک چیز جائز ہے۔ دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔) اور ابوزرعہ سے بواسطہ حضرت ابوہریرہ ؓ دونوں روایتیں مروی ہیں (جمع کرنا درست نہیں' اور گزشتہ روایت کی مانند بھی کہ صرف کنیت جائز نہیں۔) عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ کی روایت جو حضرت ابوہریرہ ؓ سے ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ ثوری اور ابن جریج نے ابوزبیر کی مانند روایت کیا (جمع کرنا درست نہیں۔) اور معقل بن عبیداللہ نے ابن سیرین کی طرح کہا (نام رکھنا جائز' مگر کنیت جائز نہیں۔) موسیٰ بن یسار کی روایت بواسطہ حضرت ابوہریرہ ؓ میں بھی دونوں قول ہیں۔ اس میں حماد بن خالد اور ابن ابوفدیک نے اختلاف کیا ہے۔

(المعجم ٦٨) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا (التحفة ٧٦)

باب:٦٨-(نبی ﷺ کا) نام اور کنیت جمع کر لینے کی رخصت کا بیان

٤٩٦٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا

۴۹۶۷- جناب محمد ابن حنفیہ ؒ بیان کرتے ہیں

◄ حديث أبي الزبير به، وعنعن وصححه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٦٣٤، وسنده ضعيف، وحديث البخاري: ٣٥٣٨، ومسلم: ٢١٣٣ يغني عنه.

٤٩٦٧ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية الجمع بين اسم النبي ﷺ وكنيته، ح: ٢٨٤٣ من حديث فطر به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٨٠.

أَبِي شَيْبَةَ قالا : حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن فِطْرٍ ، عن مُنْذِرٍ ، عن مُحَمَّدٍ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ قال : قال عَلِيٌّ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ الله ! إِنْ وُلِدَ لِي مِنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَأُكْنِيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قال : «نَعَمْ» ، وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ : قُلْتُ : قال : قال عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ ﷺ .

کہ حضرت علی ؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کے بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام اور کنیت آپ کے نام اور کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (راویٔ حدیث) ابوبکر بن ابوشیبہ کے الفاظ میں [قُلتُ] کا لفظ نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ [قَالَ عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ ﷺ] ''حضرت علی نے نبی ﷺ سے پوچھا۔''

فائدہ: اس واقعے سے نام اور کنیت دونوں کے رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

٤٩٦٨ - **حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ : حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابْنُ عِمْرَانَ الْحَجَبِيُّ عن جَدَّتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَتْ : يَا رَسُولَ الله ! إِنِّي قَدْ وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهُ أَبَا الْقَاسِمِ ، فَذُكِرَ لِي أَنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ ، فقَالَ : «ما الَّذِي أَحَلَّ اسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِي ، أَوْ ما الَّذِي حَرَّمَ كُنْيَتِي وَأَحَلَّ اسْمِي» .

۴۹۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میرا نام تو جائز ہو اور کنیت حرام۔'' یا فرمایا: ''کس چیز نے میری کنیت حرام ٹھہرا دی اور نام جائز کر دیا؟''

(المعجم ٦٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى وَلَيْسَ لَهُ وَلَدٌ** (التحفة ٧٧)

باب:۶۹- اولاد نہ ہونے کے باوجود کنیت رکھنا

٤٩٦٩ - **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنا حَمَّادٌ : أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْنَا

۴۹۶۹- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور میرے چھوٹے بھائی نے جس کی کنیت ''ابوعمیر''

٤٩٦٨ـ **تخريج** : **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد : ٦/ ١٣٥ من حديث محمد بن عمران الحجبي به ، وهو مستور (تقريب) .

٤٩٦٩ـ **تخريج** : **[إسناده صحيح]** أخرجه البخاري في الأدب المفرد ، ح : ٨٤٧ عن موسى بن إسماعيل به ، ورواه أحمد : ٣/ ٢٨٨ من حديث حماد بن سلمة به ، وللحديث طرق كثيرة .

وَلِي أَخٌ صَغِيرٌ يُكْنَى أَبَا عُمَيْرٍ وكَانَ لَهُ نُغَرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَآهُ حَزِينًا فقَالَ: مَا شَأْنُهُ؟ فقالُوا: مَاتَ نُغَرُهُ، فقَالَ: «أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟».

تھی اس نے ایک چڑیا رکھی ہوئی تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ (اس چڑیا کو عربی میں نُغیر کہتے تھے) تو وہ مرگئی۔ ایک دن نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور اسے غمگین پایا تو پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس کی چڑیا نغیر مرگئی ہے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اے ابوعمیر! کیا کرگیا (تیرا) نغیر؟''

فائدہ: محدثین نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ مسجع مقفی کلام جائز ہے اور جائز حدود میں ہنسی مزاح کی بات میں کوئی حرج نہیں۔ اور بچوں کے ساتھ ملاطفت حسن اخلاق کا حصہ ہے۔ چھوٹی عمر میں کنیت رکھنا جائز ہے اور جانور پال لینا، اس کو پنجرے میں رکھنا اوران سے کھیلنا بھی مباح ہے۔ (امام خطابی رحمہ اللہ)

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُكَنَّى (التحفة ٧٨)

باب:۷۰-عورت کنیت اختیار کرے تو جائز ہے

٤٩٧٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ، المَعْنى، قالا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُولَ الله! كُلُّ صَوَاحِبِي لَهُنَّ كُنًى، قال: «فاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ الله» - يَعني ابنَ أُختِهَا - قالَ مُسَدَّدٌ: عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ [قالَ]: فكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ الله.

۴۹۷۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری سب سہیلیوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تم اپنے بیٹے عبداللہ کے نام سے کنیت رکھ لو۔'' مقصد تھا کہ اپنے بھانجے کی نسبت سے۔ مسدد نے وضاحت کی کہ اس سے مراد ''عبداللہ بن زبیر'' ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ام عبداللہ کنیت اختیار کرلی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رَواهُ قُرَّانُ بنُ تَمَّامٍ وَمَعْمَرٌ جَمِيعًا عن هِشَامٍ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامٍ، عن عَبَّادِ بنِ حَمْزَةَ، وكَذٰلِكَ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَمَسْلَمَةُ بنُ قَعْنَبٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قران بن تمام اور معمر دونوں نے ہشام سے اسی کے مانند روایت کیا ہے اور ابواسامہ نے ہشام سے اس نے عباد بن حمزہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی حماد بن سلمہ اور مسلمہ بن

٤٩٧٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٧٨، ووافقه الذهبي.

عن هِشَامٍ كما قالَ أَبُو أُسَامَةَ.

قعنب نے ہشام سے اسی طرح روایت کیا جیسے ابواسامہ نے کہا۔

فائدہ: عورتوں کے لیے بھی جائز ہے کہ کنیت اختیار کرلیں' خواہ اولاد ہو یا نہ۔

(المعجم ٧١) - بَابٌ: فِي الْمَعَارِيضِ (التحفة ٧٩)

باب:۷۱-اشارے کنائے سے (ذومعنی) بات کرنا

فائدہ: [معاریض] جمع [معراض] اس سے مراد ہے بات چیت میں ایسی ذومعنی بات کرنا جس کے دو پہلو ہوں۔ سچ اور جھوٹ یا ظاہر اور باطن۔ دشمن کے مقابلے میں جہاں شرعی مصلحت درپیش ہو وہاں ایسا انداز اختیار کرنا بلاشبہ جائز ہے اور اسے ''توریہ'' کہتے ہیں۔ لیکن اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بغیر شرعی ضرورت کے ایسا انداز اختیار کرنا کہ اس کے ذریعے سے کسی حق کا انکار ہو یا کوئی حق مار لے' تو یہ جھوٹ اور دھوکا دہی ہے اور ناجائز ہے۔

٤٩٧١- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ حِمْصٍ: أخبرنا بَقِيَّةُ ابنُ الْوَلِيدِ عن ضُبَارَةَ بنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن سُفْيَانَ بنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ».

۴۹۷۱- حضرت سفیان بن اَسید حضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے' وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو' جبکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن دیگر صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بھائی کو دھوکا دینا بہت بڑا قبیح گناہ ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: [اَلْيَمِينُ عَلَى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ] (صحيح مسلم' الأيمان' حديث:١٦٥٣) قسم میں وہی معنی معتبر ہوں گے جو قسم اٹھوانے والے نے مراد لیے ہوں (نہ کہ قسم اٹھانے والے کے۔)

(المعجم ٧٢) - بَابٌ: فِي [قَوْلِ الرَّجُلِ:] زَعَمُوا (التحفة ٨٠)

باب:۷۲-''لوگوں کا خیال ہے' سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے'' وغیرہ انداز سے بات کرنا

٤٩٧١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٩٣ عن حيوة بن شريح الحمصي به * ضبارة بن مالك وأبوه مجهولان.

٤٩٧٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى، عن أَبِي قِلَابَةَ قال: قال أبو مَسْعُودٍ لأَبِي عَبْدِ الله أَوْ قال أَبُو عَبْدِ الله لأَبِي مَسْعُودٍ: مَا سَمِعْتَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ فِي زَعَمُوا؟ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ: زَعَمُوا».

۴۹۷۲- جناب ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ابوعبداللہ (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) سے یا ابوعبداللہ (حذیفہ رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس بارے میں کیا سنا ہے جو لوگ "زعموا" کے انداز میں بات کرتے ہیں؟ (لوگوں کا خیال ہے۔ باور کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے وغیرہ۔) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: "زَعَمُوا" آدمی کی بہت بری سواری ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الله هٰذَا حُذَيْفَةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوعبداللہ سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: لوگوں سے سنی سنائی بے اصل باتوں کو بلاتحقیق وتفتیش آگے نقل کرنا بہت برا ہے۔ کئی لوگ اپنے وہم' شبہے یا جھوٹ کو لاگ لپیٹ سے آگے بڑھانے میں بڑے شاطر ہوتے ہیں بالخصوص موجودہ لادینی صحافت کا تو یہ طرۂ امتیاز ہے۔

(المعجم ٧٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: أَمَّا بَعْدُ** (التحفة ٨١)

باب:۷۳- خطبے میں "امابعد" کا استعمال

فائدہ: خطبے میں حمد وصلاۃ کے بعد اپنا موضوع شروع کرنے سے پہلے یہ کلمہ بولنا مشروع ہے۔

٤٩٧٣- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن أَبِي حَيَّانَ، عن يَزِيدَ بنِ حَيَّانَ، عن زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهُمْ فقَالَ: «أَمَّا بَعْدُ».

۴۹۷۳- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: "امابعد! (حمد وصلاۃ کے بعد")

٤٩٧٢- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠١ عن وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٤٨، ٤٤٩ * أبوقلابة صرح بالسماع من أبي عبدالله عند أبي نعيم في معرفة الصحابة: ٥/ ٢٩٤٩، ح: ٦٨٨٥، وللحديث شواهد.

٤٩٧٣- تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٨ عن ابن أبي شيبة به، مطولاً: وهو في المصنف: ٨/ ٤٦٦.

(المعجم ٧٤) - بَابٌ: فِي الْكَرَمِ وَحِفْظِ الْمَنْطِقِ (التحفة ٨٢)

باب:۷۴-انگور کے لیے لفظ "کرم" استعمال کرنا اور اپنی زبان و گفتگو میں محتاط رہنے کا بیان

فائدہ: عرب لوگ شراب پی کر عالم مدہوشی میں بہت کچھ لٹاتے تھے۔ اور اس حال میں اپنے کرم (سخاوت) پر بہت ناز کرتے تھے۔ تو انہوں نے انگور کو جس سے شراب حاصل ہوتی تھی "کرم" کے لفظ سے موسوم کرنا شروع کر دیا۔ مگر اسلام نے شراب حرام کر دی تو پھر انگور کے لیے مروج بے محل لفظ "کرم" بھی ممنوع قرار دے دیا۔

٤٩٧٤- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن الأعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُم: الْكَرَمَ فإنَّ الْكَرَمَ الرَّجُلُ المُسْلِمُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: حَدَائِقَ الأَعْنَابِ».

۴۹۷۴-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص (انگور کے لیے) لفظ "کرم" استعمال نہ کرے۔ بے شک "کرم" (سخاوت کا منطوق) مسلمان آدمی ہے۔ بلکہ یوں کہا کرو: [حَدَائِق الْاَعْنَاب] "انگوروں کے باغات"

فائدہ: شرعی اور دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ غلط الفاظ مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہونے چاہئیں' بالخصوص جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی تصریح فرما دی ہو جیسے درج ذیل باب میں بھی وارد ہے۔

(المعجم ٧٥) - بَابٌ: لَا يَقُولُ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي (التحفة ٨٣)

باب:۷۵-لونڈی' غلام اپنے آقا کو "میرا رب" نہ کہے

فائدہ: لفظ [رَبّ] کے لفظی معنی ہیں: "پالنے والا" عربوں میں لونڈی غلام لوگ اپنے آقا اور مالک کو لفظ [رَبِّی] اور [رَبَّتِی] "میرا رب" سے پکارتے تھے۔ شریعت نے اس انداز کے الفاظ کے استعمال سے سختی سے منع فرما دیا تاکہ اللہ رب العالمین کے نام اور وصف کا احترام' اسی کے لیے مخصوص رہے۔

٤٩٧٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ وَحَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ

۴۹۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اپنے

٤٩٧٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٦٤٤ من حديث عبدالله بن وهب به، ورواه مسلم، ح: ٢٢٤٧ من حديث الأعرج به.

٤٩٧٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١٠، وأحمد: ٢/ ٤٣٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٧٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٤٣ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا ومطولاً، وللحديث طرق كثيرة.

وَهِشَام عن مُحَمَّدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُم: عَبْدِي وَأَمَتِي، وَلا يَقُولَنَّ المَمْلُوكُ: رَبِّي وَرَبَّتِي، وَلْيَقُلِ الْمَالِكُ: فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلْيَقُلِ المَمْلُوكُ: سَيِّدِي وَسَيِّدَتِي، فَإِنَّكُمُ المَمْلُوكُونَ وَالرَّبُّ اللهُ تَعَالٰى».

غلام اور لونڈی کو [عَبْدِیْ] ''میرے بندے'' یا [اَمَتِیْ] ''میری بندی'' کے لفظ سے ہرگز نہ پکارے۔ اور نہ کوئی غلام اپنے مالک کو [رَبِّیْ] اور [رَبَّتِیْ] ''میرے رب'' کہے۔ مالک کو چاہیے کہ یوں پکارے [فَتَایَ] ''اے میرے جوان'' [فَتَاتِیْ] ''اے میری لڑکی'' اور مملوک کو چاہیے کہ کہے [سَیِّدِیْ' سَیِّدَتِیْ] ''اے میرے سردار!'' بلاشبہ تم سب مملوک ہو اور ''رب'' اللہ عزوجل ہی ہے۔''

٤٩٧٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عن أَبِي هُرَيْرَةَ في هٰذَا الْخَبَرِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ».

۴۹۷۶- ابو یونس (سلیمان بن جبیر) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور اس روایت میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ (موقوف روایت بیان کی اور سَیِّدِیْ وَسَیِّدَتِیْ کی بجائے کہا:) اور چاہیے کہ [سَیِّدِیْ] اور [مَوْلَایْ] اے میرے سردار!'' کہے۔

٤٩٧٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُم عَزَّ وَجَلَّ».

۴۹۷۷- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی منافق کو ''سید'' (سردار' آقا) کہہ کر مت پکارو۔ اس لیے کہ اگر وہ سردار ہوا تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔''

فائدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (المنافقون:۸) ''عزت تو صرف اللہ کے لیے' اس کے رسول ﷺ کے لیے اور مومنین کے لیے ہے۔'' کسی منافق کی اس طرح سے عزت کرنا جائز نہیں۔

٤٩٧٦- تخريج: [إسناده صحيح].

٤٩٧٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٦٠، وأحمد: ٥/ ٣٤٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٧٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٤٤ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به ✽ قتادة عنعن، وله شاهد ضعيف عند الحاكم: ٤/ ٣١١.

(المعجم ٧٦) - **بَابٌ: لَا يُقَالُ خَبُثَتْ نَفْسِي** (التحفة ٨٤)

باب: ٧٦- کوئی شخص یوں نہ کہے کہ ''میرا نفس خبیث ہو گیا ہے''

٤٩٧٨- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلْيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي».

۴۹۷۸- حضرت ابوامامہ اپنے والد (سہل بن حنیف ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے ''میرا نفس خبیث ہو گیا ہے۔'' اگر کہنا بھی ہو تو یوں کہے: ''میری طبیعت پریشان ہے۔ طبیعت خراب ہے۔''

فائدہ: چونکہ لفظ خُبث اور خبیث کا اطلاق باطل اعتقاد (کفر) جھوٹ اور حرام کاموں پر بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ہدایت فرمائی گئی کہ مسلمان کی زبان نامناسب الفاظ سے پاک رہے۔

٤٩٧٩- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا يَقُولَنَّ أَحدُكُمْ جَاشَتْ نَفْسِي وَلْكِنْ لِيقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي».

۴۹۷۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے: میرا جی جوش مارتا ہے۔ بلکہ یوں کہے: میرا جی پریشان ہے۔''

فائدہ: اسلام نے اپنے ماننے والوں کے عقائد و اعمال میں پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ان کی زبان و بیان کے اسلوب و محاورات کو بھی پاکیزہ بنایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَالإِيمَانِ﴾ (الحجرات: ۱۱) ''ایمان لے آنے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے۔''

(المعجم . . .) - **بَابٌ** (التحفة . . .)

باب: ......

٤٩٨٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۴۹۸۰- سیدنا حذیفہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٤٩٧٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يقل: خبثت نفسي، ح: ٦١٨٠، ومسلم، الألفاظ من الأدب وغيرها، باب كراهة قول الإنسان خبثت نفسي، ح: ٢٢٥١ من حديث عبدالله بن وهب به.

٤٩٧٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] * حماد هو ابن سلمة، ورواه البخاري، ح: ٦١٧٩، ومسلم، ح: ٢٢٥٠ من حديث هشام به.

٤٩٨٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٤، والنسائي في الكبرى، ح: ١٠٨٢١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٩٨٥ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن عَبْدِ الله بن يَسَارٍ، عن حُذَيْفَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لا تَقولُوا مَا شَاءَ الله وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ الله ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ».

نے فرمایا: ''یوں مت کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے' بلکہ یوں کہو: جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔''

فائدہ: پہلے جملے میں اللہ کی مشیت (چاہنے) میں اوروں کو بھی شریک کرنا ہے۔ جو ناجائز اور حرام ہے' بلکہ وہی ہوتا ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ چاہے' البتہ دوسرے جملے میں فرق کے ساتھ دوسروں کی مشیت کا اظہار کر دے' تو جائز ہے۔

(المعجم ٧٧) - بَابٌ (التحفة ٨٥)

باب: ۷۷ ....

٤٩٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ بنِ سَعِيدٍ: حدَّثني عَبْدُ الْعَزِيزِ ابنُ رُفَيْعٍ عن تَمِيمٍ الطَّائِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ: أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ فَقالَ: مَنْ يُطِعِ الله وَرَسُولَهُ فقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا، فقَالَ: «قُمْ»، أَوْ قالَ: «اذْهَبْ فَبِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

۴۹۸۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خطیب نے نبی ﷺ کے سامنے خطبہ دیا تو اس نے کہا: [مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ يَّعْصِهِمَا] ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''چل کھڑا ہو۔'' یا فرمایا ''چلا جا' تو بہت برا خطیب ہے۔''

فائدہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایک ہی کلمہ اور ضمیر تثنیہ میں جمع کرتے ہوئے یوں کہنا: [وَمَنْ يَّعْصِهِمَا] ''جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔'' خلاف ادب شمار کیا گیا ہے۔ ان کو جدا جدا کر کے [وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ] کہنا چاہیے۔

٤٩٨٢- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ يَعني ابنَ عَبْدِ الله، عن خَالِدٍ يَعني الْحَذَّاءَ، عن أَبِي تَمِيمَةَ، عن أَبِي الْمَلِيحِ،

۴۹۸۲- جناب ابوملیح ایک شخص سے روایت کرتے ہیں' اس نے کہا: میں نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری کو ٹھوکر سی لگی تو میری

٤٩٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ٨٧٠ من حديث سفيان الثوري به، وتقدم، ح: ١٠٩٩.

٤٩٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٣٨٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٥٥٤ من حديث خالد الحذاء به.

عن رَجُلٍ قال: كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَثَرَتْ دَابَّتُهُ فقُلْتُ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ فقَالَ: «لا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فإنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَيَقُولُ بِقُوَّتِي، وَلٰكِن قُلْ: بِسْمِ الله فإنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ».

زبان سے نکلا ''ہلاک ہو شیطان۔'' تو آپ نے فرمایا: ''یہ مت کہو' تم جب یہ کہتے ہو تو وہ پھول جاتا ہے یہاں تک کہ ایک گھر کے برابر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میری قوت سے ایسے ہوا' لیکن کہو [بسم اللہ] ''اللہ کے نام سے'' تم جب ایسے کہتے ہو تو وہ سکڑ جاتا ہے' حتی کہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: اللہ کے نام میں بڑی برکت ہے۔ اس سے شیطان ذلیل ورسوا ہوتا ہے' لہٰذا بندے کو ہر موقع پر مسنون اذکار پڑھنے کا حریص ہونا چاہیے۔

٤٩٨٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سُهَيْلِ بنِ أبِي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا سَمِعْتَ - وقالَ مُوسَى: إِذَا قالَ - الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ».

۴۹۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سنو...... اور بالفاظ موسیٰ (بن اسماعیل) جب کہے...... بندہ کہ لوگ تباہ ہو گئے۔ تو کہنے والا ہی سب سے زیادہ تباہ حال ہے۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قَالَ مالكٌ: إِذَا قَالَ ذٰلِكَ تَحَزُّنًا لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ - يَعْنِي فِي أَمْرِ دِينِهِمْ - فَلا أَرَى بِهِ بَأْسًا، وَإِذَا قال ذٰلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ فَهُوَ المَكْرُوهُ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی لوگوں کو دینی حالت میں کمی اور خرابی کی وجہ سے ایسے کہے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ لیکن جب کوئی اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے ایسے کہے تو ناجائز ہے اور اسی کی ممانعت ہے۔

فائدہ: بلاشبہ کوئی بندہ اپنے طور پر کتنا ہی صالح کیوں نہ ہو لیکن اگر شیطانی بھرے میں آ کر عجب وتکبر کے پھندے میں پھنس گیا تو وہی سب سے زیادہ ہلاکت میں پڑنے والا ہے جیسے گزشتہ حدیث ۴۹۰۱ میں گزرا ہے' لہٰذا بڑے اور برے بول بولنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

٤٩٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن قول: هلك الناس، ح: ٢٦٢٣ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٨٤ عن سهيل به.

(المعجم ٧٨) - **بَابٌ: فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ** (التحفة ٨٦)

باب:۷۸-نمازعتمہ (اندھیرے کی نماز) کا بیان

٤٩٨٤- **حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي لَبِيدٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لا تَغْلِبَنَّكُمُ الأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُم أَلَا وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ وَلٰكِنَّهُمْ يُعْتِمُونَ بالإِبِلِ».

۴۹۸۴- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ ہو کہ یہ بدوی لوگ تمہاری نماز کے نام پر غالب آ جائیں۔ خبردار! بلاشبہ اس کا نام ''عشاء'' ہے۔ لیکن چونکہ وہ لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوہنے میں اندھیرا کر دیتے ہیں (تو اسی مناسبت سے اسے عتمہ' یعنی اندھیرے والی نماز کہہ دیتے ہیں۔'')

فائدہ: ہمارے ہاں دیہاتوں میں بعض لوگ عشاء کی نماز کو ''سوتے کی نماز'' ظہر کو ''پیشی یا پیشیں'' (پہلی) اور عصر کو ''دیگر'' (دوسری) کہتے ہیں۔ لیکن اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ایمانیات سے متعلق شرعی اصطلاحات غالب اور زبان زد عام ہونی چاہییں' عرف سے مغلوب نہ ہونے پائیں۔

٤٩٨٥- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بنُ كِدَامٍ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ قال: قال رَجُلٌ - قال مِسْعَرٌ: أُرَاهُ مِنْ خُزَاعَةَ -: لَيْتَنِي صَلَّيْتُ فاسْتَرَحْتُ، فَكَأَنَّهُمْ عَابُوا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «يابِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا».

۴۹۸۵- جناب سالم بن ابو جعد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا..... مسعر کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ خزاعہ سے تھا..... کاش میں نماز پڑھ لیتا تو سکون پاتا۔ تو دوسرے لوگوں نے گویا اس کے اس انداز پر عیب لگایا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''بلال! نماز کی اقامت کہو' ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ۔''

٤٩٨٦- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حدثنا عُثْمانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن سَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ، عن عَبْدِ الله بنِ

۴۹۸۶- جناب عبداللہ بن محمد ابن حنفیہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد انصاریوں میں ہمارے سسرالیوں کے ہاں عیادت کے لیے گئے تو نماز کا

٤٩٨٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٤ من حديث سفيان الثوري به.

٤٩٨٥ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٤ من حديث مسعر به، وللحديث شواهد.

٤٩٨٦ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧١ من حديث إسرائيل به، وله شاهد في أخبار أصبهان: ٢/ ٢٤٩.

مُحَمَّدٍ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ قال: انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبِي إِلٰى صِهْرٍ لَنا مِنَ الأَنْصَارِ نَعُودُهُ فحضَرَتِ الصَّلَاةُ، فقالَ لِبَعْضِ أَهْلِهِ: يا جارِيَةُ! ائْتُونِي بِوَضُوءٍ لَعَلِّي أُصَلِّي فأَسْتَرِيحَ، قَالَ: فأَنْكَرْنا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «قُمْ يا بِلَالُ! فأَرِحْنَا بالصَّلَاةِ».

وقت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہا: اے لڑکی! وضو کے لیے پانی لاؤ' شاید میں نماز پڑھ لوں تو راحت پاؤں۔ تو ہم نے ان کا یہ جملہ پسند نہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے' آپ فرماتے تھے "اے بلال! اٹھو ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔"

٤٩٨٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: ما سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَنْسُبُ أحَدًا إلَّا إِلَى الدِّينِ.

۴۹۸۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ ہر ایک شے میں دین ہی کی نسبت کا خیال فرماتے تھے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ عام گفتگو اور امور میں دینی نسبت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جاہلی نسبتوں سے احتراز کرنا چاہیے جیسے کہ اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِيمَا رُوِيَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٨٧)

باب: ۷۹- بعض اوقات استعارہ و کنایہ کا استعمال جائز ہے

٤٩٨٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قال: كَانَ فَزَعٌ بالمَدِينَةِ فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ فقالَ: «ما رَأَيْنَا شَيْئًا، أَوْ ما رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا».

۴۹۸۸- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ مدینے میں کوئی افواہ پھیل گئی (شاید کوئی دشمن حملہ آور ہونے والا ہے) تو نبی ﷺ حضرت ابوطلحہ ؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے (اور اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر آئے) اور فرمایا: "ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہے۔" یا فرمایا: "ہم نے خوف کی کوئی بات نہیں دیکھی۔ اور یہ گھوڑا تو گویا سمندر ہے۔"

٤٩٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * زيد بن أسلم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، فالسند منقطع.

٤٩٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من استعار من الناس الفرس، ح: ٢٦٢٧، ومسلم، الفضائل، باب شجاعته ﷺ، ح: ٢٣٠٧ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کی سبک رفتاری کو ''اس کے سمندر'' ہونے سے تشبیہ دی ہے۔ تو اس سے محدث رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے کہ اگر اندھیرے کی نسبت سے عشاء کی نماز کو کبھی ''عتمہ یا سوتے کی نماز'' کہہ دیا جائے تو جائز ہے۔ ② صاحب ایمان کو جری اور بہادر ہونا چاہیے اور اپنے معاشرے میں عام اصلاحی کاموں میں سب سے آگے ہونا چاہیے جیسے رسول اللہ ﷺ تھے۔ ③ کبھی کبھار عام استعمال کی چیزیں عاریتاً لے لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور مسلمانوں کو اس سلسلے میں بخیل نہیں ہونا چاہیے' لیکن عاریتاً لینے والے کو بھی چاہیے کہ فراغت کے بعد اس چیز کو پوری ذمے داری سے واپس کر دے۔

(المعجم ٨٠) - **بَاب التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ** (التحفة ٨٨)

باب: ۸۰- جھوٹ بولنے کی مذمت

٤٩٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عنْ أَبِي وَائِلٍ، عنْ عَبْدِ اللهِ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكُم وَالْكَذِبَ فإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا، وَعَلَيْكُمْ بالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا».

۴۹۸۹- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو۔ بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچانے والا ہے۔ بلاشبہ جو انسان جھوٹ بولتا ہو اور جھوٹ ہی کے درپے رہتا ہے تو وہ بالآخر اللہ کے ہاں کذّاب (انتہائی جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (ہمیشہ) سچ اپناؤ' سچ (انسان کو) نیکی کی رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے۔ اور جو شخص سچ بولتا اور سچ کے درپے رہتا ہے تو وہ بالآخر اللہ کے ہاں صدیق (انتہائی سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

فائدہ: سچ اور جھوٹ (صدق و کذب) کا تعلق صرف زبان کے الفاظ ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ فعل اور نیت تک وسیع ہے۔ فکری اعتبار سے انسان ''صدق'' کا متلاشی اور اس کے مطابق اپنے اعمال کو سرانجام دینے والا ہو اور اس کے برخلاف سے بچنے والا ہو تو یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ ورنہ جلد یا بدیر ''فضیحت'' سے بچ نہیں سکے گا۔

٤٩٨٩_ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق، وفضله، ح: ٢٦٠٧ من حديث وكيع، والبخاري، الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿يأأيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين ...﴾ الخ، ح: ٦٠٩٤ من حديث أبي وائل به.

٤٩٩٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قالَ: حدَّثَني أَبِي عنْ أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيَضْحَكَ بِهِ القَوْمُ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ».

۴۹۹۰- جناب بہز بن حکیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (حکیم) نے اپنے والد (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہلاکت ہے اس کے لیے جو اس غرض سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکت ہے اس کے لیے! ہلاکت ہے اس کے لیے!''

فائدہ: اپنی طرف سے لطیفے بنانا اور خوش طبعی کے لیے جھوٹ بولنا کہ لوگ ہنسیں صاحب ایمان کو قطعاً زیب نہیں دیتا ہے' البتہ ایسا مزاح اور خوش طبعی جو مبنی برحقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور شرعی حدود وقیود کے اندر ہو' جائز اور مباح ہے۔

٤٩٩١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حدَّثنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ عَجْلَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِي عَبْدِ الله ابنِ عَامِرِ بن رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ حدَّثَهُ عن عَبْدِ الله ابنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قالَ: دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ الله ﷺ قاعِدٌ في بَيْتِنا، فقالَتْ: هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ، فَقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ؟» قالَتْ: أُعْطِيهِ تَمْرًا، فقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ».

۴۹۹۱- حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا۔ ادھر آ' چیز دوں گی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: ''تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟'' انہوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا۔ ''اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔''

فائدہ: سچ اور جھوٹ بولنے کا تعلق بڑے آدمیوں ہی سے نہیں' چھوٹے بچوں کے ساتھ بھی ہے بلکہ بعض صالحین نے تو اسے جانوروں تک وسیع کیا ہے کہ آدمی کسی جانور کو ایسی آواز دے یا جھولی بنا کر اسے بلائے اور اسے تاثر دے کہ اس میں گھاس' دانہ وغیرہ ہے' حالانکہ اس میں کچھ نہ ہو' تو وہ اسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ بہر حال جھوٹ ایک قبیح

٤٩٩٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، ح: ٢٣١٥ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن".

٤٩٩١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٧ من حديث الليث بن سعد به، ✽ رجل مولى عبدالله مجهول.

خصلت ہے۔ اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ سوائے تین مقامات کے جن کا ذکر پیچھے (حدیث: ۴۹۲۰-۲۱) گزر چکا ہے۔ بعض محققین نے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٩٩٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْحُسَيْنِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن خُبَيْبِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن حَفْصِ بنِ عَاصِمٍ، قال ابنُ حُسَيْنٍ في حَدِيثِهِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «كَفَى بالمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ».

۴۹۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا رہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ولَمْ يَذْكُرْ حَفْصٌ أَبَا هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حفص بن عمر کی روایت میں ابوہریرہ کا ذکر نہیں (روایت مرسل ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا هٰذَا الشَّيْخُ يَعْنِي عَلِيَّ بنَ حَفْصٍ المَدَائِنِيَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور اسے صرف علی بن حفص مدائنی نے مسند روایت کیا ہے۔

فائدہ: مقدمہ صحیح مسلم میں روایت ہے: [كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ] ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا ہے۔'' (صحيح مسلم' المقدمة' حديث:٥)

(المعجم ٨١) - بَابٌ: فِي حُسْنِ الظَّنِّ (التحفة ٨٩)

باب: ۸۱- اچھا گمان رکھنے کا بیان

٤٩٩٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ عنْ مُهَنَّا أَبِي شِبْلٍ.

۴۹۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بقول نصر (بن علی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا گمان رکھنا حسن عبادت میں سے ہے۔''

٤٩٩٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع، ح: ٥ من حديث علي بن حفص به، وتفرد به كما قال أبوداود وغيره، وجاء في بعض نسخ صحيح مسلم وهم من النساخ، رد به بعض العلماء على أبي‌داود رحمه الله، والرد مردود عليهم أصلاً، انظر النسخ الهندية من صحيح مسلم لتحقيق الصواب.

٤٩٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٧، ٣٠٤، ٤٠٧، ٤٩١ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٥، ٢٤٦٠، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤١، ووافقه الذهبي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ أَفْهَمْهُ مِنْهُ جَيِّدًا عَنْ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ وَاسِعٍ، عَنْ شُتَيْرٍ قَالَ نَصْرٌ: شُتَيْرُ بنُ نَهَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ نَصْرٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُهَنَّا ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سند میں مذکور مُہنّا (بن ابوشبل) ثقہ ہے اور بصری ہے

فائدہ: مسلمان بھائیوں کے متعلق خواہ مخواہ برے گمان رکھنا اور اس پر اپنے معاملات کی بنیاد رکھنا گناہ کی بات ہے۔ (نیز دیکھیے: گزشتہ حدیث ۴۹۱۷-) تاہم ضروری ہے کہ انسان از خود بھی تہمت اور شبہے کے مواقع سے دور رہے اور کسی کو برا گمان کرنے کا موقع نہ دے جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٤٩٩٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ فَقُمْتُ فَانْقَلَبْتُ، فقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا رَسُولَ الله ﷺ أَسْرَعَا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ؟» قَالَا: سُبْحَانَ الله! يَا رَسُولَ الله! قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا» أَوْ قَالَ: «شَرًّا».

۴۹۹۴- ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے اور میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے باتیں کرتی رہی' پھر اٹھ کر واپس جانے لگی تو آپ بھی میرے ساتھ اٹھے تاکہ مجھے واپس پہنچا آئیں اور میری رہائش حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں تھی۔ تو انصاریوں کے دو آدمی گزرے۔ انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو ذرا تیزی سے چلنے لگے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ! یہ (میرے ساتھ) صفیہ بنت حیی ہے۔ ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان انسان کے جسم میں ایسے گردش کرتا ہے جیسے خون۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔'' یا فرمایا: ''کوئی بری بات نہ ڈال دے۔''

٤٩٩٤ـ تخريج: [صحيح] من حديث عبدالرزاق به، تقدم، ح: ٢٤٧٠.

فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے دوران میں جائز ہے کہ بیوی معتکف کو ملنے کے لیے آئے اور وہ آپس میں گفتگو کریں۔ ② معتکف اپنی فطری ضروریات کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً قضائے حاجت یا ضروری غسل کے لیے جبکہ مسجد میں ان کا معقول انتظام نہ ہو۔ اسی طرح شدید بیماری کی حالت میں بھی جبکہ مسجد میں طبی امداد پہنچنے کے مواقع نہ ہوں تو اس قسم کے تمام حالات میں مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ ③ انسان کو تہمت اور شبہے کے مقامات سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ کا تعارف کرا کے اس شبہے کا ازالہ فرما دیا۔ ④ شیطان انسان کے جسم میں ایسے گردش کرتا ہے جیسے خون، اس لیے اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے تعوذ (أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) بہت زیادہ پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي الْعِدَةِ (التحفة ٩٠)

باب: ٨٢- وعدہ وفا کرنے کی تاکید

٤٩٩٥- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: أخبرنا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ، عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ زَيْدِ بن أَرْقَمَ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهِ أَنْ يَفِيَ فَلَمْ يَفِ ولم يَجِيءْ لِلْمِيعَادِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ».

٤٩٩٥- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جب اپنے بھائی سے کوئی وعدہ کر لے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اپنا وعدہ وفا کرے گا مگر نہ کر سکے اور وعدے پر نہ پہنچ سکا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن اگر انسان فطری طور پر نسیان کا شکار ہو گیا ہو تو معاف ہے مگر عمداً وعدے کا پاس نہ کرنا اور اس کے خلاف کرنا، علاماتِ نفاق میں سے ہے۔

٤٩٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ النَّيسَابُورِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ الله بن

٤٩٩٦- حضرت عبداللہ بن ابوحمساء ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ میں نے آپ سے ایک سودا کیا اور کچھ قیمت باقی رہ گئی، تو میں نے آپ سے وعدہ کر لیا کہ میں یہیں

٤٩٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في علامة المنافق، ح:٢٦٣٣ من حديث أبي عامر به، وقال: "وليس إسناده بالقوي ... وأبوالنعمان مجهول وأبووقاص مجهول".

٤٩٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٠/ ٩٤ من حديث محمد بن سنان العوفي به، * عبدالكريم بن عبدالله بن شقيق مجهول(تقريب)، وفي السند علل أخرى.

شَقِيقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ، فَنَسِيتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ، فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ، فَقَالَ: «يَا فَتًى! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ».

آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ مگر مجھے اپنی یہ بات تین دن بعد یاد آئی' پھر میں آیا تو آپ وہیں تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے جوان! تو نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے۔ میں تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہوں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى: هٰذَا عِنْدَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ شَقِيقٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ نے کہا: (سند میں مذکور) عبدالکریم' یہ ابن عبداللہ بن شقیق ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا بَلَغَنِي عَنْ عَلِيِّ ابنِ عَبْدِ اللهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: بواسطہ علی بن عبداللہ مجھے یہ روایت اسی طرح پہنچی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي أَنَّ بِشْرَ بنَ السَّرِيِّ رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ شَقِيقٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: بشر بن سری نے اسے ''عن عبدالكريم بن عبدالله بن شقيق'' کی سند سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے' تاہم حقیقت یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وعدے کے انتہائی پکے تھے۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِيمَنْ يَتَشَبَّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ (التحفة ٩١)

باب:٨٣- دھوکا دینے کے لیے ایسے ظاہر کرنا کہ یہ چیز میری ہے' حالانکہ اس کی نہ ہو

٤٩٩٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ

۴۹۹۷- حضرت اسماء بنت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے' اگر میں اس کے سامنے ایسے ظاہر

٤٩٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب المتشبع بما لم ينل، وما ينهى من افتخار الضرة، ح:٥٢١٩ عن سليمان بن حرب، ومسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره ... الخ، ح:٢١٣٠ من حديث هشام بن عروة به.

أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي جَارَةً تَعْنِي ضَرَّةً هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ لَهَا بِمَا لَمْ يُعْطِ زَوْجِي؟ قَالَ: «الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ».

کروں کہ یہ چیز مجھے میرے شوہر نے دی ہے حالانکہ دی نہ ہو تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جو کوئی ایسے ظاہر کرے کہ یہ چیز میری ہے حالانکہ اسے نہ دی گئی ہو تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ہو۔''

فائدہ: کسی مسلمان کو دھوکا دینا یا مانگے تانگے کی چیز پر اترانا کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا ہے۔ اسی طرح سوکنوں کا آپس میں ایسی کیفیت پیدا کرنا کہ دوسری کڑھنے لگے جائز نہیں۔ یا کوئی اپنے آپ کو دکھلاوے کے طور پر زاہد ظاہر کرے حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہو۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمِزَاحِ (التحفة ٩٢)

باب:۸۴- مزاح اور خوش طبعی کا بیان

٤٩٩٨- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: أَخبرنا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! احْمِلْنِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّا حَامِلُوكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ». قَالَ: وَمَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ».

۴۹۹۸- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی سواری عنایت فرمائیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دے دیتے ہیں۔'' وہ بولا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کو بھی تو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔''

فائدہ: خوش طبعی اور ہلکی مذاق انسانی طبیعت کا لازمہ ہے اس سے طبیعت میں بشاشت آ جاتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اس سے موصوف تھے مگر اس میں حق وصدق کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے جو کوئی جھوٹ بول کر ہنسے ہنسائے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۴۹۹۰)

٤٩٩٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي

۴۹۹۹- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کے ہاں اندر آنے کی

٤٩٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المزاح، ح: ١٩٩١ من حديث خالد بن عبدالله الواسطي به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ٣٦٠٥ * حميد الطويل مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

٤٩٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٧١ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وعنعن، وسقط ذكره في السنن الكبرى للنسائي، ح: ٨٤٩٥.

إِسْحَاقَ عنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن الْعَيْزَارِ بنِ حُرَيْثٍ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا، فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا، وَقَالَ: أَلَا أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْجُزُهُ، وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ: «كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ؟»، قال: فَمَكَثَ أَبُو بَكْرٍ أَيَّامًا، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا، فقَالَ لَهُمَا: أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ فَعَلْنَا، قَدْ فَعَلْنَا».

اجازت چاہی' تو انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ کی آواز سنی جو قدرے بلند تھی۔ جب وہ اندر آئے تو انہوں نے اسے طمانچہ مارنے کے لیے پکڑا۔ اور بولے: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کرتی ہو۔ تو نبی ﷺ اسے بچانے لگے اور حضرت ابوبکر ؓ غصے سے باہر نکل آئے۔ جب ابوبکر ؓ چلے گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دیکھا! میں نے تجھے اس آدمی سے کیسے بچایا؟'' حضرت ابوبکر ؓ نے چند دن توقف کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ سے (ملنے کے لیے) اجازت چاہی اور انہیں پایا کہ ان کی صلح ہو چکی ہے' تو ان سے کہا: مجھے بھی اپنی صلح میں شامل کر لو جیسے تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے کر لیا' ہم نے کر لیا۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم رسول اللہ ﷺ کی اندرون خانہ کی زندگی خوش طبعی' مزاح اور وسعت قلبی کی حامل تھی' اس میں تکلف اور درشتی یا خشکی کا کوئی پہلو نہ تھا۔

٥٠٠٠- **حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَبْدِ اللهِ بنِ الْعَلَاءِ، عنْ بُسْرِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ، عنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عنْ عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ وَقَالَ: «ادْخُلْ»، فَقُلْتُ: أَكُلِّي يَا

٥٠٠٠- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کہا' تو آپ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اندر آ جاؤ۔'' میں نے عرض کیا۔ کیا میں سارا ہی آ جاؤں' اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''سارا ہی آ جاؤ۔'' اور میں اندر حاضر ہو گیا۔

٥٠٠٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب ما يحذر من الغدر ... الخ، ح: ٣١٧٦ من حديث الوليد بن مسلم به.

رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: «كُلُّكَ»، فَدَخَلْتُ.

٥٠٠١- حَدَّثَنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ قالَ: إِنَّمَا قال: أَدْخُلُ كُلِّي مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ.

۵۰۰۱-عثمان بن ابو عاتکہ نے بیان کیا کہ (مذکورہ بالا قصے میں) عوف بن مالک نے جو کہا: ''میں سارا ہی اندر آ جاؤں۔'' یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ خیمہ چھوٹا سا تھا۔

٥٠٠٢- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ، عن أَنَسٍ قال: قالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاذَا الأُذُنَيْنِ!».

۵۰۰۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے مجھے یوں پکارا: ''اے دو کانوں والے!''

(المعجم ٨٥) - باب مَنْ يَأْخُذُ الشَّيْءَ مِنْ مِزَاحٍ (التحفة ٩٣)

باب:۸۵-ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز لے لینا

٥٠٠٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بْنُ إسْحَاقَ عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ عَبْدِ الله بن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا [وَلَا] جَادًّا». وَقالَ سُلَيْمانُ: «لَعِبًا وَلَا جِدًّا»، «وَمَنْ أَخذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا»، لَمْ يَقُلْ ابنُ بَشَّارٍ: ابنَ يَزِيدَ - وَقالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۵۰۰۳-جناب عبداللہ بن سائب بن یزید اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی کوئی چیز ہرگز نہ لے' نہ ہنسی مذاق میں اور نہ حقیقت میں سچے طور پر۔'' سلیمان بن (عبدالرحمٰن) کے لفظ تھے [لَعِباً وَلَا جِدًّا] ''اور جس نے اپنے بھائی سے (کوئی) لاٹھی (بھی) لی ہو تو اسے واپس کر دے۔'' محمد بن بشار نے (عبداللہ بن سائب کے نسب میں) ''ابن یزید'' نہیں کہا۔ اور (سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ کی بجائے) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہا۔

٥٠٠١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/٢٤٨ من حديث أبي داود به، * عثمان بن أبي العاتكة ضعيف، والسند إليه صحيح.

٥٠٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في المزاح، ح:١٩٩٢ من حديث شريك القاضي به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وله شاهد حسن عند الطبراني في الكبير: ١/٢٤٠، ح:٦٦٢.

٥٠٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء لا يحل لمسلم أن يروع مسلمًا، ح:٢١٦٠ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب".

فائدہ: مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو انتہائی محترم و محفوظ چیزیں ہیں۔ ہنسی مزاح میں بھی کسی کی ہتک کر دینا یا مال ہڑپ کر لینا حرام ہے۔

٥٠٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيْرٍ عن الأَعمَش، عَنْ عَبْدِ الله بنِ يَسَارٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي لَيْلٰى قالَ: حدثنا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلٰى حَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهُ فَفَزِعَ فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا».

٥٠٠٤- جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ نے ہمیں بیان کیا کہ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے‘ تو ان میں سے ایک آدمی سو گیا اور دوسرا اس سے ایک رسی لینے لگا جو اس کے پاس تھی‘ تو وہ ڈر گیا‘ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔“

فائدہ: ہنسی مذاق میں بھی کسی مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں۔

(المعجم ٨٦) - باب مَا جَاءَ فِي التَّشَدُّقِ فِي الْكَلَامِ (التحفة ٩٤)

باب:٨٦- منہ بنا کر تکلف سے باتیں کرنا

٥٠٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ وكَانَ يَنْزِلُ العَوَقَةَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ ابنُ عُمَرَ عن بِشْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله، قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا».

٥٠٠٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق اللہ عزوجل ایسے آدمی سے غصے ہوتا ہے جو (ناحق) زبان آور ہو (بہت باتیں بنائے) اپنی زبان کو ایسے چلائے جیسے گائے چلاتی ہے۔“ (اور لپیٹ لپیٹ کر گھاس کھاتی ہے۔)

٥٠٠٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٢ من حديث ابن نمير به * ورواه فطر بن خليفة عن ابن يسار به، وللحديث شواهد عند الطحاوي (تحفة الأخيار بشرح مشكل الآثار: ٧/ ١٠٤، ح: ٤٩٩٥) وغيره.

٥٠٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الفصاحة والبيان، ح: ٢٨٥٣ من حديث نافع بن عمر به، وقال: "حسن غريب".

فائدہ: فصاحت و بلاغت اصحاب علم و فضل میں ایک عمدہ صفت ہے مگر اس میں تصنع' بناوٹ اور دھاڑنے کی کیفیت کسی بھی طرح اخلاقاً یا شرعاً پسندیدہ نہیں' بالخصوص جب خلاف حقیقت باتیں بنائی جائیں۔

٥٠٠٦- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عَبْدِ الله بنِ المُسَيَّبِ، عن الضَّحَّاكِ بنِ شُرَحْبِيلَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أو النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ الله مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلا عَدْلًا».

۵۰۰۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گفتگو کا ہیر پھیر (باتیں بنانے کا ڈھنگ) اس لیے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کے دل موہ لے' تو اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کرے گا۔''

٥٠٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ يَعني لِبَيَانِهِمَا فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا»، أَوْ «إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ».

۵۰۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مشرق کی جانب سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا تو لوگوں کو ان کے اسلوب خطاب و بیان پر بڑا تعجب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔''

فائدہ: یہ حدیث ''جوامع الکلم'' کی ایک عمدہ مثال ہے۔ علمائے اسلام کے ایک طبقے نے اسے ''بیان'' کی طرح قرار دیا ہے اور دوسرے نے اس سے ''مذمت'' کے معنی سمجھے ہیں جب کہ حقیقت ان دونوں کے بین بین ہے۔ گفتگو' خطاب یا تحریر میں ''بیان'' اپنے عرفی اور اصطلاحی ہر دو معانی میں ایک صاحب علم کے لیے انتہائی اہم' عمدہ اور مطلوب صفت ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس وصف سے موصوف تھے اور یہی وجہ تھی کہ لوگ انہیں ''ساحر'' اور ان کے مضامین دعوت کو ''سحر'' کہتے تھے کہ اس میں ان کے لیے انکار کا کوئی چارا نہ تھا۔ اور یہی معاملہ وارثین انبیاء' علمائے کرام کا ہے کہ وہ اس وصف کو دعوت دین میں استعمال کریں اور نو آموز اس کی بخوبی مشق بہم پہنچائیں۔ لیکن جہاں معاملہ حد سے بڑھ کر محض مبالغہ آرائی' زبان آوری اور حقائق کو مسخ کرنے اور الفاظ سے کھیلنے کا ہو' تو ناجائز اور

٥٠٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الآداب، ح:٥٢١ من حديث أبي داود به * في سماع الضحاك بن شرحبيل من أبي هريرة رضي الله عنه نظر.

٥٠٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: إن من البيان سحرًا، ح:٥٧٦٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٨٦.

قابل مذمت ہے جیسے اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔

٥٠٠٨- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ، أَنَّهُ قَرَأَ في أَصْلِ إسْمَاعِيلَ بنِ عَيَّاشٍ وَحَدَّثَهُ مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ ابْنُهُ قال: حدَّثني أَبي قال: حدَّثني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ قال: حدثنا أَبُو ظَبْيَةَ أَنَّ عَمْرَو بنَ الْعَاصِ قال يَوْمًا وقامَ رَجُلٌ فأَكْثَرَ الْقَوْلَ فقالَ عَمْرٌو: لَوْ قَصَدَ في قَوْلِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَقَدْ رَأَيْتُ أَوْ أُمِرْتُ أَنْ أَتَجَوَّزَ في الْقَوْلِ فإِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ».

٥٠٠٨- جناب ابوظبیہ (کلاعی حمصی) سے مروی ہے کہ ایک دن ایک آدمی نے خطاب کیا اور بہت باتیں کیں۔ تو حضرت عمرو بن عاص ؓ نے کہا: اگر یہ اپنی گفتگو میں میانہ روی اختیار کرتا تو اس کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تحقیق میں نے سمجھا ہے یا (فرمایا کہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ گفتگو میں میانہ روی اختیار کروں۔ بلاشبہ میانہ روی سراسر خیر ہے۔''

(المعجم ٨٧) - باب مَا جَاءَ في الشِّعْرِ (التحفة ٩٥)

باب:٨٧-شعروشاعری کا بیان

٥٠٠٩- **حَدَّثَنا** أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الأعمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لأنْ يَمْتَلِىءَ جَوْفُ أَحَدِكُم قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِىءَ شِعْرًا».

٥٠٠٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ شعروں سے بھرے۔''

قالَ أَبُو عَلِيٍّ: بَلَغَني عن أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهُ قال: وَجْهُهُ أَنْ يَمْتَلِىءَ قَلْبُهُ حَتَّى يَشْغَلَهُ عن الْقُرْآنِ وَذِكْرِ الله، فإِذَا كَانَ

جناب ابوعلی (لؤلؤی) ؒ نے کہا: اس ارشاد کی توضیح میں جناب ابوعبید کا یہ قول ہمیں پہنچا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص شعروشاعری میں اس قدر

٥٠٠٨ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٤٩٧٥ من حديث أبي داود به.

٥٠٠٩ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٠ من حديث شعبة به، ورواه البخاري، ح: ٦١٥٥، ومسلم، ح: ٢٢٥٧ من حديث الأعمش به.

الْقُرْآنُ وَالْعِلْمُ الْغَالِبَ فَلَيْسَ جَوْفُ هٰذَا عِنْدَنَا مُمْتَلِئًا مِنَ الشِّعْرِ، «وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا». قال: كَأَنَّ المَعْنَى أَنْ يَبْلُغَ مِنْ بَيَانِهِ أَنْ يَمْدَحَ الإِنْسَانَ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلٰى قَوْلِهِ، ثُمَّ يَذُمَّهُ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلٰى قَوْلِهِ الآخَرِ فَكَأَنَّهُ سَحَرَ السَّامِعِينَ بِذٰلِكَ.

منہمک ہوجائے کہ قرآن کریم اور اللہ کے ذکر ہی سے غافل ہوجائے (تو انتہائی مذموم ہے۔) لیکن قرآن کریم اور مشغلۂ علم غالب رہے تو ایسا آدمی ہمارے خیال میں اس کا مصداق نہیں بنتا کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہو۔ (اور یہ حدیث کہ) ''بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی انسان کسی کی مدح سرائی پہ آئے تو اس عمدگی سے کرے کہ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوجائیں اور پھر جب اس کی مذمت کرنے لگے تو اس انداز سے کرے کہ لوگ اس کی اس دوسری بات کے پیچھے لگ جائیں۔ گویا کہ اس نے سامعین کو اپنی بات سے مسحور کردیا ہو۔

فائدہ: ''شعر وشاعری' بیان کا ایک فطری اور لازمی حصہ ہے' مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دینی مزاج' شاعری پسند نہیں ہے۔ خیر القرون میں شعر وشعراء سے اشاعت حق اور دفاع اسلام کا کام ضرور لیا گیا ہے مگر بطور فن اس کی حوصلہ افزائی ہرگز نہیں کی گئی' لہٰذا کوئی صاحب علم' شعر وشاعری ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے اور قرآن اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو رہے' تو انتہائی مذموم ہے' البتہ حد اعتدال میں رہتے ہوئے اپنے اس ذوق اور فن سے اشاعت حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دے' تو بلاشبہ کار خیر ہے۔

٥٠١٠- **حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ: أخبرنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ عن مَرْوَانَ بنِ الحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأَسْوَدِ بنِ عَبْدِ يَغُوثَ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً».

٥٠١٠- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ کئی شعر حکمت بھرے ہوتے ہیں۔''

٥٠١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه، ح: ٦١٤٥ من حديث الزهري، وابن ماجه، ح: ٣٧٥٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٥٠٣.

٥٠١١ - حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثنا أبُو عَوانَةَ عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جاءَ أعْرَابِيٌّ إلَى النَّبيِّ ﷺ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ، فقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا».

۵۰۱۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنے مخصوص انداز میں باتیں کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں اور بلاشبہ کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔''

فائدہ: یہ احادیث دلیل ہیں کہ خطبائے اسلام' مدرسین شریعت اور طلبۂ کرام کو چاہیے کہ اپنے دعوتی بیانات کو حکمت بھرے اشعار اور عمدہ اسلوب بیان سے مزین بنانے میں محنت کریں تاکہ ابلاغ حق اور ابطال باطل کا فریضہ بحسن وخوبی ادا ہو اور دین اور اہل دین کا علم سربلند ہو۔ بھدے خطیب اور بے ربط وغیر مدلل متکلم اور مدرس نہ صرف اپنی بلکہ دین اسلام اور داعیان حق کی تضحیک ومذمت کا باعث بنتے ہیں۔

٥٠١٢ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا أبُو تُمَيْلَةَ: حدَّثني أبُو جَعْفَرٍ النَّحْوِيُّ عَبْدُالله بنُ ثَابِتٍ: حدَّثني صَخْرُ بنُ عَبْدِالله ابنِ بُرَيْدَةَ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا، وَإنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا، وَإنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيالًا»، فقَالَ صَعْصَعَةُ بنُ صُوحَانَ: صَدَقَ نَبِيُّ الله ﷺ. أمَّا قَوْلُهُ: «إنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا»، فالرَّجُلُ يَكُونُ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَهُوَ ألْحَنُ بالْحُجَجِ مِنْ صَاحِبِ الْحَقِّ فَيَسْحَرُ

۵۰۱۲- حضرت صخر بن عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں اور کئی علم جہالت۔ بے شک کئی شعر حکمت ہوتے ہیں اور بعض اقوال محض بوجھ۔'' اس پر صعصعہ بن صوحان نے کہا: سچ فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے۔ آپ کا یہ فرمان: ''بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔'' اس کی وضاحت یہ ہے کہ بعض اوقات آدمی کے ذمے کوئی حق ہوتا ہے (کہ وہ حقدار کو ادا کرے) مگر وہ حقدار کے مقابلے میں چرب زبان ہوتا ہے تو لوگوں کو اپنے بیان سے مسحور کر لیتا ہے اور حق مار لیتا ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''بعض علم جہالت ہوتے ہیں۔''

٥٠١١ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن من الشعر حكمةً، ح: ٢٨٤٥ من حديث أبي عوانة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٥٦، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

٥٠١٢ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٥/ ١٨٠، ١٨١ من حديث أبي داود به * أبوجعفر النحوي مجهول(تقريب)، وصخر مستور.

الْقَوْمَ بِبَيَانِهِ فَيَذْهَبُ بِالْحَقِّ. وَأَمَّا قَوْلُهُ: «إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا» فَيَتَكَلَّفُ الْعَالِمُ إِلٰى عِلْمِهِ مَالا يَعْلَمُ فَيُجَهِّلُهُ ذٰلِكَ، وَأَمَّا قَوْلُهُ: «وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا» فَهِيَ هٰذِهِ الْمَوَاعِظُ وَالأَمْثَالُ الَّتِي يَتَّعِظُ النَّاسُ بِهَا وَأَمَّا قَوْلُهُ: «مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا» فَعَرْضُكَ كَلَامَكَ وَحَدِيثَكَ عَلٰى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلا يُرِيدُهُ.

یوں ہے کہ بعض اوقات کوئی صاحب علم ان امور میں جن کی اسے کوئی خبر نہیں ہوتی تکلف سے بات کرتا ہے تو جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ قول: ''کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔'' تو اس سے مراد وہ اشعار ہیں جن میں وعظ و نصیحت اور عمدہ مثالیں ذکر ہوتی ہیں جن سے لوگ نصیحت پاتے ہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا: ''کئی اقوال محض بوجھ ہوتے ہیں۔'' یوں ہے کہ آپ اپنی بات ایسے شخص کے سامنے پیش کرنے لگیں جو اس کے ذوق و مزاج کے مطابق نہ ہو اور نہ وہ اس کا خواہاں ہو۔

٥٠١٣- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَأَحْمَدُ ابْنُ عَبْدَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ قال: مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ: كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ.

۵۰۱۳- جناب سعید بن مسیب ؒ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ حضرت حسان ؓ کے پاس سے گزرے' جبکہ وہ مسجد (نبوی) میں شعر پڑھ رہے تھے' تو حضرت عمر ؓ نے انہیں تیز نظروں سے دیکھا تو انہوں نے جواب دیا۔ بلاشبہ میں اس (مسجد) میں شعر پڑھا کرتا تھا اور اس میں وہ عظیم ہستی موجود ہوتی تھی جو آپ سے کہیں زیادہ افضل تھی۔

فوائد و مسائل: ① مسجد میں دینی اور اخلاقی موضوعات پر مشتمل اشعار کا پڑھنا جائز ہے۔ ② مگر یہ حقیقت بھی برمحل ہے کہ شرعی مزاج شعروشاعری سے کوئی زیادہ مناسبت نہیں رکھتا' اسی وجہ سے سیدنا عمر ؓ نے حضرت حسان ؓ کے شعر پڑھنے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی بڑے سے بڑے صالح، متقی اور مصلح کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ ④ کسی صاحب فضل سے اگر کہیں فکر و عمل میں اختلافی صورت درپیش ہو تو اس کا جواب نہایت ادب و اخلاق اور دلیل سے دیا جانا چاہیے۔ ⑤ کوئی ادنیٰ' اگر شرعی دلیل و حجت میں قوی ہو' تو اس کے قبول کر لینے میں کسی بھی صاحب فضل کو عار نہیں ہونی چاہیے۔

٥٠١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

۵۰۱۴- جناب سعید بن مسیب ؒ نے حضرت

٥٠١٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٥٠١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه، ح: ٢٤٨٥ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، بدءالخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢١٢ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ. زَادَ: فَخَشِيَ أَنْ يَرْمِيَهُ بِرَسُولِ الله ﷺ فأَجَازَهُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں مزید ہے: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اجازت پیش کردیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی (کہ وہ مسجد میں شعر پڑھ سکتے ہیں۔)

٥٠١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ المِصِّيصِيُّ لُوَيْنٌ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي الزِّنادِ عن أَبِيهِ، عنْ عُرْوَةَ وَهِشَامٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا في المَسْجِدِ فيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُو مَنْ قَالَ فِي رَسُولِ الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ: «إنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ، ما نافَحَ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ».

۵۰۱۵ - ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھوا دیا کرتے تھے۔ پس وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی مذمت کرنے والوں کی ہجو کیا کرتے تھے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسان جب تک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کریں' روح القدس (جبریل امین) اس کے ساتھ ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مسجد میں بصورت اشعار نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنا ایک مباح عمل ہے۔ ② یہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا عظیم شرف تھا کہ ایک اعلیٰ مقصد کے لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا منبر پیش فرمایا اور تائید جبریل کی خوشخبری سنائی۔ ③ اس حدیث کا پس منظر پیش نظر رکھنا چاہیے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعۂ افک میں ملوث ہو گئے تھے اور انہیں حد بھی لگائی گئی تھی۔ بعدازاں جب کسی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان کی مذمت کی' تو انہوں نے اپنے ذاتی معاملے سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کی اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے لیے خدمات کا برملا اظہار فرمایا جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

٥٠١٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن

۵۰۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ "شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کے

٥٠١٥_ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في إنشاد الشعر، ح: ٢٨٤٦ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن غريب صحيح".

٥٠١٦_ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٣٩ من حديث أبي داود به.

ابن عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَٱلشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ ٱلْغَاوُنَ﴾ [الشعراء: ٢٢٤]، فَنَسَخَ مِنْ ذٰلِكَ وَاسْتَثْنَى وَقَالَ: ﴿إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا﴾ [الشعراء: ٢٢٧].

عموم کو منسوخ کر کے اصحاب ایمان کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے اور فرمایا ہے: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا﴾ ''مگر وہ لوگ جو ایمان لائے نیک عمل کیے اور اللہ کا بہت ذکر کیا۔''

(المعجم ٨٨) - بَابٌ: فِي الرُّؤْيَا (التحفة ٩٦)

باب:٨٨-خوابوں کا بیان

٥٠١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ زُفَرَ بنِ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُم اللَّيْلَةَ رُؤْيَا»، وَيَقُولُ: «إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ».

۵۰۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو دریافت فرمایا کرتے: ''کیا آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اور فرمایا کرتے تھے: ''بے شک میرے بعد نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں۔ سوائے اس کے کہ کسی کو کوئی نیک خواب آ جائے۔''

فائدہ: قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ خواب ایک حقیقت واقعہ ہے۔ یہ سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔ سچے خواب اللہ عزوجل کی جانب سے اور جھوٹے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں' بلکہ انبیاء ورسل علیہم السلام کا تو خاصہ ہے کہ ان کے خواب بالکل سچے اور وحی کی ایک قسم ہوتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ابتدائے نبوت خواب ہی سے ہوئی تھی۔ اور عام مسلمان کے خواب جو وہ صحت واعتدال کی کیفیت میں دیکھے وہ بھی بالعموم سچے ہوتے ہیں اور انہی کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے' البتہ ان کی تعبیر کا معاملہ خفا میں ہوتا ہے۔ کبھی تو کوئی صاحب علم اس کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے' اور کبھی اس کی تہ تک پہنچنے میں ناکام رہتا ہے۔

٥٠١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۵۰۱۸- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

٥٠١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٥٦، ٩٥٧، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٩٠، ٣٩١، ووافقه الذهبي.

٥٠١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التعبير، باب: الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءًا من النبوة، ح: ٦٩٨٧، ومسلم، الرؤيا، باب: ١، ح: ٢٢٦٤ من حديث شعبة به.

أخبرنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ من سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صاحب ایمان کی یہ فضیلت ہے کہ اس کے خواب بالعموم سچے ہوتے ہیں۔ مومن کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کی ایک توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دور نبوت تیئیس سال کا ہے اور ان میں پہلے چھ ماہ تک آپ کو محض خواب آیا کرتے تھے جو اس قدر سچے اور حقیقت ہوتے تھے جیسے رات کے اندھیرے کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا۔ تو یہ چھ ماہ تیئیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہے تو اسی نسبت سے مومن کے خواب کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم. ② جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کے خواب سچے ہوا کریں تو اسے چاہیے کہ اپنے ایمان و عمل کو خالص بنانے میں محنت کرے اور ہمیشہ سچ بولنے کو اپنا معمول بنائے۔

٥٠١٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ عن أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ أَنْ تَكْذِبَ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، فالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ اللهِ، وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَرُؤْيا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهِ الْمَرْءُ نَفْسَهُ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُم مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ». قالَ: وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ: ثَبَاتٌ في الدِّينِ.

٥٠١٩- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب زمانہ قریب آ جائے گا' تو مسلمان کا خواب غالباً جھوٹا نہیں ہوگا' اور سب سے سچا خواب اسی کا ہوگا جو بات چیت میں سب سے زیادہ سچا ہوگا۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: اچھا خواب اللہ عزوجل کی جانب سے بشارت ہوتی ہے' اور ایک خواب شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا ہوتا ہے' اور ایک خواب بندے کے اپنے اوہام و خیالات ہوتے ہیں۔ تو جب کوئی خواب میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ اٹھ کھڑا ہو' نماز پڑھے اور لوگوں سے بیان نہ کرے'' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا پسند کرتا ہوں جب کہ گلے میں طوق دیکھنا برا جانتا ہوں۔ پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا دین میں ثابت قدمی کی علامت ہے۔

٥٠١٩- تخريج: أخرجه مسلم، ح:٢٢٦٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، انظر الحديث السابق، ورواه البخاري، ح:٧٠١٧ من حديث محمد بن سيرين به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ يَعْنِي إِذَا اقْتَرَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ يَعْنِي يَسْتَوِيَانِ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا: ''زمانہ قریب آ جانے'' کا مفہوم یہ ہے کہ جب دن اور رات برابر برابر ہو جائیں (موسم بہار ہو۔)

فائدہ: کسی پریشان کن اور برے خواب دیکھنے کی صورت میں اس کی نحوست سے بچنے کے لیے انسان کو تعوذ پڑھتے ہوئے اپنی بائیں طرف تھوکنا اور پہلو بھی بدل لینا چاہیے اور سب سے افضل یہ ہے کہ انسان نماز پڑھے اور خواب کسی سے بیان نہ کرے۔

٥٠٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ، عن عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعَبَّرْ، فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ»، قالَ: وَأَحْسِبُهُ قالَ: «وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ أَوْ ذِي رَأْيٍ».

٥٠٢٠-حضرت ابورزین (لقیط بن صبرہ عقیلی) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب (گویا) پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ بیان کردی جائے۔ چنانچہ جب تعبیر بیان کردی جاتی ہے تو (وہ اسی طرح) ہو جاتی ہے۔'' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اسے اپنے کسی محبت کرنے والے (مخلص) یا صاحب علم کے علاوہ کسی سے ہرگز بیان نہ کرو۔''

فائدہ: محبت کرنے والا مخلص ساتھی خوشی کی خبر میں تمہارے ساتھ خوش ہوگا اور بری بات سے خاموش رہے گا۔ اور صاحب علم یا تو تعبیر ہی عمدہ کرے گا یا کسی برائی سے بچاؤ کا طریقہ بتائے گا۔

٥٠٢١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ قالَ: سَمِعْتُ زُهَيْرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الرُّؤْيَا مِنَ الله وَالْحُلْمُ مِنَ

٥٠٢١-حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اچھا خواب اللہ عزوجل کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص کوئی ناپسند چیز دیکھے تو چاہیے کہ اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے' پھر اس کے

٥٠٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، تعبير الرؤيا، باب الرؤيا إذا عبرت وقعت ... الخ، ح:٣٩١٤ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد:٤/ ١٠، وقال الترمذي، ح:٢٢٧٨ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٧٩٥ و١٧٩٧، والحاكم:٤/ ٣٩٠، ووافقه الذهبي.

٥٠٢١ـ تخريج: أخرجه البخاري، التعبير، باب الرؤيا من الله، ح:٦٩٨٤ من حديث زهير، ومسلم، الرؤيا، ح:٢٢٦١/ ٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُم شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ لْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ».

شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔ بلاشبہ وہ (خواب) اسے ضرر نہیں پہنچائے گا۔"

٥٠٢٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قالَ: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُم رُؤيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ».

٥٠٢٢-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے برا لگے تو اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تھوک دے۔ اور تین بار شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور اپنی کروٹ بدل لے۔"

٥٠٢٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عنِ ابنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَآنِي فِي المَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي اليَقَظَةِ» أَوْ «لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي اليَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي».

٥٠٢٣-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: "جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے جاگتے میں بھی دیکھے گا' یا فرمایا کہ اس نے گویا مجھے جاگتے میں دیکھا۔ اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔"

فائدہ: نبی ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کرسکتا البتہ یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسری شکل دکھا کر ایسا وہم دلائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو اس لیے ضروری ہے کہ انسان اس دیکھی ہوئی شکل کا موازنہ ان صفات سے کرے جن کا ذکر کتب حدیث میں آیا ہے۔ یا کسی صاحب علم سے اس کی تصدیق حاصل کرے۔ والد مرحوم شیخ عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ کو ایک بدعتی شخص نے بزعم خویش بڑے ذوق وشوق سے بتایا کہ میں نے خواب میں نبئ کریم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ والد صاحب نے تفصیل پوچھی تو بولا کہ میں نے ایک نورانی شخصیت دیکھی جس کی

٥٠٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢٢٦٢ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق.

٥٠٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التعبير، باب من رأى النبي ﷺ في المنام، ح: ٦٩٩٣، ومسلم، الرؤيا، باب قول النبي عليه الصلاة والسلام "من رآني في المنام فقد رآني"، ح: ٢٢٦٦ من حديث ابن وهب به.

سفید براق ڈاڑھی تھی۔ والد صاحب نے فوراً "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" پڑھا۔ اور واضح کیا کہ تم نے کسی شیطان کو دیکھا ہے۔ الغرض خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنے والا قیامت میں جاگتے ہوئے آپ کو دیکھے گا اور اسے ایک طرح کا خاص قرب حاصل ہوگا۔ ورنہ دیگر اصحاب ایمان بھی تو آپ کو دیکھیں گے۔

٥٠٢٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذَّبَهُ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ وَمَنْ تَحَلَّمَ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ شَعِيرَةً، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيثِ قَوْمٍ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۰۲۴- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ اسے اس کی وجہ سے قیامت میں عذاب دے گا' حتی کہ اس میں روح پھونکے' مگر وہ نہیں پھونک سکے گا اور جس نے جھوٹے طور پر یہ دعوی کیا کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے تو اسے اس بات کا مکلّف کیا جائے گا کہ جو کے دانے میں گرہ باندھے (جو کہ ناممکن ہے) اور جس نے کسی قوم کی بات سننے کی کوشش کی جبکہ وہ اپنی بات کرنے کے لیے اس سے دور ہو رہے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① تصویر سے مراد کسی جاندار کی تصویر بنانا ہے یا ایسی تصویریں بھی اس میں شمار ہو سکتی ہیں جن کی لوگ عبادت کرتے ہیں' خواہ کسی درخت کی ہوں یا پہاڑ وغیرہ کی۔ ② یہ تصویریں ہاتھ سے بنائی جائیں یا کیمرے وغیرہ سے' سب اسی ضمن میں آتی ہیں۔ کیمرے کی تصاویر کو جائز بتانے والی تمام تاویلات بے معنی ہیں۔ صاحب ایمان کو نبی ﷺ کے ظاہر فرامین پر بے چون و چرا ایمان رکھنا اور عمل کرنا چاہیے۔ (اللہ عزوجل تصاویر کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!) ③ اپنی طرف سے بنا بنا کر جھوٹے خواب سنانا یا اوروں کے نقل کرنا کبیرہ گناہ ہے اور جب اس ذریعے سے مقصود لوگوں کے دین و ایمان کے ساتھ کھیلنا ہو تو اس کی قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے جیسے کہ نام نہاد جاہل صوفیوں اور پیروں کا وتیرہ ہے۔ ④ دوسروں کی پوشیدہ اور خاص باتیں سننے کی کوشش کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

٥٠٢٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتُ

۵۰۲۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے آج رات دیکھا گویا ہم عقبہ بن رافع ؓ کے گھر میں ہیں اور ہمیں

٥٠٢٤ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب السختياني به.
٥٠٢٥ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الرؤيا، باب رؤيا النبي ﷺ، ح: ٢٢٧٠ من حديث حماد بن سلمة به.

اللَّيْلَةَ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بنِ رَافِعٍ وَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابن طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ في الآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ».

(مدینہ کی معروف عمدہ) تازہ کھجور ابن طاب کی پیش کی گئی ہے۔ تو میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ ہمیں دنیا میں رفعت و سربلندی حاصل ہوگی اور آخرت میں انجام عمدہ ہوگا اور ہمارا دین بھی خوب (پھل پھول گیا) ہے۔''

فائدہ: خواب کی تعبیر میں بعض اوقات الفاظ و مناظر سے بھی معانی اخذ کیے جاتے ہیں۔ تو مندرجہ بالا خواب میں لفظ ''عقبہ'' سے عاقبت (عمدہ انجام) ''رافع'' سے رفعت و سربلندی اور ''ابن طاب'' سے طیب اور عمدہ ہونا سمجھا گیا ہے جو بحمد اللہ ایک تاریخی حقیقت ثابت ہوا ہے۔

(المعجم ٨٩) - بَابٌ: فِي التَّثَاؤُبِ (التحفة ٩٧)

باب:٨٩- جمائی کا بیان

٥٠٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن سُهَيْلٍ، عنِ ابنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عنْ أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُم فَلْيُمْسِكْ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ».

٥٠٢٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہیے کہ وہ اپنا منہ بند رکھے' بلاشبہ (اس میں) شیطان داخل ہو جاتا ہے۔''

٥٠٢٧- حَدَّثَنا ابنُ الْعَلَاءِ عنْ وَكِيعٍ، عنْ سُفْيَانَ، عنْ سُهَيْلٍ نَحْوَهُ قال: «فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ».

٥٠٢٧- جناب سہیل رحمہ اللہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔ (مگر اس میں ہے:) ''جمائی اگر نماز میں آئے تو جہاں تک ہو سکے منہ بند رکھنے کی کوشش کرے۔''

٥٠٢٨- حَدَّثَنا الْحَسنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عنْ سَعِيدٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٥٠٢٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ جب کسی کو جمائی آئے

٥٠٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٥٠٢٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث وكيع به، انظر الحديث السابق.

٥٠٢٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: إذا تثاءب فليضع يده على فيه، ح: ٦٢٢٦ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُم فَلْيَرُدَّ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَاهْ هَاهْ، فَإِنَّمَا ذٰلِكُم مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ».

تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے اور ہاء ہاء کی آواز نہ نکالے۔ بلاشبہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ اس سے ہنستا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① چھینک آنا طبیعت کے ہلکے ہونے اور صحت مندی کی' جبکہ جمائی کسل مندی اور طبیعت کے بوجھل ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اور شریعت میں ہر بری کیفیت کی نسبت شیطان کی طرف اور ہر خیر اور بہتری کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف کی جاتی ہے۔ ② جمائی کو بند کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان جمائی آنے ہی نہ دے یا اگر آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے اور ہاء ہاء کی آواز نہ نکالے۔ بالخصوص نماز کے دوران میں اس کا خاص خیال رکھے۔

(المعجم ٩٠) - بَابٌ: فِي الْعُطَاسِ (التحفة ٩٨)

باب:٩٠-چھینک کا بیان

٥٠٢٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عَنِ ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عن أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. شَكَّ يَحْيٰى.

٥٠٢٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تو آپ اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لیتے اور اپنی آواز کو کم رکھتے۔ یحیٰی کو شک ہے کہ روایت میں لفظ [خَفَضَ] تھا یا [غَضَّ]. (معنی ایک ہی ہیں۔)

فائدہ: بعض لوگ چھینک آنے پر جان بوجھ کر زور دے کر آواز نکالتے ہیں جو خلاف ادب اور غیر مسنون ہے۔ اضطراری کیفیت إن شاءاللہ معاف ہے۔

٥٠٣٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ وَخُشَيْشُ بنُ أَصْرَمَ قالَا: حَدَّثَنا

٥٠٣٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک مسلمان پر دوسرے

٥٠٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في خفض الصوت وتخمير الوجه عند العطاس، ح:٢٧٤٥ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٣، ووافقه الذهبي * محمد بن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٣٩.

٥٠٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: من حق المسلم للمسلم رد السلام، ح:٢١٦٢، والبخاري، ح:١٢٤٠ تعليقًا من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح:١٩٦٧٩.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عنِ ابنِ المُسَيَّبِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ: رَدُّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَعِيَادَةُ المَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ».

مسلمان بھائی کے لیے پانچ باتیں واجب ہیں۔ سلام کا جواب دینا' چھینک آنے پر دعا دینا' دعوت قبول کرنا' بیمار پرسی کرنا اور جنازے میں شریک ہونا۔''

(المعجم ٩١) - بَابٌ: كَيْفَ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ (التحفة ٩٩)

باب:٩١- چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟

٥٠٣١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ مَنْصُورٍ، عنْ هِلَالِ بن يَسَافٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَالِمِ بنِ عُبَيْدٍ، فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فقَالَ سَالِمٌ: وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ، ثُمَّ قالَ بَعْدُ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ مِمَّا قُلْتُ لَكَ؟ قالَ: لَوَدِدْتُ أَنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ أُمِّي بِخَيْرٍ وَلَا بِشَرٍّ، قالَ: إِنَّمَا قُلْتُ لَكَ كَما قالَ رَسُولُ الله ﷺ، إِنَّا بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ»، ثُمَّ قالَ: «إِذَا عَطَسَ أحَدُكُم فَلْيَحْمَدِ الله». - قالَ: فَذَكَرَ بَعْضَ المَحَامِدِ - «وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ

٥٠٣١- جناب ہلال بن یساف کہتے ہیں: ہم لوگ حضرت سالم بن عبید ؓ کے ہاں بیٹھے تھے کہ مجلس میں سے کسی کو چھینک آئی تو اس نے کہا ''السلام علیکم'' (تم پر سلامتی ہو) تو حضرت سالم ؓ نے کہا: تم پر اور تمہاری ماں پر بھی۔ پھر اس کے بعد فرمایا: شاید تمہیں میری بات ناگوار گزری ہے؟ اس نے کہا: آپ میری ماں کا کسی طور ...... خیر یا شر کے ساتھ ...... ذکر نہ کرتے تو اچھا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے تم سے وہی بات کہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کہی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قوم میں سے کسی کو چھینک آ گئی تو اس نے کہا ''السلام علیکم'' تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ''تم پر اور تمہاری ماں پر بھی۔'' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں'' کہے۔

٥٠٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، ح: ٢٧٤٠ من حديث منصور به، * هلال لم يدرك سالم بن عبيد، بينهما رجل مجهول، انظر المستدرك: ٤/ ٢٦٧، ومسند أحمد: ٦/ ٧، ٨، ح: ٢٤٣٥٤، وجاء تصريح سماع هلال من سالم، وهو وهم من جرير بن عبدالحميد رحمه الله.

عِنْدَهُ: يَرْحَمُكَ الله، وَلْيَرُدَّ - يَعْني عَلَيْهِمْ -: يَغْفِرُ الله لَنَا وَلَكُم».

راوی نے کہا کہ انہوں نے کچھ اور حمدوں کا ذکر بھی کیا۔ اور جو دوسرا اس کے پاس ہو اسے چاہیے کہ یوں کہے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] ''اللہ تم پر رحم فرمائے'' اور پھر چھینک مارنے والا ان لوگوں کو جواب دے [يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ] ''اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں (سب کو) معاف فرمادے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی بابت صحیح روایت (۵۰۳۳) آگے آرہی ہے۔

٥٠٣٢- حَدَّثَنا تَمِيمُ بنُ الْمُنْتَصِرِ: حَدَّثَنا إسْحَاقُ يَعْني ابنَ يُوسُفَ عنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ، عنْ مَنْصُورٍ، عنْ هِلَالِ ابنِ يَسَافٍ، عنْ خَالِدِ بنِ [عُرْفُطَةَ]، عنْ سَالِمِ بنِ عُبَيْدٍ الأَشْجَعِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۵۰۳۲- خالد بن عرفطہ نے حضرت سالم بن عبید اشجعی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے یہ (مذکورہ بالا) روایت بیان کی۔

٥٠٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ عَبْدِالله بنِ أَبِي سَلَمَةَ عنْ عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عنْ أَبِي صَالِحٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إذَا عَطَسَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ: الْحَمدُ لله عَلَى كلِّ حَالٍ، وَلْيَقُلْ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ الله، وَيَقُولُ هُوَ: يَهْدِيكُمُ الله وَيُصْلِحُ بَالَكُم».

۵۰۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ کہے [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔'' اور اس کے بھائی یا ساتھی کو چاہیے کہ کہے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] ''اللہ تم پر رحم فرمائے'' اور پھر وہ جسے چھینک آئی ہو کہے [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے احوال درست کردے۔''

٥٠٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * خالد بن عرفطة مجهول الحال، ولم أجد من وثقه، وظن الحافظ ابن حجر بأنه الذي وثقه ابن حبان، وروى عنه جماعة، ورواه هلال عن رجل من آل خالد بن عرفطة عن آخر عن سالم به، فالسند معلل.

٥٠٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأدب، باب: إذا عطس كيف يشمت؟ ح: ٦٢٢٤ من حديث عبدالعزيز به، ولم يذكر "على كل حال".

فائدہ: چھینک آنے پر مندرجہ بالا کیفیت میں اللہ کی حمد کرنا اور ایک دوسرے کو دعائیں دینا انتہائی تاکیدی سنت ہے اور جو شخص خود اَلْحَمْدُلِلّٰہ نہ کہے تو وہ اپنے بھائی سے جواباً دعا کی توقع نہ رکھے جیسے اگلی حدیث: ۵۰۳۹ میں آ رہا ہے۔ ایسے ہی زکام وغیرہ کے مریض کو بار بار جواب دینا بھی ضروری نہیں۔

(المعجم ٩٢) - بَابٌ: كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ (التحفة ١٠٠)

باب: ۹۲- کتنی بار چھینک کا جواب دے؟

٥٠٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنِ ابنِ عَجْلَانَ: حدَّثني سَعيدُ بنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «شَمِّتْ أَخَاكَ ثَلَاثًا، فَمَا زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ».

۵۰۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اپنے بھائی کو اس کی چھینک آنے پر تین بار جواب دے اور جو اس سے زیادہ ہو تو پھر وہ زکام زدہ ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع بھی ثابت ہے جیسے اگلی روایت میں ہے۔

٥٠٣٥- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ المِصْرِيُّ: أخبرنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنَّهُ رَفَعَ الْحدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، بِمَعْنَاهُ.

۵۰۳۵- جناب سعید بن ابی سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا کہ مجھے یہی معلوم ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف نسبت کیا اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مُوسَى بنِ قَيْسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کو ابونعیم نے موسیٰ بن قیس کے واسطے سے محمد بن عجلان سے انہوں نے سعید سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٥٠٣٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله:

۵۰۳۶- حمیدہ یا عبیدہ بنت عبید بن رفاعہ زرقی

٥٠٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٣٥ من حديث محمد بن عجلان به.

٥٠٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٩٣٥٩ من حديث أبي داود به، * شك ابن عجلان فيه، وله شاهد في الموطأ: ٢/ ٩٦٥، ح: ١٨٦٥، وسنده ضعيف.

٥٠٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كم يشمت العاطس، ح: ٢٧٤٤ من

حَدَّثَنا مَالِكُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ عنْ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ يَحْيَى بنِ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بن أَبي طَلْحَةَ، عنْ أُمِّهِ حُمَيْدَةَ - أَوْ عُبَيْدَةَ - بِنْتِ عُبَيْدِ بنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، عنْ أَبِيهَا عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «تُشَمِّتُ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا، فإِنْ شِئْتَ أَنْ تُشَمِّتَهُ فَشَمِّتْهُ، وَإِنْ شِئْتَ فَكُفَّ».

اپنے والد سے بیان کرتی ہیں' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا' آپ نے فرمایا: ''چھینک مارنے والے کو تین بار جواب دو۔ پھر اگر جواب دینا چاہو' تو دو اور اگر چاہو تو' چھوڑ دو۔''

٥٠٣٧- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسٰى: حَدَّثَنا ابنُ أَبي زَائِدَةَ عنْ عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عنْ إِيَاسِ بنِ سَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْد النَّبيِّ ﷺ فقَالَ لَهُ: «يَرْحَمُكَ اللهُ»، ثُمَّ عَطَسَ فقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «الرَّجُلُ مَزْكُومٌ».

٥٠٣٧- جناب ایاس بن سلمہ بن اکوع سے روایت ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی مجلس میں چھینک ماری' تو آپ نے اسے دعا دی اور فرمایا [يَرْحَمُكَ اللهُ] ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔'' اس نے پھر چھینک ماری تو آپ نے فرمایا: ''اسے زکام ہے۔''

فائدہ: پہلی بار چھینک کا جواب دینا لازم ہے اس کے بعد نہیں جیسے صحیح مسلم سے بھی اشارہ ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الزھد' حدیث: ۲۹۹۳)

(المعجم ٩٣) - **بَابٌ: كَيْفَ يُشَمَّتُ الذِّمِّيُّ** (التحفة ١٠١)

باب: ۹۳- کوئی غیر مسلم چھینک مارے تو کس طرح جواب دے؟

٥٠٣٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن حَكِيمِ بنِ

۵۰۳۸- حضرت ابوبردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی لوگ نبی ﷺ کی مجلس میں عمداً

◀◀ حديث عبدالسلام بن حرب به، وقال: "غريب وإسناده مجهول" ✽ يزيد الدالاني أبو خالد عنعن، وعبيدة بنت عبيد لا يعرف حالها، وحميدة لم يوثقها غير ابن حبان.

٥٠٣٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩٣ من حديث عكرمة بن عمار به.

٥٠٣٨ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، ح: ٢٧٣٩ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" ✽ وسفيان صرح بالسماع المسلسل عند الحاكم: ٤/ ٢٦٨.

الدَّيْلَم، عن أَبِي بُرْدَةَ، عنْ أَبِيهِ قالَ: كَانَتِ الْيَهودُ تَعَاطَسُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ لَهَا: يَرْحَمُكُمُ الله، فَكَانَ يَقُولُ: «يَهْدِيكُمُ الله وَيُصْلِحُ بَالَكُم».

چھینکیں مارا کرتے تھے اور توقع کرتے تھے کہ آپ انہیں دعا دیتے ہوئے [يَرْحَمُكُمُ الله] ”اللہ تم پر رحم فرمائے“ کہیں گے۔ مگر آپ انہیں یوں جواب دیتے [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ”اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے احوال کی اصلاح فرمائے۔“

فائدہ: غیر مسلم کو چھینک کے جواب میں [يَرْحَمُكَ اللّٰه] کی بجائے [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] کہنا چاہیے جیسے کہ اسے [السلام علیکم] کہنے میں ابتدا نہیں کی جاسکتی اور وہ کہے تو جواباً صرف ”علیکم“ کہا جاتا ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابٌ: فِيمَنْ يَعْطِسُ وَلَا يَحْمَدُ الله (التحفة ١٠٢)

باب: ۹۴- جو شخص چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰه نہ کہے

٥٠٣٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ، المَعْنى، قالا: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ عنْ أَنَسٍ قالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُما وَتَرَكَ الآخَرَ، قالَ: فَقِيلَ: يَارَسُولَ الله! رَجُلَانِ عَطَسَا فَشَمَّتَّ أَحَدَهُما. - قَالَ أَحْمَدُ: أَوْ فَسَمَّتَّ أَحَدَهُمَا - وَتَرَكْتَ الآخَرَ فقَالَ: «إِنَّ هٰذَا حَمِدَ الله وَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدِ الله».

۵۰۳۹- سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی مجلس میں دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ تو آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! دو آدمیوں نے چھینک ماری' مگر آپ نے ایک کو جواب دیا ہے ...... احمد (بن یونس) نے وضاحت کی کہ یہاں لفظ [فَشَمَّتَّ اَحَدَهُمَا] تھے یا [فَسَمَّتَّ اَحَدَهُمَا] ......اور دوسرے کو چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس نے (جس کو میں نے جواب دیا ہے) اللہ کی حمد کی ہے اور اس نے اللہ کی حمد نہیں کی۔“

فائدہ: جو شخص چھینک آنے پر [اَلْحَمْدُلِلّٰه] نہ کہے' وہ اپنے بھائی کے جواب اور اس کی دعا کا مستحق نہیں رہتا۔

٥٠٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الحمد للعاطس، ح: ٦٢٢١ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الزهد، باب تشميت العاطس، وكراهة التثاوب، ح: ٢٩٩١ من حديث سليمان التيمي به.

أَبْوَابُ النَّوْمِ

سونے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْبَطِحُ عَلَى بَطْنِهِ (التحفة ١٠٣)

٥٠٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ قال: أخبرنا أَبُو سَلَمَةَ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن يَعِيشَ بنِ طِخْفَةَ بنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيِّ قال: كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ»، فانْطَلَقْنَا فقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَطْعِمِينَا»، فَجَاءَتْ بِجَشِيشَةٍ فأَكَلْنَا، ثُمَّ قال: «يَاعَائِشَةُ! أَطْعِمِينَا»، فَجَاءَتْ بِحَيْسَةٍ مِثْلِ الْقَطَاةِ فأَكَلْنَا، ثُمَّ قال: «يَاعَائِشَةُ! أَسْقِينَا»، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ مِنَ اللَّبَنِ فَشَرِبْنَا، ثُمَّ قال: «يَاعَائِشَةُ! أَسْقِينَا» فَجَاءَتْ بِقَدَحٍ صَغِيرٍ فَشَرِبْنَا، ثُمَّ قال: «إِنْ شِئْتُمْ بِتُّمْ وَإِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ». قال: فَبَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ السَّحَرِ عَلَى بَطْنِي، إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ

باب:...... اوندھے منہ پیٹ کے بل سونا (مکروہ ہے)

۵۰۴۰-حضرت یعیش بن طِخفہ بن قیس غفاری کا بیان ہے کہ میرے والد (طِخفہ رضی اللہ عنہ) اصحاب صفہ میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ہمارے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلو۔'' تو ہم چل دیے۔ (وہاں پہنچ کر) آپ نے فرمایا: ''عائشہ! ہمیں (کچھ) کھلاؤ۔'' تو وہ جشیشہ لے آئیں جو ہم نے کھایا۔ (جشیشہ اس انداز کا کھانا ہے کہ گندم کو پیس کر آٹا ہنڈیا میں چڑھائیں پھر اس میں گوشت یا کھجور ڈال کر پکائیں۔ اسے ایک طرح کا حلیم بھی کہا جا سکتا ہے۔) پھر آپ نے فرمایا: ''عائشہ! ہمیں کچھ اور بھی کھلاؤ۔'' تو وہ حَیس۔ (کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ کا مرکب کھانا) لے آئیں جو تھوڑا سا تھا' جیسے کہ چڑیا ہو (یا ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مراد ہوں کہ وہ صدق و وفا شعاری میں قطاۃ چڑیا کی مانند تھیں۔) ہم نے وہ حَیس کھایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''عائشہ! ہمیں کچھ پلاؤ۔'' تو وہ دودھ کا ایک بڑا پیالہ لے آئیں۔ ہم نے وہ پی لیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''عائشہ! ہمیں اور بھی پلاؤ۔'' تو وہ ایک چھوٹا پیالہ لے آئیں' تو ہم

٥٠٤٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب النهي عن الاضطجاع على الوجه، ح:٣٧٢٣، ح:٧٥٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصححه ابن حبان، ح:١٩٦٠، وله شاهد عند ابن حبان، ح:١٩٥٩، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٧١، ووافقه الذهبي.

ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللهُ». قال: فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَسُولُ الله ﷺ.

نے وہ بھی پیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو سو جاؤ اور اگر چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔'' طِخفہ کہتے ہیں: میں مسجد میں اوندھے منہ اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ میرے پھیپھڑے میں تکلیف تھی۔ تو اچانک میں نے پایا کہ کسی نے مجھے اپنے پاؤں سے حرکت دی ہے اور کہہ رہا ہے: ''اس طرح سے سونا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔'' کہتے ہیں: میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

فائدہ: پیٹ کے بل سونا ناجائز ہے۔ افضل یہ ہے کہ دائیں کروٹ سویا جائے۔

(المعجم ٩٥) - بَابٌ: فِي النَّوْمِ عَلَى السَّطْحِ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَارٌ (التحفة ١٠٤)

باب:٩٥- ایسی چھت پر سونا جس پر کوئی منڈیر نہ ہو

٥٠٤١- **حَدَّثَنا** ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا سَالِمٌ يَعْني ابنَ نُوحٍ عن عُمَرَ بنِ جَابِرٍ الْحَنَفِيِّ، عن وَعْلَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ وَثَّابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَلِيٍّ يَعني ابنَ شَيْبَانَ، عن أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ».

٥٠٤١- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد علی بن شیبان ؓ سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسی چھت پر سوئے جس کے گرد کوئی منڈیر (پردہ وغیرہ) نہ ہو تو اس سے ذمہ اٹھ گیا۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی ایسی صورت میں اگر وہ گر کر ہلاک ہو جائے یا نقصان اٹھائے تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے اور ایسی ننگی چھت پر سونا جائز نہیں۔ ② شریعت کا تعلق صرف نماز' روزے' حج' زکوٰۃ یا مسجد ہی سے نہیں' بلکہ یہ مسلمان کی پوری زندگی کو محیط ہے۔

(المعجم ٩٦، ٩٧) - بَابٌ: فِي النَّوْمِ عَلَى طَهَارَةٍ (التحفة ١٠٥)

باب:٩٦'٩٧- باوضو ہو کر سونے (کی فضیلت) کا بیان

٥٠٤١ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١١٩٢ عن محمد بن المثنى به، وقال البخاري: "في إسناده نظر"، وله شاهد عند أحمد: ٥/ ٧٩، ٢٧١.

٥٠٤٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَاصِمُ بنُ بَهْدَلَةَ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَبِي ظَبْيَةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ الله خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ».

۵۰۴۲- حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا:''جو شخص باوضو ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سوجائے اور پھر رات کو کسی وقت اس کی آنکھ کھلے (اور بستر پر اپنا پہلو وغیرہ بدلے) اور اللہ سے دنیا و آخرت کی کوئی خیر مانگ لے' تو وہ اسے عنایت فرمادے گا۔''

قال ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: قدِمَ عَلَيْنَا أَبُو ظَبْيَةَ فحدَّثَنَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. قال ثَابِتٌ: قال فُلَانٌ: لَقَدْ جَهَدْتُ أَنْ أَقُولَهَا حِينَ أَنْبَعِثُ، فَمَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا.

ثابت بُنانی کہتے ہیں راویٔ حدیث ابوظبیہ ہمارے ہاں آئے اور انہوں نے ہمیں یہ حدیث بواسطہ حضرت معاذ بن جبل ؓ...... نبی ﷺ سے بیان کی۔ ثابت ؒ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا: میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ رات کو اٹھوں اور ایسی کوئی دعا کرلوں مگر میں اس میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

فائدہ: باوضو ہو کر مسنون اذکار پڑھ کر سونے کی بہت برکات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر انسان رات کو کسی وقت لیٹے لیٹے بھی دعا کرلے تو ان شاءاللہ مقبول ہوتی ہے اور اگر اٹھ کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو' تو نُورٌ علیٰ نُور ہے۔ منصوص ذکر اور دعا حدیث:۵۰۶۰ میں ملاحظہ ہو۔

٥٠٤٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قامَ مِنَ اللَّيْلِ فقضَى حَاجَتَهُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ.

۵۰۴۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے قضائے حاجت کے لیے گئے۔ پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو گئے۔

٥٠٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به، إذا انتبه من الليل، ح: ٣٨٨١ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث طرق أخرى.

٥٠٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل، ح: ٦٣١٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣ من حديث سفيان الثوري به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني بَالَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [قَضٰى حَاجَتَهُ] سے مراد ہے پیشاب کیا۔

فائدہ: ''باوضو ہو کر سونے'' کے معنی یہ ہیں کہ رات کے ابتدائی حصے میں وضو کر کے بستر پر جانے کے علاوہ اگر رات کے کسی حصے میں جاگے اور قضائے حاجت وغیرہ کے لیے جائے تو دوبارہ بھی مسنون وضو کر کے سوئے تو یہ بہت ہی افضل عمل ہے۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: كَيْفَ يَتَوَجَّهُ؟** (التحفة ١٠٦)

باب:......(سوتے ہوئے) اپنا رخ کدھر کرے؟

٥٠٤٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن بَعْضِ آلِ أُمِّ سَلَمَةَ قال: كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الإنْسَانُ في قَبْرِهِ، وكَانَ المَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ.

۵۰۴۴- جناب ابوقلابہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں سے کسی فرد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کا بستر ایسے بچھایا جاتا تھا جیسے انسان قبر میں رکھا جاتا ہے اور مسجد آپ کے سر کی طرف ہوتی تھی۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' لیکن دیگر صحیح احادیث میں یہ ہے کہ نبی ﷺ قبلہ رو ہو کر دائیں کروٹ پر سوتے تھے۔ جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ اس طرح ''مسجد نبوی'' آپ کے سر کی جانب ہوتی تھی۔ بعض نے یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے کہ آپ کا مصلّٰی اور جائے نماز تہجد کے لیے آپ کے سر کے پاس ہی ہوتا تھا۔ غرض یہ ہے کہ آپ سوتے وقت بھی ذکر اور عبادت کی تیاری سے غافل نہیں رہتے تھے۔

(المعجم ٩٧، ٩٨) - **باب مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ** (التحفة ١٠٧)

باب:۹۷'۹۸- سوتے ہوئے کون سی دعا پڑھے؟

٥٠٤٥- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عن مَعْبَدِ بنِ

۵۰۴۵- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونا چاہتے تو اپنا دایاں ہاتھ

٥٠٤٤- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** وهو في مسند مسدد كما في المطالب العالية: ٢/ ٣٩٧، ح: ٢٥٦٦ * بعض آل أم سلمة مجهول.

٥٠٤٥- **تخريج**: **[إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٥٩٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧٦٢ من حديث أبان بن يزيد العطار به، * عاصم هو ابن بهدلة، وانظر، ح: ٢٤٥١، ولبعض الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٣٣٩٨ وغيره.

خَالِدٍ، عن سَوَاءٍ، عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے' پھر یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ] ''اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا۔'' یہ کلمات تین بار دہراتے۔

٥٠٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ قال: حدَّثني الْبَرَاءُ بنُ عَازِبٍ قال: قال لِي رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الأَيْمَنِ وَقُلْ: اللَّهُمَّ! أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً ورَغْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ وَلا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ». قال: «فإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ». قال الْبَرَاءُ: فَقُلْتُ: أَسْتَذْكِرُهُنَّ، فَقُلْتُ: وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، قال: «لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ».

۵۰۴۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب اپنے بستر پر جانے لگو تو وضو کر لیا کرو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو' پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو: [اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ' وَ اَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ' رَهْبَةً وَّ رَغْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَاً مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ' آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ] ''اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے تابع کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا' اپنی کمر تیری طرف لگا لی (تجھے ہی اپنا سہارا بنا لیا) مجھے تیرا ہی ڈر ہے اور شوق بھی تیری طرف ہے۔ تجھ سے بھاگ کر کے میرے لیے تیرے سوا کہیں کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور اس نبی کو تسلیم کیا جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو (اس رات میں) مر گیا تو فطرت (دین اسلام) پر مرے گا۔ اور چاہیے کہ یہ تیری آخری بات ہو (اس کے بعد کوئی اور گفتگو نہ ہو۔'') حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس

٥٠٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب: إذا بات طاهرًا، ح: ٦٣١١ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٠ من حديث منصور به.

دعا کو یاد کرتے ہوئے دہرایا تو لفظ کہہ دیے [وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ] ''میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''نہیں (بلکہ جو الفاظ میں نے تمہیں پڑھائے ہیں وہی یاد کرو اور وہ الفاظ ہیں:) [وَنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ] ''میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

٥٠٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن فِطْرِ بنِ خَلِيفَةَ قال: سَمِعْتُ سَعْدَ بنَ عُبَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بنَ عَازِبٍ قال: قال لِي رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ طَاهِرًا فَتَوَسَّدْ يَمِينَكَ» ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۰۴۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ فرمایا: ''جب تم اپنے بستر پر آنے لگو اور باوضو ہو تو اپنی داہنی جانب پر لیٹو......'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔

٥٠٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الْغَزَّالُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ: حدثنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ وَمَنْصُورٍ، عن سَعْدِ ابنِ عُبَيْدَةَ، عن الْبَرَاءِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا. قال سُفْيَانُ: قال أَحَدُهُما: «إِذَا أَتَيْتَ فِرَاشَكَ طَاهِرًا» وقال الآخَرُ: «تَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ» وَسَاقَ مَعْنَى مُعْتَمِرٍ.

۵۰۴۸- حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کی۔ سفیان نے (اپنے اساتذہ اعمش اور منصور کے متعلق) کہا کہ ان میں سے ایک کے الفاظ یہ تھے: ''جب تم باوضو ہو کر اپنے بستر پر آؤ۔'' اور دوسرے نے کہا: ''جب تم اپنے بستر پر آنے کا ارادہ کرو تو وضو کر لو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو۔'' اور معتمر (کی گزشتہ روایت: (۵۰۴۶) کے ہم معنی بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① سونے سے پہلے نماز والا وضو کر لینا' دائیں کروٹ پر لیٹنا اور مسنون دعائیں یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا ازحد تاکیدی سنتیں ہیں۔ ② افضل یہ ہے کہ دعا کے بعد کوئی گفتگو نہ ہو۔ ③ شرعی امور بالخصوص عبادت کے اعمال میں اپنی مرضی سے کمی بیشی جائز نہیں' حتی کہ نبی ﷺ نے اس دعا کے ایک لفظ کو دوسرے ہم معنی

٥٠٤٧_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠٤٨_ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

لفظ سے بدلنا بھی قبول نہیں فرمایا۔ جبکہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس طرح سے کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ اس سے بہت فرق پڑتا ہے اور اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں سنت کی محبت جاگزیں ہو۔ ④ والدین اور سرپرستوں پر واجب ہے کہ نوخیز بچوں کی عادات کو ابتدا ہی سے سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

٥٠٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عنْ عَبْدِ المَلِكِ ابن عُمَيْرٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن حُذَيْفَةَ قالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَامَ قالَ: «اللَّهُمَّ! باسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ»، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قالَ: «الْحَمْدُ لله الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».

۵۰۴۹- سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيَا وَ اَمُوتُ] ”اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ یعنی سوتا اور جاگتا ہوں۔“ اور جب جاگتے تو یہ پڑھتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا، وَاِلَيْهِ النُّشُورُ] ”تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا (نیند کے بعد جگایا) اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔“

٥٠٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ عنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَ بِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ».

۵۰۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آنے لگے تو چاہیے کہ اپنے بستر کو اپنی چادر کے پلو سے جھاڑ لے‘ کیا خبر اس کے بعد اس پر کوئی چیز آ گئی ہو‘ پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے اور یہ دعا پڑھے: [بِاسْمِكَ رَبِّی وَضَعْتُ جَنْبِی وَبِكَ اَرْفَعُهُ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِی فَارْحَمْهَا وَ اِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ] ”تیرے ہی نام سے اے میرے رب! میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان کو روک لے (موت دے دے) تو اس پر رحم فرما اور اگر

٥٠٤٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا نام، ح: ٦٣١٢ من حديث سفيان الثوري به.

٥٠٥٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب١٣، ح: ٦٣٢٠ عن أحمد بن يونس، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٤ من حديث عبيدالله بن عمر به.

چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا سنت ہے۔ ② حدیث میں مذکور دعا کے آخری الفاظ [اَلصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ] بعض کتب حدیث میں اس طرح بھی ہیں: [عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ] لہٰذا دعا میں دونوں طرح کے الفاظ درست ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' الدعوات' حدیث: ٦٣٢٠)

٥٠٥١ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ؛ ح: وحَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عنْ خالِدٍ نَحْوَهُ، عنْ سُهَيْلٍ، عنْ أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إذَا أَوَى إلَى فِرَاشِهِ: «اللَّهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الأرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ والإنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ. أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ». زَادَ وَهْبٌ في حَدِيثِهِ: «اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ».

٥٠٥١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر آتے' یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبَّ الْاَرْضِ وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى' مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ' اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ' اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ' وَ اَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ' وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ' وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ] وہب (بن بقیہ) کی روایت میں مزید ہے: [اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ] "اے اللہ! اے آسمانوں کے رب! اے زمین کے رب! اور ہر شے کے رب! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر اگانے والے! اے تورات' انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں ہر شر والی چیز سے' جن کی پیشانی تو ہی پکڑے ہوئے ہے' تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تو سب سے پہلے ہے' تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو سب سے آخر ہے تیرے بعد کچھ نہ ہوگا۔ تو ہی ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر کوئی نہیں۔ تو ہی پوشیدہ ہے تجھ سے پوشیدہ تر کوئی نہیں۔ میرا قرض ادا فرما دے اور مجھے (لوگوں کی) محتاجی سے بے پروا کر دے۔"

٥٠٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣ من حديث خالد به.

فوائد ومسائل: ① ان مبارک کلمات میں ایک مسلمان کے لیے اظہار عبودیت کے ساتھ ساتھ توحید الوہیت' توحید ربوبیت' توحید اسماء وصفات اور نظام رسالت پر ایمان کی تجدید کا اظہار ہے۔ ② اور بالخصوص قرض اور فقیری سے پناہ مانگنے کی تعلیم ہے کہ اس سبب سے انسان کا سکون وچین غارت ہو جاتا ہے' عزت داؤ پر لگ جاتی ہے علاوہ ازیں دین ودنیا کی اور بھی ڈھیروں مصیبتیں آڑے آجاتی ہیں۔

٥٠٥٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا الأَحْوَصُ يَعْنِي ابنَ جَوَّابٍ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنِ الحَارِثِ وَأَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِوجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ تَكْشِفُ المَغْرَمَ وَالمَأْثَمَ، اللَّهُمَّ! لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ».

٥٠٥٢- سیدنا علی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ، وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّمَا اَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهٖ، اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ، اَللّٰهُمَّ! لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ] ''اے اللہ! میں تیرے بزرگی والے چہرے کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ یا اللہ! تو ہی قرض اور گناہ دور کر سکتا ہے۔ یا اللہ! تیرے لشکر کو پسپا نہیں کیا جا سکتا۔ تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور تیرے ہاں کسی مال دار کو اس کا مال (یا خاندانی شرف والے کو اس کا شرف) کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ تو ہر عیب سے پاک اور تمام تعریفوں والا ہے۔''

٥٠٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدَّثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قالَ: «الْحَمْدُ لله

٥٠٥٣- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَ آوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ] ''تمام تعریفیں اس

٥٠٥٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٠٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧٦٧ من حديث الأحوص بن جواب به، * أبوإسحاق عنعن عن أبي ميسرة، والحارث الأعور ضعيف.

٥٠٥٣- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٥ من حديث يزيد بن هارون به.

الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَم مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ».

اللہ کی ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا' دکھوں تکلیفوں سے ہماری حفاظت فرمائی اور ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرمائی' کتنی ہی مخلوق ہے کہ کوئی ان کی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ کوئی انہیں جگہ دینے والا ہے۔''

فائدہ: بندے کو اللہ عزوجل کی ہر ہر نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے اور بالخصوص محروم لوگوں کو دیکھ کر اور زیادہ جھکنا چاہیے۔

٥٠٥٤- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حدثني يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ عنْ ثَوْرٍ، عنْ خالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عنْ أَبِي الأَزْهَرِ الأَنْمَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قالَ: «بِسْمِ الله وَضَعْتُ جَنْبِي، اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَاخْسَأْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيِّ الأَعْلَى».

۵۰۵۴- حضرت ابوازہر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو سونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے:[بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ' اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ' وَ اخْسَأْ شَيْطَانِيْ' وَفُكَّ رِهَانِيْ وَ اجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى] ''اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھ دیا۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے' میرے شیطان کو دفع' (دور) کر دے' میرے نفس کو (آگ سے) آزاد کر دے اور مجھے اعلیٰ و افضل مجلس والوں میں بنا دے۔'' (ملائکہ اور انبیاء ورسل کا ہم نشین بنا دے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبو هَمَّامٍ الأَهْوَازِيُّ عنْ ثَوْرٍ قالَ: أَبُو زُهَيْرٍ الأَنْمَارِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اس روایت کو ابوہمام اہوازی (محمد بن زبرقان) نے ثور سے نقل کیا تو (ابو ازہر کی بجائے) ابوزہیر انماری کہا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقرر فرشتے کے بالمقابل شیطان یا قرین کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ بھی اسلام قبول کر کے مطیع ومنقاد ہو چکا تھا اور آپ ﷺ کو خیر ہی کی بات کہتا تھا۔ (صحیح مسلم' صفات المنافقین' حدیث: ۲۸۱۴) نبی ﷺ کا اس دعا میں [اِخْسَأْ شَيْطَانِيْ] کہنا بطور عموم ہے۔

٥٠٥٥- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا

۵۰۵۵- حضرت فروہ بن نوفل اپنے والد سے

٥٠٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٢٩٨، ح: ٧٧٩ من حديث يحيى بن حمزة به، وصححه الحاكم: ١/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي * ثور هو ابن يزيد.

٥٠٥٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٣٧ من حديث زهير به، وصححه ابن حبان، ◀◀

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إسْحاقَ عَنْ فَرْوَةَ بنِ نَوْفَلٍ، عنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِنَوْفَلٍ: «اقْرَأْ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ ثُمَّ نَمْ عَلَى خاتِمَتِها فَإِنَّها بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ».

روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نوفل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ پڑھو اور اسی پر اپنی بات چیت ختم کر کے سو جاؤ۔ بے شک اس میں شرک سے براءت کا اظہار ہے۔"

فائدہ: اور جو شخص اس کیفیت میں مرا کہ وہ شرک سے بری تھا تو اس کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: [مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] (صحيح مسلم' الإيمان' حديث:٢٦) "جو شخص اس حال میں مرا کہ اسے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا یقین تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ] "جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ آگ (جہنم) میں داخل ہوگا۔" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور میں کہتا ہوں: [مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ] "جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (صحيح البخاري' الجنائز' حديث: ١٢٣٨ وصحيح مسلم' الإيمان' حديث:٩٢)

٥٠٥٦- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: حَدَّثَنا المُفَضَّلُ يَعْنِيَانِ ابنَ فَضَالَةَ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ

٥٠٥٦- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ان میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ- قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سورتیں پڑھ کر دم کرتے اور پھونک مارتے، پھر انہیں جہاں تک ہو سکتا پورے جسم پر پھیرتے۔ پہلے اپنے سر، چہرے اور اگلے حصے سے ابتدا کرتے اور تین بار ایسا کرتے۔"

ح: ٢٣٦٣، ٢٣٦٤، والحاكم: ١/٥٦٥ و٣/ ٥٣٨، ووافقه الذهبي، وله لون آخر عند الترمذي، ح: ٣٤٠٣، وهو حسن بالشواهد، ولهذا الحديث طرف آخر "ودفع النبي ﷺ ربيبة له" الخ، علقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ٥١٠٦.

٥٠٥٦ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥٠١٧ عن قتيبة به.

جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: سوتے وقت آخری تین سورتوں کا دم بہت سی ظاہری اور باطنی بیماریوں بالخصوص نظر بد، جادو اور شیطانی اثرات کا علاج ہے۔ بشرطیکہ انسان ایمان و یقین کے ساتھ پابندی سے عمل کرے۔

٥٠٥٧- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدِ ابنِ مَعْدَانَ، عن ابنِ أَبِي بِلَالٍ، عن عِرْبَاضِ بنِ سَارِيَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ، وقال: «إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ».

٥٠٥٧- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے [اَلْمُسَبِّحَات] کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا: ”ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیت سے افضل ہے۔“

فائدہ: [اَلْمُسَبِّحَات] سے مراد قرآن کریم کی وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدا میں لفظ [سُبْحَانَ، سَبَّحَ] یا [يُسَبِّحُ] آیا ہے۔ اور یہ سات سورتیں ہیں: بنی اسرائیل ۞ الحدید ۞ الحشر ۞ الصف ۞ الجمعة ۞ التغابن ۞ الاعلیٰ۔

٥٠٥٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ: حدَّثني أَبِي: حدَّثني حُسَيْنٌ عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ: «الْحَمْدُ لله الَّذِي كَفَانِي وَآوَانِي وَأَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِي أَعْطَانِي فَأَجْزَلَ. الْحَمْدُ لله عَلَى كُلِّ حَالٍ.

٥٠٥٨- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن بریدہ کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَ آوَانِیْ وَ اَطْعَمَنِیْ وَ سَقَانِیْ، وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ، وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَ مَلِیْكَهٗ وَ اِلٰهَ كُلِّ شَیْءٍ، اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ] ”تمام تعریف اللہ کے

٥٠٥٧- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [قراءة سورة بني إسرائيل والزمر قبل النوم . . .]، ح: ٢٩٢١ من حديث بقية به، وقال: "حسن غريب"، وله شاهد عند الطبراني في مسند الشاميين: ٣/ ٣٩١، ح: ٢٥٣١.

٥٠٥٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٧ عن عبدالصمد به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٣٤، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ٧٩٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٧، والحاكم: ١/ ٥١٤، ووافقه الذهبي، وله شاهد عند الحاكم: ١/ ٥٤٥، ٥٤٦، وصححاه.

اللّٰهُمَّ! رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ».

لیے ہے جس نے (ہر طرح سے) میری کفایت کی اور مجھے رہنے کی جگہ عنایت فرمائی' مجھے کھلایا' پلایا اور جس نے مجھ پر احسان کیا اور بہت زیادہ کیا' جس نے مجھے دیا اور بہت خوب دیا۔ ہر حال میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔ اے اللہ! اے ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک! اے ہر چیز کے معبود! میں آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

٥٠٥٩- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيٰى: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٥٠٥٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کہیں لیٹا ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو قیامت کے دن اسے حسرت وافسوس ہوگا۔ اور جو شخص کہیں بیٹھا ہو اور وہاں اللہ عزوجل کا ذکر نہ کیا ہو تو قیامت کے دن اسے حسرت وافسوس ہوگا۔''

فائدہ: آخرت کی نعمتیں اور وہاں کے درجات بے انتہا' کثیر اور عظیم ہیں۔ بندے کو اس وقت حسرت ہوگی کہ کاش میں کوئی موقع ضائع نہ کرتا اور بہت زیادہ عبادت اور ذکر میں مشغول رہتا۔ اسی طرح وہاں کا عذاب اور پکڑ بھی ناقابل تصور حد تک سخت ہے' تو انسان کو حسرت ہوگی کہ کاش میں نے عبادت کر کے اپنے آپ کو اس سے بچا لیا ہوتا۔ اسی وجہ سے قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ''یوم الحسرة'' بھی ہے۔ قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ (مریم:٣٩) ''اے پیغمبر! ان لوگوں کو یوم حسرت (روز قیامت) سے ڈرائیں۔''

(المعجم ٩٨، ٩٩) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ١٠٨)

باب:٩٨'٩٩- رات کو جب آنکھ کھلے تو کون سی دعا کرے؟

٥٠٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ:

٥٠٦٠- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے وقت جس کی

٥٠٥٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٤٨٥٦.

٥٠٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ح: ١١٥٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

قالَ الأَوْزَاعِيُّ: حدَّثني عُمَيْرُ بنُ هَانِىءٍ: حدَّثني جُنَادَةُ بنُ أَبِي أُمَيَّةَ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فقالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ: لا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. سُبْحَانَ الله، وَالْحَمْدُ لله، وَلا إِلٰهَ إِلَّا الله والله أَكْبَرُ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بالله. ثُمَّ دَعَا: رَبِّ اغْفِرْ لِي» - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْوَلِيدُ: أَوْ قَالَ: «دَعَا - اسْتُجِيبَ لَهُ، فإِنْ قامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ».

آنکھ کھل جائے اور وہ جاگنے پر یہ کلمات کہے[لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] پھر دعا کرے[رَبِّ اغْفِرْلِی] امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ولید کے الفاظ ہیں: ''پھر (کوئی سی) دعا کرلے تو قبول ہوگی اور اگر اٹھ کھڑا ہو' وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حدیث:٥٠٤٢۔

٥٠٦١- حَدَّثَنا حامِدُ بنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أخبرنا سَعِيدٌ يَعْني ابنَ أَبِي أَيُّوبَ، قال: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ الْوَلِيدِ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قالَ: «لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ! أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ. اللَّهُمَّ! زِدْنِي عِلْمًا وَلا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ».

٥٠٦١- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:[لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ' سُبْحَانَكَ' اَللّٰهُمَّ! اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ' وَاَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ' اَللّٰهُمَّ! زِدْنِیْ عِلْمًا' وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِیْ' وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً' اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ] ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو پاک ہے۔ اے اللہ! میں تجھی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں' اور تیری رحمت کا سوالی ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما' اور ہدایت دے دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر دینا'

٥٠٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠٧٠١، و في عمل اليوم والليلة، ح:٨٦٥ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٥٩، والحاكم:١/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي.

(اے میرے رب!) مجھے اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما' بے شک تو ہی عنایت کرنے والا ہے۔"

(المعجم ٩٩، ١٠٠) - **بَابٌ: فِي التَّسْبِيحِ عِنْدَ النَّوْمِ** (التحفة ١٠٩)

باب:٩٩'١٠٠-سوتے وقت تسبیحات کا ورد

٥٠٦٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وَحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيٰى عَن شُعْبَةَ المَعْنٰى، عن الْحَكَمِ، عن ابنِ أبِي لَيْلٰى، - قال مُسَدَّدٌ: حدثنا - عَلِيٌّ قالَ: شَكَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ فَلَمْ تَرَهُ، فَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ، فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ: «عَلٰى مَكَانِكُمَا» فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِي، فَقَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثلاثًا وثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ».

٥٠٦٢-حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ ؓ نے نبی ﷺ سے چکی پینے کے باعث ہاتھوں میں تکلیف کا اظہار کیا۔ پھر آپ کے پاس کچھ غلام آئے تو سیدہ فاطمہ ؓ آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے کوئی خادم طلب کریں' مگر آپ نہ ملے' تو انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ کو بتایا۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے' تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا (کہ سیدہ فاطمہ ؓ آئی تھیں) تو نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ آپ تشریف لائے تو ہم اٹھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: "اپنی اپنی جگہ پر رہو۔" آپ آئے اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے' حتی کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس چیز سے بہت بہتر ہو جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے؟ جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو تینتیس بار "سبحان اللہ" تینتیس بار "الحمدللہ" اور چونتیس بار "اللہ اکبر" پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے کہیں بہتر ہے۔"

فوائد ومسائل: ① مندرجہ بالا تسبیحات جہاں فرض نمازوں کے بعد مستحب ہیں' وہاں رات کو سوتے وقت پڑھنا بھی مستحب ہیں۔ ② اگر انسان ایمان ویقین اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرے تو ان کی برکت سے جسمانی تھکن

٥٠٦٢- **تخريج:** أخرجه البخاري، النفقات، باب عمل المرأة في بيت زوجها، ح: ٥٣٦١ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح: ٢٧٢٧ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ٢٩٨٩.

دور ہونے کے علاوہ ایمان میں اضافہ اور درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ خادم کی بابت باز پرس ہوگی۔ ③ مسلمان بیوی اس امر کی پابند ہے کہ شوہر کی خدمت اور گھر کے سب کام سرانجام دے۔ جیسے سیدہ فاطمہ، ازواج نبی ﷺ اور دیگر صحابیات ؓ کے معمولات سے ثابت ہے۔ اس لیے بعض لوگوں کا یہ دعویٰ کہ بیوی گھریلو امور کی پابند نہیں، محض بے اصل بات ہے۔

٥٠٦٣- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ الْيَشْكُرِيُّ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَعن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي الْوَرْدِ بنِ ثُمَامَةَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ لابنِ أَعْبُدَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعن فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ الله ﷺ، وكَانَتْ أَحَبَّ أَهلِهِ إِلَيْهِ، وكَانَتْ عِنْدِي، فَجَرَّتْ بالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ بِيَدِهَا وَاسْتَقَتْ بالْقِرْبَةِ حتَّى أَثَّرَتْ في نَحْرِهَا، وَقَمَّتِ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتَّى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا، فَأَصَابَهَا مِنْ ذٰلِكَ ضُرٌّ، فَسَمِعْنَا أَنَّ رَقِيقًا أُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا يَكْفِيكِ، فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فاسْتَحْيَتْ فَرَجَعَتْ، فَغَدَا عَلَيْنَا وَنَحْنُ في لِفَاعِنَا، فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهَا فَأَدْخَلَتْ رَأْسَهَا في اللِّفَاعِ حَيَاءً مِنْ أَبِيهَا، فقَالَ: ما كانَ حَاجَتُكِ أَمْسِ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ؟ فَسَكَتَتْ مَرَّتَيْنِ، فقُلْتُ: وَأَنَا وَالله! أُحَدِّثُكَ يَا رَسُولَ الله! إِنَّ هٰذِهِ جَرَّتْ عِنْدِي بالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ في يدِهَا، وَاستَقَتْ

٥٠٦٣- امیر المومنین حضرت علی ؓ نے ابن اعبد سے کہا: میں تمہیں اپنی اور فاطمہ بنت رسول ﷺ کی بات نہ بتاؤں۔ سیدہ فاطمہ ؓ آپ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے بڑھ کر محبوب تھیں اور وہ میری زوجیت میں تھیں۔ چکی چلاتی تھیں حتی کہ ان کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ مشکیزے میں پانی بھر کر لاتی تھیں، اس سے سینے پر نشان پڑ گئے۔ گھر میں جھاڑو دیتی تھیں اس سے کپڑے خراب ہو جاتے تھے۔ ہنڈیا کے نیچے آگ جلاتیں تو اس سے کپڑے گندے ہو جاتے تھے اور اس سے انہیں اذیت بھی ہوتی تھی۔ پھر ہم نے سنا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ غلام لائے گئے ہیں۔ تو میں نے کہا: اگر تم اپنے ابا کے پاس جاؤ اور ان سے کسی خادم کا کہو جو تمہارے کام کر دیا کرے (تو بہتر رہے۔) چنانچہ وہ آپ کے پاس گئیں مگر پایا کہ آپ کے پاس کچھ باتیں کرنے والے بیٹھے ہیں تو انہیں بات کرنے میں حیا آئی، لہذا وہ واپس لوٹ آئیں۔ اگلی صبح آپ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم لحاف اوڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ ؓ کے سر کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے اپنے والد سے حیا کے باعث اپنا سر لحاف میں دے لیا۔ آپ نے دریافت

٥٠٦٣ـ تخريج: [ضعيف] انظر، ح: ٢٩٨٨، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ١٥٣ من حديث الجريري به.

بِالْقِرْبَةِ حتَّى أَثَّرتْ في نَحْرِهَا، وكَسَحَتِ الْبَيْتَ حتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حتى دَكِنَتْ ثِيَابُها، وَبَلَغَنَا أَنَّهُ قد أَتَاكَ رَقِيقٌ أَوْ خَدَمٌ، فَقُلْتُ لَهَا: سَلِيهِ خَادِمًا. فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ الْحَكَمِ وَأَتَمَّ.

فرمایا: ''کل تمہیں آل محمد کے ہاں کیا کام تھا؟'' تو وہ خاموش رہیں۔ آپ نے دوبار پوچھا۔ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں عرض کیے دیتا ہوں۔ بلاشبہ یہ میرے ہاں (گھر میں) چکی پیستی ہیں حتی کہ ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' مشک اٹھا کر پانی بھر کر لاتی ہیں حتی کہ سینے پر نشان پڑ گئے ہیں' گھر میں جھاڑو دیتی ہیں اور کپڑے غبار آلود ہو جاتے ہیں' ہنڈیا کے نیچے آگ جلاتی ہیں حتی کہ کپڑے سیاہ ہو جاتے ہیں' اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس غلام یا خادم آئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ سے کسی خادم کا پوچھیں...... اور (مذکورہ بالا) روایتِ حَکَم کے ہم معنی ذکر کیا اور وہ زیادہ کامل ہے۔

٥٠٦٤- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عنْ يَزِيدَ بنِ الهَادِ، عنْ مُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عنْ شَبَثِ بنِ رِبْعِيٍّ، عنْ عَلِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذَا الْخَبَرِ قالَ فِيهِ: قالَ عَلِيٌّ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ إِلَّا لَيْلَةَ صِفِّينَ، فإِنِّي ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا.

۵۰۶۴- سیدنا علی ؓ نے نبی ﷺ سے یہ خبر بیان کی۔ اس میں ہے کہ حضرت علی ؓ نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ تسبیحات والا عمل) سنا ہے' انہیں کبھی نہیں چھوڑا۔ صرف صفین کی رات کو یہ مجھے رات کے آخری پہر یاد آئیں' تو میں نے انہیں اس وقت پڑھا۔

٥٠٦٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عنْ

۵۰۶۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو عمل ایسے ہیں اگر کوئی مسلمان

٥٠٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٦٥٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٨١٦ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وقال البخاري: "لا يعلم لمحمد بن كعب سماع من شبث".

٥٠٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب(٢٥)، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد والتكبير... الخ]، ح: ٣٤١٠، وابن ماجه، ح: ٩٢٦، والنسائي، ح: ١٣٤٩ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٥٣٩، ٥٤٠، ٢٣٤٣، ٢٣٤٤.

أَبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «خَصْلَتَانِ أَوْ خَلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ: يُسَبِّحُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَذٰلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي المِيزَانِ، وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَيُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَذٰلِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي المِيزَانِ»، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ، قالُوا: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ؟ قالَ: «يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي مَنَامِهِ» - يَعْنِي الشَّيْطَانَ، - «فَيُنَوِّمُهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهُ، وَيَأْتِيهِ فِي صَلَاتِهِ فَيُذَكِّرُهُ حَاجَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهَا».

بندہ ان کی پابندی کر لے' تو جنت میں داخل ہوگا اور وہ بہت آسان ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔ (ایک یہ ہے کہ) ہر نماز کے بعد دس بار "سبحان اللہ" دس بار "الحمدللہ" اور دس بار "اللہ اکبر" کہے تو زبان کی ادائیگی کے اعتبار سے ایک سو پچاس بار ہے (مجموعی طور پر پانچوں نمازوں کے بعد) اور ترازو میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گے اور جب سونے لگے تو چونتیس بار "اللہ اکبر" تینتیس بار "الحمدللہ" اور تینتیس بار "سبحان اللہ" کہے۔ زبانی طور پر تو یہ ایک سو بار ہے مگر میزان میں یہ تسبیحات ایک ہزار ہوں گی۔" یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ انہیں اپنے ہاتھ سے شمار کرتے تھے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہے کہ یہ عمل آسان ہے مگر کرنے والے تھوڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "سوتے وقت میں کسی کے پاس شیطان آ جاتا ہے اور پہلے اس سے کہ وہ یہ تسبیحات پوری کر لے' وہ اسے سلا دیتا ہے اور (اسی طرح) نماز میں شیطان آ جاتا ہے اور اسے کوئی کام یاد دلا دیتا ہے تو وہ انہیں پڑھے بغیر ہی اٹھ جاتا ہے۔"

فائدہ: ہر نیکی اور خیر اللہ عزوجل کی طرف منسوب ہوتی ہے اور انسان اس پر اس کی توفیق ہی سے عمل پیرا ہو سکتا ہے اور ہر برائی اور شر میں شیطان کا عمل دخل ہوتا ہے اور نیکی سے محروم رہ جانا بہت بڑا عیب اور وبال ہے۔ اس لیے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ نیکی کی توفیق عنایت فرماتا رہے' مثلاً یہ دعا کرے: [رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ]

٥٠٦٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حدَّثني عَيَّاشُ

٥٠٦٦- ام الحکم کے صاحبزادے یا ضباعہ بنت زبیر سے روایت ہے (ام الحکم اور ضباعہ دونوں زبیر بن

٥٠٦٦ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٩٨٧.

ابنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عنِ الْفَضْلِ بنِ حَسَنٍ الضَّمْرِيِّ؛ أَنَّ ابنَ أُمِّ الْحَكَمِ، أَوْ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ - حَدَّثَهُ عنْ إِحْدَاهُمَا - أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ الله ﷺ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ»، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ التَّسْبِيحِ، قالَ: عَلَى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّوْمَ.

عبدالمطلب کی بیٹیاں ہیں) کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں' میری بہن اور نبی ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ہم نے انہیں اپنی وہ مشکلات پیش کیں جن سے ہم دوچار ہوتی تھیں' اور ہم نے عرض کیا کہ ان قیدیوں میں سے کوئی خادم ہمیں بھی دیے جانے کا حکم ارشاد فرمائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بدر کے یتیم تم سے پہلے لے چکے ہیں۔ پھر تسبیح والا قصہ ذکر کیا اور اس روایت میں ہر نماز کے بعد کا بیان ہے' سوتے وقت کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پیچھے ''کتاب الخراج'' میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ۲۹۸۷- فوائد وہاں ملاحظہ ہوں۔

(المعجم ۱۰۰، ۱۰۱) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ** (التحفة ۱۱۰)

باب: ۱۰۰' ۱۰۱- صبح کے وقت کی دعائیں

٥٠٦٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عنْ عَمْرِو بنِ عَاصِمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قالَ: يَا رَسُولَ الله! مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ. قالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! فاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ

۵۰۶۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی کلمات ارشاد فرمائیں جو میں صبح اور شام کے وقت پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو: [اَللّٰھُمَّ! فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ' عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ' رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّ مَلِیْکَہٗ' اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ' اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ' وَ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَ شِرْکِہٖ] ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے

٥٠٦٧ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه: [" اللهم عالم الغيب والشهادة فاطر السمٰوات والأرض ..."]، ح:٣٣٩٢ من حديث يعلى بن عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٤٩، والحاكم: ١/ ٥١٣، ووافقه الذهبي.

نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ»، قالَ: «قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ».

والے! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے! ہر شے کے پالنے والے اور اس کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کی شرارت' شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' یہ دعا صبح' شام اور سوتے وقت پڑھا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مستحب ہے کہ انسان صبح' شام اور رات کو سوتے وقت یہ مبارک دعا پڑھا کرے۔ ② سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا عظیم انسان بھی اس بات کا محتاج ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر جیسے عام عمل میں نبی ﷺ اور اس کی وحی سے علم حاصل کرے۔ کجا یہ کہ بعض لوگوں نے اپنی من مرضی سے حمد و ثنا اور درود و سلام کے لیے جوڑے وظیفے اور صحیفے ایجاد کیے اور اتباع رسول کی فضیلت اور اجر سے محروم رہے اور اپنے حلقہ بگوشوں کو بھی محروم رکھا۔ علاوہ ازیں عقیدے اور عمل کا فساد اس سے بڑھ کر ہے۔ بہر حال صاحب ایمان کو اپنے ہر عمل میں نبی ﷺ سے ہدایت لینے کا شائق رہنا چاہیے۔ ③ انسان علم و فضل میں جس قدر اونچے مرتبے پر ہو اسے اپنے نفس کی شرارت اور شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لیے اسی قدر زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اللہ کی عنایت کے سوا کہیں ممکن نہیں۔ ④ اس دعا کا آخری لفظ "شِرْكه" کی ایک روایت "شَرَكه" بھی ہے یعنی "شین" اور "را" دونوں پر فتحہ (زبر) تو معنی ہوں گے: ''میں شیطان کے جال اور پھندے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

٥٠٦٨ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلٌ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: «اللَّهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ»، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: «اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ».

٥٠٦٨- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب صبح ہوتی تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَصْبَحْنَا' وَبِكَ اَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيَا' وَبِكَ نَمُوتُ وَ اِلَيْكَ النُّشُوْرُ] ''اے اللہ! ہم نے تیرے (فضل کے) ساتھ صبح کی اور تیرے (فضل کے) ساتھ شام کرتے ہیں۔ تیرے ہی فضل سے زندہ اور تیرے ہی نام پر مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' اور شام کے وقت یہ کلمات یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيَا' وَ بِكَ نَمُوتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ] ''اے اللہ! ہم نے تیرے ہی (فضل کے) ساتھ شام کی اور

٥٠٦٨ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٣٩١ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٤، ٢٣٥٥.

تیرے ہی فضل سے زندہ اور تیرے ہی نام پر مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھنا ہے۔"

٥٠٦٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَبِي فُدَيْكٍ قالَ: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ المَجِيدِ عَنْ هِشَامِ بنِ الْغَازِ بن رَبِيعَةَ، عنْ مَكْحُولٍ الدِّمَشْقِيِّ، عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ أَوْ يُمْسِي: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ، وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ، وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَعْتَقَ اللهُ رُبْعَهُ مِنَ النَّارِ، فَمَنْ قالَهَا مَرَّتَينِ أَعْتَقَ اللهُ نِصْفَهُ، وَمَنْ قالَهَا ثَلَاثًا أَعْتَقَ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِهِ، فإنْ قالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَهُ اللهُ مِنَ النَّارِ».

٥٠٦٩- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح یا شام کے وقت درج ذیل دعا پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کا چوتھائی حصہ آگ سے آزاد فرما دے گا۔ اور جو شخص اسے دوبار پڑھے اللہ اس کا آدھا حصہ آگ سے آزاد کر دے گا۔ اور جو شخص اسے تین بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا تین چوتھائی آگ سے آزاد کر دے گا۔ اور جو شخص چار بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے (کامل طور پر) آگ سے آزاد فرما دے گا۔" (دعا کے کلمات یہ ہیں:) [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیٓ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلَائِكَتَكَ وَ جَمِيعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَ رَسُولُكَ] "اے اللہ! میں نے صبح کی ہے اور تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرا عرش اٹھانے والے اور دیگر فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔"

٥٠٧٠- حَدَّثَنا أحْمَدُ بن يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ ثَعلَبَةَ الطَّائِيُّ عن ابن بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ:

٥٠٧٠- حضرت عبداللہ اپنے والد بریدہ ؓ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح یا شام کے وقت یہ دعا پڑھ لے اور پھر اپنے اس دن یا رات

٥٠٦٩- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:١٠٥٧٤، وعمل اليوم والليلة، ح:٧٣٨ من حديث أحمد بن صالح به، وسنده ضعيف، وله شاهد حسن يأتي، ح:٥٠٧٨.

٥٠٧٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، ح:٣٨٧٢ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٥٣، والحاكم:١/ ٥١٤، ٥١٥، ووافقه الذهبي.

«مَنْ قَالَ حِينَ يُصبِحُ أَوْ حِينَ يُمْسِي: اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ [لَكَ] بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

میں فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔'' (الفاظ یہ ہیں:) [اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ' خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ' اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ' اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ' وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ' فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں' میں تیرے ساتھ کیے ہوئے عہد اور وعدے پر' جہاں تک میری ہمت ہے' قائم ہوں۔ میں اپنے کیے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں مجھے ان کا اقرار ہے اور مجھے اپنے گناہوں کا بھی اعتراف ہے۔ پس مجھے بخش دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔''

فائدہ: اس مبارک دعا کو ''سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَار'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں بندے کی طرف سے اللہ رب العالمین کے کمال عظمت وجلال کے اقرار کے ساتھ اپنی انتہائی عاجزی اور بندگی کا اظہار ہے۔

٥٠٧١- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنِ الْحَسَنِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ، عنْ إِبْرَاهِيمَ بنِ سُوَيْدٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عنْ عَبْدِ اللهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَى: «أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ للهِ وَالْحَمْدُ للهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ». زَادَ في حَدِيثِ جَرِيرٍ: وَأَمَّا زُبَيْدٌ كَانَ يَقُولُ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ

٥٠٧١- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شام کے وقت یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: [اَمْسَیْنَا وَ اَمْسَی الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ......] جریر کی روایت میں اضافہ ہے لیکن زبید نے کہا کہ ابراہیم بن سوید کہا کرتے تھے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ' وَلَهُ الْحَمْدُ' وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ' رَبِّ! اَسْاَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَ خَیْرَ مَا بَعْدَهَا' وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَ

٥٠٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧٢٣ من حديث جرير به.

ابنُ سُوَيْدٍ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ! أَسأَلُكَ خيرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخيرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا. رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكِبْرِ أَوِ الْكُفْرِ. رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ». وَإِذَا أَصْبَحَ قالَ ذٰلِكَ أَيْضًا: «أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لله..».

شَرِّمَا بَعْدَهَا' رَبِّ! اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ' اَوِالْكُفْرِ' رَبِّ! اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَ عَذَابٍ فِی الْقَبْرِ] اور جب صبح ہوتی تو بھی اسی طرح کہا کرتے تھے [اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰه......]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بنِ سُوَيْدٍ قال: «مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ» وَلَمْ يَذْكُرْ: «سُوءَ الْكُفْرِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس روایت کو شعبہ نے بواسطہ سلمہ بن کہیل' ابراہیم بن سوید سے روایت کیا تو اس میں [مِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ] کہا ہے اور [سُوْءِ الْكُفْرِ] کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① دعا کے الفاظ مرتب طور پر درج ذیل ہیں: [اَمْسَيْنَا وَ اَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ' وَلَهُ الْحَمْدُ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ! اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِی هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ خَيْرَ مَا بَعْدَهَا' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِی هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ شَرِّمَا بَعْدَهَا' رَبِّ! اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ' اَوِ الْكُفْرِ' رَبِّ! اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَ عَذَابٍ فِی الْقَبْرِ] اور صبح کے وقت دو جملے یوں بدلنے ہوں گے: [اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰه......] اور آگے...... [رَبِّ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِی هٰذَا الْيَوْمِ وَ خَيْرَ مَا بَعْدَهٗ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا فِی هٰذَا الْيَوْمِ وَ شَرِّمَا بَعْدَه] ② الكِبْر......''با'' جزم کے ساتھ ہو تو بمعنی ''غرور'' ہے۔ اور اگر ''با'' پر زبر پڑھی جائے تو معنی ہیں: ''بڑھاپا''۔ ③ دعا کا ترجمہ: ''ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی' اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے' تعریف اسی کی ہے' اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے' اور اس خیر کا بھی جو اس کے بعد ہے' اور اس شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے بھی جو اس کے بعد ہے۔ اے میرے رب! میں سستی' غرور (یا بڑھاپے) یا کفر کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں دوزخ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

٥٠٧٢- حَدَّثنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثنا شُعْبَةُ عن أَبِي عَقِيلٍ، عن سَابِقِ بنِ نَاجِيَةَ، عن أَبِي سَلَّامٍ؛ أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ حِمْصَ، فَمرَّ بِهِ رَجُلٌ فقالُوا: هٰذَا خَدَمَ النَّبِيَّ ﷺ، فقَامَ إِلَيْهِ فقَالَ: حدِّثني بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ لَمْ يَتَدَاوَلْهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ الرِّجَالُ، قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى: رَضِينَا بالله رَبًّا وَبالإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى الله أَنْ يُرْضِيَهُ».

۵۰۷۲- جناب ابوسلام (ممطور الحبشی) حمص کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ آدمی نبی ﷺ کا خادم رہا ہے۔ تو ابوسلام اس کی طرف اٹھ کر گئے اور کہا: مجھے ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور وہ صرف آپ کو بتائی ہو' عام لوگوں سے نہ کہی ہو۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''جو شخص صبح یا شام کو یہ پڑھ لیا کرے: [رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیناً وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا] ''ہم اس بات پر راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب' اسلام ہمارا دین اور محمد ہمارے رسول ہیں۔'' تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ وہ اسے راضی کر دے۔''

فائدہ: اس حدیث میں مذکور دعا' سنن ابوداود' کتاب الوتر' حدیث: ۱۵۲۹ میں بھی گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

٥٠٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ وَإِسْمَاعِيلُ قالَا: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ عن رَبِيعَةَ ابنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَنْبَسَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ غَنَّامٍ الْبَيَاضِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ: اللَّهُمَّ! مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ

۵۰۷۳- جناب عبداللہ بن غنام البیاضی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے وقت یہ کہہ لیا: [اَللّٰھُمَّ! مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ' فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ] ''اے اللہ! مجھے جو بھی نعمت حاصل ہے وہ تیرے اکیلے ہی کی طرف سے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیری ہی حمد ہے اور تیرا ہی شکر ہے۔'' تو اس

٥٠٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٣٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ١/ ٥١٨، ووافقه الذهبي * سابق بن ناجية حسن الحديث، تقدم، ح: ٣٦٥٣.

٥٠٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٣٥، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧ من حديث سليمان بن بلال به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦١ * عبدالله بن عنبسة لم يوثقه غير ابن حبان.

فمِنْكَ وَحْدَكَ، لا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ، فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ يَومِهِ، وَمَنْ قالَ مِثْلَ ذٰلكَ حِينَ يُمْسِي فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ».

نے اپنے اس دن کا شکر ادا کر لیا اور جس نے شام کے وقت اسی طرح کہہ لیا' تو اس نے اپنی اس رات کا شکر ادا کر لیا۔"

٥٠٧٤- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ ابنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى: حَدَّثَنا ابْنُ نُمَيْرٍ قالَا: حَدَّثَنا عُبادَةُ بنُ مُسْلِمٍ الْفَزارِيُّ عن جُبَيْرِ بن أَبي سُلَيْمانَ بن جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ قال: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ الله ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَافِيَةَ في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ في دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي. اللَّهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَتِي». - وقالَ عُثْمانُ: «عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ! احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي، وعن يَمِيني وَعن شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي».

۵۰۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ شام کو اور صبح کے وقت یہ دعائیں نہ چھوڑا کرتے تھے (ہمیشہ پڑھا کرتے تھے:) [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ' اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِی دِينِی وَ دُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ' اَللّٰهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَتِی......] عثمان (بن ابی شیبہ) کے الفاظ ہیں: [عَوْرَاتِی' وَآمِنْ رَوْعَاتِی' اَللّٰهُمَّ! احْفَظْنِی مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِی' وَ عَنْ يَمِينِی وَعَنْ شِمَالِی وَ مِنْ فَوْقِی' وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِی] "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں ہر طرح کے آرام اور راحت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلب گار ہوں اپنے دین و دنیا میں اور اپنے اہل و مال میں۔ اے اللہ! میرے عیب چھپا دے۔ مجھے میرے اندیشوں اور خطرات سے امن عنایت فرما۔ یا اللہ! میرے آگے' میرے پیچھے' میرے دائیں' میرے بائیں اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اور میں تیری عظمت کے ذریعے سے اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کر دیا جاؤں۔"

٥٠٧٤ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الخسف، ح:٥٥٣١ من حديث عبادة بن مسلم به، مختصرًا، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٥٦، والحاكم:١/ ٥١٧، ٥١٨، ووافقه الذهبي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي الْخَسْفَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا' جناب وکیع نے کہا کہ [أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ] سے مراد ہے: ''زمین میں دھنسا دیا جاؤں۔'' (اس سے پناہ چاہتا ہوں۔)

٥٠٧٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: أَخبرني عَمْرٌو؛ أَنَّ سَالِمًا الْفَرَّاءَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ حدَّثَهُ؛ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ وكانَتْ تَخْدِمُ بَعضَ بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْها؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُها فَيَقُولُ: «قُولِي حِينَ تُصْبِحِينَ: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ، لا قُوَّةَ إِلَّا بالله، ما شَاءَ الله كَانَ، وَما لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ الله عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ الله قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، فإِنَّهُ مَن قالَهُنَّ حِينَ يُصْبِحُ حُفِظَ حتَّى يُمْسِيَ، وَمَن قالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي حُفِظَ حتَّى يُصْبِحَ».

٥٠٧٥-عبدالحمید مولیٰ بنو ہاشم سے روایت ہے کہ اس کی والدہ نبی ﷺ کی کسی صاحبزادی کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اس صاحبزادی نے اسے بیان کیا کہ نبی ﷺ اسے سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جب تم صبح کرو تو یہ کہا کرو: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ' لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ' وَمَالَمْ يَشَأْلَمْ يَكُنْ' اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً] ''اللہ پاک ہے اپنی حمدوں کے ساتھ۔ نیکی اور خیر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ جو اللہ چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور اس کا علم ہر شے کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔'' بلاشبہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات کہہ لے' تو شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے شام کو یہ پڑھ لیے' تو صبح تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔''

٥٠٧٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهبٍ قال:

٥٠٧٦-حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت (سورۃ الروم کی درج ذیل آیات) پڑھ لے وہ اپنے اس دن کی

٥٠٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٤٠، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٢١ من حديث عبدالله بن وهب به * عبدالحميد مولٰى بني هاشم لم يوثقه غير ابن حبان.

٥٠٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٣٩، ح: ١٢٩٩١ من حديث الليث بن سعد به * سعيد بن بشير مجهول (تقريب)، وشيخه ضعيف، وقد اتهمه ابن عدي وابن حبان (أيضًا)، وعبدالرحمٰن ابن البيلماني ضعيف (أيضًا)، والحديث ضعفه البخاري وغيره.

أخبرني اللَّيْثُ عن سَعِيدِ بنِ بَشِيرٍ النَّجَّارِيِّ، عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيِّ - قالَ الرَّبيعُ: ابن الْبَيْلَمَانِيِّ - عنْ أَبِيهِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قالَ: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ ﴿فَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ إلى ﴿وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ﴾ [الروم: ١٧-١٩]، أَدْرَكَ مَا فاتَهُ في يَوْمِهِ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ في لَيْلَتِهِ» قالَ الرَّبِيعُ: عن اللَّيْثِ.

فوت شدہ نیکیاں حاصل کرلے گا اور جس نے انہیں شام کے وقت پڑھ لیا وہ اپنی اس رات کی فوت شدہ نیکیاں حاصل کرلے گا۔'' (وہ آیات یہ ہیں:) ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ○ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ چنانچہ تم اللہ کی تسبیح (پاکی بیان) کرو جب تم شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور (تسبیح کرو) پچھلے پہر اور جب تم دوپہر کرو۔ وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے' اور زمین کو (بھی) اس کے مردہ (بنجر) ہو جانے کے بعد زندہ (شاداب) کر دیتا ہے اور ایسے ہی تمہیں بھی نکالا جائے گا۔'' ربیع بن سلیمان کی روایت میں [اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ] کی بجائے [عَنِ اللَّيْثِ] کے الفاظ ہیں۔

٥٠٧٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ وَوُهَيْبٌ نَحْوَهُ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن ابن أَبِي عَائِشٍ وَقالَ حَمَّادٌ: عن أَبِي عَيَّاشٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ قالَ إذَا أَصْبَحَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عَدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ

۵۰۷۷- ابن ابو عائش سے روایت ہے' جبکہ حماد کی روایت میں ہے کہ ابو عیاش ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت یہ کہہ لے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَهُ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ] ''ایک اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں' ملک اسی کا ہے' تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر

٥٠٧٧- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٨٦٧ من حديث حماد بن سلمة به.

وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ. وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسَى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ»

شے پر خوب قادر ہے۔'' تو اسے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی' اس سے دس غلطیاں مٹائی جائیں گی' اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے اور شام تک کے لیے شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور اگر شام کو یہ کہہ لے' تو صبح تک کے لیے یہی کچھ ہے۔''

قَالَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا. قَالَ: «صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ».

حماد کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ابو عیاش آپ سے اس اس طرح روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''ابوعیاش نے سچ کہا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَمُوسَى الزَّمْعِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ [عَيَّاشٍ].

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو اسماعیل بن جعفر' موسیٰ زمعی اور عبداللہ بن جعفر نے بواسطہ سہیل' اس کے والد سے اور اس نے ابن عیاش سے روایت کیا۔

٥٠٧٨ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عن مُسْلِمٍ يَعْنِي ابنَ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ! إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ، وَإِنْ قَالَهَا

۵۰۷۸- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کیا کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت یہ کہہ لے [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلَائِكَتَكَ وَ جَمِيعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ' وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ] ''اے اللہ! میں نے صبح کی' تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے حاملین عرش' دوسرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے' تیرے ایک اکیلے کے سوا کوئی

٥٠٧٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء: "اللهم أصبحنا أو أمسينا نشهدك ونشهد حملة عرشك . . . "]، ح: ٣٥٠١ من حديث بقية به، وصرح بالسماع المسلسل، (عمل اليوم والليلة، ح: ٩)، وله شاهد تقدم، ح: ٥٠٦٩، ونقل المنذري، وابن تيمية عن الترمذي، قال فيه: "حسن".

حِينَ يُمْسِي ، غُفِرَ لَهُ مَا أَصَابَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ» .

عبادت کے لائق نہیں' تیرا کوئی ساجھی نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔'' تو وہ اس دن میں جو گناہ بھی کرے گا' اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اور اگر شام کو یہ کہہ لے تو اس رات میں جو گناہ اس سے ہوں' معاف کر دیے جائیں گے۔''

٥٠٧٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو النَّضْرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أخبرني أَبُو سَعِيدٍ الْفِلَسْطِينِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بْنُ حَسَّانٍ عن الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عن أَبِيهِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فقَالَ: «إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ المَغْرِبِ فَقُلْ: اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُم مُتَّ في لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا ، وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ؛ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا» .

٥٠٧٩-مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے راز داری کے انداز میں فرمایا: ''جب تم نماز مغرب سے سلام پھیر و تو سات بار [اَللّٰهُمَّ! اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ] '' کہہ لیا کرو۔ ''اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ۔'' اگر تم یہ کہہ لو اور اسی رات مر جاؤ تو تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جائے گا اور جب صبح کی نماز پڑھ چکو تو اسی طرح کہہ لیا کرو' اگر تم اس دن میں مر گئے' تو تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جائے گا۔''

أخبرني أَبُو سَعِيدٍ عن الْحَارِثِ أَنَّهُ قالَ أَسَرَّهَا إِلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ. نَحْنُ نَخُصُّ إِخْوَانَنَا بِهَا .

ابو سعید نے حارث سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (بالخصوص) راز دارانہ انداز میں فرمایا تھا' تو ہم (بھی یہ) اپنے بھائیوں کو بالخصوص بتاتے ہیں۔

٥٠٨٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ

٥٠٨٠-عبدالرحمٰن بن حسان کنانی نے روایت کیا

٥٠٧٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٤، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١١١، وفي الكبرى، ح: ٩٩٣٥ من حديث أبي سعيد الفلسطيني به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٤٦ * الحارث بن مسلم ذكره بعضهم في الصحابة، ووثقه ابن حبان وغيره، فهو حسن الحديث، وانظر الحديث الآتي.

٥٠٨٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي في الكبرى (عمل اليوم والليلة، ح: ١١١) عن عمرو بن عثمان به، انظر الحديث السابق.

الْحِمْصِيُّ وَمُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ وَعَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بنُ مُصَفًّى الْحِمْصِيُّ قالُوا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حَسَّانٍ الْكِنَانِيُّ قالَ: حدَّثني مُسْلِمُ بنُ الْحَارِثِ بن مُسْلِم التَّمِيمِيُّ عن أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ: «جِوَارٌ مِنْهَا»، إِلَّا أَنَّهُ قالَ فِيهِمَا: «قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا».

کہ مجھے مسلم بن حارث بن مسلم تمیمی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اور [جِوَارٌ مِنھَا] تک روایت کی۔ مگر اس میں ہے کہ یہ کلمہ [اَللّٰھُمَّ! اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ] (سلام کے بعد) کسی سے بات کرنے سے پہلے کہے۔“

قالَ عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ فِيهِ: إِنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، وَقالَ عَلِيٌّ وابنُ الْمُصَفَّى، قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ في سَرِيَّةٍ، فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمُغَارَ اسْتَحْثَثْتُ فَرَسِي فَسَبَقْتُ أَصْحَابِي، وَتَلَقَّانِي الْحَيُّ بالرَّنِينِ، فَقُلْتُ لَهُمْ: قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا الله تُحْرَزُوا، فقالُوها، فَلامَنِي أَصْحَابِي فقالُوا: أَحْرَمْتَنَا الْغَنِيمَةَ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أَخْبَرُوهُ بالَّذِي صَنَعْتُ، فَدَعَانِي فَحَسَّنَ لِي ما صَنَعْتُ وقالَ: «أَمَا إِنَّ الله قَدْ كَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ كَذَا وَكَذَا». - قال عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَأَنَا نَسِيتُ الثَّوَابَ، - ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا إِنِّي سَأَكْتُبُ لَكَ بالْوَصَاةِ بَعْدِي». قالَ: فَفَعَلَ وَخَتَمَ عَلَيْهِ ودَفَعَهُ إِلَيَّ وَقالَ لِي، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُمْ. وَقالَ ابنُ الْمُصَفَّى: قالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بنَ مُسْلِمِ بنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ

804

علی بن سہل نے کہا کہ مسلم بن حارث کے والد نے اپنے بیٹے کو یہ حدیث بیان کی' جبکہ علی بن سہل اور محمد بن مصفی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم میں روانہ کیا۔ جب ہم لڑائی کے مقام پر پہنچ گئے تو میں نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑایا اور اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا تو مجھے دشمن قبیلے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے ان سے کہا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] کہہ لو بچ جاؤ گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہ کلمہ کہہ دیا۔ تو میرے ساتھیوں نے مجھے ملامت کی اور کہنے لگے کہ تم نے ہمیں غنیمت سے محروم کر دیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور ساتھیوں نے وہ (واقعہ) بیان کیا کہ جو کچھ میں نے کیا تھا تو آپ نے مجھے بلوایا اور میرے عمل کی تحسین فرمائی اور فرمایا: ”اللہ نے تیرے لیے ان میں سے ہر ہر بندے کی وجہ سے اتنا اتنا ثواب لکھا ہے......“ عبدالرحمٰن (بن حسان) نے کہا کہ مجھے اس ثواب کی تفصیل بھول گئی ہے...... پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! بیشک میں اپنے بعد تمہارے لیے

يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ.

وصیت لکھ دیتا ہوں۔" چنانچہ آپ نے ایسے ہی کیا اور اس تحریر میں مہر لگا کر میرے حوالے کر دی اور مجھ سے فرمایا...... پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی ذکر کیا۔ ابن مصفّٰی نے کہا: میں نے حارث بن مسلم بن حارث تمیمی سے سنا' وہ اپنے والد سے حدیث بیان کرتے تھے۔

٥٠٨١ - حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ المُسلِمِينَ، مِنَ المُتَعَبِّدِينَ، قال: حَدَّثَنا مُدْرِكُ بنُ سَعْدٍ - قالَ يَزِيدُ: شَيْخٌ ثِقَةٌ - عن يُونُسَ بنِ مَيْسَرَةَ ابنِ حَلْبَسٍ، عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: مَنْ قالَ إِذَا أَصْبَحَ وإِذَا أَمْسَى: حَسْبِيَ الله لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، كَفَاهُ الله مَا أَهَمَّهُ، صَادِقًا كَانَ بِهَا أَوْ كَاذِبًا.

٥٠٨١- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ جس نے صبح اور شام کے وقت سات بار یہ کہہ لیا: [حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ' عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم] اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں میں اس کی کفایت فرمائے گا خواہ اس نے سچے دل سے یہ کلمہ کہا ہو یا جھوٹے دل سے۔

٥٠٨٢ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى قال: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ قال: أخبرني ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن أَبِي أُسَيْدٍ الْبَرَّادِ، عن مُعَاذِ بنِ عَبْدِالله بن خُبَيْبٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قال: خَرَجْنَا فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ الله ﷺ لِيُصَلِّيَ لَنَا فَأَدْرَكْنَاهُ

٥٠٨٢- جناب معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک بارش والی اور سخت اندھیری رات میں نکلے' جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈ رہے تھے تا کہ وہ ہمیں نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا' تو آپ نے فرمایا: "کہو۔" تو میں کچھ نہ بولا۔ آپ نے پھر فرمایا: "کہو" تو

٥٠٨١ـ تخريج: [إسناده حسن].

٥٠٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [الدعاء عند النوم]، ح: ٣٥٧٥ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ٥٤٣٠ * أبوأسيد هو أسيد بن أبي أسيد.

فقَالَ: «قُلْ»، فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قالَ: «قُل»، فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قالَ: «قُلْ»، فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ الله؟ قالَ: «قُلْ، هُوَ الله أَحَدٌ وَالمُعَوِّذَتَيْنِ، حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ».

بھی میں کچھ نہ بولا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''کہو۔'' تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں۔ آپ نے فرمایا: کہو: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین یعنی ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ صبح اور شام تین تین بار یہ کہہ لو تو ہر چیز سے تمہاری کفایت ہو جائے گی۔''

٥٠٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حدَّثني أَبِي - قال ابنُ عَوْفٍ وَرَأَيْتُهُ في أَصْلِ إسْمَاعِيلَ - قال: حدَّثني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحٍ، عن أَبِي مَالِكٍ قال: قالُوا: يَا رَسُولَ الله! حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُولُها إِذَا أَصْبَحْنَا وَأَمْسَيْنَا وَاضْطَجَعْنَا، فأَمَرَهُم أَنْ يَقُولُوا: «اللَّهُمَّ! فَاطِرَ السَّماوَاتِ وَالأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَالمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ أَنَّكَ لا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، فإِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ نَقْتَرِفَ سُوءًا عَلَى أَنْفُسِنَا، أَوْ نَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ».

٥٠٨٣-حضرت ابو مالک اشعری ؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی کلمہ ارشاد فرمائیں جو ہم صبح، شام اور سوتے وقت پڑھا کریں۔ تو آپ نے فرمایا' کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ! فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، اَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، فَاِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهٖ، وَ اَنْ نَقْتَرِفَ سُوْءًا عَلٰى اَنْفُسِنَا اَوْنَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ] ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' غیب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اور فرشتے گواہ ہیں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور شیطان مردود کے شر اور شرک سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور اس بات سے بھی کہ ہم اپنی جانوں پر کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان کے لیے کوئی برائی کریں۔''

٥٠٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٤٤٦، ح: ١٦٧٢ من حديث محمد بن إسماعيل بن عياش به * شريح بن عبيد عن أبي مالك مرسل كما تقدم، ح: ٤٢٥٣، قاله أبو حاتم (جامع التحصيل، ص: ١٩٥).

٥٠٨٤- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبِهٰذَا الإِسنادِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ: أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ. اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ ما فِيهِ وَشَرِّ ما بَعْدَهُ، ثُمَّ إِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ».

۵۰۸۴- امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسی اسناد سے روایت کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو چاہیے کہ کہا کرے: [اَصْبَحْنَا وَ اَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ' اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَ نَصْرَهٗ وَ نُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَ هُدَاهُ' وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَ شَرِّمَا بَعْدَهٗ] ''ہم نے صبح کی اور اللہ رب العالمین کے ملک نے بھی صبح کی۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی خیر' کامیابی' مدد' نور' برکت اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس کے بعد ہے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' اور جب شام ہو تو اسی طرح کہہ لیا کرے۔''

٥٠٨٥- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ بنُ الْوَلِيدِ عن عُمَرَ بنِ جُعْثُمٍ قال: حَدَّثَنا الأَزْهَرُ بنُ عَبْدِ الله الْحَرَازِيُّ قال: حدَّثني شَرِيقٌ الْهَوْزَنِيُّ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا: بِمَ كانَ رَسُولُ الله ﷺ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ، فقالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عن شَيْءٍ ما سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كانَ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ عَشْرًا، وقالَ: «سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ» عَشْرًا، وقالَ: «سُبْحَانَ المَلِكِ الْقُدُّوسِ» عَشْرًا، وَاسْتَغْفَرَ

۵۰۸۵- جناب شریق ہوزنی کہتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو کس چیز سے ابتدا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: تحقیق تو نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے جس کے متعلق تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ آپ ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو دس بار [اَللّٰهُ اَكْبَرُ] دس بار [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] دس بار [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ] دس بار [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ] دس بار [اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ] دس بار [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] پھر دس بار کہتے [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَ ضِيْقِ

٥٠٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٤٤٧، ح: ١٦٧٥ من حديث محمد بن إسماعيل بن عياش به.

٥٠٨٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٧٠٧، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ٨٧١ من حديث بقية به، وسنده ضعيف جدًّا، وله شاهد حسن عند النسائي في المجتبٰى، ح: ١٦١٨ وغيره.

عَشْرًا، وَهَلَّلَ عَشْرًا، ثُمَّ قال: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ»، عَشْرًا، ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ.

يَوْمِ الْقِيَامَةِ] ”اے اللہ! میں دنیا اور روز قیامت کی تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ پھر نماز شروع فرماتے۔

٥٠٨٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمَانُ ابنُ بِلَالٍ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَأَسْحَرَ يَقُولُ: «سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ الله وَنِعْمَتِهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا. اللَّهُمَّ! صَاحِبْنَا فَأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بالله مِنَ النَّارِ».

٥٠٨٦- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحر ہوتی تو فرمایا کرتے [سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ نِعْمَتِهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا' اَللّٰهُمَّ! صَاحِبْنَا فَاَفْضِلْ عَلَيْنَا' عَائِذاً بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ] ”سنتا ہے سننے والا حمد ہے اللہ کی اور کیا خوب نعمتیں اور احسان ہیں اس کے ہم پر۔ اے اللہ! ہمارا ساتھی بن اور ہم پر اپنا فضل فرما۔ اس حال میں کہ ہم جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔“

٥٠٨٧- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا المَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قال: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يَقُولُ: مَنْ قال حِينَ يُصْبِحُ: اللَّهُمَّ! ما حَلَفْتُ مِنْ حِلْفٍ أو قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أو نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ: مَا شِئْتَ كان وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ. اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَتَجَاوَزْ لِي عَنْهُ، اللَّهُمَّ! فَمَنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَاتِي، وَمَنْ لَعَنْتَ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي، كَانَ فِي اسْتِثْنَاءٍ يَوْمَهُ ذٰلِكَ أو قال: ذلك الْيَوْمَ.

٥٠٨٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جس نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی: [اَللّٰهُمَّ! مَاحَلَفْتُ مِنْ حِلْفٍ اَوْقُلْتُ مِنْ قَوْلٍ اَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَىْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ' مَاشِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ' اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِىْ وَ تَجَاوَزْلِىْ عَنْهُ' اَللّٰهُمَّ فَمَنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَاتِىْ' وَ مَنْ لَعَنْتَ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِىْ] ”اے اللہ! میں نے جو کوئی قسم اٹھائی ہو یا کوئی بات کہی ہو یا کوئی نذر مانی ہو تو تیری مشیت اور ارادہ اس سب کچھ کے آگے ہے۔ جو تو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو تو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ سے ان امور میں درگزر فرما۔ اے

٥٠٨٦- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧١٨ من حديث ابن وهب به.

٥٠٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الأسماء والصفات، ص: ٢١٠، وفي نسخة، ص: ١٦٤ من حديث أبي داود به، * القاسم بن محمد في سماعه من أبي ذر نظر.

اللہ! جس پر تو نے اپنی صلاۃ (رحمت) نازل کی ہے تو میری طرف سے بھی اس کے لیے صلاۃ (رحمت) ہو۔ اور جس پر تو نے لعنت کی ہے میری طرف سے بھی اس کو پھٹکار ہو۔'' یہ کلمات پڑھنے والا اس دن کی غلطیوں سے مستثنیٰ ہوگا۔ (محفوظ رہے گا۔)

٥٠٨٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ عَمَّنْ سَمِعَ أَبَانَ بنَ عُثْمانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُثْمانَ يَعني ابنَ عَفَّانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قالَ بِسْمِ الله الَّذِي لا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ في الأَرْضِ ولا في السَّماءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَمَنْ قالَها حِينَ يُصْبِحُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلاءٍ حَتَّى يُمْسِيَ».

قال: فأَصَابَ أَبَانَ بنَ عُثْمانَ الْفَالَجُ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ الذِي سَمِعَ مِنْهُ الْحَدِيثَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فقَالَ لَهُ: مالَكَ تَنْظُرُ إِلَيَّ فَوَاللَّهِ! ما كَذَبْتُ عَلَى عُثْمانَ ولا كَذَبَ عُثْمانُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَلٰكِنَّ اليَوْمَ الَّذِي أَصَابَنِي فِيهِ ما أَصَابَنِي، غَضِبْتُ فَنَسِيتُ أَنْ أَقُولَهَا.

٥٠٨٨-سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے (شام کو) تین بار یہ دعا پڑھ لی' اسے صبح تک کوئی اچانک مصیبت نہیں آئے گی۔ [بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ] ''اللہ کے نام سے...... وہ ذات کہ اس کے نام سے کوئی چیز زمین میں ہو یا آسمان میں' نقصان نہیں دے سکتی اور وہ خوب سنتا ہے اور خوب جانتا ہے۔'' اور جس نے صبح کے وقت تین بار یہ دعا پڑھ لی اسے شام تک کوئی اچانک مصیبت نہیں آئے گی۔''

راوی نے بیان کیا کہ اس حدیث کے روایت کرنے والے ابان بن عثمان کو فالج ہو گیا تھا تو ان سے حدیث سننے والا ان کو تعجب سے دیکھنے لگا (کہ پھر یہ فالج کیونکر ہو گیا؟) تو انہوں نے کہا: کیا ہوا' مجھے دیکھتے کیا ہو؟ اللہ کی قسم! میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں بولا ہے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔ لیکن جس دن مجھے یہ فالج ہوا میں اس دن غصے میں تھا اور یہ کلمات پڑھنا بھول گیا تھا۔

٥٠٨٨- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٣٨٨ من حديث أبان بن عثمان به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم: ١/ ٥١٤، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: بلاشبہ صاحب ایمان کے لیے ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ناگہانی آفتوں سے بچاؤ کا یہ انتہائی آسان وظیفہ ہے۔ شرط یہ ہے کہ ایمان ویقین کے ساتھ ساتھ پابندی بھی ہو۔

٥٠٨٩- **حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنا أَنسُ بنُ عِيَاضٍ: حدَّثني أَبُو مَوْدُودٍ عن مُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ، عن أَبَانَ بنِ عُثْمانَ، عن عُثْمانَ عن النَّبيِّ ﷺ نحْوَهُ، لَمْ يَذْكُر قِصَّةَ الْفَالِجِ.

۵۰۸۹- محمد بن کعب نے ابان بن عثمان سے انہوں نے حضرت عثمان ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا مگر فالج والا قصہ ذکر نہیں کیا۔

٥٠٩٠- **حَدَّثَنا** الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ العَظِيمِ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قالاَ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الْجَلِيلِ بنِ عَطِيَّةَ، عن جَعْفَرِ بنِ مَيْمُونٍ قالَ: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قالَ لِأَبِيهِ: يا أَبتِ! إِنِّي أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ: اللَّهُمَّ! عَافِنِي في بَدَنِي، اللَّهُمَّ! عَافِنِي في سَمْعِي، اللَّهُمَّ! عَافِنِي في بَصَرِي، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ، وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فقَال: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ.

۵۰۹۰- جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان میں آپ کو سنتا ہوں کہ آپ ہر صبح یہ دعا پڑھتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ! عَافِنِی فِی بَدَنِی، اَللّٰهُمَّ! عَافِنِی فِی سَمْعِی، اَللّٰهُمَّ! عَافِنِی فِی بَصَرِی، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! مجھے میرے بدن میں آرام دے۔ اے اللہ! میرے کانوں کو سلامت رکھ، یا اللہ! میری نظر کو درست رکھ۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' آپ یہ دعا صبح کو تین بار پڑھتے ہیں اور شام ہوتی ہے تو تین بار پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔ تو میں پسند کرتا ہوں کہ آپ کی سنت پر عمل کروں۔

قال عبَّاسٌ فِيهِ: وتَقُولُ اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ،

(دوسرے راوی) عباس (بن عبدالعظیم) نے اپنی روایت میں کہا اور آپ یہ دعا بھی پڑھتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ! اِنِّی

٥٠٨٩- **تخريج:** [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠٩٠- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢ عن أبي عامر عبدالملك بن عمرو به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٥٠، و في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٧٠ * جعفر بن ميمون ضعفه الجمهور.

تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فَتَدْعُو بِهِنَّ، فأُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ.

اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ میں کفر اور محتاجی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' آپ یہ دعا صبح کو تین بار دہراتے ہیں اور شام کو بھی پڑھتے ہیں۔ (تو انہوں نے کہا) میں پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کروں۔

قال: وقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعَوَاتُ المَكْرُوبِ. اللَّهُمَّ! رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى صَاحِبِهِ.

اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پریشان حال کے لیے یہ دعا ہے: [اَللّٰهُمَّ! رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ، فَلَا تَكِلْنِىْ اِلٰى نَفْسِىْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَّاَصْلِحْ لِىْ شَأْنِىْ كُلَّهٗ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو مجھے آنکھ جھپکنے تک کے لیے بھی میری اپنی جان کے حوالے نہ فرمادے، اور میرے سارے معاملات درست فرمادے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' اس روایت میں عباس بن عبدالعظیم اور محمد بن مثنی نے بعض کلمات ایک دوسرے سے کچھ زیادہ کہے ہیں۔

فائدہ: بعض حضرات نے اس روایت کو ''حسن الاسناد'' قرار دیا ہے۔

٥٠٩١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ ابنُ الْقَاسِمِ عن سُهَيْلٍ، عن سُمَيٍّ، عَن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ؛

٥٠٩١ - حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت سو بار [سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ] کہہ لے اور اسی طرح شام کو بھی، تو مخلوقات میں کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے اس قدر ثواب پایا ہوگا۔''

٥٠٩١ - تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩٢ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وليس عنده: "العظيم".

وَإِذَا أَمْسٰى كَذٰلِكَ؛ لَمْ يُوَافِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ بِمِثْلِ مَا وَافَى».

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں [العظیم] کا لفظ نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: ٢٦٩٢)

(المعجم ١٠١، ١٠٢) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ (التحفة ١١١)

باب: ١٠١، ١٠٢- نیا چاند دیکھنے کی دعا

٥٠٩٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: «هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا».

٥٠٩٢- حضرت قتادہ ؒ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی ﷺ جب نیا چاند دیکھتے، تو کہتے: [هِلَالُ خَيْرٍ وَ رُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَ رُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ] ”خیر اور ہدایت کا چاند، خیر اور ہدایت کا چاند، خیر اور ہدایت کا چاند، میں ایمان لایا اس ذات پر جس نے تجھے پیدا کیا۔“ آپ یہ تین بار فرماتے۔ اس کے بعد فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا] ”حمد اس اللہ کی جو فلاں مہینے کو لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔“

فائدہ: مذکورہ دعا باتفاق محققین ضعیف ہے۔ تاہم ایک دوسری دعا مسند احمد اور جامع الترمذی میں ہے جس کی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں: ”حسن لشواھدہ“ یعنی یہ دعا شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے اور وہ دعا یہ ہے: [اَللّٰهُمَّ! اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ] (مسند احمد: ١٦٢/١ وجامع الترمذی، الدعوات، حدیث: ٣٤٥١) جبکہ ایک دعا سنن دارمی میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ! اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرْضَى، رَبُّنَا وَ رَبُّكَ اللّٰهُ] (سنن الدارمی، الصوم، باب مايقال عند رؤية الهلال، حدیث: ١٦٩٣) لہٰذا ان دو دعاؤں میں سے کسی ایک کو چاند دیکھتے ہوئے پڑھا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد: ١٨/٣، ١٧، حدیث: ١٣٩٧ وصحيح سنن الترمذي للالباني: ١٥٧/٣، حدیث: ٣٤٥١)

٥٠٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٠/ ٤٠٠، وعبدالرزاق: ٤/ ١٦٩، ح: ٧٣٥٣ من حديث قتادة به، والسند مرسل، وهو في مراسيل أبي داود، ح: ٥٢٧، وقال: "وروي متصلاً ولا يصح".

٥٠٩٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أَنَّ زَيْدَ بنَ حُبَابٍ أَخْبرَهُمْ عن أَبِي هِلَالٍ، عن قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ صَرَفَ وَجْهَهُ عَنْهُ.

۵۰۹۳-جناب قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب چاند دیکھتے تو اپنا چہرہ اس سے پھیر لیتے (اس کے بعد دعا پڑھتے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ عن النَّبِيِّ ﷺ في هٰذَا الْبَابِ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ صَحِيحٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں کوئی مرفوع صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول: "اس مسئلے میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں۔" سے مراد یہ ہے کہ دعا پڑھنے کے طریقے کی بابت کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔

(المعجم ١٠٢، ١٠٣) - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ بَيْتِهِ (التحفة...)

باب:۱۰۲'۱۰۳-گھر سے نکلنے کی دعا

٥٠٩٤- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: مَا خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فقالَ: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

۵۰۹۴-ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے گھر سے نکلتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْاَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ] "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں' یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں' یا ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے' یا کوئی جہالت کا کام کروں یا کوئی مجھ سے جہالت کا برتاؤ کرے۔"

فوائد ومسائل: ① اس روایت کی سند میں اختلاف ہے' اس کی وجہ سے بعض کے نزدیک ضعیف' بعض کے نزدیک

٥٠٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مراسيل أبي داود، ح:٥٢٨ * السند مرسل.

٥٠٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء: "بسم الله توكلت على الله ..."]، ح:٣٤٢٧، والنسائي، ح:٥٤٨٨، وابن ماجه، ح:٣٨٨٤ من حديث منصور به، * الشعبي لم يسمع من أم سلمة عند ابن المديني، وقوله هو الراجح.

صحیح اور بعض کے نزدیک حسن ہے۔ واللہ اعلم. ② یہ ایک انتہائی عظیم جامع دعا ہے اور یقیناً اللہ عزوجل کے خاص فضل کے بغیر انسان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خیرات حاصل کر سکے یا دوسروں سے بھلائی پائے یا ان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

٥٠٩٥- **حَدَّثَنا** إبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فقَالَ: بِسْمِ الله، تَوَكَّلْتُ عَلَى الله، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بالله. قالَ: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ شَيْطَانٌ آخَرُ، كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ».

٥٠٩٥-سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب بندہ اپنے گھر سے نکلے اور یہ کلمات کہہ لے [بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے' میں اللہ عزوجل پر بھروسا کرتا ہوں۔ کسی شر اور برائی سے بچنا اور کسی نیکی یا خیر کا حاصل ہونا اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔'' تو اس وقت اسے یہ کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت ملی' تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا (ہر بلا سے)۔ چنانچہ شیاطین اس سے دور ہو جاتے ہیں اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے تیرا داؤ ایسے آدمی پر کیونکر چلے جسے ہدایت دی گئی' اس کی کفایت کر دی گئی اور اسے بچا لیا گیا۔''

فائدہ: اس روایت کی صحت وضعف میں بھی اختلاف ہے۔ کتنا سعادت مند ہے وہ بندہ جو بلا مشقت اللہ تعالیٰ کی امان حاصل کرتا اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ چاہیے کہ ان اذکار سے غفلت نہ برتی جائے۔

(المعجم . . .) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ (التحفة ١١٢)

باب:......گھر میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟

٥٠٩٦- **حَدَّثَنا** ابْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي - قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَرَأَيْتُ فِي أَصْلِ

٥٠٩٦-حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی

٥٠٩٥_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول إذا خرج من بيته، ح: ٣٤٢٦ من حديث ابن جريج به، وعنعن، ووقع في موارد الظمآن، ح: ٢٣٧٥ وهم، والصواب ما في الإحسان، ح: ٨١٩.

٥٠٩٦_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٤٤٧، ح: ١٦٧٤ من حديث محمد بن إسماعيل بن عياش به، وهو مرسل، انظر، ح: ٥٠٨٣.

إِسْمَاعِيلَ - قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ».

اَسْأَلُكَ خَيْرَالْمَوْلِجِ وَ خَيْرَالْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ (ہمارا) آنا خیر کا ہو اور نکلنا (بھی) خیر کا ہو۔ اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام سے باہر نکلے اور اپنے رب اللہ پر ہم نے توکل کیا۔'' پھر اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔''

(المعجم ١٠٣، ١٠٤) - باب مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ (التحفة ١١٣)

باب: ۱۰۳، ۱۰۴- تیز ہوا چلے تو کون سی دعا پڑھے؟

٥٠٩٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وسَلَمَةُ يعني ابنَ شَبِيبٍ، قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ: حدَّثني ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ؛ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ الله»، قالَ سَلَمَةُ: «فَرَوْحُ اللهِ تَأْتِي بالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بالْعَذَابِ، فإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلا تَسُبُّوهَا وَسَلُوا الله خَيْرَهَا وَاسْتَعِيذُوا بالله مِنْ شَرِّهَا».

۵۰۹۷- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہوا اللہ کی رحمت میں سے ہے۔'' سلمہ (بن شبیب) نے کہا: ''اللہ کی یہ رَوح کبھی رحمت لاتی ہے اور کبھی عذاب بھی لے آتی ہے۔ جب تم اسے دیکھو تو اسے برا مت کہو۔ بلکہ اللہ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

فائدہ: صحیح مسلم میں اس دعا کے الفاظ یوں ہیں: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا' وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا' وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ' وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا' وَ شَرِّمَا فِيْهَا' وَ شَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ] (صحيح مسلم' الصلاة' حديث: ٨٩٩)

٥٠٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب النهي عن سب الريح، ح: ٣٧٢٧ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٠٠٠٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٩، والحاكم: ٤/ ٢٨٥، ووافقه الذهبي.

٥٠٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرنا عَمْرٌو؛ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ قَطُّ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ، وكانَ إذَا رَأى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذٰلِكَ في وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! النَّاسُ إذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ المَطَرُ، وَأَرَاكَ إذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَتْ في وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ. قَالَتْ: فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤَمِّنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ. قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بالرِّيحِ، وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فقالُوا: ﴿هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾» [الأحقاف: ٢٤].

٥٠٩٨-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر زور سے ہنسے ہوں کہ میں آپ (کے حلق) کا کوا دیکھ پاؤں' آپ مسکرایا کرتے تھے۔ جب بادل یا تیز ہوا چلتی تو پریشانی کی سی کیفیت آپ کے چہرے پر نمایاں ہو جاتی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید پر کہ اس سے بارش ہوگی مگر میں دیکھتی ہوں کہ اسے دیکھ کر آپ کے چہرے پر پریشانی سی آ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! مجھے یہ اندیشہ بے چین کرتا ہے کہ کہیں اس میں عذاب نہ ہو۔ بلاشبہ ایک قوم کو ہوا کے ذریعے سے عذاب دیا گیا تھا۔ اور ایک قوم نے عذاب دیکھا اور اس کے لوگ کہنے لگے: ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ ''یہ بادل ہے اس سے ہمیں بارش ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① زور سے کھلکھلا کر اور از حد منہ کھول کر ہنسنا نامناسب اور وقار کے منافی ہے۔ چاہیے کہ ایسے مسکرانے کو اپنی عادت بنایا جائے جو سنت ہے۔ ② تیز ہوا (آندھی) یا بادل کو دیکھ کر اس کی خیر کی دعا کرنی چاہیے اور عذاب سے پناہ مانگنی چاہیے۔ جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔

٥٠٩٩- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن المِقْدَام ابن شُرَيْحٍ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبيَّ

٥٠٩٩-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب آسمان کے کنارے پر کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے تو کام کاج چھوڑ دیتے اگرچہ نماز ہی میں ہوتے

٥٠٩٨_ **تخريج**: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأحقاف، باب قوله: ﴿فلما رأوه عارضًا مستقبل أوديتهم﴾ ح:٤٨٢٨، ومسلم، صلوة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، ح:٨٩٩/ ١٦ من حديث ابن وهب به.

٥٠٩٩_ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الاستسقاء، باب القول عند المطر، ح:١٥٢٤، وابن ماجه، ح:٣٨٨٩ من حديث المقدام بن شريح به.

ﷺ كانَ إذَا رَأى نَاشِئًا في أفُقِ السَّمَاءِ تَرَكَ الْعَمَلَ وَإن كانَ في صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ! إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا»، فإن مُطِرَ قال: «اللّٰهُمَّ! صَيِّبًا هَنِيئًا».

اور پھر یہ دعا کرتے [اَللّٰھُمَّ! اِنِّیٓ اَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا] ”اے اللہ! میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں“ اور اگر بارش ہونے لگتی تو کہتے [اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا ھَنِیئًا] ”اے اللہ! اسے خوب برسنے والی نفع آور اور مبارک بنا۔“

(المعجم ١٠٤، ١٠٥) - بَابٌ: فِي الْمَطَرِ (التحفة ١١٤)

باب:۱۰۴‘۱۰۵- بارش کا بیان

٥١٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمان عَنْ ثَابِتٍ، عن أنَسٍ قال: أصَابَنَا - وَنَحْنُ مَعَ رَسُول الله ﷺ - مَطَرٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ عَنْهُ حَتَّى أصَابَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ الله! لِمَ صَنَعْتَ هذَا؟ قالَ: «لأنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ».

۵۱۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش ہونے لگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور اپنے جسم سے کپڑا اٹھالیا حتی کہ وہ آپ کے جسم پر پڑنے لگی۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیونکہ یہ ابھی ابھی اپنے رب کے پاس سے آئی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① تبرک حاصل کرنے کی غرض سے بارش میں نہانا مستحب ہے اور تبرک کا مسئلہ توقیفی ہے‘ قیاسی نہیں۔ ② اس میں اللہ عزوجل کے لیے جہت علو (آسمان پر ہونے) کا بیان بھی ہے۔

(المعجم ١٠٥، ١٠٦) - بَابٌ: فِي الدِّيكِ وَالْبَهَائِمِ (التحفة ١١٥)

باب:۱۰۵‘۱۰۶- مرغ اور دیگر جانوروں کا بیان

٥١٠١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عن صَالح بن كَيْسَانَ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ،

۵۱۰۱- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مرغ کو گالی مت دیا کرو‘ اس

٥١٠٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٨ من حديث جعفر بن سليمان به.

٥١٠١ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٥، والنسائي في الكبرٰى، ح:١٠٧٨١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٩٤٥ من حديث صالح بن كيسان به.

عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ قالَ : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «لا تَسُبُّوا الدِّيكَ فإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ» .

لیے کہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔''

فائدہ: مرغ کو یہ کرامت اور عزت ''نماز کے لیے جگانے'' کے باعث ملی ہے۔ تو مساجد کے مؤذن، امام اور علمائے دین کی عزت و تکریم اور زیادہ ہونی چاہیے..... مگر ساتھ ہی ان حضرات پر بالاولیٰ واجب ہے کہ داعیان خیر اور وارث نبی ہونے کے ناتے اس شرف کی بہت زیادہ حفاظت کریں اور خلاف شرع امور سے اپنے آپ کو ازحد بچائیں۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

٥١٠٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ ، عن الأَعْرَجِ ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال : «إِذَا سَمِعْتُمْ صِياحَ الدِّيكَةِ فَسَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ ، فإِنَّها رَأَتْ مَلَكًا ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بالله مِنَ الشَّيْطَانِ فإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا» .

۵۱۰۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اس نے فرشتے کو دیکھا ہوتا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ بے شک اس نے شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔''

(المعجم . . .) [- **باب نَهِيقِ الْحَمِيرِ وَنُبَاحِ الْكِلَابِ**] (التحفة . . .)

باب:...... گدھوں کا رینکنا اور کتوں کا بھونکنا

٥١٠٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ ، عن مُحَمَّدِ ابنِ إِبرَاهِيمَ ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله قالَ : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوا بالله ، فإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ» .

۵۱۰۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کی آوازیں سنو تو اللہ کی پناہ طلب کرو، بلاشبہ یہ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔''

٥١٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح:٣٣٠٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب الدعاء عند صياح الديك، ح:٢٧٢٩ عن قتيبة به.

٥١٠٣ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد:٣/٣٠٦ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٥٥٩، وابن حبان، ح:١٩٩٦، والحاكم:١/٤٤٥و٤/٢٨٣، ٢٨٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي في الرواية الأولى.

٥١٠٤ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن خَالِدِ بنِ يَزِيدَ، عن سَعِيدِ بنِ أبِي هِلَالٍ، عن سَعِيدِ بنِ زِيَادٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِالله؛ ح: وحَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْهَادِ عن عَلِيِّ بنِ عُمَرَ بنِ حُسَيْنِ ابنِ عَلِيٍّ قالَا: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أقِلُّوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فإنَّ لله تَعَالَى دَوَابَّ يَبُثُّهُنَّ في الأرْضِ».

۵۱۰۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ اور جناب علی بن عمر بن حسین بن علی ؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قدموں کی آوازیں آنا بند ہو جائیں تو بہت کم باہر نکلا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ جانور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے۔“

قالَ ابنُ مَرْوَانَ: «في تِلْكَ السَّاعَةِ» وقالَ: «فإنَّ لله خَلْقًا»، ثُمَّ ذَكَرَ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَالْحَمِيرِ نَحْوَهُ.

ابراہیم بن مروان نے کہا ”اس وقت میں مت نکلا کرو“ اور [فَإِنَّ لِلّٰهِ دَوَابَّ] (کی بجائے) یہ الفاظ کہے [فَإِنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا] پھر کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کی آوازوں کا ذکر کیا جیسے مذکورہ بالا روایت میں ہوا ہے۔

وَزَادَ في حَدِيثِهِ، قالَ ابنُ الْهادِ: وحدَّثني شُرَحْبِيلُ الْحَاجِبُ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله، عن رَسُولِ الله ﷺ، مِثْلَهُ.

یزید بن عبداللہ بن ہاد نے کہا کہ مجھے شرحبیل حاجب نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کے مثل روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① رات کو جب راستوں پر لوگوں کی آمد و رفت رک جائے تو از حد ضروری کام کے بغیر باہر نکلنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ② رات کو کتوں یا گدھوں کی آواز سنائی دے تو ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ١٠٦، ١٠٧) - بَابٌ: في الْمَولُودِ يُؤَذَّنُ فِي أُذُنِهِ (التحفة ١١٦)

باب:۱۰۶'۱۰۷- نومولود کے کان میں اذان کہنے کا بیان

٥١٠٤_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٧٧٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٩٤٢ عن قتيبة به، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٣٣، وأحمد: ٣/ ٣٥٥، وسنده ضعيف * سعيد بن زياد مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة، والحديث السابق يغني عنه، وشرحبيل ضعفه الجمهور.

٥١٠٥ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يحيى عن سُفْيَانَ: حدَّثني عَاصِمُ بنُ عُبَيْدِ الله عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ أَبِي رَافِعٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَذَّنَ في أُذُنِ الْحَسَنِ ابنِ عَلِيٍّ، حِينَ وَلَدَتْهُ فاطِمَةُ، بالصَّلَاةِ.

۵۱۰۵- جناب عبیداللہ بن ابو رافع نے اپنے والد سے روایت کیا' وہ کہتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ ؓ نے حسن بن علی ؓ کو جنم دیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان کہی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اس عمل کی حکمت ظاہر ہے کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور اسلام کے اہم ترین شعار سے تعلق کا اظہار ہے اور ان مبارک کلمات سے تبرک حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس نومولود کو کامیابی کی اس راہ پر گامزن فرمائے اور شیطان کے اثر سے محفوظ رکھے۔ ② بچے کے کان میں اذان کہنے والی یہ روایت تو سنداً صحیح ثابت نہیں ہے۔ تاہم آج تک امت میں اس پر عمل ہوتا آ رہا ہے اور امت کا یہ عملی تواتر ہی اس کے جواز کی بنیاد ہے۔ شیخ البانی ؒ نے بھی اذان دینے کی حد تک کچھ نہ کچھ اصل تسلیم کی ہے' دوسرے کان میں تکبیر کی نہیں۔ دیکھیے: (الضعیفہ' ۱/ ۳۲۹-۳۳۱' حدیث: ۳۲۱) تاہم اس عمل کے مسنون ہونے کی دلیل ہمارے علم میں نہیں ہے۔

٥١٠٦ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ؛ ح: وحَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُؤْتَى بالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ بالْبَرَكَةِ. زَادَ يُوسُفُ: وَيُحَنِّكُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بالْبَرَكَةِ.

۵۱۰۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے بچوں کو لایا جاتا تھا تو آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ یوسف بن موسیٰ نے مزید کہا کہ...... آپ انہیں گھٹی بھی دیا کرتے تھے...... اور برکت کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: بچے کے کان میں اذان گھر کا کوئی بھی فرد کہہ سکتا ہے۔ یہ تکلف اور اہتمام کہ کسی بڑے اور صالح بندے کو اس کام کے لیے بلوایا جائے یا بچے کو اس کے پاس لے جایا جائے غیر ضروری ہے۔ البتہ گھٹی کے سلسلے میں یہ استنباط کیا

٥١٠٥ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الأذان في أذن المولود، ح: ١٥١٤ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح" * عاصم بن عبيدالله ضعيف، ح: ٣١٦٣، وللحديث شواهد ضعيفة جدًّا، غير صالحة للاستشهاد، وعليه استمر عمل المسلمين بلا خلاف بينهم، والله أعلم.

٥١٠٦ـ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رؤوسهم، ح: ٦٣٥٥، ومسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ٢٨٦ من حديث هشام بن عروة به.

جا سکتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی ذات تو بلاشک وشبہ مبارک تھی۔ امت کے دیگر صالحین کے بارے میں تفاؤل تو ہو سکتا ہے، کوئی مسنون عمل نہیں۔

٥١٠٧- **حَدَّثَنَا** مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنا دَاوُدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن أَبِيهِ، عن أُمِّ حُمَيْدٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ رُئِيَ» - أَوْ كَلِمَةٌ غَيْرَهَا - «فِيكُم المُغَرِّبُونَ؟» قُلْتُ: وَمَا الْمُغَرِّبُونَ؟ قال: «الَّذِينَ يَشْتَرِكُ فِيهِمُ الْجِنُّ».

٥١٠٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کیا تم میں کوئی مُغَرِّب بھی پائے گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا ”مُغَرِّب“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بچے جن میں جن شریک ہوں۔“

(المعجم ١٠٧، ١٠٨) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسْتَعِيذُ مِنَ الرَّجُلِ** (التحفة ١١٧)

باب:١٠٧، ١٠٨- اگر کوئی کسی آدمی سے امان اور پناہ طلب کرے

٥١٠٨- **حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَعُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ قالا: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ الْحَارِثِ قالَ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ، - قالَ نَصْرٌ: ابنُ أَبِي عَرُوبَةَ - عن قَتَادَةَ، عن أَبِي نَهِيكٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُم بِوَجْهِ الله فَأَعْطُوهُ». قالَ عُبَيْدُ الله: «مَنْ سَأَلَكُم بِالله».

٥١٠٨- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم سے اللہ کے نام پر پناہ طلب کرے اسے پناہ دو۔ اور جو تم سے اللہ کے چہرے کے واسطے سے سوال کرے اس کو دو۔“ عبیداللہ کے الفاظ ہیں: [مَنْ سَأَلَكُم بِاللّٰهِ]

فائدہ: اس میں ترغیب یہ ہے کہ مانگنے والے نے جس عظیم ذات کا واسطہ دیا ہے اس کے نام کا لحاظ کرتے ہوئے جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے اس میں بخل نہ کرو۔ بعض محققین نے اس روایت کو ”حسن صحیح“ کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' حدیث:٢٥٣)

٥١٠٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] * ابن جريج عنعن، وأبوه لين، وأم حميد لا يعرف حالها.

٥١٠٨ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢٤٩/١ من حديث خالد بن الحارث به، وسنده ضعيف، والحديث الآتي شاهد له * قتادة عنعن.

٥١٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسَهْلُ بنُ بَكَّارٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ المَعْنَى عن الأَعمَشِ، عن مُجاهِدٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَكُم بِاللهِ فأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُم باللهِ فأَعْطُوهُ». وقالَ سَهْلٌ وَعُثْمانُ: «وَمَنْ دَعَاكُم فأَجِيبُوهُ»، ثُمَّ اتَّفَقُوا، «وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ» - قالَ مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ: - «فإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا [اللهَ] لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ».

٥١٠٩-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جوتم سے اللہ کے واسطے سے امان مانگے' اسے امان دو۔ اور جوتم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرے' اس کو دو۔'' سہل اور عثمان نے کہا: ''اور جو تمہاری دعوت کرے' اسے قبول کرو۔'' اور پھر یہ سب راوی متفق ہیں: ''اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے' اس کو اس کا بدلہ دو۔'' مسدد اور عثمان نے کہا'' اگر بدلہ نہ پاؤ تو اس کے لیے اللہ سے دعا کرو حتی کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے۔''

فائدہ: کسی کی نیکی اور احسان کا بدلہ دینا بہت ضروری ہے۔ اگر مادی طور پر ممکن نہ ہو تو معنوی اعتبار سے بہت زیادہ دعا دینی چاہیے۔

(المعجم ١٠٨، ١٠٩) - **بَابٌ: فِي رَدِّ الْوَسْوَسَةِ** (التحفة ١١٨)

باب:١٠٨، ١٠٩- وسوسے اوران کا علاج

٥١١٠- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ يَعْني ابنَ عَمَّارٍ، قال: وحَدَّثَنا أَبُو زُمَيْلٍ قالَ: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: مَا شَيْءٌ أَجِدُهُ في صَدْرِي؟ قال: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: واللهِ! مَا أَتَكَلَّمُ بِهِ، قالَ: فقالَ لِي: أَشَيْءٌ مِنْ شَكٍّ؟ قال: وَضَحِكَ، قال: مَا نَجا أَحَدٌ مِنْ ذٰلِكَ حَتَّى أَنْزَلَ الله

٥١١٠- جناب ابوزُمیل (سماک بن ولید حنفی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سوال کیا: اس کیفیت کا کیا ہو جو میں اپنے سینے میں پاتا ہوں؟ انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے زبان پر نہیں لاسکتا۔ انہوں نے کہا: کیا وہ شک شبہے والی بات ہے؟ اور ہنس دیے اور بولے: اس سے کسی کو نجات نہیں۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ

٥١٠٩_ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٦٧٢.

٥١١٠_ تخريج: [إسناده حسن].

تعالٰى ﴿فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْـَٔلِ ٱلَّذِينَ يَقْرَءُونَ ٱلْكِتَـٰبَ﴾ [يونس: ٩٤] الآيَةَ. قالَ: فقَالَ لِي: إِذَا وَجَدْتَ فِي نَفْسِكَ شَيْئًا فَقُلْ: ﴿هُوَ ٱلْأَوَّلُ وَٱلْـَٔاخِرُ وَٱلظَّـٰهِرُ وَٱلْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾» [الحديد: ٣].

الْكِتَابَ......﴾ ''اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو جو ہم نے اتاری ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لیجیے جو وہ کتاب پڑھتے ہیں جو تم سے پہلے اتاری گئی۔'' پھر انہوں نے مجھ سے کہا: جب تم اپنے جی میں کچھ محسوس کرو تو یہ پڑھا کرو: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ''وہ اللہ ہی سب سے اول ہے اور وہی سب سے آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز سے خوب باخبر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① دل میں آنے والے برے خیالات کو ''وسوسہ'' اور نیک خیالات کو ''الہام'' کہا جاتا ہے۔ ② ''وسوسہ'' اگرچہ بشریت کے لوازم سے ہے مگر انبیاء ؑ اس بات سے معصوم ہیں کہ اس قسم کے خیالات ان کے دل میں گھر کر جائیں یا شک وشبہ کی حد تک پہنچ جائیں' بالخصوص نبی ﷺ کے معجزۂ شق وشرح صدر کے علاوہ وہ حدیث' جس میں ہے کہ آپ کا قرین بھی اسلام قبول کر چکا ہے وہ آپ کو خیر کے علاوہ کچھ نہیں سمجھاتا۔ (صحيح مسلم' صفات المنافقين' حديث: ٢٨١٤) اس عصمت نبوت کی مؤید ہے۔ ③ سورۂ یونس مذکورہ آیت ۹۴ میں لفظاً تو نبی ﷺ مخاطب ہیں مگر درحقیقت دوسروں کو سنانا مقصود ہے۔ جیسے کہ بعد کی آیت نمبر ۱۰۴ میں ہے ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي......﴾ (يونس: ١٠٤) ④ شکوک واوہام کا علاج قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں موجود ہے۔ ضروری ہے کہ انسان بارسوخ اصحاب علم سے استفادہ کرتا رہے۔ اگر اس مرض میں غفلت کی جائے تو یہ [شك] ترقی کر کے [اِمْتِراء] 'جدل' اور [اِمْتِراء] ترقی کر کے تکذیب تک جا پہنچتا ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ. (تفسیر عثمانی' سورۂ یونس)

٥١١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلٌ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَهُ أُنَاسٌ مِنْ أَصحَابِهِ فقالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا الشَّيْءَ نُعْظِمُ أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهِ أَوِ الْكَلَامَ بِهِ، ما نُحِبُّ أَن لَنَا وَأَنَّا تَكَلَّمْنَا بِهِ. قال: «أَوَقَدْ

۵۱۱۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ صحابۂ کرام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے دلوں میں کچھ ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ ان کو زبان پر لانا بھی ہمارے لیے بڑا بھاری ہے۔ ہمیں یہ بھی گوارا نہیں کہ ہمیں دنیا کا مال ملے اور وہ ہم اپنی زبانوں پر لائیں۔ آپ نے فرمایا:

٥١١١_ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الوسوسة في الإيمان وما يقوله من وجدها، ح: ١٣٢ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

وَجَدْتُمُوهُ؟» قالُوا: نَعَمْ. قال: «ذَاكَ صَرِيحُ الإيمَانِ».

"کیا بھلا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟" انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: "یہ صریح ایمان ہے۔"

فوائد و مسائل: ① ان خیالات سے ایسے اوہام کی طرف اشارہ ہے جن میں شیطان انسان کو ڈھیرے ڈھیرے اس سوال کی طرف لاتا ہے کہ "اللہ کو کس نے پیدا کیا؟" ② صاحب ایمان کا اپنے ایمان کے بارے میں چوکنا رہنا اس کے خالص ایمان دار ہونے کی علامت ہے اور ایسے خیالات کا آ جانا کوئی مضر نہیں بشرطیکہ انسان انہیں دفع (دور) کرنے میں کوشاں رہے۔

٥١١٢- حَدَّثنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ قالَا: حدثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن ذَرٍّ، عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ: يَا رَسُولَ الله! إنَّ أَحَدَنَا يَجِدُ فِي نَفْسِهِ - يُعَرِّضُ بالشَّيْءِ - لأنْ يَكُونَ حُمَمَةً أَحَبُّ إلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ. فقَال: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لله الَّذِي رَدَّ كَيْدَهُ إلَى الْوَسْوَسَةِ». قالَ ابنُ قُدَامَةَ: «رَدَّ أَمْرَهُ»، مكَانَ «رَدَّ كَيْدَهُ».

۵۱۱۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دل میں کچھ خیالات آتے ہیں اور وہ اشارے کنائے سے کچھ اس طرح کہہ رہا تھا کہ ان خیالات کو زبان پر لانے کی بجائے کوئلہ ہو جانا اسے زیادہ پسند ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر" حمد اس اللہ کی جس نے اس (ابلیس) کے مکر کو وسوسے کی طرف لوٹا دیا۔" ابن قدامہ نے [رَدَّ كَيْدَهُ] کی بجائے [رَدَّ أَمْرَهُ] کے لفظ کہے۔

فائدہ: دل میں آنے والے خیالات "عزم" سے پہلے پہلے "هَوَاجِس اور خَوَاطِر" یعنی وساوس کی حد تک ہوں تو ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

(المعجم ١٠٩، ١١٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْتَمِي إلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ (التحفة ١١٩)

باب: ۱۰۹، ۱۱۰- غلام کسی اور کو اپنا مالک بتائے یا بیٹا کسی اور کو اپنا باپ بتائے

٥١١٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا

۵۱۱۳- حضرت سعد بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ میرے

٥١١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٥، والنسائي في الكبرى، ح: ١٠٥٠٤، وعمل اليوم والليلة، ح: ٦٦٨ من حديث منصور به.

٥١١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف، ح: ٤٣٢٦، ٤٣٢٧، ومسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، ح: ٦٣ من حديث عاصم الأحول به.

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ: حدَّثني أَبُو عُثْمانَ قالَ: حدَّثني سَعْدُ بنُ مَالِكٍ قالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحمَّدٍ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ». قالَ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فقالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحمَّدٍ ﷺ

کانوں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے' آپ نے فرمایا: ''جس نے اپنے آپ کو کسی اور کا بیٹا بتایا جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ (دوسرا) اس کا باپ نہیں ہے' تو جنت اس پر حرام ہے۔'' ابوعثمان نہدی کہتے ہیں پھر میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا' تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی' تو انہوں نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا اسے حضرت محمد ﷺ سے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے۔

قالَ عَاصِمٌ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا عُثْمانَ! لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ أَيُّما رَجُلَيْنِ!؟ فقالَ: أَمَّا أَحَدُهُما فَأَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ الله، أَوْ فِي الإِسْلَامِ، يَعْني سَعْدَ بنَ مَالِكٍ، وَالآخَرُ قَدِمَ مِنَ الطَّائِفِ فِي بِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ فَذَكَرَ فَضْلًا.

عاصم (احول) نے بیان کیا: میں نے (اپنے شیخ) ابوعثمان سے کہا کہ آپ کے سامنے دو آدمیوں نے گواہی دی ہے' وہ کیسے آدمی ہیں؟ انہوں نے کہا: ان میں سے ایک تو وہ ہے جس نے اللہ کی راہ ...... یا کہا...... اسلام میں سب سے پہلے تیر مارا' یعنی حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ۔ اور دوسرا (حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) وہ ہے جو طائف سے پیدل چل کر آیا تھا اور ان لوگوں کی تعداد بیس سے زیادہ تھی اور ان کی فضیلت بیان کی

قالَ أَبو دَاوُدَ: قالَ النُّفَيْلِيُّ - حَيْثُ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ - وَالله! إِنَّهُ عِنْدِي أَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، يَعْنِي قَوْلَهُ: حدَّثنا وحدَّثني.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نفیلی نے کہا: چونکہ شیخ نے یہ حدیث [حَدَّثَنَا] اور [حَدَّثَنِی] کے الفاظ سے بیان کی ہے تو یہ مجھے شہد سے بھی پیاری ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: لَيْسَ لِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ نُورٌ. قال: وَمَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، كَانُوا تَعَلَّمُوهُ مِنْ شُعْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے تھے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' فرماتے تھے: کوفیوں کی حدیث میں نور نہیں۔ اور کہا کہ میں نے اہل بصرہ جیسا کسی کو نہیں پایا۔ انہوں نے شعبہ سے علم (حدیث) حاصل کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اہل جاہلیت دوسرے کے بچوں کو اپنا منہ بولا بیٹا (متبنّٰی) بنا لیتے تھے اور پھر اسے حقیقی بیٹے

والے حقوق دیتے تھے اسی طرح وہ بچے بھی اپنی پرورش کرنے والوں کو اپنا باپ باور کراتے تھے۔ اسلام میں نسب بدلنے کو حرام قرار دیا گیا ہے' متبنّٰی تو بنایا جاسکتا ہے مگر حقیقی اولاد یا حقیقی ماں باپ والے حقوق جاری نہیں ہوسکتے۔ بالغ ہونے پر مشروع پردہ کیا کرایا جائے گا اور رشتہ ناتا بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے کہ سورۂ احزاب میں یہ مسائل بیان ہوئے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ﴾ (الاحزاب:۵) ''انہیں ان کے باپوں (کے نسب) سے پکارو۔ اللہ کے نزدیک یہی بات انصاف کی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ﴾ (الاحزاب:۴) ''اللہ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔'' تاہم مجازاً اور پیار سے دوسرے کے بچے کو بیٹا کہنا جائز ہے۔ ② امام احمد ؒ کی جرح اہل کوفہ کے بارے میں کہ ''ان کی حدیث میں نور نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ احادیث کی اسانید میں اس قدر اہتمام نہ کرتے تھے جو اہل حجاز کا خاصہ تھا۔ تاہم ان اہل کوفہ میں بھی ایک بڑی تعداد حافظ اور حجۃ محدثین کی ہے۔ ؒ۔ ③ جس طرح لوگوں کو اپنا نسب بدلنا حرام ہے ایسے ہی کسی غلام کا اپنی نسبت بدل لینا حرام ہے۔

٥١١٤ - **حَدَّثَنا** حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن الأعمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلا عَدْلٌ».

۵۱۱۴- سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس (غلام) نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی دوسری قوم سے اپنا تعلق جوڑا اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض عمل قبول نہیں ہوگا۔''

٥١١٥ - **حَدَّثَنا** سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ قالَ: حدَّثني سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، وَنَحْنُ بِبَيْرُوتَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۵۱۱۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اپنا نسب جوڑا یا جس غلام نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت جوڑی' تو اس پر قیامت تک کے لیے مسلسل اللہ کی لعنت ہے۔''

٥١١٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه، ح:١٥٠٨ من حديث زائدة به.
٥١١٥ـ **تخريج**: [صحيح] وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

يَقُولُ: «مَنِ ادَّعَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَىٰ غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

فائدہ: اپنا نسب بدلنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو دھوکا دینے کے لیے اپنے باپ بدل لیتے ہیں۔ یا عورتیں کسی کو اپنا شوہر باور کراتی ہیں اور کچھ لوگ اپنی قومیت بدل لیتے ہیں۔

(المعجم ١١٠، ١١١) - **بَابٌ: فِي التَّفَاخُرِ بِالْأَحْسَابِ** (التحفة ١٢٠)

باب:۱۱۰، ۱۱۱- حسب نسب پر فخر کرنے کا بیان

٥١١٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى؛ ح: وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: أخبرَنا ابنُ وَهْبٍ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُم عُبِّيَّةَ الْجاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بالآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ، إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتْنَ».

۵۱۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کو دور کر دیا ہے۔ (تمھیں ایمان واسلام سے معزز بنایا ہے۔) (آدمی دو قسم کے ہیں:) صاحب ایمان' متقی یا فاجر اور بدبخت۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ لوگوں کو قومی نخوت ترک کرنا پڑے گی' وہ تو (کفر وشرک کے سبب) جہنم کے کوئلے بن چکے' ورنہ یہ (قوم پر تکبر کرنے والے) اللہ کے ہاں گندگی کے کالے کیڑے سے بھی ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتا پھرتا ہے۔''

فائدہ: کسی بھی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرے۔ عزت وکرامت کا معیار اللہ کے ہاں تقویٰ ہے۔ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳) اور جسے یہ قوی شرف حاصل ہو اسے اللہ عزوجل کا بے انتہا شکر گزار بننا چاہیے اور اپنے آباء کے شرف ایمان وتقویٰ کی حفاظت کرنے میں محنت کرنی چاہیے۔

٥١١٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب: في فضل الشام واليمن، ح: ٣٩٥٥ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن غريب".

(المعجم ١١١، ١١٢) - بَابٌ: فِي الْعَصَبِيَّةِ (التحفة ١٢١)

باب:۱۱۱'۱۱۲-تعصب اور عصبیت کا بیان

٥١١٧- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ، عن أَبِيهِ قال: مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غيرِ الْحَقِّ، فَهُوَ كالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ.

۵۱۱۷- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: جس نے حق کے بغیر اپنی قوم کی مدد کی تو وہ ایسے اونٹ کی مانند ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور پھر اسے دم سے پکڑ کر باہر نکالا جاتا ہے۔

فائدہ: ناحق طور پر اپنی قوم کی مدد کرنے والا اپنے آپ کو ہلاکت سے نہیں بچا سکتا' لہٰذا صاحب ایمان کو ایسے غلط عمل سے باز رہنا چاہیے' بلکہ انہیں حق کی تلقین کرنی چاہیے۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر اگلی سند سے' جو مرفوع ہے' اس کی تائید ہوتی ہے۔

٥١١٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَبِيهِ قال: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ في قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۱۱۸- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

٥١١٩- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ قالَ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ قالَ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ بِشْرٍ الدِّمَشْقِيُّ عن بِنْتِ وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ:

۵۱۱۹- جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عصبیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی قوم کے لوگوں کی مدد کرے حالانکہ وہ ظلم پر ہوں۔''

٥١١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه أبوداود الطيالسي في مسنده، ح: ٣٤٤ من حديث سماك بن حرب به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٩٨ (والإحسان، ح: ٥٩١٢).

٥١١٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠١ عن أبي عامر به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث المتقدم، ح: ٥٢٠.

٥١١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٣٤ من حديث أبي داود به، وفيه علة قادحة بين سلمة بن بشر(مجهول الحال) وبين بنت واثلة * عباد بن كثير ضعيف جدًا، ومن طريقه أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٩٤٩.

قُلْتُ: يا رَسُولَ الله! ما الْعَصَبِيَّةُ؟ قال: «أَنْ تُعِينَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ».

٥١٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ سُوَيدٍ عن أُسَامَةَ ابنِ زَيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عن سُرَاقَةَ بنِ مالِكِ بنِ جُعْشُمِ الْمُدْلِجِيِّ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ فقَالَ: «خَيرُكُم الْمُدَافِعُ عنْ عَشِيرَتِهِ مالَمْ يأْثَمْ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيُّوبُ بنُ سُوَيْدٍ ضَعِيفٌ.

۵۱۲۰- حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے بشرطیکہ گناہ کی بات نہ ہو۔''

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایوب بن سوید ضعیف ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم گناہ اور ظلم کے کام میں اپنی قوم کا معاون بننا حرام ہے اور یہی وہ تعصب ہے جس کی ممانعت آئی ہے۔ بلکہ صریح حکم ہے کہ ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة:۲) ''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں باہم تعاون مت کرو۔''

٥١٢١- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سَعِيدِ بنِ أَبِي أَيُّوبَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَكِّيِّ يَعني ابنَ أَبِي لَبِيبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي سُلَيْمانَ، عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلٰى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ

۵۱۲۱- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں۔ جس نے عصبیت پر لڑائی کی وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرا وہ ہم میں سے نہیں۔''

٥١٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ٥٠٠، ح: ٦٩٨٩ من حديث أيوب بن سويد به، وهو ضعيف، والسند منقطع.

٥١٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٣/ ١٠٠٥ من حديث سعيد بن أبي أيوب به * المليكي ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال أبوداود: هذا مرسل، عبدالله بن أبي سليمان لم يسمع من جبير، وحديث مسلم، ح: ١٨٤٨ يغني عنه.

مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ».

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث (۱۸۴۸) اس سے کفایت کرتی ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق و تخریج میں اس کی بابت وضاحت کی ہے۔ ② محض قومی عصبیت اور باطل کی حمایت اور دفاع' ناجائز اور حرام ہے' لیکن اللہ' اس کے رسول ﷺ اور دین و ایمان کے لیے ''عصبیت'' ......ایک مطلوب عمل ہے۔ جس دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ ان کی مخالفت کرنے والے کے خلاف غصہ اور ناراضی نہیں اسے اپنے ایمان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ حدیث [اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللّٰهِ مِنَ الإِيْمَانِ] (صحيح البخاري' الإيمان' باب قول النبي ﷺ: بني الإسلام على خمس' قبل حديث: ۸) ''اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض اور ناراضی عین ایمان اور اس کا لازمی تقاضا ہے۔'' جو لوگ اپنے آپ کو دینی معاملات میں بہت زیادہ ''غیر متعصب'' باور کراتے ہیں' حتی کہ دین و ایمان کی دھجیاں بکھیرنے پر بھی ان کے خون میں کوئی حدت پیدا نہیں ہوتی' انہیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے۔

٥١٢٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن عَوْفٍ، عن زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عن أَبِي كِنَانَةَ، عن أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

۵۱۲۲- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی بہن کا بیٹا (بھانجا) قوم کا فرد ہوتا ہے۔''

فائدہ: بہن یا بیٹی اگر کسی دوسری' دور کی قوم میں بیاہی جائے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اب ان سے کوئی رشتہ ناتا نہیں رہا۔ بلکہ رشتے اور برادری کا حلقہ اور مزید وسیع ہوا ہے۔ اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کے حقوق و روابط بالکل اسی طرح ہونے چاہییں جیسے اپنی قوم و برادری میں ہوتے ہیں۔ حق اور خیر میں ان سے تعاون کرنا ضروری ہے۔

٥١٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عن مُحَمَّدِ بْنِ

۵۱۲۳- حضرت ابو عقبہ ؓ سے روایت ہے اور یہ اہل فارس کے غلام تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک تھا۔ میں نے مشرکین

٥١٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٦ عن أبي أسامة حماد بن أسامة به مطولاً، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٥٢٨، ومسلم، ح: ١٠٥٩ وغيرهما.

٥١٢٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب النية في القتال، ح: ٢٧٨٤ من حديث الحسين ابن محمد به * ابن إسحاق عنعن، وعبدالرحمٰن بن أبي عقبة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

إِسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ حُصَيْنٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عُقْبَةَ، عن أَبِي عُقْبَةَ وكَانَ مَوْلًى مِنْ أَهْلِ فَارِسَ، قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ أُحُدًا، فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ المُشْرِكِينَ، فَقُلْتُ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ فقَالَ: «فَهَلَّا قُلْتَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الأَنصَارِيُّ».

کے ایک آدمی کو مارا اور کہا: یہ لو اور میں ہوں ایک فارسی جوان! تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم نے ایسے کیوں نہ کہا: یہ لو اور میں ہوں ایک انصاری غلام!''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم کافر' مشرک' بدعتی اور جاہل برادریوں کی طرف نسبت اور ان پر فخر کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسلام' توحید وسنت اور اہل علم کی طرف نسبت کا اظہار مطلوب اور سلف میں معمول ہے۔ راقم مترجم کے والد شیخ عبدالعزیز سعیدی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی اولاد میں ''سعیدی'' نسبت کو اس قدر شہرت دینا چاہتا ہوں کہ ہماری اپنی قومی برادری کی نسبت فراموش ہو جائے۔ مذکورہ نسبت دہلی کے معروف مدرسہ' مدرسہ سعیدیہ سے ماخوذ ہے' جو حضرت مولانا ابوسعید محمد شرف الدین محدث دہلوی ؒ نے قائم فرمایا تھا۔

(المعجم ١١٢، ١١٣) - **باب: الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلٰى خَيْرٍ يَرَاهُ** (التحفة ١٢٢)

باب: ۱۱۲، ۱۱۳- کسی شخص کی نیکی اور بھلائی دیکھ کر اس سے محبت کرنا

٥١٢٤- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ثَوْرٍ قال: حدَّثني حَبِيبُ بنُ عُبَيْدٍ عن المِقْدَامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ - وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَهُ - عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ».

۵۱۲۴- جناب حبیب بن عبید حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت کرتے ہیں اور جناب حبیب کو حضرت مقدام سے ملاقات حاصل تھی۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب آدمی کو اپنے کسی بھائی سے محبت ہو' تو چاہیے کہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

٥١٢٥- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيم:

۵۱۲۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے

٥١٢٤ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في إعلام الحب، ح: ٢٣٩٢ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥١٤.

٥١٢٥ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ٣/ ١٥٠ من حديث مبارك بن فضالة، والنسائي في الكبرٰى، ◄◄

حَدَّثَنا المُبَارَكُ بنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَأُحِبُّ هٰذَا، فقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْلَمْتَهُ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَعْلِمْهُ». قَالَ: فَلَحِقَهُ فقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللهِ، فقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ.

کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا۔ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک مجھے اس سے محبت ہے۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو نے اس کو بتایا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو بتا دے۔'' چنانچہ وہ اس سے جا کر ملا اور اس سے بولا: مجھے تم سے اللہ کے لیے محبت ہے۔ تو اس نے جواب دیا: اللہ بھی تم سے محبت کرے جس کی خاطر تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔

فائدہ: للہ فی اللہ محبت کرنے کی بے انتہا فضیلت ہے' مثلاً ایسے لوگوں کو محشر میں اللہ عزوجل کا سایہ نصیب ہو گا۔ (صحیح البخاری' الاذان' حدیث:٦٦٠ وصحیح مسلم' الزکاۃ' حدیث:١٠٣١) اور اس خبر دینے کا فائدہ یہ ہے کہ دوسری طرف سے بھی محبت مزید کا جواب ملے گا اور دونوں جانب سے ایک دوسرے کی خیر خواہی ہوگی اور وہ کارِ خیر میں ایک دوسرے کے معاون بنیں گے اور غلطی و تقصیر پر متنبہ کرنے میں کوئی رنجش نہیں آئے گی۔

٥١٢٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ الصَّامِتِ، عن أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قال: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِمْ. قال: «أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ! مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ». قال: فَإِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ. قال: «فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ»، قال: فَأَعَادَهَا أَبُو ذَرٍّ، فَأَعَادَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٥١٢٦- سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انسان کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر ان جیسے عمل نہیں کر پاتا۔ آپ نے فرمایا: ''ابوذر! تم ان لوگوں کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو گے۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ان کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ بات پھر دہرائی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح اپنا جواب دہرایا۔

٥١٢٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا

٥١٢٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

◄◄ ح: ١٠٠١٠، وعمل اليوم والليلة: ١٨٢ من حديث ثابت البناني به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٣٨٦.

٥١٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٦ من حديث سليمان بن المغيرة به.

٥١٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] رواه البخاري، ح: ٣٦٨٨، ومسلم، ح: ٢٦٣٩ من حديث ثابت البناني به.

خَالِدٌ عن يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عن ثَابِتٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: رَأَيْتُ أَصحابَ النَّبيِّ ﷺ فَرِحُوا بِشَيْءٍ، لَمْ أَرَهُمْ فَرِحُوا بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنْهُ. قالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ الله! الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ، يَعْمَلُ بِهِ وَلا يَعْمَلُ بِمِثْلِه. فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْمَرءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ».

کہ میں نے دیکھا صحابۂ کرام ؓ (نے جب مذکورہ بالا فرمان سنا: ''تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ تمہیں محبت ہوگی۔'' تو وہ) اس قدر خوش ہوئے کہ انہیں کسی اور چیز سے اس سے بڑھ کر خوشی نہ ہوئی تھی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! انسان ایک شخص کے ساتھ اس کے اچھے اعمال کی وجہ سے محبت کرتا ہے مگر خود اس جیسے عمل نہیں کر سکتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① چاہیے کہ انسان صاحب ایمان ہونے کے ساتھ ساتھ مومنین مخلصین کے ساتھ محبت کرنے کو اپنا سرمایہ بنائے۔ بالخصوص نبئ اکرم ﷺ' آپ کے صحابہ اور دیگر تمام اہل ایمان' خواہ گزر چکے ہوں یا موجود ہوں یا آنے والے۔ اور کفر و کفار اور فاسق و فاجر لوگوں سے بغض وعناد رکھے۔ ② اس اظہار محبت میں شرط یہ ہے کہ انسان خود اصول شریعت' یعنی توحید وسنت پر کاربند اور کفر' شرک وبدعت سے دور اور بیزار ہو۔ یہ کیفیت کہ اہل خیر سے محبت کا دعوی ہو' مگر عملاً کفر' شرک' بدعت میں مبتلا رہے اور ایسے لوگوں سے ربط وضبط بھی بڑھائے رہے تو اس کا اہل خیر سے محبت کا دعویٰ مشکوک ہوگا۔ بطور مثال ابوطالب اور منافقین کے واقعات پیش نظر رہنے چاہییں۔

(المعجم ١١٣، ١١٤) - **بَابٌ:** في الْمَشْوَرَةِ (التحفة ١٢٣)

باب: ۱۱۳'۱۱۴- مشورے کا بیان

٥١٢٨ - **حَدَّثَنا** ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أَبِي بُكَيرٍ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

۵۱۲۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔''

فائدہ: جیسے امانت میں خیانت کرنا حرام ہے ایسے ہی مسلمان بھائی اگر مشورہ طلب کرے تو واجب ہے کہ انسان

٥١٢٨ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب: المستشار مؤتمن، ح: ٣٧٤٥ من حديث يحي بن أبي بكير به، وقال الترمذي "حسن"، ح: ٢٨٢٢ * عبدالملك بن عمير مدلس (٨٤/٣) وعنعن، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١٣١/٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد حسن في إكرام الضيف لأبي إسحاق الحربي (٩٩).

اپنی دانست کے مطابق مکمل طور سے خیر اور بھلائی کا مشورہ دے۔ ممکنہ خطرے سے آگاہ کرنے میں بخیل نہ بنے نیز اس کے معاملے کو غیر ضروری طور پر آگے بھی نہ پھیلائے۔

(المعجم ١١٤، ١١٥) - **بَابٌ: فِي الدَّالِّ عَلَى الْخَيْرِ** (التحفة ١٢٤)

باب:۱۱۴،۱۱۵- نیکی اور بھلائی کی بات بتانے والے کی فضیلت

٥١٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عن أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قال: جاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي. قالَ: «لا أجِدُ مَا أحْمِلُكَ عَلَيْهِ، وَلٰكِنِ ائْتِ فُلَانًا فَلَعَلَّهُ أنْ يَحْمِلَكَ»، فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ، فأَتَى رسولَ الله ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أجْرِ فَاعِلِه».

۵۱۲۹- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری سواری نہیں رہی، مجھے سواری عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس تو کوئی ایسی سواری نہیں جو میں تمہیں دے سکوں۔ لیکن فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ، شاید وہ تمہیں کوئی سواری دے دے۔'' چنانچہ وہ اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے سواری دے دی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آ کر آپ کو بتایا (کہ اس نے سواری دے دی ہے) تو رسول اللہ نے فرمایا: ''جو شخص کسی خیر کی رہنمائی کرے، اسے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔''

فائدہ: اپنے مسلمان بھائی کو عمدہ مشورہ دینے اور خیر کی رہنمائی کرنے میں انسان کو کسی طرح بخیل نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ١١٥، ١١٦) - **بَابٌ: فِي الْهَوَى** (التحفة ١٢٥)

باب:۱۱۵،۱۱۶- خواہش نفس کا بیان

٥١٣٠- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن أَبِي بَكْرِ بن أبي مَرْيَمَ، عن خَالِدِ بنِ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيِّ، عن بِلَالِ بنِ أَبِي

۵۱۳۰- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی شے کی محبت تمہیں اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔''

٥١٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره، وخلافته في أهله بخير، ح: ١٨٩٣ من حديث سفيان به.

٥١٣٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٤ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وهو ضعيف، وكان قد سرق بيته فاختلط كما في التقريب وغيره.

الدَّرْدَاءِ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ کیفیت عام لوگوں میں ایک حقیقت واقعہ ہے کہ جب ان کے ذہن پر کوئی بات غالب آ جائے تو انہیں اس کے خلاف کوئی کچھ کہے وہ اس سے متاثر نہیں ہوتے ہیں۔ البتہ اصحابِ ایمان بحمد اللہ اس غلو سے محفوظ رہتے ہیں۔ محبت میں غلو کرتے ہیں' نہ عداوت میں۔

(المعجم ١١٦، ١١٧) - **بَابٌ: فِي الشَّفَاعَةِ** (التحفة ١٢٦)

باب:۱۱۶'۱۱۷- سفارش کا بیان

٥١٣١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن بُرَيْدِ بنِ أَبِي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ، عن أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: «اشْفَعُوا إِلَيَّ لِتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَاشَاءَ».

۵۱۳۱- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس (اپنے ساتھیوں کی) سفارشیں کیا کرو تاکہ ثواب پاؤ اور فیصلہ تو وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا اور اپنے نبی کی زبان سے کرائے گا۔''

٥١٣٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أخِيهِ، عن مُعَاوِيَةَ: اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا [قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا»] فإِنِّي لأُرِيدُ الأَمْرَ فأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتُؤْجَرُوا، فإِنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا».

۵۱۳۲- سیدنا امیر معاویہ ؓ سے منقول ہے (انہوں نے اپنے احباب سے کہا) کہ سفارش کر دیا کرو' اجر پاؤ گے۔ [انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سفارش کیا کرو تمہیں اجر ملے گا۔''] بلاشبہ (بعض اوقات) میں ایک کام کر دینا چاہتا ہوں مگر اسے (کسی قدر) ٹالتا رہتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور ثواب پاؤ۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سفارش کیا کرو اجر پاؤ گے۔''

٥١٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا

۵۱۳۳- جناب ابو بردہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ

٥١٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، ح: ٦٠٢٧ من حديث سفيان، ومسلم، البر والصلة، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام، ح: ٢٦٢٧ من حديث بريد به.

٥١٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الشفاعة في الصدقة، ح: ٢٥٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وللحديث شواهد كثيرة.

٥١٣٣ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٥١٣١، والحديث السابق، أخرجه النسائي، ح: ٢٥٥٧ من حديث سفيان به.

سُفْيَانُ عن بُرَيْدٍ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسٰى عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: اسلامی معاشرت میں حق اور خیر کی سفارش کرنا از حد عمدہ اور محبوب عمل ہے۔ بالخصوص ایسے مسکین اور مفلوک الحال لوگ جو اپنے مسائل منصب داروں تک نہیں پہنچا سکتے یا ان کی بات سنی نہیں جاتی' حالانکہ وہ حقدار ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ اس انداز سے تعاون کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

(المعجم ١١٧، ١١٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ فِي الْكِتَابِ (التحفة ١٢٧)

باب: ۱۱۷'۱۱۸- خط لکھنے کا ادب' پہلے اپنا نام لکھے

٥١٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن مَنْصُورٍ، عَنِ ابنِ سِيرِينَ، قال أَحْمَدُ: قال مَرَّةً - يَعني هُشَيْمًا: - عن بَعْضِ وُلْدِ الْعَلَاءِ؛ أَنَّ الْعَلَاءَ الحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

۵۱۳۴- حضرت علاء حضرمی ؓ کے متعلق آتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی طرف سے بحرین میں گورنر تھے۔ چنانچہ وہ جب نبی ﷺ کی طرف خط لکھتے تو اپنے نام سے شروع کرتے تھے۔

٥١٣٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنا المُعَلَّى بنُ مَنْصُورٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن مَنْصُورٍ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن ابنِ الْعَلَاءِ، عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَدَأَ بِاسْمِهِ.

۵۱۳۵- جناب ابن سیرین نے حضرت علاء کے بیٹے سے روایت کیا' انہوں نے (اپنے والد) حضرت علاء بن حضرمی کے متعلق بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خط لکھا' تو اپنے نام سے ابتدا کی۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں' مگر دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسی انداز سے خط لکھا کرتے تھے کہ پہلے اپنا نام لکھتے پھر مکتوب الیہ کا۔ جیسے کہ درج ذیل باب اور حدیث میں آ رہا ہے۔

٥١٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في معرفة الصحابة: ٤/ ٢١٩٨، ٢١٩٩، ح: ٥٥١٠ من حديث هشيم به، وتابعه أبوعوانة، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣٣٩ * بعض ولد العلاء مجهول الحال.

٥١٣٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الطبراني: ١٨/ ٩٨ من حديث محمد بن عبدالرحيم به.

(المعجم ١١٨، ١١٩) - **بَابٌ: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى الذِّمِّيِّ** (التحفة ١٢٨)

باب:١١٨'١١٩- کافر کو خط لکھنے کا طریقہ

٥١٣٦- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ومُحَمَّدُ بنُ يَحْيٰى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَتَبَ إِلٰى هِرَقْلَ: «مِنْ مُحَمَّدٍ رسولِ اللهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى». وقَالَ ابنُ يَحْيَى: عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قال: فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَأَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رسولِ اللهِ ﷺ فإذَا فيهِ: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رسولِ اللهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ».

٥١٣٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہرقل کو خط لکھا' تو یوں لکھا: ''محمد رسول اللہ کی طرف سے رومیوں کے رئیس ہرقل کی طرف۔ سلامتی ہو اس پر جو راہ ہدایت پر چلے۔'' ابن یحییٰ نے بیان کیا کہ ابن عباس ؓ نے کہا کہ ابوسفیان نے مجھے خبر دی کہ ہم ہرقل کے ہاں گئے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا' تو اس میں تھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے رسول محمد کی طرف سے رومیوں کے سربراہ ہرقل کی طرف۔ سلامتی ہو اس پر جو راہ ہدایت پر چلے۔ امّا بعد!......''

فوائد و مسائل: ① خط ہو یا کوئی اور اہم تحریر اس کی ابتدا میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھنا سنت ہے۔ اس کی بجائے عدد لکھنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے۔ ② خط میں پہلے کاتب اپنا نام لکھے اس کے بعد مکتوب الیہ کا۔ ③ کافر کے نام خط میں مسنون سلام کی بجائے یوں لکھا جائے: [سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى] ''سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہو'' ④ اسلام کی دعوت یا کسی اور شرعی غرض سے قرآن مجید کی آیات لکھ دینا بھی جائز ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ کافر کے ہاتھ میں جائیں گی' آیات تحریر کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ الا یہ کہ خوب واضح ہو کہ وہ آیات قرآنیہ کی ہتک کریں گے۔ اس صورت میں یقیناً نہ لکھی جائیں۔ اور یہی مسئلہ قرآن مجید کا ہے۔ دعوت اسلام کی غرض سے کافر کو قرآن مجید دیا جا سکتا ہے۔ ⑤ دعوت کے میدان کو حتی الامکان پھیلانا چاہیے اور تحریری میدان میں بھی یہ کار خیر سرانجام دیا جانا چاہیے۔

٥١٣٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب: كتب النبي ﷺ إلى هرقل ملك الشام يدعوه إلى الإسلام، ح: ١٧٧٣ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، ح: ٧ من حديث الزهري به.

(المعجم ١١٩، ١٢٠) - بَابٌ: فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ١٢٩)

باب:۱۱۹، ۱۲۰- ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا بیان

٥١٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حدَّثني سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «لا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ».

۵۱۳۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ سوائے اس کے کہ اسے (باپ کو) غلام پائے، تو اسے خریدے اور آزاد کر دے۔“

فائدہ: آزاد کرنے کے یہ معنی نہیں کہ بیٹا باپ کو خریدے، تو اب عملاً آزاد کرنے کا اعلان کرے۔ بلکہ علمائے امت کا اجماع ہے کہ باپ بیٹے کی یا بیٹا باپ کی ملکیت میں آتے ہی فوراً از خود آزاد ہو جائے گا۔ ”آزاد کرنے کا بیان“ خریدنے کی نسبت سے آیا ہے اور اس عمل کو بیٹے کی طرف سے باپ کے حقوق کی ادائیگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

٥١٣٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ قالَ: حدَّثني خَالِي الْحَارِثُ عن حَمْزَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن أَبِيهِ قالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ لِي: طَلِّقْهَا، فَأَبَيْتُ، فأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «طَلِّقْهَا».

۵۱۳۸- جناب حمزہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میری زوجیت میں ایک عورت تھی اور مجھے اس سے محبت تھی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ میں نے انکار کیا، تو حضرت عمر نبی ﷺ کی خدمت میں گئے اور اپنی بات ان سے کہی۔ تو نبی ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: ”اس عورت کو طلاق دے دو۔“

فائدہ: باپ کا یہ مقام اور حق ہے کہ اگر وہ بیٹے سے کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے، تو اسے یہ حکم ماننا چاہیے۔ مگر شرط یہ ہے کہ باپ جو اپنے بیٹے سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کر رہا ہے خود ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ“ کی صفات کا حامل ہو اور اس میں کوئی ہوائے نفس اور تعصب کی بات نہ ہو۔ صرف شرعی مصلحت پیش نظر ہو۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔

٥١٣٧- **تخريج:** أخرجه مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، ح: ١٥١٠ من حديث سفيان الثوري عن سهيل به.

٥١٣٨- **تخريج:** **[إسناده حسن]** أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الرجل يأمره أبوه بطلاق امرأته، ح: ٢٠٨٨ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ١١٨٩.

٥١٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! مَنْ أَبَرُّ؟ قال: «أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الأَقْرَبَ فالأَقْرَبَ». وقالَ رسول الله ﷺ: «لا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ، فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ».

۵۱۳۹- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے' وہ دادا سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔ پھر اپنی ماں کے ساتھ' پھر اپنی ماں کے ساتھ' پھر اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر قریبی رشتہ دار کے ساتھ' پھر قریبی رشتہ دار کے ساتھ۔'' اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے مولیٰ (آزادہ کردہ غلام) سے اس کا زائد مال مانگے جو اس کے پاس ہو اور وہ اس کے ہوتے ہوئے نہ دے تو قیامت کے دن وہ (زائد مال) ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: الأَقْرَعُ الَّذِي ذَهَبَ شَعْرُ رَأْسِهِ مِنَ السُّمِّ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا: [اَقْرَع] سے مراد ایسا سانپ ہے کہ زہر کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ گئے ہوں (اور وہ گنجا ہو گیا ہو۔)

فوائد و مسائل: ① شریعت نے ماں کے حقوق کو تین گنا بتایا ہے اور باپ کے حقوق کو ایک چوتھائی' مگر اسے جنت (میں داخلے) کا بہترین دروازہ قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: مسند احمد: ۵/۱۹۶ و ۲/ ۴۴۵' ۴۴۸' ۴۵۱) غلام اور اس کے مالک کا تعلق' آزاد کر دینے کے بعد بھی قائم رہتا ہے جسے تعلق ''وَلَاء'' کہتے ہیں۔ اور آزاد ہونے والے پر واجب ہوتا ہے کہ اپنے آزاد کرنے والے کے ساتھ حتی الامکان حسن سلوک کرتا رہے۔ ② اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ صاحب ایمان کو کبھی کسی کا احسان نہیں بھولنا چاہیے۔

٥١٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بنُ مُرَّةَ: حَدَّثَنا كُلَيْبُ بنُ مَنْفَعَةَ عن جَدِّهِ؛ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقَالَ:

۵۱۴۰- جناب کلیب بن منفعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ

٥١٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في بر الوالدين، ح: ١٨٩٧ من حديث بهز بن حكيم به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم: ٣/ ٦٤٢ و٤/ ١٥٠، ووافقه الذهبي.

٥١٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٧ من حديث كليب به * وهو مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

يَا رسولَ الله! مَنْ أَبَرُّ؟ قالَ: «أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذٰلِكَ، حَقًّا وَاجِبًا ورَحِمًا مَوْصُولَةً».

نے فرمایا: ''اپنی ماں، باپ، بہن، بھائی اور آزاد کرنے والے ساتھ۔ ان کا حق واجب ہے اور ان کے ساتھ رشتہ جوڑنا لازم ہے۔''

٥١٤١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ قالَ: أنبأنا؛ ح: وحدثنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن أَبِيهِ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ». قِيلَ: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قالَ: «يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَلْعَنُ أَبَاهُ، وَيَلْعَنُ أُمَّهُ فَيَلْعَنُ أُمَّهُ».

۵۱۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو لعنت کرے۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو لعنت کرے؟ آپ نے فرمایا: ''کوئی شخص جب دوسرے کے باپ کو لعنت کرے گا، تو وہ اس کے باپ کو لعنت کرے گا۔ اگر دوسرے کی ماں کو لعنت کرے گا، تو وہ اس کی ماں کو لعنت کرے گا۔''

فائدہ: کسی گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے اور جس قدر بڑے گناہ کا سبب بنے گا اس کا وبال بھی اسی قدر بڑا ہوگا۔

٥١٤٢- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ المَعْنَى، قالُوا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إدْرِيسَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سُلَيْمانَ، عن أَسِيدِ ابنِ عَلِيِّ بنِ عُبَيْدٍ مَوْلَى بَنِي سَاعِدَةَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ إذْ جَاءَهُ رَجلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فقالَ: يَا

۵۱۴۲- جناب ابو اُسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اتفاق سے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ بنو سلمہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی مجھ پر ان کا کوئی حق باقی ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے بخشش مانگنا، ان کے بعد ان کے عہد کو پورا

٥١٤١_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يسب الرجل والديه، ح: ٥٩٧٣ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٩٠ من حديث سعد بن إبراهيم بن عبدالرحمٰن به.

٥١٤٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب: صل من كان أبوك يصل، ح: ٣٦٦٤ من حديث عبدالله بن إدريس به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٠، والحاكم: ٤/ ١٥٤، ١٥٥، ووافقه الذهبي.

رَسُولَ اللهِ! هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا. قال: «نَعَمْ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لا تُوصَلُ إلا بِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا».

کرنا' ایسے رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھنا کہ ان (ماں باپ) کے بغیر ان سے ملاپ نہ ہو سکتا تھا اور ان کے دوست کی عزت کرنا۔''

٥١٤٣ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أُسَامَةَ بنِ الْهَادِ عن عَبْدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ».

۵۱۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا حسن سلوک یہ ہے کہ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد انسان اس کے محبت کرنے والوں سے ملاپ رکھے۔''

٥١٤٤ - حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ يَحْيَى بنِ عُمَارَةَ بنِ ثَوْبَانَ: أخبرنا عُمَارَةُ بنُ ثَوْبَانَ؛ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ أَخْبَرَهُ قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ. قالَ أَبُو الطُّفَيْلِ: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ أَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُورِ، إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ حَتَّى دَنَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَنْ هِيَ؟ فقالُوا: هٰذِهِ أُمُّهُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ.

۵۱۴۴- حضرت ابوطفیل (عامر بن واثلہ لیثی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو جِعِرّانہ مقام پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا' میں ان دنوں نوخیز لڑکا تھا' اونٹ کی ہڈی اٹھا سکتا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی حتی کہ وہ نبی ﷺ کے قریب آ گئی' تو آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھی؟ تو صحابہ نے بتایا کہ یہ آپ کی ماں تھی جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

٥١٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم ونحوهما، ح: ٢٥٥٢ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

٥١٤٤ـ تخريج: **[ضعيف]** أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٩٥ عن أبي عاصم به * عمارة مستور، وجعفر بن يحيى مثله.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، تاہم رضاعی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی عزت و احترام اسی طرح سے ہے جیسے حقیقی ماں کے ساتھ۔

٥١٤٥- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ؛ أَنَّ عُمَرَ بنَ السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ جَالِسًا يَوْمًا، فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ فَوَضَعَ لَها شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَامَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ فأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۵۱۴۵- جناب عمر بن سائب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ تو آپ نے اپنی چادر کا ایک حصہ ان کے لیے بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ کی رضاعی والدہ آئیں تو آپ نے اس چادر کی دوسری جانب بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو رسول اللہ ﷺ اس کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنے سامنے بٹھالیا۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے، تاہم رضاعی والدین اور رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بھی صلہ رحمی شرعی واجبات میں سے ہے۔

(المعجم ١٢٠، ١٢١) - **بَابٌ: في فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتَامَى** (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۲۰، ۱۲۱- یتیموں کی پرورش کی فضیلت

٥١٤٦- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عن ابنِ حُدَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا» - قال: يَعني

۵۱۴۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کر دے (جیسے کہ کفار کرتے تھے) اور نہ اس کی اہانت کرے اور نہ لڑکے کو اس پر فضیلت دے، تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' اور راوی حدیث عثمان نے لفظ ''الذُّكُور'' ذکر

٥١٤٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل.

٥١٤٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٣ عن أبي معاوية الضرير به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٨/ ٣٦٣ * ابن حدير غير مشهور، قاله المنذري.

الذُّكُورَ - «أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ» وَلَمْ يَذْكُرْ عُثْمانُ يَعْني الذُّكُورَ.

نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' تاہم عام شرعی تعلیمات کی روشنی میں واضح ہے کہ لڑکیوں کو منحوس سمجھنا انتہائی جہالت اور بدترین عمل ہے۔ ② عرب کے بعض لوگ لڑکیوں کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے اور یہ عمل حرام اور جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ ③ پرورش اور تعلیم وتربیت کے سلسلے میں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا ناجائز ہے۔ ④ یہ بالکل ہی حرام ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی صرف اس وجہ سے اہانت کرے کہ وہ بیٹی ہے۔

٥١٤٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا خَالِدٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلٌ يَعني ابنَ أَبِي صَالِحٍ عن سَعِيدٍ الأَعْشَى. - قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُكْمِلٍ الزُّهْرِيُّ - عن أَيُّوبَ بنِ بَشِيرٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ».

۵۱۴۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی' انہیں (حسن معاشرت کا) ادب سکھایا' ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا رہا' تو اس کے لیے جنت ہے۔''

٥١٤٨- **حَدَّثَنا** يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن سُهَيْلٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ بِمَعْنَاهُ قالَ: «ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، أَو ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ».

۵۱۴۸- سہیل نے اسی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا: ''جس نے تین بہنوں یا تین بیٹیوں یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش کی۔''

فائدہ: یتیموں کے علاوہ بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش بھی بڑی فضیلت اور عزیمت کا عمل ہے۔

٥١٤٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ

۵۱۴۹- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ سے مروی

٥١٤٧_ **تخريج**: [**حسن**] رواه الترمذي، ح:١٩١٢ ولم يذكر أيوب بن بشير، وصححه ابن حبان، ح:٢٠٤٤، وللحديث شواهد كثيرة.

٥١٤٨_ **تخريج**: [**حسن**] انظر الحديث السابق.

٥١٤٩_ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد:٦/٢٩، والبخاري في الأدب المفرد، ح:١٤١ من حديث النهاس بن قهم به، وهو ضعيف.

ابنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا النَّهَّاسُ بنُ قَهْمٍ: حدَّثني شَدَّادٌ أبُو عَمَّارٍ عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بِالْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ: «امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح (قریب قریب) ہوں گے۔'' یزید (بن زریع) نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی ملاتے ہوئے اشارہ کر کے دکھایا۔ (یعنی) وہ معزز اور حسین وجمیل عورت جو بیوہ ہوگئی اور (عزت وخوبصورتی کے باوجود) اس نے (نکاح نہ کیا بلکہ) اپنے یتیم بچوں کی خاطر (نکاح کرنے سے) رکی رہی حتی کہ وہ بڑے ہوگئے یا وفات پا گئے۔

(المعجم ١٢١، ١٢٢) - بَابٌ: فِيمَنْ ضَمَّ يَتِيمًا (التحفة ١٣١)

باب: ۱۲۱، ۱۲۲- یتیم کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ ملا کر پرورش کرنے کی فضیلت

٥١٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ أَبِي حَازِمٍ: حدَّثني أَبِي عن سَهْلٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ»، وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ.

۵۱۵۰- حضرت سہل (بن سعد انصاری) ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے۔'' اور آپ نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

فائدہ: یتیم یعنی نابالغ لڑکی یا لڑکا جس کا والد فوت ہوگیا ہو۔ معاشرتی زندگی میں اس کو اپنے گھر کا فرد بنا لینا' اس کی سرپرستی کرنا اور اسے والد کی کمی محسوس نہ ہونے دینا' بڑی عزیمت اور فضیلت کا کام ہے۔

(المعجم ١٢٢، ١٢٣) - بَابٌ: فِي حَقِّ الْجِوَارِ (التحفة ١٣٢)

باب: ۱۲۲، ۱۲۳- ہمسائیگی کے حقوق کا بیان

٥١٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ

۵۱۵۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے'

٥١٥٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب فضل من يعول يتيمًا، ح: ٦٠٠٥ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

٥١٥١_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الوصاءة بالجار، ح: ٦٠١٤، ومسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «مَا زَالَ جِبْرَائِلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى قُلْتُ لَيُوَرِّثَنَّهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل امین مجھے ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے وارث ہی بنادیں گے۔''

٥١٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حدثنا سُفْيَانُ عن بَشِيرٍ أَبِي إسْمَاعِيلَ، عن مُجَاهِدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّهُ ذَبَحَ شَاةً فقَالَ: أَهْدَيْتُمْ لِجَارِي الْيَهُودِيِّ؛ فإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «ما زَالَ [جِبْرِيلُ] يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

۵۱۵۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ انھوں نے ایک بکری ذبح کی اور پھر پوچھا: کیا تم نے میرے یہودی ہمسائے کی طرف بھی کچھ بھیجا ہے؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جبریل امین مجھے ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے وارث ہی بنادیں گے۔''

فائدہ: ہمسایہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا شرعی فریضہ ہے۔ علماء کا بیان ہے کہ غیر مسلم ہمسائے کا صرف ایک حق ہے' یعنی حق ہمسائیگی اور مسلمان ہمسائے کے دو حق ہیں۔ ایک حق ہمسائیگی دوسرا حق اسلام جب کہ مسلمان رشتہ دار ہمسائے کے تین حق ہوتے ہیں۔ حق ہمسائیگی' حق اسلام اور حق قرابت۔

٥١٥٣- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَيَّانَ عن مُحَمَّدِ ابنِ عَجْلَانَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُو جَارَهُ قالَ: «اذْهَبْ فَاصْبِرْ»، فأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فقَالَ: «اذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ في

۵۱۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا' اس نے اپنے ہمسائے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور صبر کرو۔'' وہ پھر آپ کے پاس دو یا تین بار آیا تو آپ نے فرمایا: ''جا اپنا سامان راستے پر ڈال دے۔'' چنانچہ اس نے اپنا مال متاع راستے پر ڈال دیا۔ لوگ اس سے پوچھنے لگے (کہ

٥١٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في حق الجوار، ح: ١٩٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن غريب"، ومجاهد صرح بالسماع عند ابن المبارك في البر والصلة، ح: ٢٤٧.

٥١٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٤ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٦٥، ١٦٦.
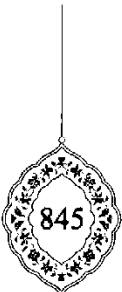
الطَّرِيقِ»، فَطَرَحَ مَتَاعَهُ في الطَّرِيقِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ، فَعَلَ اللهُ بِهِ وَفَعَلَ وَفَعَلَ، فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فقَالَ لَهُ: ارْجِعْ لا تَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ.

کیا ہوا؟) تو اس نے انہیں اپنے ہمسائے کا سلوک بتایا۔ تو لوگ اسے لعنت ملامت کرنے لگے۔ اللہ اس کے ساتھ ایسے کرے اور ایسے کرے۔ تو وہ ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اس سے بولا: اپنے گھر میں واپس چلے جاؤ۔ (آئندہ) میری طرف سے کوئی ناپسندیدہ سلوک نہیں دیکھو گے۔

٥١٥٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ».

۵۱۵۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو دکھ نہ دے۔ اور جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ خیر کے لفظ بولے یا خاموش رہے۔“

٥١٥٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ؛ أَنَّ الْحَارِثَ بنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ عن أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عن طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّ لِي جَارَيْنِ بِأَيِّهِمَا أَبْدَأُ. قال: «بِأَدناهُمَا بَابًا».

۵۱۵۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں (احسان کرنے میں) کس سے ابتدا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ شُعْبَةُ في هٰذَا

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شعبہ نے اس حدیث

٥١٥٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه ... الخ، ح:٦١٣٨ من حديث معمر، ومسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار ... الخ، ح:٤٧ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٩٧٤٦.

٥١٥٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب حق الجوار في قرب الأبواب، ح:٦٠٢٠ من حديث أبي عمران الجوني به.

الْحَدِيثِ : طَلْحَةُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ .

کی سند میں طلحہ کے تعارف میں کہا: وہ ایک قریشی آدمی تھا۔

(المعجم ١٢٣، ١٢٤) - **بَابٌ: فِي حَقِّ الْمَمْلُوكِ** (التحفة ١٣٣)

باب:۱۲۳،۱۲۴-غلاموں کا خاص خیال رکھنے کا بیان

٥١٥٦- **حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا : حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ الْفُضَيْلِ عن مُغِيرَةَ، عن أُمِّ مُوسَى، عن عَلِيٍّ قالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، اتَّقُوا اللهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ».

۵۱۵۶-حضرت علی ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری بات یہی تھی: ''نماز! نماز! اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے' لیکن دیگر محققین' مثلاً شیخ البانی ؒ اور الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' محققین کی اس تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث کی رائے ہی اقرب الی الصواب محسوس ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد:۱۹/ ۲۰۹'۲۱۰' حدیث:۱۲۱۶۹) ② غلام' نوکر اور خادم بھی مسلمان معاشرے کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ واجب ہے کہ انسان صاحب ایمان ہونے کے ناتے ان کا خاص خیال رکھے' ان کی اہانت کرنا یا انہیں ان کی ہمت سے بڑھ کر تکلیف دینا' قطعاً جائز نہیں۔

٥١٥٧- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن المَعْرُورِ ابنِ سُوَيْدٍ قالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ بالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ غَلِيظٌ، وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ. قالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ كُنْتَ أَخَذْتَ الَّذِي عَلَى غُلَامِكَ، فَجَعَلْتَهُ مَعَ هٰذَا فَكَانَتْ

۵۱۵۷-جناب معرور بن سوید ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر ؓ کو ربذہ مقام میں دیکھا' وہ ایک موٹی اونی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے غلام پر بھی اسی طرح کی چادر تھی۔ ہمارے ساتھیوں نے کہا: اے ابوذر! اگر آپ غلام والی چادر خود لے لیتے تو اس طرح آپ کا یہ حُلّہ (پورا جوڑا) بن جاتا۔ غلام کو آپ

٥١٥٦ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الوصايا، باب: وهل أوصى رسول الله ﷺ، ح: ٢٦٩٨ من حديث محمد بن فضيل به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ٣/ ١١٧ وغيره.

٥١٥٧ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ح: ٦٠٥٠، ومسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، ح: ١٦٦١ من حديث الأعمش به.

حُلَّةً، وَكَسَوْتَ غُلَامَكَ ثَوْبًا غَيْرَهُ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: إِنِّي كُنْتُ سَابَبْتُ رَجُلًا وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً، فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَشَكَانِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ»، قَالَ: «إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُم فَضَّلَكُم اللهُ عَلَيْهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُم فَبِيعُوهُ وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللهِ».

کوئی اور کپڑا لے دیتے۔ تو حضرت ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے ایک آدمی کو گالی دی تھی جس کی ماں عجمی تھی۔ میں نے اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں میری شکایت کر دی۔ تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کا اثر ہے۔'' آپ نے مزید فرمایا: ''بلاشبہ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے تم کو ان پر فضیلت بخشی ہے۔ پس جس کے ساتھ تمہاری طبیعت نہ ملتی ہو تو اسے بیچ دو لیکن اللہ کی مخلوق کو دکھ نہ دو۔

فوائد و مسائل: ① اس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کو از حد کامل طور پر اپنے پلے باندھ لیا تھا۔ ② کسی کو اس کے حسب نسب کا طعنہ دینا جاہلیت کی علامت ہے۔ ③ جس مسلمان بھائی کے ساتھ نفسیاتی مناسبت نہ ہو تو اس سے بلا وجہ الجھنا کسی طرح معقول نہیں۔ چاہیے کہ آدمی کسی اور سے معاملہ استوار کر لے۔ ④ اللہ کی مخلوق انسان ہو یا حیوان اس کو بلا وجہ عذاب دینا ناجائز ہے۔

٥١٥٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنِ المَعْرُورِ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا عَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ، فَقُلْنَا: يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَخَذْتَ بُرْدَ غُلَامِكَ إِلَى بُرْدِكَ فَكَانَتْ حُلَّةً، وَكَسَوْتَهُ ثَوْبًا غَيْرَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِخْوَانُكُم جَعَلَهُم اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيَكْسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ

۵۱۵۸- جناب معرور بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ربذہ مقام میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ہم نے دیکھا کہ ان پر ایک اونی چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی اسی طرح کی ایک چادر تھی۔ تو ہم نے کہا: اے ابوذر! اگر آپ اپنے غلام والی چادر اپنی چادر کے ساتھ ملا لیتے تو ایک جوڑا بن جاتا اور اسے آپ کوئی اور کپڑا لے دیتے۔ تو انہوں نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''یہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ چنانچہ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اس کو چاہیے کہ اسے وہی

٥١٥٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث عيسى بن يونس به، انظر الحديث السابق، وهذا طرفه، ورواه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٢٨٧ من حديث أبي داود به.

مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ».

کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور اسے اس کی ہمت سے زیادہ کام نہ دے' اگر اسے مکلّف کرے' تو اس کی مدد بھی کرے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ نُمَيْرٍ عن الأعمَشِ نَحْوَهُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن نمیر نے اعمش سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اسلام ہی وہ اولین دین ہے جس نے غلاموں اور مملوکوں کو اس قدر عظیم مساوات کے حقوق دیے ہیں۔ ② غلاموں' نوکروں اور خادموں کو اچھا لباس اور اچھا کھانا دینے سے مالک کی عزت و قدر میں کوئی کمی نہیں آتی' بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ ③ لازمی ہے کہ انسان پر مشقت کام میں غلام اور نوکر کی مدد کرے۔

٥١٥٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: أَنْبَأَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ» - قَالَ ابنُ المُثَنَّى: مَرَّتَيْنِ - «للهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ»، فَالْتَفَتُّ فإذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ. قَالَ: «أَمَا [إِنَّكَ] لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَعَتْكَ النَّارُ» أَوْ «لَمَسَّتْكَ النَّارُ».

۵۱۵۹- حضرت ابومسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) میں اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی: ''ابومسعود! خیال کرو......'' ابن مثنی کے الفاظ ہیں: میں نے یہ آواز دو بار سنی...... ''اللہ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت ہے جتنی کہ تم اس پر رکھتے ہو۔'' میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ تو میں نے (فوراً) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کے لیے آزاد ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم یہ نہ کرتے تو آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔'' الفاظ [لَلَفَعَتْكَ النَّارُ] تھے یا [لَمَسَّتْكَ النَّارُ]

فوائد و مسائل: ① انسان اپنے غصے اور قدرت کا اظہار کرتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھے کہ اللہ عزوجل اس سے بڑھ کر قدرت رکھنے والا ہے' اس لیے ظلم سے ہمیشہ باز رہے' ورنہ اس کا انجام آگ ہے۔ ② اس حدیث میں حضرت ابو مسعود ؓ کی فضیلت کا اظہار ہے کہ انہوں نے فوراً اپنی غلطی کی تلافی کی اور ایک افضل عمل سے کی۔

٥١٥٩- تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، ح: ١٦٥٩ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

٥١٦٠- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ عن الأعمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، نَحْوَهُ قالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بالسَّوْطِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الْعِتْقِ.

۵۱۶۰- اعمش نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں ہے کہ میں اپنے ایک (کالے) غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا۔ مگر اس میں اس کو آزاد کرنے کا بیان نہیں ہے۔

٥١٦١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن مُوَرِّقٍ، عن أَبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لَاءَمَكُم مِنْ مَمْلُوكِيكُم فأَطْعِمُوهُ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُ مِمَّا تَكْتَسُونَ، وَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُم مِنْهُمْ فَبِيعُوهُ وَلا تُعَذِّبُوا خَلْقَ الله».

۵۱۶۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو تمہارے موافق ہو (تمہاری پسند کے مطابق تمہاری خدمت کرتا ہو) تو اس کو اسی سے کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور اس کو اسی سے پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اور جو تمہارے موافق نہ ہو تو اسے بیچ ڈالو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔“

٥١٦٢- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن عُثْمَانَ بنِ زُفَرَ، عن بَعْضِ بَنِي رافِعِ بنِ مَكِيثٍ، عن رافِعِ بنِ مَكِيثٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «حُسْنُ المَلَكَةِ يُمْنٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ».

۵۱۶۲- حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ غزوۂ حدیبیہ میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(اپنے ماتحت اور زیر ملکیت کے ساتھ) عمدہ برتاؤ کرنا برکت ہے اور بد خلقی نحوست ہے۔“

٥١٦٣- حَدَّثَنا ابنُ المُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ زُفَرَ: حدَّثني مُحَمَّدُ

۵۱۶۳- جناب حارث بن رافع بن مکیث سے روایت ہے۔ اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ قبیلۂ جہینہ سے تھے اور غزوۂ

٥١٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم عن أبي كامل به، انظر الحديث السابق.

٥١٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٨ من حديث منصور به.

٥١٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٠٢ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه (جامع معمر: ٢٠١١٨) * عثمان بن زفر مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وانظر الحديث الآتي.

٥١٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

ابنُ خَالِدِ بنِ رَافِعِ بنِ مَكِيثٍ، عن عَمِّهِ الْحَارِثِ بنِ رَافِعِ بنِ مَكِيثٍ، وكَانَ رَافِعٌ مِنْ جُهَيْنَةَ قَدْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ، عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «حُسْنُ المَلَكَةِ يُمْنٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ».

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا' آپ نے فرمایا: ''(زیر ملکیت اور ماتحت کے ساتھ) عمدہ برتاؤ کرنا باعث برکت ہے اور بد خلقی نحوست ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم لونڈی' غلام یا خادم ہو یا کوئی حیوان یا پرندہ پال رکھا ہو تو اس کی خوراک' لباس' رہائش اور صحت کا بخوبی خیال رکھنا شرعی واجبات میں سے ہے۔

٥١٦٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ - وَهٰذَا حَدِيثُ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ - قالَا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ عن الْعَبَّاسِ بنِ جُلَيْدٍ الْحَجْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ: يا رسُولَ الله! كَمْ نَعْفُو عن الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ إِلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ، فلَمَّا كَانَ في الثَّالِثَةِ قالَ: «اعْفُوا عَنْهُ في كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً».

۵۱۶۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم خادم کو کس قدر معاف کریں؟ تو آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر سوال کیا' تو آپ خاموش رہے۔ پھر جب تیسری بار پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''اسے ہر روز ستر بار معاف کرو۔''

فائدہ: لونڈی' غلام اور خادم کو بہت زیادہ معاف کرنا چاہیے اور ساتھ ہی اس کو کام کرنے کا سلیقہ بھی سمجھانا چاہیے تاکہ وہ دوبارہ غلطی نہ کرے۔

٥١٦٥- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ

۵۱۶۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' مجھ سے حضرت ابوالقاسم نبی التوبہ ﷺ نے

٥١٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في العفو عن الخادم، ح: ١٩٤٩ من حديث أبي هانئ به، وقال: "حسن غريب".

٥١٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب قذف العبيد، ح: ٦٨٥٨، ومسلم، الأيمان، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنى، ح: ١٦٦٠ من حديث فضيل بن غزوان به.

الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قالَ: حَدَّثَنا عِيسَى: حَدَّثَنا فُضَيْلٌ عن ابنِ أَبِي نُعْمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: حدَّثني أَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ التَّوْبَةِ ﷺ قالَ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قالَ، جُلِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَدًّا» قالَ مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنا عِيسَى عن الْفُضَيْلِ يَعْني ابنَ غَزْوَانَ.

بیان فرمایا: ''جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے بری تھا جو اس کے بارے میں کہا گیا تھا تو اس (مالک) کو قیامت کے دن حد لگائی جائے گی۔'' مؤمل (بن فضل) نے سند یوں بیان کی [حَدَّثَنَا عیسٰی عَنِ الْفُضَیْلِ یَعنِی ابنَ غَزْوَانَ]

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی ایک صفت "نَبِيُّ التَّوْبَة" ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس امت کی توبہ ندامت اور الفاظ سے قبول کر لی جاتی ہے جبکہ سابقہ امتوں میں بعض اوقات اپنے آپ کو قتل کرنے سے قبول ہوتی تھی۔ ایک معنی یہ بھی لکھے گئے ہیں کہ اس سے مراد ایمان و عمل ہے جبکہ انسان نے کفر و فسق سے رجوع کیا ہو۔

٥١٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا فُضَيْلُ ابنُ عِيَاضٍ عن حُصَيْنٍ، عنْ هِلَالِ بنِ يَسَافٍ قالَ: كُنَّا نُزُولًا في دَارِ سُوَيْدِ بنِ مُقَرِّنٍ، وَفِينَا شَيْخٌ فِيهِ حِدَّةٌ، وَمَعَهُ جَارِيَةٌ فَلَطَمَ وَجْهَهَا، فما رَأَيْتُ سُوَيْدًا أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ ذَاكَ الْيَوْمَ، قالَ: عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا، لَقَدْ رَأَيْتُنَا سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ وَلَدِ مُقَرِّنٍ وَمَالَنَا إِلَّا خَادِمٌ، فَلَطَمَ أَصْغَرُنَا وَجْهَهَا، فأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِعِتْقِهَا.

٥١٦٦- جناب ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ ہم حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے' ہمارے ساتھ ایک بڑی عمر کا شیخ بھی تھا جس کی طبیعت میں تیزی تھی اور اس کے ساتھ اس کی لونڈی تھی۔ تو اس شیخ نے اپنی اس لونڈی کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ اس دن حضرت سوید رضی اللہ عنہ جس قدر غصے ہوئے میں نے اس سے بڑھ کر انہیں کبھی غضبناک نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: کیا تو اتنا ہی عاجز (اور مغلوب الغضب) ہو گیا تھا کہ اس کو مارنے کے لیے تجھے صرف اس کا عزت والا چہرہ ہی ملا تھا۔ مجھے وہ منظر یاد ہے کہ میں اولاد مقرن میں ساتواں فرد تھا اور ہماری ایک ہی خادمہ تھی۔ ہمارے ایک چھوٹے نے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کو آزاد کر دو۔

٥١٦٦- **تخريج:** أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، ح:١٦٥٨ من حديث حصين به.

فائدہ: چہرے پر مارنا سخت منع ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: [إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ] (صحيح مسلم، البر والصلة، حديث: ٢٦١٢) ''جب تم میں سے کسی کی اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ لڑائی ہو جائے تو چاہیے کہ اس کے چہرے (پر مارنے) سے بچے۔'' حتی کہ حیوان کے چہرے پر بھی نہیں مارنا چاہیے۔

٥١٦٧ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ سُوَيْدِ بنِ مُقَرِّنٍ قالَ: لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا، فَدَعَاهُ أَبِي وَدَعَانِي، فقَالَ: اقْتَصَّ مِنْهُ، فإِنَّا مَعْشَرَ بَنِي مُقَرِّنٍ، كُنَّا سَبْعَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا إِلا خَادِمٌ، فَلَطَمَهَا رَجُلٌ مِنَّا، فقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْتِقُوهَا»، قالُوا: إِنَّهُ لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ غَيْرُهَا، قالَ: «فَلْتَخْدِمْهُمْ حَتَّى يَسْتَغْنُوا فإِذَا اسْتَغْنَوا فَلْيُعْتِقُوهَا».

٥١٦٧- جناب معاویہ بن سوید بن مقرن کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک غلام کو تھپڑ مار دیا۔ تو میرے والد نے اس کو اور مجھے بلا لیا اور غلام سے کہا: اس سے اپنا بدلہ لو۔ اور بتایا کہ نبی ﷺ کے دور میں ہم بنو مقرن کے سات افراد تھے اور ہماری ایک ہی خادمہ تھی۔ ہمارے ایک آدمی نے اس کو تھپڑ مار دیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو۔'' صحابہ نے کہا کہ ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی خادمہ نہیں ہے۔ فرمایا: ''چلو جب تک کوئی اور نہیں ملتی خدمت کرتی رہے' جب اس سے مستغنی ہو جائیں تو اسے آزاد کر دیں۔''

٥١٦٨ - **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ وَأَبو كَامِلٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبو عَوَانَةَ عن فِرَاسٍ، عن أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عن زَاذَانَ قال: أَتَيْتُ ابنَ عُمَرَ وَقَدْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا لَهُ، فَأَخَذَ مِنَ الأَرْضِ عُودًا أَوْ شَيْئًا، فقَالَ: مَالِي فِيهِ مِنَ الأَجْرِ مَا يَسْوَى هٰذَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ».

٥١٦٨- جناب زاذان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ انہوں نے اپنا ایک غلام آزاد کیا تھا۔ انہوں نے زمین سے ایک تنکا یا اس قسم کی کوئی شے اٹھائی اور کہا: مجھے اس کے آزاد کرنے میں اس جتنا بھی ثواب نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جس نے اپنے غلام کو تھپڑ لگایا ہو یا مارا ہو' تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ اسے آزاد کر دے۔''

فائدہ: اسلام نے انسانی معاشرے میں صدیوں کے رائج غلامی کے نظام کو بڑی دقیق حکمت سے ختم کیا ہے کہ

٥١٦٧_ **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث سفيان الثوري به، وانظر الحديث السابق.

٥١٦٨_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، ح: ١٦٥٧ عن أبي كامل به.

موقع بموقع ہو جانے والی غلطیوں میں غلاموں کے آزاد کرنے کو ان کا کفارہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اہل ایمان نے اس انداز سے غلاموں کو آزاد کرنا اپنا معمول بنالیا اور انہیں آزاد کیا کہ اب یہ صنف تقریباً نا پید ہے۔

(المعجم ١٢٤، ١٢٥) - **بَابٌ: فِي الْمَمْلُوكِ إِذَا نَصَحَ** (التحفة ١٣٤)

باب:۱۲۴'۱۲۵- مملوک غلام جو اپنے آقا کو نصیحت کرے

٥١٦٩- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ اللهِ ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ».

۵۱۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق جو غلام اپنے آقا کو خیر خواہی کی بات کہے اور اللہ عزوجل کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے' تو اس کو دوگنا ثواب ہے۔''

فائدہ: صاحب ایمان غلام اور ماتحت کو چاہیے کہ اپنے مالک اور اپنے بڑے کو خیر کی بات کہنے میں نہ بخیل بنے اور نہ ہچکچائے اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔ اور مالک کو بھی چاہیے کہ غلام اور خادم کی نصیحت پر ناک بھوں نہ چڑھائے' بلکہ اس کو قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھے اور ایسے غلام اور خادم کو اپنا حقیقی خیر خواہ سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ نیکی کرے اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ (الرحمٰن:٦٠) ''احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔''

(المعجم ١٢٥، ١٢٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ خَبَّبَ مَمْلُوكًا عَلَى مَوْلَاهُ** (التحفة ١٣٥)

باب:۱۲۵'۱۲۶- کسی کے غلام کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکانا

٥١٧٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عن عَمَّارِ بنِ رُزَيْقٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عِيسَى، عن عِكْرِمَةَ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ

۵۱۷۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف یا غلام (خادم) کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکائے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

٥١٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه ونصح سيده، ح:٢٥٤٦ عن القعنبي، ومسلم، الأيمان، باب ثواب العبد وأجره إذا نصح لسيده وأحسن عبادة الله، ح:١٦٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٨١.

٥١٧٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح:٢١٧٥.

خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا».

فائدہ: کسی کے گھر میں یا کسی ادارے کے رواں دواں نظام میں فتنہ فساد ڈال دینا انتہائی گناہ کا کام ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فتنہ انگیز شخص سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔

(المعجم ١٢٦، ١٢٧) - بَابٌ: فِي الِاسْتِئْذَانِ (التحفة ١٣٦)

باب:۱۲۶‘۱۲۷- کسی کے گھر یا خاص مجلس میں اجازت لے کر جانے کا بیان

٥١٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عُبَيْدِ الله بنِ أَبِي بَكْرٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رجلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ قالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ.

۵۱۷۱- سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے کسی گھر میں جھانکا۔ تو رسول اللہ ﷺ ایک لمبے پھل کا نیزہ لیے ہوئے اس کی جانب اٹھے۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں: گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ یہ نیزہ اسے مارنے کے لیے لہرا رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کسی کے گھر میں بغیر اجازت جھانکنا حرام اور انتہائی بداخلاقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کسی کے دروازے پر دستک دے تو اس کا ادب یہ ہے کہ ایک جانب کھڑا ہو جیسے کہ اگلی حدیث ۵۱۷۴ میں آ رہا ہے۔ ② گھر والے کو اجازت ہے کہ جھانکنے والے کو سزا دے۔

٥١٧٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، قالَ: حدثنا أبو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقولُ: «مَنِ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَأُوا عَيْنَهُ فَقَدْ هَدَرَتْ عَيْنُهُ».

۵۱۷۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے‘ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”جس نے کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو یہ ضائع ہے۔ (اس میں کوئی قصاص نہیں۔)“

٥١٧٣- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ

۵۱۷۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی

٥١٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: الاستئذان من أجل البصر، ح: ٦٢٤٢، ومسلم، الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٧ من حديث حماد بن زيد به.

٥١٧٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٨ من حديث سهيل، وأحمد: ٢/ ٤١٤ من حديث حماد بن سلمة به.

٥١٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٦ من حديث سليمان بن بلال به * كثير بن زيد حسن ◀◀

الْمُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمانَ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن كَثِيرٍ، عن وَلِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «إِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلا إِذْنَ».

ﷺ نے فرمایا: ''جب نظر اندر چلی گئی تو پھر اجازت کیسی؟''

فائدہ: حقیقت یہی ہے کہ اپنے گھر میں باپردہ اہل خانہ کی عزت و کرامت کے تحفظ کے لیے اجازت لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر جھانکنا ہی معیوب نہ ہو تو اجازت لینے دینے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔

٥١٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ؛ ح: وحدثنا أَبو بَكْرِ ابنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن الأَعْمَشِ، عن طَلْحَةَ، عن هُزَيْلٍ قالَ: جَاءَ رَجلٌ - قالَ عُثْمانُ: سَعْدٌ فوَقَفَ عَلَى بَابِ النَّبيِّ ﷺ يَسْتَأْذِنُ فقَامَ عَلَى الْبَابِ - قالَ عُثْمانُ: مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ - فَقالَ لَهُ النَّبيُّ ﷺ: «هٰكَذَا - عَنْكَ - أَو هٰكَذَا فإِنَّمَا الاسْتِئْذَانُ مِنَ النَّظَرِ».

۵۱۷۴- حضرت ہزیل ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص ...... اور بقول عثمان بن ابی شیبہ حضرت سعد ؓ آئے اور نبی ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے لگے...... عثمان بن ابی شیبہ نے وضاحت کی کہ وہ دروازے کے عین سامنے کھڑے ہو گئے...... تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اس طرف ہٹ کر کھڑے ہو یا اس طرف۔ اجازت لینے کا حکم نظر ہی کی وجہ سے ہے (کہ انسان اندر نہ جھانکے۔)''

فائدہ: اہل علم اور بڑے لوگوں پر واجب ہے کہ اپنے زیر تربیت اور چھوٹوں کو ہر طرح کے آداب کی عملی تربیت دینے کا اہتمام کریں۔

٥١٧٥- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عن سُفْيَانَ، عن الأَعْمَشِ، عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ، عن رَجُلٍ، عن سَعْدٍ، نَحْوَهُ، عن النَّبيِّ ﷺ.

۵۱۷۵- طلحہ بن مصرف نے ایک آدمی کے واسطے سے حضرت سعد ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند نبی ﷺ سے روایت کیا۔

◄◄ الحديث، والوليد بن رباح مثله.

٥١٧٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٨٢٥ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٥٦٩، وسنده ضعيف * الأعمش عنعن، والحديث السابق يغني عنه.

٥١٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

(المعجم . . .) - **بَابٌ: كَيْفَ الاِسْتِئْذَانُ؟** (التحفة ١٣٧)

باب:......اجازت کیسے لی جائے؟

٥١٧٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنا رَوْحٌ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ أَبِي سُفْيَانَ؛ أَنَّ عَمْرَو ابنَ عَبْدِ الله بنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ عن كَلَدَةَ بنِ حَنْبَلٍ؛ أَنَّ صَفْوَانَ بنَ أُمَيَّةَ بَعثَهُ إلى رَسُولِ الله ﷺ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ وَالنَّبيُّ ﷺ بِأَعْلَى مَكَّةَ، فَدَخَلْتُ وَلَمْ أُسَلِّمْ، فَقَالَ: «ارْجِعْ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُم»، وَذٰلِكَ بَعْدَ ما أَسْلَمَ صَفْوَانُ بنُ أُمَيَّةَ.

٥١٧٦-حضرت کلدہ بن حنبل ؓ سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن امیہ ؓ نے اس کو دودھ' ہرن کا بچہ اور ککڑیاں دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا' جبکہ نبی ﷺ مکہ کی بالائی جانب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔کلدہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں جا داخل ہوا اور سلام نہ کہا۔تو آپ نے فرمایا: ''پیچھے ہٹو اور کہو [السلام علیکم]'' یہ واقعہ صفوان بن امیہ کے مسلمان ہو جانے کے بعد کا ہے۔

قالَ عَمْرٌو: وأخبرني ابنُ صَفْوَانَ بِهٰذَا أَجْمَعَ عن كَلَدَةَ بنِ الْحَنْبَلِ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

عمرو (بن ابوسفیان) نے کہا: مجھے یہ سب (امیہ) ابن صفوان نے کلدہ بن حنبل کے واسطے سے بیان کیا اور اس میں سماع کا ذکر نہیں کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: أُمَيَّةُ بنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ بنِ الْحَنْبَلِ. وقالَ يَحْيَى أَيْضًا: عَمْرُو بنُ عَبْدِ الله بنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ كَلَدَةَ بنَ الْحَنْبَلِ أَخْبَرَهُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ یحیٰی بن حبیب نے (ابن امیہ کی صراحت کی اور) امیہ بن صفوان کہا۔اور کلدہ بن حنبل سے سماع کی صراحت نہیں کی۔اور یحیٰی بن حبیب نے یہ بھی کہا کہ عمرو بن عبداللہ بن صفوان نے بصیغۂ اخبار روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① مجلس میں جانے کا ادب اور اجازت کے لیے ''السلام علیکم'' کہنا ضروری ہے۔② اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے اسے عملاً ادب سکھایا جائے۔

٥١٧٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ما جاء في التسليم قبل الاستئذان، ح: ٢٧١٠ من حديث روح بن عبادة به، وقال: "حسن غريب".

٥١٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ قالَ: حَدَّثَنَا رَجلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فقالَ: أَأَلِجُ؟ فقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: «اخْرُجْ إِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الاسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُم أَأَدْخُلُ»، فَسَمِعَهُ الرَّجلُ فقالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم أَأَدْخُلُ، فأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ.

۵۱۷۷- جناب ربعی سے روایت ہے کہ بنو عامر کے ایک شخص نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی جبکہ آپ گھر کے اندر تھے۔ اور اس نے کہا: ''کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' تو نبی ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: ''اس کی طرف جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا ادب سکھاؤ اسے کہو کہ (اس طرح) کہے: ''السلام علیکم'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' اس آدمی نے یہ بات سن لی تو بولا: ''السلام علیکم'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ تو نبی ﷺ نے اسے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گیا۔

فوائد ومسائل: ① اجازت لینے کے لیے صرف السلام علیکم کہنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ پوچھنا چاہیے کہ ''کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' ② جو آدمی جانتا نہ ہو اس کو سکھانا چاہیے۔

٥١٧٨- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عن أَبِي الْأَحْوَصِ، عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ ابنِ حِرَاشٍ قالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۵۱۷۸- جناب ربعی بن حراش سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے بیان کیا گیا کہ بنو عامر کے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی۔ اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ وَلَمْ يَقُلْ: عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عامِرٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں مسدد نے ابوعوانہ سے انہوں نے منصور سے (اور انہوں نے ربعی سے) ایسے ہی روایت کیا ہے...... اور اس میں بنو عامر کے آدمی کا ذکر نہیں کیا۔

٥١٧٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۵۱۷۹-عبیداللہ بن معاذ نے اپنے والد سے بیان

٥١٧٧ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه أحمد: ٥/٣٦٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٤٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣١٦ من حديث منصور به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤١٨، ٤١٩، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٨٧٢.

٥١٧٨ـ **تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به.

٥١٧٩ـ **تخريج:** [**صحيح**] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به.

حدثنا أَبِي: حدثنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن رجلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنّه اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: فَسَمِعْتُهُ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُم أَأَدْخُلُ.

کیا' انہوں نے شعبہ سے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے ربعی سے' اور وہ بنو عامر کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ کہا کہ میں نے آپ کی بات سن لی تو میں نے کہا: ''السلام علیکم'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

(المعجم ١٢٧، ١٢٨) - **بَابٌ: كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الاِسْتِئْذَانِ** (التحفة ١٣٨)

باب: ۱۲۷، ۱۲۸- اجازت طلب کرتے ہوئے آدمی کتنی بار السلام علیکم کہے؟

٥١٨٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ بنِ خُصَيْفَةَ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: كُنْتُ جَالِسًا في مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ فَجَاءَ أَبُو مُوسَى فَزِعًا، فَقُلْنَا لَهُ: مَا أَفْزَعَكَ؟ قالَ: أَمَرَنِي عُمَرُ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُهُ فاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، فقالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي؟ فَقُلْتُ: قَدْ جِئْتُ فاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَقَدْ قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُم ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ». قالَ: لَتَأْتِيَنِّي عَلَى هٰذَا بِالْبَيِّنَةِ، قالَ: فقالَ أَبُو سَعِيدٍ: لا يَقُومُ مَعَكَ إِلا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قالَ: فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ مَعَهُ فَشَهِدَ لَهُ.

۵۱۸۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھبرائے گھبرائے سے آئے۔ ہم نے ان سے پوچھا: آپ گھبرائے ہوئے کیوں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا تھا کہ ان کے پاس جاؤں۔ میں ان کے ہاں گیا اور تین بار اجازت طلب کی مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی' تو میں واپس ہونے لگا۔ تو انہوں نے کہا: کیا وجہ تھی کہ تم میرے پاس نہیں آئے؟ میں نے ان سے کہا کہ میں آیا تھا اور تین بار اجازت مانگی مگر نہیں دی گئی۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم میں سے جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو چاہیے کہ وہ لوٹ آئے۔'' تو انہوں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا ہے: تمہیں اپنے اس بیان پر گواہ پیش کرنا پڑے گا۔ تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ

٥١٨٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثًا، ح: ٦٢٤٥، ومسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٣/ ٣٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

نے کہا: تمہارے ساتھ قوم کا کوئی چھوٹا بچہ بھی جا سکتا ہے۔ (وہ اس حدیث کے صحیح ہونے کی گواہی دے سکتا ہے) چنانچہ حضرت ابوسعید ؓ ان کے ساتھ گئے اور حضرت ابوموسیٰ ؓ کے حق میں گواہی دی۔

فوائد ومسائل: ① اجازت طلب کرنے کے لیے اصل شرعی ادب السلام علیکم کہنا ہے اور تین بار سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے۔ اسی پر دستک دینے یا گھنٹی بجانے کو قیاس کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ خلاف ادب ہے۔ نہ معلوم گھر والا کسی خاص کام میں مشغول ہو یا آرام کر رہا ہو' تو اسے پریشان نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں دستک دینے یا گھنٹی بجانے میں بھی بے ادبی یا بدتمیزی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اتنی زور سے دستک دیتے ہیں کہ اڑوس پڑوس کے لوگوں کا سکون بھی برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ گھنٹی اس طرح تسلسل سے بجاتے ہیں جیسے انہوں نے مُردوں کو زندہ کرنا یا بہروں کو سنانا ہے۔ یہ بے ہودگیاں ہماری اخلاقی پستی کی غماز ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② اجازت یا جواب نہ ملنے پر بلاوجہ ناراض نہیں ہونا چاہیے' بلکہ واپس آ جانا چاہیے۔ ③ حضرت عمر ؓ احادیث رسول کی روایت میں اس لیے شدید تھے کہ لوگ کہیں یقین واعتماد کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی طرف کچھ نسبت نہ کرنے لگیں اور اللہ انہیں جزائے خیر دے یہ ان کی بہت بڑی دانائی کی سختی تھی۔

٥١٨١ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابنُ دَاوُدَ عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسَى؛ أَنَّهُ أَتَى عُمَرَ فاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا - فقَالَ: يَسْتَأْذِنُ أَبُو مُوسَى، يَسْتَأْذِنُ الأَشْعَرِيُّ، يَسْتَأْذِنُ عَبْدُ اللهِ بنُ قَيْسٍ - فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَرَجَعَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُمَرُ: مَا رَدَّكَ؟ قالَ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَسْتَأْذِنُ أَحَدُكُم ثَلَاثًا، فَإِنْ أُذِنَ لَهُ وَإِلَّا فَلْيَرْجِعْ». قالَ: ائْتِنِي بِبَيِّنَةٍ عَلَى هٰذَا، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فقَالَ: هٰذَا أُبَيٌّ، فقَالَ أُبَيٌّ: يَا عُمَرُ! لا تَكُنْ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ

٥١٨١ - جناب ابوبردہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ حضرت عمر ؓ کے ہاں گئے اور تین بار اجازت مانگی اور کہا: ابوموسیٰ اجازت چاہتا ہے۔ اشعری اجازت چاہتا ہے۔ عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) اجازت چاہتا ہے۔ مگر اجازت نہ ملی تو یہ واپس ہو لیے۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے ان کو پیچھے سے بلوایا کہ واپس کیوں جا رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اجازت تین بار مانگو' اگر مل جائے تو بہتر ورنہ واپس ہو جاؤ۔'' حضرت عمر ؓ نے کہا: اپنے بیان پر مجھے گواہ پیش کرو (کہ فی الواقع یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔) تو وہ گئے اور واپس

٥١٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٤ من حديث طلحة بن يحيى به.

ﷺ، فقال عُمَرُ: لا أكونُ عذابًا على أصحابِ رسولِ الله ﷺ.

آئے اور کہا: یہ اُبی ؓ آ گئے ہیں۔ تو حضرت اُبی ؓ نے کہا: اے عمر! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے عذاب نہ بنیں۔ تو حضرت عمر ؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے عذاب نہیں ہوں۔

٥١٨٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبيبٍ: حَدَّثَنا رَوْحٌ: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عَطَاءٌ عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قال [فِيهَا]: فانْطَلَقَ بأبي سَعِيدٍ فَشَهِدَ لَهُ فقالَ: أَخَفِيَ عَلَيَّ هٰذا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ الله ﷺ!؟ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بالأَسْوَاقِ، وَلٰكِنْ تُسَلِّمُ مَا شِئْتَ وَلا تَسْتَأْذِنُ.

۵۱۸۲- جناب عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے حضرت عمر ؓ سے اجازت طلب کی۔ اور مذکورہ قصہ بیان کیا۔ اور اس میں ہے کہ وہ حضرت ابوسعید ؓ کو ساتھ لے کر گئے تو انہوں نے ان کے حق میں گواہی دی۔ تو حضرت عمر ؓ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مجھ سے مخفی رہا ہے؟ مجھے بازار کے تجارتی مشاغل نے مشغول رکھا۔ اور تم جب چاہو سلام کہہ کے آ جایا کرو اور اجازت نہ مانگا کرو۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر ؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے ساتھ ہونے والے مناقشے کی اس اعزاز سے تلافی فرما دی اور انہیں خوش کر دیا۔ ② اور یہ فرمان رسول ﷺ پر عمل کرنے کی برکت تھی۔ ③ جب حضرت ابوموسیٰ ؓ جیسی جلیل القدر شخصیت سے فرمان رسول کے متعلق تحقیق کی جا سکتی ہے تو بعد کے ادوار میں آنے والے علماء ومشائخ اگر کوئی حدیث اور روایت پیش کریں تو اس کی تحقیق وتخریج بالاولیٰ ہونی چاہیے۔

٥١٨٣- حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْقَاهِرِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن أَبي بُرْدَةَ بنِ أَبي مُوسَى، عن أبيهِ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قالَ: فقال عُمَرُ لأبي مُوسَى: إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ، وَلٰكِنَّ الحديثَ عن رَسُولِ الله ﷺ شَدِيدٌ.

۵۱۸۳- جناب ابوبردہ نے اپنے والد حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مذکورہ قصہ روایت کیا۔ اس میں ہے کہ پھر حضرت عمر ؓ نے حضرت ابوموسیٰ ؓ سے کہا: بلاشبہ میں تم پر کسی طرح کی تہمت نہیں لگا رہا (کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔) لیکن رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کرنے کا معاملہ بڑا سخت (اور اہم) ہے۔

٥١٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب الخروج في التجارة، ح:٢٠٦٢، ومسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح:٣٦/٢١٥٣ من حديث ابن جريج به.

٥١٨٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين والآتي.

٥١٨٤ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ في هٰذَا: فقَالَ عُمَرُ لأَبِي مُوسٰى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلٰكِن خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۵۱۸۴- جناب ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اور کئی ایک محدثین سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ پر کوئی تہمت نہیں لگا رہا' لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف ویسے ہی احادیث کی نسبت نہ کرنے لگیں۔

فائدہ: فتویٰ' خطبہ اور تحریر میں پیش کی جانے والی احادیث معتبر اور باحوالہ ہوں تو بہت بہتر ہے اور اصحاب الحدیث بحمد اللہ تعالیٰ ہر دور میں یہی فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ كَثَّرَ اللّٰهُ سَوَادَهُمْ.

٥١٨٥ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنّٰى وَهِشَامٌ أَبُو مَرْوَانَ المَعْنَى، - قالَ مُحَمَّدُ ابنُ المُثَنّٰى: حَدَّثَنا - الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ أَبِي كَثِيرٍ يَقُولُ: حدَّثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ قالَ: زَارَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في مَنْزِلِنَا فقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اللهِ»، قالَ: فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا، - فقَالَ قَيْسٌ: - فَقُلْتُ: أَلَا تَأْذَنُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فقَالَ: ذَرْهُ يُكْثِرْ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ، فقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اللهِ»، فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا، ثُمَّ قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ

۵۱۸۵- حضرت قیس بن سعد (بن عبادہ) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ملنے کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور (اجازت طلب کرتے ہوئے) فرمایا: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ!" (میرے والد) سعد نے آپ کو جواب دیا مگر ہلکی آواز سے۔ قیس کہتے ہیں' میں نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اجازت نہیں دیں گے؟ تو انہوں نے کہا۔ چھوڑو۔ انہیں ہم پر زیادہ سے زیادہ سلام کہنے دو۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔" تو سعد نے ہلکی (آہستہ) آواز سے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" اور واپس جانے لگے۔ تو سعد پیچھے سے لپکے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور جواب بھی دے رہا تھا مگر ہلکی (اور

٥١٨٤ـ تخريج: [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٦٤ بطوله.

٥١٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٥٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣٢٥ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ٣/ ٤٢١ عن الوليد بن مسلم به * في سماع محمد بن عبدالرحمٰن بن أسعد عن قيس بن سعد نظر، وله طريق ضعيف في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٢٤.

الله»، ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ الله ﷺ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ، قَالَ: فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ نَاوَلَهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا، ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ». قَالَ: ثُمَّ أَصَابَ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمَّا أَرَادَ الانْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ، فَرَكِبَ رَسُولُ الله ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا قَيْسُ! اصْحَبْ رَسُولَ الله ﷺ، قَالَ قَيْسٌ: فَقَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «ارْكَبْ»، فَأَبَيْتُ، ثُمَّ قَالَ: «إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ»، قَالَ: فَانْصَرَفْتُ.

آہستہ) آواز سے تاکہ آپ (ہمیں) زیادہ سے زیادہ سلام کہیں (اور ہمیں آپ کی دعائیں حاصل ہوں)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے غسل کرنے کا کہا تو آپ نے غسل فرما لیا۔ پھر آپ کو زعفران یا ورس سے رنگی ہوئی چادر دی جو آپ نے لپیٹ لی۔ پھر آپ نے یہ کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ] ''اے اللہ! آل سعد بن عبادہ پر اپنی خاص برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ کھانا کھایا۔ جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو سعد نے گدھا قریب کر دیا جبکہ اس کی پیٹھ پر کپڑا ڈال دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہو گئے۔ تو حضرت سعد نے کہا: اے قیس! رسول اللہ کے ساتھ جاؤ۔ قیس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''سوار ہو جاؤ۔'' مگر میں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: ''یا تو سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ۔'' چنانچہ میں واپس آ گیا۔

قَالَ هِشَامٌ أَبُو مَرْوَانَ: عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ.

ہشام ابومروان نے یہ روایت محمد بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ سے بصیغہ عن روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَابنُ سَمَاعَةَ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرَا قَيْسَ بنَ سَعْدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالواحد اور ابن سماعہ نے یہ روایت اوزاعی سے مرسل روایت کی ہے اور ان دونوں نے قیس بن سعد کا ذکر نہیں کیا۔

٥١٨٦- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ

۵۱۸۶- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت

٥١٨٦ـ **تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٩، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٧٨ من حديث بقية به، وصرح بالسماع المسلسل، وتابعه إسماعيل بن عياش * محمد بن عبدالرحمٰن هو الحميري الحمصي.

الْحَرَّانِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ، وَلٰكِن مِنْ رُكْنِهِ الأَيْمَنِ أَوِ الأَيْسَرِ وَيَقُولُ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم، السَّلَامُ عَلَيْكُم»، وَذٰلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ تَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُورٌ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے پر جاتے تو اس کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ دائیں یا بائیں جانب ہو کر کھڑے ہوتے اور فرماتے: ''السلام علیکم' السلام علیکم۔'' اور ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① دروازے پر آنے والے کو چاہیے کہ اس کی دائیں یا بائیں جانب ہو کر کھڑا ہو تا کہ گھر والوں پر نظر نہ پڑے۔ ② جب رسول اللہ ﷺ جیسی اہم اور محبوب شخصیت اجازت لینے کا اہتمام کرتی تھی تو دوسروں کو بطریق اولیٰ اس پر عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَأْذِنُ بِالدَّقِّ (التحفة ١٣٩)

باب:......دستک دے کر اجازت لینا

٥١٨٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ؛ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي دَيْنِ أَبِيهِ: فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقُلْتُ: أَنَا. قَالَ. «أَنَا، أَنَا»، كَأَنَّهُ كَرِهَهُ.

۵۱۸۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے قرضے کے سلسلے میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوا تو میں نے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے جواب میں کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میں ہوں۔ میں ہوں۔'' گویا آپ نے اس انداز کو ناپسند فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① دروازہ کھٹکھٹانا بھی اجازت طلب کرنے کے معنی میں ہے اور صحیح ہے اور پھر کسی کے سامنے آنے پر السلام علیکم کہے۔ ② دستک کے جواب میں دستک دینے والے آدمی کو اپنا نام یا عرف بتانا چاہیے ''میں میں'' کہنا خلاف ادب اور ناکافی تعارف ہے۔

٥١٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال من ذا فقال: أنا، ح: ٦٢٥٠، ومسلم، الآداب، باب كراهة قول المستأذن أنا إذا قيل من هٰذا، ح: ٢١٥٥ من حديث شعبة به.

(المعجم . . .) - **باب دَقِّ الْبَابِ عِنْدَ الاِسْتِئْذَانِ** (التحفة . . .)

باب:...... اجازت لینے کے لیے دروازہ کھٹکھٹانے کا بیان

٥١٨٨- **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ يَعْنِي الْمَقَابِرِيَّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أبي سَلَمَةَ، عن نَافِعِ بنِ عَبْدِ الْحَارِثِ، قالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى دَخَلْتُ حَائِطًا فقَالَ لِي: «أَمْسِكِ الْبَابَ»، فَضُرِبَ الْبَابُ، فقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ وَسَاقَ الحديثَ.

٥١٨٨- حضرت نافع بن عبدالحارث ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا حتی کہ ایک باغ میں داخل ہوا۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''دروازے کو (اندر سے) روکے رکھو (اسے کھولنا نہیں۔'') پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ (باہر سے کسی نے دستک دی) تو میں نے پوچھا: کون ہے؟ اور حدیث بیان کی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قالَ فِيهِ: فَدَقَّ الْبَابَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ والی حدیث ہے۔ راوی نے اس میں کہا: تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ کی محولہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں فضائل عثمان ؓ کے ضمن میں مروی ہے۔ (صحیح مسلم' فضائل الصحابة' حدیث: ٢٤٠٣)

(المعجم ١٢٨، ١٢٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُدْعَى أَيَكُونُ ذٰلِكَ إِذْنُهُ** (التحفة ١٤٠)

باب: ١٢٨'١٢٩- جب آدمی کو بلوایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ چلا آئے تو کیا یہ اجازت کے ہم معنی ہے؟

٥١٨٩- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حَبِيبٍ وَهِشَامٍ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ».

٥١٨٩- سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو بلانے کے لیے آدمی کا بھیجا جانا' اس (آنے والے) کے لیے اجازت (کے معنی میں) ہے۔''

٥١٨٨- **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨١٣٢ من حديث إسماعيل بن جعفر، وأحمد: ٣/ ٤٠٨ من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

٥١٨٩- **تخريج:** [**صحيح**] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٧٦ عن موسى بن إسماعيل به.

٥١٩٠- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إذَا دُعِيَ أحَدُكُم إلَى طَعَامٍ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ فإنَّ ذٰلِكَ لَهُ إذْنٌ».

۵۱۹۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ چلا آئے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: يُقَالُ قَتَادَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أبي رافِعٍ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ قتادہ نے ابورافع سے کچھ نہیں سنا ہے۔

فائدہ: احوال وظروف کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا دوبارہ اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب پردے کا معاملہ نہ ہو یا خاص مجلس نہ ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ ورنہ مستورات کی وجہ سے اطلاع تو دینی ہوگی۔

(المعجم ١٢٩، ١٣٠) - بَابٌ: فِي الاسْتِئْذَانِ فِي الْعَوْرَاتِ الثَّلاثِ (التحفة ١٤١)

باب:۱۲۹'۱۳۰- پردے کے تین اوقات میں اجازت لینے کا بیان

٥١٩١- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قالَ: حَدَّثَنا؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ الصَّبَّاحِ بنِ سفْيَانَ وَابنُ عَبْدَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - قالَا: أخبرنا سُفيَانُ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي يَزِيدَ؛ سَمِعَ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمْ يُؤْمِنْ بِهَا أكْثَرُ النَّاسِ آيَةُ الإذْنِ، وإنِّي لآمُرُ جارِيَتِي هٰذِهِ تَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ.

۵۱۹۱- جناب عبیداللہ بن ابو یزید سے روایت ہے' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا' وہ کہتے تھے کہ اکثر لوگ (سورۂ نور میں وارد آیت:۵۸) اجازت طلب کرنے والی آیت پر (کما حقہ) ایمان نہیں لائے' حالانکہ میں اپنی اس لونڈی کو کہتا ہوں کہ میرے پاس آتے ہوئے بھی اجازت لیا کرے۔

٥١٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠٧٥ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وعلقه في صحيحه قبل، ح:٦٢٤٦، ورواه أحمد:٢/ ٥٣٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، والحديث السابق شاهد له * قتادة عنعن.

٥١٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * سفيان بن عيينة كان يدلس عن الضعفاء والثقات والمدلسين وغيرهم، وعنعن، وحديث عطاء لعله الذي أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠٦٣ بإسناد صحيح عنه وفيه "فالإذن واجب على الناس كلهم"، وللأثر طرق عند ابن أبي حاتم وابن جرير وغيرهما.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَطَاءٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ، يَأْمُرُ بِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: عطاء نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے ہی روایت کیا ہے کہ وہ اس کا حکم دیا کرتے تھے۔

٥١٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عن عَمْرٍو يَعني ابنَ أَبِي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! كَيْفَ تَرَى في هٰذِهِ الآيَةِ الَّتِي أُمِرْنَا فِيهَا بِمَا أُمِرْنَا وَلَمْ يَعْمَلْ بِهَا أَحَدٌ، قَوْلُ اللهِ تَعَالٰى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا۟ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَـٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَـٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّٰفُونَ عَلَيْكُم﴾ قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ إِلَى ﴿عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ [النور: ٥٨]. قال ابنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ اللهَ حَلِيمٌ، رَحِيمٌ بالمُؤْمِنِينَ، يُحِبُّ السَّتْرَ، وكَانَ النَّاسُ لَيْسَ لِبُيُوتِهِمْ سُتُورٌ وَلا حِجَالٌ فَرُبَّمَا دَخَلَ الْخَادِمُ أَوِ الْوَلَدُ أَوْ يَتِيمَةُ الرَّجُلِ، وَالرَّجُلُ عَلٰى أَهْلِهِ، فَأَمَرَهُمُ اللهُ بالاسْتِئْذَانِ في تِلْكَ الْعَوْرَاتِ، فَجَاءَهُمُ اللهُ بالسُّتُورِ

٥١٩٢- جناب عکرمہ سے روایت ہے کہ عراق کے کچھ لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ اس آیت کریمہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ اس میں جو حکم ہمیں دیا گیا ہے اس پر کوئی عمل نہیں کرتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ...... عَلَيْكُمْ﴾ "اے ایمان والو! چاہیے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے نابالغ بچے تین اوقات میں تم سے اجازت لیں۔ نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں ان کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی حرج نہیں، یہ تمہارے پاس آنے جانے والے ہیں" (عبداللہ بن مسلمہ) قعنبی نے آیت آخر تک یعنی ﴿عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ تک پڑھی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل حلیم ہے (برداشت کرتا ہے) اور مومنین پر رحم کرنے والا ہے اور پردے کو پسند کرتا ہے۔ (جب یہ آیت اتری) لوگوں کے گھروں میں پردے ہوتے تھے نہ اوٹیں ہوتی تھیں۔ بعض اوقات آدمی اپنی اہلیہ سے صحبت کر رہا ہوتا تو کوئی خادم آ جاتا یا بچہ یا یتیم بچی (جو گھر میں ہوتی تو یہ کیفیت از حد نامناسب ہوتی تھی) تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پردے کے اوقات میں اجازت لینے کا حکم دیا۔ تو اب اللہ نے ان کو پردے دے دیے ہیں اور خیر

٥١٩٢- تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٨/ ٢٦٣٢ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، وصححه ابن كثير: ٣/ ٣١٥ وفي نسخة: ٦/ ٨٩، ٩٠.

وَالْخَيْرِ ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَعْمَلُ بِذٰلِكَ بَعْدُ.

(فراخی) عنایت فرمادی ہے (تو اس وجہ سے) میں کسی کو اس پر عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھتا ہوں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ عُبَيْدِ اللهِ وَعَطَاءٍ يُفْسِدُ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: (مذکورہ بالا روایت) عبید اللہ اور عطاء کی حدیث اس حدیث کے خلاف بنتی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی حالات میں تبدیلی کی وجہ سے اس طرح اجازت لینے کی ضرورت زیادہ پیش نہیں آتی تھی جیسے عہد رسالت میں معمول تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ حکم اب منسوخ ہے بلکہ یہ حکم محکم ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

أَبْوَابُ السَّلَامِ

السلام علیکم کہنے کے آداب

(المعجم ١٣٠، ١٣١) - باب إِفْشَاءِ السَّلَامِ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۳۰، ۱۳۱- سلام عام کرنے کا حکم

٥١٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أَدُلُّكُم عَلٰى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُم».

۵۱۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکو گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ۔ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتا دوں کہ اس پر عمل کرنے سے آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام بہت کیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① السلام علیکم کہنا، یعنی موقع بموقع سلام کہنے کو اپنی عادت بنالینا، اسلامی معاشرت کا اہم حصہ اور علامت ہے۔ ② سلام کہنے کو اگر معمول بنا لیا جائے تو دوریاں ختم ہوتی اور قربتیں بڑھنے لگتی ہیں اور اجر وثواب مزید ملتا ہے بلکہ یہ ایمان کی تکمیل اور جنت میں داخلے کے استحقاق کا اثبات ہے۔

٥١٩٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ:

۵۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

٥١٩٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون . . . الخ، ح: ٥٤ من حديث الأعمش به.

٥١٩٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الإيمان، باب إفشاء السلام من الإسلام، ح: ٢٨، ومسلم، الإيمان، باب◄◄

حدثنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ: أَيُّ الإسْلَامِ خَيْرٌ؟ قال: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ».

ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام (اسلام کی کون سی خصلت) بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا کھانا کھلانا اور سلام کہنا اسے' جسے تم پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔''

(المعجم ١٣١، ١٣٢) - بَابٌ: كَيْفَ السَّلَامُ (التحفة ١٤٣)

باب:۱۳۱'۱۳۲-سلام کس طرح کہے؟

٥١٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمانَ عن عَوْفٍ، عن أَبِي رَجَاءٍ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَشْرٌ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فقَالَ: «عِشْرُونَ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فقَالَ: «ثَلَاثُونَ».

۵۱۹۵-حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ''السلام علیکم'' آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دس۔'' پھر دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آپ نے اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ''بیس۔'' پھر ایک اور آیا تو اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا اور وہ بیٹھ گیا' تو آپ نے فرمایا: ''تیس۔''

فائدہ: سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں' یعنی جو صرف [السلام علیکم] کہے اسے دس' جو اس پر [وَرَحْمَةُ اللهِ] کا اضافہ کرے اسے بیس اور جو [وَبَرَكَاتُهُ] کا کلمہ بھی ملائے اسے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

٥١٩٦- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ سُوَيْدٍ

۵۱۹۶-جناب سہل اپنے والد (معاذ بن انس) سے

◀◀ بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ح: ٣٩ عن قتيبة به.

٥١٩٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ما ذكر في فضل السلام، ح: ٢٦٨٩ عن محمد بن كثير به، وقال: "حسن صحيح غريب".

٥١٩٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨٢/٢٠ من حديث ابن أبي مريم به، ولم يشك، ◀◀

الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي مَرْيَمَ قالَ: أَظُنُّ أَنِّي سَمِعْتُ نَافِعَ بنَ يَزِيدَ قالَ: أخبرني أَبُو مَرْحُومٍ عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْناهُ، زَادَ: ثُمَّ أَتَى آخَرُ فقالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ، فقَالَ: «أَرْبَعُونَ»: قالَ: «هٰكَذَا تَكُونُ الْفَضَائِلُ».

انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں اضافہ ہے کہ پھر ایک (چوتھا آدمی) آیا تو اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ'' تو آپ نے فرمایا: ''چالیس (چالیس نیکیاں ملیں۔) اور نیکیاں ایسے ہی بڑھتی ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے سلام کرنے والے کو صرف ''وَ بَرَكَاتُهُ'' تک ہی کہنا چاہیے' البتہ جواب دینے والے کے لیے ''وَ مَغْفِرَتُهُ'' کا اضافہ جائز ہے۔ جیسے کہ حدیث میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں سلام کرتے' تو ہم جواب میں ''وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ مَغْفِرَتُهُ'' کہتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة: ۴۳۳/۳' حدیث: ۱۴۴۹)

(المعجم ١٣٢، ١٣٣) - بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ (التحفة ١٤٤)

باب:۱۳۲'۱۳۳- سلام کہنے میں سبقت کی فضیلت

٥١٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ الذُّهْلِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن أَبِي خَالِدٍ وَهْبٍ، عن أَبِي سُفْيَانَ الْحِمْصِيِّ، عن أَبِي أُمَامَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بالله تَعَالٰى مَنْ بَدَأَهُمْ بالسَّلَامِ».

۵۱۹۷- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو انہیں سلام کہنے میں ابتدا کرے۔''

فائدہ: سلام کہنے میں ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے مگر درج ذیل آداب کو پیش نظر رکھا جائے۔

◀◀ وله شاهد في التاريخ الكبير للبخاري: ٣٣٠/١، وسنده ضعيف ﷺ فيه محمد بن حميد الرازي الراوي عن إبراهيم بن المختار، وهو ضعيف.

٥١٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٧٨٧ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٦٢٤.

(المعجم ١٣٣، ١٣٤) - **باب مَنْ أَوْلَى بِالسَّلَامِ؟** (التحفة ١٤٥)

باب: ۱۳۳، ۱۳۴- پہلے سلام کون کہے؟

٥١٩٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن هَمَّام بن مُنَبِّهٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ».

۵۱۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔''

٥١٩٩- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ حَبِيبِ بنِ عَرَبِيٍّ: أخبرنا رَوْحٌ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني زِيَادٌ؛ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّه سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى المَاشِي» ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۵۱۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار آدمی پیدل کو سلام کہے۔'' پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

فائدہ: دین اسلام ادب واحترام کا دین ہے۔ اس میں ہر عمل کا ادب اور طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ تمام اہل ایمان کو ان پر کاربند رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٣٤، ١٣٥) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُفَارِقُ الرَّجُلَ ثُمَّ يَلْقَاهُ أَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ** (التحفة ١٤٦)

باب: ۱۳۴، ۱۳۵- دو آدمی جدا ہوں اور پھر ملیں تو بھی سلام کہیں (خواہ جدائی تھوڑی ہی دیر کی ہو)

٥١٩٨- **تخريج**: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: تسليم القليل على الكثير، ح: ٦٢٣١ من حديث معمر به، وهو في جامعه: ١٠/ ٣٨٨، ح: ١٩٤٤٥، وصحيفة همام، ح: ٥٠، ومسند أحمد: ٢/ ٣١٤، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ٣٣٠٣.

٥١٩٩- **تخريج**: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: يسلم الماشي على القاعد، ح: ٦٢٣٣، ومسلم، السلام، باب: يسلم الراكب على الماشي والقليل على الكثير، ح: ٢١٦٠ من حديث روح بن عبادة به.

٥٢٠٠ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن أَبِي مُوسٰى، عن أَبِي مَرْيَمَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُم أَخاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا.

٥٢٠٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔ پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر دوبارہ ملے، تو بھی سلام کہے۔

قال مُعَاوِيَةُ: وحدَّثني عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ بُخْتٍ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ مِثْلَهُ سَوَاءً.

جناب معاویہ (بن صالح) نے کہا: مجھے عبدالوہاب بن بُخت نے ابوزناد سے، اس نے اعرج سے، اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کی مثل روایت کیا۔

٥٢٠١ - حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ صَالِحٍ عن أَبِيهِ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن عُمَرَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ في مَشْرُبَةٍ لَهُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله!، السَّلَامُ عَلَيْكُم، أَيَدْخُلُ عُمَرُ.

٥٢٠١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ اپنے حجرے میں تھے۔ انہوں نے کہا: السلام علیك یا رسول اللّٰہ. السلام علیکم. کیا عمر اندر آ سکتا ہے؟

فائدہ: یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی اور دوسری بار اجازت طلب کی تو نہ ملی پھر طلب کی تو مل گئی۔ اس وقفے میں آپ بار بار السلام علیکم کہتے رہے ہیں۔

٥٢٠٠ـ تخريج: [صحيح] * رواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠١٠ من حديث معاوية بن صالح به، ولم يذكر أبا موسٰى في السند، وأبو موسٰى هٰذا مجهول، وله شواهد عند ابن السني في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٤٥، والطبراني في الأوسط، ح: ٧٩٨٣ وغيرهما، وانظر نيل المقصود: ٣/ ١٠٧٨.

٥٢٠١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٥٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣٢١ من حديث أسود بن عامر به.

(المعجم ١٣٥، ١٣٦) - **بَابٌ: فِي السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ** (التحفة ١٤٧)

باب: ۱۳۵، ۱۳۶- بچوں کو سلام کہنا

٥٢٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ قالَ: قالَ أَنَسٌ: أَتَى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى غِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

۵۲۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھیل رہے تھے تو آپ نے ان کو سلام کہا۔

٥٢٠٣- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعْني ابنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ قالَ: قالَ أَنَسٌ: انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ في الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فأَرْسَلَنِي بِرِسَالَةٍ وَقَعَدَ في ظِلِّ جِدَارٍ، أَوْ قالَ: إِلَى جِدَارٍ، حَتَّى رَجَعْتُ إِلَيْهِ.

۵۲۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ میں لڑکوں میں سے ایک لڑکا تھا۔ پس آپ نے ہمیں السلام علیکم کہا۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک پیغام دینے کے لیے بھیج دیا۔ اور خود ایک دیوار کے سائے میں ...... یا کہا...... دیوار کے ساتھ ہو کر بیٹھ رہے حتی کہ میں آپ کے پاس واپس آ گیا۔

فوائد ومسائل: ① بچوں کو بھی سلام کہنا چاہیے۔ اس میں بڑے آدمی کے لیے کوئی ہتک والی بات نہیں، بلکہ بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے ساتھ اُنس وپیار کا اظہار ہے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی بابت کہا ہے کہ اس روایت میں مذکور [وَقَعَدَ فِي ظِلِّ جِدَارٍ......] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں، باقی روایت صحیح ہے۔

(المعجم ١٣٦، ١٣٧) - **بَابٌ: فِي السَّلَامِ عَلَى النِّسَاءِ** (التحفة ١٤٨)

باب: ۱۳۶، ۱۳۷- عورتوں کو سلام کہنا

٥٢٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۵۲۰۴- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

٥٢٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠١٦٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣٣١ من حديث سليمان بن المغيرة به، ورواه البخاري، ح: ٦٢٤٧، ومسلم، ح: ٢١٦٨ من حديث ثابت البناني به.

٥٢٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب السلام على الصبيان والنساء، ح: ٣٧٠٠ من حديث حميد الطويل به مختصرًا * حميد عنعن، وحديث مسلم: ٢٤٨٢ يغني عنه.

٥٢٠٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب السلام على الصبيان والنساء، ح: ٣٧٠١ عن

حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن ابنِ أَبِي حُسَيْنٍ، سَمِعَهُ مِنْ شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ يَقُولُ: أَخْبَرَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ في نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

کہ نبی ﷺ ہم عورتوں کی جماعت پر گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کہا۔

فائدہ: اجنبی عورتوں کو جہاں فتنے اور شبہے کا اندیشہ نہ ہو سلام کہنا سنت ہے۔ بالخصوص قوم کے بڑوں اور بزرگوں کے لیے یہ ایک مستحب عمل ہے۔

(المعجم ١٣٧، ١٣٨) - بَابٌ: فِي السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ١٤٩)

باب: ۱۳۷-۱۳۸- ذمیوں (کافروں) کو سلام

٥٢٠٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ قال: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي إِلَى الشَّامِ فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ بِصَوَامِعَ فِيهَا نَصَارَى فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ، فقَالَ أَبِي: لا تَبْدَءُوهُمْ بالسَّلَامِ، فإِنَّ أَبا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «لا تَبْدَءُوْهُمْ بالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ في الطَّرِيقِ فاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ».

۵۲۰۵- جناب سہیل بن ابوصالح نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ شام کی طرف گیا تو لوگ عیسائیوں کے عبادت خانوں پر سے گزرے، تو انہیں سلام کہتے تھے۔ میرے والد نے کہا: انہیں سلام کہنے میں ابتدا نہ کرو، اس لیے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے: ''ان لوگوں (کافروں) کو سلام کہنے میں ابتدا نہ کرو اور جب تم انہیں راستے میں ملو تو انہیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

فائدہ: اس انداز میں دین اسلام اور اہل اسلام کی رفعت اور بلندی کا اظہار ہے۔

٥٢٠٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُسْلِمٍ عن

۵۲۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی جب تمہیں سلام کہتے

◀◀ أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/٤٤٦، ٤٤٧، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٩٧، ورواه مهاجر الأنصاري عن أسماء بنت يزيد به.

٥٢٠٥- تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام، وكيف يرد عليهم، ح: ٢١٦٧ من حديث شعبة به.

٥٢٠٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، ح: ٦٢٥٧، ومسلم، ح: ٢١٦٤ من حديث عبدالله بن دينار به.

عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْيَهُودَ، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ، فإِنَّمَا يَقُولُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ».

ہیں تو (لفظ) [اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ] بولتے ہیں (تم پر موت آئے) تو تم انہیں جواب میں [وَعَلَيْكُمْ] کہا کرو۔ (جو تم نے کہا ہے وہ تمھی پر ہو۔")

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ قالَ فِيهِ: «وَعَلَيْكُمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام مالک اور ثوری نے عبداللہ بن دینار سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس میں کہا: [وَعَلَيْكُمْ]

٥٢٠٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ أَصحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قالوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قالَ: [«قولوا: وعليكم»].

۵۲۰۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) ہمیں سلام کہتے ہیں تو ہم انہیں کس طرح جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: "تم انہیں [وَعَلَيْكُمْ] کہا کرو۔" ([السلام] کا لفظ نہ بولا کرو۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رِوَايَةُ عَائِشَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي بَصْرَةَ يَعني الْغِفَارِيَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدہ عائشہ' ابوعبدالرحمٰن جہنی اور ابوبصرہ غفاری کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

فائدہ: دیگر بعض احادیث میں کفار کے سلام کے جواب میں صرف "علیکم" آیا ہے یعنی "واو" کے بغیر۔

(المعجم ١٣٨، ١٣٩) - بَابٌ: فِي السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ (التحفة ١٥٠)

باب: ۱۳۸، ۱۳۹- مجلس سے اٹھتے ہوئے سلام کہنا

٥٢٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ

۵۲۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

٥٢٠٧- تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام . . . الخ، ح: ٢١٦٣ من حديث شعبة به، ورواه البخاري، ح: ٦٢٥٨ من حديث أنس به * حديث عائشة رواه البخاري، ح: ٦٠٢٤، ومسلم، ح: ٢١٦٥ وحديث أبي عبدالرحمٰن الجهني رواه ابن ماجه، ح: ٣٦٩٩، وحديث أبي بصرة الغفاري رواه أحمد: ٦/ ٣٩٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٢٠، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٠٢.

٥٢٠٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ما جاء في التسليم عند القيام وعند القعود، ◀◀

ومُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعْنِيَانِ ابنَ المُفَضَّلِ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن المَقْبُرِيِّ، قالَ مُسَدَّدٌ: سَعِيدُ بنُ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسولُ الله ﷺ: «إِذَا انْتَهَىٰ أَحَدُكُمْ إِلَى المَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ، فلَيْسَتِ الأُولٰى بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیے کہ سلام کہے اور جب وہاں سے اٹھنا چاہے تو بھی سلام کہے۔ پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے۔“

فائدہ: مجلس میں پہنچنے اور واپس جانے پر دونوں بار سلام کہنا واجب ہے۔ یہ نہیں کہ پہلی بار تو واجب ہو اور واپسی کے وقت کوئی لازم نہ ہو۔

(المعجم ١٣٩، ١٤٠) - **باب كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ** (التحفة ١٥١)

باب:۱۳۹،۱۴۰- ”علیک السلام“ کہنا مکروہ ہے

٥٢٠٩- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عن أَبِي غِفَارٍ، عن أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي جُرَيٍّ الهُجَيْمِيِّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ الله! قالَ: «لا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ؛ فإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ المَوْتَى».

۵۲۰۹- حضرت ابو جُری ھجیمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے کہا: [عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!] آپ نے فرمایا: یہ لفظ [عَلَيْكَ السَّلَامُ] مت بولو یہ مُردوں کا سلام ہے۔“

فائدہ: سلام کی ابتدا کرنے والا [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ یا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ] کہے اور جواب دینے والا [وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ یا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ] کہے یعنی اس میں حرف واو کا اضافہ ہو۔ صرف ”عَلَيْكَ السَّلَامُ“ ابتدا کرنے میں یا جواب دینے میں کسی طرح صحیح نہیں۔

ح:٢٧٠٦ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠٠٨، وقال الترمذي: "حسن".

٥٢٠٩_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٤٠٨٤، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح:٨٨٨٥ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٢٠٣، ٢٠٤، ٤٢٩.

(المعجم ١٤٠، ١٤١) - **باب مَا جَاءَ فِي رَدِّ وَاحِدٍ عَنِ الْجَمَاعَةِ** (التحفة ١٥٢)

باب:١٤٠، ١٤١- جماعت میں سے ایک آدمی کا جواب دینا بھی کافی ہے

٥٢١٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْخُزَاعِيُّ: حدَّثني عَبْدُ الله بْنُ الْفَضْلِ: حدثنا عُبَيْدُ الله بْنُ أَبِي رَافِعٍ عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ، - قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَفَعَهُ الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ - قالَ: «يُجْزِىءُ عنِ الْجَماعَةِ إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ، وَيُجْزِىءُ عنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ».

٥٢١٠- امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے...... امام ابوداود کہتے ہیں کہ ان کے شیخ حسن بن علی نے اس روایت کو مرفوع ذکر کیا...... فرمایا کہ ایک جماعت گزر رہی ہو تو ان میں سے کسی ایک کا سلام کہہ دینا کافی ہے۔ اور بیٹھے ہوئے (لوگوں) میں سے کوئی ایک جواب دے دے تو کافی ہے۔

فائدہ: بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (الصحيحة' حدیث: ١١٤٨، ١٤١٢)

(المعجم ١٤١، ١٤٢) - **بَابٌ: فِي الْمُصَافَحَةِ** (التحفة ١٥٣)

باب:١٤١، ١٤٢- مصافحہ کرنے کا بیان

٥٢١١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن أَبِي بَلْجٍ، عن زَيْدٍ أَبِي الْحَكَمِ الْعَنَزِيِّ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا».

٥٢١١- حضرت براء بن عازب ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہوتی ہے اور وہ مصافحہ کرتے ہیں' اللہ کی حمد بیان کرتے اور اس سے بخشش مانگتے ہیں' تو اللہ عزوجل ان دونوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

٥٢١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٥٢١٢- حضرت براء ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

٥٢١٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى: ١/ ٣٤٥، ح: ٤٤١ من حديث سعيد بن خالد به، وهو ضعيف (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

٥٢١١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٩٩ من حديث أبي داود به * زيد العنزي لا يعرف، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد ضعيفة.

٥٢١٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب المصافحة، ح: ٣٧٠٣ عن أبي بكر بن أبي ◀◀

حَدَّثَنا أَبُو خَالِدٍ وَابنُ نُمَيْرٍ عن الأَجْلَحِ، عن أَبي إِسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إلا غُفِرَ لَهُمَا، قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا».

ﷺ نے فرمایا: جو کوئی دو مسلمان ملاقات کرتے اور پھر مصافحہ کرتے ہیں' تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کی مغفرت فرما دی جاتی ہے۔"

فائدہ: یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ دیکھیے: (الصحیحۃ' حدیث:۵۲۵) مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ خوش دلی سے ملنا اور مصافحہ کرنا آپس میں محبت کے اضافے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کا ذریعہ ہے۔ مصافحہ ایک مسنون اور مستحب عمل ہے۔

٥٢١٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا حُمَيْدٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ، قال رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ».

۵۲۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل یمن آئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تحقیق اہل یمن تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ اور یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مصافحے کا عمل شروع کیا۔"

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کا دوسرا جملہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدرج ہے۔

(المعجم ١٤٢، ١٤٣) - بَابٌ: فِي الْمُعَانَقَةِ (التحفة ١٥٤)

باب:۱۴۲' ۱۴۳- گلے ملنے کا بیان

٥٢١٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا أَبُو الْحُسَيْنِ يَعْني خَالِدَ بنَ ذَكْوَانَ عن أَيُّوبَ بنِ بُشَيْرِ بنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عن رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ أَنَّهُ قال لأَبِي ذَرٍّ حَيْثُ سُيِّرَ مِنَ الشَّامِ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ

۵۲۱۴- جناب ایوب بن بُشیر بن کعب عدوی' بنو عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ انہیں شام سے روانہ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اگر راز

◄◄ شيبة به، وهو في المصنف: ٤٣١/٨، ورواه الترمذي، ح: ٢٧٢٧، وسنده ضعيف * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٥٢١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢١٢، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٦٧ من حديث حماد بن سلمة به * حميد الطويل عنعن، وقوله "وهم أول من جاء بالمصافحة" مدرج من قول أنس رضي الله عنه.

٥٢١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٢ من حديث حماد بن سلمة به، * أيوب بن بشير مستور، ورجل من عنزة مجهول.

أَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِذًا أُخْبِرَكَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ سِرًّا، قُلْتُ: إِنَّهُ لَيْسَ بِسِرٍّ، هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَافِحُكُمْ إِذَا لَقِيتُمُوهُ؟ قَالَ: مَا لَقِيتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافَحَنِي وَبَعَثَ إِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ أَكُنْ فِي أَهْلِي، فَلَمَّا جِئْتُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ، فَالْتَزَمَنِي، فَكَانَتْ تِلْكَ أَجْوَدَ وَأَجْوَدَ.

کی بات نہ ہوئی تو میں بتا دوں گا۔ میں نے کہا: کوئی راز کی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو کیا رسول اللہ ﷺ تم لوگوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں جب بھی آپ ﷺ سے ملا' آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ اور ایک دن آپ نے مجھے بلوایا' مگر میں گھر میں نہیں تھا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے آپ کے بلاوے کا بتایا گیا۔ میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ تو آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور یہ (میرے لیے) عمدہ' بہت عمدہ بات تھی۔

فائدہ: اس روایت سے معانقے کا اثبات نہیں ہوتا' کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اسی طرح ایک روایت سنن ترمذی میں ہے کہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور آ کر رسول اللہ ﷺ سے ملے' تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معانقہ فرمایا اور انہیں بوسہ دیا' یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ (ضعیف الترمذی' حدیث:۲۷۳۲' باب ماجاء فی المعانقة والقبلة) بظاہر کوئی صحیح مرفوع حدیث اس سلسلے میں ثابت نہیں' البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر صحیح سند سے منقول ہے جس میں انہوں نے صحابہ کا یہ عمل بیان کیا ہے کہ جب وہ آپس میں ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے اور جب وہ سفر سے آتے' تو باہم معانقہ کرتے (بغل گیر ہوتے۔) (الترغیب' الادب' رقم:۲۷۱۹' بتحقیق الألبانی والصحیحة' رقم:۲۶۴۷)

(المعجم ١٤٣، ١٤٤) - بَابٌ: فِي الْقِيَامِ (التحفة ١٥٥)

باب:۱۴۳'۱۴۴- تعظیم کے لیے کھڑے ہونا

٥٢١٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؛ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ لَمَّا

۵۲۱۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ نے جب حضرت سعد (بن معاذ) رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قبول کر لینے پر اتفاق کر لیا تو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا' وہ ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر آئے' تو

٥٢١٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب قول النبي ﷺ: "قوموا إلى سيدكم"، ح:٦٢٦٢، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد ... الخ، ح:١٧٦٨ من حديث شعبة به.

نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ أَقْمَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ» أَوْ «إِلٰى خَيْرِكُمْ»، فَجَاءَ حَتّٰى قَعَدَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی طرف یا اپنے افضل کی طرف بڑھو۔'' تو وہ (سعد) آئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔

٥٢١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ بِهٰذَا الحدِيثِ قالَ: فلمَّا كَانَ قَرِيبًا مِنَ المَسْجِدِ قالَ لِلأَنْصَارِ: «قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ».

۵۲۱۶- جناب شعبہ نے یہ روایت بیان کی۔ کہا کہ جب وہ مسجد کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے انصاریوں سے فرمایا: ''اپنے سردار کی طرف بڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① 'قُومُوا' کے لفظی معنی ہیں ''کھڑے ہو'' لیکن یہاں سیاق کے اعتبار سے اس کے معنی ہیں ''آگے بڑھو۔'' بنابریں اپنے سردار اور بڑے کی تعظیم بجالانا شرعی حق ہے۔ ② آگے بڑھ کر استقبال' سلام' مصافحہ یا حسب احوال معانقہ جائز ہے۔ ③ لیکن عجمی انداز میں تعظیم کرنا کہ کوئی بڑا آئے اور بیٹھے ہوئے لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جائیں' پھر جب وہ اجازت دے یا بیٹھ جائے تو دوسرے لوگ بیٹھیں' سراسر ناجائز ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے جو فرمایا گیا' تو وہ آگے بڑھ کر استقبال کرنا اور انہیں سواری سے اترنے میں مدد دینا تھا' جیسے مسند احمد کی روایت میں ہے کہ [قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ فَاَنْزِلُوْهُ] (مسند احمد: ۱۴۲/۶)

٥٢١٧- حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ بَشَّارٍ قالَا: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ عُمَرَ قالَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عن المِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن أُمِّ المؤْمِنِينَ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا

۵۲۱۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ اپنی عادات' چال چلن اور بات چیت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہو...... حسن بن علی کی روایت میں [حَدِيْثاً وَّكَلاماً] کے لفظ وارد ہیں۔ [اَلسَّمْتَ وَالْهَدْىَ وَالدَّلَّ] کے الفاظ نہیں ہیں...... جب وہ آپ کے ہاں

٥٢١٦ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، المغازي، باب مرجع النبي ﷺ من الأحزاب ومخرجه إلى بني قريظة . . . الخ، ح: ٤١٢١، ومسلم عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق.

٥٢١٧ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل فاطمة بنت محمد ﷺ رضي الله عنها، ح: ٣٨٧٢ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب".

وَدَلًّا وَهَدْيًا وقالَ الحسَنُ: حَدِيثًا وَكَلَامًا، وَلَمْ يَذْكُرِ الحسَنُ السَّمْتَ وَالْهَدْيَ وَالدَّلَّ - بِرَسُولِ الله ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ - كَرَّمَ الله وَجْهَهَا - كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قامَ إِلَيْهَا فأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا في مَجْلِسِهِ، وكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قامَتْ إِلَيْهِ فأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ في مَجْلِسِهَا.

آتیں تو آپ اٹھ کر ان کی طرف بڑھتے' ان کا ہاتھ پکڑتے' بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا لیتے اور (اسی طرح) جب آپ ان کے ہاں جاتے تو وہ اٹھ کر آپ کی طرف بڑھتیں' آپ کا ہاتھ پکڑتیں بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتیں۔"

(المعجم ١٤٤، ١٤٥) - **بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ** (التحفة ١٥٦)

باب:۱۴۴'۱۴۵- باپ کا اپنے بیٹے کو بوسہ دینا

٥٢١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ الأَقْرَعَ بنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ يُقَبِّلُ حُسَيْنًا فقَالَ: إِنَّ لِي عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا فَعَلْتُ هٰذَا بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لا يَرْحَمُ لا يُرْحَمُ».

۵۲۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے۔ تو اس نے کہا: تحقیق میرے دس بچے ہیں اور میں نے کسی کے ساتھ ایسے نہیں کیا۔ (کسی کو کبھی بوسہ نہیں دیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

فوائد و مسائل: ① اپنے بچوں کو بوسہ دینا فطری محبت و شفقت کا اظہار ہوتا ہے' باپ کے لیے جائز ہے کہ اپنی بیٹی کو بوسہ دے جیسے کہ اوپر کی حدیث میں گزرا ہے' مگر بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس سے کتراتے ہیں جو بلاشبہ غیر فطری ہے۔ ② اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا اللہ عزوجل کی رحمت کا باعث ہے۔

٥٢١٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۵۲۱۹- جناب عروہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ

٥٢١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه، وفضل ذٰلك، ح: ٢٣١٨ من حديث سفيان، والبخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح: ٥٩٩٧ من حديث الزهري به.

٥٢١٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] * حماد: هو ابن سلمة، وهٰذا طرف من حديث الإفك، متفق عليه، البخاري، ح: ٢٦٦١، ٤٧٥٠، ومسلم، ح: ٢٧٧٠.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ؛ أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: ثُمَّ قالَ - تَعْني النَّبيَّ ﷺ: - «أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ! فإِنَّ الله قَدْ أَنْزَلَ عُذْرَكِ»، وَقَرَأَ عَلَيْهَا الْقُرْآنَ فقالَ أَبَوَايَ: قُومِي فَقَبِّلِي رَأْسَ رَسُولِ الله ﷺ، فَقُلْتُ: أَحْمَدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا إِيَّاكُما.

ؓ نے (واقعۂ افک کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے) کہا پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ خوشخبری ہو! اللہ عزوجل نے تیری براءت نازل فرما دی ہے۔'' اور اسے قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائیں، تو میرے ماں باپ نے مجھے کہا: اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کے سر کو بوسہ دو۔ تو میں نے کہا: میں اللہ عزوجل کی حمد کرتی ہوں، تم دونوں کی نہیں۔

فائدہ: بچوں کو بوسہ دینا اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کو بوسہ دینا جائز ہے۔

(المعجم ١٤٥، ١٤٦) - **بَابٌ: في قُبْلَةِ مَا بَيْنَ الْعَيْنَيْنِ** (التحفة ١٥٧)

باب: ۱۴۵، ۱۴۶- پیشانی پر بوسہ دینا

٥٢٢٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عن أَجْلَحَ، عن الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ تَلَقَّى جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ.

۵۲۲۰- جناب شعبی ؒ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ سے ملے (جبکہ وہ سفر سے واپس آئے تھے) تو آپ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ بھی دیا۔

فائدہ: اس سے بڑے آدمی کو بوسہ دینے کا اثبات نہیں ہوتا، اس لیے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٤٦، ١٤٧) - **بَابٌ: في قُبْلَةِ الْخَدِّ** (التحفة ١٥٨)

باب: ۱۴۶، ۱۴۷- رخسار پر بوسہ دینا

٥٢٢١- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن إِيَاسِ بْنِ دَغْفَلٍ قال: رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ قَبَّلَ خَدَّ الْحَسَنِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

۵۲۲۱- جناب ایاس بن دغفل ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابونضرہ (منذر بن مالک) ؒ کو دیکھا کہ انہوں نے سیدنا حسن بن علی ؓ کے رخسار پر بوسہ دیا۔

٥٢٢٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٠١ من حديث أجلح به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ١٢، ١٠٦، ٤٣٣، السند مرسل، وللحديث شواهد ضعيفة، ذكرتها في تخريج التقبيل والمعانقة لابن الأعرابي، ح: ٣٨.

٥٢٢١ـ تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٠١ من حديث أبي داود به، وقال: "يعني البصري رحمه الله" وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٣٤.

فائدہ: اظہار محبت میں، جہاں کوئی شبہے والی بات نہ ہو، دوسرے کے بچے کے رخسار پر بھی بوسہ دیا جا سکتا ہے۔

٥٢٢٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَالِمٍ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ يُوسُفَ عن أَبِيهِ، عن أَبِي إسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ المَدِينَةَ، فإذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى، فأَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فقالَ لَها: كَيْفَ أَنْتِ يَابُنَيَّةُ؟ وَقَبَّلَ خَدَّهَا.

٥٢٢٢- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جبکہ یہ لوگ نئے نئے مدینہ آئے تھے، اور ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار کی وجہ سے لیٹی ہوئی تھی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہوئے اور پوچھا: بٹیا تمہارا کیا حال ہے؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ بھی دیا۔

فائدہ: باپ اپنی بیٹی کو رخسار پر بوسہ دے، تو کوئی معیوب بات نہیں ہے۔

(المعجم ١٤٧، ١٤٨) - **بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الْيَدِ** (التحفة ١٥٩)

باب: ١٤٧، ١٤٨- ہاتھ پر بوسہ دینا

٥٢٢٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أَبِي زِيَادٍ؛ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَهُ؛ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ وَذَكَرَ قِصَّةً قال: فَدَنَوْنَا يَعْنِي مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ.

٥٢٢٣- جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے بیان کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قصہ بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے اور تفصیلی قصہ پیچھے حدیث: ٢٦٤٧ میں گزر چکا ہے لیکن مسئلہ یہی ہے کہ اکرام و تعظیم میں دوسرے کے ہاتھ یا جسم کو بوسہ دینا جائز ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

(المعجم ١٤٨، ١٤٩) - **بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الْجَسَدِ** (التحفة ١٦٠)

باب: ١٤٨، ١٤٩- جسم پر بوسہ دینا

٥٢٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٩١٨ من حديث إبراهيم بن يوسف به مطولاً.

٥٢٢٣ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢٦٤٧، وأخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الرجل يقبل يد الرجل، ح: ٣٧٠٤ من حديث يزيد بن أبي زياد به.

٥٢٢٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا خَالِدٌ عن [حُصَيْنٍ]، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن أُسَيْدِ بنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ قال: بَيْنَما هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مُزَاحٌ، بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ، فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ في خَاصِرَتِهِ بِعُودٍ، فقَالَ: أصْبِرْني، قالَ: اصْطَبِرْ، قال: إنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ عنْ قَمِيصِهِ فاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ، قالَ: إنَّمَا أرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ!.

۵۲۲۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ انصار میں سے تھے۔ یہ ایک دفعہ اپنی قوم سے باتیں کر رہے تھے۔ مزاحیہ آدمی تھے۔ اور انہیں ہنسا رہے تھے کہ نبی ﷺ نے ان کی کوکھ میں ایک لکڑی چبھو دی۔ تو انہوں نے (اسید بن حضیر نے) کہا: مجھے بدلہ دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے لو۔'' انہوں نے کہا: آپ پر تو قمیص ہے اور مجھ پر قمیص نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے اپنی قمیص اوپر کر دی۔ تو اُسید نے آپ ﷺ کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور آپ کے پہلو پر بوسے دینے لگے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میری یہی نیت تھی۔

فائدہ: ① رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بڑی فرحت افزا زندگی گزارتے تھے۔ دینی امور کی انتہائی پابندی کے باوجود ان میں کہیں تندی، کرختگی یا خشکی والی کیفیات نہ تھیں۔ ② باوجودیکہ ہلکی مزاح جائز ہے، مگر شریعت نے اجازت نہیں دی کہ اس کیفیت میں بھی کسی پر زیادتی ہو۔ ③ ظلم و زیادتی، خواہ مزاح میں ہو شرعاً اس میں قصاص ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کو اپنے صحابہ سے ازحد پیار اور محبت تھی۔ ⑤ اپنی محبوب و محترم شخصیت کے ہاتھ یا جسم کو بوسہ دینا جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ کا تو کوئی ثانی نہیں تھا۔

(المعجم . . .) - باب قُبْلَةِ الرِّجْلِ (التحفة . . .)

باب: ...... پاؤں کو بوسہ دینا

٥٢٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنا مَطَرُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأعْنَقِ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ بنِ

۵۲۲۵- ام ابان بنت وازع بن زارع اپنے دادا زارع سے روایت کرتی ہیں اور یہ وفد عبدالقیس میں شریک تھے۔ انہوں نے کہا: جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو

٥٢٢٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني: ١/ ٢٠٥، ٢٠٦، ح: ٥٥٦ من حديث عمرو بن عون به، وصححه الحاكم: ٣/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

٥٢٢٥ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٧٥ من حديث مطر بن عبدالرحمٰن به * أم أبان لم أجد من وثقها.

زَارِعٍ عن جَدِّهَا زَارِعٍ - وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ - قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا، فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَهُ، وَانْتَظَرَ الْمُنْذِرُ الأَشَجُّ حَتَّى أَتَى عَيْبَتَهُ فَلَبِسَ ثَوْبَيْهِ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «إِنَّ فِيكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ وَالأَنَاةُ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا أَتَخَلَّقُ بِهِمَا أَمِ اللهُ جَبَلَنِي عَلَيْهِمَا؟ قَالَ: «بَلِ اللهُ جَبَلَكَ عَلَيْهِمَا»، قَالَ: الْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ وَرَسُولُهُ.

ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسے دینے لگے۔ لیکن منذر اشج نے انتظار کیا حتی کہ وہ اپنے سامان کے پاس گئے اور اپنے دو کپڑے پہنے پھر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ حلم (بلند حوصلہ ہونا اور جلد بازی نہ کرنا) اور باوقار ہونا۔“ اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان باتوں کا تکلف سے اظہار کرتا ہوں یا اللہ عزوجل نے مجھے ان پر پیدا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بلکہ اللہ نے تمہیں ان پر پیدا فرمایا ہے۔“ تو اس نے کہا: حمد اس اللہ کی جس نے مجھے ایسی عادتوں پر پیدا فرمایا ہے جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند فرماتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ اور شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس میں پاؤں کا ذکر صحیح نہیں۔ گویا ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز ہے۔ ② حوصلہ مند اور باوقار رہنا انسان کے شرف کو دوبالا کر دیتا ہے جبکہ جلد بازی باوقار انسان کو زیب نہیں دیتی۔ ③ اچھی عادتیں فطری ہوں تو اللہ عزوجل کی حمد کرنی چاہیے اور ان پر کاربند رہنا چاہیے۔ اگر فطری نہ ہوں تو انسان کو اپنی عادتیں اچھی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٤٩، ١٥٠) - **بَابٌ:** فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ (التحفة ١٦١)

باب:۱۴۹، ۱۵۰- ایک شخص دوسرے سے کہے ”میں تجھ پر واری، تجھ پر قربان جاؤں“

٥٢٢٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا

۵۲۲۶- سیدنا ابوذر ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے کہا: ”اے ابوذر!“ میں نے کہا: میں

٥٢٢٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٨٩٠ من حديث أبي داود به، * هشام هو الدستوائي، وحماد هو ابن سلمة، ورواه عن حماد بن أبي سليمان وهو حدث به قبل اختلاطه، انظر مجمع الزوائد: ١/ ١١٩، ١٢٠، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٦٢٦٨، ومسلم، ح: ٩٤ بعد، ح: ٩٩١ من حديث زيد ابن وهب به بطوله.

هِشَامٌ عن حَمَّادٍ يَعْنِيَانِ ابنَ أَبِي سُلَيْمانَ، عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ!» فقُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ الله! وَأَنَا فِدَاكَ.

حاضر ہوں اور بڑا باسعادت ہوں۔ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر فدا اور قربان۔

فائدہ: یہ کلمہ "میں تجھ پر واری، قربان یا فدا" معمولی کلمہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسے وہیں استعمال ہونا چاہیے جہاں دنیا اور آخرت کی سعادت ہو۔ مثلاً صالح ماں باپ، یا راسخ فی العلم ربانی علماء جو دین کے صحیح معنی میں معلم اور داعی ہوں۔

(المعجم ١٥٠، ١٥١) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا** (التحفة ١٦٢)

باب: ۱۵۰، ۱۵۱- کوئی شخص دوسرے سے کہے "اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے"

٥٢٢٧- **حَدَّثَنا** سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن قَتَادَةَ أَوْ غَيْرِهِ؛ أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ قال: كُنَّا نَقُولُ في الْجَاهِلِيَّةِ، أَنْعَمَ الله بِكَ عَيْنًا وَأَنْعِمْ صَبَاحًا، فَلَمَّا كَانَ الإِسْلَامُ نُهِينَا عنْ ذَلِكَ. قالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: قالَ مَعْمَرٌ: يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا، ولا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ: أَنْعَمَ الله عَيْنَكَ.

۵۲۲۷- جناب قتادہ رحمہ اللہ یا کسی دوسرے سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جاہلیت میں (ایک دوسرے کو) یوں کہا کرتے تھے [أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا] "اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ یا تمہاری وجہ سے تمہارے محبوب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔" اور [أَنْعِمْ صَبَاحًا] "صبح بخیر۔" پھر جب اسلام آ گیا تو ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے کہا: [أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا] کہنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر [أَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَكَ] کہے تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: جاہلیت کے سے انداز میں سلام کرنا یا ایک دوسرے کو دعائیں دینا ناپسندیدہ عمل ہے۔ جب کہ ہمیں اس سے بہتر اور باعث اجر عمل کی تعلیم دی گئی ہے۔ یعنی "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" امام معمر رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اہل جاہلیت کے الفاظ بدل دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ بالخصوص پہلے شرعی سلام کہا جائے پھر دوسری دعائیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

٥٢٢٧- تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة لم يسمع من عمران (تحفة الأشراف: ٨/ ١٨٦).

(المعجم ١٥٢، ١٥٣) - **باب الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ: حَفِظَكَ اللهُ** (التحفة ١٦٣)

باب:152، 153-کوئی دوسرے کو یوں دعا دے "اللہ تمہاری حفاظت کرے"

٥٢٢٨- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بن رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو قَتَادَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ فَعَطَشُوا، فانْطَلَقَ سَرَعَانُ النَّاسِ، فَلَزِمْتُ رَسُولَ الله ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فقَالَ: «حَفِظَكَ اللهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ».

5228-حضرت ابوقتادہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کو پیاس نے ستایا تو جلد باز لوگ آگے بڑھ گئے اور میں اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا' تو آپ نے فرمایا: "اللہ تیری حفاظت کرے جیسے تو نے اس کے نبی کی حفاظت کی۔"

فائدہ: یہ مفصل حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔(صحیح مسلم' المساجد' حدیث:681) حضرت ابوقتادہ ؓ کو نبی ﷺ کی ذات مقدس کی حفاظت پر آپ کی طرف سے یہ دعا ملی ہے۔ تو امید رکھنی چاہیے کہ نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور آپ کی احادیث کی حفاظت پر بھی یہ فضیلت مل سکتی ہے جیسے کہ دوسری حدیث میں صراحت سے آیا ہے: "اللہ خوش وخرم رکھے اس بندے کو جس نے میری بات سنی' اسے یاد رکھا اور اسے اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح کہ اسے سنا۔" (جامع الترمذی' العلم' حدیث:2658)

(المعجم ١٥١، ١٥٢) - **باب الرَّجُلِ يَقُومُ لِلرَّجُلِ يُعَظِّمُهُ بِذَلِكَ** (التحفة ١٦٤)

باب:151، 152- ایک شخص کا دوسرے شخص کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا

٥٢٢٩- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن حَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ، عن أَبِي مِجْلَزٍ قال: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى ابنِ الزُّبَيْرِ وَابنِ عَامِرٍ فَقَامَ ابنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لابنِ عَامِرٍ:

5229-جناب ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت معاویہ ؓ' حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر ؓ کے ہاں آئے تو ابن عامر ؓ (ان کے احترام میں) کھڑے ہو گئے۔ لیکن ابن زبیر ؓ بیٹھے رہے۔ تو حضرت معاویہ ؓ نے ابن عامر سے کہا: بیٹھ

٥٢٢٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح:٦٨١ من حديث ثابت البناني به.

٥٢٢٩ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية قيام الرجل للرجل، ح:٢٧٥٥ من حديث حبيب بن الشهيد به، وقال: "حسن"، وللحديث شاهد قوي عند الطبراني: ١٩/ ٣٦٢ وغيره.

اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

جائیں' اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے رہیں تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

فوائد ومسائل: ① مجوسی اور دیگر اہل جاہلیت اپنے بڑے کا احترام اسی طرح کرتے تھے بلکہ اب تک ان کی یہی عادت ہے کہ کسی بڑے کو احترام دینے کے لیے یہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ خود نہ بیٹھ جائے یا بیٹھنے کا کہے نہیں' نہیں بیٹھتے ہیں۔ شرع اسلامی میں اس انداز سے احترام کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ ② ہاں اگر کوئی محبت سے از خود کھڑا ہو جائے بالخصوص جب آگے بڑھ کر مصافحہ اور معانقہ کرنا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے گزشتہ 'باب: في القيام' حدیث: ۵۲۱۵ میں گزرا ہے۔

٥٢٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عن أَبِي الْعَنْبَسِ، عن أَبِي الْعَدَبَّسِ، عن أَبِي مَرْزُوقٍ، عن أَبِي غَالِبٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فقَالَ: «لا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا».

۵۲۳۰- حضرت ابو امامہ باہلی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ اپنے عصا کے سہارے سے چل رہے تھے۔ ہم آپ کی طرف کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''عجمیوں (غیر مسلموں) کی طرح مت اٹھا کرو' جس میں کہ وہ ایک دوسرے کو تعظیم دیتے ہیں۔''

(المعجم ١٥٣، ١٥٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ (التحفة ١٦٥)

باب: ۱۵۳' ۱۵۴- جب کوئی کسی دوسرے کا سلام پہنچائے تو......

٥٢٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن غَالِبٍ قال: إِنَّا لَجُلوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فقَالَ:

۵۲۳۱- جناب غالب (بن خطاف بصری) نے بیان کیا کہ ہم جناب حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے

٥٢٣٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب دعاء رسول الله ﷺ، ح:٣٨٣٦ من حديث مسعر به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٩٧، ٣٩٨ ✽ أبوالعَدَبَّس مجهول، وأبومرزوق لين (تقريب).

٥٢٣١ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] انظر، ح:٢٩٣٤ ✽ وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٢٤، ٤٢٥، وقال المنذري: "هٰذا الإسناد فيه مجاهيل".

حدَّثني أبي عن جدِّي قال: بَعَثَني أبي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقَالَ: ائْتِهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، قال: فأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، فقَالَ: «عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيك السَّلَامُ».

میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا' اس نے کہا: میرے والد نے مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ آپ کے پاس جاؤ اور آپ کو میرا سلام کہنا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد نے آپ کو سلام کہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: "[عَلَيْكَ وَ عَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ] "تم پر اور تمہارے والد پر سلامتی ہو۔"

٥٢٣٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ سُلَيْمَانَ عن زَكَرِيَّا، عن الشَّعْبِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ؛ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَها: «إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ»، فقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ الله.

۵۲۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا' نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "تحقیق جبرئیل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔" تو انہوں نے کہا: [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰه]

فوائد و مسائل: ① کسی غائب کو سلام بھیجنا مستحب ہے۔ ② اور اس کا جواب بھی دینا چاہیے۔ پہلے سلام لانے والے اور پھر بھیجنے والے کو دعا دے۔ یعنی یوں کہے: [عَلَيْكَ وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] یا صرف [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] پر بھی کفایت کرے' تو جائز ہے۔ (صحیح البخاری' الاستئذان' حدیث: ۶۲۵۳)

(المعجم ١٥٤، ١٥٥) - بَابُ الرَّجُلِ يُنَادِي الرَّجُلَ فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ (التحفة ١٦٦)

باب: ۱۵۴' ۱۵۵- کسی کی پکار پر "لبیک" کہہ کر جواب دینا

٥٢٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عن أبي

۵۲۳۳- حضرت ابو عبدالرحمٰن فہری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

٥٢٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة، والبخاري، الاستئذان، باب: إذا قال: فلان يقرئك السلام، ح: ٦٢٥٣ من حديث زكريا ابن أبي زائدة به.

٥٢٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٦ من حديث حماد بن سلمة به، * عبدالله بن يسار مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

هَمَّام عَبْدِ الله بنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفِهْرِيَّ قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حُنَيْنًا، فَسِرْنَا في يَوْمٍ قَائِظٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَنَزَلْنَا تَحتَ ظِلِّ الشَّجَرِ فلمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ لَبِسْتُ لَأْمَتِي وَرَكِبْتُ فَرَسِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ في فُسْطَاطِهِ فقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله! وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، قَدْ حَانَ الرَّوَاحُ، فقَالَ: «أَجَلْ»، ثُمَّ قال: «يابِلَالُ! [قُمْ]» فَثَارَ مِنْ تَحتِ سَمُرَةٍ كَأَنَّ ظِلَّهُ ظِلُّ طائِرٍ، فقَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! وَأَنَا فِدَاؤُكَ، فقَالَ: «أَسْرِجْ لِي الْفَرَسَ»، فأَخْرَجَ سَرْجًا دَفَّتَاهُ مِنْ لِيفٍ، لَيْسَ فِيهِمَا أَشَرٌ ولا بَطَرٌ، فَرَكِبَ وَرَكِبْنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ہم انتہائی گرمی کے دن میں چلتے رہے، پھر ایک درخت کے سائے تلے اترے۔ جب سورج ڈھل گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی، گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے عرض کیا [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] کوچ کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' پھر فرمایا: ''بلال! اٹھو'' تو وہ ایک کیکر کے درخت کے نیچے سے اچھل کر اٹھے اور ان کا سایہ ایسے پڑ رہا تھا جیسے کسی پرندے کا ہو۔ (وہ بہت ہی نحیف جسم کے تھے) انہوں نے کہا: میں حاضر ہوں اور حاضر ہوں اور آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میرا گھوڑا تیار کرو۔'' (اس پر زین رکھو) چنانچہ اس نے ایسی زین نکالی جس کی گدیاں کھجور کی چھال سے بھری گئی تھیں۔ ان میں کسی قسم کا تکبر اور بڑائی نہ تھی (انتہائی سادہ تھیں۔) چنانچہ آپ سوار ہو گئے اور ہم بھی۔ اور پوری حدیث بیان کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفِهْرِيُّ لَيْسَ لَهُ إِلَّا هٰذَا الحدِيثُ، وَهُوَ حَدِيثُ نَبِيلٍ جَاءَ بِهِ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن فہری سے یہی ایک حدیث مروی ہے اور یہ عمدہ حدیث ہے جسے حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: ''لبیک'' اگرچہ ایک تعبدی کلمہ ہے۔ مگر جائز ہے کہ انسان کسی صاحب فضل کے بلانے پر اسے اس لفظ سے جواب دے۔ بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٥٥، ١٥٦) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ (التحفة ١٦٧)

باب: ۱۵۵، ۱۵۶- کسی کو ان الفاظ میں دعا دینا ''اللہ تمہیں ہنستا مسکراتا رکھے''

٥٢٣٤- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إِبْراهِيمَ

۵۲۳۴- جناب (عبداللہ) ابن کنانہ بن عباس بن

٥٢٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الدعاء بعرفة، ح:٣٠١٣ من حديث ◀◀

الْبَرَكِيُّ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيِّ وَأَنَا لِحَدِيثِ عِيسَى أَضْبَطُ، قال: حدثنا عَبْدُ الْقَاهِرِ بنُ السَّرِيِّ يَعني السُّلَمِيَّ: أخبرنا ابنُ كِنَانَةَ بنِ عَبَّاسِ بنِ مِرْدَاسٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: ضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ فقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ أَو عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ، وَسَاقَ الحدِيثَ.

مرداس اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ ہنس دیے تو حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ آپ کو (ہمیشہ) ہنستا مسکراتا رکھے۔ اور حدیث بیان کی۔

(المعجم ١٥٦، ١٥٧) - **بَابٌ: فِي الْبِنَاءِ** (التحفة ١٦٨)

باب: ۱۵۶، ۱۵۷- مکان بنانے کا بیان

٥٢٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن الأَعمَشِ، عن أَبِي السَّفَرِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: مَرَّ بِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا أُطَيِّنُ حَائِطًا لِي، أَنَا وَأُمِّي فقَالَ: «مَا هٰذَا يَا عَبْدَ الله؟» فقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! شَيْءٌ أُصْلِحُهُ، فقَالَ: «الأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذَلِكَ».

۵۲۳۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں اور میری والدہ اپنے احاطے کی دیوار لیپ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے پوچھا: ”عبداللہ! کیا ہو رہا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی کچھ مرمت کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”معاملہ تو اس سے بہت جلد ہے۔“

٥٢٣٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادٌ المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قال: مَرَّ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا وَهَى فقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فقُلْنَا: خُصٌّ لَنَا وَهَى،

۵۲۳۶- جناب اعمش نے اپنی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی، کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور ہم اپنی جھگی (یا کوٹھڑی) جو بوسیدہ ہو گئی تھی، اس کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا ہو رہا ہے؟“ ہم نے عرض کیا کہ ہماری یہ جھگی بوسیدہ ہو گئی ہے

◀◀ عبدالقاهر به، وذكره ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢١٤ * عبدالله بن كنانة وأبوه مجهولان.

٥٢٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] * الأعمش صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٥٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٥٥، ٢٥٥٦، وانظر الحديث الآتي.

٥٢٣٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، ح: ٢٣٣٥ عن هناد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٤١٦٠ من حديث أبي معاوية الضرير به.

فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَرَى الأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذَلِكَ».

تو اس کی مرمت کر رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو معاملے کو اس سے بھی جلد سمجھتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① جائز ہے کہ انسان اپنی رہائشی ضرورت کے لیے کوئی چیز تعمیر کرے اور اس کی اصلاح کرے۔ ② دنیا کے امور میں اپنی امیدوں اور پروگراموں کو از حد مختصر رکھنا چاہیے۔

٥٢٣٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: أخبرني إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْقُرَشِيُّ عن أَبِي طَلْحَةَ الأَسَدِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً، فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟» قال لَهُ أَصْحَابُهُ: هٰذِهِ لِفُلَانٍ، رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، قال: فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا في نَفْسِهِ، حَتَّى إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ في النَّاسِ، أَعْرَضَ عَنْهُ، صَنَعَ ذَلِكَ مِرَارًا حَتَّى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيهِ وَالإِعْرَاضَ عَنْهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى أَصحَابِهِ، فقَالَ: وَاللهِ! إِنِّي لَأُنْكِرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قالُوا: خَرَجَ فَرَأَى قُبَّتَكَ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتَّى سَوَّاهَا بالأَرضِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا، فَقَالَ: «مَا فُعِلَتِ الْقُبَّةُ؟» قالُوا: شَكَا إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ عَنْهُ، فَأَخْبَرْنَاهُ، فَهَدَمَهَا،

٥٢٣٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو ایک اونچا قبہ (نما مکان) دیکھا۔ آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری کا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ خاموش ہو رہے اور بات اپنے دل میں رکھی۔ جب اس کا مالک دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس سلام کرنے کے لیے آیا، تو آپ نے اس پر توجہ نہ دی۔ اور بار بار ایسے ہوا حتیٰ کہ وہ سمجھ گیا کہ آپ ناراض ہیں اور توجہ نہیں فرماتے ہیں۔ تو اس نے اس کیفیت کی اپنے ساتھیوں سے شکایت کی اور کہا قسم اللہ کی میں رسول اللہ ﷺ کو بدلا بدلا سا پاتا ہوں۔ اس کے ساتھیوں نے بتایا کہ آپ باہر گئے تھے اور تمہارا قبہ دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ آدمی اپنے اس قبہ نما مکان پر گیا اور اسے گرا دیا، حتیٰ کہ اسے زمین کے برابر کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر گئے اور مکان نظر نہ آیا تو پوچھا: ''قبے کا کیا ہوا؟ صحابہ نے بتایا کہ اس کے مالک نے آپ کی بے توجہی کی ہم سے شکایت کی تھی تو ہم نے اسے وجہ بتائی تو اس نے اسے گرا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال کا باعث ہے مگر وہ جو...... مگر وہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

٥٢٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٠ من حديث أبي طلحة الأسدي به، وهو صدوق كما في الكاشف للذهبي.

فقالَ: «أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلا مَا لَا، إِلا مَا لَا»، يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ذاتی مکان میں رہائش رکھتے تھے اور وہ ان کی لازمی ضرورت کی حد تک ہی محدود ہوتے تھے۔ لمبے چوڑے اور اونچے اونچے محل کھڑے کرنا جن کا کوئی حقیقی مصرف نہ ہو شرعی مزاج کے خلاف ہے۔ بلکہ اونچی اونچی تعمیرات قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

(المعجم ١٥٧، ١٥٨) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ الْغُرَفِ (التحفة ١٦٩)

باب:١٥٧، ١٥٨-بالا خانہ بنانا

٥٢٣٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى عن إسْمَاعِيلَ، عن قَيْسٍ، عن دُكَيْنِ بنِ سَعِيدٍ المُزَنِيِّ قال: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ الطَّعَامَ فقالَ: «يا عُمَرُ! اذْهَبْ فأَعْطِهِمْ»، فارْتَقَى بِنا إلَى عُلِّيَّةٍ فأَخَذَ المِفْتَاحَ مِنْ حُجْرَتِهِ فَفَتَحَ.

٥٢٣٨- حضرت دکین بن سعید مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے غلے کا مطالبہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”عمر! جاؤ اور ان کو دو۔“ چنانچہ وہ ہمیں لے کر ایک بالا خانے پر چڑھے اور اپنے حجرے سے چابی لے کر اس کو کھولا۔

فائدہ: فی الواقع ضرورت ہو تو مکان کے اوپر مکان بنانا جائز ہے۔

(المعجم ١٥٨، ١٥٩) - بَابٌ: فِي قَطْعِ السِّدْرِ (التحفة ١٧٠)

باب:١٥٨، ١٥٩-بیری کا درخت کاٹ دینا (کیسا ہے؟)

٥٢٣٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا أَبُو أُسامَةَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عُثْمانَ بنِ أَبِي سُلَيْمانَ، عن سَعِيدِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ

٥٢٣٩- حضرت عبداللہ بن حُبشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بیری کا درخت کاٹا‘ اللہ اس کے سر کو جہنم میں الٹا لٹکائے گا۔“

٥٢٣٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٨٩٥ (بتحقيقي) * قيس هو ابن أبي حازم.

٥٢٣٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦١١ من حديث ابن جريج به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي: ٦/ ١٤١ وغيره.

جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ حُبْشِيٍّ قَالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ في النَّارِ».

سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ مَعْنَى هٰذَا الحدِيثِ فقالَ: هٰذَا الحدِيثُ مُخْتَصَرٌ، يَعْني: «مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً في فَلَاةٍ يَسْتَظِلُّ بِها ابنُ السَّبِيلِ وَالْبَهائِمُ عَبَثًا وَظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَكُونُ لَهُ فيهَا، صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ في النَّارِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ سے اس حدیث کی توضیح پوچھی گئی' تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث مختصر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جنگل میں لگی بیری کا درخت جو آنے جانے والے مسافروں اور جانوروں کے لیے سائے کا کام دیتا ہو اور کوئی شخص بے مقصد ظلم سے اسے کاٹ ڈالے تو اللہ اسے جہنم میں الٹا لٹکائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی ایک توجیہ تو یہی ہے جو امام ابوداود رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی ہے۔ اور اس معنی میں صرف بیری ہی نہیں بلکہ ایسے تمام درخت شامل ہو سکتے ہیں جو جنگل میں راہی مسافروں اور چرندوں پرندوں کے لیے سائے اور آرام کا باعث ہوں۔ انہیں بلاوجہ کاٹ ڈالنا بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد مکہ اور مدینہ کے حدود حرم میں واقع بیری کے درخت اور ایسے ہی دوسرے درختوں کو کاٹنے کی ممانعت ہے۔ جیسے کہ درج ذیل روایت میں ہے۔

٥٢٤٠- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خالِدٍ وَسَلَمَةُ يَعني ابنَ شَبِيبٍ، قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن عُثْمانَ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُ الحدِيثَ إِلَى النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۵۲۴۰- جناب عثمان بن ابوسلیمان نے ثقیف کے ایک آدمی سے' اس نے حضرت عروہ بن زبیر سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوع روایت کیا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کی۔

٥٢٤١- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَحُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ قالَا: حَدَّثَنا

۵۲۴۱- حسان بن ابراہیم کہتے ہیں: میں نے ہشام بن عروہ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ بیری کا کاٹنا کیسا ہے جبکہ

٥٢٤٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢١٧٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ١٩٧٥٦، وسنده ضعيف، وهو حسن بالشواهد.

٥٢٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤١ من حديث أبي داود به.

حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قال: سَأَلْتُ هِشامَ بْنَ عُرْوَةَ عن قَطْعِ السِّدْرِ وَهُو مُسْتَنِدٌ إِلَى قَصْرِ عُرْوَةَ فقالَ: أَتَرَى هٰذِهِ الأَبْوَابَ وَالمَصَارِيعَ إِنَّما هِيَ مِنْ سِدْرِ عُرْوَةَ، كَانَ عُرْوَةُ يَقْطَعُهُ مِنْ أَرْضِهِ وقال: لا بَأْسَ بِهِ. زَادَ حُمَيْدٌ فقالَ: هِيَ يا عِرَاقِيُّ! جِئْتَنِي بِبِدْعَةٍ، قال: قُلْتُ: إِنَّما الْبِدْعَةُ مِنْ قِبَلِكُم، سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ بِمَكَّةَ: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ مَنْ قَطَعَ السِّدْرَ ثُمَّ ساقَ مَعْنَاهُ.

وہ اپنے والد عروہ کے محل کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے؟ تو انہوں نے کہا: کیا تم یہ دروازے اور چوکھٹیں دیکھ رہے ہو، یہ عروہ کی بیریوں سے بنائے گئے ہیں اور عروہ انہیں اپنی زمین سے کاٹ لیا کرتے تھے اور کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حُمید بن مسعدہ نے مزید کہا کہ ہشام نے کہا: ارے عراقی! (حسان بن ابراہیم) تو تو میرے پاس ایک بدعت والی بات لایا ہے۔ اس نے کہا: میں نے جواب دیا کہ بدعت تو تمہاری طرف سے ہے۔ میں نے مکہ میں علماء سے سنا ہے جو یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی پر لعنت کی ہے جو بیری کو کاٹے۔ پھر مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ١٥٩، ١٦٠) - بَابٌ: فِي إِمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ (التحفة ١٧١)

باب: ۱۵۹، ۱۶۰- راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا بیان

٥٢٤٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: حدَّثني أَبِي: حدَّثني عَبْدُ الله بْنُ بُرَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ أَبِي، بُرَيْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «في الإنْسانِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ». قالُوا: وَمَنْ يُطِيقُ ذٰلِكَ يا نَبِيَّ الله!؟ قال: «النُّخاعَةُ في المَسْجِدِ تَدْفِنُها، وَالشَّيْءَ

۵۲۴۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ تو اس پر واجب ہے کہ اپنے ہر ہر جوڑ کے بدلے صدقہ دیا کرے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کون اس کی ہمت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد میں پڑی رینٹ (حلق کی آلائش) کو دفن کر دینا' راستے میں پڑی (تکلیف دہ) چیز ہٹا دینا اور اگر یہ نہ ہو سکے تو چاشت کی دو رکعتیں ہی تمہیں اس (تمام صدقے) سے کافی ہو جائیں گی۔''

٥٢٤٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٤ من حديث حسين بن واقد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٢٦، وابن حبان، ح: ٦٣٣، ٨١١، وللحديث شواهد.

تُنَحِّيهِ عن الطَّرِيقِ، فإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعتَا الضُّحَى تُجْزِئُكَ».

فوائد ومسائل: ① مسجد میں تھوکنا یا کسی طرح کی آلائش ڈالنا گناہ ہے جب کہ اس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا اور خرابی کا ازالہ کر دینا ثواب کا کام ہے۔ خواہ کچے فرش میں دبا دینے کی صورت میں ہو یا ویسے کھرچ کر صاف کرنے کی صورت میں۔ اسی طرح راستے سے اینٹ' روڑا' پتھر' کانٹے یا کوئی اور رکاوٹ مثلاً گڑھا وغیرہ دور کرنا انتہائی ثواب کا کام ہے۔ اور جو یہ اور ان جیسی دوسری تکلیف دہ چیزیں راستے میں ڈالیں ان پر بہت بھاری گناہ ہے۔ ② اشراق کے نفلوں کی فضیلت اس قدر ہے کہ بندے پر واجب شکر کا حق ادا ہو جاتا ہے' مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کی وجہ سے انسان مالی صدقات سے بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے۔

٥٢٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ عن عَبَّادِ بنِ عَبَّادٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ وَهُوَ أَتَمُّ، عن وَاصِلٍ، عن يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى ابنِ يَعْمَرَ، عن أَبِي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِن ابنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عن المُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُهُ الأذَى عن الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَتُهُ أَهْلَهُ صَدَقَةٌ». قالُوا: يَا رَسُولَ الله! يَأْتِي شَهْوَتَهُ وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ!؟ قال: «أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا في غَيْرِ حَقِّهَا، أَكَانَ يَأْثَمُ؟» قال: «وَيُجْزِىءُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى».

۵۲۴۳- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہوتی ہے اور آدم زاد کے جوڑ جوڑ پر صدقہ واجب ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کا اپنے ملنے والے کو سلام کہنا صدقہ ہے' کسی کو نیکی کی بات بتانا صدقہ ہے' برائی سے منع کرنا صدقہ ہے' راستے سے تکلیف دہ چیز دور کر دینا صدقہ ہے' بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اپنی شہوت پوری کرے اور وہ اس کے لیے صدقہ بنے یہ کیونکر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بتاؤ اگر وہ حرام میں یہ کام کرے تو کیا گناہ گار نہیں ہوگا؟'' (اس کے بالمقابل حلال سے اپنی خواہش پوری کرنا ثواب اور صدقہ ہوا۔) آپ نے فرمایا: ''ان سب کاموں سے اس کے لیے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ حَمَّادٌ الأَمْرَ وَالنَّهْيَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حماد (بن زید) نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر نہیں کیا۔

٥٢٤٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٢٨٥ .

٥٢٤٤ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا خالِدٌ عن وَاصِلٍ، عن يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عن أَبِي ذَرٍّ بِهَذَا الحدِيثِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ في وَسْطِهِ.

۵۲۴۴- حضرت ابواسود دیلی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی۔ اور کہا کہ نبی ﷺ نے یہ حدیث اپنی گفتگو کے دوران بیان فرمائی۔

٥٢٤٥ - حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «نَزَعَ رَجُلٌ - لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ - غُصْنَ شَوْكٍ عن الطَّرِيقِ، إِمَّا كَانَ في شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ، وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ بها فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

۵۲۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی جس نے کبھی کوئی نیکی کا کام نہیں کیا تھا' اس نے راستے سے کانٹوں کی ایک ٹہنی دور کر دی۔ یہ (ٹہنی) یا تو درخت پر تھی کہ اس نے کاٹ پھینکی یا راستے میں پڑی تھی اور اس نے ایک طرف ہٹا دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کر لیا اور اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔''

فائدہ: انسان کو کسی موقع پر کسی نیکی کو حقیر اور معمولی نہیں جاننا چاہیے' نہ معلوم کون سا عمل کس وقت رب العالمین کو پسند آ جائے اور اس کی بخشش کا سبب بن جائے۔ الغرض راستے کی رکاوٹ' خواہ کسی طرح کی ہو' دور کرنا ایمان کا حصہ اور بخشش کا سامان ہے اور اس کے برخلاف راستے میں رکاوٹ ڈالنا ناجائز اور حرام ہے۔

(المعجم ١٦٠، ١٦١) - بَابٌ: فِي إِطْفَاءِ النَّارِ بِاللَّيْلِ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۶۰' ۱۶۱- رات کو آگ بجھا کر سونا چاہیے

٥٢٤٦ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ

۵۲۴۶- جناب سالم رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ

٥٢٤٤_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٢٨٦.

٥٢٤٥_ تخريج: [صحيح] * أخرجه البخاري، المظالم، باب من أخذ الغصن . . . الخ، ح: ٢٤٧٢، ومسلم، البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، ح: ١٩١٤ بعد، ح: ٢٦١٧ من حديث أبي صالح به.

٥٢٤٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: لا تترك النار في البيت عند النوم، ح: ٦٢٩٣، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطية وإيكاء السقاء . . . الخ، ح: ٢٠١٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٨.

حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ رِوَايَةً. وقالَ مَرَّةً يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «لا تَتْرُكُوا النَّارَ في بُيُوتِكُم حِينَ تَنَامُونَ».

بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں اور ایک بار نبی ﷺ سے مرفوع بھی ذکر کیا کہ: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ رہنے دیا کرو۔''

٥٢٤٧- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمَّارُ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ طَلْحَةَ: حدثنا أَسْبَاطٌ عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَتْ فَأْرَةٌ فأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيلَةَ فَجَاءَتْ بِهَا، فأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتي كَانَ قاعِدًا عَلَيْهَا، فأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ دِرْهَمٍ، فقَالَ: «إِذَا نِمْتُمْ فأَطْفِئُوا سُرُجَكُم فإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلَى هٰذَا فَتَحْرِقَكُم».

۵۲۴۷-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک چوہیا چراغ کی بتی گھسیٹتی ہوئی لے آئی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس چٹائی پر ڈال دی جس پر آپ تشریف فرما تھے اور ایک درہم کے برابر جگہ جل گئی۔ تو آپ نے فرمایا: ''جب تم سونے لگو تو اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ بلاشبہ شیطان اس جیسی مخلوق کو اس قسم کا کام سجھا دیتا ہے اور تمہارے گھروں میں آگ لگا دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق اس روایت کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ صحیح بخاری (حدیث:۶۲۹۴' ۶۲۹۵) اور صحیح مسلم (حدیث:۲۰۱۶) کی روایات اس سے کفایت کرتی ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت ہمارے محقق کے نزدیک معناً صحیح ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' حدیث:۱۴۲۶) ② رات کو سوتے وقت بالخصوص آگ' کوئلے والی انگیٹھی' گیس یا بجلی کے چولہے اور ہیٹر اور پرانے بتی والے چراغ بجھا کر سونا چاہیے ورنہ نقصان ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ اخبارات میں اس قسم کی خبریں بکثرت سننے پڑھنے میں آتی رہتی ہیں۔ ایسے ہی احتیاط کا تقاضا ہے کہ بجلی کے بلب بھی گل کیے ہوں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ بجلی بھی آگ کی ایک قسم ہے۔ نیز اندھیرے میں سونا طبی اعتبار سے بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ③ اس قسم کے حادثات میں درحقیقت شیطانی حرکت کا عمل دخل ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اس کے شر سے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

٥٢٤٧ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٢٢٢، وعبد بن حميد في مسنده، (منتخب)، ح:٥٩١ من حديث عمرو بن طلحة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩٧، والحاكم: ٢٨٤/٤، ٢٨٥، ووافقه الذهبي * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، وحديث البخاري: ٦٢٩٤، ٦٢٩٥، ومسلم، ح: ٢٠١٦ يغني عنه.

(المعجم ١٦١، ١٦٢) - **بَابٌ: فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ** (التحفة ١٧٣)

باب:۱۶۱'۱۶۲-سانپوں کو مارنے کا بیان

٥٢٤٨- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ، وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

۵۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سے ہماری ان (سانپوں) سے لڑائی شروع ہوئی ہے ہم نے ان سے صلح نہیں کی اور جس نے ڈر کے مارے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

٥٢٤٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ بَيَانٍ السُّكَّرِيُّ عن إِسْحَاقَ بنِ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن الْقَاسِمِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ، فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّي».

۵۲۴۹- حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب قسم کے سانپوں کو مار ڈالا کرو۔ جو ان کے بدلے سے ڈرے' وہ مجھ سے نہیں۔''

٥٢٥٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مُسْلِمٍ قال: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَرْفَعُ الحدِيثَ - فِيمَا أُرَى - إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْحَيَّاتِ مَخَافَةَ طَلَبِهِنَّ فَلَيْسَ مِنَّا، مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ».

۵۲۵۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سانپوں کو ان کے بدلے کے ڈر سے چھوڑ دیا' وہ ہم سے نہیں۔ جب سے ہماری ان سے لڑائی شروع ہوئی ہے ہم نے ان سے صلح نہیں کی۔''

٥٢٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٢ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عنده.

٥٢٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجهاد، باب من خان غازيًا في أهله، ح: ٣١٩٥ من حديث شريك القاضي به، وسنده ضعيف * شريك عنعن، والحديث الآتي: ٥٢٥٢، والسابق: ٥٢٤٨ يغنيان عنه.

٥٢٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٠ عن عبدالله بن نمير به، وللحديث شواهد كثيرة، حديث: ٥٢٤٨ يغني عنه.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں' تاہم معناً صحیح ہیں جیسا کہ تحقیق و تخریج میں وضاحت موجود ہے۔ ② صاحب ایمان کو جرأت مند اور بہادر ہونا چاہیے اور اپنے دشمن سے خواہ وہ انسانی ہو یا حیوانی کسی طرح خوف زدہ نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔ ③ اسی طرح ان کے بدلے سے بھی نہیں ڈرنا چاہیے۔ ④ انسان اور سانپ کی دشمنی فطری اور جبلی ہے۔ ⑤ سانپ سے ڈرنے والا اعلیٰ درجے کے ایمان سے کم تر رہتا ہے۔

٥٢٥١ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حدثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عن مُوسَى الطَّحَّانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ: إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَكْنُسَ زَمْزَمَ، وَإِنَّ فِيهَا مِنْ هٰذِهِ الْجِنَّانِ - يَعني الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ - فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِهِنَّ.

٥٢٥١- سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم زمزم کے کنویں کو صاف کرنا چاہتے ہیں لیکن اس میں چھوٹے چھوٹے سانپ ہیں۔ تو نبی ﷺ نے ان کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

فائدہ: سانپ اور موذی جانوروں کو حرم میں بھی قتل کرنے کا حکم ہے' خواہ انسان حالت احرام میں بھی ہو۔ بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٥٢٥٢ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ؛ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ». قال: وَكَانَ عَبْدُ الله يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا، فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ.

٥٢٥٢- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب قسم کے سانپوں کو مار ڈالا کرو۔ وہ بھی جس کی پشت پر سیاہ (یا سفید) رنگ کی دو لکیریں ہوتی ہیں اور جس کی دم نہیں ہوتی۔ بلاشبہ یہ نظر زائل کر دیتے ہیں (جس کے ساتھ ان کی نظر مل جائے۔) اور یہ حمل گرانے کا باعث بھی بنتے ہیں۔'' چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس سانپ کو بھی پاتے' اسے قتل کر ڈالتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ یا زید بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ان کو دیکھا کہ

٥٢٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * مروان الفزاري عنعن، وفي سماع عبدالرحمٰن بن سابط من ابن عباس نظر.

٥٢٥٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٣ من حديث سفيان، البخاري، بدء الخلق، باب قول الله تعالى: ﴿وبث فيها من كل دابة﴾، ح: ٣٢٩٧ من حديث الزهري به.

وہ سانپ کو ڈھونڈ رہے تھے تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ جو گھروں میں رہنے والے سانپ ہیں ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

٥٢٥٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن أَبِي لُبَابَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتي تَكُونُ في الْبُيُوتِ، إلا أَنْ يَكُونَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا في بُطُونِ النِّسَاءِ.

۵۲۵۳- حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سانپوں کو جو گھروں میں رہتے ہیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ سوائے ان کے جن کی پشت پر (کالی یا سفید) دو دھاریاں ہوتی ہیں اور جس کی دم نہیں ہوتی۔ بلاشبہ یہ نظر زائل کر دینے اور عورتوں کا حمل گرا دینے کا باعث بنتے ہیں۔

فائدہ: بالخصوص مدینہ منورہ کے متعلق یہ وارد ہے کہ وہاں گھروں میں جن رہتے تھے جو سانپوں کی شکل میں موقع بموقع نمودار ہوتے رہتے تھے لیکن گھر والوں کو کوئی اذیت نہ دیتے تھے' اس لیے باقی مقامات پر بھی اگر کہیں ایسی صورت ہو کہ سانپ موقع بموقع نظر آ کر غائب ہو جاتا ہو تو وہ غالباً جن ہو سکتا ہے' اس لیے اس کو مارنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ تین بار اسے اپنی زبان میں تنبیہ کرنی چاہیے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ اگر اس کے بعد دکھائی دے تو مار دیا جائے۔ جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔

٥٢٥٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ؛ أَنَّ ابنَ عُمَرَ وَجَدَ بَعْدَ ذَلِكَ، يَعني بَعْدَ مَا حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ، حَيَّةً في دَارِهِ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ، يَعني إِلَى الْبَقِيعِ.

۵۲۵۴- جناب نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث معلوم ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ انہوں نے اپنے گھر میں سانپ دیکھا (تو اسے قتل نہیں کیا بلکہ) اس کے متعلق حکم دیا اور بقیع کی طرف بھگا دیا گیا۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی فضیلت یہی تھی کہ وہ فرمان رسول ﷺ معلوم ہو جانے کے بعد اس سے کسی طرح سرتابی نہ کرتے تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین. اور تمام اصحاب ایمان کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔

٥٢٥٣- تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٣٢٩٨، ٣٣١٢، ٣٣١٣، ومسلم، ح: ٢٢٣٣ من حديث نافع به، وانظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٩٧٥.

٥٢٥٤- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٢٥٥ - حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني أُسَامَةُ عن نَافِعٍ في هٰذَا الحدِيثِ، قال نافِعٌ: ثُمَّ رَأَيْتُها بَعْدُ في بَيْتِهِ.

٥٢٥٥- جناب اسامہ' حضرت نافع سے مذکورہ حدیث کے سلسلے میں روایت کرتے ہیں......نافع نے کہا یہ روایت سننے کے بعد میں نے گھر میں سانپ دیکھا...... (مارنے کی بجائے بقیع کی جانب بھگا دیا۔)

٥٢٥٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن مُحَمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيَى قال: حَدَّثني أَبِي أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ يَعُودُونَهُ، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِينَا صَاحِبًا لَنَا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ، فَأَقْبَلْنَا نَحْنُ فَجَلَسْنَا فِي المَسْجِدِ، فَجَاءَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْهَوَامَّ مِنَ الْجِنِّ، فَمَنْ رَأَى فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فَلْيُحَرِّجْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنْ عَادَ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

٥٢٥٦- جناب محمد بن ابو یحیٰی روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ وہ اور ان کا ایک ساتھی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے۔ پھر ہم ان کے ہاں سے نکلے تو ہمیں ہمارا ایک ساتھی ملا جو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے ہاں جا رہا تھا۔ چنانچہ ہم آ کر مسجد میں بیٹھ گئے تو ہمارا وہ ساتھی بھی آ گیا۔ اس نے بتایا کہ اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بلاشبہ کئی سانپ جن ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو کوئی اپنے گھر میں کچھ دیکھے تو چاہیے کہ اسے تین بار متنبہ کرے اگر وہ پھر نظر آئے تو مار ڈالے۔ بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

٥٢٥٧ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن صَيْفِيٍّ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الأَنْصَارِ عن أَبِي السَّائِبِ قال: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ تَحْتَ سَرِيرِه تَحْرِيكَ شَيْءٍ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَالَكَ؟ فَقُلْتُ: حَيَّةٌ هٰهُنَا، قال: فَتُرِيدُ مَاذَا؟

٥٢٥٧- حضرت ابو سائب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس کی' میں نے دیکھا تو وہ سانپ تھا۔ چنانچہ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا' تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں سانپ ہے۔ انہوں نے کہا: تو کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اسے مارتا ہوں۔ تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مکان کی

٥٢٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٣٦/٢٢٣٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر، ح: ٥٢٥٣.

٥٢٥٦ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** * المخبر مجهول فالسند ضعيف، والحديث الآتي يغني عنه.

٥٢٥٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ١٤١/٢٢٣٦ من حديث محمد بن عجلان به.

قُلْتُ: أَقْتُلُهَا، فَأَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي دَارِهِ، تِلْقَاءَ بَيْتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ ابنَ عَمٍّ لِي كَانَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ اسْتَأْذَنَ إِلَى أَهْلِهِ وكَانَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ بِسِلَاحِهِ، فَأَتَى دَارَهُ، فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً عَلَى بَابِ الْبَيْتِ، فَأَشَارَ إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ، فقالَتْ: لا تَعْجَلْ حَتَّى تَنْظُرَ ما أَخْرَجَنِي، فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَإِذَا حَيَّةٌ مُنْكَرَةٌ فَطَعَنَهَا بِالرُّمْحِ، ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فِي الرُّمْحِ تَرْتَكِضُ. قال: فَلا أَدْرِي أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا، الرَّجُلُ أَوِ الْحَيَّةُ، فَأَتَى قَوْمُهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فقالُوا: ادْعُ اللهَ أَنْ يَرُدَّ صَاحِبَنَا، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُم»، ثُمَّ قال: «إِنَّ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ أَسْلَمُوا بِالمَدِينَةِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَذِّرُوه ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ إِنْ بَدَا لَكُم بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَاقْتُلُوهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ».

طرف اشارہ کیا اور کہا: بے شک میرا چچا زاد اسی مکان میں رہتا تھا۔ جنگ احزاب کے دن اس نے اپنے گھر آنے کی اجازت مانگی جب کہ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہو کر جانا۔ وہ اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی گھر کے دروازے پر کھڑی ہے۔ چنانچہ اس نے نیزے سے اس کی طرف اشارہ کیا (مارنے لگا۔) تو اس نے کہا: جلدی مت کرو۔ پہلے دیکھ لو کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ (دیکھ لو کہ میں باہر کیوں نکلی ہوں؟) چنانچہ وہ گھر کے اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک بدصورت سانپ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنا نیزہ اسی میں چبھو دیا اور اسی طرح چبھوئے ہوئے باہر لے آیا اور سانپ نیزے کے ساتھ تڑپ رہا تھا۔ انہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے پہلے کون مرا' وہ آدمی یا سانپ؟ چنانچہ اس کی قوم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور انہوں نے کہا: دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس آدمی کو واپس (زندہ) کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔'' پھر فرمایا: ''مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہوئے ہیں' تو جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین بار خبردار کرو۔ اس کے بعد اگر قتل کرنے کا خیال ہو تو تیسری بار کے بعد قتل کرو۔''

٥٢٥٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ عَجْلَانَ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ مُخْتَصَرًا قال: «فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ،

۵۲۵۸- جناب ابن عجلان نے یہ حدیث اختصار سے روایت کی' کہا: ''اسے تین بار خبردار کرے۔ اس کے بعد اگر ظاہر ہو تو قتل کر دے' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

٥٢٥٨_ **تخريج:** أخرجه مسلم من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق، ح: ٥٢٥٧.

فَلْيَقْتُلْهُ فإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

٥٢٥٩ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعيدٍ الْهَمْدَانيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مالِكٌ عن صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابنِ أَفْلَحَ: أخبرني أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشامِ بنِ زُهْرَةَ؛ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعيدٍ الْخُدْرِيِّ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَأَتَمَّ مِنْهُ قال: «فآذِنُوهُ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ فإِنْ بَدَا لَكُم بَعْدَ ذَلِكَ فاقْتُلُوهُ، فإِنَّما هُوَ شَيْطانٌ».

۵۲۵۹- جناب ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بلکہ اس سے کامل روایت کیا۔ کہا: ''اسے تین دن تک متنبہ کرو۔ اگر اس کے بعد تمہارے سامنے آئے تو قتل کر دو۔ بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

٥٢٦٠ - حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ عن عَلِيِّ بنِ هاشِمٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي لَيْلَى عن ثابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي لَيْلَى، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ عنْ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا في مَساكِنِكُم فقولُوا: أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ، أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمانُ، أَنْ [لَا] تُؤْذُونَا فإِنْ عُدْنَ فاقْتُلُوهُنَّ».

۵۲۶۰- جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جب تم ان میں سے کسی چیز کو اپنے گھروں میں دیکھو تو ان سے کہو: میں تمہیں وہ قسم دیتا ہوں جو حضرت نوح علیہ السلام نے تمہیں دی تھی۔ میں تمہیں وہ قسم دیتا ہوں جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمہیں دی تھی کہ ہمیں کسی قسم کی ایذا نہ دینا۔ اگر پھر بھی وہ نکلیں تو قتل کر دو۔''

٥٢٦١ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا

۵۲۶۱- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب قسم

٥٢٥٩ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر الحديث السابق: ٥٢٥٧، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٦.

٥٢٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في قتل الحيات، ح: ١٤٨٥ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى به، وقال: "حسن غريب" * محمد بن أبي ليلى ضعيف، تقدم، ح: ٧٥٢.

٥٢٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٦/ ٣٠ من حديث أبي داود به * إبراهيم لم يسمع من ابن مسعود فالسند منقطع، ولا ينفع إبراهيم أن يروي عن جماعة من أصحابه التابعين أو أتباع التابعين المجاهيل عن ابن مسعود رضي الله عنه، ومغيرة بن مقسم مدلس وعنعن.

أبُو عَوانَةَ عن مُغِيرَةَ، عن إبْراهِيمَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قال: «اقْتُلوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا إِلَّا الْجَانَّ الأَبيَضَ الَّذِي كَأَنَّهُ قَضِيبُ فِضَّةٍ».

کے سانپوں کو قتل کر دیا کرو۔ سوائے ان کے جو سفید چاندی کی چھڑی کی مانند ہوں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: فقال لِي إِنْسَانٌ: الْجَانُّ لا يَنْعَرِجُ في مِشْيَتِهِ، فإِنْ كَانَ هٰذَا صحِيحًا كَانَتْ عَلَامَةً فيه إِنْ شاءَ الله.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ سانپ کی شکل میں جن اپنے چلنے میں ٹیڑھا ہو کر نہیں چلتا ہے۔ اگر وہ بالکل سیدھا چلے تو ان شاءاللہ یہ اس کے جن ہونے کی علامت ہوگی۔

فائدہ: روایت موقوف ہے۔ اور انتہائی سفید چمکدار سانپ شاید مدینہ منورہ سے مخصوص ہوں اور ان کی چال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جن ہے یا سانپ؟

(المعجم ١٦٢، ١٦٣) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الأَوْزَاغِ (التحفة ١٧٤)

باب: ۱۶۲، ۱۶۳- چھپکلی (اورگرگٹ) کو مار دینے کا بیان

٥٢٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ قال: أَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا.

۵۲۶۲- حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی (اورگرگٹ) کو قتل کر دینے کا حکم دیا ہے اور اسے چھوٹا فاسق بتایا۔" (مضرت رساں اور نقصان دہ جانور۔)

٥٢٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً في أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا في الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى

۵۲۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے چھپکلی (اورگرگٹ) کو پہلی چوٹ میں مارا اس کے لیے اتنا اتنا ثواب ہے۔ اور جس نے دوسری چوٹ میں مارا اسے اتنا اتنا ثواب ہے۔ یعنی پہلے سے کم۔ اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا اس کے لیے اتنا اتنا ثواب ہے۔ یعنی دوسری بار سے بھی کم۔"

٥٢٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٨ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٨٣٩٠، ومسند أحمد: ١/١٧٦.

٥٢٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٤٠ عن محمد بن الصباح به.

مِنَ الأُولَى، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى مِنَ الثَّانِيَةِ».

٥٢٦٤- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حدثنا إِسْماعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلٍ قال: حدَّثني أَخِي أَوْ أُخْتِي عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «في أَوَّلِ ضَربَةٍ [سَبْعُونَ] حَسَنَةً».

۵۲۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چھپکلی (یا گرگٹ) کو پہلی ہی چوٹ میں مار دیا اس کے لیے ستر نیکیاں ہیں۔''

فائدہ: چھپکلی...... (جو کہ گھروں اور جنگلوں میں ہوتی ہے اور گرگٹ اس سے بڑا ہوتا ہے) کے متعلق آتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ پھونکنے میں شریک تھے۔ (صحیح البخاری' احادیث الانبیاء' حدیث :۳۳۵۹ و صحیح مسلم' السلام' حدیث:۲۲۳۷ و مسند احمد :۶/۲۰۰) اور ویسے بھی یہ بڑا زہریلا جانور ہے' اس لیے ہمیں اس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ اور چاہیے کہ مسلمان جرأت منداور کامل نشانے والا ہو۔ اسی لیے مذکورہ ثواب کا بیان ہوا ہے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ پہلی چوٹ میں مار دینے سے سو نیکیاں ملتی ہیں۔ (صحیح مسلم' السلام' حدیث:۲۲۴۰)

(المعجم ١٦٣، ١٦٤) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الذَّرِّ (التحفة ١٧٥)

باب:۱۶۳' ۱۶۴- چیونٹیوں کو مارنے کا مسئلہ

٥٢٦٥- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي الزِّنادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِياءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فأَمَرَ بِجَهازِهِ فأُخْرِجَ مِنْ تَحتِها، ثُمَّ أَمَرَ بِها فأُحْرِقَتْ، فأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً».

۵۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کسی درخت کے نیچے اترے تو ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے پورے بل کو اس کے نیچے سے نکالنے کا حکم دیا اور پھر حکم دیا اور انہیں جلا دیا گیا۔ تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی کہ صرف ایک ہی کو کیوں نہ مارا (جس نے کہ کاٹا تھا)''

٥٢٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٤٠ من حديث إسماعيل بن زكريا به.

٥٢٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن قتل النمل، ح: ٢٢٤١ عن قتيبة به، والبخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم . . . في الحَرَم، ح: ٣٣١٩ من حديث أبي الزناد به.

٥٢٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ: «أنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ فأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فأُحْرِقَتْ، فأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: أَفِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ؟».

٥٢٦٦-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹ لیا تو انہوں نے ان کے پورے بل کے متعلق حکم دیا اور اسے جلا ڈالا گیا۔ تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: کیا وجہ ہوئی کہ تجھے تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تو نے پوری جماعت کو ہلاک کر ڈالا جو کہ (اللہ کی) تسبیح کرتی تھی؟''

فوائد ومسائل: ① چیونٹیوں کو اللہ کی تسبیح کرنے والی ''امت'' کہا گیا ہے۔ ویسے بھی اللہ کی سب مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے مگر ان کا تسبیح کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ إِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (بنی إسرائیل: ٤٤) ② کاٹنے والی چیونٹی کو اگر انسان بطور سزا مار ڈالے تو کچھ اجازت ہے ورنہ عمومی طور پر اجازت نہیں ہے۔ ③ جب ایک چیونٹی کو بلاوجہ قتل کرنا جائز ہے تو کسی صاحب ایمان آدمی کا قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ ④ جب چیونٹیاں کسی گھر میں بہت زیادہ ہو جائیں اور اذیت کا باعث ہوں تو کسی دوا وغیرہ سے ہلاک کرنا جائز ہے۔ ⑤ حدیث میں مذکور جس کسی نبی کا ذکر آیا ہے' وہ غالباً اس مسئلے سے آگاہ نہیں تھے اسی لیے انہوں نے یہ کام کیا۔ صلی اللہ علیه وعلىٰ نبينا وسلّم.

٥٢٦٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ

٥٢٦٧-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے چار قسم کے جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے: چیونٹی' شہد کی مکھی' ہدہد اور لٹورا۔

٥٢٦٦ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث ابن وهب، انظر الحديث السابق، والبخاري، الجهاد والسير، باب: ١٥٣، ح: ٣٠١٩ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

٥٢٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب ما ينهى عن قتله، ح: ٣٢٢٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٨٤١٥، ومسند أحمد: ١/ ٣٣٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٨ * الزهري عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةِ، وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ.

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٥٢٦٨ - حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عن ابنِ سَعْدٍ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ الْحَسَنُ بنُ سَعْدٍ - عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تُعَرِّشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فقالَ: «مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»، وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قال: «إِنَّهُ لا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

٥٢٦٨- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ ہم نے اس کے بچے پکڑ لیے تو ان کی ماں اپنے بچوں پر گرنے لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور پوچھا: ”اس کو اس کے بچوں سے کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو......“ اور آپ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کا ایک بل ہم نے جلا ڈالا ہے۔ تو آپ نے پوچھا: ”اس کو کس نے جلایا ہے؟“ ہم نے بتایا کہ ہم نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”آگ کے رب (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کو روا نہیں کہ کسی کو آگ سے عذاب دے۔“

فوائد ومسائل: ① اللہ کی مخلوق کو بلاوجہ پریشان کرنا جائز نہیں' البتہ زینت کے لیے معروف جانور پالنا' انہیں باندھنا اور پنجروں میں بند رکھنا جائز ہے۔ ② چیونٹیوں یا کسی دوسری مخلوق (انسان ہو یا حیوان) کو آگ سے جلا کر ہلاک کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ١٦٤، ١٦٥) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الضِّفْدَعِ (التحفة ١٧٦)

باب: ١٦٤، ١٦٥- مینڈک کو مارنے کا بیان

٥٢٦٩ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

٥٢٦٩- حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان ؓ سے روایت

٥٢٦٨ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٦٧٥.

٥٢٦٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٨٧١.

أخبرنا سُفْيَانُ عن ابن أَبِي ذِئْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ خَالِدٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عُثْمانَ؛ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عنْ قَتْلِهَا.

ہے کہ ایک معالج نے نبی ﷺ سے مینڈک کے متعلق پوچھا کہ وہ اسے کسی دوا میں ڈالتا ہے تو آپ نے اسے اس کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور یہ پانی کے ان جانوروں میں شمار نہیں جن کا کھانا حلال ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ١٦٥، ١٦٦) - بَابٌ: فِي الْخَذْفِ (التحفة ١٧٧)

باب: ۱۶۵، ۱۶۶- کنکریاں اور پتھریاں مارتے پھرنا

٥٢٧٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ صُهْبَانَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن الخَذْفِ، قال: «إِنَّهُ لا يَصِيدُ صَيْدًا وَلَا يَنْكَأُ عَدُوًّا، وَإِنَّمَا يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ».

۵۲۷۰- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے کسی کا شکار نہیں ہوتا‘ نہ کوئی دشمن زخمی ہوتا ہے‘ البتہ کسی کی آنکھ پھوٹ سکتی ہے‘ یا دانت ٹوٹ سکتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① بے مقصد کام سے ہر مسلمان کو ہمیشہ باز رہنا چاہیے۔ بالخصوص بچوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بلا مقصد بیٹھے کنکر‘ پتھر مارتے رہتے ہیں‘ تو یہ ایک لغو اور مضر کام ہے‘ نو خیز بچوں کو عمدہ طریقے سے سمجھاتے رہنا چاہیے تاکہ ان کی اٹھان خیر کے اعمال پر ہو۔ ② شکار ایک عمدہ مقصد ہے اور اسی طرح میدان جہاد میں کفار کو نشانہ بنانا بھی ایک فضیلت کا عمل ہے۔ ③ نشانہ بازی کی مشق کے لیے اگر یہ کام کرنا ہو تو کسی ایسی جگہ ہونا چاہیے جہاں کسی کیلئے کوئی ضرر نہ ہو۔ ④ اگر اس کارستانی میں کسی عاقل بالغ سے کسی کی آنکھ پھوٹ گئی یا دانت ٹوٹ گیا‘ تو دیت لازم آئے گی۔

(المعجم ١٦٦، ١٦٧) - باب مَا جَاءَ فِي الْخِتَانِ (التحفة ١٧٨)

باب: ۱۶۶، ۱۶۷- ختنے کا بیان

٥٢٧٠- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب النهي عن الخذف، ح: ٦٢٢٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو، وكراهة الخذف، ح: ١٩٥٤ من حديث شعبة به.

٥٢٧١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِالرَّحِيمِ الأَشْجَعِيُّ قالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ - قال عَبْدُ الْوَهَّابِ: - الْكُوفِيُّ عن عَبْدِ المَلِكِ ابنِ عُمَيْرٍ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ؛ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بالمَدِينَةِ، فقَالَ لَها النَّبِيُّ ﷺ: «لا تُنْهِكِي، فإنَّ ذَلِكَ أَحْظَى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إلَى الْبَعْلِ».

۵۲۷۱-حضرت ام عطیہ انصاریہ ؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو ختنے کیا کرتی تھی۔ تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ختنہ گہرامت کیا کر' کیونکہ اس میں عورت کے لیے زیادہ لذت اور شوہر کے لیے بھی یہ کیفیت زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عن عُبَيْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن عَبْدِ المَلِكِ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ بواسطہ عبدالملک عبیداللہ بن عمرو سے بھی اسی کے ہم معنی اور اس کی سند سے مروی ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بالْقَوِيِّ وَقَدْ رُوِيَ مُرْسَلًا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اور یہ حدیث قوی نہیں ہے۔ اسے مرسل بھی روایت کیا گیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ مَجْهُولٌ، وَهذا الحدِيثُ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اور محمد بن حسان مجہول ہے اور حدیث ضعیف ہے۔

فوائد ومسائل: ① علامہ البانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور کہا ہے کہ سلف میں عورتوں کا ختنہ' ایک معروف عمل تھا۔ البتہ ان لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے' جن کو اس کی بابت علم نہیں ہے۔ (الصحیحۃ' حدیث: ۷۲۲' ۲/۳۴۸) ② اہل عرب اور مغرب میں معروف ہے کہ وہ لوگ بچیوں کے بھی ختنے کرتے تھے۔ اور مذکورہ حدیث کا تعلق بھی عورتوں کے ختنے سے ہے کہ شرمگاہ پر بڑھا ہوا گوشت دور کیا جائے مگر اسے گہرا نہ کاٹا جائے۔ اور علماء کا کہنا ہے چونکہ مشرق اور مغرب کی عورتوں میں فطری طور پر فرق پایا گیا ہے اس لیے مشرق کی عورتوں میں اس کی ضرورت نہیں۔ اسی لیے ان علاقوں میں یہ عمل غیر معروف ہے۔ ③ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ عمل عورتوں کے لیے ضروری

٥٢٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٣٢٤ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به * محمد بن حسان مجهول، وقيل: هو المصلوب الكذاب، وللحديث شاهدان ضعيفان عند البيهقي، وروى البخاري في الأدب المفرد: ١٢٤٧ بإسناد حسن موقوف ان بنات أخي عائشة ختن . . . الخ، وهذا لا يشهد له.

نہیں ہے۔ البتہ جہاں اس کی ضرورت محسوس ہو یا وہاں کا معمول ہو تو وہاں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٦٧، ١٦٨) - بَابٌ: فِي مَشْيِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيقِ (التحفة ١٧٩)

باب:١٦٧، ١٦٨- راستے میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر چلنا

٥٢٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عن أَبِي الْيَمَانِ، عن شَدَّادِ بنِ أَبِي عَمْرِو بنِ حِمَاسٍ، عن أَبِيهِ، عن حَمْزَةَ بنِ أَبِي أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ المَسْجِدِ، فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ: «اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ»، فَكَانَتِ المَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ.

٥٢٧٢- جناب حمزہ اپنے والد حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا جبکہ آپ مسجد سے نکل رہے تھے اور مرد عورتوں کے ساتھ درمیان راستے میں گھس کر چل رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: ''پیچھے پیچھے رہو۔ تمہیں مناسب نہیں کہ راستے کے عین درمیان میں چلو۔ بلکہ راستے (اور گلی) کے اطراف میں چلا کرو۔'' چنانچہ عورت دیوار کے ساتھ لگ کر چلا کرتی تھی۔ حتی کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک اٹک جاتا تھا۔ اس لیے کہ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① عورتوں کے لیے ادب یہ ہے کہ ہمیشہ مردوں کے پیچھے چلا کریں۔ ② راستے اور گلی میں چلتے ہوئے عین درمیان میں چلنے کی بجائے اس کی ایک جانب ہو کر چلا کریں۔ یہ کیفیت ان کے باحیا اور باوقار ہونے کی علامت ہے۔ اور اس میں ان کے لیے امن بھی ہے کہ کوئی اوباش ان کو پریشان نہیں کر سکتا۔ ③ بعض حضرات نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے' دیکھیے: (الصحیحۃ' حدیث:٨٥٦)

٥٢٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

٥٢٧٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ

٥٢٧٢- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٩/ ٥٥ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به * شداد مجهول، وأبوه مستور، وله شاهد ضعيف عند ابن حبان، ح: ١٩٦٩.

٥٢٧٣- **تخريج**: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٠ من حديث سلم بن قتيبة به، وصححه، وقال الذهبي: "داود بن أبي صالح: قال ابن حبان: يروي الموضوعات" وقال أبوحاتم: "مجهول، حدث بحديث منكر".

فارِسٍ: حَدَّثَنا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ عن دَاوُدَ بنِ أَبي صَالِحِ المُزَنِيِّ، عن نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَمْشِيَ - يَعني الرَّجُلَ، بَيْنَ المَرْأَتَيْنِ.

نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی دو عورتوں کے درمیان ہو کر چلے۔

فائدہ: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ تاہم یہ واضح ہے کہ مسلمان معاشرے میں مردوں اور عورتوں کے حقوق محفوظ اور محترم ہیں۔ مردوں کو ادب سکھایا گیا ہے کہ عورتوں کا احترام کریں اور اپنے وقار کا بھی خیال رکھیں۔ عورتیں جا رہی ہوں تو کسی طرح جائز نہیں کہ آدمی ان کے درمیان گھس جائے۔ مگر لازم ہے کہ عورتیں بھی شرعی حجاب اور دیگر آداب کی پابندی اختیار کریں جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

(المعجم ١٦٨، ١٦٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسُبُّ الدَّهْرَ** (التحفة ١٨٠)

باب: ۱۶۸، ۱۶۹- آدمی کا زمانے کو گالی دینا

٥٢٧٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ وَابنُ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «يَقُولُ الله عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ الأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ».

۵۲۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا مجھے دکھ دیتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، معاملہ میرے ہی ہاتھ میں ہے، رات اور دن کو میں ہی پھیرتا ہوں۔"

قال ابنُ السَّرْحِ: عن ابنِ المُسَيَّبِ مَكَانَ سَعِيدٍ.

ابن سرح نے سند میں سعید کی بجائے عن ابن المسیب کہا (اور وہ ایک ہی شخصیت ہے۔ یعنی سعید بن مسیب)

فوائد و مسائل: ① "دور یا زمانے" کو برا بھلا کہنا ناجائز ہے۔ دور یا زمانہ تو ہمیشہ سے ایک ہی ہے، البتہ لوگ اپنی بداعمالیوں کو بھول کر زمانے کی طرف نسبت کرنے لگتے ہیں۔ ② چونکہ اللہ عزوجل زمانے کا خالق اور اس میں تغیر وتبدل کرنے والا ہے اس نسبت سے اس نے اپنے آپ کو "دھر" سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس سبب کے باوجود یہ کلمہ اللہ کے اسماء یا صفات میں سے نہیں ہے۔

٥٢٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الجاثية، باب: ﴿وما يهلكنا إلا الدهر﴾، ح: ٤٨٢٦، ومسلم، الألفاظ من الأدب، باب النهي عن سب الدهر، ح: ٢٢٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

سنن ابوداود کا ترجمہ اور فوائد مکمل ہوئے

حمد بے پایاں اس اللہ رب العالمین کی جس نے دین اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور پھر اپنے پیارے حبیب سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ کی سنت کی کسی قدر خدمت کی توفیق عنایت فرمائی۔ جو سنن ابوداود کے ترجمہ وفوائد کی شکل میں ناظرین کے سامنے ہے۔ یہ سراسر اوّل تا آخر خاص اسی اَلْمَنّان کا فضل ہے۔ اس میں جو بھی خیر وخوبی ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے۔

میرے مولیٰ! اپنے اس ناچیز بندے کی یہ ادنیٰ سی کوشش قبول فرما اور محشر کے دن اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ساتھ نصیب فرما اور ان کی شفاعت کا مستحق بنا اور اس میں جو بھی خطا اور بھول چوک ہے وہ سب میری جہالت اور نادانی ہے' اسے اپنے خاص فضل سے معاف فرما دے' بلاشبہ تو بہت ہی معاف کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

وصلى الله على النبى محمد و على آله و صحبه اجمعين.

العبد

ابوعمار عمر فاروق بن عبدالعزیز السعیدی السّلفی

الحمد للہ سنن ابوداود کے ترجمہ وفوائد پر نظر ثانی اور تنقیح واضافہ کا کام ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ (مئی ۲۰۰۴ء) میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف' مترجم' رفقائے دارالسلام' ناشر' منیجر اور راقم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور سب کی محنت وکاوش قبول فرما کر سب کو اخروی اجر وثواب سے نوازے اور اس کتاب کو لوگوں کی اصلاح وہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین.

حافظ صلاح الدین یوسف

مدیر: شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ

دارالسلام' لاہور۔

شعبۂ تحقیق و تصنیف دارالسلام

أ

ب

ت

ث

ج

خ

د

ذ

ر

ز

س

ش

ص

غ

ف

ق

ك

ل

المكتبة الرحمانية
۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔لاہور
نمبر.....1.7559.....